سلسلة خدمة الحديث النبوي 14

اُردو شرح

جمعُ الفوائِد 6

مِن

جامعِ الاُصُولِ و مجمعِ الزّوائِدِ



تألیف: امام محمد بن سلیمان المغربی (م ۱۰۹۴ھ)

ترجمہ: مولانا محمد احمد دلپذیر

تخریج و شرح: شیخ الحدیث حافظ محمد عباس انجم گوندلوی

تقریظ: شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصارُ السّنّہ پبلیکیشنز لاہور

فہرست عناوین

❁❁❁❁

كِتَابُ الْقَدْرِ
تقدیر کا بیان

وفيه محاجة آدم لموسى وحكم الأطفال وذم القدرية وغير ذلك

اور اس میں سیدنا آدم اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا مکالمہ ہے، نابالغ بچوں کا مسئلہ ہے اور منکرین تقدیر وغیرہ کی مذمت کا بیان ہے

٧٦٢٩ــ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ وَأَنَّ مَاأَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَهُ)). (رواه الترمذي: ٢١٤٤)

٧٦٢٩۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی بندہ مؤمن نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ ہر اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لائے اور یہاں تک کہ وہ یہ یقین کر لے کہ جو کچھ اس کو ملنے والا ہے وہ اس سے خطا جانے (رہ جانے) والا نہیں ہے اور جو اس سے رہ جائے وہ اس کو مل نہیں سکتا۔'' (ترمذی)

٧٦٣٠ــ عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَقُلْتُ لَهُ وَقَعَ فِي نَفْسِي شَيْءٌ مِنَ الْقَدَرِ فَحَدِّثْنِي بِشَيْءٍ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُذْهِبَهُ مِنْ قَلْبِي، قَالَ: لَوْأَنَّ اللّٰهَ عَذَّبَ أَهْلَ سَمَاوَاتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ عَذَّبَهُمْ وَهُوَغَيْرُظَالِمٍ لَهُمْ وَلَوْرَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ وَلَوْأَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَباً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَاقَبِلَهُ اللّٰهُ مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ وَتَعْلَمَ أَنَّ

٧٦٣٠۔ ''ابن دیلمی نے کہا: میں سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے ان سے کہا کہ میرے دل میں تقدیر کے بارے میں شبہ پیدا ہوگیا ہے۔ آپ کوئی حدیث بیان کریں تا کہ میرے دل سے اللہ تعالیٰ اس کو دور کردے۔

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ آسمان والوں اور زمین والوں سب کو عذاب دے تو وہ عذاب دینے کی وجہ سے ظالم نہیں ہوگا اور اگر وہ ان پر رحمت کرے تو ان سب کے اعمال کے لحاظ سے ان کے لیے اس کی رحمت بہت بہتر ہے۔ اور اگر تو احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں

(٧٦٢٩) ترمذي: ٢١٤٤۔ صحيح، الباني: ١٧٤٣.

(٧٦٣٠) ابو داود: ٤٦٩٩۔ صحيح، الباني: ٣٩٣٢۔ ابن ماجه: ٧٧۔ احمد: ٢١١٠١.

مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَأَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ وَلَوْمُتَّ عَلَى غَيْرِ هٰذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ . قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ، قَالَ: أَتَيْتُ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ، قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَحَدَّثَنِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ . (رواه أبوداود: ٤٦٩٩)

خرچ کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول نہیں کرے گا یہاں تک کہ تو اس کی تقدیر پر ایمان لے آئے اور تو جان لے کہ جو کچھ تجھے ملا ہے وہ تجھ سے خطا جانے والا نہیں اور جو تجھے نہیں ملا وہ تجھے مل نہیں سکتا اور اگر اس عقیدے کے بغیر تو مرے گا تو آگ میں داخل ہو گا۔ راوی نے کہا: پھر میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے بھی اس کے مثل کہا اور پھر میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے بھی اس کے مثل کہا، پھر میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے بھی اس کے مثل بیان کیا۔" (ابوداؤد)

٧٦٣١۔ عَنْ أَبِي حَفْصَةَ قَالَ قَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ لِابْنِهِ: يَا بُنَيَّ! إِنَّكَ لَنْ تَجِدَ طَعْمَ حَقِيْقَةِ الإِيْمَانِ حَتَّى تَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ ، فَقَالَ لَهُ: اكْتُبْ قَالَ: رَبِّ! وَمَاذَا أَكْتُبُ ، قَالَ: اكْتُبْ مَقَادِيْرَكُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَقُوْمَ السَّاعَةُ)) يَابُنَيَّ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ مَاتَ عَلَى غَيْرِ هٰذَا فَلَيْسَ مِنِّي)) . (رواه أبوداود: ٤٧٠٠)

۷۶۳۱۔ "سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے (بوقتِ وفات) اپنے بیٹے سے کہا: اے بیٹے! تو ایمان کی حقیقت کا ذائقہ اس وقت تک نہیں چکھ سکتا جب تک کہ تو جان نہ لے کہ جو تجھے ملنا ہے، وہ تجھ سے ٹلنے والا نہیں، اور جو چیز تجھے نہیں ملنی، وہ مل نہیں سکتی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: "سب سے پہلے اللہ نے قلم پیدا کیا اور اس سے فرمایا: لکھ دے، اس نے عرض کیا: اے میرے ربّ! میں کیا لکھوں؟ فرمایا: ہر چیز کی تقدیر لکھ جو تا قیامت تک آنے والی ہے۔ اے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: "جو اس کے خلاف عقیدے پر مرے گا وہ میرا امتی نہ ہوگا۔" (ابوداؤد)

شرح: ......قَدَر کا معنی اندازہ لگانا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اندازہ لگایا ہے وہ اسی وقت پر اور اسی صفت پر واقع ہوگا ذرہ برابر آگے پیچھے نہیں ہوتا۔

قدریہ فرقہ تقدیر کا انکار کرتا ہے کہ کوئی تقدیر نہیں۔ واقعات کے وقوع کے بعد اللہ کو ان کا پتہ چلتا ہے۔

تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے اعمال کا خالق ہے خواہ خیر ہوں یا شر۔ اللہ نے لوح محفوظ میں انہیں پیدائش سے پہلے لکھ دیا تھا اور وہ ہر ایک قضا و قدر اور اپنی مشیت و ارادہ سے پیدا کرتا ہے۔ البتہ ایمان

(٧٦٣١) ابو داود: ٤٧٠٠۔ صحیح الالبانی: ٣٩٣٣۔ ترمذی: ٢١٥٥.

اور اطاعت وغیرہ کو وہ پسند کرتا ہے اور اس پر ثواب دیتا ہے اور کفر و معصیت کو وہ پسند نہیں کرتا اور اس پر سزا دیتا ہے۔

یہ تقدیر اللہ کا راز ہے۔ اس پر کوئی فرشتہ اور نبی بھی مطلع نہیں اس پر اعتقاد رکھنا ہی کافی ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ تقدیر ایک تاریک رستہ ہے یا گہرا سمندر ہے اس میں قدم نہ رکھیں۔

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چیزوں کے اندازے، ان کے احوال اور ان کے وجود میں آنے سے پہلے ان کے اوقات جانتا ہے۔ اوپر والی دنیا اور نیچے والی دنیا میں جو بھی رونما ہو رہا ہے یہ سب اس کے علم اور قدرت اور ارادے سے ہو رہا ہے۔ اس کا سمجھنا کتاب وسنت پر موقوف ہے جو یہ تقدیر کے بارے میں بتائیں اس پر ایمان لایا جائے۔

(انجاز الحاجہ: ۱۰/ ۳۸۰)

ابن دیلمی کے دل میں تقدیر کے بارے میں کوئی اضطراب تھا اطمینان نہ تھا۔ تو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہم نے نہایت عمدہ دلیل سے انہیں مطمئن کیا کہ بالفرض اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر عذاب کرے تو یہ اس کی ناانصافی نہیں کیونکہ وہ زمین و آسمان کا مالک ہے اور اس کے تصرف میں ظلم نہیں ہوتا انصاف ہی ہوتا ہے۔ ظلم تب ہوتا جب یہ کسی غیر کی ملکیت ہوتی۔ یہ ملکیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اور اگر رحمت کرے تو یہ اس کا فضل ہے۔

ان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تقدیر پر ایمان سے نیک عمل قبول ہوتے ہیں اور تقدیر کا منکر بدعتی ہے، اس کا عمل مقبول نہیں حتی کہ توبہ کرے۔

یہ بھی قدر ہی پر ایمان ہے کہ جو بھی نعمت یا مصیبت، اطاعت یا معصیت انسان کو پہنچی ہے یہ اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہے۔ یہاں حیلے رکاوٹ نہیں بن سکتے ہیں کیونکہ قضا وقدر کا فیصلہ خطا نہیں جاتا۔

یہ تمام احادیث قضا کے سبقت لے جانے پر دلیل ہیں اور ان میں کمال درجہ سے تقدیر پر ایمان کی ترغیب ہے۔

(انجاز الحاجہ: ۱/ ۳۹۱)

٧٦٣٢ــ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ: قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقِيْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَامُحَمَّدٍ! إِنَّ أَهْلَ الْبَصْرَةِ يَقُوْلُوْنَ فِي الْقَدَرِ، قَالَ: يَابُنَيَّ! أَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَاقْرَإِ الزُّخْرُفَ قَالَ: فَقَرَأْتُ: ﴿حم وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآناً عَرَبِياً لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ وَإِنَّهُ فِي

۷۶۳۲۔ ''عبدالواحد بن سلیم نے عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ سے کہا کہ بصرہ میں کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی چیز نہیں ہے۔ انہوں نے کہا: اے بیٹے! کیا تو قرآن مجید پڑھتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، انہوں نے کہا: تو سورت الزخرف پڑھ۔ پس میں نے پڑھا: ''حٰمٓ قسم ہے بیان کرنے والی کتاب کی! ہم نے اس کو عربی زبان میں قرآن نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھو اور بلاشبہ یہ اصل کتاب (لوح محفوظ) میں ہمارے پاس بڑا بلند مرتبہ

(٧٦٣٢) ترمذی: ٢١٥٥۔ صحیح، البانی: ١٧٤٩.

أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ﴾ فَقَالَ: أَتَدْرِي مَا أُمُّ الْكِتَابِ؟ قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّهُ كِتَابٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَقَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الأَرْضَ فِيْهِ إِنَّ فِرْعَوْنَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَفِيْهِ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾ قَالَ عَطَاءٌ فَلَقِيْتُ الْوَلِيْدَ بْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ مَاكَانَ وَصِيَّةُ أَبِيْكَ عِنْدَ الْمَوْتِ، بِنَحْوِهِ. (رواه الترمذی: ۲۱۵۵)

نہایت حکمت والا ہے۔'' پھر کہا: تو جانتا ہے کہ وہ اصل کتاب کیا چیز ہے؟ تو میں نے کہا: نہیں، انہوں نے کہا: وہ کتاب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کرنے سے پہلے لکھی ہے اور اس میں لکھا ہے کہ فرعون آگ والوں میں سے ہے اور اس میں ہے: ''ابولھب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہوا۔'' عطاء رحمہ اللہ نے کہا: میں نے ملاقات کی ولید بن عبادہ بن صامت سے اور میں نے اس سے سوال کیا کہ تیرے والد نے موت کے وقت تجھے کیا وصیت کی تھی؟ بقیہ حدیث سابق روایت کی طرح ہے۔''

۷۶۳۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ وَفِي يَدِهِ كِتَابَانِ فَقَالَ: ((أَتَدْرُوْنَ مَاهٰذَانِ الْكِتَابَانِ؟)) فَقُلْنَا لاَيَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِلَّاأَنْ تُخْبِرَنَا، فَقَالَ لِلَّذِي فِي يَدِهِ الْيُمْنٰى: ((هٰذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَى آخِرِهِمْ فَلاَ يُزَادُ فِيْهِمْ وَلاَ يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا)) ثُمَّ قَالَ لِلَّذِيْ فِي شِمَالِهِ: ((هٰذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِوَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَى آخِرِهِمْ فَلاَ يُزَادُ فِيْهِمْ وَلاَ يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا)) فَقَالَ أَصْحَابُهُ: فَفِيْمَ الْعَمَلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ كَانَ أَمْرٌ قَدْ فُرِغَ

۷۶۳۳۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم جانتے ہو یہ دو کتابیں کون سی ہیں؟'' ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں تو کوئی علم نہیں جب تک آپ نہ بتائیں۔ پس جو کتاب آپ ﷺ کے دائیں ہاتھ میں تھی اس کے بارے میں فرمایا: ''یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے اور اس میں تمام اہل جنت کے نام درج ہیں۔ ان کے باپ دادا اور ان کی قوم قبیلوں کے نام ہیں، پھر اجمالاً اوّل تا آخر کے متعلق بیان کیا کہ ان میں سے نہ تو کوئی زیادہ کیا جائے گا اور نہ کم کیا جائے گا اور وہ کتاب جو آپ ﷺ کے بائیں ہاتھ میں تھی اس کے متعلق فرمایا: یہ رب العالمین کی طرف سے کتاب ہے اور اس میں تمام اہل جہنم کے نام ہیں۔ ان کے باپ دادوں اور ان کے قبائل کے نام ہیں، پھر اس کے آخر میں مہر ثبت کر دی گئی ہے، نہ ان میں کبھی کوئی

(۷۶۳۳) ترمذی: ۲۱٤۱۔ حسن، البانی: ۱۷٤۰۔ احمد: ٦۵۲۷.

مِنْهُ، فَقَالَ: ((سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا فَإِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ وَإِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيْهِ فَنَبَذَهُمَا ثُمَّ قَالَ: ((فَرَغَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ، فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ)). (رواه الترمذی: ٢١٤١)

کم کیا جائے گا اور نہ کبھی کوئی زائد کیا جائے گا۔
صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر اعمال کی حیثیت کیا رہی جب کہ اس معاملہ کو پہلے سے طے کر دیا گیا ہے؟ فرمایا: تم استقامت طلب کرو اور میانہ رو چلتے رہو، پس جو جنتی ہو گا اس کا خاتمہ اہل جنت کے اعمال کے مثل نیک عمل پر ہو گا اور جہنمی کا خاتمہ ایسے عمل پر ہو گا جو اہل جہنم کے عمل کے مثل ہو گا، خواہ اس کے پہلے اعمال جس نوعیت کے بھی ہوں۔ پھر اپنے دست مبارک کو حرکت دی اور دونوں کتابیں چھوڑ دیں، اور فرمایا: تمہارا ربّ تعالیٰ اپنے بندوں کے معاملات سے فارغ ہو چکا ہے۔ ایک فریق جنت میں ہے اور دوسرا فریق جہنم میں ہے۔'' (ترمذی)

٧٦٣٤ــــ اِبْنُ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ فَبَسَطَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى فَقَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، هٰذَا كِتَابٌ مِنَ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، بِأَسْمَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ وَعَشَائِرِهِمْ، لَا يُزَادُ فِيْهِمْ، وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ، ثُمَّ بَسَطَ كَفَّهُ الْيُسْرَى، فَقَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا كِتَابٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، لِأَهْلِ النَّارِ بِأَسْمَائِهِمْ، وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ وَعَشَائِرِهِمْ، لَا يُزَادُ فِيْهِمْ، وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ)). (للكبير: ١٣٥٦٨) وفيه ابن مجاهد قلت لعل المصنف دخله لاحتمال أن يكون غير عبدالوهاب وإلا فسيأتي له أن عبد الوهاب بن مجاهد ضعيف.

٧٦٣٤۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ نبی ﷺ گھر سے نکلے اور فرمایا: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔" یہ کتاب ہے اللہ رحمٰن رحیم کی طرف سے۔ اس میں اہل جنت کے نام ہیں اور ان کے باپ دادا کے اور ان کی قوم اور ان کے خاندانوں کے نام ہیں۔ ان میں نہ اضافہ کیا جائے گا اور نہ کمی کی جائے گی۔
پھر آپ ﷺ نے بایاں ہاتھ پھیلایا، پھر فرمایا: اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا مہربان ہے۔ یہ کتاب رحمٰن رحیم کی طرف سے ہے اس میں اہل جہنم کے نام ہیں، ان کے باپ دادا اور ان کی قوم اور ان کے خاندانوں کے نام ہیں، نہ ان میں اضافہ کیا جائے گا اور نہ کمی کی جائے گی۔'' (الکبیر اس سند میں ابن مجاہد نامی راوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے مصنف رحمہ اللہ کو اس سند میں احتمال ہو گیا ہو کہ یہ ابن مجاہد کے علاوہ ہے ورنہ خود مصنف کی طرف سے عنقریب وضاحت آ رہی ہے کہ عبدالوہاب بن مجاہد ضعیف ہے)

شرح: ...... منکرین قدر کی تردید بیان ہوئی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھ دیا ہے اور

(٧٦٣٤) طبرانی کبیر: ١٣٥٦٨۔ من حديث ابن مجاهد عن ابيه و لم اعرف ابن مجاهد وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمی: ١١٧٨٧.

زمین اور آسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے تقدیر لکھ دی تھی۔ تقدیر کا منکر آگ میں جائے گا۔

سب سے پہلے قلم پیدا کرنے کا مطلب ہے کہ عرش، پانی اور ہوا کے بعد اللہ تعالیٰ نے تقدیر لکھی تھی کیونکہ حدیث میں آتا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تقدیر آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے لکھی تھی اور اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔ (مسلم)۔

اس وقت جو ہو چکا اور جو ہونے والا تھا سب کچھ لکھا۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ عرش پہلے پیدا ہوا یا قلم؟ اکثر کا خیال ہے کہ عرش پہلے پیدا ہوا اور قلم بعد میں پیدا ہوا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۴۴۰)

یہ کتابیں حقیقت میں تھیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کا انتہائی مقرر وقت لکھ دیا گیا ہے۔ جس کی اجل کی انتہاء ہوتی ہے اسے مٹا دیا جاتا ہے اور جس کی اجل باقی ہوتی ہے اسے باقی لکھا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے اور یہی تقدیر ہے جو قرآن پاک میں ہے:

﴿يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ وَ عِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ۝﴾ (الرعد: ۳۹)

''اللہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت کرتا ہے، اس کے پاس لوح محفوظ ہے۔''

اس کا یہی مطلب ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔ ان کتابوں کے مطابق ہو رہا ہے اس میں تبدیلی نہیں آتی۔

(جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۴۳۱)

٧٦٣٥۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ: ((يَاغُلَامُ! إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوِاجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْكَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلَى أَنْ يَضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ إِلَّابِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ . (رواه الترمذي: ٢٥١٦)

۷۶۳۵۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا اور مجھے آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لڑکے! تجھے چند کلمات میں تعلیم کرتا ہوں۔ تو اللہ کے احکام کی حفاظت کر تو وہ تیری حفاظت کرے گا، تو اس کے احکام کی حفاظت کر تو اس کو اپنے سامنے پائے گا، جب تو سوال کرنا چاہے تو اللہ ہی سے سوال کر اور جب تو مدد طلب کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ ہی سے امداد طلب کر۔ بالیقین جان لے کہ اگر ساری امت تجھے نفع پہنچانے پر متفق ہو جائے تو وہ سب مل کر تجھے کوئی نفع نہیں پہنچائیں گے مگر صرف وہ جو تیرے لیے اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے، اور اگر وہ سب جمع ہو کر تجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو تیرے اوپر کوئی ضرر مسلط نہیں کر سکتے مگر صرف وہ جو اللہ تعالیٰ نے

(٧٦٣٥) ترمذی: ٢٥١٦۔ صحیح، البانی: ٢٠٤٣۔ احمد: ٢٧٥٨.

تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ قلم اُٹھائے گئے ہیں اور تقدیر کے صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔'' (ترمذی)

شرح:...... نبی اکرم ﷺ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مخاطب کیا اور ایمان افزا بات بتائی۔

اللہ کی حفاظت کرنے کا مطلب ہے کہ اس کے حکم اور نہی کی حفاظت کی جائے، جو حکم اس نے دیا ہے اس کی اطاعت کی جائے اور جس سے منع کیا ہے اس سے منع ہوں۔ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا میں آفتوں اور پریشانیوں سے محفوظ رکھے گا اور آخرت میں سزاؤں سے بچائے گا۔ اور جو یہ کہا ہے کہ اللہ کی حفاظت کرو اسے سامنے پاؤ گے کہ اس کی رضا جوئیوں کو سامنے رکھو اور اللہ کے حق کی رعایت کرو تو اللہ تمہارے سامنے ہوگا۔

اور کہا گیا ہے کہ قلمیں اٹھالی گئیں اور صحیفے خشک ہو گئے یعنی ہر چیز لوح محفوظ میں لکھی جا چکی ہے۔ اس سے فراغت کے بعد اب کچھ نہ لکھا جائے گا۔

جو قضا و قدر میں فیصلہ ہو چکا ہے اسے قلم اٹھانے اور صحیفے خشک ہو جانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۶۳۶)

٧٦٣٦ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقَدْرِ سُئِلَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيْهِ لَمْ يُسْأَلْ عَنْهُ. (رواه ابن ماجة: ٨٤، بلين)

۷۶۳۶۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جس نے تقدیر کے کسی مسئلے میں بحث کی تو اس سے قیامت کے دن سوال ہوگا اور جس نے اس میں کوئی بحث نہ کی اس سے سوال بھی نہیں ہوگا۔'' (ابن ماجہ، سند کمزور ہے)

٧٦٣٧ــ عَنْ أَبِي الأَسْوَدِ الدِّيْلِيِّ قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ أَرَأَيْتَ مَايَعْمَلُ النَّاسُ الْيَوْمَ وَيَكْدَحُوْنَ فِيْهِ أَشَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَمَضَى عَلَيْهِمْ مِنْ قَدَرٍ مَاسَبَقَ أَوْفِيْمَا يُسْتَقْبَلُوْنَ بِهِ مِمَّا أَتَاهُمْ بِهِ نَبِيُّهُمْ وَثَبَتَتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِمْ فَقُلْتُ بَلْ شَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَمَضَى عَلَيْهِمْ قَالَ فَقَالَ

۷۶۳۷۔ ''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ابوالاسود الدیلی رحمہ اللہ سے بطور امتحان سوال کیا کہ بتاؤ آج دنیا میں انسان جو کام کرتے اور عمل بجالاتے ہیں کیا یہ پہلے سے ان کے لیے فیصلہ کر دیا گیا ہے یا یہ فیصلہ مستقبل میں ہوگا جب کہ حجت پوری ہو گئی ہو اور لوگوں کے پاس انبیاء تشریف لے آئے۔

ابوالاسود رحمہ اللہ نے کہا: میں نے عرض کی بلکہ یہ تو سب فیصلہ ہو چکا ہے اور سب کچھ پہلے سے ان پر متعین کر دیا گیا ہے۔ تو

(٧٦٣٦) ابن ماجه: ٨٤۔ ضعيف، الباني: ١٦.

(٧٦٣٧) مسلم: ٢٦٥٠۔ احمد: ١٩٤٣٤.

أَفَلاَ يَكُوْنُ ظُلْماً قَالَ فَفَزِعْتُ مِنْ ذٰلِكَ فَزَعاً شَدِيْداً وَقُلْتُ كُلُّ شَيْءٍ خَلْقُ اللّٰهِ وَمِلْكُ يَدِهِ فَلاَ يُسْأَلُ عَمَّا يَفعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُوْنَ فَقَالَ لِي يَرْحَمُكَ اللّٰهُ إِنِّي لَمْ أُرِدْ بِمَا سَأَلْتُكَ إِلَّا لأَحْزِرَعَقْلَكَ إِنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ مُزَيْنَةَ أَتَيَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ الْيَوْمَ وَيكْدَحُوْنَ فِيْهِ أَشَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَمَضَى فِيْهِمْ مِنْ قَدَرٍ قَدْ سَبَقَ أَوْفِيْمَا يُسْتَقْبَلُوْنَ بِهِ مِمَّا أَتَاهُمْ بِهِ نَبِيُّهُمْ وَثَبَتَتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لاَبَلْ شَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَمَضَى فِيْهِمْ وَتَصْدِيْقُ ذٰلِكَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَوَّجَلَّ: ﴿وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوَاهَا﴾)). (رواه مسلم: ٢٦٥٠)

انہوں نے کہا: کیا یہ ظلم نہ ہوگا؟ ابوالاسود رحمہ اللہ نے کہا: میں اس سوال سے شدید خوف کھا گیا اور میں نے کہا: سب اللہ کی مخلوق اور اس کی ملکیت ہے پس اس سے سوال نہیں کیا جاتا، وہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے لوگوں سے سوال ہوگا۔ سیدنا عمران رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: تیرے اوپر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کرے۔ میں نے سوال کیا ہے اس سے تیرا ذہن اور عقل دیکھنا مقصود تھا۔ مزینہ کے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ بتایئے کہ آج دنیا میں انسان جو اعمال کرتے ہیں یہ ان کی تقدیر میں سے کیے گئے ہیں اور تقدیر پہلے سے ان پر وارد ہو چکی ہے یا مستقبل میں فیصلہ ہوگا اور انبیاء علیہم السلام کے آنے کے بعد ان پر حجت قائم ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بعد میں تو نہیں بلکہ ان پر پہلے سے فیصلہ نافذ کر دیا گیا اور تقدیر نافذ ہو چکی ہے اور اس کی تصدیق کتاب اللہ میں بیان کر دی ہے: ”قسم ہے نفس کی اور اس ذات کی جس نے اس کو برابر کیا ہے، پس اللہ نے نفس میں الہام کیا اس کی بدی کا اور اس کے تقویٰ کا۔“ (مسلم)

٧٦٣٨۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّاجُلُوْسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا مِنْكُم مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ)) فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ: أَفَلاَنَتَّكِلُ؟ قَالَ: ((لاَاعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى﴾)). (رواه البخاري: ٤٩٤٧)

٧٦٣٨۔ ”سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر شخص کے لیے جنت میں اور جہنم میں ٹھکانہ لکھا جا چکا ہے۔ تو لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم اپنی تقدیر کی کتاب پر ہی توکل نہ کریں؟ آپ نے فرمایا: تم عمل کرو، ہر ایک کو اسی کی توفیق دی جائے گی جس کے لیے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ”اور جس نے دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور بھلائی کی تصدیق کی تو ہم اس کو

(٧٦٣٨) بخاری: ٤٩٤٧۔ مسلم: ٢٦٤٧۔ ابو داود: ٤٦٩٤۔ ترمذی: ٢١٣٦۔ ابن ماجه: ٧٨۔ احمد: ١١٨٥.

توفیق کر دیں گے آسانی کے لیے......اور ہم اس کو توفیق دیں گے تنگی کے لیے۔'' (الشیخان، ابوداود، ترمذی)

٧٦٣٩۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتَ وَالأَرْضَ بِخَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ)). (رواه مسلم: ٢٦٥٣)

۷۶۳۹۔''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کی تقدیر زمین وآسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار پہلے لکھ دی ہے اور اس کا عرش پانی پر تھا۔'' (مسلم)

شرح:...... اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امور کو اپنے ارادے کے مطابق تدبیر دیا ہے اور ایک معاملے کو دوسرے کے ساتھ مربوط کر دیا ہے اور اسباب پیدا کیے ہیں۔ جو جیسے امور اختیار کرتا ہے اور اعمال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے انہی کی توفیق دے دیتے ہیں اور جو دوزخیوں والے اعمال کرتا ہے اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیتا ہے۔

مختصر یہ کہ جنت یا دوزخ جو بھی مقدر ہے اعمال اس کا رستہ ہیں۔ اس پر چلنا بہت ضروری ہے اور اس کے مقدر کے مطابق وہی اس پر آسان ہو جاتا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱/ ۳۹۵)

اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں مخلوق کی تقدیر لکھ دی ہے۔ قلم کو حکم دیا جو کچھ ہونے والا ہے اس کی ذات، صفت اور فعل، خیر ہے یا شر ہے سب کچھ لکھ دے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۴۴۱)

٧٦٤٠۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ إِلَيْهِ مَلَكًا بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيُكْتَبُ عَمَلُهُ وَأَجَلُهُ وَرِزْقُهُ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ

۷۶۴۰۔''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم سے صادق المصدوق رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کی بنیادی پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس ایام تک وہ بصورت نطفہ رہتی ہے، پھر اتنی ہی مدت وہ گاڑھے اور جامد خون کی صورت میں رہتی ہے، پھر اتنے ہی دنوں کے لیے وہ گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے اور اتنی مدت تک اس حال میں رہتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ چار کلمات دے کر ایک فرشتہ ارسال کرتا ہے اور وہ اس کا رزق، اس کی موت کا وقت اور اس کا عمل لکھتا ہے اور یہ کہ وہ بدنصیب ہے یا وہ خوش نصیب ہے، لکھتا

(٧٦٣٩) مسلم: ٢٦٥٣۔ ترمذی: ٢١٥٦۔ احمد: ٦٥٤٣.

(٧٦٤٠) بخاری: ٣٣٣٢۔ مسلم: ٢٦٤٣۔ ابو داود: ٤٧٠٨۔ ترمذی: ٢١٣٧۔ ابن ماجه: ٧٦۔ احمد: ٣٩٢٤.

بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَايَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِفَيَدْخُلُ النَّارَ)). (رواه البخاري: ٣٣٣٢)

ہے اور اس کے بعد اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔ پھر آدمی اہل جہنم جیسے عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جہنم کے درمیان صرف ایک ہاتھ فاصلہ رہ جاتا ہے تو تقدیر اس پر غالب آ جاتی ہے اور وہ جنتیوں والے عمل کرنا شروع کر دیتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کوئی شخص اہل جنت کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ برابر فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر تقدیر غالب ہوتی ہے اور وہ اہل نار کے اعمال کرگزرتا ہے اور وہ آگ میں داخل ہو جاتا ہے۔'' (الشیخان، ابوداؤد، ترمذی)

٧٦٤١ــ وَلِرَزِيْنٍ: فَإِذَا بَلَغَ أَنْ يَخْلَقَ، بَعَثَ اللّٰهُ مَلَكًا يُصَوِّرُهَا، فَيَأْتِي الْمَلَكُ بِتُرَابٍ بَيْنَ أُصْبِعَيْهِ، فَيَخْلُطُهُ فِي الْمُضْغَةِ، ثُمَّ يَعْجِنُهُ بِهَا، ثُمَّ يُصَوِّرُكَمَا يُؤْمَرُ، فَيَقُوْلُ أَذَكَرٌ أَوْ أُنْثٰى؟ أَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيْدٌ؟ وَمَا عُمْرُهُ وَرِزْقُهُ؟ وَمَا أَثَرُهُ وَمَا مَصَائِبُهُ؟ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَى: فَيَكْتُبُ الْمَلَكُ فَإِذَا مَاتَ ذٰلِكَ الْجَسَدُ، دُفِنَ حَيْثُ أُخِذَ ذٰلِكَ التُّرَابُ.

۷۶۴۱۔ ''رزین رحمہ اللہ کی روایت میں ہے، فرمایا: جب پیٹ میں نطفہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کی تخلیق عمل میں لائی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتہ نازل کرتا ہے تو وہ اس کی صورت تیار کرتا ہے، پھر ایک فرشتہ اپنی دو انگلیوں میں خاک اُٹھا لاتا ہے، پھر وہ اس کو (نطفے میں) ملا دیتا ہے پھر وہ اسے گوندھ دیتا ہے، پھر جیسے جیسے اس کو حکم دیا جاتا ہے، وہ اس کی صورت گری کرتا ہے پھر وہ فرشتہ کہتا ہے: کیا یہ مذکر ہوگا یا مؤنث؟ یہ بدبخت ہوگا یا نیک بخت؟ اس کی عمر کتنی ہے؟ اس کا رزق کتنا ہے؟ اس کے آثار کیا اور اس پر مصائب کیا کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ بتاتا ہے تو فرشتہ لکھ دیتا ہے اور جب انسان فوت ہوتا ہے تو اس کو وہاں دفنایا جاتا ہے جہاں سے اس کی خاک اُٹھائی گئی تھی۔''

٧٦٤٢ــ عَنْ مَطَرِبْنِ عُكَامِسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَضَى اللّٰهُ لِعَبْدٍ أَنْ يَمُوْتَ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةً)). (رواه الترمذي: ٢١٤٦)

۷۶۴۲۔ ''مطر بن عُکامس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی موت کا کسی مقام میں فیصلہ کرتا ہے تو بندے کے لیے اس سرزمین میں کوئی کام درپیش کر دیتا ہے۔''

٧٦٤٣ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۷۶۴۳۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے

(٧٦٤١) رزين.
(٧٦٤٢) ترمذى: ٢١٤٦ـ صحيح، الباني: ١٧٤٥ـ احمد: ٢١٤٧٧.
(٧٦٤٣) بخارى: ٣٨١ـ مسلم: ٢٦٤٦ـ احمد: ١١٧٤٧.

قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُوْلُ يَارَبِّ! نُطْفَةٌ يَارَبِّ! عَلَقَةٌ يَارَبِّ مُضْغَةٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهُ قَالَ أَذَكَرٌأَمْ أُنْثَى؟ شَقِيٌّ أَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ وَالأَجَلُ فَيُكْتَبُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ)). (رواه البخاري: ٣٨١)

ہیں: ''آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے رحم مادر پر فرشتہ متعین کیا ہوتا ہے جو کہتا ہے: اے ربّ کریم! اب نطفہ ہے۔ اے ربّ تعالیٰ! اب خون ہے۔ اے ربّ جلیل! اب گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب اللہ پیدا کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: اے ربّ رحیم! یہ مرد ہے یا عورت ہے؟ یہ بد بخت ہے یا خوش نصیب ہے؟ اس کا رزق کیا ہے؟ اس کی اجل کیا ہے؟ پس یہ امور فرشتہ لکھتا ہے جب کہ انسان ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔'' (الشیخان)

شرح:...... یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی کے لیے یہ مقدر کرتے ہیں کہ اس نے فلاں زمین میں فوت ہونا ہے تو اسے وہاں کوئی کام پڑ جاتا ہے اور پھر وہ وہاں فوت ہو جاتا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۴۳۴)

(۲) مرحلہ وار بچے کی پیدائش رکھنے کی حکمت یہ ہے کہ ایک لمحہ میں پیدا کرنے سے ماں کو مشقت ہوتی۔ اس لیے اسے پہلے نطفہ کی صورت میں رکھا گیا، پھر جما خون، پھر لوتھڑا اور پھر مکمل انسان بنایا۔ تا کہ رحم اسے برداشت کرے۔

ایک یہ وجہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور نعمت کا اظہار کرتا ہے تا کہ بندہ اس کی عبادت کرے اور اس کا شکر یہ ادا کرے کہ اس اللہ نے ان حالات سے گزار کر کتنا حسین انسان بنایا ہے اور عقل اور شان وشوکت سے آراستہ کیا ہے۔

انسان کو یہ بھی علم ہو کہ جس اللہ نے مجھے ان مراحل سے گزار کر بنایا ہے وہ مجھے میدان محشر میں بھی اکٹھا کرے گا۔ اس میں ایک یہ عبرت بھی ہے کہ بندوں کو اللہ تعالیٰ نے درس دیا ہے کہ معاملات میں جلد بازی سے کام نہ لیں بلکہ انہیں آہستگی سے سرانجام دیں۔

اور اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ جب انسان کو اللہ تعالیٰ بدنی قوت دیں اور اس کے اعضاء وحواس طاقتور ہو جائیں تو انسان فریب میں نہ آجائے، اپنی اصلیت کو یاد رکھے اور غرور کے خناس سے محفوظ رہے۔ (مرعاۃ: ۱/ ۱۶۵)

اور پھر حدیث میں مذکور چار چیزوں کے بعد اس میں روح ڈالی جاتی ہے۔ اس حدیث میں دوزخ والے اعمال کے غلبہ کا ذکر ہے کہ تقدیر ادھر لے جاتی ہے اور قرآن پاک میں ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ إِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا﴾ (الكهف : ۳۰)

''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے بے شک ہم اس کا اجر ضائع نہیں کرتے جس نے اچھے عمل کیے۔''

اس آیت میں اور اس ڈانٹ والی حدیث میں کوئی ٹکراؤ نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ دوزخ ہو یا جنت ہو دونوں میں اعتبار تو انجام کا ہے۔ اچھا انجام ہے تو قرآن کے مطابق جنت ہے اور اگر برا خاتمہ ہے تو حدیث کے مطابق دوزخ ٹھکانہ ہے۔

ان احادیث میں یہ دلالت بھی ہے کہ اعمال اچھے ہوں یا برے ہوں، یہ علامت ہیں کہ فلاں اچھا ہے یا برا ہے۔ اصل انجام قضا و قدر کے مطابق ہوتا ہے۔

اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ برے خاتمے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی جائے تاہم جس کا دل سیدھا ہو، کجی سے پاک ہو اور ظاہری اعمال اصلاح پذیر ہوں تو عموماً یہ برے خاتمہ سے محفوظ رہتا ہے اور جس کا اندرون دل فساد زدہ ہو اور وہ کبیرہ گناہوں پر اصرار کرتا ہو تو عموماً اس کا خاتمہ برا ہوتا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱/ ۳۸۶)

٧٦٤٤ــ عَـنْ طَاوُسٍ أَنَّهُ قَالَ أَدْرَكْتُ نَاسًا مِـنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُوْنَ: كُلَّ شَـيْءٍ بِـقَـدَرٍ قَـالَ وَسَـمِـعْـتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ شَيْءٍ بِـقَـدَرٍ حَتَّـى الْـعَجْزِ وَالْكِيْسِ أَوِالْكَيْـسُ وَالْعَجْزِ . (رواه مسلم: ٢٦٥٥)

۷۶۴۴۔ ''طاؤس رحمہ اللہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے جن لوگوں سے ملاقات کی ہے وہ سب یہ کہتے تھے کہ ہر چیز تقدیر کے ساتھ ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ہر شے تقدیر کے ساتھ مقدر ہے، یہاں تک کہ عاجزی و ناکاری اور عقل مندی و ہشیاری۔'' (مالک، مسلم)

٧٦٤٥ــ عَـنْ أَبِـي الـدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُوْلُ: ((فَرَغَ اللّٰهُ إِلَى كُلِّ عَبْـدٍ مِـنْ خَـمْـسٍ: مِنْ أَجَلِهِ وَرِزْقِهِ وَأَثَرِهِ وَشَـقِـيٌّ أَمْ سَـعِيْـدٍ)) . (رواه أحـمـد: ٢١٢١٦ ، والبزاروالكبيروالأوسط)

۷۶۴۵۔ ''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ نے ہر بندے کے پانچ امور کا فیصلہ کر دیا ہے۔ اس کی موت کے وقت کا، اس کے رزق کا، اس کے عمل کا اور اس کے بدنصیب یا خوش نصیب ہونے کا۔'' (احمد، المعجم الکبیر، البزار، الاوسط)

٧٦٤٦ــ حُـذَيْـفَةَ: خَـلَـقَ اللّٰهُ كُلَّ صَانِعٍ وَصُنْعَتَهُ . (رواه البزار(٢١٦٠)

۷۶۴۶۔ ''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: اللہ تعالیٰ نے ہر صنعت کار اور اس کی مصنوعات کو پیدا کیا ہے۔'' (البزار)

٧٦٤٧ـ مُعَاوِيَةَ، رَفَعَهُ: لاتَعْجَلْ إِلٰى شَيْءٍ

۷۶۴۷۔ ''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کرتے ہیں:

(٧٦٤٤) مسلم: ٢٦٥٥ـ احمد: ٥٨٥٩ـ مالك: ١٦٦٣.

(٧٦٤٥) احـمـد: ٢١٢١٦ـ بـزار، طبراني، كبير، طبراني اوسط، بزار والی سند حسن ہے۔ طبرانی والی سند میں سلیمان بن عتبۃ ہے۔ وثـقه ابو حاتمه و جماعة، وضعفه ابن معين وغيره وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ١١٨١٧.

(٧٦٤٦) بزار: ٢١٦٠ـ ورجاله رجال الصحيح غير احمد بن عبدالله ابو الحسين بن الكردى وهو ثقة، هيثمي: ١١٨٣٢.

(٧٦٤٧) طبراني كبير: ١٩/ ٣٤٧ـ طبراني اوسط، وفيه عبدالوهاب بن مجاهد وهو ضعيف، هيثمي: ١١٨٤٠.

تَـظُـنُّ أَنَّكَ إِنِ اسْتَعْجَلْتَ إِلَيْهِ أَنَّكَ مُدْرِكُهُ، وَإِنْ كَـانَ الـلّٰهُ لَمْ يَقْدِرْ ذٰلِكَ، وَلَاتَسْتَأْخِرَنَّ عَـنْ شَىْءٍ تَظُنُّ أَنَّكَ إِنِ اسْتَأْخَرْتَ عَنْهُ أَنَّهُ مَـدْفُـوْعٌ عَـنْكَ، وَإِنْ كَـانَ الـلّٰـهُ قَدْقَدَّرَهُ عَـلَيْكَ. (للكبير: ۱۹/ ۳٤۷، والأوسط بضعف)

''کسی چیز میں اس نیت کے ساتھ جلدی نہ کر کہ اگر تو نے جلدی کی تو وہ چیز تو حاصل کر سکے گا خواہ اللہ نے اس کو تیرے لیے مقدر نہ کیا ہو اور کسی چیز کو مؤخر نہ چھوڑ اس نیت سے کہ تیرے مؤخر کرنے سے وہ چیز تجھ سے دور ہو گی خواہ اللہ نے تیرے لیے اس کو تقدیر میں لکھ دیا ہو۔'' (المعجم الکبیر والاوسط، سند کمزور ہے)

۷٦٤۸ــــ اِبْـنُ مَسْـعُـوْدٍ، قَالَ: لأَنْ يَقْبِضَ أَحَـدُكُـمْ عَلَى جَمرَةٍ حَتَّى تَبْرُدَ، خَيْرٌلَهُ مِنْ أَنْ يَـقُـوْلَ لِأَمْـرٍ قَـضَاهُ اللّٰهُ: لَيْتَهُ لَمْ يَكُنْ. (للكبير: ۹۱۷۱)

۷٦۴۸۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم میں سے کوئی آدمی آگ کا دہکتا ہوا کوئلہ ہاتھ میں لے یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہو جائے تو یہ مصیبت اس کے لیے بہتر ہے اس سے کہ اللہ کی تقدیر کے فیصلے کے بارے میں انسان کہہ دے کہ کاش یہ کام یوں نہ ہوتا۔'' (الکبیر)

۷٦٤۹۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْقَلْبِ مَثَلُ الرِّيْشَةِ تُقَلِّبُهَا الرِّيَاحُ بِفُلَاةٍ. (رواه ابن ماجة: ۸۸، بضعف)

۷٦۴۹۔ ''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دل کی مثال (پرندے کے) پر کی مانند ہے جس کو ہوا کا جھونکا بیابان میں پلٹتا رہتا ہے۔'' (ابن ماجہ بسند ضعیف)

شــــرح :...... قلب کا معنی پلٹنا ہے، زیادہ حرکت کرنے کی وجہ سے اسے قلب کہا جاتا ہے۔ دل کا پلٹنا یہ ہے کہ ایک رائے سے دوسری بدلتا رہتا ہے۔

حدیث کا مطلب ہے کہ اس میں اوہام اور خواہشات جنم لیتی رہتی ہیں اور دیگر اعضاء کی بہ نسبت دل میں انقلاب زیادہ تیزی سے برپا کرتی ہیں۔

اس لیے جب دل پلٹ جائے تو بندہ اسے حق پر ثابت رکھے اور نور علم سے روشنی حاصل کرے۔ جو خیر ہو اس پر دل مضبوط رکھے اور جو شر ہو اس سے دور رہے۔ (فیض الباری: ۵/ ۵۰۸)

۷٦٥٠۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اسْتَعْمَلَهُ)) فَقِيلَ:

۷٦۵۰۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا

(۷٦٤۸) طبرانی کبیر: ۱۹۷۱۔ وفیه المسعودی وقد اختلط، هیثمی: ۱۱۸۹٦.

(۷٦٤۹) ابن ماجه: ۸۸۔ صحیح، البانی: ۷۱۔ احمد: ۲۷۸۵۹.

(۷٦٥٠) ترمذی: ۲۱٤۲۔ صحیح، البانی: ۱۷٤۱۔ احمد: ۱۱٦۲٥.

كَيْفَ يَسْتَعْمِلُهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((يُوَفِّقُهُ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ)). (رواه الترمذي: ٢١٤٢)

ہے تو اس سے نیک کام کراتا ہے۔عرض کیا گیا: اس سے کیسے کام کراتا ہے ،اے اللہ کے رسول اللہ! آپ نے فرمایا: ''موت سے پہلے اس کو نیک عمل کی توفیق دیدیتا ہے۔''

٧٦٥١۔عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهُ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللّٰهِ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ سَخَطُهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهُ)). (رواه الترمذي: ٢١٥١)

۷۶۵۱۔''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''ابن آدم کی نیک بختی اور سعادت یہ ہے کہ وہ راضی ہو اس بات پر اور اس تقدیر پر جو اللہ نے اس کے لیے فیصلہ کر دیا ہے۔ابن آدم کی یہ بدبختی اور بدنصیبی ہے کہ وہ اللہ سے خیر طلب کرنا چھوڑ دے اور ابن آدم کی بدبختی میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ اس چیز پر جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے فیصلہ کیا ہے اس پر راضی نہ ہو۔'' (یہ دو ترمذی کی روایات ہیں)

شرح:......اسی لیے ہر الجھے ہوئے کام سے پہلے استخارہ کرنے کا حکم ہے کہ کام کو اللہ کی رضا پر چھوڑ دیا جائے۔

٧٦٥٢۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ، احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلاَ تَعْجَزْ وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلاَ تَقُلْ لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا وَلٰكِنْ قُلْ قَدَّرَاللّٰهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ)). (رواه مسلم: ٢٦٦٤)

۷۶۵۲۔''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''ایک طاقت ور مؤمن بندہ بہتر ہے اور اللہ کو زیادہ پسند ہے کمزور صفت مؤمن سے اور ہر مؤمن میں خیر و بھلائی ہے اور ہر بھلائی کی حرص کر جو تیرے لیے مفید ہو اور اللہ سے مدد طلب کر اور سُست ہو کر نہ رہ۔اگر تجھے کوئی ایذا پہنچے تو یہ بات نہ کہو کہ اگر میں نے یہ کیا ہوتا تو یہ ہوتا اور ایسا ہوتا، بلکہ یہ کہا کرو کہ اللہ کی تقدیر ہے وہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔کلمہ''اگر'' شیطان کے اعمال میں سے ہے۔'' (مسلم)

شرح:...... اس حدیث میں دنیا و آخرت کے فوائد سمیٹنے کے لیے جائز اسباب استعمال کرنے کی ترغیب ہے اور مطلوب حاصل کرنے کے لیے صرف اللہ پر اعتماد کا سبق ہے اور قضا و قدر کے فیصلے پر رضا مندی کا درس ہے۔

اس میں ایک تو یہ بات بتائی گئی ہے کہ جو کارنامے قوت سے سرانجام پاتے ہیں وہ کمزوری سے سرانجام نہیں پاتے۔

(٧٦٥١) ترمذی: ٢١٥١۔ ضعیف: ٣٨١۔ احمد: ١٤٤٧.

(٧٦٥٢) مسلم: ٢٦٦٤۔ ابن ماجه: ٧٩۔ احمد: ٨٥٧٣.

اور قوت کا معیار مختلف ہے، سپہ سالار کی قوت دلی شجاعت میں ہے اور ایک قاضی کی قوت کتاب وسنت کے مطابق فیصلہ کرنے میں ہے اور مال و دولت یا خزانہ کی ذمہ داری اس کی حفاظت میں ہے۔

اسی طرح نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے اور جہاد کرنے میں بھی قوت ہی کام آتی ہے۔اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے کام اور دین کے بارے میں ہر کام سرانجام دینے میں قوت درکار رہے۔اس لیے قوی مومن کو افضل قرار دیا گیا ہے۔ کمزور دل میں تو ایمان محفوظ رکھ سکتا ہے، ظاہر نہیں کرسکتا اس لیے اس میں خیر تو ہوتی ہے مگر کم ہے۔

اس میں دوسری یہ بات بتائی گئی ہے کہ دنیا کا معاملہ ہو یا دین کا، فکر اس کی کی جائے جو مفید کام ہو اور جس میں ابدی سعادت ہو، دنیاوی معاملات میں سب سے زیادہ مفید چیز علوم ہیں انہیں حاصل کیا جائے، صنعت وحرفت میں ترقی کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کی جائے۔ کیونکہ جو انسان جتنا زیادہ اللہ کی بندگی میں کامل ہوگا اتنا ہی اس کا ایمان کامل ہوگا اور جتنا ایمان کامل ہوگا اتنی ہی اللہ کی مدد زیادہ ہوگی۔

اس میں عجز و بےبسی سے روکا گیا ہے اس کی ایک صورت یہ ہے کہ مطلوب تک پہنچانے والے اسباب نہ اختیار کیے جائیں اور سستی کا مظاہرہ کیا جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اپنی قوت بازو پر بھروسہ کیا جائے، اللہ کی مدد پر اعتماد نہ کیا جائے اور ایک یہ بھی سستی ہی ہے کہ دعاء قبول ہوتی نظر نہ آئے تو کہے دعا قبول تو ہوتی نہیں اور دعا کرنا چھوڑ دے۔ یہ بالکل اسی طرح کی ناکامی ہے کہ جب درخت پھلنے پھولنے لگے تو پانی دینا چھوڑ دے یہی حال اس دعا چھوڑنے والے کا ہے۔

اور آخر حدیث میں جو کہا ہے کہ لَوْ (اگر) کا لفظ شیطان کا عمل کھولتا ہے۔ اگر یہ علمی مقام پر استعمال ہو تو پھر جائز ہے اور اگر اس سے بےصبری کا پہلو نکلتا ہو تو پھر اس کا استعمال جائز نہیں۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر مجھے پہلے پتہ ہوتا جو کہ مجھے بعد میں پتہ چلا ہے تو میں قربانی ساتھ نہ لاتا اور میں احرام کھول دیتا، حج تمتع کرتا حج قرآن نہ کرتا۔ (احمد: ۳/ ۱۴۸، طبرانی اوسط: ۱۸۵۰) یہاں یہ لفظ جائز ہے۔

٧٦٥٣ــــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ خَلْقَهُ فِي ظُلْمَةٍ فَأَلْقَى عَلَيْهِمْ مِنْ نُوْرِهِ فَمَنْ أَصَابَهُ مِنْ ذٰلِكَ النُّوْرِ اهْتَدَى وَمَنْ أَخْطَأَهُ ضَلَّ فَلِذٰلِكَ أَقُوْلُ جَفَّ الْقَلَمُ عَلَى عِلْمِ اللّٰهِ)). (رواه الترمذی: ٢٦٤٢)

۷۶۵۳۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا اور پھر ان پر اپنا نور ڈال دیا تو جس کو وہ نور پہنچا وہ ہدایت پا گیا اور جس کو نور نہیں پہنچا وہ گمراہ ہوا اور اسی لیے میں کہتا ہوں کہ قلم اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق ''تقدیر لکھ کر'' خشک ہو چکا ہے۔'' (ترمذی)

(٧٦٥٣) ترمذی: ٢٦٤٢ـ صحیح، البانی: ٢١٣٠ـ احمد: ٢٧٧٦١.

شرح:...... جن اور انسان کی پیدائش کے وقت تاریکی ہوتی ہے۔ تاریکی یہ ہے کہ نفس برائی کا حکم دینے والا ہوتا ہے اور ردی شہوات میں لپٹا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر نور ڈالتے ہیں۔

یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ انسان حالت ظلمت میں پیدا ہوا ہے مگر جس پر نور ڈالا گیا ہے وہ روشن ہوتا ہے۔

یہاں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ بچہ ولادت کے وقت فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے جبکہ یہاں تاریکی میں پیدا ہونے کا کہا گیا ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ فطرت پر پیدا ہونے والی حدیث کا مطلب ہے کہ انسان فطرتی طور پر ہدایت پانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جو نور ہدایت کے لیے نفس تیار ہوتا ہے اس پر نور ہدایت ڈال دیا جاتا ہے جو کہ فطرت اور روحانیت کا تقاضا ہے اور جو اس کی صلاحیت نہیں رکھتا وہ گمراہی کی تاریکی میں ہی رہتا ہے۔

یہ حدیث تقدیر پر دلالت کرتی ہے اور فطرت تقدیر سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔ اگر فطرت اچھائی قبول کرتی ہے تو تقدیر کے مطابق کرتی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۱۳/۷)

قلم کے خشک ہونے کا مطلب یہی ہے کہ جو کچھ ہونا تھا وہ اللہ کے حکم کے مطابق لکھا جا چکا ہے۔

٧٦٥٤۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ حَتَّى يُعْرِبَ عَنْهُ لِسَانُهُ فَإِذَا أَعْرَبَ عَنْهُ لِسَانُهُ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُوْرًا)). (رواه أحمد: ١٤٣٩١)

۷۶۵۴۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ زبان سے بولنے لگتا ہے، پھر وہ زبان سے یا تو شکر ادا کرتا ہے یا ناشکری کے کلمات ادا کرتا ہے۔'' (احمد، سند کمزور)

٧٦٥٥۔ اِبْنُ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَمَّنْ فِي الْجَنَّةِ؟ فَقَالَ: ((النَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ وَالشَّهِيْدُ فِي الْجَنَّةِ وَالْمَوْلُوْدُ فِي الْجَنَّةِ وَالْمَوْءُوْدَةُ فِي الْجَنَّةِ)). (رواه البزار: ٢١٦٨)

۷۶۵۵۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ جنت میں کون لوگ جائیں گے تو آپ نے فرمایا: ''اللہ کا ہر نبی علیہ السلام جنت میں ہے، شہید جنت میں ہے، بچہ نابالغ جنت میں ہے اور زندہ درگور بچیاں جنت میں ہیں۔'' (البزار)

٧٦٥٦۔ سَمُرَةَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ، قَالَ: ((هُمْ خَدَمُ أَهْلِ

۷۶۵۶۔ ''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے

(٧٦٥٤) احمد: ١٤٣٩١۔ وفيه، ابو جعفر الرازى وهو ثقة وفيه خلاف وبقية رجاله ثقات.

(٧٦٥٥) بزار: ٢١٦٨۔ ورجاله رجال الصحيح غير محمد بن معاوية بن صالح وهو ثقة، هيثمى: ١١٩٥٥.

(٧٦٥٦) بزار: ٢١٧٢۔ طبرانى كبير، طبرانى اوسط، وفيه، عباد بن منصور وثقه يحيى القطان وفيه ضعف، وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ١١٩٥٢.

الْجَنَّةِ)). (رواه البزار: ٢١٧٢، الكبير والأوسط)

٧٦٥٧ـ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ تُوُفِّيَ صَبِيٌّ فَقُلْتُ: طُوْبٰى لَهُ عُصْفُوْرٌ مِنْ عَصَافِيْرِ الْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَلاَ تَدْرِيْنَ أَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْجَنَّةَ وَخَلَقَ النَّارَ فَخَلَقَ لِهٰذِهِ أَهْلاً وَلِهٰذِهِ أَهْلاً)). (رواه مسلم: ٢٦٦٢)

٧٦٥٨ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَرَارِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَ: ((هُمْ مِنْ آبَائِهِمْ)) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بِلاَ عَمَلٍ قَالَ: ((اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَذَرَارِيُّ الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ: ((مِنْ آبَائِهِمْ)) قُلْتُ: بِلَا عَمَلٍ قَالَ: ((اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ)). (رواه أبوداود: ٤٧١٢)

٧٦٥٩ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَوْلاَدِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ: ((اللّٰهُ إِذْ خَلَقَهُمْ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ)). (رواه البخاري: ١٣٨٣)

٧٦٦٠ـ خَدِيْجَةَ، قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيْنَ أَطْفَالِي مِنْكَ؟ قَالَ: فِي الْجَنَّةِ، قُلْتُ:

فرمایا: ''وہ اہل جنت کی خدمت کریں گے، اور ان کے خادم ہوں گے۔'' (البزار، الکبیر، الاوسط)

۷۶۵۷۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک بچہ فوت ہوا تو میں نے کہا: اس کے لیے خوشی کا مقام ہے، یہ تو جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے علم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم کو پیدا کیا ہے اور اس کے لیے اس کے اہل بھی پیدا کیے اور اُس کے لیے اس کے اہل پیدا کیے ہیں۔'' (مسلم، ابوداؤد، النسائی)

۷۶۵۸۔ ''ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اہل ایمان کے بچوں کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ اپنے باپ دادے کے حکم میں ہیں۔'' میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ بغیر عمل کے؟ فرمایا: ''اللہ کو علم ہے کہ وہ کیا کرنے والے ہیں۔'' میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مشرکین کی اولاد؟ آپ نے فرمایا: ''وہ بھی اپنے باپ دادا کے حکم میں ہیں۔'' میں نے کہا کہ کیا بغیر عمل کے؟ فرمایا: ''اللہ کو معلوم ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے ہیں۔''

۷۶۵۹۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''جب اللہ نے ان کو پیدا کیا تھا اس وقت سے وہ جانتا تھا کہ وہ کیا عمل کرنے والے ہیں۔''

۷۶۶۰۔ ''ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے وہ بچے جو آپ ﷺ کی اولاد ہیں وہ کہاں ہیں؟

(٧٦٥٧) مسلم: ٢٦٦٢ـ ابو داود: ٤٧١٣ـ نسائی: ١٩٤٧ـ ابن ماجه: ٨٢ـ احمد: ٢٣٦١٢.

(٧٦٥٨) ابو داود: ٤٧١٢ـ صحيح الاسناد: ٣٩٤٣.

(٧٦٥٩) بخاری: ١٣٨٣ـ مسلم: ٢٦٦٠ـ ابو داود: ٤٧١١ـ نسائی: ١٩٥١ـ احمد: ٣١٥٥.

(٧٦٦٠) طبرانی کبیر: ٢٣/ ١٦ـ موصلی، رجالهما ثقات الا ان عبدالله بن الحارث بن نوفل و ابن بريدة لم يدركا خديجة، هيثمی: ١٩٤٣.

بِلاَعَمَلٍ؟قَالَ: اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ' قُلْتُ: فَأَيْنَ أَطْفَالِي مِنْ قَبْلِكَ؟ قَالَ: فِي النَّارِ'قُلْتُ: بِلاَعَمَلٍ؟ قَالَ: اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ. (للكبير: ٢٣/ ١٦، والموصلي)

فرمایا: ''وہ جنت میں ہیں۔'' میں نے عرض کی: بغیر عمل کے؟ فرمایا: ''اللہ کو علم ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے ہیں۔'' میں نے عرض کی: میرے وہ بچے جو آپ ﷺ کے عقد میں آنے سے پہلے کے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ آگ میں ہیں۔'' میں نے عرض کی: بغیر عمل کے؟ فرمایا: ''اللہ کو خوب علم ہے کہ وہ کیا کرنے والے تھے۔'' (الکبیر، الموصلی)

٧٦٦١ــ أَنَسٍ' رَفَعَهُ: يُؤْتَى بِأَرْبَعَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ' بِالْمَوْلُوْدِ' وَبِالْمَعْتُوْهِ' وَمَنْ مَاتَ فِي الْفَتْرَةِ' وَالشَّيْخِ الْفَانِي' كُلُّهُمْ يَتَكَلَّمُ بِحُجَّتِهِ فَيَقُوْلُ تَعَالَى لِعُنُقٍ مِنَ النَّارِ:اُبْرُزْ' فَيَقُوْلُ لَهُمْ: إِنِّي كُنْتُ أَبْعَثُ إِلَى عِبَادِي رُسُلاًمِنْ أَنْفُسِهِمْ' وَإِنِّي رَسُوْلُ نَفْسِي إِلَيْكُمْ' اُدْخُلُوْا هٰذِهِ' فَيَقُوْلُ مَنْ كُتِبَ عَلَيْهِ الشَّقَاءُ: يَارَبِّ أَيْنَ نَدْخُلُهَا' وَمِنْهَا كُنَّانَفِرُّ؟ وَمَنْ كُتِبَ عَلَيْهِ السَّعَادَةُ يَمْضِي فِيْهَا' فَيُقْحَمُ فِيْهَا مُسْرِعًا' فَيَقُوْلُ تَعَالَى: أَنْتُمْ لِرُسُلِي أَشَدُّ تَكْذِيْبًا وَمَعْصِيَةً فَيُدْخِلُ هٰؤُلاَءِ الْجَنَّةَ' وَهٰؤُلاَءِ النَّارَ)). (للموصلي: ٤٢٢٤، والبزاربمدلس)

٧٦٦١۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن چار آدمی لائے جائیں گے، ایک بچہ، دوسرا بے عقل ،تیسرا وہ شخص جو انبیاء کی بعثت سے خالی عہد میں فوت ہوا اور چوتھا انتہائی بوڑھا۔ ہر ایک اپنی اپنی دلیل پیش کرے گا، پس اللہ تعالیٰ آگ کی ایک گردن کو حکم دے گا تو وہ سامنے آئے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں اپنے بندوں کے پاس اپنے رسول بھیجتا رہا ہوں، جو انہی میں سے ہوا کرتے تھے اور آج میں بذاتِ خود رسول بن کر تمہیں حکم دیتا ہوں۔تم اس گردن میں داخل ہو جاؤ۔پس جن لوگوں کی قسمت میں بدنصیبی لکھی ہو گی وہ کہیں گے: اے ربّ! ہم اس میں کیسے داخل ہوں ہم اس سے تو بھاگتے تھے؟ اور جن لوگوں کی تقدیر میں سعادت لکھی ہو گی وہ اس میں داخل ہو جائیں گے اور دوڑ کر اندر چلے جائیں گے،اور اللہ تعالیٰ انکار کرنے والوں سے فرمائے گا: تم میرے انبیاء کی شدید تکذیب کرنے والے ہو،تم نہایت نافرمان ہو۔پھر فرمان برداروں کو جنت میں اور نافرمانوں کو آگ میں داخل کر دے گا۔'' (الموصلی، البزار اس میں ایک راوی مدلس ہے)

٧٦٦٢۔عَنِ الأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ سَرِيْعٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَرْبَعَةٌ يَوْمَ

٧٦٦٢۔ ''احنف بن قیس، اسود بن سریعد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن

(٧٦٦١) موصلی: ٤٢٢٤۔ بزار، وفيه، ليث بن ابی سليم وهو مدلس وبقية رجال ابی يعلی رجال الصحيح، هيثمی: ١١٩٣٧.
(٧٦٦٢) رواه احمد ورجاله فی طريق الاسود بن سريع وابی هريرة رجال الصحيح وكذلك رجال البزار فيهما.

الْقِيَامَةِ رَجُلٌ أَصَمُّ لَايَسْمَعُ شَيْئًا وَرَجُلٌ أَحْمَقُ وَرَجُلٌ هَرَمٌ وَرَجُلٌ مَاتَ فِي فَتْرَةٍ فَأَمَّا الأَصَمُّ فَيَقُوْلُ: رَبِّ! لَقَدْ جَاءَ الإِسْلَامُ وَمَا أَسْمَعُ شَيْئًا وَأَمَّا الأَحْمَقُ فَيَقُوْلُ: رَبِّ! لَقَدْجَاءَ الإِسْلَامُ وَالصِّبْيَانُ يَحْذِفُوْنِي بِالْبَعْرِ وَأَمَّا الْهَرَمُ فَيَقُوْلُ: رَبِّي! لَقَدْ جَاءَ الإِسْلَامُ وَمَا أَعْقِلُ شَيْئًا وَأَمَّا الَّذِي مَاتَ فِي الْفَتْرَةِ فَيَقُوْلُ: رَبِّ! مَا أَتَانِي لَكَ رَسُوْلٌ)). (رواه أحمد: ١٥٨٦٦)

چار قسم کے آدمی لائے جائیں گے۔ ایک بہرہ جسے سنائی نہیں دیتا تھا، ایک احمق، تیسرا بوڑھا اور چوتھا وہ شخص جو انبیا کے درمیانی وقفے میں فوت ہوا تھا۔ بہرہ کہے گا: اے رب! جب اسلام کی دعوت آئی تو میں سننے کے قابل نہ تھا۔ احمق کہے گا: اے رب! جب اسلام آیا تو بچے مجھے (پاگل سمجھ کر) پتھر اور لید پھینکتے تھے۔ جبکہ بوڑھا شخص کہے گا: اسلام آیا تو مجھے کچھ سمجھ نہیں تھی۔ چوتھا شخص جو فطرت اسلام میں فوت ہوا تھا، وہ کہے گا: اے رب! میرے پاس تیرا کوئی رسول نہیں آیا تھا۔‘‘

شـــرح:...... نابالغ بچوں کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ فوت ہو جائیں تو وہ دوزخ میں جائیں گے یا جنت میں۔ ایک موقف ہے کہ مسلمانوں کے بچے جنت میں جائیں گے اور کافروں کے بچے دوزخ میں جائیں گے۔

ایک موقف ہے کہ قیامت کے دن ان کا امتحان ہوگا۔ ایک موقف یہ ہے کہ اس بارے میں توقف اختیار کیا جائے۔

لیکن کتاب وسنت کے دلائل کی رو سے یہ موقف درست ہے کہ مسلمانوں کے جو بچے فوت ہوتے ہیں وہ جنت میں جاتے ہیں۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے معراج کی رات سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس بچے دیکھے تھے۔ زیادہ قوی بات یہی ہے کہ غیر مسلموں کے بچے بھی بخشے جاتے ہیں کیونکہ ہر بچہ فطرت اسلامی پر پیدا ہوتا ہے۔

باقی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات پر تنقید اس لیے کی گئی تھی کہ بغیر دلیل کسی بات میں قطعی فیصلہ نہ کیا جائے۔ (مرعاۃ: ۱/ ۱۶۸)

اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تقدیر میں جنتی اور دوزخی اپنے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کی صلبوں میں ہی لکھ دیے جاتے ہیں۔

٧٦٦٣ـــــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((حَاجَّ مُوْسٰى آدَمَ فَقَالَ لَهُ أَنْتَ الَّذِي أَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ وَأَشْقَيْتَهُمْ، قَالَ: قَالَ آدَمُ: يَامُوْسٰى! أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ أَتَلُوْمُنِي عَلَى أَمْرٍ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ

٧٦٦٣۔ ’’سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: آدم علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے آدم! آپ ہی نے اپنے گناہ کی وجہ سے سب لوگوں کو مصیبت ومشقت میں ڈالا اور جنت سے نکلوا دیا ہے؟ آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: اے موسیٰ! اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے کلام اور اپنی رسالت کے لیے منتخب کیا ہے تو پھر بھی تم

(٧٦٦٣) بخاری: ٤٧٣٨ـ مسلم: ٢٦٥٢ـ ابو داود: ٤٧٠١ـ ترمذی: ٢١٣٤ـ ابن ماجہ: ٨٠ـ احمد: ٩٥٠٠ـ مالك: ١٦٦٠.

قَبْـلَ أَنْ يَـخْـلُـقَـنِـي أَوْقَدَّرَهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَـخْلُقَنِي قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى)). (رواه البخاري: ٤٧٣٨)

اُس بات پر مجھے ملامت کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر مجھے پیدا کرنے سے پہلے کر دی تھی یا میرے مقدر میں لکھ دی تھی میری تخلیق سے پہلے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔''

٧٦٦٤ـــ وَفِـي رِوَايَةٍ: قَالَ مُوْسٰى أَنْتَ آدَمُ الَّـذِيْ خَـلَـقَكَ الـلّٰـهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُوْحِـهِ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلائِكَتَهُ وَأَسْكَنَكَ فِي جَـنَّتِـهِ ثُـمَّ أَهْبَـطْتَ النَّاسَ بِخَطِيْئَتِكَ إِلَى الأَرْضِ؟ فَـقَـالَ آدَمُ أَنْـتَ مُوْسٰـى الَّذِي اصْـطَـفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلامِهِ وَأَعْطَاكَ الأَلْوَاحَ فِيْهَـا تِبْيَـانُ كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَّبَكَ نَجِيًّا، فَبِكَمْ وَجَدْتَ اللّٰهَ كَتَبَ التَّوْرَاةَ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ؟ قَـالَ مُـوْسٰـى بِـأَرْبَـعِيْـنَ عَـاماً قَالَ آدَمُ فَهَلْ وَجَـدْتَ فِيْهَا ﴿وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى﴾ قَالَ نَـعَـمْ، قَـالَ أَفَتَـلُوْمُنِي عَلَى أَنْ عَمِلْتُ عَمَلاً كَتَبَـهُ الـلّٰـهُ عَـلَـيَّ أَنْ أَعْـمَلَهُ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي بِـأَرْبَـعِيْنَ سَنَةً؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى)). (رواه مسلم: ٢٦٥٢)

٧٦٦٤۔ ''ایک روایت میں ہے: موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ وہی آدم علیہ السلام ہیں جن کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور آپ کے اندر اپنی طرف سے روح پھونکی اور آپ کی خاطر فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو اپنی جنت میں سکونت دی، پھر آپ نے لوگوں کو اپنی خطا کی وجہ سے زمین پر اتار دیا؟ آدم علیہ السلام نے فرمایا: اے موسیٰ! تم وہی موسیٰ ہو جسے اللہ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام کے لیے منتخب کیا اور تجھے وہ تختیاں عطا کیں جن میں ہر چیز کا بیان موجود ہے اور اللہ تعالیٰ نے تجھے تنہائی میں بات کرنے کے لیے قرب بخشا ہے۔ تورات میں میری پیدائش سے کتنا عرصہ پہلے اللہ تعالیٰ کے تورات لکھنے کا بیان تمہیں معلوم ہوا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: چالیس سال پہلے کا ذکر ہے۔ پس آدم علیہ السلام نے فرمایا: اے موسیٰ! کیا تورات میں تمہیں یہ آیت بھی معلوم ہے: پس نافرمانی کی آدم علیہ السلام نے اپنے ربّ کی پس وہ راہ سے بھٹک گیا ہے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ہاں، پس فرمایا: آدم علیہ السلام نے کہا: تم مجھے ملامت کرتے ہو اس عمل پر جو عمل کرنا میرے اوپر اللہ تعالیٰ نے میری تقدیر میں میری پیدائش سے چالیس سال پہلے لکھ دیا تھا۔ پس غالب آئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر۔''

٧٦٦٥ـــ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ الـلّٰهُ ﷺ إِنَّ مُـوْسَـى قَالَ: يَارَبِّ! أَرِنَا آدَمَ

٧٦٦٥۔ ''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اے اللہ! مجھے

(٧٦٦٤) مسلم: ٢٦٥٢۔ بخاری: ٣٤٠٩۔ ابو داود: ٤٧٠١۔ ترمذی: ٢١٣٤۔ ابن ماجه: ٨٠۔ احمد ٩٦٦٤۔ مالك: ١٦٦٠.
(٧٦٦٥) ابو داود: ٤٧٠٢۔ حسن، البانی: ٣٩٣٥.

الَّذِي أَخْرَجَنَا وَنَفْسَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، فَأَرَاهُ اللّٰهُ آدَمَ فَقَالَ: أَنْتَ أَبُوْنَا آدَمُ فَقَالَ لَهُ آدَمُ: نَعَمْ، قَالَ: أَنْتَ الَّذِي نَفَخَ اللّٰهُ فِيْكَ مِنْ رُوْحِهِ وَعَلَّمَكَ الأَسْمَاءَ كُلَّهَا وَأَمَرَ الْمَلائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَمَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ أَخْرَجْتَنَا وَنَفْسَكَ مِنَ الْجَنَّةِ؟ فَقَالَ لَهُ آدَمُ: وَمَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَامُوْسٰى قَالَ: أَنْتَ نَبِيٌّ بَنِي إِسْرَائِيْلَ الَّذِي كَلَّمَكَ اللّٰهُ. بِنَحْوِهِ. وَفِيْهِ: فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى. (رواه أبوداود: ٤٧٠٢)

آدم علیہ السلام کو دکھا دے جنہوں نے ہمیں بھی اور اپنے آپ کو بھی جنت سے نکال باہر کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو آدم علیہ السلام دکھا دیئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تم ہمارے باپ آدم علیہ السلام ہو تو انہوں نے کہا: ہاں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تمہارے جسم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے روح پھونکی اور تمہیں اللہ نے سب چیزوں کے نام تعلیم فرمائے اور فرشتوں کو حکم دیا اور انہوں نے تمہیں سجدہ کیا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تمہیں کیا ہوا کہ تم نے ہمیں اور اپنے آپ کو جنت سے نکال باہر کیا؟ آدم علیہ السلام نے فرمایا: تو کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں موسیٰ ہوں۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا: تم بنی اسرائیل کے نبی ہو جس سے اللہ نے کلام کیا تھا؟ بقیہ مثل حدیث سابق کے ہے اور اس میں ہے: پس غالب آئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر پس غالب آئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر دو بار۔''

شرح:...... اس گفتگو کا وقت کیا تھا؟ ایک قول ہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کے وقت ہوئی تھی۔ معجزہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زندہ کیا تھا تب یہ بات ہوئی۔

ایک قول ہے کہ یہ معراج کی رات ہوئی۔ ایک قول ہے کہ عالم برزخ میں ہوئی۔ ایک قول ہے یہ ابھی ہونی ہے۔ ان سب سے بہتر بات یہ ہے کہ یہ کسی بھی وقت ہوئی ہو ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے کہ یہ بات ہوئی ہے اور یہ گفتگو موسیٰ علیہ السلام سے ہی کیوں ہوئی ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام پہلے نبی ہیں جو سخت تکالیف سے دو چار ہوئے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۵۰۶)

موسیٰ علیہ السلام کی طبیعت میں تیزی تھی۔ آپ طبعی طور پر جوش میں آ گئے، کہا: آپ ہمارے باپ ہیں اور دانہ کھانے کی خطا کر کے آپ نے ہمیں جنت سے نکلوا دیا۔ یہ کہنا مناسب نہ تھا کیونکہ اللہ نے معاف کر دیا ہے اور بظاہر اس میں ادب بھی نظر نہیں آتا۔ یہ بے ادبی بھی نہیں کیونکہ یہ آپ کی طبعی صورت حال تھی جو اس مناظرانہ حالت میں پیدا ہو جاتی ہے۔ (مرعاۃ: ۱/ ۱۶۱)

ثابت ہوا کہ رب کائنات میں ہاتھ کی صفت پائی جاتی ہے۔ جو یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس سے اللہ کی قوت مراد ہے یہ بالکل غلط ہے۔ یہاں صحیح طور پر اللہ تعالیٰ کے لیے ہاتھ کی صفت ثابت ہوتی ہے۔

جبریہ فرقہ اس حدیث کا انکار کرتا ہے۔ اصل تعبیر یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام پر یہ اعتراض کیا تھا کہ ابا جان! آپ کی غلطی کی وجہ سے آپ کی اولاد مصیبت کا شکار ہوئی کہ اسے جنت سے دیس نکالا ملا اور ابتلاء وآزمائش میں مبتلا ہوئی۔

سیدنا آدم علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ مصیبت میری تقدیر میں میری پیدائش سے بھی چالیس برس پہلے لکھی ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنی خطا پر تقدیر سے دلیل نہ لی تھی، اپنی مصیبت پر دلیل دی تھی۔ تقدیر سے دلیل اپنے گناہوں پر نہیں لینی چاہیے، اپنے مصائب پر لی جاسکتی ہے۔ اس لیے آدم علیہ السلام نے کہا: بیٹا! تم مجھے اس مصیبت کے بارے میں ملامت کرتے ہو جو میرے مقدر میں تھی تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام خاموش ہوگئے۔

اس حدیث میں یہ دلیل بھی ہے کہ ایک کم درجہ کا عالم اپنے سے بڑے عالم یا بیٹا اپنے باپ سے مناظرہ کرسکتا ہے بشرطیکہ یہ اظہارِ حق کے لیے ہو یا علم میں اضافہ کے لیے ہو۔

اور اس میں قدر کا ثبوت بھی ہے اور یہ بھی ثبوت ہے کہ بندوں کے افعال اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔

(انجاز الحاجہ: ۱/ ۴۱۰)

٧٦٦٦ــ مَالِكٌ، بَلَغَنِي: أَنَّهُ قِيْلَ لِإِيَاسٍ: مَا رَأْيُكَ فِي الْقَدَرِ؟ قَالَ: رَأْيُ ابْنَتِي؟ يُرِيْدُ: لَايَعْلَمُ سِرَّهُ إِلَّا اللّٰهُ، وَبِهِ كَانَ يَضْرِبُ الْمَثَلَ فِي الْفَهْمِ، وَقَالَ رَجُلٌ وَقَدْ سُئِلَ عَنْ أَمْرٍ مَا مِنَ الْقَدَرِ؟ فَقَالَ: أَلَسْتَ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ؟ قَالَ. نَعَمْ، قَالَ: فَحَسْبُكَ. (رواه زرين)

۷۶۶۶۔ ''امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ ایاس کو کہا گیا کہ تقدیر کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟ تو اس نے کہا: میری وہی رائے ہے جو میری بیٹی کی ہے، مراد اس کی یہ ہے کہ اس راز کو اللہ ہی جانتا ہے، اور ایاس فہم وعقل میں ضرب المثل ہے، اور ایک مرد سے تقدیر کے بارے میں سوال کیا گیا تو اس نے کہا: کیا تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ہے؟ سائل نے کہا: ہاں تو اس نے کہا: تیرے لیے اسی قدر کافی ہے۔'' (رزین)

٧٦٦٧ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِي الْقَدْرِ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّمَا فُقِئَ فِي وَجْنَتَيْهِ الرُّمَّانُ فَقَالَ: ((أَبِهٰذَا أُمِرْتُمْ أَمْ بِهٰذَا أُرْسِلْتُ إِلَيْكُمْ؟ إِنَّمَا

۷۶۶۷۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم لوگ آپس میں تقدیر کے بارے میں بحث کر رہے تھے۔ آپ ﷺ کو اتنا غصہ آیا کہ آپ کا چہرہ اقدس سرخ ہوگیا، گویا آپ کے رخساروں پر انار نچوڑ دیا گیا ہو۔

(٧٦٦٦) رزين.

(٧٦٦٧) ترمذی: ٢١٣٣۔ حسن، البانی: ١٧٣٢.

هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِيْنَ تَنَازَعُوْا فِي هٰذَا الأَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ أَلاَ تَتَنَازَعُوْا فِيْهِ)) . (رواه الترمذی: ۲۱۳۳)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں اس کا حکم دیا گیا ہے یا مجھے اس کا حکم دے کر تمہارے پاس مبعوث کیا گیا ہے؟ تم سے پہلے لوگ اس وقت ہلاک ہوئے جب انہوں نے دین کے کام یا تقدیر کے بارے میں جھگڑنا شروع کر دیا۔ میں تاکید کرتا ہوں کہ تقدیر کے بارے میں جھگڑا نہ کیا کرو۔'' (الترمذی)

شرح:...... تقدیر کے بارے میں بحث نہیں کرنی چاہیے۔ بحث یہ تھی اگر تقدیر سے ہی سب کچھ ہے تو پھر عذاب اور ثواب کا کیا مقصد ہے؟ اس میں کیا حکمت ہے کہ تقدیر میں بعض کا جنتی ہونا یا بعض کا دوزخی ہونا لکھا ہے وغیرہ۔

یہ سن کر آپ ﷺ سخت ناراض ہوئے اور غضب آپ کے چہرہ مبارک پر بہت زیادہ نمایاں تھا۔ وجہ یہ ہے کہ یہ راز ہے اور اللہ کے راز کو طلب کرنا منع ہے۔ کیونکہ اس میں بحث کرنے سے تقدیر کا منکر ہونے یا تقدیر کو بہانہ بنانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لیے مسلمان کا کام ہے کہ شریعت نے جو حکم دیا ہے اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ پہلی قوموں کی بربادی کی وجہ ہی یہ تھی کہ انہوں نے اس بارے میں تنازع کیا تھا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۴۲۱)

۷۶۶۸ـــ عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَتُجَالِسُوْا أَهْلَ الْقَدَرِوَلاَ تُفَاتِحُوْهُمْ)) . (رواه أبوداود: ٤٧١٥)

۷۶۶۸۔ ''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''منکرین تقدیر کو نہ اپنی محفلوں میں بیٹھاؤ اور نہ ان کے لیے اپنے دروازے کھولو۔''

۷۶۶۹ـــ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِكُلِّ أُمَّةٍ مَجُوْسٌ وَمَجُوْسُ هٰذِهِ الأُمَّةِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لاَقَدَرَمَنْ مَاتَ مِنْهُمْ فَلاَتَشْهَدُوْا جَنَازَتَهُ وَمَنْ مَرِضَ مِنْهُمْ فَلاَ تَعُوْدُوْهُمْ وَهُمْ شِيْعَةُ الدَّجَّالِ وَحَقٌّ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَلْحَقَهُمْ بِالدَّجَّالِ)) . (رواه أبوداود: ٤٦٩٢)

۷۶۶۹۔ ''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر امت میں مجوس لوگ ہوا کرتے ہیں اور اس امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی چیز نہیں ہے۔ جو ان میں سے فوت ہو اس کے جنازے میں حاضر نہ ہونا اور جو ان میں سے بیمار ہو اس کی عیادت نہ کرنا، وہ لوگ دجال کا گروہ ہیں اور یہ اللہ پر حق ہے کہ دجال سے ان کا الحاق کر دے۔''

۷۶۷۰ـــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

۷۶۷۰۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں،

(۷۶۶۸) ابو داود: ۴۷۱۰۔ ضعیف، البانی: ۱۰۱۲۔ احمد: ۲۰۶.

(۷۶۶۹) ابو داود: ۴۶۹۲۔ ضعیف، البانی: ۱۰۱۰.

(۷۶۷۰) ابو داود: ۴۶۹۱۔ حسن، البانی: ۱۷۴۸۔ ابو داود: ۴۶۱۳۔ ابن ماجه: ۴۰۶۱.

((الْقَدَرِيَّةُ مَجُوْسُ هٰذِهِ الأُمَّةِ إِنْ مَرِضُوْا فَلاَ تَعُوْدُوْهُمْ وَإِنْ مَاتُوْا فَلاَتَشْهَدُوْهُمْ)). (رواه أبوداود: ٤٦٩١)

آپ نے فرمایا: ''قدری فرقہ اس امت کے مجوسی ہیں، اگر وہ بیمار ہوں تو تم ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ فوت ہو جائیں تو ان کے جنازے میں حاضر نہ ہوا کرو۔'' (ابوداؤد)

٧٦٧١ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِي لَيْسَ لَهُمَا فِي الإِسْلاَمِ نَصِيْبُ الْمُرْجِئَةُ وَالْقَدَرِيَّةُ)). (رواه الترمذي: ٢١٤٩)

٧٦٧١۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو قسم کے لوگ میری امت میں ظاہر ہوں گے جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے ایک گروہ مرجیہ اور دوسرا گروہ قدریہ ہیں۔'' (ترمذی)

٧٦٧٢ــ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ فُلاَنًا يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلاَمَ فَقَالَ لَهُ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ فَإِنْ كَانَ قَدْأَحْدَثَ فَلاَتَقْرَئْهُ مِنِّي السَّلاَمَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَكُوْنُ فِي هٰذِهِ الأُمَّةِ أَوْفِي أُمَّتِي۔ الشَّكُ مِنْهُ۔ خَسْفٌ أَوْ مَسْخٌ أَوْقَذْفٌ فِي أَهْلِ الْقَدَرِ)). (رواه الترمذي: ٢١٥٢)

٧٦٧٢۔ ''نافع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا: فلاں آدمی آپ کو سلام کہتا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مجھے یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ اس نے تقدیر کے انکار کی رسمِ بد ایجاد کی ہے، پس اگر اس نے ایسا کیا ہے تو میری طرف سے اُس کو سلام نہ کہنا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس امت میں، یا فرمایا: میری امت میں، (شک راوی کو ہے) تقدیر کے منکر کے لیے زمین میں دھنسنا، شکلیں مسخ ہونا یا آسمان سے پتھروں کا برسنا ہے۔''

٧٦٧٣ــ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ لِابْنِ عُمَرَ صَدِيْقٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يُكَاتِبُهُ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَكَلَّمْتَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقَدَرِ فَإِيَّاكَ أَنْ تَكْتُبَ إِلَيَّ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِي أُمَّتِي أَقْوَامٌ يُكَذِّبُوْنَ بِالْقَدَرِ)). (رواه أبوداود: ٤٦١٣)

٧٦٧٣۔ ''نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اہل شام میں سے ایک شخص دوست تھا جو ان سے خط کتابت کیا کرتا تھا۔ پس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو لکھا کہ مجھے خبر موصول ہوئی ہے کہ تو تقدیر کے بارے میں کلام کرتا ہے۔ اگر یہ خبر درست ہے تو پھر ہرگز کوئی خط میری طرف نہ لکھو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: ''عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو تقدیر کا انکار کریں گے۔'' (ترمذی وابوداؤد)

(٧٦٧١) ترمذی: ٢١٤٩۔ ضعیف، البانی: ٣٨٠۔ ابن ماجه: ٦٢.

(٧٦٧٢) ترمذی: ٢١٥٢۔ حسن: ١٧٤٨۔ البانی، ابو داود: ٤٦١٣۔ ابن ماجه: ٤٠٦١.

(٧٦٧٣) ابو داود: ٤٦١٣۔ حسن، البانی: ٣٨٥٧۔ ابن ماجه: ٤٠٦١.

٧٦٧٤ــ اِبْنُ عَبَّاسٍ:لَمَّا بَعَثَ اللّٰهُ مُوْسٰى، وَأَنْزَلَ التَّوْرَاةَ، قَالَ: اللّٰهُمَّ! إِنَّكَ رَبٌّ عَظِيْمٌ، وَلَوْشِئْتَ أَنْ تُطَاعَ لأُطِعْتَ، وَلَوْشِئْتَ أَنْ لاتُعْصَى مَاعُصِيْتَ، وَأَنْتَ تُحِبُّ أَنْ تُطَاعَ، وَأَنْتَ فِي ذٰلِكَ تُعْصَى، فَكَيْفَ هٰذَا يَارَبِّ؟ فَأَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ إِنِّي لاَأُسْأَلُ عَمَّا أَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُوْنَ، فَلَمَّا بَعَثَ عُزَيْرًا وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ التَّوْرَاةَ بَعْدَمَاكَانَ رَفَعَهَا عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ حَتَّى قَالَ مَنْ قَالَ مِنْهُمْ: اِبْنُ اللّٰهِ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنَّكَ رَبٌّ عَظِيْمٌ، مِثْلَ ذٰلِكَ، فَأَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ إِنِّي لاَأُسْأَلُ عَمَّا أَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُوْنَ، فَأَبَتْ نَفْسُهُ حَتَّى سَأَلَ أَيْضًا فَقَالَ: أَفَتَسْتَطِيْعُ أَنْ تَصُرَّصُرَّةً مِنَ الشَّمْسِ؟ قَالَ:لاَ . قَالَ: أَفَتَسْتَطِيْعُ أَنْ تَجِئَ بِمِكْيَالٍ مِنْ رِيْحٍ؟ قَالَ: لاَ . قَالَ: أَفَتَسْتَطِيْعُ أَنْ تَجِئَ بِمِثْقَالٍ مِنْ نُوْرٍ؟ قَالَ: لاَ . قَالَ: فَهٰكَذَا لاَ تَقْدِرْعَلَى الَّذِى سَأَلْتَ عَنْهُ، إِنِّي لاَأُسْأَلُ عَمَّاأَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُوْنَ، أَمَّاإِنِّي لاَأَجْعَلُ عُقُوْبَتَكَ إِلاَّأَنْ أَمْحُوَ اسْمَكَ مِنَ الأَنْبِيَاءِ فَلاَ تُذْكَرُفِيْهِمْ، فَمَحَا اسْمَهُ مِنَ الأَنْبِيَاءِ فَلَيْسَ يُذْكَرُفِيْهِمْ، وَهُوَنَبِيٌّ، فَلَمَّا بَعَثَ اللّٰهُ عِيْسَى وَرَأَى مَنْزِلَتَهُ مِنْ رَبِّهِ، وَعَلَّمَهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالإِنْجِيْلَ،

۷۶۷۴۔ ''ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور تورات نازل کی تو موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی: یا اللہ! تو عظیم ربّ ہے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیری اطاعت کی جائے تو تیری اطاعت کی جاتی ہے اور اگر تو چاہتا ہے کہ تیری نافرمانی نہ کی جائے تو تیری نافرمانی نہیں کی جا سکتی۔ اسی طرح تو یہ پسند کرتا ہے کہ تیری اطاعت کی جائے لیکن اس معاملے میں تیری نافرمانی کی جا رہی ہوتی ہے، اے میرے ربّ! یہ قصہ کیا ہے؟ پس اللہ نے ان کو وحی کی کہ جو کچھ میں کرتا ہوں اس پر مجھ سے پوچھا نہیں جا سکتا ہے جبکہ بندوں سے پوچھا جائے گا۔

پھر جب اللہ نے عزیر علیہ السلام نبی کو مبعوث فرمایا: اور بنی اسرائیل کے ہاتھوں سے تورات اُٹھائے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے تورات کو دوبارہ عزیر علیہ السلام پر نازل کیا تو انہیں اللہ کا بیٹا کہا جانے لگا۔ عزیر علیہ السلام نے دعا کی: اے اللہ! تو عظیم ربّ ہے، موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی مثل ہے تو اللہ تعالیٰ نے عزیر علیہ السلام کو وحی نازل فرمائی کہ مجھ سے سوال نہ ہوگا اس امر کے متعلق جو میں کرتا ہوں اور بندوں سے سوال ہوگا۔ عزیر علیہ السلام کے نفس نے اس سے انکار کیا یہاں تک کہ انہوں نے دوسری مرتبہ سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا: میں جو کچھ کرتا ہوں، مجھ سے سوال نہیں کیا جا سکتا جبکہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں ان سے ضرور سوال ہوگا۔ عزیر علیہ السلام نے تیسری مرتبہ پھر وہی سوال کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تیری قدرت میں ہے کہ تو سورج کی ایک شعاع پیدا کر دے تو انہوں نے عرض کی: نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تو ہوا کا ایک پیمانہ لا سکے گا؟ انہوں

(٧٦٧٤) طبرانی کبیر: ١٠٦٠٦۔ وفیه، ابو یحیی القتات وهو ضعیف عند الجمهور وقد وثقه ابن معین فی روایة وضعفه فی غیرها ومعصب بن صوار لم اعرفه وبقیة رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ١١٨٤٥.

وَيُبْرِئُ الأَكْمَهَ وَالأَبْرَصَ، وَيُحْيى الْمَوْتَى، وَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا يَأْكُلُوْنَ وَمَا يَدَّخِرُوْنَ فِي بُيُوْتِهِمْ، قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنَّكَ رَبٌّ عَظِيْمٌ مِثْلَهُ، فَأَوْحَى إِلَيْهِ إِنِّي لاأُسْأَلُ عَمَّا أَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُوْنَ، وَأَنْتَ عَبْدِي وَرَسُوْلِي، وَكَلِمَتِي أَلْقَيْتُكَ إِلَى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِنِّي، خَلَقْتُكَ مِنْ تُرَابٍ، ثُمَّ قُلْتُ لَكَ: كُنْ فَكُنْتَ، فَإِنْ لَمْ تَنْتَهِ لأَفْعَلَنَّ بِكَ كَمَا فَعَلْتُ بِصَاحِبِكَ بَيْنَ يَدَيْكَ، إِنِّي لاأُسْأَلُ عَمَّا أَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُوْنَ، فَجَمَعَ عِيْسَى مَنْ يَتَّبِعُهُ فَقَالَ: الْقَدَرُ سِرُّ اللّٰهِ فَلاتَتَكَلَّفُوْهُ. (للكبير: ١٠٦٠٦، بلين)

نے عرض کی: نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تو روشنی کا ایک مثقال (ایک پیمانہ) لا سکتا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: ہرگز نہیں۔ فرمایا: اسی طرح تو یہ سوال کرنے کا مجاز بھی نہیں ہے۔ مجھ سے سوال نہیں کیا جا سکتا اس چیز کے بارے میں جو میں کرتا ہوں اور بندوں سے سوال کیا جائے گا، اور یاد رکھ کہ اس سوال وتکرار پر تجھے مزید کوئی سزا تو میں نہیں دونگا مگر یہ کہ تیرا نام انبیاء علیہ السلام کی جماعت سے خارج کر دیتا ہوں پس ان میں تیرا ذکر نہ کیا جائے گا۔ پس انبیاء علیہم السلام میں ان کا ذکر نہیں کیا جاتا حالانکہ وہ بدستور نبی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جب عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور انہوں نے اپنا مرتبہ ومقام اللہ تعالیٰ کے ہاں دیکھا کہ اللہ نے ان کو کتاب وحکمت اور تورات وانجیل کی تعلیم دی ہے اور نابینا اور برص والے کو ٹھیک کرتے، مردے زندہ کرتے ہیں اور لوگوں کو خبر دیتے ہیں اس کی جو وہ کھا کر آتے اور جو وہ گھر میں رکھ کر آتے۔ پس یہ مقام ومرتبہ دیکھ کر انہوں نے بھی سوال کیا کہ اے اللہ! تو ہی رب عظیم ہے۔ مثل سابق دعا کے۔ پس اللہ نے ان کی طرف وحی نازل فرمائی کہ میں جو کرتا ہوں اس پر مجھ سے نہیں پوچھا جا سکتا اور مخلوق سے سوال کیا جائے گا۔ تو میرا بندہ اور میرا رسول ہے اور تو میرا وہ کلمہ ہے جو میں نے مریم کی طرف ڈالا ہے اور میری طرف سے روح ہے۔ میں نے تجھے مٹی سے پیدا کیا ہے اور پھر میں نے کہا کہ ہو جا تو اے عیسیٰ! تو ہو گیا، پس اگر اس سوال سے تو باز نہ آیا تو میں تیرے ساتھ وہ کروں گا جو تیرے سے پہلے تیرے ساتھی سے کیا ہے۔ مجھ سے میرے کام کے بارے میں نہیں پوچھا جا سکتا جبکہ تمام بندوں سے سوال کیا جائے گا۔

پس عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو جمع کیا اور فرمایا: لوگو! تقدیر اللہ تعالیٰ کا راز واسرار ہے اور تم اس میں تکلفات اختیار نہ کرو۔" (الکبیر، سند کمزور ہے)

٧٦٧٥ـ عَائِشَةَ، رَفَعَتْهُ: لاتَقُوْلُوْا: مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ، وَقُوْلُوْا: مَاشَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ. (للموصلي: ٤٦٦٥)

۷۶۷۵۔ "سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوع روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ نہ کہو کہ جو اللہ چاہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہے بلکہ یہ کہو کہ جو اللہ تنہا اور اکیلا چاہے۔" (الموصلی)

(٧٦٧٥) موصلي: ٤٦٦٥ـ ورجاله ثقات، هيثمي: ١١٩٠١.

٧٦٧٦ــ وَعَـنْهَـا' رَفَـعَتْهُ: لاَ يَنْفَعُ حَذَرٌ مِنْ قَـدَرٍ، وَالدُّعَاءُ يَنْفَعُ، أَحْسِبُهُ قَالَ: مَالَمْ يَنْزِلِ الْقَدَرَ، وَإِنَّ الدُّعَاءَ لَيَلْقَى الْبَلاَءَ، فَيَتَعَالَجَانِ إِلَـى يَـوْمِ الْـقِيَامَة. (رواه البزار: ٢١٦٥، بلين)

٧٦٧٦۔ ''ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوع روایت بیان کرتی ہیں کہ فرمایا: پرہیز فائدہ نہیں دیتا تقدیر کے مقابلے میں اور دعا کا فائدہ ہوتا ہے۔ راوی کا گمان ہے کہ فرمایا: جب تک تقدیر نازل نہیں ہو جاتی۔ اور دعا اور بلاء کا قیامت تک تنازع اور مقابلہ رہتا ہے۔'' (البزار، سند کمزور ہے)

شــــرح:...... چھوٹی موٹی غلطی ہو تو پھر تو کفر کا فتویٰ نہیں ہوتا مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تقدیر کے منکروں سے قطع تعلق رکھنا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی مذمت کرنا یہ دلالت ہے کہ تقدیر پر ایمان لانا اور بغیر کسی بحث و تکرار اور جھگڑے کے ایمان لانا یہ دین کا رکن ہے اور اس کا انکار ایسی بدعت ہے جسے اختیار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ مرجبہ کا معنی ہے تاخیر کرنے والا۔ یہ وہ فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ ہمارے سارے افعال اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہی سے سرزد ہوتے ہیں، بندوں کا اس میں اختیار نہیں اور جب آدمی ایمان لے آتا ہے تو کوئی بھی نافرمانی اس میں نقصان پیدا نہیں کرتی۔ اس سے مراد جبریہ فرقہ ہی ہے اور قدریہ وہ فرقہ ہے جو تقدیر کا منکر ہے اور یہ کہتا ہے کہ بندوں کے افعال ان کی قدرت سے پیدا ہوتے ہیں، اللہ کی قدرت و ارادے سے پیدا نہیں ہوتے۔ یہ دونوں گمراہ فرقے ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۴۳۶)

❀❀❀❀

(٧٦٧٦) بزار: ٢١٦٥۔ وفيه، زكريا بن منذر وثقه احمد بن صالح المعرى وضعفه الجمهور، هيثمى: ١١٩٠٥.

كتاب الأدب والسلام والجواب والمصافحة وتقبيل اليد والقيام للداخل

آداب، سلام، جواب، مصافحہ، ہاتھوں کا بوسہ لینا اور آنے والے کے استقبال کے لیے اُٹھنا

٧٦٧٧ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى مَجْلِسٍ فَلْيُسَلِّمْ فَإِنْ بَدَالَهُ أَنْ يَجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ ثُمَّ إِذَا قَامَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الأُوْلَى بِأَحَقَّ مِنَ الآخِرَةِ)). (رواه الترمذي: ٢٧٠٦)

۷۶۷۷۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کہے، پھر بیٹھنا چاہے تو بیٹھے اور پھر جب اُٹھ کر جانے لگے تو پھر سلام کہے اور اوّل مرتبہ سلام کہنا دوسری مرتبہ سلام کہنے سے زیادہ اہم نہیں ہے۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

٧٦٧٨ـ زادرزين: وَمَنْ سَلَّمَ عَلَى قَوْمٍ حِيْنَ يَقُوْمُ عَنْهُمْ، كَانَ شَرِيْكَهُمْ فِيْمَا خَاضُوْا فِيْهِ مِنَ الْخَيْرِ بَعْدَهُ.

۷۶۷۸۔ ''رزین نے اضافہ کیا: ''جس نے مجلس سے اُٹھتے ہوئے سلام کہا تو اس کے بعد اہل مجلس جو نیک اعمال کریں گے یہ بھی ان اعمال میں شریک شمار ہوگا۔''

شرح:...... السلام علیکم کا مطلب ہے کہ میری شر سے تم سلامت رہو۔ جب آدمی کسی مجلس میں جاتا ہے وہاں السلام علیکم کہتا ہے۔ بیٹھا ہو یا نہ بیٹھا ہو جس طرح مجلس والے اس کی آمد پر سلامتی کے مستحق ہیں اسی طرح واپسی پر بھی مستحق ہیں اس لیے آتے اور جاتے ہوئے سلام کہے۔ (جائزة الاحوذی: ۴/ ۳۶)

٧٦٧٩ـ عَنْ كَلَدَةَ بْنَ حَنْبَلٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ بَعَثَهُ بِلَبَنٍ وَلِبَإٍ وَضَغَابِيْسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّبِيُّ ﷺ بِأَعْلَى الْوَادِي

۷۶۷۹۔ ''کلدہ بن حنبل نے کہا: صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے مجھے نبی ﷺ کی خدمت میں دودھ، پیوسی اور کھیرا دیکر روانہ کیا نبی ﷺ اس وقت وادی کے بالائی حصے میں تھے، یہ کہتے ہیں

(٧٦٧٧) ترمذی: ٢٧٠٦ـ حسن، صحيح، البانی: ٢١٧٧ـ ابو داود: ٥٢٠٨.

(٧٦٧٨) رزين.

(٧٦٧٩) ترمذی: ٢٧١٠ـ صحيح، البانی: ٢١٨٠ـ ابو داود: ٥١٧٦.

قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ أُسَلِّمْ وَلَمْ أَسْتَأْذِنْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْجِعْ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ صَفْوَانُ)). (رواه الترمذی: ٢٧١٠)

کہ میں آپ ﷺ کے پاس گیا تو میں نے نہ اجازت طلب کی اور نہ میں نے سلام کہا۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''واپس لوٹ جا اور السلام علیکم کہہ، پھر اجازت لے کہ میں داخل ہو جاؤں؟ یہ واقعہ صفوان رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد کا ہے۔'' (ترمذی وابوداؤد)

٧٦٨٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْجِدَارٌ أَوْحَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ أَيْضًا. (رواه أبوداود: ٥٢٠٠)

٧٦٨٠۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملاقات کرے تو اس کو سلام کہے، پھر اگر ان دو کے درمیان درخت، دیوار یا پتھر حائل ہونے کے بعد ملاقات ہو تو پھر بھی سلام کہے۔'' (ابوداؤد)

شـــرح:...... اس حدیث میں ترغیب ہے کہ السلام علیکم کثرت سے عام کیا جائے، اگرچہ معمولی صورت حال میں تبدیلی آئی ہو اور ہر آنے جانے والے کو سلام کہا جائے۔ (عون المعبود: ۴/ ۵۱۷)

٧٦٨١۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَابُنَيَّ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُنْ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ)). (رواه الترمذی: ٢٦٩٨)

٧٦٨١۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے بیٹے! جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کہہ، تیرا سلام کہنا تیرے اوپر اور تیرے گھر والوں کے اوپر باعثِ برکت ہوگا۔''

شـــرح:...... یہ اگرچہ ضعیف ہے تاہم صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کہنا مسنون ہے اور اس سے خیر و برکت حاصل ہوتی ہے۔

٧٦٨٢۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((السَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ)). (رواه الترمذی: ٢٦٩٩)

٧٦٨٢۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کرتے ہیں کہ سلام کہنا کلام سے پہلے ہے۔''

شرح:...... جس طرح مسجد میں سب سے پہلے تحیۃ المسجد پڑھتے ہیں اسی طرح یہ سلام کہنا گفتگو کا افتتاح ہے۔ (مرقاۃ: ۹/ ۵۹)

(٧٦٨٠) ابو داود: ٥٣٠٠۔ صحيح، البانی: ٤٣٣٢.

(٧٦٨١) ترمذی: ٢٦٩٨۔ ضعيف الاسناد، البانی: ٥٠٩.

(٧٦٨٢) ترمذی: ٢٦٩٩۔ حسن، البانی: ٢١٧٠.

وجہ یہ ہے کہ اس میں سلامتی کا اظہار ہے۔ یہ ایک نیک فال ہے اور مخاطب بھی اس سے مانوس ہو جاتا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس سے ذکر الٰہی کی برکت حاصل ہو جاتی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/۳۳)

٧٦٨٣۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْعَلُهُ. (رواه البخاري: ٦٢٤٧)

۷۶۸۳۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کہا اور بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔'' (الشیخان، الترمذی، ابوداؤد)

شــرح:...... بچوں کو سلام کہنے سے ایک تو تواضع اور انکساری اور نرمی کا پہلو نمایاں ہوتا ہے اور دوسرا یہ فائدہ ہے کہ تکبر ختم ہوتا ہے۔

سب سے زیادہ مفید بات یہ ہے کہ بچے آداب شریعت سے آشنا ہوتے ہیں اور ان کی تربیت ہوتی ہے کہ بڑوں کو سلام کہنا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/۳۲)

٧٦٨٤۔ عَنْ أَسْمَاءَ ابْنَةِ يَزِيْدَ، مَرَّ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فِي نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا. (رواه أبوداود: ٥٢٠٤)

۷۶۸۴۔ ''سیدہ اسما بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم خواتین کی مجلس کے قریب سے نبی کریم ﷺ کا گزر ہوا تو آپ نے ہمیں سلام کہا۔'' (الترمذی، ابوداؤد)

شــرح:...... اہل کوفہ کی رائے یہ ہے کہ خواتین مردوں کو سلام کی ابتداء نہ کریں کیونکہ انہیں اذان کہنے، اقامت کہنے وغیرہ کی اجازت نہیں، البتہ محرم عورت ہو تو وہ کر سکتی ہے۔ امام ربیعہ کہتے ہیں کہ محرم یا غیر محرم ہو عورت مرد کو سلام نہیں کہہ سکتی۔ امام مالک رحمہ اللہ کے شاگردوں کا خیال ہے کہ جوان عورت نہ کہے البتہ بوڑھی عورت مرد کو سلام کہہ سکتی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہر فتنہ سے محفوظ تھے اس لیے آپ ﷺ کا سلام کہنا درست تھا۔ اب بھی اگر فتنہ کی صورت نہ ہو تو مرد عورت کو اور عورت مرد کو سلام کہہ سکتی ہے اور اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو پھر سلام نہ کہنا ہی سلامتی والا رستہ ہے۔ (عون المعبود:۴/ ۵۱۹)

٧٦٨٥۔ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَيَغْدُوْ مَعَهُ إِلَى السُّوْقِ قَالَ فَإِذَا غَدَوْنَا إِلَى السُّوْقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَلَى سَقَّاطٍ وَلاَ

۷۶۸۵۔ ''طفیل بن اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس جایا کرتے تھے اور دن کے شروع میں ان کے ساتھ بازار جاتے تھے۔ ہم جب بھی بازار جاتے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما ہلکا یا عمدہ سامانِ تجارت بیچنے والے کے پاس سے یا

(٧٦٨٣) بخاری: ٦٢٤٧۔ مسلم: ٢١٦٨۔ ابو داود: ٥٢٠٢۔ ترمذی: ٢٦٩٦۔ ابن ماجه: ٣٧٠٠۔ دارمی: ٢٦٣٦۔ احمد: ١٢٤٨٥.

(٧٦٨٤) ابو داود: ٥٢٠٤۔ صحیح، البانی: ٤٣٣٦۔ دارمی: ٢٦٣٧.

(٧٦٨٥) مالك: ١٧٩٣.

صَاحِبِ بَيْعَةٍ وَلاَ مِسْكِيْنٍ وَلاَ أَحَدٍ إِلاَّ سَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ الطُّفَيْلُ فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمًا فَاسْتَتْبَعَنِي إِلَى السُّوْقِ فَقُلْتُ لَهُ وَمَا تَصْنَعُ فِي السُّوْقِ وَأَنْتَ لاَ تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ وَلاَ تَسْأَلُ عَنِ السَّلَعِ وَلاَ تَسُوْمُ بِهَا وَلاَ تَجْلِسُ فِي مَجَالِسِ السُّوْقِ قَالَ وَأَقُوْلُ اجْلِسْ بِنَا هَاهُنَا نَتَحَدَّثُ قَالَ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَا أَبَا بَطْنٍ وَكَانَ الطُّفَيْلُ ذَا بَطْنٍ إِنَّمَا نَغْدُوْ مِنْ أَجْلِ السَّلاَمِ نُسَلِّمُ عَلَى مَنْ لَقِيْنَا. (رواه مالك: ١٧٩٣)

کسی مسکین کے پاس سے یا کسی اجنبی کے پاس سے گذرتے تو اس کو سلام کہتے تھے۔

طفیل نے کہا کہ ایک دن میں ان کے پاس آیا تو انہوں نے اپنے ساتھ بازار چلنے کا مجھے حکم دیا تو میں نے ان کو کہا: آپ بازار میں جا کر کیا کریں گے؟ آپ کسی دوکان پر نہیں ٹھہرتے، بھاؤ نہیں پوچھتے، سودا نہیں خریدتے اور بازار والوں کی کسی مجلس میں نہیں بیٹھتے۔ تو آپ ہمارے یہاں بیٹھ جائیں، ادھر ہی بات چیت کرتے ہیں۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا: اے پیٹ والے! طفیل کا پیٹ بڑا تھا۔ ہم تو سلام کہنے کے لیے جاتے ہیں، جو ہمیں ملتا ہے ہم اس کو سلام کہتے ہیں۔'' (مالک)

٧٦٨٦ـ اِبْنُ عُمَرَ، رَفَعَهُ: مَنْ سَلَّمَ عَلَى عِشْرِيْنَ رَجُلاً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فِي يَوْمٍ، جَمَاعَةً أَوْ فُرَادَى، ثُمَّ مَاتَ مِنْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَفِي لَيْلَةٍ مِثْلُ ذٰلِكَ. (للكبير بضعف)

٧٦٨٦ـ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوع روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بیس مسلمانوں کو فرداً فرداً یا جماعت کی صورت میں سلام کیا تو پھر وہ اسی دن فوت ہوا تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور رات کو سلام کہا تب بھی یہی اجر ہے۔'' (الکبیر سند ضعیف ہے)

شرح:...... چونکہ نبی اکرم ﷺ نے سلام علیکم پھیلانے کا حکم دیا ہے۔ اس پر عمل کرتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بازار میں جاتے تھے۔ کیونکہ یہ جتنا کثرت سے کہا جائے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ راضی ہوتے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی میں سے ایک اسم ہے۔ اسے جس قدر زیادہ پھیلایا جائے اور لوگ اس کا جواب دیں تو اتنے ہی زیادہ درجات بلند ہوتے ہیں۔ (شرح زرقانی: ۳۶۲/۴)

٧٦٨٧ـ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه قَالَ أَبُوْدَاوُدَ رَفَعَهُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ يُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَةِ إِذَا مَرُّوْا أَنْ يُسَلِّمَ أَحَدُهُمْ وَيُجْزِئُ عَنِ الْجُلُوْسِ أَنْ يَرُدَّ

٧٦٨٧ـ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، امام ابو داؤد نے کہا: حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث نبی ﷺ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: گزرنے والی جماعت میں سے ایک کا سلام کہنا سب کی طرف سے کفایت کرتا ہے اور مجلس

(٧٦٨٦) طبراني كبير وفيه مسلمة بن علي وهو ضعيف، هيثمي: ١٢٧٣٤.

(٧٦٨٧) ابو داود: ٥٢١٠ـ صحيح، الباني: ٤٣٤٢.

أَحَدُهُمْ . (رواه أبو داود: ٥٢١٠)

والوں کی طرف سے ایک کا جواب دینا سب کی طرف سے کفایت کرتا ہے۔'' (ابوداؤد)

وَحَدِيْثُ تَقْرَأُ السَّلاَمَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ، مَرَّفِي خِصَالِ الإِيْمَانِ .

اور حدیث ہے: ''تو سلام کہہ جس کو تو جانتا ہے اور جس کو تو نہیں پہچانتا'' یہ حدیث ایمان کی خصلتوں کے بیان میں گذر چکی ہے۔

شرح:...... السلام علیکم کہنے میں پہل کرنا مستحب ہے اور یہ سنت کفایہ ہے۔ اس لیے اگر گزرنے والوں میں سے ایک کہہ دے تو سب کی طرف سے کفایت کر جاتی ہے اور جواب دینے والوں میں سے ایک بھی جواب دے دے تو کفایت کر جاتا ہے۔ یہ جواز کی صورت ہے، بہتر یہی ہے کہ سب جواب دیں۔ (عون المعبود: ۴/ ۵۲۰)

٧٦٨٨ــ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلاَمِ)). (رواه أبو داود: ٥١٩٧)

۷۶۸۸۔ ''سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے قرب کا حقدار لوگوں میں سے وہ ہے جو پہلے سلام کہتا ہے۔'' (الترمذی اور ابوداؤد کے الفاظ ہیں)

شرح:...... اس میں السلام علیکم کی ابتداء کرنے والے کی فضیلت ہے کیونکہ اس سے اکڑ نہیں رہتی اور یہ نیک کام ہے اس میں ابتداء کرنا شرف کا کام ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت پانے والوں میں یہ سب سے اعلیٰ ہوگا۔ (عون المعبود: ۴/ ۵۱۶)

٧٦٨٩ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ)). (رواه البخاري: ٦٢٣٢)

۷۶۸۹۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار پیادے کو سلام کہے، پیادہ چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کہے اور تھوڑی جماعت کثیر جماعت کو سلام کہیں۔''

٧٦٩٠ــ وَفِي رِوَايَةٍ: وَيُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ . (رواه الترمذي: ٢٧٠٣)

۷۶۹۰۔ 'اور ایک روایت میں ہے: ''چھوٹا بڑے کو سلام کہے۔''

٧٦٩١ــ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الْفَارِسُ عَلَى الْمَاشِيِّ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَائِمِ وَالْقَلِيْلُ

۷۶۹۱۔ ''سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھڑ سوار پیادہ کو سلام کہے، پیادہ کھڑے شخص کو سلام کہے اور تھوڑی جماعت بڑی جماعت کو

(٧٦٨٨) ابو داود: ٥١٩٧ـ صحيح، البانى: ٤٣٢٨ـ ترمذى: ٢٦٩٤ـ احمد: ٢١٧٧٦.

(٧٦٨٩) بخارى: ٦٢٣٢ـ مسلم: ٢١٦٠ـ ابو داود: ٥١٩٨ـ ترمذى: ٢٧٠٣ـ احمد: ٨١١٣.

(٧٦٩٠) ترمذى: ٢٧٠٣ـ صحيح، البانى: ٢١٧٤ـ بخارى: ٦٢٣١ـ مسلم: ٢١٦٠ـ ابو داود: ٥١٩٨ـ احمد: ٨١١٣.

(٧٦٩١) ترمذى: ٢٧٠٥ـ صحيح: ٢١٧٥ـ دارمى: ٢٦٣٤ـ احمد: ٢٣٤٢٢.

عَلَى الْكَثِيْرِ)) . (رواه الترمذي: ٢٧٠٥)

سلام کہے۔'' (الترمذی)

شرح:...... ان احادیث میں یہ تربیت کی گئی ہے کہ جو جتنا بلندی والا ہے اور شرف وفضل والا ہے یا عزت وتوقیر والا ہے اسے السلام علیکم کے آغاز کا حکم دیا گیا ہے تا کہ اس پر جو اللہ تعالیٰ نے اس پر انعام کیا ہے اور جو بلندی دی ہے وہ اس کا شکر یہ ادا کرے اور تکبر سے محفوظ رہے۔

یہ اس وقت تکبر کے آداب ہیں جب لوگ رستہ میں ہوں لیکن جب بیٹھنے والوں کے پاس آئے تو پھر آنے والا سلام کہے۔ خواہ چھوٹے ہیں۔ سوار ہوں یا پیدل ہوں۔ تھوڑے ہوں یا زیادہ ہوں۔

٧٦٩٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ وَطُوْلُهُ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أُوْلَئِكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوْا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُوْرَةِ آدَمَ فَلَمْ يَزَلْ الْخَلْقُ يَنْقُصُ حَتَّى الآنَ . (رواه البخاري: ٣٣٢٦)

٧٦٩٢۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کا قد ساٹھ ہاتھ طویل تھا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! جاؤ فرشتوں کی اس جماعت کو سلام کہو، اور جو وہ سلام کا جواب دیں تو وہ تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہوگا۔ پس آدم علیہ السلام نے کہا: السلام علیکم۔ انہوں نے کہا: السلام علیک ورحمۃ اللہ تو آدم علیہ السلام کو جواب دینے میں رحمت اللہ کا اضافہ کیا۔ پس جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو وہ آدم علیہ السلام کی صورت میں ہونگے۔ ہمیشہ لوگوں کی تخلیق میں آج تک کمی آتی رہی ہے۔''

شرح:...... آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کرنے کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم، حیات، سننے اور دیکھنے وغیرہ کی صفات دی ہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفات بندے کی مانند نہیں بلکہ اس کی شان کے مطابق ہیں۔

اس میں سلام کے آغاز کے مستحب ہونے پر بھی دلالت ہوتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ فرشتے فاصلے پر تھے جنہیں آدم علیہ السلام نے سلام کہا۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اہل علم سے علم سیکھا جائے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۵)

٧٦٩٣ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ السَّلَامُ

٧٦٩٣۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ان کے پاس ایک یمنی شخص آیا اور اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا

(٧٦٩٢) بخاري: ٣٣٢٦ـ مسلم: ٢٨٤١ـ احمد: ١٠٥٣٠.
(٧٦٩٣) مالك: ١٧٨٩.

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ثُمَّ زَادَ شَيْئًا مَعَ ذٰلِكَ أَيْضًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَيَوْمَئِذٍ قَدْذَهَبَ بَصَرُهُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا الْيَمَانِيُّ الَّذِي يَغْشَاكَ فَعَرَّفُوْهُ إِيَّاهُ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ السَّلاَمَ انْتَهٰى إِلَى الْبَرَكَةِ. (رواه مالك: ١٧٨٩)

٧٦٩٤ـ عَنْ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ أَنَّ رَجُلاً سَلَّمَ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَفَقَالَ السَّلاَمُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَالْغَادِيَاتُ وَالرَّائِحَاتُ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَوَعَلَيْكَ أَلْفًاثُمَّ كَأَنَّهُ كَرِهَ ذٰلِكَ. (رواه مالك: ١٧٩٤)

٧٦٩٥ـ عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلاَمَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُوْنَ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلاثُوْنَ.

٧٦٩٦ـ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِبْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ، زَادَ ثُمَّ أَتَى آخَرُ فَقَالَ السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ فَقَالَ أَرْبَعُوْنَ قَالَ هٰكَذَا تَكُوْنُ الْفَضَائِلُ. (هُما لأبى داود: ٥١٩٥)

اور پھر کچھ اضافہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا: یہ کون ہے؟ ان دنوں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بینائی ختم ہو چکی تھی، لوگوں نے بتایا کہ وہی یمنی شخص ہے جو آپ کے ہاں پہلے بھی آیا کرتا تھا، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: سلام کے الفاظ برکت کے لفظ پر ختم ہو چکے ہیں۔"

۷۶۹۴۔ "یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک شخص نے سلام کہا: السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته اور پھر اس نے کچھ اضافہ کیا والغادیات الرائحات تو اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: تیرے اوپر ہزار ہوں، گویا انہوں نے اس طرح سلام کہنا ناپسند کیا۔

۷۶۹۵۔ "سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو ایک آدمی آیا تو اس نے کہا: السلام علیکم پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب دیا اور فرمایا: دس نیکیاں ہیں، پھر دوسرا آیا تو اس نے کہا السلام علیکم ورحمة اللّٰه پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی جواب دیا اور فرمایا: بیس نیکیاں ہیں، پھر تیسرا آیا تو اس نے کہا: السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی سلام کا جواب دیا اور فرمایا: "تیس نیکیاں ہیں۔" (ترمذی وابوداؤد)

۷۶۹۶۔ "سہل بن معاذ اپنے والد معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سابقہ روایت کے ہم معنی روایت کی، بس اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے کہا: اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ تم پر سلام ہو، اللہ کی رحمت ہو، اس کی

(٧٦٩٤) مالك: ١٧٩٤.
(٧٦٩٥) ......
(٧٦٩٦) ابو داود: ٥١٩٥ـ صحيح: ٤٣٢٧ـ دارمى: ٢٦٤٠.

برکتیں ہوں اور اس کی بخشش ہو۔ پس آپ ﷺ نے اس کو سلام کا جواب دیا اور فرمایا: اس کی چالیس نیکیاں ہیں، پھر آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا: فضائل اسی طرح بڑھتے ہیں۔''

شرح:...... السلام علیکم کے جواب میں کہاں تک جواب لوٹانا جائز ہے؟ ایک قول ہے کہ قرآن پاک میں ہے:

﴿فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا﴾ (النسآء: ٨٦)

''پس اچھا تحفہ دو۔''

ان کا خیال ہے کہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ ور برکاتہ ومغفرتہ وطیب صلواتہ ورضوانہ، وغیرہ کہنا جائز ہے۔

لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اضافہ صرف و برکاتہ تک مسنون ہے۔ اس سے آگے صحیح سند سے رسول اکرم ﷺ سے ثابت نہیں۔ (فتح الباری: ۱۰/ ٦)

٧٦٩٧ـ عَنْ غَالِبٍ قَالَ إِنَّا لَجُلُوْسٌ بِبَابِ الْحَسَنِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ بَعَثَنِي أَبِي إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ائْتِهِ فَأَقْرِئْهُ السَّلاَمَ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّ أَبِي يُقْرِئُكَ السَّلاَمَ، فَقَالَ عَلَيْكَ السَّلاَمُ وَعَلَى أَبِيْكَ السَّلاَمُ. (رواه أبوداود: ٥٢٣١)

۷۶۹۷۔ ''غالب بن خطان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم حسن بصری رحمہ اللہ کے دروازے پر بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: میرے والد نے میرے دادا کی روایت سے بیان کیا ہے مجھے میرے والد نے نبی ﷺ کے پاس بھیجا اور کہا کہ میری طرف سے آپ ﷺ کو سلام کہنا ،تو میں آپ کے پاس آیا اور کہا: یا رسول اللہ! میرے والد آپ کو سلام کہتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھ پر اور تیرے باپ پر سلام ہو۔'' (ابوداوٗد)

شرح:...... اس میں یہ دلیل ہے کہ جو السلام علیکم کسی کی طرف پہنچاتا ہے، جس تک وہ پہنچایا گیا ہے وہ سلام پہنچانے والے پر اور جس نے سلام کہا اس پر دونوں پر وعلیکم السلام کہے۔

ایک سوال یہ ہوسکتا ہے کہ ابو داود (۵۲۲۴) میں آتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ نے کہا: جبریل علیہ السلام آپ کو سلام کہہ رہے ہیں تو سیدہ نے کہا تھا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ۔ تو اس میں پہنچانے والے نبی ﷺ ہیں۔ مگر سیدہ رضی اللہ عنہا نے صرف جبریل علیہ السلام پر جواب لوٹایا تھا۔ تو یہ تعارض ہوا۔ اس کا حل یہ ہے کہ یہ جائز ہے کہ صرف سلام کہنے والے کا جواب دیا جائے اور مستحب اور زیادہ بہتر یہی ہے کہ سلام کہنے والے اور پہنچانے والے دونوں کو سلام کہا جائے جیسا کہ آپ ﷺ سے زیر شرح حدیث سے معلوم ہوا ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۵۲۸)

(٧٦٩٧) ابو داود: ٥٢٣١ـ حسن، البانی: ٤٣٥٨ـ احمد: ٢٢٥٩٤.

٧٦٩٨ـ عَنْ أَبِي جُرَيٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلاً يَصْدُرُالنَّاسُ عَنْ رَأْيِهِ لاَيَقُوْلُ شَيْـئًـا إِلَّا صَدَرُوْا عَنْهُ قُلْتُ: مَنْ هٰذَا قَالُوْا: هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلاَمُ يَـارَسُـوْلَ الـلّٰـهِ! مَـرَّتَيْنِ ، قَالَ: ((لاَتَقُلْ عَـلَيْكَ السَّلاَمُ فَـإِنَّ عَـلَيْكَ السَّلاَمُ تَحِيَّةُ الْـمَيِّـتِ ، قُلِ السَّلاَمُ عَلَيْكَ)) قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ الَّـذِي إِذَا أَصَابَكَ ضُرٌّفَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ وَإِنْ أَصَـابَكَ عَـامُ سَـنَةٍ فَدَعَوْتَهُ أَنْبَتَها لَكَ وَإِذَاكُـنْـتَ بِـأَرْضٍ قَـفْرَاءَ أَوْ فَلاَةٍ فَضَلَّتْ رَاحِـلَتُكَ فَدَعَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ)) قَالَ قُلْتُ اعْهَـدْ إِلَيَّ قَالَ: ((لاَ تَسُبَّنَّ أَحَدًا)) قَالَ فَمَا سَبَبْـتُ بَـعْـدَهُ حُـرًّاوَلاَ عَبْدًا وَلاَ بَعِيـرًا وَلاَشَـاةً ، قَـالَ: ((وَلاَتَـحْـقِـرَنَّ شَيْئًامِنَ الْـمَـعْرُوْفِ وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْـهِ وَجْهُكَ ، إِنَّ ذٰلِكَ مِـنَ الْـمَعْرُوْفِ ، وَارْفَـعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ فَإِنْ أَبَيْتَ فَـإِلَـى الْـكَعْبَيْنِ وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الإِزَارِفَإِنَّهَا مِـنَ الْـمَـخِيْلَةِ وإِنَّ اللّٰهَ لاَ يُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ وَإِنِ امْرُؤٌشَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلاَ تَـعَيِّـرْهُ بِـمَـا تَـعْـلَـمُ فِيْهِ فَإِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ)) . (رواه أبوداود: ٤٠٨٤)

٧٦٩٨ـ ’’سیدنا ابو جُری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ آیا تو میں نے ایک شخص دیکھا کہ لوگ اس کی رائے پر جم جاتے ہیں، وہ جو کچھ کہتا ہے اسی پر ٹھہر جاتے ہیں، میں نے کہا: یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا: یہی اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے کہا: عَـلَيْكَ السَّلَامُ يَـا رَسُـوْلَ الـلّٰـه! دوبار۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عَـلَيْكَ السَّلَامُ نہ کہو یہ تو مردے کا سلام ہے۔ اس طرح کہو: السَّلَامُ عَلَيْكَ میں نے عرض کیا: آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں اس اللہ کا رسول ہوں۔ اگر تجھے کوئی مصیبت پہنچے اور تو اس سے دعا کرے تو وہ اس کو تجھ سے دور کر دیگا اور اگر تجھے قحط سالی پہنچے تو اس سے دعا مانگے تو وہ تیرے لیے سبزہ اُگا دے گا اور اگر تو کسی ویران اور بیابان جگہ پر ہو اور تیری سواری گم ہو جائے اور تو اس سے دعا مانگے تو وہ تیری سواری واپس دے دیگا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں تو فرمایا: تو کسی کو گالی نہ دینا۔ صحابی کہتا ہے کہ اُس کے بعد میں نے کسی آزاد یا غلام اور کسی بکری یا اُونٹ کو گالی نہیں دی اور فرمایا: کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھنا خواہ تو اپنے مسلمان بھائی سے کھلے (مسکراتے) چہرے کے ساتھ کلام ہی کرے تو درحقیقت یہ بھی نیکی ہے اور اپنی ازار پنڈلی کے نصف تک بلند رکھ، پس اگر ایسا نہ کر سکے تو دوٹخنوں تک اور اپنی ازار لٹکانے سے بچ کیونکہ یہ تکبر میں شامل ہے اور اللہ تکبر کو پسند نہیں کرتا اور اگر کوئی آدمی تجھے گالی دے یا تیرا وہ عیب ظاہر کرے جو تیرے اندر وہ جانتا ہے تو اس کا وہ عیب تو ظاہر نہ کر جو اس میں تجھے معلوم ہے پس اس کا وبال اسی پر ہو گا۔‘‘ (الترمذی اور ابوداؤد بلفظہٖ)

(٧٦٩٨) ابو داود: ٤٠٨٤ـ صحيح، البانى: ٣٤٤٢ـ ترمذى: ٢٧٢١ـ احمد: ١٥٥٢٥.

شرح:...... نبی کریم ﷺ دین اور دنیا اور آخرت کے بارے میں حکم دیتے تھے، لوگ اسے قبول کرتے تھے اور جس طرح گھاٹ سے پانی پی کر سیرابی ہوتی ہے آپ سے لوٹتے ہوئے لوگ اس طرح مطمئن ہوتے تھے۔

اس حدیث کے ایک حصہ سے یہ وہم ہوتا ہے کہ میت کو سلام کہتے ہوئے علیک السلام کہنا ہے۔ یہ بات نہیں صحیح حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب قبرستان میں داخل ہوتے تو فرماتے تھے: السلام علیکم دار قوم مومنین...... .

یہ سلام بالکل اسی طرح ہے جس طرح زندوں کو کہا جاتا ہے۔ ثابت ہوا کہ زندوں اور مردوں دونوں کے لیے سلام ایک ہی ہے۔ وہ ہے: السلام علیکم۔

علیک السلام پر تنقید کا مقصد یہ تھا کہ یہ لوگوں کی اکثریت کی عادت ہے کہ مردوں کو اس طرح سلام کہتے ہیں مگر سنت میں کوئی تفریق نہیں اس میں جو طریقہ ہے وہ زندوں اور مردوں کے لیے السلام علیکم کہنا ہے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے ان کا اللہ تعالیٰ پر ایمان پختہ کیا ہے۔ انہیں گالی اور تکبر سے بچاؤ کا حکم دیا اور تہبند کو متکبرانہ انداز سے باندھنے سے منع کیا کہ زیادہ سے زیادہ تہبند ٹخنوں تک رہے اس سے نیچے نہ ہو اگر اس سے نیچے ہوگا تو یہ تکبر ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۹۸)

۷۶۹۹ـــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ سَأَلَ عُمَرُ الرَّجُلَ كَيْفَ أَنْتَ فَقَالَ أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللّٰهَ فَقَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ الَّذِيْ أَرَدْتُ مِنْكَ . (رواه مالك: ۱۷۹۲)

۷۶۹۹۔ ”سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ایک شخص نے کہا: السلام علیکم تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو سلام کا جواب دیا، پھر پوچھا: تیرا کیا حال ہے؟ اس شخص نے کہا: میں آپ کے سامنے اللہ کی تعریف کرتا ہوں۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تجھ سے یہی ارادہ کیا تھا۔“ (مالک)

۷۷۰۰ـ عَنْ عِكْرَمَةَ بْنِ أَبِي جَهْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ جِئْتُهُ مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ . (رواه الترمذی: ۲۷۳۵)

۷۷۰۰۔ ”عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس دن میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے (خوش ہو کر) فرمایا: ”سوار ہو کر آنے والے مہاجر کا آنا مبارک ہو۔“ (ترمذی)

شرح:...... یہ فتح مکہ کی بات ہے جب عکرمہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو کر آئے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں مرحبا کہا کہ کشادہ زمین پر آئے ہو۔

(۷۶۹۹) موطا: ۱۷۹۲.

(۷۷۰۰) ترمذی: ۲۷۳۵۔ ضعیف الاسناد، البانی: ۵۱۸.

اور مہاجر سوار کہا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی جانب ہجرت کر کے آئے ہو اور دارالحرب چھوڑ کر دارالسلام کی جانب آ گئے ہو۔ اس لیے میں تمہیں مرحبا کہتا ہوں۔ اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے مگر صحیح حدیث سے مرحبا کہنا ثابت ہے۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/۵۲)

السلام علیکم کہنے والے کے سلام کا جواب دے کر اس سے اس کا حال پوچھنا مسنون طریقہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس سے سنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے تو کہا: تو نے میرے دل کی آواز کے مطابق جواب دیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے سے اللہ تعالیٰ انعامات میں اور اضافہ کرتا ہے۔ اس کا فرمان ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراهيم: ۷)

''اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا۔''

نبی اکرم ﷺ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ایک آدمی سے پوچھا کیسے ہو؟ اس نے کہا کہ میں آپ کے سامنے اللہ کی تعریف کرتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میری یہی چاہت تھی کہ تم اللہ کی تعریف کرو۔ (طبرانی، حسن)

ثابت ہوا کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی اتباع میں یہ بات اس آدمی سے کہی۔ (شرح زرقانی:۴/ ۳۶۱)

۷۷۰۱۔ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتَّى تُفْهَمَ عَنْهُ وَإِذَا أَتَى عَلَى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا. (رواه البخاري: ۹۵)

۷۷۰۱۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بات کرتے تو تین بار اعادہ کرتے یہاں تک کہ ہر کوئی آپ کی بات سمجھ جاتا۔ اسی طرح آپ جب کسی قوم کے ہاں تشریف لے جاتے اور انہیں سلام کہتے تو تین بار سلام کہتے تھے۔'' (بخاری)

شرح:...... تین مرتبہ بات کرنا یا سلام کرنا آپ ﷺ کی ابدی عادت مبارکہ نہ تھی۔ یہ اس وقت آپ کہتے تھے جب کسی کے گھر جاتے۔ اگر کوئی جواب آتا تو آپ اس کے مطابق کرتے۔ اگر جواب نہ آتا تو تین مرتبہ سلام کے بعد آپ واپس لوٹ آتے یا پھر آپ کسی کثیر جماعت کے پاس آتے اور ان تک ایک دفعہ سلام نہ پہنچتا تو تب آپ تین مرتبہ سلام کہتے تھے۔ یہ عارضی طریقہ کار تھا دائمی طریقہ ایک مرتبہ ہی سلام کہنا تھا یا ایک مرتبہ ہی بات کرنے کا تھا۔ ضرورت کے تحت آپ بات دہراتے تھے۔ (زادالمعاد:۲/ ۴۱۸)

(۷۷۰۱) بخاری: ۹۵۔ ترمذی: ۲۷۲۳۔ احمد: ۱۲۸۰۹.

٧٧٠٢ـــ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا وَأَنْعَمَ صَبَاحاً فَلَمَّا كَانَ الإِسْلَامُ نُهِيْنَا عَنْ ذٰلِكَ . قَالَ عَبْدُ الرَّزَاقِ قَالَ مَعْمَرٌ يُكْرَهُ أَنْ يَقُوْلَ الرَّجُلُ أَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا وَلاَبَأْسَ أَنْ يَقُوْلَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَيْنَكَ . (رواه أبوداود: ٥٢٢٧)

٧٧٠٢۔ ''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ عہد جاہلیت میں کہا کرتے تھے: اللہ تیری آنکھیں ٹھنڈی رکھے۔ یا تمہاری وجہ سے تمہارے محبوب کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔ پھر جب اسلام آیا تو ان کلمات سے ہمیں منع کیا گیا۔ عبدالرزاق رحمہ اللہ نے کہا: معمر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ یہ کہنا مکروہ ہے کہ کوئی کہنے والا کہے: اللہ نے انعام کیا ہم پر تیرے سبب، لیکن یہ کہنا مکروہ نہیں ہے کہ اللہ تیری حالت بہتر کردے۔''

٧٧٠٣ـــ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَدَخَلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ قَالُوْا وَعَلَيْكَ السَّلاَمُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ قَالَ كَيْفَ أَصْبَحْتُمْ قَالُوْا بِخَيْرٍ نَحْمَدُ اللّٰهَ فَكَيْفَ أَصْبَحْتَ بِأَبِيْنَا وَأُمِّنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَصْبَحْتُ بِخَيْرٍ أَحْمَدُ اللّٰهَ . (رواه ابن ماجة: ٣٧١١)

٧٧٠٣۔ ''سیدنا ابو اُسید الساعدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اوران لوگوں نے کہا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے صبح کیسی ہوئی (تمہارا کیا حال ہے؟) انہوں نے عرض کیا: ہم بخیریت ہیں، ہم اللہ کا شکر کرتے ہیں۔ اے اللہ کے رسول! ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ ﷺ کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں بخیریت ہوں اللہ کا شکر ہے۔''

٧٧٠٤ـــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقَى أَخَاهُ أَوْصَدِيْقَهُ أَيَنْحَنِيْ لَهُ؟ قَالَ: لاَ، قَالَ أَفَيَلْتَزِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ؟ قَالَ: لاَ، قَالَ: أَفَيَأْخُذُ بِيَدِهِ وَيُصَافِحُهُ؟ قَالَ: نَعَمْ . (رواه الترمذي: ٢٧٢٨)

٧٧٠٤۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہم میں سے کوئی شخص اپنے کسی بھائی یا اپنے دوست سے ملاقات کرے تو کیا وہ اس کے سامنے جھک سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے کہا: کیا اس سے معانقہ کرسکتا ہے اور اس کا بوسہ لے سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے پھر عرض کیا: کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' (ترمذی)

(٧٧٠٢) ابو داود: ٥٢٢٧۔ ضعیف الاسناد: ١١١٩.

(٧٧٠٣) ابن ماجہ: ٣٧١١۔ ضعیف، البانی: ٨١٢.

(٧٧٠٤) ترمذی: ٢٧٢٨۔ حسن، البانی: ٢١٩٥۔ ابن ماجہ: ٣٧٠٢.

شـــرح:...... ملاقات کے وقت جھکنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ یہ رکوع اور سجدہ کی مانند ہے۔ رکوع اور سجدہ عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ کے لیے ہے۔

اور معانقہ کی ممانعت جو آئی ہے اس سے مراد ہے کہ ہر ملاقات میں معانقہ نہ کیا جائے کبھی کیا جائے تو جائز ہے اس سے محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ باہر سے مدینہ منورہ آئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بوسہ دیا اور معانقہ کیا۔ (ترمذی، باب ماجاء فی المعانقه والتقبیل)

تو دونوں احادیث میں مطابقت کی یہ صورت ہے کہ جس میں ممانعت ہے اس کا مطلب ہے معانقہ عادت نہ بنالی جائے اور جس میں معانقہ کا ذکر ہے اس کا مطلب ہے جب آدمی کبھی کبھی ملے یا دیر سے ملے یا سفر سے آئے تو اس کے ساتھ معانقہ مسنون ہے اور اسے عیدین کے لیے خاص کرنے کی دلیل بھی کوئی نہیں اور مصافحہ تو ہمہ وقت مسنون ہے۔ صرف اجنبی عورت سے منع ہے۔ عیدین اور ہر نماز کے بعد خصوصاً فجر اور عشاء کی نماز کے بعد مصافحہ کرنے کی عادت بنانے سے احتیاط کی جائے، یہ پابندی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں۔ (انجاز الحاجہ: ۱۰/۳۹۴)

وَزَادَ رَزِيْنٌ بَعْدَ قَوْلِهِ وَيُقَبِّلُـهُ: قَالَ: لَا إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ مِنْ سَفَرٍ.

رزین رحمہ اللہ نے ''بوسہ لینے'' کے ساتھ یہ اضافہ کیا ہے کہ نہیں مگر یہ کہ وہ سفر سے لوٹ کر آیا ہو۔

۷۷۰۵ــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَـدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((لَيْـسَ مِنَّا مَـنْ تَشَبَّـهَ بِـغَيْـرِنَـا لَاتَشَبَّهُوْا بِـالْيَهُوْدِ وَلَابِـالـنَّصَارَى فَإِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الإِشَارَةُ بِـالأَصَـابِـعِ وَتَسْـلِيْـمُ النَّصَارَى الإِشَارَةُ بِالأَكُفِّ)). (رواه الترمذی: ۲۶۹۵)

۷۷۰۵۔ ''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے علاوہ دوسروں کی مشابہت اختیار کرتا ہے۔ تم یہود اور نصاریٰ کی مشابہت نہ اختیار کرو۔ یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ کرنا ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلی کے ساتھ اشارہ (سلوٹ) ہے۔'' (ترمذی)

۷۷۰۶ــ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((إِذَا سَـلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُـوْدُ فَـإِنَّـمَا يَقُوْلُ أَحَدُهُمُ السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْ وَعَلَيْكَ)). (رواه البخاری: ۶۲۵۷)

۷۷۰۶۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب یہودی تمہیں سلام کہتے ہیں تو ان میں سے کوئی یہ کہتا ہے: اَلسَّـــامُ عَلَيْكَ (تیرے اوپر ہلاکت ہو) تو تم کہہ دو: وَعَلَيْكَ ''تیرے ہی اوپر'' (النسائی)

(۷۷۰۵) ترمذی: ۲۶۹۵۔ حسن، البانی: ۲۱۶۸.

(۷۷۰۶) بخاری: ۶۲۵۷۔ مسلم: ۲۱۶۴۔ ابو داود: ۵۲۰۶۔ ترمذی: ۱۶۰۶۔ دارمی: ۲۶۳۵۔ احمد: ۵۱۹۹۔ مالك: ۱۷۹۰.

۷۷۰۷ــــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَتْ: دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُوْدِ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَـالُـوْا: السَّامُ عَلَيْكُمْ، قَالَتْ عَـائِشَةُ: فَـفَهِـمْتُهَـا فَقُلْتُ: وَعَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ، قَـالَـتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَهْلاً يَـا عَـائِشَةُ! إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الأَمْـرِ كُـلِّـهِ)) فَـقُـلْـتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوَلَمْ تَسْـمَـعْ مَا قَالُوْا؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ)). (رواه البخاري: ٦٠٢٤)

۷۷۰۷۔''ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: یہود کی ایک جماعت آپ ﷺ کے پاس آئی تو انہوں نے کہا: السام علیک (آپ پر ہلاکت)۔ اور میں یہ بات سمجھ گئی پس میں نے کہا: تم پر ہلاکت نازل ہو اور اللہ کی لعنت ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! ٹھہر جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمام امور میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ ﷺ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ اور تم پر (ہلاکت) ہو۔''

۷۷۰۸۔ وَفِي رِوَايَةٍ: عَلَيْكُمْ بِدُوْنِ الْوَاوِ.

۷۷۰۸۔''اور ایک روایت میں واؤ کے بغیر عَلَيْكُمْ ہے، یعنی تمہیں پر ہلاکت ہو۔''

۷۷۰۹ــــ وَفِـي رِوَايَةٍ: عَـلَـيْـكُـمُ السَّـامُ وَالذَّامُ. (هما لسلم: ٢١٦٥)

۷۷۰۹''اور دوسری روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تم پر ہلاکت اور مذمت ہو۔''

۷۷۱۰ــ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نَحْوُهُ وَفِيْهِ: قَـالَـتْ: أَلَـمْ تَسْـمَـعْ مَـا قَالُوْا قَالَ بَلَى قَدْ سَمِعْتُ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِمْ وَإِنَّا نُجَابُ عَلَيْهِمْ وَلاَيُجَابُوْنَ عَلَيْنَا. (رواه مسلم: ٢١٦٦)

۷۷۱۰۔''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس کے مثل روایت ہے اور اس میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا آپ ﷺ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں میں نے سنا ہے اور میں نے وہی مفہوم ان پر لوٹایا ہے اور ہماری دعا ان کے خلاف قبول کی جاتی ہے اور ان کی دعا ہمارے خلاف قبول نہیں کی جاتی۔''

۷۷۱۱ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((لاَتَبْـدَءُ وا الْيَهُـوْدَ وَلاَالـنَّـصَـارَى

۷۷۱۱۔''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہود و نصاریٰ کو سلام کہنے میں ابتدا نہ کرو

(۷۷۰۷) بخاری: ٦٠٢٤۔ مسلم: ٢١٦٥۔ ترمذی: ٢٧٠١۔ ابن ماجه: ٣٦٩٨۔ دارمی: ٢٦٣٥۔ احمد: ٢٥١٠٥.

(۷۷۰۸) مسلم: ٢١٦٥.

(۷۷۰۹) مسلم: ٢١٦٥.

(۷۷۱۰) مسلم: ٢١٦٦۔ احمد: ١٤٦٨٦.

(۷۷۱۱) مسلم: ٢١٦٧۔ ابو داود: ١٤٩۔ ترمذی: ٢٧٠٠۔ احمد: ٩٦٠٣.

بِـالسَّلاَمِ فَـإِذَا لَـقِيْتُـمْ أَحَـدَهُمْ فِي طَـرِيْقٍ فَاضْطَرُّوْهُ إِلَى أَضْيَقِهِ)). (لمسلم: ٢١٦٧)

اور راستہ میں ان سے ملاقات ہو تو ان کو راستے کے تنگ اطراف پر چلنے پر مجبور کردو۔"(مسلم،ابوداوٗد،ترمذی)

شرح:...... یہودی چونکہ مسلمانوں سے سلام لیتے وقت بددعا کرتے ہیں اس لیے انہیں پہلے سلام نہیں کہنا چاہیے اور اگر وہ پہلے سلام کہیں تو جواب میں صرف وعلیکم کہا جائے۔ یہود و نصاریٰ کے لیے رستہ تنگ کرنا اس وقت ہے جب درمیان میں دیوار آ جائے۔ اگر عام کشادہ راستہ ہو تو پھر پابندی نہیں۔ غیر مسلموں سے سختی کی وجہ یہ ہے کہ اسلام بلند ہونے آیا ہے مغلوب ہونے نہیں آیا۔

ہاتھ سے اشارہ کے ذریعے سلام کہنے سے منع کیا گیا ہے کہ یہود و نصاریٰ زبان سے السلام علیکم نہیں بولتے حالانکہ یہ سلام کہنا انبیائے کرام اور اولیائے کرام کا طریقہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کے کسی بھی طریقے میں مشابہت اختیار نہ کی جائے، خصوصاً سلام کہنے میں مشابہت نہ کی جائے۔ اگر کوئی دور ہو اور آواز نہ پہنچ سکے تو زبان سے سلام کہنے کے ساتھ اشارہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۳۱)

٧٧١٢ــ عَـنْ عُرْوَةَ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ أُسَامَةَ بْنُ زَيْدٍ ﷺ أَخْبَـرَهُ أَنَّ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَكِبَ عَـلَـى حِـمَـارٍ عَـلَى قَطِيْفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَأَرْدَفَ أُسَـامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَرَاءَهُ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِـي بَـنِـي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَـدْرٍ قَـالَ حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَـيِّ ابْـنُ سَـلُوْلَ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ الـلّٰهِ بْنِ أُبَيِّ فَإِذَا فِي الْمَجْلِسِ أَخْلاَطٌ مِنَ الْـمُسْـلِمِيْـنَ وَالْـمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الأَوْثَانِ وَالْيَهُـوْدِ وَالْـمُسْلِمِيْنَ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ الـلّٰـهُ بْـنُ رَوَاحَةَ فَـلَـمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَـجَـاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ ثُمَّ قَالَ لاَتُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَـلَيْهِـمْ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ

٧٧١٢۔"عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے۔ اس پر پالان تھا اور اس کے نیچے فدک کے علاقے کا بنا گدیلا تھا۔ آپ ﷺ نے اُسامہ کو اپنے پیچھے سوار کیا ہوا تھا۔ آپ ﷺ محلّہ بنوحارث بن خزرج میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے جارہے تھے اور یہ واقعہ بدر کی جنگ سے پہلے کا ہے۔ آپ ﷺ چل کر ایک مجلس میں پہنچے۔ اس میں عبداللہ بن اُبی ابن سلول بھی موجود تھا اور یہ واقعہ اس کے اسلام قبول کرنے سے پہلے کا ہے۔ اس مجلس میں مسلمان، مشرکین، بت پرست اور یہود سب لوگ جمع تھے اور مسلمانوں میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ جب گدھے کی گردوغبار مجلس تک پہنچی تو عبداللہ بن ابی نے اپنی ناک اپنی چادر سے ڈھانپ کر کہا: تم ہماری مجلسوں کو گردآلود نہ کرو۔ نبی ﷺ نے ان کو سلام کہا اور ٹھہر گئے، گدھے سے

(٧٧١٢) بخاری: ٤٥٦٦۔ مسلم: ١٧٩٨۔ ترمذی: ٢٧٠٢۔ احمد: ٢١٢٦٠.

إِلَـى اللّٰهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْـنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ أَيُّهَا الْمَرْءُ إِنَّهُ لاَأَحْسَنَ مِـمَّـا تَـقُـوْلُ إِنْ كَـانَ حَقًّا فَلاَتُؤْذِنَا بِهِ فِي مَـجْـلِسِـنَا ارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَ كَ فَـاقْصُصْ عَلَيْهِ ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَّاحَةَ بَـلٰـى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاغْشِنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا فَـإِنَّـا نُـحِـبُّ ذٰلِكَ فَـاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنُ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتَّى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُـخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَنُوْا ثُـمَّ رَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ دَابَّتَـهُ فَسَارَحَتَّى دَخَلَ عَـلَـى سَـعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ يَا سَـعْـدُ! أَلَـمْ تَسْـمَعْ مَا قَالَ أَبُوْحُبَابٍ يُرِيْدُ عَبْـدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيِّ قَالَ كَذاَ وَكَذَا ، قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ عَنْهُ فَوَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ! لَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ لَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْـلُ هٰـذِهِ الْبُـحَيْـرَةِ عَـلَـى أَنْ يُتَوِّجُوْهُ فَيُـعَـصِّبُـوْهُ بِـالْعِصَابَةِ فَلَمَّا أَبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ بِـالْـحَـقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ اللّٰهُ شَرِقَ بِذٰلِكَ ، فَـذٰلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ ، فَعَفَا عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْـحَابُهُ يَعْفُوْنَ عَـنِ الْـمُشْرِكِيْنَ وَأَهْلَ الْكِتَابِ كَمَاأَمَرَهُمُ الـلّٰـهُ وَيَـصْبِـرُوْنَ عَـلَى الأَذٰى قَالَ اللّٰـهُ عَـزَّوَجَـلَّ: ﴿وَلَتَسْـمَـعُـنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوْا الْـكِتَـابَ مِـنْ قَبْـلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوْا

اُتر کر لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دی اور قرآن مجید پڑھ کر سنایا تو آپ ﷺ کو ابن ابی نے کہا: اے شخص! جو تو کہتا ہے میں اس کو بہتر چیز نہیں سمجھتا۔ اگر وہ حق بھی ہے تب بھی اس کے ذریعے ہماری مجلسوں میں آ کر ہمیں ایذا نہ پہنچاؤ۔ تم اپنے مکان پر واپس جاؤ اور وہاں جو تمہارے پاس آئے اس کو قصے بیان کرو۔

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہرگز نہیں بلکہ یارسول اللہ! آپ ہماری مجلسوں میں تشریف لائیں اور ہم آپ کی تشریف آوری کو پسند کرتے ہیں۔ پس مسلمان، مشرکین اور یہود ایک دوسرے کو بری باتیں کہنے لگے اور لڑنے کے قریب چلے گئے پس نبی کریم ﷺ انہیں ٹھنڈا کرتے رہے یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ سوار ہو کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: اے سعد! کیا تجھے معلوم ہے کہ ابو حباب نے کیا کہا ہے؟ مراد عبداللہ بن ابی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کو معاف کر دیجیے اور درگذر کیجیے اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل کی ہے! اللہ تعالیٰ اس حق کو یہاں لے آیا ہے جو آپ ﷺ پر نازل کیا گیا ہے ورنہ اس علاقہ کے لوگ اس شخص کو تاج پہن کر اپنا بادشاہ بنانے پر جمع ہو چکے تھے۔ پس جب اللہ نے اس معاملے کو کامیاب نہ کیا اور اس حق کو لے آیا جو آپ پر نازل کیا گیا ہے تو یہ شخص جل گیا اور یہ وجہ ہے کہ اس نے وہ کہا جو آپ نے سنا، پس آپ ﷺ نے اس کو معاف کر دیا۔

نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب معاف کرتے تھے مشرکین اور اہل کتاب کی ایذا رسانی جیسے ان کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا اور ان لوگوں کی ایذا پر صبر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”تم

أَذًى كَثِيـرًا﴾ الآية وَقَـالَ اللّٰهُ: ﴿وَدَّكَثِيْرٌمِنْ أَهْـلِ الْكِتَابِ لَوْيَرُدُّوْنَكُم مِنْ بَعْدِإِيْمَانِكُمْ كُـفَّـارًا حَسَـدًا مِـنْ عِـنْـدِ أَنْفُسِهِمْ﴾ إِلَى آخِـرِالآيَةِ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَـأَوَّلُ الْـعَفْوَمَا أَمَـرَهُ اللّٰهُ بِهِ حَتَّى أَذِنَ اللّٰهُ فِيْهِمْ ، فَلَمَّا غَزَا رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ بَـدْرًا فَـقَتَـلَ الـلّٰـهُ بِـهِ صَنَادِيْدَكُفَّارِقُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ وَمَـنْ مَـعَـهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَعَبَدَةُ الأَوْثَانِ هٰذَا أَمْرٌقَدْ تَوَجَّهَ فَبَايَعُوْا الرَّسُوْلَ ﷺ عَلَى الإِسْلاَمِ فَأَسْلَمُوْا. (رواه البخاري: ٤٥٦٦)

سنو گے ان لوگوں کی طرف سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور مشرکین سے بھی بہت زیادہ ایذا۔'' اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے: ''پسند کرتے ہیں بہت سے اہل کتاب کہ کاش! وہ تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں پھیر کر کافر بنا دیں، اپنے دلوں میں حسد کرتے ہوئے۔''

رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ان کی ہر ایذا کو معاف کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کفار کے بارے میں لڑائی کی اجازت نازل کر دی۔ جب آپ ﷺ نے بدر میں جنگ لڑی اور اللہ نے کفار کے سردار قتل کرا دیئے اور نبی ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ فتح یاب ہو کر، مالِ غنیمت لے کر اور قریش کے بڑے بڑے سردار قیدی بنا کر واپس آئے تو ابن ابی اور اس کے رفقاء مشرکین اور بت پرستوں نے کہا: اسلام تو غالب ہو چکا ہے۔ تو ان لوگوں نے اسلام پر نبی ﷺ کی بیعت کی اور اسلام لے آئے۔'' (الشیخان)

شـــرح :...... اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی مجلس میں مسلمان بھی ہوں، کافر بھی ہوں، اہل سنت بھی ہوں، اہل بدعت بھی ہوں، صاحب عدل بھی ہوں، ظالم بھی ہوں، محبت کرنے والے اور بغض رکھنے والے بھی ہوں تو اس کے پاس سے مسلمان گزرے تو انہیں سلام کہنا جائز ہے۔ بعض ائمہ کرام نے اس سے استدلال کیا ہے کہ کافر کو ابتداء سے سلام کہنا جائز ہے۔ جبکہ اوپر والی حدیث (۱۱۷) دلالت کرتی ہے کہ غیر مسلموں پر پہلے سلام نہ کہا جائے۔

جو علما غیر مسلموں کو پہلے سلام کہنے کے قائل ہیں اس آیت سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا تھا:

﴿سَلَامٌ عَلَيْكَ﴾ (مریم: ٤٧)

''تجھ پر سلام۔''

اور اس آیت سے بھی استدلال لیتے ہیں کہ:

﴿فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ﴾ (زخرف: ٨٩)

''ان سے (کافروں سے) درگزر کیجیے اور سلام کہیے۔''

جو ائمہ اس کے قائل نہیں کہ غیر مسلموں کو پہلے سلام کہا جائے وہ ان آیات کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ایک تو یہ ان

سے لڑائی کا حکم دینے والی آیات سے منسوخ ہو چکا ہے۔

دوسرا یہ اسلام بے زاری ہے کہ میراتم سے تعلق نہیں۔ اس لیے ان سے پہلے سلام کہنے پر دلیل پکڑنا درست نہیں۔

اور حدیث میں بظاہر ٹکراؤ بیان ہوا ہے تو اس کا حل یہ ہے کہ جہاں کافر اور مسلمان ملے جلے ہوں تو ابتداء میں سلام کہنا جائز ہے اور جہاں صرف کافر ہوں وہاں سلام کی ابتداء کرنا جائز نہیں۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۳۹)

۷۷۱۳ـ عَنِ الْمُهَاجِرِبْنِ قُنْفُذٍ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَيَبُوْلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّعَلَيْهِ حَتَّى تَوَضَّأَ ثُمَّ اعْتَذَرَإِلَيْهِ فَقَالَ: ((إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَاللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ إِلاَّعَلَى طُهْرٍأَوْ قَالَ عَلَى طَهَارَةٍ)). (رواه أبوداود: ۱۷)

۷۷۱۳۔ ''سیدنا مہاجر بن قنفد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ پیشاب کر رہے تھے۔ انہوں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے جواب نہیں دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے وضو کیا اور پھر ان سے معذرت کی اور فرمایا: ''میں نے بغیر وضو اللہ کا ذکر زبان پر لانا پسند نہیں کیا۔'' (ابوداؤد، النسائی)

شرح:...... نبی اکرم ﷺ کے اخلاق عالیہ میں عظیم عادت کی نمایاں جھلک نظر آ رہی ہے کہ جواب نہ لوٹانے کی وجہ سے عذر پیش فرما دیا کہ میں نے باوضو جواب لوٹانے کو پسند کرتے ہوئے سلام کے جواب میں تاخیر کی ہے۔ حالانکہ عذر معذرت کی آپ کو قطعاً ضرورت نہ تھی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جسے سلام کہا جائے وہ پیشاب کر رہا ہو تو اس کے لیے بہتر طریقہ یہی ہے کہ وہ وضو کرنے تک یا تیمّم کرنے تک جواب موخر کر دے۔ یہ اس وقت جب پتہ ہو کہ سلام کہنے والا جواب تک وہاں رہے گا۔ اگر اس کے چلے جانے کا اندیشہ ہو تو پھر شریعت خاموش ہے۔ اگر پیشاب سے فراغت کے بعد بغیر وضو یا بغیر تیمّم ہی جواب دے تو قباحت نظر نہیں آتی۔

انتباہ:...... ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جب انہوں نے نبی ﷺ کو سلام کہا تھا تو آپ وضو کر رہے تھے۔ یہاں ہے کہ آپ پیشاب کر رہے تھے۔

تو یہ تعارض نہیں، یہ مختلف واقعات ہو سکتے ہیں۔ ایک میں وضو کر رہے تھے ایک میں آپ پیشاب کر رہے تھے۔

(انجاز الحاجہ: ۲/ ۳۸۶)

۷۷۱٤ـ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ، رَفَعَهُ: السَّلاَمُ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالَى وَضَعَهُ فِي الأَرْضِ،

۷۷۱۴۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں فرمایا: السلام اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اللہ نے اس کو

(۷۷۱۳) ابو داود: ۱۷ـ صحیح، البانی: ۱۳ـ ابن ماجه: ۳۵۰ـ دارمی: ۲٦٤۱ـ احمد: ۱۸۵۵۵.

(۷۷۱٤) بزار: ۱۹۹۹ـ طبرانی کبیر، البزار، باسنادین والطبرانی باسانید واحدهما رجاله رجال الصحیح عند البزار والطبرانی، هیثمی: ۱۲۷۲٤.

فَأَفْشُوْهُ بَيْنَكُمْ، فَإِنَّ الرَّجُلَ الْمُسْلِمَ إِذَا مَرَّ بِقَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، فَرَدُّوْا عَلَيْهِ، كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ فَضْلُ دَرَجَةٍ بِتَذْكِيْرِهِ إِيَّاهُمُ السَّلاَمَ، فَإِنْ لَمْ يَرُدُّوْا عَلَيْهِ، رَدَّ عَلَيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُمْ وَأَطْيَبُ. (رواه البزار: ١٩٩٩، والكبير)

زمین پر اتارا ہے تو تم آپس میں اس کی خوب اشاعت کرو۔ جب کوئی مسلمان مرد کسی قوم کے قریب سے گذرے اور ان کو سلام کہے اور وہ اس کو سلام کا جواب دیں تو اس کے لیے ایک درجہ ان پر زائد ہوگا اس لیے کہ اس نے ان کو سلام یاد کرایا ہے اور اگر وہ لوگ اس کے سلام کا جواب نہیں دیں گے تو اس کو وہ جواب دیگا جو ان سے بہتر اور زیادہ پاکیزہ ہوگا۔'' (البزار، الکبیر)

٧٧١٥۔ أَبُوْ هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: أَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ فِي الدُّعَاءِ، وَأَبْخَلُ النَّاسِ مَنْ بَخَلَ بِالسَّلاَمِ. (للأوسط)

۷۷۱۵۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: عاجز اور پست ہمت وہ انسان ہے جو دعا کرنے سے عاجز رہے، اور تمام لوگوں میں سے بخیل ترین وہ انسان ہے جو سلام کہنے میں بخل سے کام لے۔'' (الکبیر)

٧٧١٦۔ وَعَنْهُ، وَالشَّكُّ فِي رَفْعِهِ: لاَيُؤْذَنُ لِلْمُسْتَأْذِنِ حَتَّى يَبْدَأَ بِالسَّلاَمِ. (للأوسط)

۷۷۱۶۔ انہی (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے اور اس کے مرفوع ہونے میں شک ہے: ''اجازت طلب کرنے والے کو داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائے جب تک سب باتوں سے پہلے وہ سلام نہ کہے۔'' (الاوسط)

٧٧١٧۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، رَفَعَهُ: إِذَا مَرَرْتَ عَلَى مَجْلِسٍ فَسَلِّمْ عَلَى أَهْلِهِ، فَإِنْ يَكُوْنُوْا فِي خَيْرٍ كُنْتَ شَرِيْكَهُمْ، وَإِنْ يَكُوْنُوْا فِي غَيْرِ ذٰلِكَ كَانَ لَكَ أَجْرٌ. (للكبير: ١٩/ ٢٨، بخفي)

۷۷۱۷۔ ''سیدنا معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''جب تو مجلس کے پاس سے گذرے تو اہل مجلس کو سلام کہہ۔ اگر وہ نیک کام میں مصروف تھے تو نیکی میں تو شریک ہوگا اور اگر وہ دوسرے کام میں تھے تو تجھے اجر حاصل ہوگا۔'' (الکبیر سند مخفی ہے)

٧٧١٨۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ جَاءَكُمْ

۷۷۱۸۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب اہل یمن آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس اہل یمن آ چکے

(٧٧١٥) طبرانی اوسط، لا یروی عن النبی الا بهذا الاسناد ورجاله رجال الصحیح غیر مسروق بن المرزبان وهو ثقة، هیثمی: ١٢٧٣٩.

(٧٧١٦) طبرانی اوسط ورجاله ثقات الا ان عبدالملك لم اجد له سماعا من ابی هریرة، قال ابن حبان روی عن یزید بن الاصم، هیثمی: ١٢٧٤٤.

(٧٧١٧) طبرانی کبیر: ١٩/ ٢٨۔ وفیه، من لم اعرفه، هیثمی: ٢٧٥٩.

(٧٧١٨) ابو داود: ٥٢١٣۔ صحیح، البانی: ٤٣٤٤۔ الا قوله وهم اول...... مدرج فیه، قول انس، اخرجه احمد؛ ١٢٨٠٠.

أَهْلُ الْيَمَنِ وَهُمْ أَوَّلُ مَنْ جَاءَ بِالْمُصَافَحَةِ. (رواه أبوداود: ٥٢١٣)

ہیں، اور وہ پہلے لوگ ہیں جنہوں نے آ کر مصافحہ کیا ہے۔''

٧٧١٩ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مِنْ تَمَامِ التَّحِيَّةِ الأَخْذُ بِالْيَدِ. (رواه الترمذي: ٢٧٣٠)

۷۷۱۹۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''سلام کا تحفہ تب مکمل ہوتا ہے جب ہاتھ سے پکڑ کر مصافحہ کیا جائے۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

٧٧٢٠ـ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا)). (رواه أبوداود: ٥٢١٢)

۷۷۲۰۔ ''سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کو بخش دیا جاتا ہے اُن دونوں کے جدا ہونے سے پہلے۔'' (ابوداؤد اور ترمذی)

٧٧٢١ـ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُرَاسَانِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَصَافَحُوْا يَذْهَبِ الْغِلُّ وَتَهَادَوْا تَحَابُّوْا وَتَذْهَبِ الشَّحْنَاءُ)). (لمالك: ١٦٨٥)

۷۷۲۱۔ ''عطاء خراسانی مرسل روایت بیان کرتے ہیں: ''آپس میں مصافحہ کرو تا کہ دل کا کھوٹ جاتا رہے اور ایک دوسرے کو تحفے ہدیے دو تا کہ تمہارے درمیان محبت پیدا ہو اور دل کی ناراضی جاتی رہے۔'' (مالک)

٧٧٢٢ـ عَنْ جُنْدُبٍ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا لَقِيَ أَصْحَابَهُ لَمْ يُصَافِحْهُمْ حَتَّى يُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ. (للكبير: ١٧٢١، بخفى)

۷۷۲۲۔ ''سیدنا جندب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے اصحاب سے ملاقات کرتے تو اُن سے مصافحہ نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ پہلے ان کو سلام کہتے۔'' (الکبیر سند مخفی ہے)

٧٧٢٣ـ حُذَيْفَةَ، رَفَعَهُ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا لَقِيَ الْمُؤْمِنَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، وَأَخَذَ بِيَدِهِ فَصَافَحَهُ، تَنَاثَرَتْ خَطَايَاهُمَا كَمَا يَتَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ. (للأوسط: ٢٤٧)

۷۷۲۳۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''جب ایک مؤمن دوسرے مؤمن سے ملاقات کرتا ہے اور اس کو سلام کہتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے گرتے ہیں۔'' (الاوسط)

(٧٧١٩) ترمذی: ٢٧٣٠ـ ضعيف، الباني: ٥١٤.

(٧٧٢٠) ابو داود: ٥٢١٢ـ صحيح، الباني: ٤٣٤٣ـ ترمذی: ٢٧٢٧ـ ابن ماجه: ٣٧٠٣.

(٧٧٢١) موطا: ١٦٨٥.

(٧٧٢٢) طبرانی كبير: ١٧٢١ـ وفيه، من لم اعرفهم، هيثمی: ١٢٧٦٣.

(٧٧٢٣) طبرانی اوسط: ٢٤٧ـ ويعقوب بن محمد بن الطحلاء روى عنه غير واحد ولم يضعفه احد بقية رجاله ثقات، هيثمی: ١٢٧٦٦.

٧٧٢٤۔ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ: إِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ إِذَا الْتَقَيَا فَتَصَافَحَا وَتَسَاءَ لاَ أَنْزَلَ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا مِائَةَ رَحْمَةٍ، تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ لِأَشَّهِمَا وَأَطْلَقِهِمَا وَأَبَرِّهِمَا وَأَحْسَنِهِمَا مَسْأَلَةً لأَخِيْهِ . (للأوسط وَفِيْهِ الْحَسَنُ بْنُ كَثِيْرِبْنِ عَدِيّ)

۷۷۲۴۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعا روایت کرتے ہیں: ''جب دو مسلمان آپ میں ملاقات کرتے ہیں، ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں اور ایک دوسرے کا حال پوچھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان سو رحمتیں نازل کر دیتا ہے۔ ننانوے رحمتیں ان دونوں میں سے اس کے لیے ہیں جو دونوں میں سے زیادہ بشاشت سے پیش آنے والا، زیادہ کھل کر بات کرنے والا، زیادہ نیک اور اپنے بھائی کے لیے زیادہ اچھا سوال کرنے والا ہوگا۔'' (الاوسط، اور اس کی سند میں حسن بن کثیر بن عدی ہے۔)

٧٧٢٥۔ وَعَنْهُ رَفَعَهُ: لاَتُصَافِحُوْا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارَى . (للأوسط بضعف)

۷۷۲۵۔ اور انہی سے مروی ہے وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ''یہود و نصاریٰ سے مصافحہ نہ کرو۔'' (الاوسط، سند ضعیف)

٧٧٢٦۔ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ لَمَّانَزَلَ عُذْرُهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخَذَ بِيَدِهِ فَقَبَّلَهَا . (للكبير: ١٩/ ٩٥، بضعف)

۷۷۲۶۔ ''سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب اس کا عذر (توبہ) نازل ہوا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیا۔'' (الکبیر، سند ضعیف ہے)

٧٧٢٧۔ عَنْ عُمَرَ: أَنَّهُ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ . (للموصلى: ٥٥٩٧، بلين)

۷۷۲۷۔ ''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بوسہ دیا۔'' (الموصلی سند کمزور ہے)

٧٧٢٨۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَزِيْنَ: عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِيَدِي هٰذِهِ، فَقَبَّلْنَاهَا فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ . (للأوسط: ٦٦١)

۷۷۲۸۔ ''عبدالرحمٰن بن رزین سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کی اپنے اس ہاتھ سے بیعت کی ہے۔ عبدالرحمان کہتے ہیں: ہم نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا تو انہوں نے اُس کو نا پسند نہیں کیا۔'' (الاوسط)

٧٧٢٩۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ

۷۷۲۹۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اصحاب رسول کو نبی ﷺ

(٧٧٢٤) طبرانی اوسط، وفيه، الحسن بن كثير بن عدى ولم اعرفه وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ١٢٧٦٩.

(٧٧٢٥) طبرانی اوسط، وفيه، سفيان بن وكيع وهو ضعيف، هيثمى: ١٢٧٩٦.

(٧٧٢٦) طبرانی كبير: ١٩/ ٩٥۔ وفيه، يحيى بن عبدالحميد الحمانى وهو ضعيف، هيثمى: ١٢٧٩٧.

(٧٧٢٧) موصلى: ٥٥٩٧۔ وفيه، يزيد بن ابى زياد وهو لين الحديث وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ١٢٨٠٠.

(٧٧٢٨) طبرانی اوسط، ورجاله ثقات، هيثمى: ١٢٧٩٩.

(٧٧٢٩) ترمذى: ٢٧٥٤۔ صحيح، البانى: ٢٢١.

أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ وَكَانُوْا إِذَا رَأَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهِ لِذٰلِكَ. (رواه. الترمذي: ٢٧٥٤)

سے زیادہ محبوب کوئی نہیں تھا اور جب صحابہ آپ ﷺ کو دیکھتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ اس چیز کو ناپسند کرتے ہیں۔'' (الترمذی)

٧٧٣٠ـ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَوَكِّئًا عَلَى عَصًا، فَقُمْنَا إِلَيْهِ فَقَالَ: ((لاَ تَقُوْمُوْا كَمَا تَقُوْمُ الأَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا)). (رواه أبوداود: ٥٢٣٠)

۷۷۳۰۔''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ہاتھ میں عصا پکڑے ہوئے تشریف لائے تو ہم آپ کی طرف کھڑے ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھڑے نہ ہوا کرو جیسا کہ عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔'' (ابوداؤد)

٧٧٣١ـ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ وَابْنِ عَامِرٍ، فَقَامَ ابْنُ عَامِرٍ وَجَلَسَ ابْنُ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِ عَامِرٍ اجْلِسْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَمْثُلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. (رواه أبوداود: ٥٢٢٩)

۷۷۳۱۔''ابومجلز رحمہ اللہ کہتے ہیں، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ابن زبیر اور ابن عامر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے تو ابن عامر کھڑے ہو گئے جبکہ ابن زبیر کھڑے نہ ہوئے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عامر سے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے: ''جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ لوگ اس کے سامنے تصویر بن کر کھڑے ہو جائیں تو وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنا لے۔''

شرح:...... اگر کسی کے ہاتھ کو بوسہ دیا جاتا ہے۔اس کے دین اور صلاح اور اس کے زہد اور علم یا دیگر امور دینیہ کی وجہ سے تو یہ جائز ہے اور اگر کسی کی مالداری اور شان وشوکت اور جاہ وجلال کی وجہ سے بوسہ دیا جائے تو یہ جائز نہیں۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۵۷، تحفۃ الاحوذی: ۳/ ۴۰۰)

کسی آنے والے کے لیے کھڑا ہونے کی چار صورتیں ہیں۔

۱۔ جس کی یہ خواہش ہو کہ اس کے سامنے کھڑا ہوا جائے، وہ خود کو بڑا تصور کرتا ہو اور تکبر سے ایسا کہتا ہو۔ یہ حرام ہے اور اسے دوزخ کی وعید سنائی گئی ہے۔

۲۔ ایک آدمی تکبر سے یا خود کو بڑا تصور کرتے ہوئے کھڑا ہونے کی خواہش نہیں رکھتا لیکن یہ اندیشہ ہو کہ اس کی تعظیم میں کھڑا ہونے سے یہ متکبر ہو جائے گا اس کے لیے کھڑا ہونا بھی پسندیدہ عمل نہیں۔

۳۔ جس کی خواہش نہیں کہ کوئی میرے لیے کھڑا ہو۔ لیکن اس کے علم یا نیکی کی وجہ سے لوگ خود ہی کھڑے ہو

(٧٧٣٠) ابو داود: ٥٢٣٠۔ ضعیف، البانی: ١١٢٠۔ ابن ماجه: ٣٨٣٦۔ احمد: ٢١٦٧٧.

(٧٧٣١) ابو داود: ٥٢٢٩۔ صحیح: ٤٣٥٧۔ ترمذی: ٢٧٥٥۔ احمد: ١٦٣٧٣.

جاتے ہیں۔ یہ کھڑا ہونا جائز ہے۔

۴۔ کوئی سفر سے آتا ہے اس کے آنے کی خوشی میں یا اسے کوئی نعمت ملی ہو تو اس کی مبارکباد کے لیے کھڑا ہونا یا مصیبت پر تعزیت کے لیے کھڑا ہونا جائز ہے۔ (عمدۃ القاری: ۱۵/ ۳۷۶، فتح الباری: ۱۱/۵۴)

اَلْإِسْتِئْذَانُ

اجازت طلب کرنے کا بیان

۷۷۳۲ــ عَـنْ رِبْـعِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ بَـنِـيْ عَامِرٍ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِـي بَيْـتٍ، فَـقَـالَ: أَلِـجُ؟ فَـقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِخَادِمِهِ اخْرُجْ إِلَى هٰذَا فَعَلِّمْهُ الاِسْتِئْذَانَ، فَـقُـلْ لَـهُ: قُـلِ: السَّلاَمُ عَـلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ، فَسَـمِـعَـهُ الرَّجُلُ، فَقَالَ: السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ، أَأَدْخُـلُ فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَدَخَلَ. (رواه أبو داود: ٥١٧٧)

۷۷۳۲۔ ’’سیدنا ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور اس نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی اور عرض کی: کیا میں اندر آ جاؤں؟ آپ ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا: باہر جا کر اس کو اجازت طلب کرنا سکھا کہ تو اس طرح اجازت طلب کر کہ السلام علیکم کہہ کر پھر کہہ: کیا میں داخل ہو جاؤں؟ اس نے آپ ﷺ کی بات سن کر خود ہی کہہ دیا: السلام علیکم کیا میں داخل ہو جاؤں؟ پھر آپ ﷺ نے اس کو اجازت دی اور وہ داخل ہوا۔‘‘

شرح:...... اجازت کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اسلام کہا جائے پھر اجازت طلب کی جائے۔ اس آنے والے نے اس کی خلاف ورزی کی تھی اس لیے آپ ﷺ نے اپنے خادم سے کہا کہ اسے طریقہ بتا دو۔ (عون المعبود: ۴/ ۵۱۰)

۷۷۳۳ــ عَـنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ: زَارَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِـي مَـنْـزِلِنَا فَقَالَ: السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْـمَةُ اللّٰهِ. قَالَ: فَرَدَّ سَعْدٌ رَدًّا خَفِيًّا، قَالَ قَيْـسٌ: فَـقُـلْـتُ: أَلاَ تَأْذَنْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـقَالَ: ذَرْهُ يُكْثِرُ عَلَيْنَا السَّلاَمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ. فَرَدَّ سَـعْـدٌ رَدًّا خَـفِيًّا، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: السَّلاَمُ عَـلَيْـكُـمْ وَرَحْـمَةُ اللّٰهِ، ثُمَّ رَجَعَ

۷۷۳۳۔ ’’سیدنا قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ہمارے گھر میں آ کر ہماری ملاقات کی اور فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ تو میرے باپ نے آہستہ آواز سے سلام کا جواب دیا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میرے باپ نے پھر آہستہ آواز میں سلام کا جواب دیا، پس آپ ﷺ نے فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ پھر آپ ﷺ واپس چلے گئے۔ تو آپ ﷺ کے پیچھے سعد رضی اللہ عنہ گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ میں آپ کا سلام سن رہا تھا اور میں جواب

(۷۷۳۲) ابو داود: ٥١٧٧۔ صحيح: ٤٣١٢۔ احمد: ٢٢٦١٧.

(۷۷۳۳) ابو داود: ٥١٨٥۔ ضعيف الاسناد: ١١١١۔ البانی، ابن ماجه: ٤٦٦۔ احمد: ١٤٩٢٨.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاتَّبَعَهُ سَعْدٌ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي كُنْتُ أَسْمَعُ تَسْلِيْمَكَ وَأَرُدُّ عَلَيْكَ رَدًّا خَفِيًّا لِتُكْثِرَ عَلَيْنَا السَّلَامَ، قَالَ: فَانْصَرَفَ مَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَأَمَرَلَهُ سَعْدٌ بِغَسْلٍ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ نَاوَلَهُ لُحْفَةً مَصْبُوْغَةً بِزَعْفَرَانَ أَوْوَرَسٍ فَاشْتَمَلَ بِهَا، ثُمَّ رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ عَلَى آلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: ثُمَّ أَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الطَّعَامِ، فَلَمَّا أَرَادَ الْإِنْصِرَافَ قَرَّبَ لَهُ سَعْدٌ حِمَارًا قَدْ وَطَّأَعَلَيْهِ بِقَطِيْفَةٍ، فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،فَقَالَ سَعْدٌ: يَا قَيْسُ! اصْحَبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ قَيْسٌ: فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ارْكَبْ فَأَبَيْتُ ثُمَّ قَالَ :إِمَّا أَنْ تَرْكَبَ وَإِمَّا أَنْ تَنْصَرِفَ قَالَ: فَانْصَرَفْتُ . (رواه أبوداود: ٥١٨٥)

آہستہ دے رہا تھا تا کہ آپ ہم پر زیادہ بار سلام کہیں۔ آپ ﷺ اس کے ساتھ واپس آ گئے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے غسل کے لیے عرض کی تو آپ ﷺ نے غسل کیا پھر آپ کو زعفران یاورس لگائی گئی، بڑی چادر دی گئی تو آپ ﷺ نے وہ لپیٹ لی۔ پھر آپ ﷺ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی: یا اللہ! اپنی صلوٰات اور رحمت نازل کر آل سعد پر۔ پھر آپ ﷺ نے کھانا تناول فرمایا، جب آپ ﷺ نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو سعد رضی اللہ عنہ نے آپ کے قریب گدھا لا کر کھڑا کیا اور اس پر پالان رکھا تھا۔ سعد نے کہا: اے قیس! رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جاؤ، پھر میں ساتھ گیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: میرے ساتھ سوار ہو جا۔ میں نے انکار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''سوار ہو جا ورنہ لوٹ جا۔'' چنانچہ میں لوٹ آیا۔'' (یہ دو روایات ابوداؤد کی ہیں)

٧٧٣٤ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِإِذْ جَاءَ أَبُوْمُوْسٰى كَأَنَّهُ مَذْعُوْرٌ فَقَالَ اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عُمَرَثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ قُلْتُ اسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَتُقِيْمَنَّ عَلَيْهِ بِبَيِّنَةٍ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ

۷۷۳۴۔ ''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں انصار کی مجلس میں تھا۔ ہمارے پاس ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ گھبرائے ہوئے آئے۔ انہوں نے کہا: میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے تین بار اجازت طلب کی تو انہوں نے اجازت نہیں دی اور میں واپس چلا آیا۔ پھر انہوں نے کہا: تجھے میرے پاس آنے سے کس چیز نے منع کیا ہے؟ میں نے کہا: میں نے تین بار اجازت طلب کی تھی مگر مجھے اجازت نہیں دی گئی تو میں واپس چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جب تم میں سے کوئی فرد تین مرتبہ اجازت طلب

(٧٧٣٤) بخاری: ٦٢٤٥ـ مسلم: ٢١٥٤ـ ابو داود: ٥١٨١ـ احمد: ١٩١٧٨ـ مؤطا: ١٧٩٨.

سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَاللّٰهِ لَا يَقُوْمُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ فَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقُمْتُ مَعَهُ فَأَخْبَرْتُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ. (رواه البخاري: ٦٢٤٥)

کرے اور اس کو اجازت نہ دی جائے تو واپس چلا جائے۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اللہ کی! اس کے تو نے گواہ پیش کرنے ہوں گے۔ تو کیا تم میں سے کسی نے یہ حدیث سنی ہے؟ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! تیرے ساتھ اس قوم میں سے کم عمر مرد جائے گا۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: ان میں چھوٹی عمر تو میری ہی تھی پس میں اُٹھا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔''

٧٧٣٥۔ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّ أَبَا مُوْسَى اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ ثَلَاثًا فَكَأَنَّهُ وَجَدَهُ مَشْغُوْلًا فَرَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ أَلَمْ نَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ائْذَنُوْا لَهُ فَدُعِيَ لَهُ فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ قَالَ إِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا قَالَ: لَتُقِيْمَنَّ عَلَى هٰذَا بَيِّنَةً أَوْ لَأَفْعَلَنَّ، فَخَرَجَ فَانْطَلَقَ إِلَى مَجْلِسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوْا لَا يَشْهَدُ لَكَ عَلَى هٰذَا إِلَّا أَصْغَرُنَا فَقَامَ أَبُوْ سَعِيْدٍ فَقَالَ: كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا، فَقَالَ عُمَرُ: خَفِيَ عَلَيَّ هٰذَا مِنْ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، أَلْهَانِي عَنْهُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ. (رواه مسلم: ٢١٥٣)

٧٧٣٥۔ ''عبید بن عمیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے تین بار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی۔ وہ کسی کام میں مصروف معلوم ہوتے تھے۔ ابوموسیٰ واپس چلے گئے پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا ہم عبداللہ بن قیس کی آواز نہیں سن رہے؟ انہیں اجازت دو۔ انہیں بلایا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے جو کیا ہے، کس چیز نے تجھے ایسا کرنے کا کہا ہے؟ انہوں نے کہا: ہمیں یہی حکم دیا گیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس پر تو گواہ پیش کر ورنہ تیری خیر نہیں۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ انصار صحابہ کی ایک مجلس میں پہنچے (اور اپنا ماجرا سنایا) تو انہوں نے کہا: اس بات پر آپ کی شہادت ہم میں سے چھوٹا آدمی بھی دے سکتا ہے، چنانچہ ابوسعید رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے: ہمیں اسی بات کا حکم دیا جاتا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مجھ پر۔ بازار میں تجارت کی وجہ سے مخفی رہ گیا ہے۔ (مسلم)

٧٧٣٦۔ وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ أَبَا مُوْسَى أَتَى بَابَ عُمَرَ فَاسْتَأْذَنَ فَقَالَ عُمَرُ وَاحِدَةً، ثُمَّ

٧٧٣٦۔ ''ایک روایت میں ہے کہ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک۔ انہوں

(٧٧٣٥) مسلم: ٢١٥٣۔ بخاری: ٦٢٤٥۔ ابو داود: ٥١٨٠۔ احمد: ١٩١٧٨۔ مؤطا: ١٧٩٨.

(٧٧٣٦) مسلم: ٢١٥٣۔ بخاری: ٦٢٤٥۔ ابو داود: ٥١٨٠۔ احمد: ١٩١٧٨۔ موطا: ١٧٩٨.

اسْتَأْذَنَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ عُمَرُ ثِنْتَان، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ عُمَرُ: ثَلَاثٌ ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَتْبَعَهُ فَرَدَّهُ فَقَالَ: إِنْ كَانَ هٰذَا شَيْئًا حَفِظْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَهَا وَإِلَّا فَلَاجْعَلَنَّكَ عِظَةً، قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: فَأَتَانَا، فَقَالَ: أَلَمْ تَعْلَمُوْا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الاَسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ)) قَالَ فَجَعَلُوْا يَضْحَكُوْنَ قَالَ فَقُلْتُ: أَتَاكُمْ أَخُوْكُمُ الْمُسْلِمُ قَدْ أُفْزِعَ تَضْحَكُوْنَ؟ انْطَلِقْ فَأَنَا شَرِيْكُكَ فِي هٰذِهِ الْعُقُوْبَةِ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: هٰذَا أَبُوْسَعِيْدٍ. (رواه مسلم: ٢١٥٣)

نے پھر اجازت طلب کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: دو۔ انہوں نے تیسری بار اجازت طلب کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تین، پھر ابوموسیٰ لوٹ گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے قاصد پیچھے روانہ کیا اور انہیں واپس بلایا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تونے کوئی حدیث رسول اللہ ﷺ کی محفوظ رکھی ہے تو پیش کر ورنہ میں تمہیں دوسروں کے لیے نصیحت بنا دوں گا۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور کہا: کیا تمہیں یہ علم ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے اجازت تین مرتبہ ہے؟ لوگ ہنسنے لگے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: تمہارے پاس ایک خوف زدہ مسلمان بھائی آیا ہے اور تم لوگ ہنستے ہو؟ پھر انہوں نے کہا: چل چلیں اس سزا میں تیرے ساتھ میں بھی شریک ہوتا ہوں۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: میرا گواہ ہے۔ پھر فرمایا: یہ ابوسعید تھے۔"

٧٧٣٧۔ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَيْسٍ، فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ، فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، هٰذَا أَبُوْمُوْسٰى، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، هٰذَا الْأَشْعَرِيُّ انْصَرَفَ فَقَالَ رُدُّوْا عَلَيَّ رُدُّوْا عَلَيَّ، فَجَاءَ فَقَالَ: يَا أَبَامُوْسٰى! مَارَدَّكَ كُنَّا فِي شُغْلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِنَحْوِهِ. وَفِيْهِ: أَقَدْ وَجَدْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ قَالَ عَدْلٌ، قَالَ يَا أَبَا الطُّفَيْلِ! مَا يَقُوْلُ هٰذَا؟ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ذٰلِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! فَلَا تَكُوْنَنَّ عَذَابًا عَلَى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ إِنَّمَا سَمِعْتُ شَيْئًا فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَثَبَّتَ. (لمسلم: ٢١٥٤)

٧٧٣٧۔ "ایک اور روایت ہے: انہوں نے کہا: السلام علیکم یہ عبداللہ بن قیس ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت نہیں دی۔ انہوں نے پھر کہا: السلام علیکم، یہ ابوموسیٰ ہے۔ السلام علیکم، یہ اشعری ہے۔ یہ کہہ کر وہ لوٹ گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واپس لاؤ میرے پاس، انہیں میرے پاس واپس لاؤ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم واپس کیوں گئے ہم تو کام میں مصروف تھے؟

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ مثل اس کے" اور اس میں ہے کہ گواہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے اور یہ کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمر بن الخطاب! آپ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے لیے عذاب نہ بنیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: سبحان اللہ، سبحان اللہ۔ میں نے تو ایک مسئلہ سنا تھا اور میں نے یہ پسند کیا کہ اس کی تحقیق کرلوں۔"

(٧٧٣٧) مسلم: ٢١٥٤۔ بخاری: ٢٠٦٢۔ ابو داود: ٥١٨٠۔ ترمذی: ٢٦٩٠۔ ابن ماجه: ٣٧٠٦۔ احمد: ١٩١٧٨.

۷۷۳۸ــــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَقَالَ عُمَرُ لأَبِي مُوْسٰى أَمَا إِنِّي لَمْ أَتَّهِمْكَ وَلٰكِنْ خَشِيْتُ أَنْ يَتَقَوَّلَ النَّاسُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . (رواه أبوداود: ۵۱۸۱)

۷۷۳۸۔ ''دوسری روایت میں ہے: عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھ پر کوئی تہمت تو نہیں لگاتا مگر مجھے یہ خطرہ لاحق ہوا کہ لوگ نبی ﷺ پر جھوٹ کہنے لگیں گے۔'' (ابوداود)

شرح:...... کسی کے گھر جائیں تو اگر اجازت مل جائے تو اندر جائیں اور اگر واپسی کا کہا جائے تو واپس آ جائیں اور اگر اندر سے کوئی جواب نہ آئے تو تین دفعہ دستک دے کر واپس آ جائیں۔ اس واقعہ سے بعض لوگ یہ دلیل لیتے ہیں کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خبر واحد سے حجت نہ لی تھی۔

لیکن یہ استدلال سخت غلط ہے کیونکہ کتنے ہی واقعات ہیں جو خبر واحد ہیں مگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے استدلال کیا ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی خبر واحد سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جزیہ لینے پر استدلال کیا تھا۔ یہاں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے دلیل مزید مضبوطی کے لیے طلب کی تھی کہ آدمی بھول بھی سکتا ہے۔ اس لیے تحقیق کی تھی۔ یہ بات نہ تھی کہ آپ خبر واحد پر عمل نہ کرتے تھے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بڑے عالم سے ایک مسئلہ اوجھل رہتا ہے اور کم علم والے کو اس کا پتہ چل جاتا ہے۔

اس حدیث میں غالی مقلدین کی زبردست تردید ہے کہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے معمولی اور مشہور بات مخفی رہ جاتی تھی، ان سے بعد والے تو بالا ولیٰ اس سے محروم ہو سکتے ہیں۔

لہٰذا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث کے بارے میں سستی کے سد باب کے لیے سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے دلیل طلب کی تھی، ان پر جھوٹ کی تہمت کی وجہ سے نہ کی تھی۔ (عون المعبود: ۴/ ۵۱۱)

۷۷۳۹ــــ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ فَسَلَّمْتُ فَرَدَّ وَقَالَ: ((ادْخُلْ)) فَقُلْتُ أَكُلِّي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((كُلُّكَ فَدَخَلْتُ)). (رواه أبوداود: ۵۰۰۰)

۷۷۳۹۔ ''سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے پاس غزوہ تبوک میں اُس وقت حاضر ہوا جب آپ چمڑے کے ایک خیمے میں تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا اور آپ نے مجھے جواب دیا اور فرمایا: ''آجاؤ۔'' میں نے عرض کی: کیا سارا آجاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں سارا ہی۔'' پس میں داخل ہو گیا۔''

(۷۷۳۸) ابو داود: ۵۱۸۰۔ صحیح الاسناد: ۴۳۱۷۔ بخاری: ۶۲۴۵۔ مسلم: ۲۱۵۳۔ ترمذی: ۲۶۹۰۔ ابن ماجہ: ۳۷۰۶۔ دارمی: ۲۶۲۹۔ احمد: ۱۹۱۷۸۔ مؤطا: ۱۷۹۸۔

(۷۷۳۹) ابو داود: ۵۰۵۵۔ صحیح، البانی: ۴۱۸۱۔ بخاری: ۳۱۷۶۔ ابن ماجہ: ۴۰۴۲۔ احمد: ۲۳۴۶۵۔ ابو داود: ۵۱۸۶۔

شـــرح:...... کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لی جائے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مزاح کیا کرتے تھے۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ سے مزاح کیا کرتے تھے۔ (عون المعبود:۴/ ۴۵۸)

قَالَ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاتِكَةَ، قَالَ: إِنَّمَا قَالَ: ((أَدْخُلُ كُلِّي)) مِنْ صِغَرِ الْقُبَّةِ.

(أبو داود:)

عثمان بن العاتکہ کہتے ہیں: ان کا کہنا: ''کیا میں سارا داخل ہو جاؤں؟'' خیمہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے کہا تھا۔

٧٧٤٠ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَتَى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهِ وَلٰكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الأَيْمَنِ أَوِالأَيْسَرِ وَيَقُوْلُ: ((السَّلَامُ عَلَيْكُمُ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ)) وَذٰلِكَ أَنَّ الدُّوْرَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ سُتُوْرٌ. (رواه أبوداود: ٥١٨٦)

۷۷۴۰۔ ''سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب کسی کے دروازے پر جاتے تو دروازے کے سامنے برابر کھڑے نہ ہوتے تھے۔ بلکہ دائیں بائیں کھڑے ہو کر فرماتے: السلام علیکم، السلام علیکم یہ اس لیے کہ اُن ایام میں گھروں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔'' (ابوداود)

٧٧٤١ــ عَنْ هُزَيْلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ، قَالَ عُثْمَانُ: سَعْدٌ، فَوَقَفَ عَلَى بَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْتَأْذِنُ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ، قَالَ عُثْمَانُ: مُسْتَقْبِلَ الْبَابِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: هٰكَذَا عَنْكَ أَوْ هٰكَذَا فَإِنَّمَا الْإِسْتِئْذَانُ مِنَ النَّظَرِ. (لأبى داود: ٥١٧٤)

۷۷۴۱۔ ہذیل بن شرحبیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آیا، عثمان راوی نے کہا: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آئے اور نبی ﷺ کے دروازے پر کھڑے ہو کر اجازت طلب کی اور دروازے کے سامنے کھڑا ہو گئے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے اِس طرف یا اُس طرف ہٹ کر کھڑا ہو۔ گھر میں نظر پڑنے کی وجہ ہی سے اجازت لینے کا حکم دیا گیا ہے۔''

٧٧٤٢ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا دَخَلَ الْبَصَرُ فَلَا إِذْنَ. (رواه أبوداود: ٥١٧٣)

۷۷۴۲۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب گھر میں نظر داخل ہو جائے تو پھر اجازت کیسی ہے۔''

(٧٧٤٠) ابو داود: ٥١٨٦۔ صحيح، البانى: ٤٣١٨۔ احمد: ١٧٢٣٩.

(٧٧٤١) ابو داود: ٥١٧٤۔ صحيح، البانى: ٤٣١٠.

(٧٧٤٢) ابو داود: ٥١٧٣۔ ضعيف، البانى: ١١١٠۔ احمد: ٨٥٦٨.

٧٧٤٣ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((إِذَا دُعِـيَ أَحَـدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ فَجَاءَ مَـعَ الـرَّسُـوْلِ فَإِنَّ ذٰلِكَ لَـهُ إِذْنٌ)). (رواه أبو داود: ٥١٩٠)

۷۷۴۳۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو بُلایا جائے اور وہ قاصد کے ساتھ چلا آئے تو یہی چیز اس کے لیے اجازت ہے۔''

٧٧٤٤ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((رَسُوْلُ الـرَّجُـلِ إِلَـى الرَّجُلِ إِذْنُـهُ)). (رواه أبو داود: ٥١٨٩)

۷۷۴۴۔ ''اور ایک روایت میں ہے: ''ایک شخص کا قاصد دوسرے کی طرف جائے تو یہ اُس کو اجازت دینا ہے۔'' (یہ روایات ابوداؤد کی ہیں)

شرح:...... دروازے کی ایک جانب کھڑا ہوکر اجازت طلب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ سامنے نظر نہ پڑے۔ اگرچہ اس وقت گھروں پر پردے نہ تھے اس لیے یہ پابندی لگائی گئی تھی مگر اب بھی کسی خاتون کے سامنے آنے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لیے پردوں کے باوجود ایک جانب کھڑا ہونے ہی میں احتیاط ہے۔

(۲) ایک آدمی کسی کو بھیجتا ہے کہ فلاں صاحب کو بلا کر لاؤ۔ وہ جاتا ہے اور آنے والا اس کے ساتھ آجاتا ہے۔ تو یہی اس کی اجازت ہے۔ نئے سرے سے اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں۔

صحیح بخاری میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ میرے پاس دودھ کا پیالہ آیا ہے۔ جائیں اور اصحابِ صفہ کو بلا لائیں۔ وہ گئے۔ جب اصحاب صفہ آئے تو انہوں نے آپ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ تو ان احادیث میں بظاہر ٹکراؤ ہے۔

ان میں مطابقت یوں ہے کہ اس طرح آنے سے، بلانے والے کے ساتھ اندر داخل ہونا جائز ہے مگر احتیاط اسی میں ہے کہ اگر وہاں خواتین ہیں تو پھر دوبارہ اجازت لے لی جائے۔ (عون المعبود: ۴/۵۱۳، ۵۱۲)

٧٧٤٥ــ عَـنْ عَـطَـاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَـأَلَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَسْتَأْذِنُ عَلَى أُمِّي؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ الرَّجُلُ إِنِّـي مَـعَهَا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَـأْذِنْ عَـلَيْهَـا فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي خَادِمُهَا

۷۷۴۵۔ ''عطاء بن یسار رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور کہا: کیا میں اپنی ماں سے اجازت لیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اُس نے کہا: میں تو اپنی ماں کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اُس سے اجازت لیا کر۔ اُس نے کہا: میں تو اُس کا

(٧٧٤٣) ابو داود: ٥١٩٠۔ صحیح، البانی: ٤٣٢٢.

(٧٧٤٤) ابو داود: ٥١٨٩۔ صحیح، البانی: ٤٢٢١.

(٧٧٤٥) موطا: ١٧٩٦۔ ابو عمر رحمہ اللہ نے اسے مرسل قرار دیا ہے۔ اس وجہ سے یہ متصل نہیں۔ شرح زرقانی: ٤/ ٣٦٢.

فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا أَتُحِبُّ أَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً قَالَ لاَقَالَ فَاسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا . (رواه مالك: ١٧٩٦)

خادم ہوں۔ فرمایا: تو اُس سے اجازت طلب کر۔ کیا تجھے پسند ہے کہ تو اپنی ماں کو ننگے بدن دیکھے؟ اُس نے کہا: نہیں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''ماں سے اجازت لیا کر۔'' (مالک)

شرح:...... جب اس آدمی نے اصرار کیا تو آپ ﷺ نے اسے اس چیز سے آگاہ کیا جس سے وہ بے خبر تھا کہ میں اس لیے اجازت کی تاکید کر رہا ہوں کہ تم اپنی ماں کو غیر حالت میں دیکھنا پسند نہیں کرو گے۔ تب اس آدمی کو سمجھ آئی۔ (شرح زرقانی:۳۶۲/۴)

٧٧٤٦ــ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ لِي مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَاعَةٌ آتِيْهِ فِيْهَا فَإِذَا أَتَيْتُهُ اسْتَأْذَنْتُ إِنْ وَجَدْتُهُ يُصَلِّي فَتَنَحْنَحَ دَخَلْتُ وَإِنْ وَجَدْتُهُ فَارِغاً أَذِنَ لِي . (رواه النسائی: ١٢١١)

۷۷۴۶۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس جانے کے لیے میرا وقت مقرر تھا۔ میں اُس وقت میں آپ ﷺ کے پاس جاتا تھا۔ جب میں آپ کے پاس جاتا تو آپ سے اجازت طلب کرتا تھا۔اگر آپ نماز کی حالت میں ہوتے تو کھانس دیتے تو میں داخل ہو جاتا،اور اگر فارغ ہوتے تو مجھے اجازت دے دیتے تھے۔''

٧٧٤٧ــ قَالَ عَلِيٌّ كَانَ لِي مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَدْخَلاَن مَدْخَلٌ بِاللَّيْلِ وَمَدْخَلٌ بِالنَّهَارِفَكُنْتُ إِذَا دَخَلْتُ بِاللَّيْلِ تَنَحْنَحَ لِي . (رواه النسائی: ١٢١٢)

۷۷۴۷۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے لیے نبی ﷺ کے پاس جانے کے لیے دو وقت مقرر تھے: ایک وقت رات کو مقرر تھا اور دوسرا وقت دن کو مقرر تھا۔ جب میں رات کو داخل ہوتا تو آپ ﷺ کھانسنے کی آواز نکالتے تھے۔'' (النسائی)

٧٧٤٨ـ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الأَنْصَارِيِّ قَالَ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا السَّلاَمَ فَمَا الْإِسْتِئْذَانُ قَالَ يَتَكَلَّمُ الرَّجُلُ تَسْبِيْحَةً وَتَكْبِيْرَةً وَتَحْمِيْدَةً وَيَتَنَحْنَحُ وَيُؤْذِنُ أَهْلَ الْبَيْتِ . (رواه ابن ماجة: ٣٧٠٧ ، بضعف)

۷۷۴۸۔ ''سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تو سلام ہے۔ تو اجازت کیا ہے؟ فرمایا: ''گھر والا کلام کرے، تسبیح پڑھے، تکبیر کہے، تحمید کہے یا کھانس دے۔ اور گھر والوں کو اندر آنے کی اطلاع کر دے۔'' (ابن ماجہ، سند ضعیف)

٧٧٤٩ــ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ لِي

۷۷۴۹۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

(٧٧٤٦) ضعيف الاسناد : ٥٨ـ اخرجه، ابن ماجه : ٣٧٠٨ـ احمد : ٨٤٧.

(٧٧٤٧) نسائی : ١٢١٢ـ ضعيف الاسناد : ٥٩ـ ابن ماجه : ٣٧٠٨ـ احمد : ٨٤٧ـ البانی.

(٧٧٤٨) ابن ماجه : ٣٧٠٧ـ ضعيف، البانی : ٨٠٩.

(٧٧٤٩) مسلم : ٢١٦٩ـ ابن ماجه : ١٣٩ـ احمد : ٣٧٢٤.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذْنُكَ عَلَيَّ أَنْ يُرْفَعَ الْحِجَابُ وَأَنْ تَسْتَمِعَ سِوَادِي حَتَّى أَنْهَاكَ)). (رواہ مسلم: ۲۱۶۹)

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تیرے لیے میرے پاس آنے کی اجازت یہ ہے کہ پردہ اُٹھایا جائے، اور تو میری آہٹ سن لے۔ جب تک میں تجھے اِس سے منع نہ کروں۔'' (مسلم)

شرح:...... اس میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عظیم شرف بیان ہوا ہے۔ اس اجازت کی وجہ یہ ہے کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اکثر اوقات آپ ﷺ کی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ کبھی وضو کا پانی تیار کرتے، کبھی پانی کا برتن اٹھاتے ہوئے، کبھی جوتے اٹھاتے۔ اس لیے انہیں کثرت سے آپ کے پاس جانا ہوتا تھا۔

اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ کسی کے گھر داخل ہونے میں کسی علامت پر اعتماد کیا جا سکتا ہے اور اگر وہ علامت نہ ہو اور گھر پر پردہ لٹکا ہو تو پھر اسے بھی اجازت طلب کرنا ہو گی۔ (انجاز الحاجہ: ۱/۵۴۲)

۷۷۵۰۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلَى أَبِي، فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ: ((مَنْ ذَا)) فَقُلْتُ: أَنَا، فَقَالَ: ((أَنَا أَنَا)) كَأَنَّهُ كَرِهَهَا. (رواہ البخاری: ۶۲۵۰)

۷۷۵۰۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس اُس قرض کے سلسلے میں حاضر ہوا جو میرے باپ پر تھا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون؟'' میں نے کہا: میں ہوں، آپ ﷺ یہ کہتے باہر آئے: ''میں میں۔'' گویا آپ نے میں کہنا ناپسند کیا۔''

(الشیخان، ابوداؤد، ترمذی)

شرح:...... سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے والد محترم سیدنا عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے اور پیچھے قرض بہت چھوڑ گئے تھے۔ قرض خواہوں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ پر بہت سختی کی۔ اس سلسلہ میں یہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ کھجوروں کا ڈھیر اسی طرح رہنے دیں۔ آپ تشریف لے گئے اور سارے قرض خواہوں کا قرض پورا ہوا اور ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔

جب انہوں نے آپ کا دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ نے فرمایا: کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں ہوں۔ آپ نے ناپسند کیا۔ کیونکہ یہ بے فائدہ ہے، اس سے ابہام اور پوشیدگی دور نہیں ہوتی۔ نام لینے سے پتہ چلتا ہے کہ کون ہے۔

(عون المعبود: ۴/۵۱۲)

۷۷۵۱۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلاً اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ

۷۷۵۱۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کے کسی حجرے میں جھانک کر دیکھا تو نبی ﷺ اس

(۷۷۵۰) بخاری: ۶۲۵۰۔ مسلم: ۲۱۵۵۔ ابو داود: ۵۱۸۷۔ ترمذی: ۲۷۰۸۔ نسائی: ۴۸۵۸۔ احمد: ۱۳۰۹۵.

(۷۷۵۱) بخاری: ۶۲۴۲۔ مسلم: ۲۱۵۷۔ ابو داود: ۵۱۸۷۔ ترمذی: ۲۷۰۸۔ نسائی: ۴۸۵۸۔ احمد: ۱۳۰۹۵.

بِمِشْقَصٍ أَوْبِمَشَاقِصَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُإِلَيْهِ يَخْتِلُ الرَّجُلَ لِيَطْعُنَهُ. (رواه البخاري: ٦٢٤٢)

کی طرف تیر لے کر اُٹھے، گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ اُس کی آنکھ میں تیر مارنے لگے تھے۔''

٧٧٥٢ـــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَعْرَابِيًا أَتَى بَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَلْقَمَ عَيْنَهُ خُصَاصَةَ الْبَابِ فَبَصُرَبِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَتَوَخَّاهُ بِحَدِيْدَةٍ أَوْ عُوْدٍ لِيَفْقَأَعَيْنَهُ، فَلَمَّا أَنْ بَصُرَانْقَمَعَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَا إِنَّكَ لَوْثَبَتَّ لَفَقَأْتُ عَيْنَكَ)). (رواه النسائي: ٤٨٥٨)

٧٧٥٢۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کے دروازے پر آیا، اُس نے اپنی آنکھ دروازے کے سوراخ پر رکھ دی اور اندر جھانکنے لگا۔ نبی ﷺ نے اُس کو دیکھ کر لکڑی یا تیر اُٹھایا تاکہ اُس کی آنکھ میں مار ڈالیں، اُس نے جب آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ پیچھے ہٹ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو ٹھہرا رہتا تو میں تیری آنکھ پھوڑ دیتا۔'' (نسائی)

٧٧٥٣ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِإِذْنِهِمْ فَقَدْحَلَّ لَهُمْ أَنْ يَفْقَئُوا عَيْنَهُ)). (رواه مسلم: ٢١٥٨)

٧٧٥٣۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ''جس نے کسی کے گھر میں اُن کی اجازت کے بغیر جھانکا تو اُن لوگوں کے لیے اُس کی آنکھ پھوڑنا حلال ہے۔'' (مسلم)

٧٧٥٤ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ اطَّلَعَ فِي دَارِقَوْمٍ بِغَيْرِإِذْنِهِمْ فَفَقَئُوْا عَيْنَهُ فَقَدْ هَدَرَتْ عَيْنُهُ)). (رواه أبوداود: ٥١٧٢)

٧٧٥٤۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے کسی کے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکا اور وہ اس کی آنکھ کو پھوڑ دیں تو اس کی آنکھ بلا دیت رائیگاں ہوگی۔'' (ابوداود)

٧٧٥٥ـــ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَشَفَ سِتْرًا فَأَدْخَلَ بَصَرَهُ فِي الْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ فَرَأَى عَوْرَةَ أَهْلِهِ فَقَدْ أَتَى حَدًّا لَايَحِلُّ لَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ لَوْأَنَّهُ حِيْنَ أَدْخَلَ بَصَرَهُ اسْتَقْبَلَهُ رَجُلٌ فَفَقَأَعَيْنَيْهِ

٧٧٥٥۔ ''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے پردہ ہٹایا اور گھر میں نگاہ اجازت کے بغیر ڈالی اور گھر کے لوگوں کو ننگے بدن دیکھا تو اُس نے ایسا جرم کیا جو اُس کے لیے جائز نہیں تھا، اور جب اُس نے نگاہ ڈالی تھی اور کوئی اُس کی آنکھ نکال دیتا تو میں

(٧٧٥٢) صحيح الاسناد: ٤٥١٤ـ اخرجه، البخاري: ٦٨٨٩ـ مسلم: ٢١٥٧ـ ابو داود: ٥١٧١ـ الترمذي: ٢٧٠٨ـ احمد: ١٣١٣١.

(٧٧٥٣) مسلم: ٢١٥٨ـ بخاري: ٦٨٨٨ـ ابو داود: ٥١٧٢ـ نسائي: ٤٨٦٠ـ احمد: ١٠٤٤٥.

(٧٧٥٤) ابو داود: ٥١٧٢ـ صحيح، الباني: ٤٣٠٩ـ بخاري: ٦٨٨٨ـ مسلم: ٢١٥٨ـ نسائي: ٤٨٦٠ـ احمد: ٩٢٤١.

(٧٧٥٥) ترمذي: ٢٧٠٧ـ ضعيف، الباني: ٥١١.

مَـا عَيَّـرْتُ عَـلَيْهِ وَإِنْ مَرَّالرَّجُلُ عَلَى بَابٍ لاَسِتْـرَلَـهُ غَيْـرِ مُغْلَقٍ فَنَظَرَفلاَخَطِيْئَةَ عَلَيْهِ إِنَّـمَـا الْخَطِيْئَةُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ)). (رواه البخاري: ٢٧٠٧)

اُس پر ناراض نہ ہوتا، اور اگر کوئی مرد کسی دروازے کے پاس سے گزرا جس پر نہ پردہ تھا اور نہ دروازہ بند تھا اور اُس نے گھر میں دیکھا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے، قصور گھر والوں کا ہے۔''

٧٧٥٦ــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ: إِنَّمَا كَانَ نَفَى الـنَّبِيُّ ﷺ الْـحَـكَـمَ بْـنَ أَبِـي الْعَاصِ مِنَ الْـمَـدِيْـنَةِ إِلَى الطَّائِفِ، بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ فِي حُجْرَتِهِ،إِذَا هُوَبِانْسَان يَطَّلِعُ عَلَيْهِ فَقَالَ ﷺ :الْـوَزَغَ الْـوَزَغَ، فَـنَـظَـرُوْا فَإِذَا هُوَ الْحَكَمُ فَقَالَ ﷺ: ((اخْـرُجْ لاَتُسَاكِنِّي فِي الْمَدِيْنَةِ مَـا بَـقَيْـتُ)) فَنَفَاهُ إِلَى الطَّائِفِ. (للكبير: ١٢٧٢٤، وفيه مدرك بن سليمان)

٧٧٥٦۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حکم بن ابی العاص کو مدینہ سے طائف کی طرف جلا وطن کر دیا تھا۔اس لیے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ اپنے حجرے مبارک میں تھے تو آپ نے دیکھا کہ کوئی انسان آپ کو جھانک رہا ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: چھپکلی، چھپکلی۔لوگوں نے دیکھا تو وہ حکم تھا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: تو نکل جا، جب تک میں باقی ہوں تو مدینہ میں میرے ساتھ آباد نہیں رہے گا۔ پس آپ ﷺ نے اُس کو طائف کی طرف جلا وطن کیا۔'' (المعجم الکبیر اور اس سند میں مدرک بن سلیمان ہے)

٧٧٥٧ــ عَنْ أَعْيَنَ الْخَوَارِزمِيِّ:أَتَيْتُ أَنَسًا وَهُـوَفِـي دِهْـلِيْـزِهِ فَسَـلَّـمْتُ عَلَيْـهِ فَقَالَ: أَأَدْخُـلُ؟ قَـالَ: هٰـذَا مَكَانُ لاَيُسْتَأْذِنُ فِيْهِ. (للكبير: ٦٩٧، وأعين مجهول)

٧٧٥٧۔''اعین الخوارزمی کہتے ہیں: میں انس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو وہ دروازے پر کھڑے تھے۔ میں نے اُن کو سلام کیا اور اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی۔انہوں نے کہا: یہ ایسی جگہ ہے جہاں کسی کو اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔'' (المعجم الکبیر اور اعین مجہول ہے)

شرح:...... ان احادیث میں ایک نہایت پاکیزہ ادب بتایا گیا ہے۔ان سے گھریلو زندگی کا مکمل تحفظ حاصل ہوتا ہے۔انسان اپنے گھر میں کھل کر رہتا ہے، وہ چاہتا ہے اس کے گھر کے حالات سے کوئی دوسرا مطلع نہ ہو۔اگر کوئی ناہنجار اس کے گھر میں نظر ڈال کر پردہ دری کی کوشش کرتا ہے تو شریعت نے اسے روکنے کا مناسب بندوبست کر دیا ہے۔

لیکن یہ اس وقت ہے کہ دروازہ پر پردہ لگا ہو، اگر پردہ نہ ہو یا پردہ ہو مگر اسے اٹھایا ہوا ہو تو پھر دیکھنے والے کا قصور نہ ہوگا۔

(٧٧٥٦) طبراني كبير: ١٢٧٢٤۔ وفيه مدرك بن سليمان، ولم اعرفه وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ١٢٨٠٥.

(٧٧٥٧) طبراني كبير: ٦٩٧۔ هيثمي: ١٢٨٢١.

ان میں آبادیاتی اصول بھی بیان ہوا ہے کہ مکان یا عمارت بناتے ہوئے اس چیز کا خیال رکھا جائے کہ عمارت اس طرح نہ بنائی جائے کہ ہمسائے کے گھر نظر پڑے۔ نیز لوگوں کے گھروں میں جھانکنا حرام ہے۔ خواہ یہ منارہ سے ہو، گھر سے ہو یا دروازے یا کھڑکی سے ہو۔

جھانکنے سے پردہ اٹھ جاتا ہے، گھر کی حرمت پائمال ہوتی ہے۔ اس لیے شریعت نے اس پر قصاص اور دیت نہیں رکھی۔ اس نظر کو بے کار قرار دیا گیا ہے۔

اَلْعُطَاسُ وَالتَّثَاؤُبُ وَالْمُجَالَسَةُ وَآدَابُ الْمَجْلِسِ وَهَيْئَةُ النَّوْمِ وَالْقُعُوْدِ

چھینک، جماہی لینا، مجلس وآداب مجلس، سونے اور بیدار ہونے کے آداب

٧٧٥٨۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَشَمَّتَ أَحَدُهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الآخَرُ فَقِيْلَ لَهُ فَقَالَ: ((هٰذَا حَمِدَاللّٰهَ وَهٰذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ)). (رواه البخاري: ٦٢٢١)

٧٧٥٨۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں دو آدمیوں کو چھینک آئی تو ایک کو آپ نے چھینک کا جواب دیا اور دوسرے کو جواب نہیں دیا۔ پس آپ سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس نے اللہ کی حمد بیان کی ہے اور دوسرے نے اللہ کی حمد بیان نہیں کی۔''

شرح:...... اس سے یہ ثابت ہوا کہ چھینک مارنے والا اگر چھینک مار کر الحمد للہ نہیں کہتا تو وہ چھینک کے جواب کا مستحق نہیں۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۶۸)

٧٧٥٩۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ ثُمَّ إِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ ثُمَّ إِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ ثُمَّ إِنْ عَطَسَ فَقُلْ إِنَّكَ مَضْنُوْكٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ لاأَدْرِي أَبَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِالرَّابِعَةِ. (لمالك: ١٧٩٩)

٧٧٥٩۔ ''عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب کسی کو چھینک آئے تو اس کو جواب دو۔ پھر چھینک آئے تو پھر جواب دو اور پھر چھینک آئے تو کہہ دو کہ تجھے زکام ہے۔ راوی نے کہا: میں نہیں جانتا کہ یہ تیسری مرتبہ کے بعد ہے یا چوتھی کے بعد۔''

٧٧٦٠۔ عَنْ عُمَرَبْنِ إِسْحٰقَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ

٧٧٦٠۔ ''عبید بن رافع زرقی مرفوع روایت کرتے ہیں:

(٧٧٥٨) بخاری: ٦٢٢١۔ مسلم: ٢٩٩١۔ ابو داود: ٥٠٣٩۔ ترمذی: ٢٧٤٢۔ ابن ماجه: ٣٧١٣۔ دارمی: ٢٦٦٠۔ احمد: ١١٧٥٧.

(٧٧٥٩) موطا: ١٧٩٩۔ ابو داود: ٥٠٣٤.

(٧٧٦٠) ترمذی: ٢٧٤٤۔ ضعیف، البانی: ٥٢١۔ ابو داود: ٥٠٣٦.

عَنْ أُمِّهِ عَنْ أَبِيْهَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((يُشَمِّتُ الْعَاطِسُ ثَلاثًا فَإِنْ زَادَ فَإِنْ شِئْتَ فَشَمِّتْهُ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا)). (رواه الترمذي: ٢٧٤٤)

''چھینک کا جواب دینا تین بار ہے۔ اگر اس سے زائد چھینک آئے تو چاہے تو جواب دے اور چاہے تو جواب نہ دے۔'' (ابوداؤد اور ترمذی)

٧٧٦١۔ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَعَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ: ((يَرْحَمُكَ اللّٰهُ)) ثُمَّ عَطَسَ أُخْرَى فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الرَّجُلُ مَزْكُوْمٌ)). (رواه مسلم: ٢٩٩٣)

٧٧٦١۔ ''سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو سنا جبکہ آپ ﷺ کے پاس ایک مرد کو چھینک آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یرحمك اللّٰہ۔ پھر اُس کو دوبارہ چھینک آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کو زکام ہے۔'' (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

شرح:...... ان احادیث سے ثابت ہوا کہ زکام والے کی چھینک کا جواب ایک مرتبہ ضروری ہے۔ اس کے بعد پابندی نہیں۔

باقی جو بعض احادیث میں ہے کہ تین مرتبہ چھینک آنے سے آپ نے اسے مریض قرار دیا۔ ایک میں ہے کہ دوسری مرتبہ چھینک آنے سے آپ نے مریض قرار دیا۔

تو اس کا حل یہ ہے کہ پہلی مرتبہ تو چھینک کا جواب دیا جائے۔ اس کے بعد دوسری مرتبہ چھینک سے اگر اندازہ ہو کہ یہ زکام والا ہے تو پھر جواب نہ بھی دیا جائے تو درست ہے اور جس کی بیماری کا پتہ نہ چلے اس کی چھینک کا تین مرتبہ تک جواب دیا جائے پھر پابندی نہیں۔ (انجاز الحاجہ: ۵/ ۲۶۹)

ایک اور سوال سامنے آتا ہے کہ مریض کے لیے تو دعا ہونی چاہیے مگر ان احادیث میں تیسری بار جواب کا کہا گیا ہے بعد میں پابند نہیں کیا گیا۔

اس کا حل یہ ہے کہ مریض کے لیے دعا وہ کی جاتی ہے جو مناسب حال ہے۔ وہ ایک مرتبہ جواب دے کر حاصل ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے عافیت دے۔ زیادہ مرتبہ جواب دینے سے مشقت اور حرج ہے اس لیے شریعت نے دعا کے لیے بار بار پابند نہیں کیا۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۶۰۶)

٧٧٦٢۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَحَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ

٧٧٦٢۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جماہی کو ناپسند کرتا ہے پس جب کسی کو چھینک آئے اور وہ اللہ کی حمد بیان کرے

(٧٧٦١) مسلم: ٢٩٩٣۔ ابو داود: ٥٠٣٧۔ ترمذی: ٢٧٤٣۔ ابن ماجه: ٣٧١٤۔ دارمی: ٢٦٦١۔ احمد: ١٦٠٦٦.

(٧٧٦٢) بخاری: ٦٢٢٣۔ مسلم: ٢٩٩٤ ابو داود: ٥٠٢٨۔ ترمذی: ٢٧٤٦۔ احمد: ١٠٣١٧.

سَمِعَهُ أَنْ يُشَمِّتَهُ وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ. (رواه البخاري: ٦٢٢٣)

تو ہر سننے والے مسلمان پر حق ہے کہ اُس کا جواب دے، اور اُس کو کہے: یرحمك الله اور جماہی آنا شیطانی فعل سے ہے (اور جب تم میں سے کسی کو نماز میں جماہی آئے) تو جہاں تک ہو سکے اس کو روکے اور ہا ہا نہ کہے، اگر ہا ہا کہے گا تو اس سے شیطان ہنس پڑتا ہے۔''

٧٧٦٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْعُطَاسُ مِنَ اللّٰهِ وَالتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيْهِ وَإِذَا قَالَ: آهْ آهْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ مِنْ جَوْفِهِ وَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا قَالَ الرَّجُلُ: آهْ آهْ إِذَا تَثَاءَبَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ فِي جَوْفِهِ)). (رواه الترمذي: ٢٧٤٦)

۷۷۶۳۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھینک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جماہی شیطان کی طرف سے ہے، جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ دے، اور جب کسی نے کہا: آہ، آہ، تو اُس کے پیٹ میں شیطان ہنستا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جماہی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے، چنانچہ جب آدمی جماہی کے وقت آہ آہ کرتا ہے تو یہ اس کے پیٹ میں شیطان کی آواز ہوتی ہے۔'' (الشیخان، ابوداؤد، ترمذی)

٧٧٦٤۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ عَلَى فِيْهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ)). (رواه أبوداود: ٥٠٢٦)

۷۷۶۴۔ ''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے۔ اس لیے کہ شیطان داخل ہوتا ہے۔'' (ابوداود)

٧٧٦٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا عَطَسَ غَطَّى وَجْهَهُ بِيَدِهِ أَوْ بِثَوْبِهِ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهُ. (رواه الترمذي: ٢٧٤٥)

۷۷۶۵۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو جب چھینک آتی تو اپنے ہاتھ یا کپڑے سے اپنے منہ کو ڈھانپ لیتے اور آواز بھی پست رکھتے۔'' (الترمذی)

٧٧٦٦۔ عَنْ أَبِي مُوْسَى قَالَ كَانَ الْيَهُوْدُ يَتَعَاطَسُوْنَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ يَرْجُوْنَ أَنْ يَقُوْلَ

۷۷۶۶۔ ''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ یہود نبی ﷺ کے پاس آ کر چھینک مارتے تھے اس امید پر کہ آپ ﷺ

(٧٧٦٣) ترمذي: ٢٧٤٦۔ حسن، صحيح: ٢٢٠٦۔ بخاري: ٣٢٨٩۔ مسلم: ٢٩٩٤۔ ابو داود: ٥٠٢٨۔ احمد: ١٠٣٢٩.

(٧٧٦٤) ابو داود: ٥٠٢٦۔ صحيح، الباني: ٤٢٠٤۔ مسلم: ٢٩٩٥۔ دارمي: ١٣٨٢۔ احمد: ١١٤٧٩.

(٧٧٦٥) ترمذي: ٢٧٤٥۔ حسن، صحيح، الباني: ٢٢٠٥۔ ابو داود: ٥٠٢٩.

(٧٧٦٦) ترمذي: ٢٧٣٩۔ صحيح، الباني: ٢٢٠١۔ ابو داود: ٥٠٣٨.

لَهُـمْ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ: ((يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَـالَـكُمْ)). (رواه الترمذي: ٢٧٣٩)

ان کو یرحمک اللہ فرما دیں گے پس آپ ﷺ ان کے لیے دعا کرتے تھے: یھدیکم اللہُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ ''اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حالات بہتر کر دے۔'' (ترمذی وابوداؤد)

٧٧٦٧ــ عَنْ عَلِيٍّ، رَفَعَهُ: مَنْ بَادَرَ الْعُطَاسَ بِـالْـحَمْدِ، عُوْفِيَ مِنْ وَجَعِ الْخَاصِرَةِ، وَلَمْ يَشْتَكِ ضِرْسُهُ أَبَدًا. (للأوسط بضعف)

۷۷۶۷۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کرتے ہیں کہ جس نے چھینک سے پہلے الحمد للہ کہا وہ پہلو کے درد سے بچایا جاتا ہے اور اس کی ڈاڑھوں میں کبھی درد نہیں ہوتا۔'' (الاوسط سند ضعیف)

٧٧٦٨ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ: مَنْ حَدَّثَ بِـحَـدِيْـثٍ فَـعُـطِـسَ عِـنْدَهُ فَهُوَحَقٌّ. (للأوسط والموصلي بضعف)

۷۷۶۸۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کرتے ہیں: ''جس نے کوئی بات چیت کی اور اس محفل میں کسی کو چھینک آ گئی تو وہ بات حق ہوگی۔'' (الاوسط، الموصلی)

٧٧٦٩ــ وَلَـهُ بِلِيْنٍ وَخَفِيٍّ عَنْ أَنَسٍ رَفَعَهُ: أَصْدَقُ الْحَدِيْثِ مَا عُطِسَ عِنْدَهُ.

۷۷۶۹۔ ''موصلی رحمہ اللہ کمزور اور مخفی سند سے روایت کیا ہے، انس رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کرتے ہیں: ''زیادہ سچی گفتگو وہ ہے جس کے دوران چھینک آئے۔''

شــرح: ...... اس میں یہودیوں کی چھینک کے جواب کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ انہیں صرف یہ کہا جائے: اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت کو درست کرے۔ انہیں رحمت کی دعا نہ دی جائے کیونکہ رحمت کے مستحق صرف ایماندار ہیں۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۶۸)

بخارات کے بڑھکنے کی وجہ سے ناک کے بانسے سے نکلنے والی آواز کو چھینک کہتے ہیں ان بخارات کا خارج ہونا جسم انسانی کے لیے بہت مفید ہے اس سے بدن ہلکا ہوتا ہے اور ہاضمہ درست ہوتا ہے۔

یہ اللہ کی ایک نعمت ہے اس لیے اس کے عوض الحمد للہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے کا حکم ہے کیونکہ چھینک سے وجود میں چستی پیدا ہوتی ہے اور دماغی بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔ یہ نزلہ لمحہ بھر کے لیے رک جائے تو مسام بند ہوکر موت واقع ہوسکتی ہے۔ اس لیے یہ چھینک ایک عظیم احسان ہے۔

یہی وجہ ہے کہ چھینک مارنے والے کو حکم ہے کہ وہ الحمد للہ کہے اور جواب دینے والا یَرْحَمْكَ اللّٰه کہے کہ اللہ تجھ پر

(٧٧٦٧) طبراني اوسط، وفيه، الحارث الاعور، وضعفه الجمهور ووثق وفيه من لم اعرفهم، هيثمي: ١٢٩٠٩.

(٧٧٦٨) طبراني اوسط، موصلي، لا يروى عن البنى ﷺ الا بهذا الاسناد وابو يعلى رقم: ٦٣٥٢ـ وفيه معاوية بن يحيى الصدفي وهو ضعيف، هيثمي: ١٢٩١٣.

(٧٧٦٩) طبراني اوسط، عن شيخه جعفر بن محمد بن ما جد لم اعرفه وعمارة بن زاذان وثقه ابو زرعة وجماعة وفيه، ضعف وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ١٢٩١٤.

رحم کرے۔ اور چھینک مارنے والا کہے: يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔

جمائی سے چونکہ سستی پیدا ہوتی ہے اس لیے اسے شیطانی اور ناپسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے اور منہ بند رکھنے کا حکم ہے۔

منہ بند رکھنا نماز یا غیر نماز دونوں حالتوں میں ہے۔ نماز میں خصوصی حکم اس لیے ہے کہ اس سے نماز کے خشوع میں خلل آتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ شیطان کی سرتوڑ کوشش ہوتی ہے کہ انسان کے منہ کے اندر داخل ہو جائے۔ یہ بہت زیادہ نقصان رساں ہے۔ ان احادیث نے انسان کو شیطان اور سستی کی دسترس سے بچایا ہے۔

٧٧٧٠۔ عَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ أَنَّهَا رَأَتِ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ قَاعِدُ الْقُرْفُصَاءَ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الْمُخْتَشِعَ وَقَالَ مُوْسٰى: الْمُتَخَشِّعَ فِي الْجِلْسَةِ أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ. (رواه أبوداود: ٤٨٤٧)

٧٧٧٠۔ ''سیدہ قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس نے نبی ﷺ کو (انکسار سے) اکڑوں بیٹھے دیکھا۔ وہ کہتی ہیں: جب میں نے آپ ﷺ کو انکسار کی حالت میں بیٹھے دیکھا کہ آپ کو دیکھا کہ گھٹنے سینے سے ملے ہوئے اور ہاتھ ان کے گرد لپٹے ہوئے تھے تو میرے اوپر خوف طاری ہو گیا اور خوف کے مارے کانپنے لگی۔''

شرح: ...... قُرْفُصَا: کی نشست یوں ہے کہ آدمی اپنے چوتڑوں کو زمین پر رکھے ہوئے ہو اور اپنی رانیں اپنے پیٹ سے ملائی ہوں اور ہاتھوں سے پنڈلیاں پکڑی ہوں۔

ایسی حالت میں بیٹھے ہوئے اتنی بڑی ہستی سے تواضع اور انکساری کا یہ منظر دیکھ کر یہ خاتون لرزہ براندام ہو گئی اس پر ہیبت طاری ہو گئی۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۲۱)

٧٧٧١۔ عَنِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ مَرَّبِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ هٰكَذَا وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِيَ الْيُسْرَى خَلْفَ ظَهْرِي وَاتَّكَأْتُ عَلَى أَلْيَةِ يَدِي فَقَالَ أَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ. (رواه أبوداود: ٤٨٤٨)

٧٧٧١۔ ''سیدنا شرید بن سوید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے قریب سے نبی کریم ﷺ کا گذر ہوا اور میں اس طرح سے بیٹھا تھا کہ بایاں ہاتھ پس پشت رکھ دیا اور ہتھیلی پر میں نے ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو ان لوگوں کی طرح بیٹھتا ہے جن پر غضب کیا گیا ہے۔''

(٧٧٧٠) ابو داود: ٤٨٤٧۔ حسن، البانی: ٤٠٥٧.

(٧٧٧١) ابو داود: ٤٨٤٨۔ صحیح، البانی: ٤٠٥٨۔ احمد: ١٨٩٦٠.

شرح:...... یہ بیٹھنے کا انداز ان لوگوں کا ہے جو کافروں، فاجروں اور متکبروں اور ظالموں میں سے اللہ کے غضب کا نشانہ بنے ہیں اور جن کے اٹھنے، بیٹھنے اور چلنے میں تکبر کے آثار نمایاں ہیں۔

سورت فاتحہ میں جن کو مغضوب کہا گیا ہے وہ یہودی ہیں۔ (عون المعبود: ۴/۴۱۳)

٧٧٧٢ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ احْتَبَى بِيَدِهِ. (رواه أبوداود: ٤٨٤٦)

۷۷۷۲۔ ''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب بیٹھتے تو اپنے گھٹنوں کو سینے سے ملا لیتے اور اپنے دونوں ہاتھ زانوؤں کے گرد لپیٹ لیتے تھے۔''

شرح:...... احتباء یہ ہے کہ گھٹنے کھڑے رکھے جائیں اور پنڈلیاں پیٹ کے ساتھ ملائی جائیں اور ہاتھوں کو آپس میں پکڑ لیا جائے۔ اس نشست کی اس وقت ممانعت ہے جب برہنہ ہونے کا اندیشہ ہو۔ اگر یہ خوف نہ ہو تو اجازت ہے۔ (عون المعبود: ۴/۴۱۲)

٧٧٧٣ـ قَالَ أَبُوْ الدَّرْدَاءِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ إِذَا جَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَامَ فَأَرَادَ الرُّجُوْعَ نَزَعَ نَعْلَيْهِ أَوْ بَعْضَ مَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ فَيَعْرِفُ ذٰلِكَ أَصْحَابُهُ فَيَثْبُتُوْنَ. (رواه أبوداود: ٤٨٥٤)

۷۷۷۳۔ ''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب نبی ﷺ بیٹھتے اور ہم آپ کے آس پاس بیٹھ ہوتے اور آپ اُٹھ کر جاتے اور واپس آنے کا ارادہ ہوتا تو جوتے اُتار جاتے یا کوئی اپنے اُوپر کی چیز چھوڑ جاتے تھے۔ چنانچہ صحابہ کو واپس تشریف لانے کا علم ہو جاتا اور وہ بیٹھے رہتے۔'' (ابوداوٗد)

٧٧٧٤ـ عَنْ أَنَسٍ، رَفَعَهُ: فِي حَدِيْثٍ مَرَّ فِي فَضَائِلِ الْقُرْآنِ وَفِيْهِ: ((وَمَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ)) الْحَدِيْثَ. (رواه أبوداود: ٤٨٢٩)

۷۷۷۴۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کرتے ہیں کہ اُس حدیث میں جو فضائل قرآن میں گزر چکی ہے، یوں ہے: ''نیک ہم نشین کی مثال کستوری والے کی مثل ہے۔'' (الحدیث)

شرح:...... اس حدیث میں اس بات کی رغبت ہے کہ صالح لوگوں اور علمائے کرام کی ہم نشینی اختیار کی جائے۔ اس سے دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل ہوتی ہے۔ اور شریر لوگوں اور فاسقوں کی مجالس اور صحبت سے اجتناب کیا جائے۔ یہ دنیا اور آخرت کے لیے نقصان دہ ہے اور اس سے دین خراب ہو جاتا ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۰۷)

(٧٧٧٢) ابو داود: ٤٨٤٦ـ صحيح، البانى: ٤٠٥٦.

(٧٧٧٣) ابو داود: ٤٨٥٤ـ ضعيف، البانى: ١٠٣٣.

(٧٧٧٤) ابو داود: ٤٨٥٤ـ صحيح، البانى: ٤٠٤٢ـ بخارى: ٥٤٢٧ـ مسلم: ٧٩٧ـ ترمذى: ٢٨٦٥ـ نسائى: ٥٠٣٨ـ ابن ماجه: ٢١٤ـ دارمى: ٣٣٦٣ـ احمد: ١٩١٦٥.

٧٧٧٥ــ عَنْ أَبِی سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((إِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَی الطُّرُقَاتِ)). فَقَالُوْا: مَا لَنَابُدٌّ إِنَّمَا هِیَ مَجَالِسُنَا نَتَحَدَّثُ فِیْهَا، قَالَ: ((فَإِذَا أَبَیْتُمْ إِلَّا الْمَجَالِسَ فَأَعْطُوْا الطَّرِیْقَ حَقَّهَا)). قَالُوْا: وَمَا حَقُّ الطَّرِیْقِ؟ قَالَ: ((غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الأَذَی وَرَدُّالسَّلَامِ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ)). (رواہ البخاری: ٢٤٦٥)

٧٧٧٥۔ ''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''راستوں میں بیٹھنے سے اپنے آپ کو بچاؤ۔'' لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے لیے اپنی اُن مجلسوں کے بغیر چارۂ کار نہیں ہے۔ہم اُن میں بات چیت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم بیٹھنا ہی چاہتے ہوتو راستے کا حق ادا کرو۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! راستے کا کیا حق ہے؟ فرمایا: ''نگاہ نیچی رکھنا، ایذاء پہنچانے سے بچنا، سلام کا جواب دینا، اچھی بات کا حکم دینا اور بدی سے منع کرنا۔'' (الشیخان، ابوداؤد)

٧٧٧٦ـ وَعَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِی هٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: ((وَتُغِیْثُوْا الْمَلْهُوْفَ وَتَهْدُوْا الضَّالَّ. (رواہ أبوداود: ٤٨١٥)

٧٧٧٦۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ایک روایت اس کے مثل ہے، اور اس میں ہے: ''پریشان حال کی مدد کرو، اور راستہ بھولنے والے کو راہ دکھاؤ۔''

٧٧٧٧ــ قَالَ أَبُوْطَلْحَةَ كُنَّا قُعُوْدًا بَالْأَفْنِیَةِ نَتَحَدَّثُ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ عَلَیْنَا فَقَالَ: ((مَا لَكُمْ وَلِمَجَالِسِ الصُّعُدَاتِ، اجْتَنِبُوْا مَجَالِسَ الصُّعُدَاتِ)). فَقُلْنَا: إِنَّمَا قَعَدْنَا لِغَیْرِ مَا بَاسٍ قَعَدْنَا نَتَذَاكَرُ وَنَتَحَدَّثُ، قَالَ: ((إِمَّا لَا فَأَدُّوْا حَقَّهَا: غَضُّ الْبَصَرِ وَرَدُّالسَّلَامِ وَحُسْنُ الْكَلَامِ)). (رواہ مسلم: ٢١٦١)

٧٧٧٧۔ ''سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم راستوں میں بیٹھ کر بات چیت کرتے تھے۔ پس نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، ہمارے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''تمہیں راستوں میں بیٹھنے سے کیا غرض ہے؟ راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔'' ہم نے کہا: ہم جائز کاموں کے لیے بیٹھے ہیں۔ آپس میں تذکرہ کرتے اور بات چیت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اگر بیٹھنا ترک نہیں کرتے تو راستوں کا حق ادا کرو، نگاہ نیچے رکھو، سلام کا جواب دو اور اچھا کلام کرو۔'' (مسلم)

شرح :...... جہاں سے لوگ گزرتے ہیں وہاں بیٹھنے اور قصہ گوئیاں کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

ویسے بھی گلی کوچوں میں بیٹھنا اور رستہ تنگ کرنا کوئی شریفانہ کام نہیں۔ کیونکہ ان میں خواتین کا آنا جانا بھی ہوتا ہے۔ ان کے لیے مشکل پیدا ہوتی ہے اور ٹریفک کا مسئلہ بھی پیدا ہوجاتا ہے۔

(٧٧٧٥) بخاری: ٢٤٦٥۔ مسلم: ٢١٢١۔ ابو داود: ٤٨١٥۔ احمد: ١١١٩٢.

(٧٧٧٦) ابو داود: ٤٨١٥۔ صحیح، البانی: ٤٠٣٢۔ بخاری: ٢٤٦٥۔ مسلم: ٢١٢١۔ احمد: ١١٠٤٤.

(٧٧٧٧) مسلم: ٢١٦١۔ احمد: ١٥٩٣٢.

اور اگر مجبوراً بیٹھنا پڑ جائے تو ان احادیث میں مذکور ذمہ داریاں پوری کی جائیں۔

ان احادیث میں رستہ سے گزرنے والوں کے حقوق کی حفاظت اور ان کے جان و مال اور عزتوں کی سلامتی کی ضمانت دی گئی ہے اور رستوں سے گزرنے کے حقوق بیان کیے گئے ہیں۔

٧٧٧٨ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عِنْدَ دَارِ خَالِدِ بْنِ عُقْبَةَ الَّتِي بِالسُّوْقِ فَجَاءَ رَجُلٌ يُرِيْدُ أَنْ يُنَاجِيَهُ وَلَيْسَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرَ الرَّجُلِ الَّذِي يُرِيْدُ أَنْ يُنَاجِيَهُ فَدَعَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَجُلاً آخَرَ حَتَّى كُنَّا أَرْبَعَةً فَقَالَ لِي وَلِلرَّجُلِ الَّذِي دَعَاهُ اسْتَأْخِرَا شَيْئًا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لاَ يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ وَاحِدٍ)). (رواه مالك: ١٨٥٦)

٧٧٧٨۔ ''عبداللہ ابن دینار کہتے ہیں کہ میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ خالد بن عقبہ کے اُس مکان کے پاس تھے جو بازار میں ہے، تو ایک شخص آیا اور اُس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے علیحدگی میں بات کرنا چاہی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک آدمی کے سوا کوئی نہیں تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک تیسرے شخص بلایا یہاں تک کہ ہم چار ہوگئے۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے اور اُس مرد سے کہا جو بُلایا تھا کہ تم دونوں تھوڑا پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ اور کہا: میں نے سنا نبی ﷺ سے آپ نے فرمایا: ''دو آدمی ایک آدمی سے علیحدہ ہو کر سرگوشی نہ کریں۔''

شرح:...... بعض کہتے ہیں کہ سرگوشی کرنا منسوخ ہے یہ درست نہیں۔ اصل میں سورت مجادلہ میں جو سرگوشی کرنے کی ممانعت آئی ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ یہودی کے پاس سے اگر مسلمان گزرتا تو یہودی آپس میں سرگوشی کرتے تو یہ انداز مسلمان پر ناگوار گزرتا تو اس آیت میں ان یہودیوں کو منع کیا گیا ہے کہ اس سے باز آجاؤ۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سرگوشی کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس میں ناحق کسی مسلمان کے خلاف سازش نہ ہو اور یہ اس وقت بھی منع ہے جب ایک مجلس میں تین آدمی ہوں تو ان میں سے دو علیحدہ ہو کر سرگوشی نہ کریں۔

اس حدیث میں مسلمانوں کے درمیان محبت عام کرنے کی ترغیب ہے اور انہیں غمزدہ کرنے والی بات سے پرہیز کا گر سکھایا گیا ہے۔

٧٧٧٩ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ وَيَجْلِسَ فِيْهِ آخَرُ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا. (رواه البخاري: ٦٢٧٠)

٧٧٧٩۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے منع کیا ہے کہ کوئی آدمی کسی دوسرے کو اس کی نشست سے اُٹھا کر پھر خود اُس کی جگہ پر بیٹھے۔ لیکن تم کشادہ اور کھلے بیٹھا کرو۔''

(٧٧٧٨) مؤطا: ١٨٥٦۔ بخاري: ٦٢٨٨۔ مسلم: ٢١٨٣۔ ابو داود: ٤٨٥١۔ ابن ماجه: ٣٧٧٦۔ دارمي: ١٦٨٤۔ احمد: ٦٢٢٨.
(٧٧٧٩) بخاري: ٦٢٧٥۔ مسلم: ٢١٧٧۔ ابو داود: ١٨٥١۔ ابن ماجه: ٣٧٧٦۔ دارمي: ١٦٨٤۔ احمد: ٦٢٢٨.

۷۷۸۰ــ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ جَاءَ نَا أَبُوْبَكْرَةَ فِي شَهَادَةٍ فَقَامَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ مَجْلِسِهِ فَأَبَى أَنْ يَجْلِسَ فِيْهِ وَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ذَا وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَمْسَحَ الرَّجُلُ يَدَهُ بِثَوْبِ مَنْ لَمْ يَكْسُهُ. (رواه أبوداود: ٤٨٢٧)

۷۷۸۰۔ ''سعید بن ابوالحسن کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ایک گواہی کے سلسلے میں آئے تو اُن کی خاطر ایک شخص اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے وہاں بیٹھنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ نبی ﷺ نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے، اور منع کیا ہے کہ کوئی آدمی اپنا ہاتھ صاف کرے اُس شخص کے کپڑے کے ساتھ جس کو اُس نے نہیں پہنایا۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... ان احادیث میں آدابِ مجلس سے آگاہ کیا گیا ہے کہ ایک آدمی مجلس میں جگہ پکڑ چکا ہے خواہ وہ رتبہ میں کم ہو یا زیادہ ہو اور جگہ مسجد ہو، تجارت کی ہو، تعلیم کی جگہ ہو یا کوئی محفل ہو، جمعہ ہو یا عیدین کا اجتماع ہو یا میدان جنگ ہو اس جگہ کا وہی حقدار ہے جس نے وہ جگہ پکڑ لی۔

اگر بیٹھنے والا خود بٹھاتا ہے تو پھر بیٹھنا جائز ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما تو بٹھانے والے کے بٹھانے کے باوجود نہیں بیٹھتے تھے۔ یہ ان کا اپنا جذبہ اتباع تھا۔ تاہم اگر کوئی اپنی جگہ پر بٹھاتا ہے تو ایسی صورت میں بیٹھنا جائز ہے۔

اسی طرح اگر کسی ضرورت کے تحت کوئی اپنی جگہ سے اٹھ کر جائے اور پھر واپس آئے تو اس مجلس کا وہی حقدار ہے۔

ان میں یہ ادب بھی سکھایا گیا ہے کہ اگر مجلس میں جگہ تنگ ہے تو آنے والے کے لیے مجلس کشادہ کر لی جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ﴾

(المجادله: ۱۱)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمہیں یہ کہا جائے کہ مجالس میں کشادگی کرو تو کشادہ ہو جاؤ۔ اللہ تمہیں کشادہ کرے گا۔''

ان احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ مسلمان کے حق کو معمولی نہ سمجھا جائے اور نہ مسلمان کی تنقیص ہی کی جائے اور تواضع، محبت اور آپس میں مہربانی کے جذبات پیدا کیے جائیں۔

ایک بات ہے کہ اگر کوئی مجلس کو کسی وجہ سے خراب کرتا ہے تو اسے مجلس سے اٹھانے کی اجازت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ پیاز وغیرہ کوئی بدبودار چیز کوئی کھا کر آتا تو آپ ﷺ اسے مسجد سے باہر نکال دیتے تھے۔ (ترمذی: ۲۷۴۹۔ ابوداود: ۴۸۲۷۔ بخاری: ۶۲۷۰)

(۷۷۸۰) ابو داود: ٤٨٢٧۔ ضعیف، البانی: ١٠٢٩۔ احمد: ١٩٩٣٧.

٧٧٨١ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَأَحَقُّ بِهِ)). (رواه مسلم: ٢١٧٩)

۷۷۸۱۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص اپنی مجلس سے اُٹھے اور پھر لوٹ کر آئے تو وہ اس نشست کا زیادہ حق دار ہے۔'' (مسلم اور ابوداؤد)

٧٧٨٢ــ عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنَّاإِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي. (رواه الترمذي: ٢٧٢٥)

۷۷۸۲۔ ''سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے تو جہاں پہنچتے وہیں بیٹھ جاتے۔'' (الترمذی)

شــرح:...... مطلب یہ ہے کہ خود کو بڑا جان کر اور صاحب منصب جان کر کسی دوسرے کو حقیر تصور کرتے ہوئے اسے مجلس سے اٹھا کر وہاں خود نہ بیٹھے۔ یہ تکلف ہے اور خلاف ادب ہے۔ بڑا ہو یا چھوٹا ہو مجلس میں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے اگرچہ اس کے آخر میں جگہ ملے۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/ ۴۶)

٧٧٨٣ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خَيْرُ الْمَجَالِسِ أَوْسَعُهَا)). (رواه أبوداود: ٤٨٢٠)

۷۷۸۳۔ ''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''بہترین مجلسیں وہ ہیں جو زیادہ وسیع ہوں۔''

٧٧٨٤ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ يُجْلَسُ بَينَ رَجُلَيْنِ إِلاَّ بِإِذْنِهِمَا)). (رواه أبوداود: ٤٨٤٤)

۷۷۸۴۔ ''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو آدمیوں کے درمیان نہ بیٹھا جائے مگر اُن دونوں کی اجازت کے ساتھ۔''

٧٧٨٥ــ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ مَنْ جَلَسَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ. (رواه أبوداود: ٤٨٢٦)

۷۷۸۵۔ ''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص پر لعنت کی جو حلقے کے درمیان بیٹھے۔''

٧٧٨٦ــ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ وَهُمْ حِلَقٌ فَقَالَ:

۷۷۸۶۔ ''سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے۔ لوگ جدا جدا حلقوں میں

(٧٧٨١) مسلم: ٢١٧٩ـ ابو داود: ٤٨٥٣ـ ابن ماجه: ٣٧١٧ـ دارمي: ٢٦٥٤ـ احمد: ١٠٥٥٩.
(٧٧٨٢) ترمذي: ٢٧٢٥ـ صحيح، الباني: ٢١٩٣ـ ابو داود: ٤٨٢٥.
(٧٧٨٣) ابو داود: ٤٨٢٠ـ صحيح، الباني: ٤٠٣٥ـ احمد: ١١٢٦٦.
(٧٧٨٤) ابو داود: ٤٨٤٤ـ حسن: ٤٠٥٤ـ ترمذي: ٢٧٥٢ـ احمد: ٦٩٦٠.
(٧٧٨٥) ابو داود: ٤٨٢٦ـ ضعيف، الباني: ١٠٢٨ـ ترمذي: ٢٧٥٣ـ احمد: ٢٢٨٦٧.
(٧٧٨٦) ابو داود: ٤٨٢٣ـ صحيح، الباني: ٤٠٣٨ـ مسلم: ٤٣٠ـ احمد: ٢٠٤٥٠.

((مَـالِـي أَرَاكُمْ عِزِيْنَ؟)). (رواه أبوداود: ٤٨٢٣)

بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا وجہ ہے میں تمہیں جُدا جُدا دیکھتا ہوں؟'' (ابوداؤد)

شرح:...... حلقہ سے لوگوں کی وہ جماعت مراد ہے جو گول دائرے میں بیٹھی ہو۔ یعنی اس طرح جدا جدا جماعتوں کے حلقے نہ بنائیں۔ ایک ہی مجلس بنا کر بیٹھیں۔

تفریق ڈالنے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان محبت ہوتی ہے اور راز کی بات ہو رہی ہوتی ہے، انہیں درمیان میں بیٹھنے والے کی وجہ سے پریشانی ہوتی ہے اس لیے آپ نے دو آدمیوں کے درمیان بیٹھنے سے منع کیا ہے۔ (عون المعبود: ۴/۴۱۲)

٧٧٨٧ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُوالْقَاسِمِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الشَّمْسِ، وَفِي رِوَايَةٍ، فِي الْفَيْءِ فَقَلَصَ عَنْهُ الظِّلُّ وَصَارَبَعْضُهُ فِي الشَّمْسِ وَبَعْضُهُ فِي الظِّلِّ فَلْيَقُمْ)). (رواه أبوداود: ٤٨٢١)

۷۷۸۷۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی دھوپ میں ہو، اور ایک روایت میں ہے کہ سایے میں ہو، اور سایہ دوسری طرف پھر جائے اور بدن کے بعض حصّے پر دھوپ لگتی ہو اور بعض حصّہ سایے میں ہو تو وہ اُٹھ جائے۔'' (ابوداؤد)

٧٧٨٨ـــ وَعَنْهُ، رَفَعَهُ: إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سَيِّدًا، وَإِنَّ سَيِّدَ الْمَجَالِسِ قُبَالَةَ الْقِبْلَةِ. (للأوسط)

۷۷۸۸۔ ''وہی مرفوع روایت کرتے ہیں: ''ہر چیز کا ایک سردار ہوتا ہے اور نشستوں میں سے وہ نشست سردار ہے جو قبلہ کی طرف ہے۔'' (الاوسط)

٧٧٨٩ـــ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، رَفَعَهُ: لَايَجْلِسُ الرَّجُلُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَابْنِهِ فِي الْمَجْلِسِ. (للأوسط بخفى)

۷۷۸۹۔ ''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کرتے ہیں: ''کوئی آدمی دوسرے آدمی کے اور اس کے بیٹے کے درمیان نہ بیٹھے۔'' (الاوسط، سند مخفی)

شرح:...... آدمی یا تو سارا دھوپ میں بیٹھے یا سارا چھاؤں میں بیٹھے، بعض حصہ دھوپ میں اور بعض حصہ چھاؤں میں بیٹھنے سے آدمی کا مزاج اور طبیعت بدل جاتی ہے، اس میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ بلکہ بعض روایات میں اسے شیطان کا عمل قرار دیا ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۰۵)

(٧٧٨٧) ابو داود: ٤٨٢١ـ صحيح، البانى: ٤٠٣٦ـ احمد: ٨٧٥٣.

(٧٧٨٨) طبرانى اوسط، واسناده حسن، هيثمى: ٢٩١٥.

(٧٧٨٩) طبرانى اوسط، وفيه، من لم اعرفهم، هيثمى: ١٢٩٣٢.

٧٧٩٠ــ عَــنْ أَبِــيْ ذَرٍّ قَالَ مَرَّبِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا مُضْطَجِعٌ عَلَى بَطْنِي فَرَكَضَنِي بِرِجْلِهِ وَقَـالَ يَـا جُـنَـيْـدِبُ إِنَّمَا هٰذِهِ ضِجْعَةُ أَهْلِ النَّارِ . (رواه ابن ماجة: ٣٧٢٤)

۷۷۹۰۔ ''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس سے نبی کریم ﷺ کا گذر ہوا اور میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے پاؤں مبارک کے ساتھ حرکت دی اور فرمایا: ''اے جنیدب! لیٹنے کا یہ طریقہ اہل جہنم کا ہے۔''

٧٧٩١ــ عَـنْ يَـعِـيْـشَ بْنَ طَخْفَةَ بْنِ قَيْسٍ الْغِفَارِيّ قَالَ كَانَ أَبِي مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ فَـقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((انْـطَـلِقُوْا بِنَا إِلَى بَيْتِ عَائِشَةَ رضي الله عنها)) فَـانْـطَـلَقْنَا فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ اَطْعِمِيْنَا)) فَجَاءَ تْ بِحَشِيْشَةٍ فَأَكَلْنَا ثُـمَّ قَـالَ: ((يَـا عَائِشَةُ اَطْعِمِيْنَا)) فَجَاءَ تْ بِـحَيْسَةٍ مِثْـلَ الْـقَـطَـاةِ فَأَكَلْنَا ثُمَّ قَالَ: ((يَا عَـائِشَةُ اسْـقِيْـنَـا)) فَـجَائَتْ بِعُسٍّ مِنْ لَبَنٍ فَشَـرِبْنَا ثُمَّ قَالَ: ((يَاعَائِشَةُ اسْقِيْنَا)) فَجَاءَ تْ بِقَدَحٍ صَغِيْرٍ فَشَرِبْنَا ثُمَّ قَالَ: ((إِنْ شِئْتُمْ بِتُّـمْ وَإِنْ شِـئْتُمْ انْطَلَقْتُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ قَالَ فَبَيْـنَـمَـا أَنَـا مُـضْـطَـجِـعٌ فِي الْمَسْجِدِ مِنَ السَّـحَـرِ عَـلَـى بَـطْـنِي إِذَا رَجُلٌ يُحَرِّكُنِي بِرِجْلِهِ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ ضِجْعَةٌ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ، قَـالَ فَـنَـظَرْتُ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ . (رواه أبوداود: ٥٠٤٠)

۷۷۹۱۔ ''یعیش بن طخفہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد اصحاب صفّہ میں سے تھے۔ انہوں نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میرے ساتھ چلو، پس آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے اور فرمایا: ہمیں کھانا دوتو انہوں نے کھجوریں پیش کیں اور ہم نے کھائیں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ہمیں کچھ کھلاؤ، تو وہ تھوڑا سا حلوہ لائیں۔ پس ہم نے وہ بھی کھایا آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! ہمیں مشروب پلا دو، تو وہ کچھ دودھ لائیں اور ہم نے وہ پیا، پھر آپ نے فرمایا: ہمیں مشروب دو تو وہ چھوٹے برتن میں لائیں اور ہم نے وہ پیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم چاہو تو یہاں ٹھہرو اور چاہو تو مسجد میں جاؤ۔ پس میں مسجد میں چلا گیا۔ پھر میں سحری کے وقت پیٹ کے بل سویا تھا کہ ایک مرد نے آ کر مجھے اپنے پاؤں کے ساتھ حرکت دی اور کہا: اس طرح وہ لوگ سوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں، پس میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔'' (ابوداؤد)

شرح :...... اس طرح پیٹ کے بل لیٹنا دوزخیوں کے لیٹنے کا انداز ہے اس لیے اس سے منع کیا گیا ہے۔ اگر کوئی بیماری کی مجبوری ہو تب اجازت ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۰/ ۴۲۷)

٧٧٩٢ـ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ

۷۷۹۲۔ ''سیدنا علی بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

(٧٧٩٠) ابن ماجه: ٣٧٢٤ـ صحيح، البانى: ٣٠٠١.
(٧٧٩١) ابو داود: ٥٠٤٠ـ ضعيف، مضطرب: ١٠٦٩ـ غيران الاضطجاع على البطنمة، صحيح، احمد: ٥١١٥ـ البانى: ١٠٦٩.
(٧٧٩٢) ابو داود: ٥٠٤١ـ صحيح، البانى: ٤٢١٥.

عَـنْ أَبِيْـهِ قَـالَ قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ بَـاتَ عَـلَـى ظَهْـرِ بَيْـتٍ لَيْسَ لَهُ حِجَارٌ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ)). (رواه أبوداود: ٥٠٤١)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مکان کی چھت کے اُوپر سویا جس کے پردے نہیں تھے تو اُس کی ذمہ داری سے ہم بری ہیں۔'' (ابوداؤد)

٧٧٩٣ــ عَـنْ عَبَّـادِ بْـنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِـعًـا إِحْـدَى رِجْـلَيْـهِ عَلَى الأُخْرَى، وَعَـنِ ابْـنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَـالَ كَـانَ عُـمَـرُ وَعُثْـمَـانُ يَفْعَلاَنِ ذٰلِكَ. (رواه البخاري: ٤٧٥)

۷۷۹۳۔ ''عبادہ بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو مسجد میں لیٹا ہوا دیکھا۔ آپ ﷺ نے ایک پاؤں دوسرے پر رکھا ہوا تھا۔ ابن شہاب ابن مسیّب سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما ایسا ہی کرتے تھے۔'' (البخاری)

٧٧٩٤ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَـالَ: ((لاَ يَسْتَـلْـقِيَنَّ أَحَدُكُمْ ثُمَّ يَضَعُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الأُخْرَى)). (رواه مسلم: ٢٠٩٩)

۷۷۹۴۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص لیٹ کر ایک قدم دوسرے پر نہ رکھے۔'' (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

٧٧٩٥ــ عَـنْ جَـابِـرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ الـنَّبِيَّ ﷺ مُتَّـكِـئًـا عَـلَـى وِسَـادَةٍ عَلَى يَسَارِهِ. (رواه الترمذي: ٢٧٧٠)

۷۷۹۵۔ ''سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے نبی ﷺ کو گاؤ تکیہ پر بائیں طرف سہارا لیے ہوئے دیکھا ہے۔'' (الترمذی)

٧٧٩٦ــ عَـنْ أَبِـي قِلاَبَةَ عَنْ بَعْضِ آلِ أُمِّ سَـلَـمَةَ كَـانَ فِرَاشُ النَّبِيِّ ﷺ نَـحْـوًا مِمَّا يُـوْضَـعُ الإِنْسَـانُ فِي قَبْرِهِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عِنْدَ رَأْسِهِ. (رواه أبوداود: ٥٠٤٤)

۷۷۹۶۔ ''ابو قلابہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی آل میں سے کسی شخص سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کا بچھونا ایسا تھا جیسا انسان کے لیے قبر میں رکھا جاتا ہے، اور جائے نماز آپ کے سر کے پاس تھی۔''

شرح:...... اگر کوئی ایسے چھت پر سوتا ہے جس پر دیواریں نہیں اور نہ نیچے گرنے سے بچانے کے لیے اس پر کوئی رکاوٹ ہے تو اگر اس پر سونے والا گر جاتا ہے اور اس کا کوئی نقصان ہوتا ہے یا مر جاتا ہے تو اس کے خون کا کسی کو بھی ذمہ

(٧٧٩٣) بخاري: ٤٧٥ـ مسلم: ٢١٠٠ـ ابو داود: ٤٨٦٦ـ ترمذي: ٢٧٦٥ـ نسائي: ٧٢١ـ دارمي: ٢٦٥٦ـ احمد: ١٥٥٩٥ـ موطا: ٤١٨.

(٧٧٩٤) مسلم: ٢٠٩٩ـ ابو داود: ٤٠٨١ـ ترمذي: ٢٧٦٧ـ نسائي: ٥٣٤٢ـ ابن ماجه: ٣٢٦٨ـ احمد: ١٤٤٤٢ـ موطا: ١٧١١.

(٧٧٩٥) ترمذي: ٢٧٧٠ـ صحيح، الباني: ٢٢٢٣ـ ابو داود: ٤١٤٣.

(٧٧٩٦) ابو داود: ٥٠٤٤ـ ضعيف، الباني: ١٠٧٠.

دار نہ ٹھہرایا جائے گا۔

یہ بات مشہور ہے کہ ہر آدمی کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ لیا ہے جب وہ خود کو ہلاکت میں ڈالتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا ذمہ اٹھ جاتا ہے۔ اس لیے اس کے خون کو بے کار کر دیا گیا ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۷۰)

ان دونوں احادیث میں ٹکراؤ ہے کہ ایک حدیث میں آ رہا ہے کہ ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں رکھ کر لیٹنا منع ہے اور ایک میں اجازت ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ جب ایسا لباس پہنا ہو جیسا کہ تہبند ہے اور اس صورت میں برہنگی کا اندیشہ ہے تو ایسے لیٹنا منع ہے۔ اگر لباس ایسا ہے جیسا کہ شلوار وغیرہ ہے جس سے برہنہ ہونے کا اندیشہ نہیں پھر اس طرح پاؤں پر پاؤں رکھ کر لیٹنا جائز ہے۔ ایک پاؤں پر پاؤں رکھنے کی صورت یہ ہے کہ پاؤں زمین پر دراز کر کے آدمی لیٹتا ہے تو اس صورت میں برہنہ ہونے کا اندیشہ نہیں ہوتا یہ صورت بھی جائز ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۱۸)

دائیں جانب ہو یا بائیں جانب ہو تکیہ وغیرہ پر ٹیک لگا کر بیٹھنا جائز ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۴۲/۷)

اَلتَّعَاضُدُ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ بِالنُّصْرَةِ وَالْحِلْفِ وَالْإِخَاءِ وَالشَّفَاعَةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

مسلمانوں کے درمیان باہمی امداد، تعاون اخوت اور سفارش وغیرہ کا بیان

۷۷۹۷۔ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا)) فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُوْمًا أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ؟ قَالَ: ((تَحْجُزُهُ أَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهُ)). (رواه البخاري: ٦٩٥٢)

۷۷۹۷۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو۔'' ایک مرد نے کہا: یا رسول اللہ! میں اُس کی مدد کرتا ہوں جب وہ مظلوم ہو۔ آپ بتائیں کہ اگر وہ ظالم ہو تو اس کی مدد کیسے کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''اُس کو روک یا اس کو ظلم کرنے سے منع کر، یہ اُس کی مدد ہے۔'' (بخاری)

۷۷۹۸۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِي طَلْحَةَ بْنِ سَهْلٍ الأَنْصَارِيِّ يَقُوْلاَنِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنِ امْرِئٍ يَخْذُلُ امْرَأً مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ تُنْتَهَكُ فِيْهِ حُرْمَتُهُ وَيُنْتَقَصُ فِيْهِ مِنْ عِرْضِهِ إِلاَّ خَذَلَهُ اللّٰهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ

۷۷۹۸۔ ''سیدنا جابر اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بھی مسلمان شخص جو اپنے مسلمان بھائی کو ایسی جگہ بے یارو مددگار چھوڑتا ہے جہاں اُس کا احترام پامال کیا جاتا ہے یا اُس کی عزت کم کی جاتی ہے تو اس مسلمان کو اللہ تعالیٰ اس جگہ بے یارو مددگار چھوڑے گا جہاں

(۷۷۹۷) بخاری: ٦٩٥٢۔ ترمذی: ٢٢٥٥۔ احمد: ١١٥٣٨.

(۷۷۹۸) ابو داود: ٤٨٨٤۔ ضعیف: ١٠٤٠۔ احمد: ١٥٩٣٣.

فِيهِ نُصْرَتَهُ وَمَا مِنِ امْرِئٍ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ وَيُنْتَهَكُ فِيهِ مِنْ حُرْمَتِهِ إِلَّا نَصَرَهُ اللّٰهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ نُصْرَتَهُ)). (رواه أبو داود: ٤٨٨٤)

اُس کو امداد پسند ہوگی اور جو مسلمان کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے گا جہاں اُس کی عزت کم کی جاتی ہے اور اُس کی حرمت خاک میں ملائی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُس جگہ اُس کی مدد فرمائے گا جہاں اُس کو اپنی مدد پسند ہوگی۔'' (ابوداؤد)

٧٧٩٩ـــ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). (رواه الترمذي: ١٩٣١)

۷۷۹۹۔ ''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دِن اُس کے چہرے سے آگ کو دور کردے گا۔'' (الترمذی)

شـــرح:...... ان احادیث میں مسلمان کی عزت کے دفاع کی ترغیب ہے کہ مسلمان کو بے یارومددگار نہ چھوڑا جائے اور مظلوم کی مدد کی جائے۔

اگر یہ ممکن نہ ہو تو مجلس سے چلا جائے۔ اگر یہ بھی گنجائش نہ ہو تو دل سے برا جانے۔ اس طرح کرنے سے بھائی کی عزت محفوظ رہے گی اور عزت گرانے والے کی حوصلہ شکنی ہوگی اور ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ ایسا کرنے سے معاشرے میں بھائی چارہ اور محبت کی فضا پیدا ہوگی۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۹۴۸)

٧٨٠٠ـــ عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ الْمُدْلِجِيِّ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((خَيْرُكُمُ الْمُدَافِعُ عَنْ عَشِيرَتِهِ مَا لَمْ يَأْثَمْ)). (رواه أبو داود: ٥١٢٠)

۷۸۰۰۔ ''سیدنا سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اس میں فرمایا: ''تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو اپنے خاندان کا دفاع کرتا ہو جب تک گناہ کا کام نہ ہو۔''

٧٨٠١ـــ عَنْ بِنْتِ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ أَنَّهَا سَمِعَتْ أَبَا هَا يَقُولُ قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! مَا الْعَصَبِيَّةُ؟ قَالَ: ((أَنْ تُعِينَ قَوْمَكَ عَلَى الظُّلْمِ)). (رواه أبو داود: ٥١١٩)

۷۸۰۱۔ ''واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! عصبیت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تو اپنی قوم کی ظلم پر مدد کرے۔''

٧٨٠٢ـــ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ

۷۸۰۲۔ ''سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

(٧٧٩٩) ترمذی: ١٩٣١۔ صحیح، البانی: ١٥٧٥۔ احمد: ٢٦٩٨٨.

(٧٨٠٠) ابو داود: ٥١٢٠۔ ضعیف، البانی: ١٠٩٤.

(٧٨٠١) ابو داود: ٥١١٩۔ ضعیف، البانی: ١٠٩٣۔ ابن ماجه: ٣٩٤٩.

(٧٨٠٢) مسلم: ٢٥٣٠۔ ابو داود: ٢٩٢٥۔ احمد: ١٦٣٢٠.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لاَحِلْفَ فِي الإِسْلاَمِ وَأَيُّمَا حِلْفٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَمْ يَزِدْهُ الإِسْلاَمُ إِلاَّ شِدَّةً)). (لمسلم: ٢٥٣٠)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں کوئی قسمیہ معاہدہ نہیں اور جو لوگ عہدِ جاہلیت میں ایک دوسرے کے حلیف تھے۔ اسلام نے اُس معاہدے کو اور بھی پختہ کر دیا ہے۔'' (مسلم)

٧٨٠٣۔ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَبَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لاَحِلْفَ فِي الإِسْلاَمِ؟ فَقَالَ قَدْ حَالَفَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالأَنْصَارِ فِي دَارِي. (رواه البخاري: ٢٢٩٤)
وفي رواية: بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالأَنْصَارِ فِي دَارِنَا مَرَّتَيْنِ أَوْثَلاَثًا.

٧٨٠٣۔ ''عاصم احول کہتے ہیں: میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تمہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اسلام میں حلیف بننا جائز نہیں ہے؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں قریش اور انصار کو آپس میں حلیف بنایا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ مہاجرین اور انصار کے درمیان ہمارے گھر میں دو یا تین مرتبہ حلیف بنایا ہے۔'' (الشیخان)

٧٨٠٤۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ آخَى بَيْنَ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَبَيْنَ أَبِي طَلْحَةَ. (رواه مسلم: ٢٥٢٨)

٧٨٠٤۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ نے ابوطلحہ اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما کے درمیان اخوّت قائم کی تھی۔'' (مسلم)

شرح:...... حلف سے مراد معاہدہ ہے۔ جاہلیت میں معاہدہ کرتے تھے کہ لڑائی میں غارت گری میں ہم معاہدہ کرتے ہیں۔ اس خرابی والے معاہدے کی تردید ہوتی ہے اور جو معاہدہ جاہلیت میں تھا مگر اچھا تھا، صلہ رحمی پر مظلوم کی حمایت وغیرہ میں تو اس کارِ خیر میں اسلام مزید شدت پیدا کرتا ہے۔

لہٰذا آپس میں تعاون، نیکی، تقویٰ اور حق کے پرچار کے لیے اب بھی معاہدہ کرنا جائز ہے۔

مگر معاہدہ کے تحت ایک دوسرے کا وارث بننا اور بنانا اگر اس کا معاہدہ ہو تو یہ منسوخ ہو چکا ہے۔ اگر کوئی ایسا معاہدہ کرتا ہے تو وہ قابلِ عمل نہ ہوگا۔ وراثت صرف انہیں ملے گی جنہیں شریعت نے وارث قرار دیا ہے۔

(عون المعبود: ٣/٩٠)

٧٨٠٥۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رضي الله عنه قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا جَاءَهُ السَّائِلُ أَوْ طُلِبَتْ

٧٨٠٥۔ ''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جب کوئی سائل آتا یا آپ سے کوئی حاجت طلب کی

(٧٨٠٣) بخاری: ٢٢٩٤۔ مسلم: ٢٥٢٩۔ ابو داود: ٢٩٢٦۔ نسائی: ١٠٧٠۔ احمد: ١٢٠٦٣.

(٧٨٠٤) مسلم: ٢٥٢٨۔ احمد: ١٢٣٦.

(٧٨٠٥) بخاری: ١٤٣٢۔ مسلم: ٢٥٨٥۔ ابو داود: ٥١٣١۔ ترمذی: ١٩٢٨۔ نسائی: ٢٥٥٦۔ احمد: ١٩١٦٣.

إِلَيْـهِ حَـاجَةٌ قَـالَ: ((اشْـفَعُوْا تُؤْجَـرُوْا وَيَـقْـضِـيَ الـلّٰــهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّـهِ ﷺ مَـا شَاءَ)). (رواه البخاري: ١٤٣٢)

جاتی تو آپ فرماتے: ''تم سفارش کرو۔ تمہیں اجر ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان پر جو چاہے جاری کر دیتا ہے۔''

٧٨٠٦ــ عَنْ مُعَاوِيَةَ اشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا فَإِنِّي لَأُرِيْدُ الأَمْرَ فَأُؤَخِّرُهُ كَيْمَا تَشْفَعُوْا فَتُؤْجَرُوْا فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا. (رواه أبوداود: ٥١٣٢)

٧٨٠٦۔ ''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تم سفارش کرو، تمہیں اجر ہوگا۔ پس میں کسی کام کا ارادہ کرتا ہوں، پھر میں اُس کو مؤخر کر دیتا ہوں، تاکہ تم سفارش کرو اور تمہیں اجر ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''تم سفارش کرو تمہیں اجر ہوگا۔''

٧٨٠٧ــ عَـنْ مُـعَـاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَسْأَلُنِي الشَّيْءَ فَأَمْنَعُهُ حَتَّى تَشْفَعُوْا فِيْهِ فَتُؤْجَرُوْا)) وَإِنَّ رَسُـوْلَ الـلّٰـهِ ﷺ قَـالَ: ((اشْـفَـعُوْا تُؤْجَرُوْا)). (رواه النسائي: ٢٥٥٨)

٧٨٠٧۔ ''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی مرد مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اُس کو نہیں دیتا تاکہ تم اُس کے بارے میں سفارش کرو اور تمہیں اجر ہو'' اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''تم سفارش کرو تمہیں ثواب ہو گا۔'' (نسائی)

شــــرح:...... مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی ضرورت مند آتا ہے کہ فلاں سے میری سفارش کر دیں تو اس کی سفارش کریں۔ کوئی سفارش قبول کرے یا نہ کرے، سفارش کرنے والے کو اجر و ثواب ضرور ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جو چاہے جاری کرے کہ تمہاری سفارش سے اگر کسی کی حاجت پوری ہوئی ہے تو وہ اللہ کی تقدیر سے ہے۔ اگر پوری نہیں ہوئی تو یہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہے۔

اللہ تعالیٰ بذریعہ الہام یا وحی اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جو چاہے جاری کرے کہ کوئی عطا کرے یا محروم رکھے تاہم سفارش بہتر ہے اور اس پر سفارشی کو اجر ملتا ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۹۷)

٧٨٠٨ــ عَـنْ سَـالِـمٍ عَنْ أَبِيْـهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْـلِـمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ الـلّٰهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً

٧٨٠٨۔ ''امام سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے دشمن کے حوالے کرتا ہے، اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری

(٧٨٠٦) ابو داود: ٥١٣٢۔ صحیح، البانی: ٤٢٨٠۔ نسائی: ٢٥٥٧.

(٧٨٠٧) نسائی: ٢٥٥٧۔ صحیح: ٢٣٩٧۔ ابو داود: ٥١٣٢.

(٧٨٠٨) ابو داود: ٤٨٩٣۔ صحیح، البانی: ٤٠٩١۔ بخاری: ٢٤٤٢۔ مسلم: ٢٥٨٠۔ ترمذی: ١٤٢٦۔ احمد: ٥٣٣٤.

فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . (رواه أبوداود: ٤٨٩٣)

کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی حاجت پوری کرتا ہے، اور جو شخص مسلمان کی تکلیف دور کرتا ہے اُس کے بدلے اللہ تعالیٰ اُس کی کوئی تکلیف قیامت کی تکلیفوں میں سے دور کر دے گا اور جس نے مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی پردہ پوشی کرے گا۔'' (ابوداوٗد)

۷۸۰۹۔ وزاد رزين: وَمَنْ مَشَى مَعَ مَظْلُوْمٍ حَتَّى يُثْبِتَ لَهُ حَقَّهُ، ثَبَّتَ اللّٰهُ قَدَمَيْهِ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ الأَقْدَامُ .

۷۸۰۹۔ ''امام رزین رحمہ اللہ نے یہ اضافہ کیا ہے: ''جو شخص مظلوم کے ساتھ چلا تاکہ اُس کا حق ثابت کر دے، اللہ تعالیٰ اس کے دونوں قدم پلِ صراط پر ثابت رکھے گا، جس دن قدم پھسل پھسل جائیں گے۔''

۷۸۱۰۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيْهِ . (رواه مسلم: ٢٦٩٩)

۷۸۱۰۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی مسلمان کی دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی تکلیفوں میں سے اُس کی تکلیف دور کر دے گا اور جو کسی تنگ دست کے لیے آسانی کرے گا، اللہ تعالیٰ اُس کے لیے دنیا اور آخرت میں آسانی کرے گا، اور جس نے کسی مسلمان پر پردہ ڈالا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اُس کی پردہ پوشی کرے گا اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔'' (مسلم، الترمذی، ابوداوٗد)

شرح :...... ارشاد باری ہے:

﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ﴾ (الرحمٰن: ٦٠)

''احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔''

یہ احادیث اسی آیہ مبارکہ کی تفسیر ہے۔ ان میں اور دیگر آیت میں تضاد نہیں۔ کیونکہ بعض احادیث میں آتا ہے اور قرآن میں بھی آتا ہے کہ ایک نیکی کا دس گنا اور اس سے بھی زیادہ گنا اجر ملے گا۔ ان میں تعارض نہیں کیونکہ کم از کم مثل بدلہ ہے

(۷۸۰۹) رزين.

(۷۸۱۰) مسلم: ٢٦٩٩۔ ابو داود: ١٤٥٥۔ ترمذي: ٢٦٤٦۔ ابن ماجه: ٢٢٥۔ دارمي: ٣٤٤۔ احمد: ١٠١١٨.

اس میں اضافہ ہوسکتا ہے۔

ان احادیث میں مسلمانوں کی حاجت برآری کرنے اور علم اور مال وغیرہ سے جو بھی میسر ہو انہیں نفع پہنچانے کا شرف وفضل بتایا گیا ہے۔(انجاز الحاجہ:۲/ ۱۱۸)

۷۸۱۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ مِرْآةُ أَخِيْهِ فَإِنْ رَأَى بِهِ أَذًى فَلْيُمِطْهُ عَنْهُ)). (رواه الترمذی: ۱۹۲۹)

۷۸۱۱۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک تم میں سے ہر کوئی اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ اگر اس میں کوئی تکلیف دہ چیز (عیب وغیرہ) دیکھے تو وہ اس سے دور کردے۔'' (ترمذی)

شــرح:...... اس حدیث کو اگرچہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔مگر ابوداود: (۴۹۱۸) میں حسن درجہ سے حدیث آتی ہے جو اس کی تائید کرتی ہے۔اس کے الفاظ یہ ہیں: اَلْمُوْمِنُ مِرْاٰةُ اَخِيْهِ الْمُوْمِنِ "ایک مومن اپنے مومن بھائی کا آئینہ ہے۔''

اس حدیث میں مسلمان کی خیر خواہی کا درس ہے اور اس سے دھوکہ اور خیانت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

نہایت بلیغ انداز سے رسول اکرم ﷺ نے خیر خواہی کا سبق دیا ہے۔ جو شخص آئینہ دیکھتا ہے اس کے محاسن اور نقائص بلا کم وکاست بتا دیتا ہے۔ اسی طرح ایک مومن اپنے بھائی کے عیوب اور نقائص سے اسے خبر دار کر دیتا ہے تا کہ وہ اپنی اصلاح کرلے۔

ایک بات یہ بھی قابل غور ہے کہ آئینہ دیکھنے والے کے چہرے مہرے پر جو اور جتنا داغ ہوتا ہے آئینہ اتنا ہی دکھاتا ہے۔ اپنی طرف سے کمی بیشی نہیں کرتا اور سامنے عیب دکھاتا ہے بعد میں نہیں دکھاتا۔

اسی طرح ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے عیب میں اپنی جانب سے اضافہ نہیں کرنا چاہیے اور پیٹھ پیچھے بھی عیب بیان نہیں کرنے چاہئیں۔

۷۸۱۲۔ عَنْ أَبِي مُوْسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا)) وَشَبَّكَ أَصَابِعَهُ. (رواه البخاری: ۴۸۱)

۷۸۱۲۔ ''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''مؤمن مؤمن کے لیے عمارت کی مانند ہے جس کا بعض بعض کو مضبوط کرتا ہے'' اور آپ نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال دیں۔'' (الشیخان اور ترمذی)

شرح:...... جس طرح دیوار کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کے لیے مضبوطی کا باعث ہوتی ہے اسی طرح آپس میں

(۷۸۱۱) ترمذی: ۱۹۲۹۔ ضعیف جداً: ۳۲۷۔ البانی، ابو داود: ۴۹۱۸.

(۷۸۱۲) بخاری: ۴۸۱۔ مسلم: ۲۵۸۵۔ ابو داود: ۵۱۳۱۔ ترمذی: ۱۹۲۸۔ نسائی: ۲۵۵۶۔ احمد: ۱۹۱۶۳.

تعاون کرنے میں خواہ وہ تعاون دنیاوی امور میں ہو یا اخروی امور میں ہو اور ہو جائز کاموں میں تو یہ بھی ان کی مضبوطی کا باعث ہوگا۔ (فتح الباری: ۱۰/۴۵۰)

۷۸۱۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ يَعُوْدُهُ إِذَا مَرِضَ وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ وَيُجِيْبُهُ إِذَا دَعَاهُ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ وَيَنْصَحُ لَهُ إِذَا غَابَ أَوْشَهِدَ. (رواه النسائي: ۱۹۳۸)

۷۸۱۳۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مؤمن کے لیے دوسرے مؤمن پر چھ حقوق ہیں: اس کی عیادت کرے جب وہ بیمار ہو، اس کی نماز جنازہ پر حاضر ہو جب وہ فوت ہو جائے، اس کی دعوت قبول کرے جب وہ اسے دعوت دے، اس کو سلام کہے جب وہ دونوں ملیں۔ جب اُسے چھینک آئے تو اس کو چھینک کا جواب دے (الحمد للہ کہنے والے کو یرحمك اللّٰہ کہے) اور اُس کی خیر خواہی چاہے جب وہ غائب ہو یا وہ حاضر ہو۔''

شرح:...... اس حدیث میں معاشرتی واجبات بیان ہوئے ہیں جن سے افرادِ معاشرہ کے درمیان محبت، الفت اور اخوت پیدا ہوتی ہے۔

ان میں سے ایک السلام علیکم کہنا ہے۔ یہ ایسے الفاظ ہیں جن کی وجہ سے دل کی کدورتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دور ہو جاتی ہیں، سلامتی اور عافیت کی راہیں دلوں میں جگہ پکڑتی ہیں اور یہ جنت میں جانے کا راستہ ہے۔

اسی طرح ولیمہ کی دعوت قبول کرنے سے احسان مندی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بلاوجہ دعوت قبول نہ کرنے والے کو نافرمان کہا گیا ہے۔ (ابوداود: ۳۷۴۱)

نصیحت کرنا اور خیر خواہی کرنا یہ پیغمبرانہ شان ہے، یہ دین کی بنیاد ہے۔ اس میں یہ سب شامل ہے کہ لوگوں کی دنیا و آخرت کی مصلحتوں کو مدنظر رکھا جائے، ان کے عیوب کی پردہ پوشی کی جائے ان کی جائز ضروریات کو پورا کیا جائے، ان سے مضرتوں کو دور رکھا جائے، حسد سے دلوں کو پاک رکھا جائے اور چھینک کا جواب دیا جائے۔

بیمار کی تیمار داری کرنا ایسا عمل ہے کہ اس سے مسلمان کی بہت زیادہ دلجوئی ہوتی ہے۔ جنازہ میں شرکت سے زخم خوردہ بھائی کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اس لیے جو جنازہ میں شریک ہو کر آتا ہے اسے احد پہاڑ جتنا اجر ملتا ہے اور جو اسے دفن کر کے آتا ہے اسے دو احد پہاڑ جتنا اجر ملتا ہے۔ (بخاری: ۱۳۲۵)

(۷۸۱۳) نسائی: ۱۹۳۸۔ صحیح، البانی: ۱۸۳۰۔ بخاری: ۱۲۴۰۔ مسلم: ۲۱۶۲۔ ابو داود: ۵۰۳۰۔ ترمذی: ۲۷۳۷۔ ابن ماجه: ۱۴۳۵۔ احمد: ۲۷۵۱۱.

٧٨١٤ـــــ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايَحْقِرَنَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوْفِ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَلْقَ أَخَاهُ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ وَإِنِ اشْتَرَيْتَ لَحْمًا أَوْ طَبَخْتَ قِدْرًا فَأَكْثِرْ مَرَقَتَهُ وَاغْرِفْ لِجَارِكَ مِنْهُ. (رواه الترمذى: ١٨٣٣)

۷۸۱۴۔ ''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی نیکی کو حقیر نہ سمجھے اگر اور کچھ نہ ہو تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملاقات کرے اور جب وہ گوشت خریدے یا ہنڈیا پکائے تو اُس کا شوربہ زیادہ کر دے اور اس میں اپنے ہمسائے کے لیے حصہ نکالے۔'' (الترمذی)

٧٨١٥ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: إِنَّ لِلّٰهِ خَلْقًا خَلَقَهُمْ لِحَوَائِجِ النَّاسِ يَفْزَعُ النَّاسُ إِلَيْهِمْ فِي حَوَائِجِهِمْ، أُولٰئِكَ الْآمِنُوْنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ. (للكبير: ١٣٣٣٤، بلين)

۷۸۱۵۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض مخلوق کو انسانوں کی ضرورت کے لیے پیدا فرمایا ہے، اور لوگ اپنی حاجات میں ان کی طرف رجوع کرتے ہیں یہی لوگ اللہ کے عذاب سے امن میں رہنے والے ہیں۔'' (الکبیر، سند کمزور ہے)

٧٨١٦ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: مَنْ مَشَى فِي حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ خَيْرًا لَهُ مِنِ اعْتِكَافِ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَمَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ، جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَةَ خَنَادِقَ. كُلُّ خَنْدَقٍ أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ. (للأوسط بضعف)

۷۸۱۶۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت میں چلا یہ اس کے لیے دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہے، اور جس شخص نے اللہ کی رضا کی خاطر ایک دن کا اعتکاف کیا اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں رکھ دیگا اور ہر خندق کے درمیان کا فاصلہ آسمان کے دو کناروں کے فاصلے کے برابر ہوگا۔'' (الاوسط، سند ضعیف ہے)

شرح:...... ان احادیث میں حسن معاملہ کا بہترین قاعدہ بتایا گیا ہے جس سے وحدت واتحاد کی دعوت ہے اور یہ معاشرے کی شیرازہ بندی کی بنیاد ہے۔

خندہ روئی سے ملنے سے کوئی خرچ نہیں آتا اور نہ یہ مشکل کام ہے اس لیے کسی مسلمان کو اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ کام معمولی ہے اجر بہت زیادہ ہے۔ اس سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے لہٰذا مسلمان کے لیے لائق نہیں ہے کہ معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ جانے۔

(٧٨١٤) ترمذى: ١٨٣٣ـ صحيح، البانى: ١٤٩٦ـ مسلم: ٢٦٢٥ـ ابن ماجه: ٢٠٨٧٣ـ احمد: ٢٠٩٩٠.

(٧٨١٥) طبرانى كبير: ١٣٣٣٤ـ وفيه، عبدالرحمن بن ايوب ضعفه الجمهور وحسن حديثه الترمذى واحمد ابن طارق الراوى عنه۔ لم اعرفه وبقية رجاله رجال الصحيح.

(٧٨١٦) طبرانى اوسط، واسناده جيد.

اور اس میں معمولی چیز بھی ہدیہ کرنے کی تلقین ہے کہ اسے حقیر نہ جانو۔ بچے ہوئے سالن میں پانی ڈالنے سے لذت میں تو کمی آئے گی مگر یہ بے مثال ثواب کا باعث ہے۔ اس ترغیب دینے کی وجہ یہ ہے کہ پڑوس میں رہنے کی بنا پر ان کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔ اسے دور کرنے کے لیے کہا گیا ہے کہ ہدیہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو، ہمسایہ مالدار ہو یا غیر مالدار ہو، آپس میں تحائف دو تا کہ صلہ رحمی مضبوط ہو اور تعلق طاقت پکڑے اور محبت دلوں میں اترے۔

٧٨١٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الأَجْرِ مِثْلُ أُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ لاَيَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلاَلَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لاَ يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا)). (رواه مسلم: ٢٦٧٤)

۷۸۱۷۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہدایت کی طرف دعوت دی تو اس کے لیے ہدایت کی پیروی کرنے والے لوگوں کے اجر وثواب کے برابر اجر ہوگا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی، اور جس نے گمراہی کی طرف دعوت دی اس پر گمراہی کی پیروی کرنے والے تمام گمراہوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا اور اس سے ان کے بوجھ اور گناہ میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔''

شرح:...... اعمال صالحہ کی دعوت دینا انبیائے کرام کا مشن ہے جو بھی ہدایت کی اور اعمال صالحہ کی دعوت دیتا ہے وہ عظیم کام کی وجہ سے اس اجر کا مستحق قرار پاتا ہے۔ ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ شاید جو اجر اس دعوت دینے والے کو دیا جاتا ہے وہ نیک عمل کرنے والے کے حصہ سے دیا جاتا ہے۔

اس کا حل بتایا گیا ہے کہ ایسا نہیں ہوتا۔ عمل کرنے والے کو بھی اس کا پورا صلہ بغیر کمی کے دیا جاتا ہے اور بتانے والے کو علیحدہ پورا اجر ملتا ہے کسی کو کم نہیں ملتا۔ (عون المعبود: ۴/ ۳۲۱)

اَلتَّوَادُدُ وَكِتْمَانُ السِّرِّ وَصَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَالْإِحْتِرَامُ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَالْحَيَاءُ وَغَيْرُهَا مِنَ الْآدَابِ

باہم اُلفت، ایک دوسرے کا راز چھپانا، آپس میں صلح وصفائی رکھنا، احترام باہمی قائم رکھنا اچھے اخلاق اختیار کرنا، شرم وحیا سے کام لینا اور دیگر آداب کا بیان

٧٨١٨۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ

۷۸۱۸۔ ''سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

(٧٨١٧) مسلم: ٢٦٧٤۔ ابو داود: ٤٦٠٩۔ ترمذی: ٢٦٧٤۔ دارمی: ٥١٣۔ احمد: ٨٩١٥.

(٧٨١٨) مسلم: ٢٥٨٦۔ بخاری: ٦٠١١۔ احمد: ١٧٩٢٦.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى)). (رواه مسلم: ٢٥٨٦)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل ایمان کی مثال آپس میں محبت اور رحم وکرم وشفقت میں ایک جسم کی مانند ہے۔ اگر اس کا ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو سارا بدن اس کے لیے بیدار رہنے اور بخار میں مبتلا ہونے کے ساتھ چیخ اُٹھتا ہے۔'' (الشیخان)

شرح:...... تراحم، تعاطف اور توادد میں معمولی فرق ہے۔ تراحم کا مطلب ہے کہ اخوت ایمانی کی وجہ سے ایک دوسرے سے رحم کا سلوک کرنا۔

توادد سے مراد ہے ایسے ذرائع ملاپ اختیار کرنا جن سے محبت کی کشش پیدا ہو جیسا کہ ملاقات کرنا اور تحائف کا تبادلہ کرنا ہے اور تعاطف سے مراد ہے کہ ایک دوسرے کی اعانت کرنا جس طرح کپڑا ایک دوسرے پر تہہ بہ تہہ رکھا جائے تو مضبوط ہو جاتا ہے اسی طرح ایک دوسرے سے تعاون کے ذریعے سے اسے مضبوط کیا جاتا ہے۔

اس میں ایمانداروں کو ایک ہی جسم قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح معنی کو جو کہ نظر نہیں آتا اسے ایک نظر آنے والی چیز سے مثال دے کر پیش کیا گیا ہے تاکہ ذہن میں بیٹھ جائے۔

اس حدیث میں مسلمانوں کے حقوق کی تعظیم کا درس دیا گیا ہے اور ایک دوسرے سے تعاون کرنے پر ترغیب دی گئی ہے۔

اس میں نبی کریم ﷺ نے ایمان کو جسم کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور ایمان والوں کو اعضاء کے مانند قرار دیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اصل چیز ایمان ہے اور تکالیف اس کی شاخیں ہیں۔ جب یہ تکلیف آدمی میں خلل پیدا کرے گی تو لامحالہ اصل میں جو کہ ایمان ہے ضرور خلل آئے گا۔

اسی طرح جسم درخت کی جڑ کی مانند ہے اور جسم کے اعضاء شاخوں کی مانند ہیں۔ جب آپ درخت کی ایک شاخ کو حرکت دیں گے تو ساری شاخیں ہلنے لگتی ہیں اور جب انسان کا عضو بیمار ہوگا تو سارے اعضاء ضرور متاثر ہوں گے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۴۳۹)

٧٨١٩ـــ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ- وَقَدْ كَانَ أَدْرَكَهُ- عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَحَبَّ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَلْيُخْبِرْهُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ)). (رواه أبوداود: ٥١٢٤)

۷۸۱۹۔ ''سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''جب کسی کو اپنے بھائی سے محبت ہوتی ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کو خبر دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔'' (ابوداود)

٧٨٢٠ـــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلاً كَانَ

۷۸۲۰۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے

(٧٨١٩) ابو داود: ٥١٢٤۔ صحیح، البانی: ٤٢٧٣۔ احمد: ١٦٧١٩.

(٧٨٢٠) ابو داود: ٥١٢٥۔ حسن، البانی: ٤٢٧٤۔ احمد: ١٢١٠٥.

عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَمَرَّبِهِ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي لَاَحِبُّ هٰذَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَعْلَمْتَهُ؟)) قَالَ لاَ قَالَ أَعْلِمْهُ قَالَ فَلَحِقَهُ فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّكَ فِي اللّٰهِ فَقَالَ أَحَبَّكَ الَّذِي أَحْبَبْتَنِي لَهُ. (رواه أبوداود: ٥١٢٥)

پاس ایک شخص موجود تھا۔ اتنے میں ایک دوسرا شخص قریب سے گذرا تو اس نے کہا: جو آپ ﷺ کے پاس تھا کہ یارسول اللہ! میں اس جانے والے شخص سے محبت کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو نے اس کو بتایا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا: ''تو اس کو اطلاع دیدے۔'' تو وہ اس تک پہنچا اور اس سے کہا: میں تیرے ساتھ اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ اس نے کہا: تیرے ساتھ وہ ذاتِ حق محبت کرے جس کی خاطر تو میرے ساتھ محبت کرتا ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... اس طرح اسے بتانے سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے اور دوسرے کا دل بھی مائل ہوتا ہے۔
آگے اگر اس سے عداوت یا کینہ پروری کا اظہار ہوگا تو پھر یہ احتیاط کرے۔ اگر کوئی ایسی صورت نہیں تو پھر اس کے اظہار محبت پر اعتماد کر لینا چاہیے۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۹۵)

٧٨٢١۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ نَعَامَةَ الضَّبِّيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا آخَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْيَسْأَلْهُ عَنِ اسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيْهِ وَمِمَّنْ هُوَ فَإِنَّهُ أَوْصَلُ لِلْمَوَدَّةِ)). (رواه الترمذي: ٢٣٩٢)

۷۸۲۱۔ ''یزید بن نعامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص کسی کو اپنا بھائی بنائے تو اس سے اس کا نام اور اس کے باپ کا نام دریافت کرے اور یہ بھی پوچھے کہ وہ کس خاندان سے ہے، اس سے محبت میں اضافہ ہوگا۔'' (ترمذی)

٧٨٢٢۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أُرَاهُ رَفَعَهُ۔ قَالَ أَحْبِبْ حَبِيْبَكَ هَوْنًا مَا عَسَى أَنْ يَكُوْنَ بَغِيْضَكَ يَوْمًا مَا وَأَبْغِضْ بَغِيْضَكَ هَوْنًا مَا عَسَى أَنْ يَكُوْنَ حَبِيْبَكَ يَوْمًا مَا. (رواه الترمذي: ١٩٩٧)

۷۸۲۲۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ اپنے محبوب سے محبت کم رکھ ممکن ہے کہ کسی دن وہ مبغوض ہوگا، اور بغض والے سے بغض کم رکھ قریب ہے کہ کسی دن وہ تیرا محبوب ہوگا۔''

شرح:...... بعض اوقات حالات پلٹ جاتے ہیں اور محبت کی جگہ نفرت پیدا ہو جاتی ہے، پھر محبت میں حد سے زیادہ گزرنے کی وجہ سے ندامت ہوگی اور کبھی بغض کی جگہ محبت آن لیتی ہے۔ اگر حد سے زیادہ بغض رکھا ہوگا تو اب محبت

(٧٨٢١) ترمذي: ٢٣٩٢۔ ضعيف، الباني: ٤١٩.

(٧٨٢٢) ترمذي: ١٩٩٧.

کرنے پر ندامت ہوگی۔ اس لیے افراط وتفریط سے بچیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۳۲۵)

۷۸۲۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِي، الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي)). (رواه مسلم: ٢٥٦٦)

۷۸۲۳۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: میری بڑائی کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں انہیں اپنے سائے تلے رکھوں گا، آج صرف میرا سایہ ہے، اور کوئی دوسرا سایہ نہیں ہے۔'' (مالک ومسلم)

٧٨٢٤۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: الْمُتَحَابُّوْنَ فِي جَلَالِي لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ)). (رواه الترمذي: ٢٣٩٠)

۷۸۲۴۔ ''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری جلالت شان وتوحید کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے لوگوں کے لیے نور کے منبر ہوں گے اور ان سے انبیاء وشہداء رشک کر رہے ہوں گے۔'' (ترمذی)

٧٨٢٥۔ عَنْ أَبِي إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ فَإِذَا فَتًى شَابٌّ بَرَّاقُ الثَّنَايَا وَإِذَا النَّاسُ مَعَهُ إِذَا اخْتَلَفُوْا فِي شَيْءٍ أَسْنَدُوْا إِلَيْهِ وَصَدَرُوْا عَنْ قَوْلِهِ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ، فَقِيْلَ: هٰذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ هَجَّرْتُ فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَبَقَنِي بِالتَّهْجِيْرِ وَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي، قَالَ: فَانْتَظَرْتُهُ حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ ثُمَّ جِئْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ قُلْتُ: وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأُحِبُّكَ لِلّٰهِ؟ فَقَالَ آللّٰهِ؟ فَقُلْتُ آللّٰهِ فَقَالَ آللّٰهِ؟ فَقُلْتُ آللّٰهِ فَقَالَ آللّٰهِ فَقُلْتُ آللّٰهِ قَالَ فَأَخَذَ

۷۸۲۵۔ ''ابوادریس خولانی نے کہا: میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا تو وہاں ایک جوان شخص دیکھا جس کے اگلے دو دانت چمک رہے تھے اور لوگ اس کے اردگرد بیٹھے تھے۔ جب ان میں کسی امر میں اختلاف ہوتا تو اس کی طرف رجوع کرتے تھے اور اس کی رائے پر قائم ہو جاتے تھے۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگلے دن میں جلدی آیا (پہلے پہر) تو وہ مجھ سے پہلے مسجد میں آ چکے تھے اور وہ نماز پڑھ رہے تھے پس میں ان کی نماز پوری ہونے تک ان کا انتظار کرنے لگا۔ پھر میں نے اس کے سامنے سے آ کر سلام کیا، پھر میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہوں تو انہوں نے

(٧٨٢٣) مسلم: ٢٥٦٦۔ دارمی: ٢٧٥٧۔ احمد: ١٠٤٠١۔ موطا: ١٧٧٦.

(٧٨٢٤) ترمذی: ٢٣٩٠۔ صحیح: ١٩٤٨۔ البانی، احمد: ٢١٥٧٥.

(٧٨٢٥) مؤطا: ١٧٧٩۔ احمد: ٢١٥٢٥.

بِحُبْوَةِ رِدَائِي فَجَبَذَنِي إِلَيْهِ وَقَالَ: أَبْشِرْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ)). (لمالك: ١٧٧٩)

کہا: قسم اللہ کی؟ تو میں نے کہا: اللہ کی قسم! اس نے پھر کہا: قسم اللہ کی؟ تو میں نے پھر کہا: اللہ کی قسم! پس انہوں نے میرے کپڑے اور میری چادر سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور کہا: تجھے بشارت ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: میری محبت ان لوگوں کے لیے ہے جو میری وجہ سے آپس میں محبت کرتے ہیں۔ میری وجہ سے آپس میں مل بیٹھتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔'' (مالک)

٧٨٢٦ـ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْضَلُ الأَعْمَالِ الْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ)). (رواه أبو داود: ٤٥٩٩)

٧٨٢٦۔ ''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل عمل اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ کے لیے بغض رکھنا ہے۔''

٧٨٢٧ـ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَأُنَاسًا مَا هُمْ بِأَنْبِيَاءَ وَلاَ شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَى)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ؟ قَالَ: ((هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰهِ عَلَى غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلاَ أَمْوَالٌ يَتَعَاطَوْنَهَا فَوَاللّٰهِ! إِنَّ وُجُوْهَهُمْ لَنُوْرٌ إِنَّهُمْ عَلَى نُوْرٍ لاَيَخَافُوْنَ إِذَا خَافَ النَّاسُ وَلاَيَحْزَنُوْنَ إِذَا حَزِنَ النَّاسُ)) وَقَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿أَلاَ إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَهُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾. (رواه أبو داود: ٣٥٢٧)

٧٨٢٧۔ ''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے بندوں میں سے کچھ لوگ ہیں وہ نبی نہیں ہیں مگر نہ وہ شہید ہیں اور انبیاء اور شہداء۔ قیامت کے دن ان کا مقام ومرتبہ اللہ کے ہاں دیکھ کر ان سے غبطہ کریں گے۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ ہمیں ان کی خبر دیدیں، وہ کون ہیں؟ فرمایا ''وہ ایسے لوگ ہیں جو صرف اللہ کے لیے محبت کرتے ہوں گے، نہ کوئی رشتہ وقرابت ہو گی اور نہ مالی لین دین ہو گا۔ فرمایا: اللہ کی قسم! ان کے چہرے نور کی مانند ہوں گے اور نور کے منبروں پر ہوں گے۔ وہ نہیں خوف کھائیں گے جب لوگ خوف کھائیں گے اور نہ وہ پریشان ہوں گے جب لوگ پریشان ہوں گے اور آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''خبردار جو اللہ کے ولی ہیں نہ تو ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ گمراہ ہوں گے۔''

(٧٨٢٦) ابو داود: ٤٥٩٩ـ ضعيف، البانى: ٩٩٨.

(٧٨٢٧) ابو داود: ٣٥٢٧ـ صحيح، البانى: ٣٠١٢.

٧٨٢٨ـــ عَـنْ أَبِـيْ هُـرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنَّ رَجُلاً زَارَأَخًــالَــهُ فِي قَـرْيَةٍ أُخْـرَى فَأَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ عَلَى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًافَلَمَّا أَتَى عَـلَيْـهِ قَـالَ أَيْـنَ تُرِيْدُ قَالَ أُرِيْدُ أَخاً لِي فِي هٰـذِهِ الْـقَـرْيَةِ قَـالَ هَـلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَـرُبُّهَــا قَــالَ لاَ غَيْـرَأَنِّي أَحْبَبْتُـهُ فِي اللّٰـهِ عَـزَّوجَـلَّ قَـالَ فَإِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكَ بِأَنَّ الـلّٰـهَ قَـدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيْهِ)). (رواه مسلم: ٢٥٦٧)

٧٨٢٨۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرد نے دوسری بستی میں جا کر اپنے بھائی کی زیارت کی تو اس کے راستے میں اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ متعین کیا۔ جب مرد چل کر فرشتے کے پاس آیا تو فرشتے نے کہا: تو کہاں جانے کا ارادہ کرتا ہے؟ اس نے کہا: اس بستی میں میرا ایک بھائی ہے، میں اس کے پاس جانے کا ارادہ کرتا ہوں۔ اس نے کہا: کیا اس کا تیرے اُوپر کوئی احسان ہے جس کا تو بدلہ چکانا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، میں تو صرف اللہ کے لیے اس سے محبت کرتا ہوں تو فرشتے نے کہا: میں تیری طرف اللہ کا قاصد ہوں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرتا ہے جیسا کہ تو اپنے بھائی سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہے۔'' (مسلم)

٧٨٢٩ـــ عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ الـلّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الـلّٰـهَ إِذَا أَحَـبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْـرِيْلَ فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّ فُـلاَنًا فَأَحِبَّهُ قَالَ: فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُوْلُ: إِنَّ الـلّٰـهَ يُـحِـبُّ فُلاَنًـا فَأَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّـمَـاءِ، قَـالَ: ثُـمَّ يُـوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الأَرْضِ وَإِذَا أَبْـغَـضَ عَبْـدًادَعَــا جِبْـرِيْلَ فَيَـقُـوْلُ: إِنِّـي أُبْـغِـضُ فُلاَنًـا فَأَبْغِضْهُ قَالَ فَيُبْـغِضُهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ الـلّٰــهَ يُبْـغِـضُ فُلاَنًــا فَـأَبْغِضُوْهُ قَــالَ فَيُبْـغِـضُـوْنَـهُ ثُـمَّ تُـوْضَـعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الأَرْضِ. (رواه مسلم: ٢٦٣٧)

٧٨٢٩۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو بلا کر حکم دیتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں پس تو بھی اس سے محبت کر تو جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں اور پھر آسمانوں میں منادی کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے پس تم بھی اس سے محبت کرو تو تمام آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں، پھر اس کی مقبولیت زمین میں رکھ دی جاتی ہے، اور اللہ تعالیٰ جس بندے کو ناپسند کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے: میں فلاں بندے کو ناپسند کرتا ہوں پس اس کو تو بھی ناپسند کر۔ تو جبریل علیہ السلام اس کو ناپسند کرتے ہیں اور پھر آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے کو ناپسند کرتا ہے

(٧٨٢٨) مسلم: ٢٥٦٧۔ احمد: ٩٨٨٧.

(٧٨٢٩) مسلم: ٢٦٣٧۔ بخاری: ٦٠٤٠۔ ترمذی: ٣١٦١۔ احمد: ١٠٢٣٧۔ مؤطا: ١٧٧٨.

پس تم بھی اس کو ناپسند کرو تو وہ بھی اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ پھر اس کے لیے زمین میں بغض رکھ دیا جاتا ہے۔''

۷۸۳۰۔۔ وَفِی رِوَایَةٍ: عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ: كُنَّا بِعَرَفَةَ فَمَرَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَهُوَ عَلَى الْمَوْسِمِ فَقَامَ النَّاسُ يَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ. فَقُلْتُ لِأَبِي: يَا أَبَتِ! إِنِّي أَرَى اللّٰهَ يُحِبُّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ. قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قُلْتُ: لِمَا لَهُ مِنَ الْحُبِّ فِي قُلُوْبِ النَّاسِ، قَالَ: فَأُنْبِئُكَ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ. وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ. (رواه مسلم: ٢٦٣٧)

۷۸۳۰۔ ''سہیل بن ابی صالح سے ایک روایت ہے، اس نے کہا کہ ہم عرفات میں تھے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ گزرے۔ اس سال وہ لوگوں کے حج کے نگران تھے۔ لوگوں نے ان کو دیکھنا شروع کر دیا۔ تو میں نے اپنے باپ سے عرض کی: اے ابا جان! میری رائے ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ بھی موسم حج میں عرفات میں موجود تھے۔ میرے والد نے کہا: وہ کیسے؟ میں نے کہا: اس لیے کہ لوگوں کے دل میں ان کی محبت موجود ہے۔ میرے باپ نے کہا: میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ پھر اُوپر والی حدیث بیان کی۔''

شرح:...... یہ عرش کا حقیقی سایہ ہوگا۔ اس کی یہ تاویل کرنا کہ اس سے مراد اللہ کی عزت میں آنا یا حفاظت میں آنا ہے، تو یہ تاویل درست نہیں صحیح بات یہی ہے کہ سایہ ہوگا۔

ایک بات قابل غور ہے کہ یہ بھی حدیث میں آتا ہے کہ آدمی اپنے صدقے کے سائے میں ہوگا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عرش کے سائے کے علاوہ بھی سائے ہوں گے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ حسب اعمال دیگر سائے بھی ہوں گے لیکن عرش کا سایہ سب سے بڑا سایہ ہوگا۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص بندوں کا انتخاب کریں گے۔ ان میں سے خاص الخاص آپس میں محبت کرنے والے ہوں گے۔

اور جو یہاں یہ بیان ہوا ہے کہ اللہ کے بارے میں آپس میں محبت کرتے ہیں یعنی دنیوی غرض نہیں ہوتی، صرف اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرتے ہیں، حاضر ہوں یا غائب ہوں، ہر صورت میں محبت جاری رکھتے ہیں اور موت تک اس پر قائم رہتے ہیں۔ کوئی دنیوی غرض اس محبت کو کاٹتی نہیں۔

اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرتے ہیں اس کی زمین و آسمان میں قبولیت رکھتے ہیں۔ اس کے متعلق دلوں میں محبت

(۷۸۳۰) مسلم: ٢٦٣٧۔ بخاری: ٣٢٠٩۔ ترمذی: ٣١٦١۔ احمد: ١٠٢٩٦۔ موطا: ١٧٧٨۔

پیدا کر دیتے ہیں اور اس کی ہیبت لوگوں کے دلوں میں بٹھا دیتے ہیں اسے مل کر لوگوں کے طبائع خوش ہو جاتے ہیں۔

اور اگر نہ پسند کرتے ہیں تو یہ ساری صورت بدل جاتی ہے۔ دنیا والے اور آسمان والے اسے ناپسند کرنے لگتے ہیں۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک آدمی محبوب ہوتا ہے مگر لوگ اس کی پہچان نہ کرنے کی وجہ سے اسے دھکے دیتے ہیں، ملنا پسند نہیں کرتے جیسا کہ حدیث بھی ہے کہ بعض پراگندہ بالوں والے دھکے کھاتے ہیں۔ مگر جب وہ اللہ پر قسم کھاتے ہیں تو وہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔ تو ان کی قبولیت میں کمی نہیں، لوگوں کی نظر میں نقص ہے کہ وہ اس کی ظاہری حالت سے دھوکہ کھا کر اسے دھکے دے رہے ہیں۔

اور محبت کرنے والے جب جنت میں جائیں گے تو قابل رشک مقام پائیں گے۔ جس اللہ کی رضا میں یہ سفر محبت جاری رکھے جنت میں داخل ہوئے ہیں وہ انہیں نہایت ہی شاندار صلہ دے گا۔ (شرح زرقانی: ۴/ ۳۴۷)

۷۸۳۱ــ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ رُجُلاً سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ السَّاعَةِ فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ قَالَ: ((وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟)) قَالَ: لاَ شَيْءَ إِلاَّ أَنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ﷺ، فَقَالَ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)) قَالَ أَنَسٌ: فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ فَرَحْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ وَأَرْجُوْأَنْ أَكُوْنَ مَعَهُمْ بِحُبِّي إِيَّاهُمْ وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ. (رواه البخاري: ٣٦٨٨)

۷۸۳۱۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سوال کیا اور کہا: یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس کے لیے کیا تیار کیا ہے؟ اس نے کہا: کوئی چیز نہیں مگر میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ فرمایا: ''تو اس کے ساتھ ہے جس سے تو محبت کرتا ہے۔'' انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم کسی چیز سے اتنے خوش نہیں ہوئے جتنا آپ ﷺ کے اس قول سے ہمیں خوشی ہوئی کہ تو اس کے ساتھ ہے جس سے تو محبت کرتا ہے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا: پس میں محبت کرتا ہوں نبی ﷺ سے اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے اور امید رکھتا ہوں کہ ان سے محبت کرنے کی وجہ سے میں ان کے ساتھ رہوں گا باوجودیکہ میرے اعمال ان کے اعمال جیسے نہیں ہیں۔'' (بخاری)

۷۸۳۲ــ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ أَنَسٌ فَأَنَا أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ. وَذَكَرَهُ. (رواه مسلم: ٢٦٣٩)

۷۸۳۲۔ ''اور ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں اور مذکورہ بالا روایت ذکر کی۔''

(٧٨٣١) بخاري: ٣٦٨٨۔ مسلم: ٢٦٣٩۔ ابو داود: ٥١٢٧۔ احمد: ١٣٦٠٠.

(٧٨٣٢) مسلم: ٢٦٣٩۔ بخاري: ٦١٧١۔ ابو داود: ٥١٢٧۔ احمد: ١٣٦٠٠.

٧٨٣٣ــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَمَرَّ غُلَامٌ لِلْمُغِيْرَةِ وَكَانَ مِنْ أَقْرَانِي فَقَالَ: إِنْ أُخِّرَ هٰذَا فَلَنْ يُدْرِكَهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُوْمَ السَّاعَةُ. (رواه البخاري: ٦١٦٧)

۷۸۳۳۔''دوسری روایت میں ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام گذرا اور وہ میرے دوستوں میں سے تھا، پس کہا: اگر یہ کچھ مدت اور زندہ رہا تو اس کے بوڑھا ہونے سے پہلے قیامت قائم ہو جائے گی۔''

٧٨٣٤ــ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَعْمَلَ كَعَمَلِهِمْ قَالَ: ((أَنْتَ يَا أَبَا ذَرٍّ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)) قَالَ فَإِنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ: ((فَإِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)) قَالَ فَأَعَادَهَا أَبُوْ ذَرٍّ فَأَعَادَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (رواه مسلم: ٥١٢٦)

۷۸۳۴۔''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! ایک آدمی کسی قوم سے محبت کرتا ہے لیکن ان کے سے اعمال کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا: ''اے ابوذر! تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے۔'' انہوں نے کہا: میں تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے۔'' ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنی بات کا اعادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنا ارشاد دوبارہ ذکر فرمایا۔'' (ابوداؤد)

٧٨٣٥ــ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((الأَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ)). (للبخاري تعليقا)

۷۸۳۵۔''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''ارواح خالی اور مجرد فوج ہوتے ہیں پس جن کا عالمِ ارواح میں تعارف ہو جائے، وہ آپس میں محبت کرتے ہیں اور جو وہاں آپس میں اجنبی ہوتے ہیں تو وہ اختلاف کرتے ہیں۔'' (البخاری)

٧٨٣٦ــ أَبُوْ سَعِيْدٍ، رَفَعَهُ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَحَبِّكُمْ إِلَى اللّٰهِ؟ قُلْنَا: بَلَى. قَالَ إِنَّ أَحَبَّكُمْ إِلَى اللّٰهِ أَحَبُّكُمْ إِلَى النَّاسِ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَبْغَضِكُمْ إِلَى اللّٰهِ؟ قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: إِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَى اللّٰهِ أَبْغَضُكُمْ إِلَى

۷۸۳۶۔''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ مرفوع روایت بیان کرتے ہیں: ''کیا میں تمہیں خبر دوں کہ تم میں سے زیادہ پسندیدہ اللہ کے نزدیک کون ہے؟ ہم نے عرض کی: ضرور بتائیے، آپ نے فرمایا: تم میں سے زیادہ پسندیدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو لوگوں کے نزدیک بھی زیادہ پسند ہے۔ کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ اللہ

(٧٨٣٣) بخاری: ٦١٦٧ـ مسلم: ٢٦٣٩ـ ابو داود: ٥١٢٧ـ ترمذی: ٢٣٨٥ـ احمد: ١٣٦٥٩.

(٧٨٣٤) ابو داود: ٥١٢٦ـ صحيح الاسناد: ٤٢٧٥ـ دارمی: ٢٧٨٧ـ احمد: ٢٠٨٧١.

(٧٨٣٥) بخاری تعليقًا.

(٧٨٣٦) طبرانی اوسط۔ وفيه عبدالرحمن بن حيدة الانباری و لم اعرفه وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ١٧٩٦٦.

النَّاسِ . (للأوسط وَفِيْهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَيَّدَةَ الأَنْبَارِيّ)

کے نزدیک تم میں سے کون ناپسند ہے؟ ہم نے عرض کی: ہاں۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے زیادہ ناپسند اللہ کو وہ انسان ہے جس کو لوگ ناپسند کرتے ہیں۔'' (الاوسط، سند میں عبدالرحمٰن بن حیدہ انباری ہے)

شرح: ...... ان احادیث کا مفاد یہ ہے کہ جو شخص کسی قوم سے اخلاص کے ساتھ محبت کرتا ہے وہ ان کے گروہ میں شمار ہوگا۔ اگرچہ ان کے مطابق عمل نہ ہو۔ کیونکہ محبت سے ان کے دلوں میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ یہ محبت ان جیسے عمل کرنے تک رسائی دلاتی ہے۔

ان میں اس بات کی ترغیب ہے کہ صلحاء اور اچھے نیک لوگوں سے محبت رکھی جائے اور ان سے ملنے کی پوری امید رکھی جائے کہ ان کی محبت دوزخ سے رہائی کا باعث ہوگی۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۹۵)

۷۸۳۷ــ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمَجَالِسُ بِالأَمَانَةِ إِلَّا ثَلاثَةَ مَجَالِسَ: سَفْكُ دَمٍ حَرَامٍ أَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ أَوِاقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَيْرِ حَقٍّ)). (رواه أبوداود: ٤٨٦٩)

۷۸۳۷۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجلس کی باتیں امانت ہوتی ہیں مگر تین قسم کی باتیں امانت نہیں ہوں گی: حرام خون بہانا، زنا کرنا یا کسی کا مال حق کے بغیر لینا۔'' (ابوداود)

۷۸۳۸ــ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِيْثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ أَمَانَةٌ)). (رواه الترمذي: ١٩٥٩)

۷۸۳۸۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کوئی (خفیہ) بات کر کے دائیں بائیں دیکھے تو وہ امانت ہے۔''

۷۸۳۹ــ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَتَى عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَان قَالَ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَبَعَثَنِي إِلَى حَاجَةٍ فَأَبْطَأْتُ عَلَى أُمِّي فَلَمَّا جِئْتُ قَالَتْ مَا حَبَسَكَ قُلْتُ بَعَثَنِي

۷۸۳۹۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ میرے پاس آئے تو میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، پس آپ ﷺ نے ہمیں سلام کہا اور مجھے ایک کام کے لیے روانہ کیا۔ میں اپنی والدہ کے پاس تاخیر سے پہنچا۔ جب اس کے پاس گیا تو ماں

(۷۸۳۷) ابو داود: ٤٨٦٩۔ ضعیف، البانی: ١٠٣٧۔ احمد: ١٤٢٨٣۔ مگر مناوی نے اسے حسن کہا ہے۔ عون: ٤/ ٤١٩.

(۷۸۳۸) ترمذی: ١٩٥٩۔ حسن، البانی: ١٥٩٧۔ ابو داود: ٤٨٦٨۔ احمد: ١٤٦٤٤.

(۷۸۳۹) مسلم: ٢٤٨٢۔ بخاری: ٦٢٨٩۔ احمد: ١٣٠٥٧.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِحَاجَةٍ قَالَتْ مَا حَاجَتُهُ قُلْتُ إِنَّهَا سِرٌّ قَالَتْ لاَ تُحَدِّثَنَّ بِسِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَحَدًا قَالَ أَنَسٌ وَاللّٰهِ! لَوْحَدَّثْتُ بِهِ أَحَدًا لَحَدَّثْتُكَ يَا ثَابِتُ!. (رواه مسلم: ٢٤٨٢)

نے کہا: تجھے کس چیز نے روکا تھا؟ میں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے کام کے لیے روانہ کیا تھا انہوں نے سوال کیا: آپ ﷺ کا کیا کام تھا؟ میں نے کہا: یہ راز کی بات ہے۔ تو والدہ نے کہا: نبی ﷺ کے راز کی بات کسی کو بیان نہ کرنا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر وہ بات کسی سے بیان کرنی ہوتی تو اے ثابت میں تجھ سے ضرور بیان کرتا۔'' (الشیخان)

شـرح:...... ایک آدمی دوسرے کے ساتھ بات کرتا ہے اور پھر چلا جاتا ہے اور دائیں بائیں متوجہ ہوتا ہے۔ یہ اشارہ ہے کہ اس نے راز بتایا ہے۔ جسے بتایا ہے یہ اس کے لیے راز ہے۔ یہ اسی طرح محفوظ رکھے جس طرح امانت کی حفاظت کی جاتی ہے۔ اگر اس کا وہ تحفظ نہیں کرتا تو یہ خیانت ہے۔

مگر تین باتیں بتائی جاسکتی ہیں کہ کسی کے ناحق قتل کرنے کی سازش ہو رہی ہے یا کسی پاکیزہ خاتون کے خلاف زنا کرنے کی تدبیر ہو رہی ہے یا یہ سازش ہو رہی ہے کہ فلاں کا مال ہتھیا لیا جائے تو پھر جائز ہے جن کے خلاف یہ سازشیں ہو رہی ہیں انہیں بتایا جاسکتا ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۱۹)

٧٨٤٠ـــ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلِ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلاَةِ وَالصَّدَقَةِ؟ قَالُوْا: بَلَى قَالَ: ((صَلاَحُ ذَاتِ الْبَيْنِ فَإِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ)). (رواه الترمذي: ٢٥٠٩)

۷۸۴۰۔ ''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں روزے، نماز اور صدقے سے زیادہ افضل عمل کی خبر نہ دوں؟ لوگوں نے عرض کی: ہاں، یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: لڑائی کی وجہ سے جدا ہونے والوں میں صلح صفائی رکھنا۔ آپس میں فساد اور بگاڑ سر مونڈ دینے والا ہے۔''

شرح:...... آپس میں عداوت اور بغض سے فساد اور تفرقہ پیدا ہوتا ہے اس لیے اس سے بچنے کا حکم ہے۔

اور آپس میں الفت، محبت اور اتفاق والے حالات سے اصلاح ہوتی ہے اس لیے اسے اپنانے کا حکم ہے اور اسے نفلی نماز اور روزے سے بہتر قرار دیا گیا ہے اور آپس میں فساد والی خصلت کو ایسی قبیح عادت قرار دیا جا رہا ہے کہ یہ نیکی کو ایسے صاف کر دیتی ہے جیسے استرا بال مونڈ دیتا ہے۔ (جائزة الاحوذی: ۳/ ۶۳۳)

وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ: لاَ أَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ.

(ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: میں نہیں کہتا کہ فساد بال مونڈتا ہے بلکہ دین کا صفایا کر دیتا ہے۔)

(٧٨٤٠) صحيح: ٢٠٣٧ـ اخرجه، ابو داود: ٤٩١٩ـ احمد: ٢٦٩٦٢.

٧٨٤١ـ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللّٰهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيْهِ وَالْجَافِي عَنْهُ وَإِكْرَامَ ذِيْ السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ. (رواه أبوداود: ٤٨٤٣)

۷۸۴۱۔ ''سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی جلالتِ شان تسلیم کرنے میں بوڑھے مسلمان اور حافظ قرآن کی عزت وتوقیر ہے، جو قاری غلو کرنے والا نہ ہو اور نہ قرآن سے پہلو تہی کرنے والا ہو اور عادل حکمران کی عزت واکرام ہے۔'' (ابوداؤد)

٧٨٤٢ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا لِسِنِّهِ إِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهُ مَنْ يُكْرِمُهُ عِنْدَ سِنِّهِ)). (رواه الترمذي: ٢٠٢٢)

۷۸۴۲۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی جوان نے بوڑھے کی عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے عزت وتکریم کی تو لازماً اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اس انسان کو لگا دیتا ہے جو اس کے بڑھاپے میں اس کی عزت وتوقیر کرے گا۔''

شرح:...... یعنی یہ بھی اللہ کی تعظیم کرنے میں ہی داخل ہے کہ اسلام میں عمر رسیدہ بزرگ کی تعظیم کی جائے۔ وہ اس طرح کہ مجالس میں اس کی عزت کی جائے اور اس سے نرمی کا سلوک کیا جائے، اس پر شفقت کی جائے کیونکہ اسلام پر کاربند ہونے کی وجہ سے یہ شیخ حرمت والا قرار پاتا ہے۔

قرآن پاک پر عامل اور اس کا حافظ بہت تکالیف برداشت کرتا ہے اس وجہ سے یہ معزز ہو جاتا ہے۔ لیکن قرآن میں غلو نہ کرے، اس کی تلاوت میں اور اس پر عمل کرنے میں حد سے تجاوز نہ کرے اور اس کی تلاوت سے اور اس پر عمل کرنے سے اعراض نہ کرے۔

اور انصاف پسند بادشاہ کی عزت کی وجہ یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نائب ہو کر اس کی زمین پر عدل پروری کرتا ہے۔
(عون المعبود: ۴/۴۱۲)

٧٨٤٣ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَ شَيْخٌ يُرِيْدُ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَبْطَأَ الْقَوْمُ عَنْهُ أَنْ يُوَسِّعُوْا لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ

۷۸۴۳۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بوڑھا شخص رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوا تو لوگوں نے اس کے لیے مجلس میں جگہ بنانے میں تاخیر سے کام لیا پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور

(٧٨٤١) ابو داود: ٤٨٤٣ـ حسن، البانی: ٤٠٥٣.
(٧٨٤٢) ترمذی: ٢٠٢٢ـ ضعیف، البانی: ٣٤٨.
(٧٨٤٣) ترمزی: ١٩١٩ـ صحیح، البانی: ١٥٦٥.

كَبِيْرَنَا)). (رواه الترمذي: ١٩١٩)

ہمارے بڑوں کا اکرام اور وقار ملحوظ نہیں رکھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

٧٨٤٤ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّامَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيْرِنَا)). (رواه الترمذي: ١٩٢٠)

۷۸۴۴۔''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''وہ ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرتا ہو اور ہمارے بڑوں کی عزت وشرافت نہ پہچانتا ہو۔''(ترمذی)

شرح:...... یعنی وہ ہمارے طریقہ سے نہیں اور اس کا ہم سے تعلق نہیں۔ جو بچوں سے رحم سے پیش نہ آئے اور بڑوں کی عزت اور توقیر نہ کرے۔ (جائزۃ الاحوذی:۳/۲۸۲)

٧٨٤٥ــ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ أَبِيْ شَبِيْبٍ أَنَّ عَائِشَةَ مَرَّبِهَا سَائِلٌ فَأَعْطَتْهُ كِسْرَةً وَمَرَّبِهَا رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَهَيْئَةٌ فَأَقْعَدَتْهُ فَأَكَلَ فَقِيْلَ لَهَا فِي ذٰلِكَ فَقَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنْزِلُوْا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ)). (رواه أبوداود: ٤٨٤٢)

۷۸۴۵۔''میمون بن ابی شبیب کہتے ہیں کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک سائل آیا تو انہوں نے اس کو روٹی کا ایک ٹکڑا دے دیا، پھر ایک اور سائل آیا اور اس پر موزوں لباس بھی تھا اور وہ اچھی حالت میں تھا۔تو ام المؤمنین نے اس کو بٹھایا اور اس نے کھانا کھایا۔تو اس کے بارے میں ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:''لوگوں کو ان کے مرتبہ ومقام کے مطابق عزت دو۔''(ابوداؤد)

٧٨٤٦ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ جَرِيْرَبْنَ عَبْدِ اللّٰهِ دَخَلَ الْبَيْتَ وَهُوَ مَمْلُوْءٌ، فَلَمْ يَجِدْ مَجْلِسًا، فَرَمٰى إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِإِزَارِهِ أَوْبِرِدَائِهِ، وَقَالَ: اجْلِسْ عَلٰى هٰذَا فَأَخَذَهُ وَقَبَّلَهُ وَضَمَّهُ إِلَيْهِ، وَقَالَ: أَكْرَمَكَ اللّٰهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَمَاأَكْرَمْتَنِي، فَقَالَ ﷺ: ((إِذَا

۷۸۴۶۔''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک مکان میں داخل ہوئے اور وہ بھرا ہوا تھا اس لیے انہیں بیٹھنے کو جگہ نہ ملی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر ان کی طرف پھینک کر فرمایا:اس پر بیٹھ جاؤ۔انہوں نے آپ ﷺ کی چادر پکڑ کر اس کو بوسہ دیا اور سینے سے لگادی اور کہا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کا اکرام فرمائے جیسے آپ نے

(٧٨٤٤) ترمذي: ١٩٢٠ـ صحيح، البانی: ١٥٦٦ـ احمد: ٦٨٩٦.

(٧٨٤٥) ابو داود: ٤٨٤٢ـ ضعيف، البانی: ١٠٣٢.

(٧٨٤٦) طبرانی اوسط، بزار، باختصار كبير وفيه، من لم اعرفهم، هيثمی: ١٢٦٢١.

أَتَـاكُـمْ كَـرِيْمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوْهُ)) . (للأوسط والبزاربخفى)

میرا اکرام کیا ہے۔پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تمہارے پاس کسی قوم کا سردار آئے تو اس کی عزت واکرام کیا کرو۔‘‘ (الاوسط، البزار سند مخفی ہے)

٧٨٤٧ــ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: إِذَا أَكْرَمَ الرَّجُلُ أَخَـاهُ فَـإِنَّـمَا يُكْرِمُ رَبَّهُ . (للبزار: ١٩٠٥ ، بلين)

۷۸۴۷۔ ’’ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: جب کوئی آدمی اپنے بھائی کی عزت کرتا ہے تو گویا وہ اپنے پروردگار کا اکرام کر رہا ہے۔‘‘ (البزار سند کمزور ہے)

٧٨٤٨ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: مَنْ أَمْسَكَ بِـرِكَابِ أَخِيْهِ الْمُسْلِمِ لاَيَرْجُوْهُ وَلاَ يَخَافُهُ غَـفَـرَ الـلّٰـهُ لَهُ . (للأوسط: ١٠١٦ ، وَفِيْهِ حَفْصُ بْنُ عُمَرُالْمَازِنِّي)

۷۸۴۸۔ ’’سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی کی سواری کی رکاب پکڑی جس سے نہ تو کوئی امید رکھتا ہو اور نہ ڈرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے۔‘‘ (الاوسط)

٧٨٤٩ــ عَـنْ مَـالِكٍ أَنَّ مُـعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ: آخِـرُمَـا أَوْصَـانِـي بِـهِ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ حِيْنَ وَضَـعْـتُ رِجْـلِي فِي الْغَرْزِأَنْ قَالَ: ((أَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ يَامُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ)) . (رواه مالك)

۷۸۴۹۔ ’’سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سب سے آخری وصیت جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمائی ہے وہ اس وقت وصیت فرمائی جب میں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھ دیا تھا، فرمایا: ’’اے معاذ! اپنے اخلاق لوگوں کے لیے اچھے رکھو۔‘‘ (الموطأ)

٧٨٥٠ــ عَـنْ مَالِكٍ أَنَّهُ قَدْ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ الـلّٰـهِ ﷺ قَـالَ: ((بُـعِثْـتُ لِأُتَـمِّمَ حُسْنَ الأَخْلَاقِ)) . (رواه مالك)

۷۸۵۰۔ ’’امام مالک کو یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔‘‘

٧٨٥١ــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَـالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِـحُسْـنِ خُـلُـقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ)) . (رواه أبوداود: ٤٧٩٨)

۷۸۵۱۔ ’’سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ’’بے شک مؤمن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے دن کو روزہ رکھنے اور رات کو قیام کرنے والے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔‘‘ (ابوداوٗد)

(٧٨٤٧) بزار: ١٩٠٥۔ وفيه الحجاج بن ارطاة ومصعب بن سلام وهما ضعيفان، وقد وثقا وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ١٢٦٢٨.

(٧٨٤٨) طبرانى اوسط: ١٠١٦۔ وفيه حفص بن عمر المازنى، ولم اعرفه وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ١٢٦٢٩.

(٧٨٤٩) مالك: ١٧٣٥.

(٧٨٥٠) مالك: ١٧٤٠.

(٧٨٥١) ابو داود: ٤٧٩٨۔ صحيح،ا لبانى: ٤٠١٣۔ احمد: ٢٣٨٣٤.

٧٨٥٢ــــ عَـنْ عَـائِشَةَ قَـالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِـنْ أَكْـمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَاناً أَحْسَـنُهُـمْ خُلُقًا وَأَلْطَفُهُمْ بِأَهْلِهِ)). (رواه الترمذی: ٢٦١٢)

٧٨٥٢۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان میں کامل وہ مؤمن ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور وہ اپنے گھر والوں سے لطف اور شفقت کے ساتھ پیش آئے۔''

٧٨٥٣ـ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَـا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِـنْ خُـلُـقٍ حَسَنٍ وَإِنَّ اللّٰهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيْءَ)). (رواه الترمذی: ٢٠٠٢)

٧٨٥٣۔ ''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کے ترازو میں قیامت کے دن سب سے بھاری اور وزنی اچھے اخلاق ہوں گے اور اللہ تعالیٰ فحش اور بدگوئی والے کو ناپسند کرتا ہے۔''

٧٨٥٤ــ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَـوْمَ الْـقِيَـامَةِ أَحَـاسِـنَـكُمْ أَخْلاقًـا وَإِنَّ أَبْـغَـضَـكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْـقِيَـامَةِ الثَّـرْثَـارُوْنَ وَالْـمُتَشَـدِّقُـوْنَ وَالْـمُتَفَيْهِقُوْنَ)) قَالُوْا: ((يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ عَـلِـمْـنَـا الثَّـرْثَـارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ فَمَـا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ؟ قَالَ: ((الْمُتَكَبِّرُوْنَ)). (رواه الترمذی: ٢٠١٨)

٧٨٥٤۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سب سے محبوب میرے لیے اور قیامت کے دن مجلس میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم میں سے ناپسندیدہ اور قیامت کے دن مجلس میں مجھ سے زیادہ دور تیز تیز باتیں کرنے والے، باچھیں کھول کھول کر بیان کرنے والے اور تکبر کرنے والے ہیں۔'' لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم ثر ثارون اور مُتَشَدِّقُوْنَ کو جانتے ہیں اَلْـمُتَـفَيْهِقُوْن کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''متکبرین۔'' (الترمذی)

٧٨٥٥ـ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الأَنْصَارِيِّ قَـالَ: سَـأَلْـتُ رَسُـوْلَ اللّٰـهِ ﷺ عَـنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ، فَقَالَ: ((الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ)). (رواه مسلم: ٢٥٥٣)

٧٨٥٥۔ ''سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تو ناپسند کرتا ہو کہ لوگوں کو اس پر اطلاع ہو۔'' (مسلم، الترمذی)

(٧٨٥٢) ترمذی: ٢٦١٢۔ ضعیف، البانی: ٤٨٨۔ احمد: ٢٣٦٨٤.

(٧٨٥٣) ترمذی: ٢٠٠٢۔ صحیح، البانی: ١٦٢٨۔ ابو داود: ٤٧٩٩۔ احمد: ٢٦٩٨٤.

(٧٨٥٤) ترمذی: ٢٠١٨۔ صحیح، البانی: ١٦٤٢.

(٧٨٥٥) مسلم: ٢٥٥٣۔ ترمذی: ٢٣٨٩۔ احمد: ١٧١٧٩.

شرح:...... حقیقت میں انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ ایک جسم اور ایک روح جسم بصارت رکھتا ہے اور نفس بصیرت رکھتا ہے۔

خلق پختہ عادت کو کہتے ہیں جس سے بے ساختہ کام سرزد ہوتے ہیں۔ اگر کام اچھے ہوں تو انہیں اخلاق حسنہ کہتے ہیں۔ اگر برے ہوں تو انہیں برے اخلاق کہا جاتا ہے۔ اخلاق حسنہ ریا کاری شہرت یا صلہ حاصل کرنے سے اور دنیوی اسباب سے مبرا ہوتے ہیں۔ یہ فقط طبع صافی سے سرزد ہوتے ہیں اس لیے ان احادیث میں ان کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔

ان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قیامت کے روز ترازو ہوں گے۔ جن میں اعمال تولے جائیں گے اور ان میں سب سے وزنی چیز انسان کے عمدہ اخلاق ہوں گے۔ لہٰذا ہر انسان کو چاہیے کہ اس کے اخلاق اچھے ہوں اور اگر نفس انسانی عمدہ اخلاق سے برگشتہ کرنا چاہے تو انسان کا مقابلہ کرے، تا کہ عبادات سے اعلیٰ عمل پر کمر بستہ ہو کر یہ اعلیٰ منازل پا سکے۔

٧٨٥٦ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْتَحْيُوْا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ)) . قَالَ: قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا نَسْتَحْيِيْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، قَالَ: ((لَيْسَ ذَاكَ وَلٰكِنَّ الاِسْتِحْيَاءَ مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ أَنْ تَحْفَظَ الرَّأْسَ وَمَا وَعَى وَ الْبَطْنَ وَمَا حَوَى وَلْتَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلَى وَمَنْ أَرَادَ الآخِرَةَ تَرَكَ زِيْنَةَ الدُّنْيَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيَا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ)) . (رواه الترمذي: ٢٤٥٨)

٧٨٥٦۔ ''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے حیا کرو جیسا کہ حیا کرنے کا حق ہے۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری مراد یہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا جیسا کہ اس سے حیا کرنے کا حق ہے، وہ یہ ہے کہ تو اپنے سر کی بھی حفاظت کر اور ان اعضاء کی جو سر کے متعلق ہیں اور پیٹ کی بھی حفاظت کر اور جس چیز پر وہ مشتمل ہے اور تو موت کو اور بوسیدہ ہونے کو یاد رکھے اور جو شخص آخرت کا ارادہ کرتا ہے تو وہ دنیاوی زینت ترک کر دیتا ہے اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے پس جس نے ایسا کیا تو اُس نے اللہ سے حیا کی، جیسا کہ حیا کرنے کا حق ہے۔'' (الترمذی)

٧٨٥٧ـ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ

٧٨٥٧۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

(٧٨٥٦) ترمذی: ٢٤٥٨۔ حسن، البانی: ٢٠٠٠۔ احمد: ٣٦٦٢۔

(٧٨٥٧) بخاری: ٢٤۔ مسلم: ٣٦۔ ابو داود: ٤٧٩٥۔ ترمذی: ٢٦١٥۔ نسائی: ٥٠٣٣۔ احمد: ٥١٦١۔ مالك: ١٦٧٩.

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الإِيْمَانِ)). (رواه البخاري: ٢٤)

کا انصار میں سے ایک آدمی کے پاس سے گزر ہوا۔ وہ آدمی اپنے بھائی کو حیا کرنے کی نصیحت کر رہا تھا، پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دے، حیا ایمان کا حصّہ ہے۔''

٧٨٥٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْحَيَاءُ مِنَ الإِيْمَانِ وَالإِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ)). (رواه الترمذي: ٢٠٠٩)

٧٨٥٨۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بدزبانی ظلم سے ہے اور ظلم آگ میں جائے گا۔''

٧٨٥٩۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْحَيَاءُ وَالْعِيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الإِيْمَانِ وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ)). قَالَ: وَالْعِيُّ قِلَّةُ الْكَلاَمِ وَالْبَذَاءُ هُوَ الْفُحْشُ فِي الْكَلاَمِ وَالْبَيَانُ هُوَ كَثْرَةُ الْكَلاَمِ مِثْلُ هٰؤُلاَءِ الْخُطَبَاءِ الَّذِيْنَ يَخْطُبُوْنَ فَيُوَسِّعُوْنَ فِي الْكَلاَمِ وَيَتَفَصَّحُوْنَ فِيْهِ مِنْ مَدْحِ النَّاسِ فِيْمَا لاَيُرْضِي اللّٰهَ)). (رواه الترمذي: ٢٠٢٧)

٧٨٥٩۔ ''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''حیا اور کم گوئی ایمان کی دو شاخیں ہیں اور بدگوئی اور زیادہ باتیں نفاق کی دو شاخیں ہیں۔'' امام ترمذی نے کہا: العی: کم گوئی البذاء: بدگوئی، البیان: زیادہ باتیں کرنا۔ مثل ان خطیبوں کے جو خطبے دیتے اور کلام پھیلا کر بیان کرتے ہیں اور اس میں خوب وسعت پیدا کرتے ہیں، اور لوگوں کی تعریف کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔''

٧٨٦٠۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الْحَيَاءُ لاَ يَأْتِي إِلاَّ بِخَيْرٍ فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّهُ مَكْتُوْبٌ فِي الْحِكْمَةِ أَنَّ مِنْهُ وَقَاراً وَمِنْهُ سَكِيْنَةً.

٧٨٦٠۔ ''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''حیا سے صرف بھلائی ہی حاصل ہوتی ہے۔'' بشیر بن کعب نے کہا کہ حکمت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس میں وقار بھی ہے اور اس میں تسکین بھی ہے۔''

٧٨٦١۔ فَقَالَ عِمْرَانُ: أَنَا أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ

٧٨٦١۔ ''پس عمران رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تم مجھ سے اپنے صحیفے کی بات

(٧٨٥٨) ترمذی: ٢٠٠٩۔ صحیح، البانی: ١٦٣٤۔ احمد: ١٠١٣٤.
(٧٨٥٩) ترمذی: ٢٠٢٧۔ صحیح، البانی: ١٦٥٠۔ احمد: ٢١٨٠٩.
(٧٨٦٠) مسلم: ٣٧۔ بخاری: ٦١١٧۔ ابو داود: ٤٧٩٦۔ احمد: ١٩٤٩٧.
(٧٨٦١) مسلم: ٣٧.

صُحُفِكَ؟. (هم المسلم: ٣٧)

بیان کرتے ہو؟۔'' (الشیخان، ابوداؤد)

٧٨٦٢ـ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ)). (رواه البخاري: ٣٤٨٣)

٧٨٦٢۔ ''سیدنا ابومسعود عقبہ رضی اللہ عنہ بدری بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پہلی نبوت کے کلام میں سے پچھلے لوگوں کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ جب تجھے حیا نہ رہے تو پھر جو چاہے وہی کر۔'' (بخاری، ابوداؤد)

٧٨٦٣ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَشَدُّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ. (رواه البخاري: ٦١٠٢)

٧٨٦٣۔ ''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کنواری پردہ نشین عورتوں سے زیادہ باحیا تھے اور جب آپ کسی چیز کو دیکھ کر ناپسند کرتے تو ہم آپ کے چہرے پر اُس کے آثار پہچان جاتے تھے۔'' (الشیخان)

٧٨٦٤ـ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاكَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ وَمَاكَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ)). (رواه الترمذي: ١٩٧٤)

٧٨٦٤۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز میں بے حیائی ہو وہ اس کو عیب دار کر دیتی ہے اور جس چیز میں حیا ہوتی ہے وہ اس کو مزین کر دیتی ہے۔'' (ترمذی)

٧٨٦٥ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي دُفِنَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي فَأَضَعُ ثَوْبِي فَأَقُوْلُ إِنَّمَا هُوَزَوْجِي وَأَبِي فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ! مَا دَخَلْتُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ. (رواه أحمد: ٢٥١٣٢)

٧٨٦٥۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب میں اپنے کمرے میں داخل ہوتی جہاں رسول اللہ ﷺ مدفون ہیں تو میں اپنی اوڑھنی رکھ دیتی اور میں کہتی: ایک میرا خاوند اور ایک میرا باپ مدفون ہیں اور جب اُن کے ساتھ عمر دفنائے گئے تو اللہ کی قسم! میں اس کمرے میں عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کی وجہ سے اپنے کپڑے مضبوط لپیٹ کر داخل ہوتی۔'' (احمد)

٧٨٦٦ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ رُكَانَةَ يَرْفَعُهُ

٧٨٦٦۔ ''سیدنا زید بن طلحہ بن رکانہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

(٧٨٦٢) بخاری: ٣٤٨٣۔ ابو داود: ٤٧٩٧۔ ابن ماجه: ٤١٨٣۔ احمد: ١٦٦٥٨۔ مالك: ٣٧٧.

(٧٨٦٣) بخاری: ٦١٠٢۔ مسلم: ٢٣٢٠۔ ابن ماجه: ٤١٨٠۔ احمد: ١١٤٥٢.

(٧٨٦٤) ترمذی: ١٩٣٤۔ صحیح، البانی: ١٦٠٧۔ ابن ماجه: ٤١٨٥.

(٧٨٦٥) احمد: ٢٥١٣٢۔ ورجاله رجال الصحيح، هيثمی: ١٢٧٠٤.

(٧٨٦٦) مالك: ١٦٧٨.

إِلَـى النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِـكُـلِّ دِيْـنٍ خُـلُـقٌ وَخُـلُـقُ الإِسْلَامِ الْحَيَاءُ)). (رواه مالك: ١٦٧٨)

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر دین کے اخلاق (عمدہ باتیں) ہوتے ہیں اور اسلام کے اخلاق میں شرم وحیا ہے۔“ (مالک)

شرح :...... حیا ایک ایسا وصف ہے جو کسی کے حق میں کوتاہی کرنے سے اور برا کام کرنے سے روکتا ہے اگرچہ یہ ایک فطرتی وصف ہے مگر اسے حاصل کرنے کے لیے محنت کی بھی ضرورت ہے تب یہ وصف تکمیل پاتا ہے۔

ایک حیا یہ فطرتی ہے۔ دوسرا حیا معرفت الٰہی اور اس کی عظمت اور اس کے انعامات پر غور سے پیدا ہوتا ہے۔

انسان جب طبعی حیا اور محنت والے حیا سے عاری ہو جاتا ہے تو یہ مکمل طور پر بے شرمی کے حوالے ہو جاتا ہے۔

حیا ایمان اور واجبات شرعیہ اور انسانی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور نافرمانیوں سے روکتا ہے۔

دل میں جتنا زیادہ نور ایمان جگمگا رہا ہوگا اتنا ہی زیادہ یہ تقاضا کرے گا کہ انسان برائیوں سے دور رہے اور واجبات کی ادائیگی میں کمر بستہ رہے۔ اس تاثیر اور فائدے کی وجہ سے حیا کو ایمان میں سے قرار دیا گیا ہے۔

حیا کو انبیائے کرام کی فطرت قرار دیا گیا ہے کہ ہر امت اور پیغمبر کی فطرت آرہی ہے، آسمانی شریعتیں اور عقل سلیم اور عمدہ اخلاق کا تقاضا ہے کہ حیا ہو۔ اگر یہ نہ رہے تو پھر برائی میں رکاوٹ نہیں رہتی، جو چاہے انسان کرتا پھرتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی قبر پر جا کر پردہ لینا حیا ہی تھا۔ وگرنہ منوں مٹی کے نیچے سے کون دیکھ سکتا ہے۔ یہ صرف اماں جی کا دلی حیا تھا۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حیا ایک ایسی دیوار ہے جو انسان کو بہت ساری شر انگیزیوں سے روکتی ہے اور یہ نہ رہے تو انسان ہر چیز سے بے پروا ہو جاتا ہے لہٰذا اس جوہر نایاب کا اپنی صحت سے بھی زیادہ خیال رکھا جائے۔ برائی میں یہی رکاوٹ ہے اور اچھائی کا وجود اسی سے قائم ہے۔

حیا کا مطلب یہ بھی نہیں کہ آدمی دین کے مسائل سمجھنے اور برائی سے روکنے میں اور نیکی کا حکم کرنے میں بھی حیا کرے اور یہ کام نہ کرے۔ یہ حیا نہیں، یہ تو بزدلی ہے اور بے حسی ہے۔ حیا حق کے حصول اور حق کے بیان میں رکاوٹ نہیں ہوتا، یہ تو برائی میں رکاوٹ ہوتا ہے۔

٧٨٦٧ـ عَـنْ أَبِـيْ سَعِيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ الـلّٰهِ ﷺ يَـقُـوْلُ: ((لَاتُـصَـاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا وَلَايَـأْكُـلْ طَـعَـامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ)). (رواه الترمذي: ٢٣٩٥)

٧٨٦٧۔ ”سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ”صرف مومن شخص کو اپنا دوست بناؤ اور تیرا کھانا صرف پرہیزگار لوگ کھائیں۔“

(٧٨٦٧) ترمذی: ٢٣٩٥۔ حسن، البانی: ١٩٥٢۔ ابو داود: ٤٨٣٢۔ احمد: ١٠٩٤٤.

شرح:...... ایک کھانا ہے جو ضرورت مند کو دیا جاتا ہے۔ وہ تو مسلمان غیر مسلمان اور متقی اور غیر متقی کو کھلایا جا سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾ (الدھر: ۸)

''یہ محبت کے باوجود مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔''

ایک ہے باقاعدہ کھانے کی دعوت دینا۔ اس میں کوشش ہونی چاہیے کہ متقی اور صالح آدمی کو دعوت دی جائے کیونکہ صحبت اور ہم نشینی احوال کے سنوارنے اور بگاڑنے میں خاص تاثیر رکھتی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۵۷۵)

۷۸٦۸ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الرَّجُلُ عَلَى دِيْنِ خَلِيْلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ)). (رواه الترمذی: ۲۳۷۸)

۷۸٦۸۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ لہٰذا تم میں سے ہر انسان یہ سوچ لے کہ وہ کس کو دوست بناتا ہے۔''

شرح:...... صحبت بگاڑنے اور سنوارنے میں خاص اثر رکھتی ہے اور طبیعت ایک دوسرے سے عادات چراتی ہے۔ محبت اور بھائی چارے کا عام طور پر مطلب یہی ہے کہ ایک دوسرے کی عادات و اخلاقیات پر اعتماد ہوتا ہے اور آدمی جس کے اخلاق اور دین کو پسند کرتا ہے اسی کی سیرت اپنانا ہے۔ اس لیے بغور سوچ سمجھ کر کسی کو دوست بنایا جائے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۵٦۵)

۷۸٦۹ــ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: اعْتَبِرُوا النَّاسَ بِإِخْوَانِهِمْ. (للكبير: ۸۹۱۹)

۷۸٦۹۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں کی پہچان کرو اُن کے بھائیوں کی وجہ سے۔'' (الکبیر سند کمزور ہے)

۷۸۷۰ــ وَرَوَى سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَاتُسَاكِنُوْا الْمُشْرِكِيْنَ وَلَا تُجَامِعُوْهُمْ فَمَنْ سَاكَنَهُمْ أَوْ جَامَعَهُمْ فَهُوَ مِثْلُهُمْ)). (رواه الترمذی: ۱٦۰٤)

۷۸۷۰۔ ''سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''مشرکین کے ساتھ سکونت اختیار نہ کرو اور نہ اُن سے میل جول رکھو، جو اُن کے ساتھ سکونت رکھے گا یا جو اُن سے میل جول رکھے گا تو وہ انہی میں سے شمار ہوگا۔'' (الترمذی)

شرح:...... ان کے ساتھ رہنے سے دوستی جھلکتی ہے جو کفر تک پہنچا دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے روگردانی ہوتی ہے جس کی وجہ سے شیطان سے دوستی ہوتی ہے۔ یہ ایک فطرتی بات ہے کہ دو آدمی جب پردیس میں ملتے ہیں تو ان کے

(۷۸٦۸) ترمذی: ۲۳۷۸۔ حسن، البانی: ۱۹۳۷۔ ابو داود: ٤۸۳۳۔ احمد: ۷۹٦۸.

(۷۸٦۹) طبرانی کبیر: ۸۹۱۹۔ وفیه، محمد بن کثر بن عطاء وثقه ابن معین وغیره وفیه ضعف، هیثمی: ۱۳۱۱٦.

(۷۸۷۰) ترمذی: ۱٦۰٤۔ ابو داود: ۲٦٤۵۔ نسائی: ٤۷۸۰.

درمیان الفت ہو جاتی ہے۔ یہ دنیاوی نقطہ نظر سے ہے اگر دینی ہم آہنگی بھی ہو تو پھر اور زیادہ دوستی پیدا ہوتی ہے۔

اس اصول کے تحت دیکھا جائے تو نبی ﷺ نے یہ پابندی کتنی ہی دور رس اثرات کو مدنظر رکھ کر لگائی ہے اور ایمان کو شرک و کفر کی ہمسائیگی سے بالکل جدا کر دیا ہے۔ تاکہ اس کی اچھی طرح حفاظت رہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۴۹)

۷۸۷۱۔ عَنْ أَبِي مُوْسَى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَجْلِسٍ أَوْسُوْقٍ وَبِيَدِهِ نَبْلٌ فَلْيَأْخُذْ بِنِصَالِهَا ثُمَّ لِيَأْخُذْ بِنِصَالِهَا ثُمَّ لِيَأْخُذْ بِنِصَالِهَا)) قَالَ فَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى وَاللّٰهِ! مَا مُتْنَا حَتَّى سَدَّدْنَاهَا بَعْضُنَا فِي وُجُوْهِ بَعْضٍ. (رواه مسلم: ٢٦١٥)

۷۸۷۱۔ ''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس یا بازار میں سے گزرے اور اُس کے ہاتھ میں تیز دھار آلہ ہو تو اس کو پھل سے پکڑ لے پھر اُس کو پھل سے پکڑے لے، پھر اس کے پھل کو پکڑ لے، پس ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم لوگ فوت نہیں ہوئے یہاں تک کہ ہم نے ایک دوسرے کے سامنے ہتھیار سیدھے کر دیئے۔'' (الشیخین، ابوداؤد)

شـــرح:...... اس طرح تیر پکڑنے اور تلوار سونتنے سے خوف و ہراس پھیلتا ہے اور خود کو یا دوسرے کو نہ چاہتے ہوئے بھی زخم آ جاتا ہے اور اذیت ہو سکتی ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے روک دیا ہے۔

(عون المعبود: ۲/ ۳۳۶)

۷۸۷۲ـــ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُوْلًا. (رواه الترمذی: ٢١٦٣)

۷۸۷۲۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ننگی تلوار پکڑانے سے منع فرمایا ہے۔'' (ابوداؤد، اور ترمذی)

۷۸۷۳ـــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: تَعَافُوْا تُسْقِطُ الضَّغَائِنُ بَيْنَكُمْ. (للبزار: ٢٠٥٨، بضعف)

۷۸۷۳۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''ایک دوسرے کو معاف کرو تاکہ تمہارے درمیان سے بغض ختم ہو۔'' (البزار، سند ضعیف ہے)

۷۸۷٤ـــ عَنْ أَنَسٍ، رَفَعَهُ: احْتَرِسُوْا مِنَ النَّاسِ بِسُوْءِ الظَّنِّ. (لِلأَوْسَطِ: ٦٠٢، بمدلس)

۷۸۷۴۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ بدگمانی کے ساتھ لوگوں کے شر سے اپنی حفاظت کرو۔'' (الاوسط، ایک راوی مدلس ہے)

(٧٨٧١) مسلم: ٢٦١٥۔ بخاری: ٤٥٢۔ ابو داود: ٢٥٨٧۔ ابن امجه: ٣٧٧٨۔ احمد: ١٩٢٠٤.

(٧٨٧٢) ترمذی: ٢١٦٣۔ صحیح: ١٧٥٦۔ البانی، ابو داود: ٢٥٨٨.

(٧٨٧٣) بزار: ٢٠٥٨۔ من طریق محمد بن عبدالرحمن بن البیلمانی وهو ضعیف، هیثمی: ١٣٠٦٤.

(٧٨٧٤) طبرانی اوسط: ٦٠٢۔ وفیه، بقیة بن الولید وهو مدلس وبقیة رجاله ثقات، هیثمی: ١٣١١٠.

٧٨٧٥ـ عَـنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ أَبِيْ قَتَادَةَ عَـلَى ظَهْرِ بَيْتِنَا فَرَأَى كَوْكَبًا انْقَضَّ فَنَظَرُوْا إِلَيْـهِ، فَـقَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ: إِنَّا قَدْ نُهِيْنَا أَنْ نَتَّبِعَهُ أَبْصَارُنَا. (رواه أحمد: ٢٢٠٤٣)

۷۸۷۵۔''ابن سیرین نے کہا کہ ہم ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے گھر کی چھت پر تھے تو انہوں نے ستارہ ٹوٹتا دیکھا تو لوگوں نے اُس کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں اس کے پیچھے نگاہیں دوڑانے سے منع کیا گیا ہے۔'' (احمد)

٧٨٧٦ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ: لاَ يَنْظُرُ أَحَدُكُمْ إِلَى ظِلِّهِ فِي الْمَاءِ. (للأوسط، بضعف)

۷۸۷۶۔سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''تم میں سے کوئی شخص اپنا سایہ پانی میں نہ دیکھے۔'' (الاوسط، سند ضعیف ہے)

٧٨٧٧ـ عَـنْ جَـابِرٍ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَكْرَهُ السِّرَاجَ عِنْدَ الصُّبْحِ (للأوسط، بضعف)

۷۸۷۷۔''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ صبح کو چراغ جلانا پسند نہیں کرتے تھے۔''

٧٨٧٨ـ عَنْ سَعْدٍ رَفَعَهُ: إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فَـلْيُـغَيِّـبْ نُـخَامَتَهُ، لاَ تُصِيْبُ جِلْدَ مُؤْمِنٍ أَوْ ثَوْبَهُ. (رواه البزار: ٢٠٧٨)

۷۸۷۸۔''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''جب تم میں سے کوئی بلغم پھینکے تو وہ اپنی بلغم کو اچھی طرح چھپا دے۔تاکہ کسی مؤمن کی جلد یا لباس کو نہ لگے۔''

٧٨٧٩ـ عَـنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَـانَـتْ تَكْرَهُ أَنْ يَـجْعَلَ يَدَهُ فِي خَاصِرَتِهِ وَتَقُوْلَ إِنَّ الْيَهُوْدَ تَفْعَلُهُ. (رواه البخاري: ٣٤٥٨)

۷۸۷۹۔''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ناپسند کرتی تھیں کہ آدمی اپنا ہاتھ اپنے نرم پہلو پر رکھے۔ وہ کہتی ہیں یہ یہود کا فعل ہے۔''

شـرح:...... یہ ایک متکبرانہ انداز ہے جو عاجزی اور انکساری کے خلاف ہے۔اس لیے نماز میں اور اس کے علاوہ بھی اس سے اجتناب کیا جائے تاکہ تکبر سے اور یہودیوں کی مشابہت سے دوری رہے اور فروتنی پیدا ہو۔

٧٨٨٠ـ عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَـالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: تَـجِـدُ مِـنْ شَرِّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَأْتِي هٰؤُلاَءِ بِوَجْهٍ

۷۸۸۰۔''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بدتر انسان اللہ کے نزدیک قیامت کے دن تم اُس کو پاؤ گے جو دو چہروں والا ہوگا جو اِن لوگوں کے

(٧٨٧٥) احمد: ٢٢٠٤٣ـ ورجاله رجال الصحيح، هيثمى: ١٣٢٥٨.

(٧٨٧٦) طبرانى اوسط وقال لا يروى عن النبى ﷺ الا بهذا الاسناد وفيه طلحة بن عمرو وهو ضعيف، هيثمى: ١٣٢٥٩.

(٧٨٧٧) طبرانى اوسط، وفيه، خديج بن معاوية وهو ضعيف، هيثمى: ١٣٢٥٥.

(٧٨٧٨) بزار: ٢٠٧٨ـ ورجاله ثقات، هيثمى: ١٣٢٦٩.

(٧٨٧٩) بخارى: ٣٤٥٨.

(٧٨٨٠) بخارى: ٦٠٥٨ـ مسلم: ٢٥٢٦ـ ابو داود: ٤٣٠٤ـ ترمذى: ٢٠٢٥ـ ابن ماجه: ٤٠٩٦ـ احمد: ١٠٤٧٦ـ مالك: ١٨٦٤.

وَهٰؤُلاَءِ بِوَجْهٍ. (رواه البخاري: ٦٠٥٨)

پاس ایک چہرے کے ساتھ آتا ہے اور اُن دوسرے لوگوں کے پاس دوسرے چہرے کے ساتھ۔''

٧٨٨١ــــ عَنْ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ لَهُ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ)). (رواه أبوداود: ٤٨٧٣)

۷۸۸۱۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا میں جس کے دو چہرے ہوں گے، قیامت کے دن اُس کے لیے آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔'' (ابوداود)

شــرح:...... دو چہروں سے آنے کا مطلب ہے کہ ایک گروہ کے پاس آتا ہے تو انہیں باتوں سے راضی کرتا ہے اور باور کراتا ہے کہ میں ان کا آدمی ہوں اور دوسروں کا مخالف ہوں۔ مگر یہ سب کچھ محض دھوکہ دہی اور جھوٹ ہوتا ہے اور دونوں گروہوں کے راز حاصل کرنے کے لیے وہ آتا جاتا ہے۔

ہاں اگر دونوں گروہوں کی اصلاح کے لیے آتا جاتا ہے اور اچھی بات دونوں کو بتاتا ہے اور فساد والی بات سے پردہ نہیں اٹھاتا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ دنیا میں چونکہ دونوں طرف اپنی زبان سے فساد پیدا کرتا تھا اس لیے اس کے عوض جیسا عمل ویسی سزا کے طور پر آگ کی دو زبانیں لگائی جائیں گی۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۱۹)

٧٨٨٢ــ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الأَنَاةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ)). (رواه الترمذي: ٢٠١٢)

۷۸۸۲۔ ''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تحمل و بردباری اللہ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔'' (الترمذی)

٧٨٨٣ــــ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((التُّؤَدَةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا فِي عَمَلِ الآخِرَةِ)). (رواه أبوداود: ٤٨١٠)

۷۸۸۳۔ ''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''ہر کام میں آہستگی اختیار کرو مگر آخرت کے کام میں جلدی کرو۔''

٧٨٨٤ــ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُقَدَّ السَّيْرُ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ. (رواه أبوداود: ٢٥٨٩)

۷۸۸۴۔ ''سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ دو انگلیوں کے درمیان چمڑے کا ٹکڑا رکھ کر کاٹا جائے۔''

(٧٨٨١) ابو داود: ٤٨٧٣۔ صحیح، البانی: ٤٠٧٨۔ دارمی: ٢٧٦٤.

(٧٨٨٢) ترمذی: ٢٠١٢۔ ضعیف، البانی: ٣٤٦۔ علامہ منذری اور علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے صحیح اور حسن کہا ہے۔

(٧٨٨٣) ابو داود: ٤٨١٠۔ صحیح، البانی: ٤٠٢٥.

(٧٨٨٤) ابو داود: ٢٥٨٩۔ ضعیف، البانی: ٥٥٦.

شرح :...... ایک عربی محاورہ ہے: رُبَّ عَجَلَةٍ تَهَبُ رَيْثًا۔ بعض جلد بازی تاخیر کا باعث ہوتی ہے۔

اس حدیث میں سوچ بچار اور گہری نگاہ کے حامل معاملات کو جلد بازی سے سرانجام دینے سے منع کیا گیا ہے اور اسے شیطانی عمل قرار دیا گیا ہے۔

بتایا یہ گیا ہے کہ ہر معاملے کے اچھے اور برے اثرات پر ہر پہلو سے سوچ کر فیصلہ کیا جائے، یعنی مشورہ کیا جائے، استخارہ کرلیا جائے، پھر قدم اٹھایا جائے۔ یاد رہے کہ یہ تاخیر اور سوچ بچار دنیاوی امور میں ہے۔ جب نیکی اور آخرت کا معاملہ ہو تو اس وقت کو ضائع نہ کیا جائے اور نہ ہی سوچ بچار کی جائے۔ بلکہ اسے جلدی سے سرانجام دیا جائے۔ ارشاد باری ہے:

﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ (البقرة: ١٤٨)

''خیر کے امور میں جلدی کرو۔''

ارشاد باری ہے:

﴿يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُوْنَ﴾ (المؤمنون: ٦١)

''یہ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں اور ان کے آگے بڑھ جاتے ہیں۔'' (تفہیم الاسلام: ۲/ ۹۳۱)

اَلثَّنَاءُ وَالشُّكْرُ وَالْمَدْحُ وَالرِّفْقُ

خوبی بیان کرنا، شکرادا کرنا، مدح کرنا اور نرمی کرنا

٧٨٨٥ـ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا، فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ)). (رواه الترمذي: ٢٠٣٥)

۷۸۸۵۔ ''سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے ساتھ بھلائی کی جائے اور وہ بھلائی کرنے والے کو کہے: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا، اللہ تجھے بہتر بدلہ عنایت فرمائے۔ تو اس نے انتہائی اچھا بدلہ چکا دیا۔'' (ترمذی)

شــرح :...... یعنی اگر کوئی تحفے کا صلہ دینے سے عاجز ہو تو اس کے جواب میں جزاک اللہ خیر کہنے سے صلہ ادا ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے دنیا و آخرت کی خیر دے۔ مطلب ہے کہ میں اپنی کوتاہی کا معترف ہوں اور تجھے اس اللہ کے سپرد کرتا ہوں جو پوری پوری جزا دیتا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۳۴۶)

٧٨٨٦ـ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَعْطِي عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِبِهِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ فَإِنَّ مَنْ أَثْنَى فَقَدْ شَكَرَ وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ

۷۸۸۶۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ''جس نے کوئی عطیہ دیا تو اس کا بدلہ دیدے اگر اس کو میسر ہو اور اگر معاوضہ نہ دے سکے تو اس کی

(٧٨٨٥) ترمذی: ٢٠٣٥ـ صحیح، البانی: ١٦٥٧.

(٧٨٨٦) ترمذی: ٢٠٣٤ـ حسن، البانی: ١٦٥٦ـ ابو داود: ٤٨١٣.

كَـفَـرَوَمَنْ تَحَلَّى بِمَالَمْ يُعْطَهُ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ)). (رواه الترمذي: ٢٠٣٤)

تعریف کر دے پس جس نے ثنا بیان کر دی تو اس نے شکر ادا کر دیا اور جس نے چھپایا اس نے ناشکری کی،اور جس نے وہ حلیہ بنایا جو اس کے مناسب حال نہیں ہے تو وہ جھوٹ کے دو لباس پہننے والے کی مانند ہے۔'' (ترمذی)

اس میں ہے کہ دو جھوٹے کپڑے پہننے والا دو جھوٹ بولنے والے کی مانند ہے۔

اور جو زبان سے بھی شکریہ ادا نہیں کرتا وہ بہت بڑا ناشکرا ہے۔(جائزۃ الاحوذی:۳/ ۳۴۵)

۷۸۸۷۔ عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ: ((مَـنْ لاَ يَشْـكُـرُ الـنَّـاسَ لاَيَشْكُرُ اللّٰهَ)). (رواه الترمذي: ١٩٥٤)

۷۸۸۷۔''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔''(ترمذی)

شــرح:...... اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ جو یہ طبیعت ہی بنا لے کہ وہ لوگوں کے احسان کی ناشکری کرتا رہے گا تو اس کی عادت یہ بھی ہوگی کہ وہ اللہ کی ناشکری کرے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کا شکریہ قبول نہیں کرتا جو لوگوں کے احسان کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔(المعالم: ۷/ ۱۷۸)

۷۸۸۸۔ عَـنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْـمَـدِيْنَةَ أَتَاهُ الْمُهَا جِرُوْنَ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَارَأَيْنَا قَوْمًا أَبْذَلَ مِنْ كَثِيْرٍ وَلاَ أَحْسَنَ مَـوَاسَـاةً مِـنْ قَـلِيْـلٍ مِـنْ قَـوْمٍ نَزَلْنَا بَيْنَ أَظْهُـرِهِـمْ لَقَدْ كَفَوْنَا الْمُؤُنَةَ وَأَشْرَكُوْنَا فِي الْـمَهْـنَـإِحَتَّـى لَـقَـدْ خِـفْـنَـا أَنْ يَذْهَبُوْا بِـالأَجْـرِكُـلِّـهِ ، فَـقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لاَمَا دَعَـوْتُمُ اللّٰهَ لَهُمْ وَأَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ)). (رواه الترمذي: ٢٤٨٧)

۷۸۸۸۔''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ کے پاس مہاجرین آئے اور انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ہم نے ایسی کوئی قوم نہیں دیکھی جو کثیر مال میں سے اتنا زیادہ خرچ کرنے والی ہو،اور قلیل مال میں سے اتنی بہتر خیرخواہی کرنے والی ہو اس قوم سے بڑھ کر جن کے درمیان ہم لوگ آ کر ٹھہرے ہیں۔ یہ لوگ ہمیں محنت سے روکتے ہیں اور اپنی کمائی میں ہمیں شریک کرتے ہیں۔اس حد تک کہ ہمیں خوف پیدا ہوا ہے کہ سارا اجر وثواب یہی لے لیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''ہرگز نہیں۔ جب تک تم اُن کے لیے اللہ سے دعائیں مانگتے رہو اور اُن کی مدح وثنا بیان کرتے رہو۔'' (ترمذی)

(۷۸۸۷) ترمذی: ۱۹۵٤۔ صحیح، البانی: ۱۵۹۲۔ ابو داود: ٤۸۱۱۔ احمد: ۸۸۰۱.

(۷۸۸۸) ترمذی: ٢٤٨٧۔ صحیح، البانی: ۲۰۲۰۔ احمد: ۱۲٦٦٢.

شرح:...... مطلب یہ ہے کہ مدینہ والوں نے ہم سے حسن سلوک کیا ہے اور ہمیں ہماری معیشت سے بے نیاز کر دیا ہے اس طرح وہ سب اجر سمیٹ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا یہ کہنا درست نہیں۔ جب تک تم ان کے اس حسن سلوک پر ثنا کرتے رہو گے اور ان کے حسن کارکردگی پر شکریہ ادا کرتے رہو گے تم بدلہ دینے والے ہو گے۔

(جائزة الاحوذی:۳/۶۲۳)

۷۸۸۹۔عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ أَبِي: انْطَلَقْتُ فِي وَفْدِ بَنِي عَامِرٍ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا: أَنْتَ سَيِّدُنَا، فَقَالَ: السَّيِّدُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، قُلْنَا: وَأَفْضَلُنَا فَضْلاً وَأَعْظَمُنَا طَوْلاً فَقَالَ: قُوْلُوْا بِقَوْلِكُمْ أَوْبَعْضَ قَوْلِكُمْ وَلاَيَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ. (رواه أبوداود: ٤٨٠٦)

۷۸۸۹۔''مطرف کہتے ہیں کہ میرے والد نے کہا: میں بنو عامر کے وفد میں شامل ہو کر نبی ﷺ کے پاس گیا اور ہم نے کہا: آپ ہمارے سیّد ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سیّد اللہ ہے۔ہم نے کہا: آپ ﷺ فضیلت میں ہم سے افضل ہیں اور دولت میں ہم سے بڑھ کر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس طرح کی بات کہہ سکتے ہو مگر تمہیں شیطان اپنا وکیل نہ بنا لے۔'' (ابوداؤد)

۷۸۹۰ــــ وَلِرَزِيْنٍ نَحْوُهُ عَنْ أَنَسٍ، وَزَادَ آخِرَهُ: إِنِّي لاَأُرِيْدُ أَنْ تَرْفَعُوْنِي فَوْقَ مَنْزِلَتِي الَّتِي أَنْزَلَنِيْهَا اللّٰهُ تَعَالَى: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.

۷۸۹۰۔''رزین نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اس کے مثل روایت کی ہے اور اس کے آخر میں یہ اضافہ کیا ہے: ''اور میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے اُس مرتبے سے اُوپر لے جاؤ جس پر اللہ تعالیٰ نے مجھے فائز فرمایا ہے۔ میں محمد بن عبداللہ ہوں اللہ کا بندہ ہوں اور اُس کا رسول ہوں۔''

۷۸۹۱ــــ عَنْ عُمَرَ، رَفَعَهُ: لاَ تُطْرُوْنِي كَمَاأَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُوْلُوْا: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ. (رواه رزين)

۷۸۹۱۔''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''مجھے حد سے نہ بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے ابن مریم کو حد سے بڑھایا ہے۔ پس یقیناً میں اللہ کا بندہ ہوں۔ پس تم کہو اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول۔'' (رزین)

شرح:...... سید، اللہ کے سوا بھی استعمال ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔ یہاں جو آپ نے تردید کی ہے وہ حقیقی سیادت کی ہے کہ حقیقی سیادت صرف اللہ کے لیے ہے۔

(٧٨٨٩) ابو داود: ٤٨٠٦۔ صحيح، البانی: ٤٠٢١۔ احمد: ١٥٨٧٦.

(٧٨٩٠) رزين.

(٧٨٩١) رزين.

فخر نہ ہو تحدیث نعمت کے طور پر سید کہا جا سکتا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ سیدنا بلال کو ہمارے سید ابو بکر نے آزاد کیا ہے۔

جتنے اوصاف آپ کے بیان ہوئے تھے، آپ ان سب کے اہل تھے مگر آپ نے تواضع کے طور پر تردید کی تھی اور اس اندیشہ کے پیش نظر روکا تھا کہ کہیں شیطان مبالغہ آمیزی میں مبتلاء نہ کر دے۔ (عون المعبود: ۴/۴۰۲)

۷۸۹۲ــ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَثْنَى رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ)) مِرَارًا ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا أَخَاهُ لاَ مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فُلاَنًا وَاللّٰهُ حَسِيْبُهُ وَلاَ أُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا أَحْسِبُهُ كَذَا وَكَذَا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْهُ)). (رواه البخاری: ۲۶۶۲)

۷۸۹۲۔ ''سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مرد نے دوسرے مرد کی مدح بیان کی ۔پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی ہے، تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی ہے۔ تین بار فرمایا: پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کی لازمی طور پر تعریف بیان کرنا چاہے تو یہ کہہ دے: میں فلاں کو ایسا گمان کرتا ہوں اور اُس کا حساب اللہ لے گا اور میں اللہ کے مقابلے کسی کو پاک نہیں گردانتا۔ میں گمان کرتا ہوں کہ وہ ایسا ہے اور ایسا ہے۔ اگر وہ اُس کے بارے میں جو کہتا ہے اس چیز کو جانتا ہو۔'' (الشیخان اور ابوداؤد)

۷۸۹۳ــ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ رَجُلاً جَعَلَ يَمْدَحُ عُثْمَانَ فَعَمِدَ الْمِقْدَادُ فَجَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَكَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَجَعَلَ يَحْثُوْ فِي وَجْهِهِ الْحَصْبَاءَ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِي وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ)). (رواه مسلم: ۳۰۰۲)

۷۸۹۳۔ ''ہمام بن حارث کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مدح وثنا کی تو مقداد رضی اللہ عنہ دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ وہ ذرا بھاری بھرکم وجود والے تھے۔ انہوں نے اُس کے منہ پر ریتلی مٹی پھینکنی شروع کر دی۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو اُن کے منہ پر مٹی پھینکو۔'' (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

شرح: ...... ان احادیث میں آپس میں مطابقت یوں ہے کہ جن احادیث میں منہ پر تعریف کرنے کی ممانعت آئی ہے یہ ان اوصاف کے بارے میں ہیں کہ جب جھوٹی تعریف کی جائے یا تعریف کے لیے مبالغہ ہو یا کسی کی خود پسندی میں

(۷۸۹۲) بخاری: ۲۶۶۲۔ مسلم: ۳۰۰۰۔ ابو داود: ۴۸۰۵۔ ابن ماجہ: ۳۷۴۴۔ احمد: ۱۹۹۷۱.

(۷۸۹۳) مسلم: ۳۰۰۲۔ ابو داود: ۴۸۰۴۔ ترمذی: ۲۳۹۳۔ ابن ماجہ: ۳۷۴۲۔ احمد: ۲۳۳۱۱.

گرنے کا اندیشہ ہو تو پھر سامنے تعریف کرنا منع ہے۔

اور اگر یہ اندیشے نہ ہوں اور جس کی تعریف کی جا رہی ہو اس کے لیے مصلحت ہو کہ اس تعریف سے اس میں حوصلہ افزائی پیدا ہو اور کارِ خیر میں اضافہ ہو تو پھر تعریف کرنا جائز ہے۔ (عون المعبود: ۴/۴۰۲)

٧٨٩٤ـــ عَـنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الرِّفْقَ لاَ يَكُوْنُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ وَلاَ يُـنْـزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ)). (رواه مسلم: ٢٥٩٤)

۷۸۹۴۔ ''اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نرمی نہیں ہوتی کسی چیز میں مگر وہ اُس کو مزین کر دیتی ہے اور نرمی جس چیز سے نکال دی جائے تو وہ اُس کو عیب دار کر دیتی ہے۔''

٧٨٩٥ـــ عَـنْ عَـائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((يَـا عَائِشَةُ! إِنَّ اللّٰهَ رَفِيْـقٌ يُـحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لاَ يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لاَ يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ)). (رواه مسلم: ٢٥٩٣)

۷۸۹۵۔ ''ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''اے عائشہ! اللہ تعالیٰ رفیق ہے۔ نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر وہ چیز دیتا ہے جو نہیں دیتا سختی پر اور نرمی کے سوا کسی عمل پر نہیں دیتا۔'' (مسلم، ابوداؤد)

٧٨٩٦ـ عَنْ جَرِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ)). (رواه مسلم: ٢٥٩٢)

۷۸۹۶۔ ''سیدنا جریر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''جو نرمی سے محروم کیا گیا وہ سب بھلائیوں سے محروم کیا گیا۔'' (مسلم، ابوداود)

شرح :...... ان احادیث میں نرمی کی فضیلت بیان ہوئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ سراپائے خیر ہے۔ نرمی سے مراد یہ ہے کہ ساتھیوں سے رواداری رکھی جائے اور پہلو نرم رکھا جائے اور ہر معاملے میں اچھا اور آسان طریقہ اپنایا جائے۔

اللہ کے رفیق ہونے کا مطلب ہے کہ وہ اپنے بندوں سے آسانی برتتا ہے، انہیں ان کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔

اور اس دنیا میں اچھی ثنا اور مطالب کی برآری اور مقاصد تک رسائی نرمی ہی سے حاصل ہوتے ہیں اور آخرت کا ثواب بھی اسی کی بدولت حاصل ہوگی۔ (عون المعبود: ۴/۴۰۳)

(٧٨٩٤) مسلم: ٢٥٩٤ـ ابو داود: ٢٤٧٨ـ احمد: ٢٥١٨١.

(٧٨٩٥) مسلم: ٢٥٩٣ـ بخاری: ٦٩٢٧ـ ترمذی: ٢٧٠١ـ احمد: ٢٣٥٧٠.

(٧٨٩٦) مسلم: ٢٥٩٢ـ ابو داود: ٤٨٠٩ـ ابن ماجه: ٣٦٨٧ـ احمد: ٢٧٨٢٩.

اَلْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالنُّصْحِ وَالْمَشْوَرَةُ

نیکی کا حکم دینا، بدی سے منع کرنا، خیر خواہی کرنا اور مشورہ کرنا

۷۸۹۷۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الإِيْمَانِ)). (رواه مسلم: ٤٩)

۷۸۹۷۔ ''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''جو کوئی تم میں سے برا کام ہوتا دیکھے تو وہ اس کو اپنے ہاتھ سے تبدیل کر دے، اگر وہ اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے کہہ دے، اگر اس کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو تو دل سے بُرا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔'' (مسلم اور اصحاب سنن)

شرح:...... منکر وہ چیز ہے جسے شریعت نے برا قرار دیا ہو خواہ وہ بات ہو یا عمل ہو۔

اور معروف وہ چیز ہے جسے شریعت نے اچھا قرار دیا ہو۔ یہ تین درجات بتائے گئے ہیں کہ اگر برائی کو قوت سے روکنے کی گنجائش ہو تو اسے ہاتھ سے روکا جائے۔ اگر یہ نہیں تو زبان سے روکی جائے۔ اللہ کی ڈانٹ والی آیات تلاوت کی جائیں، وعظ و نصیحت کی جائے اور خوف الٰہی یاد دلایا جائے۔

اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو یہ دلی انکار کرے کیونکہ اس کے بس میں یہی ہے کہ اس کے دل میں احساس تو بیدار ہے۔ یہ اس کے ایماندار ہونے کی علامت ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۴۵۳)

۷۸۹۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلَى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ فَيَقُوْلُ يَا هٰذَا اتَّقِ اللّٰهَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ فَإِنَّهُ لاَيَحِلُّ لَكَ ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ فَلاَيَمْنَعُهُ ذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ أَكِيْلَهُ وَشَرِيْبَهُ وَقَعِيْدَهُ، فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ ضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ ثُمَّ قَالَ: ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ

۷۸۹۸۔ ''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے پہلا نقص جو بنی اسرائیل میں داخل ہوا وہ یہ تھا کہ کوئی مرد جب کسی دوسرے مرد سے ملتا تو وہ کہتا: اللہ سے ڈر اور جو کچھ تو کرتا ہے اسے ترک کر دے۔ یہ تیرے لیے جائز نہیں ہے، پھر اگلے دن اس سے ملتا اور وہ اسی حال میں ہوتا تو اسے اس کام سے منع نہ کرتا بلکہ اس کے ساتھ کھانے پینے میں شامل ہو جاتا اور اس کے ساتھ اُٹھتا بیٹھتا، جب انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے بعض کے دل بعض پر مار دیئے (ان کے اندر بغض، حسد اور تنازع پیدا ہو گیا)

(۷۸۹۷) مسلم: ٤٩۔ بخاری: ٩٥٦۔ ابو داود: ١١٤٠۔ ترمذی: ٢١٧٢۔ نسائی: ٥٠٠٨۔ ابن ماجہ: ١٢٧٥۔ احمد: ١١١٤٥.

(۷۸۹۸) ابو داود: ٤٣٣٦۔ ضعیف، البانی: ٩٣٢۔ ترمذی: ٣٠٤٧۔ ابن ماجہ: ٤٠٠٦.

وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَاسِقُوْنَ﴾ ثُمَّ قَالَ كَلَّا وَاللّٰهِ! لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَتَأْخُذُنَّ عَلَى يَدَيِ الظَّالِمِ وَلَتَأْطُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا وَلَتَقْصُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا. (أَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللّٰهُ بِقُلُوْبِ بَعْضٍ، ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَالَعَنَهُمْ). (رواه رواه أبوداود: ٤٣٣٦)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''لعنت کی گئی ان کافروں کو جو بنی اسرائیل سے تھے۔تا الفاسقون۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! تم نیکی کا حکم دو اور بدی سے منع کرو اور ظالم کا ہاتھ پکڑو اور حق واضح کرنے کی جرأت کرو اور حق کی پابندی کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو ایک دوسرے سے دور کر دے گا، پھر تم پر بھی لعنت کرے گا جیسا کہ اس نے ان پر لعنت کی۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

٧٨٩٩۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ أَنَّهُ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَايَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوْا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ مِنْهُ)). (رواه الترمذي: ٢١٦٨)

٧٨٩٩۔ ''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو اور اس کا مصداق غیر مقام کو ٹھہراتے ہو: ''اے ایمان والو! تم پر اپنے نفس کی حفاظت لازم ہے، جو شخص گمراہ ہو وہ تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا جبکہ تم خود ہدایت پر ہو'' میں ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: ''جب لوگ ظالم کو دیکھیں اور اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی عام عذاب میں ڈال دے گا'' (ابوداؤد، ترمذی)

شرح:...... یہ آیہ مبارکہ پڑھ کر غلط فہمی میں نہ رہنا کہ تم یہ سمجھ لو کہ ہم خود برائیوں سے دور رہتے ہیں، کوئی برائی کرے گا تو خود ذمہ دار ہوگا۔ ہم تو نہیں برائی کرتے۔ ایسا نہیں ہے۔ یہ تب ہے جب تم دوسروں کو نیکی کا حکم کرو گے اور برائی سے روکو گے تو پھر تمہیں نقصان نہ ہوگا۔ اگر تم نے برائی سے روکنے اور نیکی کرنے کا فریضہ ادا نہ کیا تو اس فریضے کو ضائع کرنے کی وجہ سے دنیا و آخرت میں عذاب عام آئے گا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۴۵۰)

٧٩٠٠۔ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُوْنُ فِي قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ يَقْدِرُوْنَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوْا عَلَيْهِ فَلَا يُغَيِّرُوْا إِلَّا أَصَابَهُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَمُوْتُوْا. (رواه أبوداود: ٤٣٣٩)

٧٩٠٠۔ ''سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جو شخص کسی قوم میں نافرمانی کا مرتکب ہو اور وہ قوم اس کو بدی سے روکنے پر قادر ہو اور وہ نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ انہیں مرنے سے پہلے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔'' (ابوداؤد)

(٧٨٩٩) صحيح: ١٧٦١۔ اخرجه، ابو داود: ٤٣٣٨۔ ابن ماجة: ٤٠٠٥۔ احمد: ٣٠.

(٧٩٠٠) ابو داود: ٤٣٣٩۔ حسن، الباني: ٣٦٤٦۔ ابن ماجه: ٤٠٠٩.

٧٩٠١ـــ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهُ فَلاَ يُسْتَجَابُ لَكُمْ)). (رواه الترمذي: ٢١٦٩)

۷۹۰۱۔ ”سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم اچھی بات کا حکم دو اور برے کاموں سے منع کرو یا پھر قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے تم پر کوئی عذاب نازل کر دے، پھر تم دعائیں مانگو اور وہ تمہاری دعائیں قبول نہ کرے۔“ (ترمذی)

شـــرح:...... یعنی ایک کام ضرور ہوگا یا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہوگا تو عذاب نہ ہوگا اور اگر یہ نہ ہوگا تو عذاب ضرور ہوگا۔ جب امر بالمعروف نہ ہوگا تو پھر تم عذاب کے دور ہونے کی دعا کرو گے وہ قبول نہ ہوگی۔

(جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۴۵۱)

٧٩٠٢ـــ عَنِ الْعُرْسِ بْنِ عَمِيْرَةَ الْكِنْدِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا عُمِلَتِ الْخَطِيْئَةُ فِي الأَرْضِ كَانَ مَنْ شَهِدَهَا فَكَرِهَهَا وَقَالَ مَرَّةً أَنْكَرَهَا كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا)). (رواه أبو داود: ٤٣٤٥)

۷۹۰۲۔ ” عُرس بن عمیرہ کندی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ”جب زمین میں نافرمانی کی جائے اور وہاں جو شخص موجود ہو وہ اس سے انکار کرے (اسے برا سمجھے) تو اس کو غائب کی طرح سمجھا جائے گا اور جو معاصی کی جگہ سے غائب ہو مگر اس عمل سے راضی ہوا تو وہ اس میں حاضر ہونے والوں کی طرح ہے۔“ (ابوداؤد)

شرح:...... یہ برائی سے دلی نفرت کی وجہ سے معذور ہوگا، گناہ میں ملوث نہ ہوگا یہ مجبوری کی وجہ سے خاموش ہے۔

اور جو برائی سے خوش ہوتا ہے یہ اس میں شمار کیا جاتا ہے اگرچہ یہ دور رہتا ہے لیکن اس کی گناہ میں شراکت شمار کی گئی ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۱۸)

٧٩٠٣ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ)). (رواه الترمذي: ٢١٧٤)

۷۹۰۳۔ ”سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”سب سے بڑا جہاد انصاف کا کلمہ ہے جابر حکمران کے سامنے۔“ (ابوداؤد)

(٧٩٠١) ترمذی: ٢١٦٩۔ حسن، البانی: ١٧٦٢.

(٧٩٠٢) ابو داود: ٤٣٤٥۔ حسن: ٣٦٥١۔ ابو داود: ٤٣٤٥.

(٧٩٠٣) ترمذی: ٢١٧٤۔ صحیح: ١٧٦٦۔ ابو داود: ٤٣٤٤۔ ابن ماجه: ٤٠١١۔ احمد: ١٠٧٥٩.

شـــــرح: ...... جابر بادشاہ کا ظلم وسیع پیمانے پر پھیلتا ہے۔ جب اسے ظلم سے روکا جائے تو اس کا مفید ہونا بہت سارے لوگوں کے لیے ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے اسے افضل جہاد قرار دیا گیا۔ اگر جہاد میں کافر قتل کیا جائے تو یہ محدود ہوتا ہے۔ ویسے بھی جابر کے سامنے کھڑے ہوکر بات کرنا نہایت خطرناک حالت ہے، یہاں صرف موت ہے میدان میں تو بچنے کا امکان بھی ہوتا ہے۔ (مرقاۃ: ۷/۲۲۲)

٧٩٠٤ـــ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قِيْلَ لأُسَامَةَ لَوْأَتَيْتَ فُلانًا فَكَلِمْتَهُ قَالَ إِنَّكُمْ لَتَرَوْنَ أَنِّي لاأُكَلِّمُهُ إِلَّا أَسْمَعُكُمْ إِنِّي أُكَلِّمُهُ فِي السِّرِّدُوْنَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًالاأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ وَلاأَقُوْلُ لِرَجُلٍ أَنْ كَانَ عَلَيَّ أَمِيْرًا إِنَّهُ خَيْرُالنَّاسِ بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: وَمَا سَمِعْتَهُ؟ يَقُوْلُ: قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِفَيَدُوْرُكَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِعَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ: أَيْ فُلَانُ! مَا شَأْنُكَ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلاآتِيْهِ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِوَآتِيْهِ)). (رواه البخاري: ٣٢٦٧)

۷۹۰۴۔ ''سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کو کہا گیا کہ بہتر ہوگا آپ جا کر عثمان رضی اللہ عنہ سے کلام کریں تو انہوں نے کہا: تم یہ رائے رکھتے ہو کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ سے کلام کروں اور تمہیں سناؤں۔ میں تو ان سے پوشیدگی میں بات کروں گا بغیر اس کے کہ فتنے کا کوئی دروازہ کھولوں۔ اور اس کو کھولنے والا سب سے پہلے میں ہی بن جاؤں، اور کوئی شخص جب امیر ہو تو میں نہیں کہتا کہ وہ سب لوگوں سے بہتر ہے اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا: آپ نے کیا سنا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے ''قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر جہنم میں ڈالا جائے گا تو اس کی آنتیں باہر نکل جائیں گی اور وہ اس طرح چکر کاٹے گا جیسا گدھا اپنی رسی پر چکر کاٹتا ہے تو آل جہنم اس کے اردگرد جمع ہوں گے اور کہیں گے: اے فلاں! تیرا کیا حال ہے؟ تو تو ہمیں اچھی بات کا حکم دیتا اور برُے کاموں سے منع کرتا تھا۔ پس وہ کہے گا: میں تمہیں نیکی کا حکم دیتا تھا اور خود نہیں کرتا تھا، اور تمہیں بدی سے منع کرتا تھا اور بدی سے نہیں رکتا تھا۔''

٧٩٠٥ـــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا أُسْرِيَ بِي مَرَرْتُ بِرِجَالٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَارٍ، قَالَ: فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَاجِبْرِيْلُ؟

۷۹۰۵۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معراج کی رات میں چند لوگوں کے پاس سے گذرا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے کہا: یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ

(٧٩٠٤) بخاری: ٣٢٦٧۔ مسلم: ٢٩٨٩۔ احمد: ٢١٢٢٩٣.

(٧٩٠٥) احمد: ١٣٠٠٨.

قَالَ: هٰؤُلاَءِ خُطَبَاءُ مِنْ أُمَّتِكَ يَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِـالْبِـرِّ وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ وَهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتَابَ أَفَلاَ يَعْقِلُوْنَ)). (رواه أحمد: ١٣٠٠٨)

آپ ﷺ کی امت کے وہ خطیب ہیں جو وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے مگر اپنے آپ کو بھول جاتے تھے، حالانکہ وہ خود کتاب پڑھتے ہیں، کیا پھر وہ سمجھتے نہیں؟۔'' (الشیخان)

٧٩٠٦ــــ عَـنْ عَـلِـيٍّ رَفَعَهُ: كَيْفَ بِكُمْ إِذَا فَسَـقَ فِتْيَـانُـكُـمْ وَطَـغَـى نِسَاؤُكُمْ؟ قَالُوْا: يَـارَسُـوْلَ اللّٰهِ! وَإِنَّ ذٰلِكَ لَكَائِنٌ؟ قَالَ: نَعَمْ وَأَشَدُّ،كَيْفَ بِكُمْ إِذَا لَمْ تَأْمُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ، وَتَـنْهَـوْا عَـنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَإِنَّ ذٰلِكَ لَـكَـائِـنٌ؟ قَالَ: نَعَمْ وَأَشَدُّ،كَيْفَ بِـكُـمْ إِذَا أُمِـرْتُـمْ بِـالْـمُـنْكَرِ، وَنُهِيْتُمْ عَنِ الْـمَعْرُوْفِ؟ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَإِنَّ ذٰلِكَ لَـكَـائِـنٌ؟ قَـالَ: نَـعَمْ وَأَشَدُّ،كَيْفَ بِكُمْ إِذَا رَأَيْتُـمُ الْمَعْرُوْفَ مُنْكَرًا، وَالْمُنْكَرَمَعْرُوْفًا. (رواه رزين)

٧٩٠٦۔''سیدنا علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہارے نوجوان فسق وفجور کرتے ہوں گے اور تمہاری عورتیں سرکش ہو جائیں گی؟ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ایسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں اور بڑا شدید ہوگا۔'' فرمایا: ''تمہارا کیا حال ہوگا جب تم نیکی کا حکم نہ دوگے اورتم بدی سے منع نہیں کرو گے؟ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ایسا بھی ہوگا؟ فرمایا: اوراس سے شدید اور بدتر ہوگا۔ فرمایا: تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہیں بدی کا حکم دیا جائے گا اور نیکی سے منع کیا جائے گا؟ صحابہ نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ایسا بھی ہوگا؟ فرمایا: ہاں اور اس سے شدید تر ہوگا۔ فرمایا: پھر تمہارا کیا حال ہوگا جب تم نیکی کو بدی اور بدی کو نیکی تصوّر کرنے لگو گے؟'' (الرزین)

شــرح:...... اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ امراء کی تعظیم کی جائے، ان کا ادب کیا جائے اور جولوگ ان کے بارے میں کہتے ہیں وہ ان تک ایسے اچھے طریقہ سے پہنچایا جائے کہ فتنہ بھی پیدا نہ ہواور دوسرے کو اذیت دیے بغیر مقصود بھی حاصل ہوجائے۔

ان تک بات پہنچانے کا مطلب یہ ہو کہ اگر ان میں تقصیر ہے تو وہ دور کرلیں اور اگر کوتاہی نہیں تو خود کومحفوظ کرلیں۔

اب یہ بات قابل غور ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے کون سی بات کہنے کا کہا جا رہا تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ جولوگ اسامہ رضی اللہ عنہ کو جو بات سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہنے کا کہتے تھے وہ یہ تھی کہ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کوعہدے نہ دیں۔ لیکن یہ بات درست نہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے قرابتداری کی وجہ سے کسی کو بھی عہدہ نہیں دیا تھا۔

بات یہ تھی کہ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کو اندیشہ تھا کہ جوسربراہ بنے اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

(٧٩٠٦) رزين.

بھی کرے۔ انہیں یہ ڈر تھا کہ اگر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے امیر مقرر کر دیا تو مجھ سے کوتاہی نہ ہو جائے اور امر بالمعروف میں کوتاہی عذاب کا باعث ہوگی۔ اس لیے میں امیر المومنین سے اس بارے میں کوئی بات نہ کروں گا۔ جبکہ میں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں کوتاہی کرنے والے کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت وعید سنی ہے۔

(فتح الباری:۵۲/۱۳)

۷۹۰۷۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ أُذِلَّ عِنْدَهُ مُؤْمِنٌ فَلَمْ يَنْصُرْهُ وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يَنْصُرَهُ أَذَلَّهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). (رواه أحمد: ١٥٥٥٥، والكبير)

۷۹۰۷۔ ''سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے سامنے کسی مؤمن کو ذلیل کیا جائے اور وہ اس کی مدد نہ کرے جب کہ وہ مدد کرنے پر قادر ہو تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کے سامنے اس کو ذلیل کر دے گا۔'' (احمد والکبیر)

۷۹۰۸۔ عَنْ جَابِرٍ، رَفَعَهُ: أَوْحَى اللّٰهُ إِلَى مَلَكٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ أَنِ اقْلِبْ مَدِينَةَ كَذَا وَكَذَا عَلَى أَهْلِهَا، قَالَ: إِنَّ فِيهَا عَبْدَكَ فُلَانًا لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ، قَالَ: اقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ فَإِنَّ وَجْهَهُ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِي سَاعَةٍ قَطُّ. (للأوسط بلين، يعني لم يغضب لله)

۷۹۰۸۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ فلاں، فلاں بستی کو اس کے رہنے والوں سمیت ان پر الٹا دے تو انہوں نے عرض کی: یا اللہ! اس بستی میں تیرا فلاں بندہ ہے جس نے آنکھ جھپکنے کے بقدر بھی تیری نافرمانی نہیں کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کے سمیت سب پر الٹا دے، اس کا چہرہ تھوڑی ساعت کے لیے بھی غصے سے متغیر نہیں ہوا ہے۔'' (الاوسط، سند کمزور ہے۔ یعنی وہ اللہ کے لیے غصے میں نہیں آیا)

۷۹۰۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَخْطُبُ فَذَكَرَ كَلَامًا أَنْكَرْتُهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أُغَيِّرَهُ فَذَكَرْتُ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ: لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ، قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ!

۷۹۰۹۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے حجاج بن یوسف کو وہ باتیں بیان کرتے سنا جو مجھے ناپسند تھیں تو میں نے ارادہ کیا کہ ان باتوں کی تردید کروں۔ پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مؤمن کے لیے یہ مناسب نہیں

(٧٩٠٧) احمد: ٥٥٥٥۔ طبرانی کبیر وفیه۔ ابن لهيعه وهو حسن الحديث وفيه ضعيف وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ١٢١٣٦.

(٧٩٠٨) طبرانی اوسط، من رواية عبيد بن اسحق العطار عن عمار بن سيف وكلاهما ضعيف ووثق عمار بن سيف ابن المبارك، هيثمی: ١٢١٥٦.

(٧٩٠٩) بزار: ٣٣٢٣۔ طبرانی كبير، طبرانی اوسط، باختصار واسناد الطبرانی فی الكبير جيد ورجاله رجال الصحيح غير زكريا بن يحيى بن ايوب الضرير ذكره الخطيب وروى عنه جماعة ولم يتكلم فيه احد، هيثمی: ١٢١٦٩.

كَيْفَ يُـذِلُّ نَـفْسَهُ؟ قَالَ: يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلاَءِ لِـمَـا لَا يُـطِيْـقُ . (رواه البـزار: ٣٣٢٣، والكبير والأوسط)

ہے کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔'' میں نے کہا: یا رسول اللہ! کوئی اپنے آپ کو ذلیل کیسے کرتا ہے؟ فرمایا: ''وہ کسی مصیبت کا سامنا کرتا ہے جس کی اس کو طاقت نہیں ہے۔'' (البزار، الکبیر، الاوسط)

٧٩١٠ـ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَفَعَهُ: إِذَا رَأَيْتُمْ أَمْرًا لاَتَسْتَـطِيْعُوْنَ تَغْيِيْرَهُ فَاصْبِرُوْا حَتَّى يَكُوْنَ الـلّٰـهُ هُـوَالَّذِي يُغَيِّرُهُ . (للكبير: ٧٦٨٥، بضعف)

۷۹۱۰۔''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''جب تم کوئی غیر شرعی کام دیکھو جس کو تبدیل کرنے کی تمہیں طاقت نہ ہو تو صبر کرو یہاں تک کہ خود اللہ تعالیٰ اس کو تبدیل کر دے۔'' (الکبیر سند ضعیف)

٧٩١١ـــ عَـنِ ابْـنِ عُـمَـرَ رَفَعَهُ: مَنْ دَعَا الـنَّـاسَ إِلَى قَوْلٍ أَوْعَمَلٍ وَلَمْ يَعْمَلْ هُوَبِهِ لَمْ يَزَلْ فِي سَخَطِ اللّٰهِ حَتَّى يَكُفَّ أَوْيَعْمَلَ مَا قَالَ أَوْ دَعَا إِلَيْهِ . (للكبير بلين)

۷۹۱۱۔''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''جس نے لوگوں کو کسی قول یا عمل کی دعوت دی اور خود اس نے اس پر عمل نہ کیا تو وہ اللہ کی ناراضی میں رہتا ہے یہاں تک کہ یا تو دعوت سے رُک جائے اور یا جس قول وعمل کی اس نے دعوت دی ہے، خود اس پر عمل پیرا ہو جائے۔'' (الکبیر سند کمزور)

٧٩١٢ـــ عَـنْ أَنَـسٍ قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لاَ نَـأْمُـرُبِالْمَعْرُوْفِ حَتَّى نَعْمَلَ بِهِ وَلاَنَنْهَى عَـنِ الْـمُـنْـكَرِحَتَّى نَجْتَنِبَهُ كُلَّهُ؟ فَقَالَ: بَلْ مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَإِنْ لَمْ تَعْمَلُوْا بِهِ وَانْهَوْا عَـنِ الْـمُـنْـكَــرِوَإِنْ لَـمْ تَـجْتَـنِبُوْهُ كُلَّـهَ . (للصغير: ٩٨١، والأوسط بضعف)

۷۹۱۲۔''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ہم نیکی کا حکم نہ دیں جب تک خود اس پر عمل نہ کریں، اور ہم بدی سے منع نہ کریں یہاں تک کہ ہم خود اس سب کو ترک کر دیں۔ فرمایا: ''بلکہ تم نیکی کا حکم دو خواہ تم خود اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے ہو اور بدی سے منع کرو اگر چہ تم تمام بدیوں سے باز نہیں آتے ہو۔'' (الاوسط، الصغیر، سند ضعیف)

٧٩١٣ـــ عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ: لاَتَزَالُ لاَ إِلٰـهَ إِلَّا الـلّٰـهُ تَـدْفَـعُ عَـنْ قَائِلِيْهَا مَا بَالُوْا

۷۹۱۳۔''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ اپنے کہنے والوں کا دفاع کرتا رہتا ہے جب تک

(٧٩١٠) طبرانی کبیر: ٧٦٨٥ـ وفيه عفير بن معدان وهو ضعيف، هيثمی: ١٢١٧٤.

(٧٩١١) طبرانی کبير وفيه عبدالله بن خراش وثقه ابن حبان وقال: يخطئی وضعفه الجمهور وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ١٢١٨٣.

(٧٩١٢) طبـرانـی صـغير اور اوسط طبرانی صغير اور اوسط، من طريق عبدالسلام بن عبدالقدوس بن حبيب عن ابيه وهما ضعيفان، هيثمی: ١٢١٨٥.

(٧٩١٣) بزار: ٣٦١٩ـ وفيه عبداللّيه بن محمد بن عجلان وهو ضعيف جدا، هيثمی: ١٢١٨٧.

قَـائِـلُـوْهَا مَا أَصَابَهُمْ فِي دُنْيَاهُمْ، إِذَا سَلِمَ لَهُـمْ دِيْـنَهُـمْ، فَـإِذَا لَـمْ يُبَـالِ قَـائِـلُوْهَا مَا أَصَـابَهُمْ فِي دِيْنِهِمْ بِسَلَامَةِ دُنْيَاهُمْ، فَقَالُوْا لَا إِلَـهَ إِلَّا الـلّٰـهُ، قِيْـلَ لَهُمْ: كَذَبْتُمْ. (رواه البزار: ٣٦١٩، بضعف)

اس کے کہنے والے دنیوی مصیبت کی پروا نہ کرتے ہوں، جب تک ان کا دین سلامت ہو اور جب وہ اپنی دنیوی سلامتی پر مطمئن ہوں اور دین کے نقصان اور مصیبت پر کوئی پروا نہ کریں تو پھر وہ لَا اِلٰـہ اِلَّا اللّٰہُ کہیں تو ان کو کہا جاتا ہے: تم غلط کہتے ہو اور جھوٹے ہو۔'' (البزار، سند ضعیف ہے)

٧٩١٤ــ عَنْ تَـمِيْمٍ الدَّارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَـالَ: ((الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ)) قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: ((لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ)). (رواه مسلم: ٥٥)

۷۹۱۴۔ ''سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دین خیر خواہی کا نام ہے۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کس کی خیر خواہی دین ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کے لیے، اللہ کی کتاب کے لیے، اللہ کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے اور عام اہل سلام کے لیے۔''

٧٩١٥ــ عَنْ جَرِيْرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قُـلْـتُ: أُبَايِعُكَ عَلَى الإِسْلَامِ، فَشَـرَطَ عَلَيَّ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. (رواه البخاری: ٥٨)

۷۹۱۵۔ ''سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرتا ہوں۔ پس آپ ﷺ نے میرے اُوپر ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی شرط رکھی۔'' (بخاری)

٧٩١٦ــ عَنِ ابْنِ سَهْلٍ، أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ فِي غَـزَاةٍ فَـلَـمَّـا بَلَغْتِ الْـمَـغَـارُأَسْتَـحْثَثْـتُ فَـرَسِـي، وَسَبَقْـتُ أَصْـحَابِي، فَقُلْتُ لَهُمْ: قُوْلُوْا لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، تَـحَرَّزُوْا مِنْهَا أَمْوَالَكُمْ، وَدِمَائَكُمْ، فَقَالُوْهَا، فَلَامَنِي أَصْحَابِي، وَقَالُوْا: أَحَرَّمْتَنَا الْغَنِيْمَةَ،

۷۹۱۶۔ ''علی بن سہل کہتے ہیں کہ اس کے والد نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک غزوے میں روانہ کیا اور جب فوج حملے کے مقام پر پہنچی تو میں نے اپنا گھوڑا تیز دوڑایا اور اپنے رفقاء سے آگے نکل گیا اور اس وادی کے لوگوں سے کہا: اگر تم لاالــہ الا الـلّٰــہ پڑھو تو تم اپنے مال اور اپنا خون ہم سے بچالو گے تو لوگوں نے لاالــہ الا الـلّٰـہ پڑھا۔ اس پر میرے

(٧٩١٤) مسلم: ٥٥۔ ابو داود: ٤٩٤٤۔ نسائی: ٤١٩٧۔ احمد: ١٦٤٩٣.

(٧٩١٥) بخاری: ٥٨۔ مسلم: ٥٦۔ نسائی: ٤١٧٧۔ ترمذی: ١٩٢٥۔ دارمی: ٢٥٤٠۔ احمد: ١٨٧٤٣.

(٧٩١٦) رزین، ابو داود: ٥٠٧٩.

فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَخْبَرُوْهُ بِالَّذِى صَنَعْتُ، فَدَعَانِى وَحَسَّنَ لِى فِعْلِى، فَقَالَ: أَمَا إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ لَكَ مِنْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ خَيْرًا.

رفقاء نے مجھے ملامت کی اور کہا: تو نے غنیمت حاصل کرنے سے ہمیں محروم کر دیا۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو لوگوں نے میری کارکردگی کی آپ ﷺ کو اطلاع دی۔ پس آپ ﷺ نے مجھے طلب فرمایا اور میرے اس کام کی تحسین فرمائی اور فرمایا: ''اللہ نے تیرے لیے اسلام قبول کرنے والے ہر فرد کے بدلے نیکی لکھ دی ہے۔''

وَقَالَ لِى: أَمَّا إِنِّي سَأَكْتُبُ لَكَ بِالْوَصَاةِ عَلَى قَوْمِكَ، فَكَتَبَ لِى كِتَابًا وَخَتَمَ عَلَيْهِ وَدَفَعَهُ إِلَيَّ. (لرزين)

اور فرمایا: ''تیرے لیے تیری قوم کے امراء کو میں وصیت لکھتا ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے میرے لیے ایک وصیت نامہ تحریر فرمایا اور اس پر مہر لگا کر مجھے دیدیا۔'' (الرزین)

(یہ حدیث دراصل سند کے اختلاف کی وجہ سے محل نظر ہے۔ اور مؤلف نے اس پر محدثانہ بحث سپرد قلم کی ہے جس کا عام اُردو قارئین سے کوئی واسطہ نہیں ہے اس لیے اس بحث کا ترجمہ ترک کیا جاتا ہے اور اہل علم کے لیے عربی عبارت تحقیق کی راہنمائی کے لیے کفایت کرتی ہے۔ مترجم)

قُلْتُ: كَذَا فِى الأَصْلِ، وَالْحَدِيْثُ فِى اٰخِرِأَبِى دَاوُدَ فِى بَابِ مَا يَقُوْلُ إِذَا أَصْبَحَ بِمَا حَاصِلُهُ قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: حَدَّثَنَا عَمْرُوبْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ وَمُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ وَعَلِيُّ بْنِ سَهْلٍ الرَّمَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ قَالُوْا حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَسَّانَ الْكَنَانِي قَالَ حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ مُسْلِمِ التَّمِيْمِيُّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ نَحْوَهُ إِلَى قَوْلِهِ جِوَارٌمِنْهَا إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِيهِمَا قَبْلَ أَنْ يُكَلِّمَ أَحَدًا قَالَ عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ فِيهِ إِنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ وَقَالَ عَلِيٌّ وَابْنُ الْمُصَفَّى بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ فَلَمَّا بَلَغْنَا الْمُغَارَاسْتَحْثَثْتُ فَرَسِي، فَسَبَقْتُ أَصْحَابِي، وَتَلَقَّانِي الْحَيُّ بِالرَّنِيْنِ فَقُلْتُ: لَهُمْ قُوْلُوْا لاَإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ تُحْرَزُوْا، فَقَالُوْهَا، فَلاَمَنِي أَصْحَابِي وَقَالُوْا: حَرَمْتَنَا الْغَنِيْمَةَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَخْبَرُوْهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَدَعَانِي فَحَسَّنَ لِي مَا صَنَعْتُ، وَقَالَ: أَمَّا إِنَّ اللّٰهَ قَدْكَتَبَ لَكَ مِنْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ كَذَا وَكَذَا قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَنَا نَسِيْتُ الثَّوَابَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَا إِنِّي سَأَكْتُبُ لَكَ بِالْوَصَاةِ بَعْدِي قَالَ فَفَعَلَ وَخَتَمَ عَلَيْهِ فَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَقَالَ: لِي ثُمَّ ذَكَرَمَعْنَاهُمْ. وَقَالَ: ابْنُ الْمُصَفَّى قَالَ سَمِعْتُ الْحَارِثَ بْنَ مُسْلِمِ بْنِ الْحَارِثِ التَّمِيْمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ. (رواه أبوداود: ٥٠٧٩) اِنْتَهٰى.

فَعُلِمَ أَنَّ الْحَدِيْثَ لِمُسْلِمِ بْنِ الْحَارِثِ، وَيُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ لاَلِعَلِيِّ بْنِ سَهْلٍ كَمَا

تَـوَهَّـمَـهُ رَزِيْـنُ، مِنْ تَعْقِيْدِ لَفْظِ أَبِی دَاوُدَ،كَعَادَتِهِ فِی تَأْدِيَةِ الْحَدِيْثِ، وَرَحِمَ اللّٰهُ الْمُصَنِّفَ تَبَعَ هُنَا رَزِيْـنًـا وَأَخْـرَجَ الْـحَـدِيْـثَ فِی الْجِهَادِ لِأَبِی دَاوُدَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُسْلِمٍ، كَمَاعِنْدَ أَبِی الْمُصَفّٰی، وَالـنُّسْخَةُ الَّتِي عِنْدِی مِنْ رَزِيْنَ فِيْهَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَهْلٍ، لٰكِنَّ لَفْظُ مَتْنُ الْحَدِيْثِ هُوَ لَفْظُ أَبِی دَاوُدَ وَأَجِدُهَا كَثِيْرَةً الإِخْتِلاَفِ لِمَا يَسُدُّهُ الْمُصَنِّفُ لرزين . والله أعلم .

٧٩١٧ـ عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَـنْ أَفْتَـى بِـغَيْرِعِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَـلَـى مَنْ أَفْتَاهُ)) زَادَ سُلَيْمَانُ الْمَهْرِيُّ فِي حَـدِيْثِـهِ وَمَنْ أَشَارَعَلَى أَخِيْهِ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِي غَيْرِهِ فَقَدْ خَانَهُ . (رواه أبوداود: ٣٦٥٧)

۷۹۱۷۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے علم کے بغیر فتویٰ دیا تو اس کا گناہ اس پر ہوگا جس نے اس کو مفتی قرار دیا ہے۔اور جس نے اپنے مسلمان بھائی کو وہ مشورہ دیا جس کے متعلق اسے علم ہو کہ اس کی بھلائی کسی اور کام میں ہے تو اس نے مشورہ طلب کرنے والے کے ساتھ دھوکا کیا اور اس کی خیانت کی۔'' (ابوداؤد)

٧٩١٨ـ عَـنْ أُمِّ سَـلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ الـلّٰهِ ﷺ: ((الْـمُسْتَشَـارُمُؤْ تَمَنٌ)) . (رواه الترمذی: ٢٨٢٢)

۷۹۱۸۔ ''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہوتا ہے۔'' (ترمذی)

٧٩١٩ـ ولأبـی داودعـن أبـی هـريرة . (٥١٢٨)

۷۹۱۹۔ ''اور ابوداؤد نے اس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔''

شـرح:...... (۱) امر بالمعروف میں اگر جان کا یا سخت اذیت کا اندیشہ ہو کہ نا قابل برداشت آزمائش آئے گی تو پھر رخصت ہے کہ خاموش رہے۔مگر عزیمت یہی ہے کہ حق گوئی سے کام لیا جائے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ اسے واجب الوجود تسلیم کیا جائے، اس کی وحدانیت، ربوبیت اور الوہیت کے ساتھ ایمان ہو اور اس کے اسماء وصفات میں یہ عقیدہ ہو کہ وہ واحد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ بے مثال اور باکمال ہے اور اس کی عبادت کا علم ہو اور اس کے لیے اخلاص نیت ہو۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی کتاب کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ اس کی تصدیق کی جائے، اس پر ایمان لایا جائے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ یہ وہ وحی ہے جو جبریل امین کے ذریعے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔

(٧٩١٧) ابو داود: ٣٦٥٧ـ حسن، البانی: ٣١٠٥ـ ابن ماجه: ٥٣ـ دارمی: ١٥٩ـ احمد: ٨٠٦٧.

(٧٩١٨) ترمذی: ٢٨٢٢ـ صحیح، البانی: ٢٢٦٣ـ ابو داود: ٥١٢٨ـ ابن ماجه: ٣٧٤٥.

(٧٩١٩) ابو داود: ٥١٢٨ـ صحیح، البانی: ٤٢٧٧.

یہ اپنے الفاظ و معانی اور اسلوب میں ایک معجزہ ہے۔ مخلوق میں طاقت نہیں کہ اس کی مثال لا سکے۔ اس کتاب کی تعظیم کی جائے، اس کے احکام بجا لائے جائیں اور اس کے منع کردہ احکام سے باز آیا جائے۔ یہ ایمان ہو کہ اس میں گمراہوں کی تحریف اور ملحدوں کے شبہات کا رد کیا گیا ہے۔

(۴) رسول اکرم ﷺ کی خیر خواہی یہ ہے کہ آپ کی تصدیق کی جائے، آپ کے ساتھ ایمان لایا جائے اور آپ کی عالمگیر رسالت کا اقرار کیا جائے۔ آپ کی سنت کو سیکھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے، آپ کی اتباع کی جائے آپ کے اخلاق اپنائے جائیں۔ عبادات اور اخلاق میں صالح نمونہ بنایا جائے۔ یہ بھی ایمان رکھا جائے کہ جنوں اور انسانوں سب کے لیے آپ کی رسالت عام ہے اب ہر مذہب اور دین والے پر آپ کی اتباع فرض ہے۔ آپ کی شریعت نے پہلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا ہے اور آپ کی شریعت و نبوت آخری شریعت و نبوت ہے۔

آپ ﷺ کے بعد کوئی نبوت ہوگی نہ شریعت ہوگی۔ آپ کی سنت وحی ہے، اس پر عمل کرنا فرض ہے اور جس سے روکے اس سے رکنا فرض ہے۔

(۵) مسلمانوں کے ائمہ کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ نیک کام میں ان کی اطاعت کی جائے اور ان سے طے شدہ معاہدے کی نگہداشت کی جائے۔ اگر خلاف شرع حکم دیں تو پھر اطاعت نہیں اور ان کے لیے اچھی توفیق طلب کی جائے۔ انہیں نرمی اور حسن سلوک کا مشورہ دیا جائے۔ اگر ان کے کام یا کردار میں کمی نظر آئے تو فوراً ان کے خلاف بغاوت نہ کی جائے بلکہ انہیں سمجھایا جائے۔ بغاوت اس وقت جائز ہے جب وہ اعلانیہ کفر کریں۔ کیونکہ چھوٹی موٹی بات پر بغاوت سے نظام سلطنت بگڑ جاتا ہے۔ اگر ان کے خلاف کوئی بغاوت کرے اور اس کا موقف غلط ہو تو اسے روکا جائے۔

(۶) عوام کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کی خیر و صلاح کو اسی طرح محبوب رکھا جائے جس طرح اپنی خیر و صلاح محبوب ہے۔ غم اور ان کی خوشی میں شریک ہوا جائے۔

(۷) ایک آدمی کسی عالم سے فتویٰ پوچھتا ہے وہ اسے باطل چیز کا فتویٰ دیتا ہے اور بغیر محنت کے فتویٰ دیتا ہے اور سائل اس پر عمل کرتا ہے تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا، ہاں! اگر پورے اجتہاد کے بعد فتویٰ دے گا تو پھر مفتی گنہگار نہ ہوگا۔

اور مشورہ ایک امانت ہے اگر کوئی قصداً غلط مشورہ دیتا ہے تو یہ خائن اور خائن اللہ کا مبغوض ہے۔

(عون المعبود: ۴/۳۶۰)

اَلنِّيَّةُ وَالْإِخْلَاصُ وَالْوَعْدُ وَالصِّدْقُ وَالْكَذِبُ

نیّت، اخلاص، وعدہ، سچائی اور جھوٹ کا بیان

٧٩٢٠ـ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَانَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَا جَرَإِلَيْهِ)). (رواه أبوداود: ٢٢٠١)

۷۹۲۰۔ ’’علقمہ بن وقاص لیثی کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اعمال کا مدار نیتوں پر ہے اور ایک روایت میں ہے ’’نیّت‘‘ پر ہے،اور ہر مرد کے لیے وہی چیز ہے جو اس نے نیّت کی ہے۔ پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف آنے کی نیّت سے ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے،اور جس کی ہجرت دنیا کی خاطر ہے تو وہ اس کو پہنچ جائے گا اور اگر کسی عورت کی طرف ہے تو اس سے عقد کر لے گا۔ پس ہر ایک کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہے جس کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔‘‘

٧٩٢١ـ وَفِي رِوَايَةٍ: فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَا جَرَإِلَيْهِ. (رواه البخاري: ١)

۷۹۲۱۔ ایک روایت میں ہے: ’’پس جس کی ہجرت دنیا کی خاطر ہے تو وہ اسے پا لے گا یا عورت کی طرف ہے تو اس سے نکاح کر لے گا۔ پس اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہے جس کی طرف نیّت کر کے ہجرت کی ہے۔‘‘

شرح:...... یہ ان احادیث میں سے ہے جن پر دین اسلام کا دارومدار ہے۔ نیت سے دل کا ارادہ مراد ہے، لہٰذا نماز کے وقت زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا خود ساختہ ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں اس حدیث سے آغاز کر کے منکرین حدیث کا منہ بند کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حدیث کے خلاف تھے۔ امام رحمہ اللہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث پیش کر دی ہے۔ اور نبی ﷺ پر وحی کا نازل ہونا بھی اخلاص نیت ہی کی وجہ سے تھا۔

ثابت ہوا کہ شریعت کے ہر عمل کے لیے جب اسے بروئے کار لایا جائے تو دل میں اخلاص نیت کا ہونا لازم ہے۔

(٧٩٢٠) ابو داود: ٢٢٠١۔ صحیح، البانی: ١٩٢٧۔ بخاری: ٦٦٨٩۔ مسلم: ١٩٠٧۔ ترمذی: ١٦٤٧۔ نسائی: ٣٤٣٧۔ ابن ماجہ: ٤٢٢٧۔ احمد: ١٦٩.

(٧٩٢١) بخاری: ١۔ مسلم: ١٩٠٧۔ ابو داود: ٢٢٠١۔ ترمذی: ١٦٤٧۔ نسائی: ٣٤٣٧۔ ابن ماجہ: ٤٢٢٧۔ احمد: ١٦٩.

۷۹۲۲ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلَى أَعْمَالِهِمْ)). (رواه البخاری: ۷۱۰۸)

۷۹۲۲ـ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو جو لوگ اس قوم میں موجود ہوتے ہیں سب کو عذاب پہنچتا ہے اور پھر ان کو قیامت کے ان کے اعمال کے مطابق اُٹھایا جائے گا۔'' (الشیخان)

شرح:...... اس میں نبی ﷺ نے پیش گوئی کی ہے کہ انسان جو بھی خیر وشر کی نیت کرتا ہے اس سے اس کے مطابق ہی معاملہ کیا جاتا ہے۔ اس لیے ظالموں اور فاجروں سے اجتناب کریں اور اچھے لوگوں کے ساتھ رہیں۔ (نزہۃ المتقین: ۱/ ۲۱)

۷۹۲۳ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ إِنَّمَا يَنْظُرُ إِلَى أَعْمَالِكُمْ وَقُلُوبِكُمْ)). (رواه ابن ماجة: ٤١٤٣)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتا ہے، وہ تمہارا اعمال اور تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے۔'' (ابن ماجہ)

۷۹۲٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: ((مَنْ أَخْلَصَ لِلّٰهِ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا ظَهَرَتْ يَنَابِيْعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهِ عَلَى لِسَانِهِ)). (رواه رزين)

۷۹۲۴ـ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مرفوعاً روایت کیا ہے: ''جس نے چالیس دن اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص سے اعمال کیے تو حکمتِ دین کے چشمے اس کے دل سے پھوٹ کر اس کی زبان پر آنے شروع ہو جائیں گے۔'' (رزین)

۷۹۲۵ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي الْحَمْسَاءِ قَالَ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِبَيْعٍ قَبْلَ أَنْ يُبْعَثَ وَبَقِيَتْ لَهُ بَقِيَّةٌ فَوَعَدْتُهُ أَنْ آتِيَهُ بِهَا فِي مَكَانِهِ فَنَسِيْتُ ثُمَّ ذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَجِئْتُ فَإِذَا هُوَ فِي مَكَانِهِ فَقَالَ: ((يَافَتَى! لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ أَنَا هَاهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ

۷۹۲۵ـ ''سیدنا عبداللہ بن ابی الحمساء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی بعثت سے قبل آپ سے بیع کی اور اس کی قیمت میں سے کچھ رقم میرے ذمے آپ ﷺ کے لیے باقی تھی۔ میں نے آپ ﷺ سے وعدہ کیا کہ یہاں اسی مقام پر میں رقم لے کر آ رہا ہوں، پس میں بھول گیا، اور مجھے تین دن کے بعد یاد آیا۔ میں واپس آیا اور دیکھا کہ آپ ﷺ اسی مقام پر

(۷۹۲۲) ابن ماجه: ۷۱۰۸ـ مسلم: ۲۸۷۹ـ احمد: ٥٨٥٦.

(۷۹۲۳) ابن ماجه: ٤١٤٣ـ صحيح، البانی: ۳۳٤۲ـ مسلم: ٢٥٦٤.

(۷۹۲٤) رزين.

(۷۹۲٥) ابو داود: ٤٩٩٦ـ ضعيف، الاسناد: ١٠٦٢.

أَنْتَظِرُكَ)). (رواه أبوداود: ٤٩٩٦)

ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے جوان! تو نے مجھے مشقت میں ڈال دیا، میں تین راتوں سے یہاں تیرا انتظار کر رہا ہوں۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... نیت میں جتنی صداقت ہوگی اور دل میں جتنا اخلاص ہوگا اسی کے مطابق اعمال کا صلہ ملے گا۔ اس لیے دل میں پاکیزہ اور صحیح مقاصد ہونے چاہئیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں ایسے مقاصد نہ رکھے جائیں۔ دل کی اصلاح اعضاء کی اصلاح سے پہلے ہونی چاہیے، دل ہی اعمال شرعیہ کی درستگی کا باعث ہے اور نیت خراب ہو تو اچھے اعمال بھی غلط ہو جاتے ہیں۔ اس لیے تاکید ہے کہ دل کے جذبات درست رکھے جائیں۔ (نزہۃ المتقین: ۱/ ۲۵)

٧٩٢٦ــ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ: ((إِذَا وَعَدَالرَّجُلُ وَيَنْوِي أَنْ يَفِيَ بِهِ فَلَمْ يَفِ بِهِ فَلاَجُنَاحَ عَلَيْهِ)). (رواه الترمذي: ٢٦٣٣)

۷۹۲۶۔ ''سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص وعدہ کرتا ہے اور اس کی نیّت وعدہ پورا کرنے کی ہوتی ہے پھر وہ وعدہ پورا نہ کر سکے اور تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔'' (ابوداؤد اور ترمذی بلفظہٖ)

٧٩٢٧ــ ولرزين: مَنْ وَعَدَ رَجُلاًفَلَمْ يَأْتِ أَحَدُهُمَا إِلَى وَقْتِ الصَّلاَةِ وَذَهَبَ الَّذِي جَاءَ لِيُصَلِّيَ فَلاإِثْمَ عَلَيْهِ.

۷۹۲۷۔ ''رزین رحمہ اللہ کی روایت ہے، فرمایا: ''جس نے کسی انسان سے وعدہ کیا اور اُن میں سے کوئی ایک نماز کے وقت تک نہ آیا اور وہ شخص جو اس مقام پر پہنچا تھا وہ نماز کے لیے چلا گیا تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔''

٧٩٢٨ــ عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْقَدْ جَائَنِي مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا)) فَلَمْ يَجِئْ حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَأَبُوْبَكْرٍمُنَادِياً فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دَيْنٌ أَوْعِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِي

۷۹۲۸۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اگر بحرین کا مال آ گیا تو میں تجھے اس طرح، اس طرح اور اس طرح دوں گا، پس وہ مال نہیں آیا تھا کہ آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔ جب آپ ﷺ فوت ہو گئے تو بحرین کا مال سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے منادی نے منادی کی کہ جس کے لیے نبی ﷺ کے ساتھ وعدہ ہو یا قرض ہو تو وہ ہمارے پاس آئے۔

(٧٩٢٦) ترمذی: ٢٦٣٣۔ ضعیف، البانی: ٤٩٣۔ ابو داود: ٤٩٩٥.

(٧٩٢٧) رزین.

(٧٩٢٨) بخاری: ٣١٣٧۔ مسلم: ٢٣١٤.

كَـذاَ وَكَـذَا ، فَـحَثَالِي ثَلاثًا وَجَعَلَ سُفْيَانُ يَحْثُوْبِكَفَّيْهِ جَمِيْعًا ثُمَّ قَالَ لَنَا هٰكَذَا قَالَ لَنَا ابْـنُ الْـمُـنْـكَـدِرِوَقَـالَ مَرَّةً فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَسَأَلْتُ فَلَمْ يُعْطِنِي ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِي ثُمَّ أَتَيْتُهُ الثَّـالِثَةَ ، فَقُلْتُ: سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي ثُمَّ سَـأَلْتُكَ فَـلَـمْ تُعْطِنِي ثُمَّ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي فَـإِمَّـا أَنْ تُـعْطِيَنِيْ وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّي ، قَالَ: قُلْتَ تَبْخَلُ عَلَيَّ ، مَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلاَّ وَأَنَا أُرِيْـدُ أَنْ أُعْـطِيَكَ ، قَالَ جَابِرٌ: فَحَثَا لِي حَثْيَةً وَقَـالَ: عُدَّهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَ مِائَةٍ قَالَ فَخُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ . (رواه البخاري: ٣١٣٧)

چنانچہ میں اُن کے پاس گیا اور میں نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اتنا اتنا مال دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ انہوں نے مجھے تین بار چلو بھر کر دیا۔ پھر سفیان نے کہا: ابن منکدر نے ہمیں ایسے ہی بیان کیا ہے۔ ایک مرتبہ انہوں نے یوں بیان کیا کہ (جابر رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے (نبی ﷺ سے وعدے کا) مال طلب کیا تو انہوں نے نہ دیا، دوسری مرتبہ پھر آ کر مال طلب کیا تو انہوں نے پھر نہ دیا، تیسری مرتبہ میں پھر آیا اور مال طلب کیا، انہوں نے نہ دیا تو میں نے کہا: اے ابوبکر! میں نے آپ سے مانگا تو آپ نے نہیں دیا میں نے پھر مانگا تو آپ نے پھر بھی نہیں دیا پس یا تو مجھے مال دے دیجیے یا میرے ساتھ بخل کیجیے۔ پس انہوں نے کہا تو کہتا ہے یا مجھے دے دو یا مجھ سے بخل کرو اور (کون سی بڑی بیماری ہوسکتی ہے جو بخل سے زیادہ مہلک ہوگئی) اور میں نے تجھے پہلی مرتبہ واپس کیا تھا اور اس وقت بھی تجھے دینے کا ارادہ کیا تھا کہ تجھے ضرور دوں گا پھر انہوں نے دونوں ہاتھ سے چلو بھر کر دیا اور کہا: اس کو شمار کر پس میں نے شمار کیا تو پانچ سو درھم تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کی مثل دو بار مزید لے لو۔'' (الشیخان)

شـــرح:...... اس سے ثابت ہوا کہ اگر حاکم یا کوئی بھی آدمی کسی سے وعدہ کرتا ہے اور وہ زندگی میں وعدہ پورا نہ کر سکا ہو تو وہ وعدہ اس کے نائب کو پورا کرنا چاہیے اس طرح فوت ہونے والے کا وعدہ پورا ہو جاتا ہے۔

(فتح الباری: ۶/۲۴۲)

٧٩٢٩ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ: ((إِنَّ الـصِّـدْقَ بِـرٌّ وَإِنَّ الْبِـرَّيَهْـدِي إِلَـى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَحَرَّى الـصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا وَإِنَّ الْكِذْبَ فُجُوْرٌوَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَإِنَّ الْـعَبْـدَ لَيَتَـحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبُ كَذَّاباً)) . (رواه مسلم: ٢٦٠٧)

۷۹۲۹۔ ''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سچائی نیکی کی طرف راہ دکھاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف راہ دکھاتی ہے، اور بے شک ایک شخص سچ ہی کہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے نزدیک سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ بدی کی طرف راہ دکھاتا ہے اور بدی آگ کی طرف لے جاتی ہے اور تحقیق کوئی مرد جھوٹ ہی کہتا ہے یہاں تک کہ وہ جھوٹا لکھا جاتا ہے۔''

(٧٩٢٩) مسلم: ٢٦٠٧ـ بخاري: ٦١٣٤ـ ابو داود: ٤٩٨٩ـ احمد: ٢٧٨٣٩.

۷۹۳۰ـــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا)). (رواه مسلم: ۲٦۰۷)

۷۹۳۰۔ ''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سچ کو لازم پکڑو، بے شک سچ نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔ ایک شخص ہمیشہ سچ کہتا رہتا ہے اور سچ کہنے کی فکر میں رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے پاس سچا لکھا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو، بے شک جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم میں گرا دیتی ہے۔ آدمی ہمیشہ جھوٹ کہتا رہتا ہے اور جھوٹ کہنے کی فکر میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کو جھوٹا لکھا جاتا ہے۔''

شرح:...... ان احادیث میں سچائی کی اہمیت واضح ہوئی ہے کہ یہ نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے جو کہ جنت میں جانے کا سیدھا راستہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ﴾ (الانفطار: ۱۳)

''نیکوکار نعمتوں میں ہوں گے۔''

اور سچائی ایک ایسا ملکہ ہے جو تلاش کرنے اور محنت کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ آدمی اپنے اقوال، افعال اور نیت اور ہر چیز میں صدق و سچائی پیدا کرے اور یہ سچائی اس کی عادت ثانیہ بن جائے اور رب کائنات کے نزدیک یہ اعلیٰ مقام پر فائز ہو اور یہ سچوں اور نیکوکاروں میں شمار ہو جائے تو ایسے سچوں کی اللہ تعالیٰ تعریف کرتے ہیں:

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾ (الاحزاب: ۲۳)

''ایمانداروں میں سے وہ آدمی بھی ہیں جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا اس پر وہ سچے ثابت ہوئے۔''

اور جھوٹ ایک بری عادت ہے۔ اگر اسے انسان اپنے قول، فعل اور ارادہ میں عادت ثانیہ بنا لے تو یہ کذاب لکھا جاتا ہے اور ایسا انسان فسق و فجور کو اپنا وطیرہ بنا لیتا ہے اور اطاعت الٰہی سے باہر ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے دوزخ اس کا ٹھکانہ بن جاتی ہے۔ الغرض سچ محبوب خدا اور محبوب عوام اور جھوٹ مبغوض خدا اور مبغوض عوام بنا دیتا ہے۔

۷۹۳۱ـــ عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ قَالَ:

۷۹۳۱۔ ''ابوالحوراء السعدی نے کہا: میں نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما

(۷۹۳۰) مسلم: ۲٦۰۷۔ بخاری: ٦۱۳٤۔ ابو داود: ٤۹۸۹۔ احمد: ۲۷۸۳۹.

(۷۹۳۱) ترمذی: ۲۵۱۸۔ صحیح، البانی: ۲۰٤۵۔ نسائی: ۵۷۱۱۔ دارمی: ۲۵۳۲۔ احمد: ۲۷۸۱۹.

قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ: مَا حَفِظْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دَعْ مَا يَرِيْبُكَ إِلَى مَالاَ يَرِيْبُكَ فَإِنَّ الصِّدْقَ اطْمَأْنِيْنَةٌ وَإِنَّ الْكَذِبَ رِيْبَةٌ. (رواه الترمذي: ٢٥١٨)

سے پوچھا: آپ نے نبی ﷺ سے (براہ راست) کون سی کلام حدیث یاد رکھی ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے آپ ﷺ سے یہ یاد کیا ہے: ''چھوڑ اس چیز کو جو تجھے شک میں ڈالے اور وہ چیز اختیار کر جس میں تجھے شک نہ ہو، یقیناً سچ میں اطمینان ہے اور جھوٹ میں شک اور تردّد ہوتا ہے۔'' (الترمذی، اورنسائی)

٧٩٣٢۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ أَنَّهُ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ)) فَقِيْلَ لَهُ أَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِيْلاً؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ)) فَقِيْلَ لَهُ أَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّاباً؟ فَقَالَ: ((لاَ)). (رواه مالك: ١٨٢٦)

۷۹۳۲۔ ''سیدنا صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا مؤمن بزدل ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، پھر آپ ﷺ سے پوچھا گیا: کیا مؤمن بخیل ہوتا ہے؟ فرمایا: ہاں، آپ ﷺ سے پھر کہا گیا: کیا مؤمن جھوٹا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔'' (مؤطا، مالک)

٧٩٣٣۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيْلاً مِنْ نَتْنِ مَاجَاءَ بِهِ)). (رواه الترمذي: ١٩٧٢)

۷۹۳۳۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ میل برابر اس کی بدبو سے بھاگ کر دور چلا جاتا ہے۔'' (الترمذی)

شـــرح:...... جھوٹ دل کی بے قراری ہے اور سچ دل کے اطمینان کو کہتے ہیں۔ وہ اقوال یا اعمال جن کے متعلق شک ہو کہ یہ سنت ہیں یا بدعت ہیں، ان سے منع کیا گیا ہے یا نہیں منع کیا گیا تو اس سے احتیاط کی جائے۔ جب تک صورت حال واضح نہ ہو قدم نہ اٹھایا جائے۔ اپنے عمل اور عقیدہ اور قول کی بنیاد خالص یقین اور تحقیق پر ہو۔ تاکہ دینی امور پوری بصیرت سے ادا ہوسکیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۶۳۷)

مؤطا والی روایت مرسل ہے۔ تاہم موقوف احادیث اس کی تائید کرتی ہیں۔ جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ثابت ہیں اور یہ موقوف مرفوع کا حکم رکھتی ہے۔ اس میں یہ گنجائش نہیں کہ صحابی رضی اللہ عنہ نے اجتہاد سے کہی ہو۔
(شرح زرقانی: ۴/ ۴۱۰)

٧٩٣٤۔ عَنْ بَهْزِبْنِ حَكِيْمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي

۷۹۳۴۔ ''بہز بن حکیم اپنے والد سے وہ اس کے دادا سے

(٧٩٣٢) مالك: ١٨٢٦۔ مرسل یا مفصل.

(٧٩٣٣) ترمذی: ١٩٧٢.

(٧٩٣٤) ترمذی: ٢٣١٥۔ حسن، البانی: ١٨٨٥۔ ابو داود: ٤٨٨٩۔ دارمی: ٢٧٠٢.

عَـنْ جَـدِّي قَـالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((وَيْـلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ بِالْحَدِيْثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ)). (رواه الترمذي: ٢٣١٥)

روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''ہلاکت ہے اُس شخص کے لیے جو ایسی گفتگو کرتا ہے جس سے لوگوں کو ہنسائے اور جھوٹ بولے، ہلاکت ہے اس کے لیے، ہلاکت ہے اس کے لیے۔'' (ابوداؤد، اور ترمذی)

٧٩٣٥ـ عَـنْ سُفْيَانَ بْنَ أَسِيْدِ الْحَضْرَمِيِّ قَـالَ سَـمِـعْـتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُوْلُ: ((كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيْثًا هُوَ لَكَ بِـهِ مُـصَـدِّقٌ وَأَنْـتَ لَـهُ بِهِ كَاذِبٌ)). (رواه أبوداود: ٤٩٧١)

٧٩٣٥ـ ''سیدنا سفیان بن اَسید الحضرمی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''یہ بڑا گناہ ہے کہ تو اپنے بھائی کو کوئی بات سنائے اور وہ تجھے سچا سمجھتا ہو جبکہ تو اس بات میں جھوٹا ہو۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... یعنی دھوکہ نہ دیا جائے بلکہ جس طرح دوسرا اعتماد کر رہا ہے اس پر پورا اترا جائے ایک یہ صورت ہوتی ہے کہ سچی بات ہے اس میں حسن مزاح پیدا کرنا جائز ہے جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ جب امہات المومنین سے ناراض ہوئے تو کہا تھا۔ اگر میری بیوی ایسا مطالبہ کرتی تو میں اس کے بال نوچ دیتا تو نبی اکرم ﷺ مسکرائے تھے۔

مگر ہنسانے کے لیے جھوٹی بات سنانا یہ عظیم گناہ ہے آپ اس کے لیے ہلاکت اور دوزخ کی گہری وادی کی بددعا کرتے ہیں اور اسے دہرا کر کیا ہے کیونکہ جھوٹ ہر شر کی بنیاد ہے۔ (مرقاۃ: ٩/ ١٤٩)

٧٩٣٦ـ عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَـفَـى بِالْمَرْءِ كَذِباً أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَاسَمِعَ)). (رواه مسلم: ٥)

٧٩٣٦ـ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کرتا ہو۔'' (مسلم ونسائی)

٧٩٣٧ـ عَـنْ عَـائِشَةَ أَنَّ امْـرَأَـةً قَالَتْ: يَا رَسُـوْلَ اللّٰهِ! أَقُوْلُ إِنَّ زَوْجِي أَعْطَانِي مَالَمْ يُـعْطِنِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمُتَشَبِّعُ بِـمَـا لَمْ يُعْطَ كَلاَبِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ)). (رواه مسلم: ٢١٢٩)

٧٩٣٧ـ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے عرض کی: یارسول اللہ! میں کہا کرتی ہوں کہ مجھے میرے خاوند نے یہ کچھ دیا ہے حالانکہ اس نے وہ چیز نہیں دی ہوتی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے آپ کو پیٹ بھرنے والا ظاہر کرتا ہے جب کہ اس کو کچھ نہیں دیا گیا ہے تو وہ اس شخص کی مانند ہے جو جھوٹ کے دو لباس پہنتا ہے۔'' (مسلم ونسائی)

(٧٩٣٥) ابو داود: ٤٩٧١ـ ضعيف، البانی: ١٠٥٨.

(٧٩٣٦) مسلم: ٥ـ ابن ماجه: ٤٩٩٢.

(٧٩٣٧) مسلم: ٢١٢٩ـ احمد: ٢٤٠٧٢.

شـرح:...... اس میں اس بات پر ڈانٹا گیا ہے کہ انسان جو بھی سنے بغیر تحقیق آگے بیان نہ کرے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جھوٹ اور سچ دونوں طرح کی باتیں سننے کو ملتی ہیں۔ اگر یوں ہی بیان کر دے گا تو اس کے جھوٹا تصور ہونے میں یہی کافی ہوگا۔ لوگوں کا اعتماد نہ رہے گا۔ (شرح مسلم للنووی:۱/ ۹)

۷۹۳۸ــ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ: دَعَتْنِي أُمِّي يَوْمًا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدٌ فِي بَيْتِـنَـا، فَقَالَـتْ: هَاتَعَالَ أُعْطِيْكَ، فَقَالَ لَهَا رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَمَـا أَرَدْتِ أَنْ تُـعْطِيَهُ قَـالَـتْ: أُعْـطِيْـهِ تَـمْـرًا، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَّـا إِنَّكِ لَوْلَـمْ تُعْطِهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كَذِبَةٌ)). (رواه أبو داود: ٤٩٩١)

۷۹۳۸۔ ''عبداللہ بن عامر راوی ہیں کہ ایک دن میری ماں نے مجھے بلایا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے۔ پس میری ماں نے کہا: آ ؤ تجھے کوئی چیز دیتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کو کیا چیز دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟'' اس نے عرض کی: کھجور دینے کا ارادہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تو کوئی چیز اس کو نہ دیتی تو تیرے اُوپر ایک جھوٹ لکھا جاتا۔'' (ابوداؤد)

شـرح:...... اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ بچوں کے رونے کے وقت جو لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ میں یہ دوں گا چپ ہو جاؤ یا کسی چیز سے خوفزدہ کرتے ہیں۔ ایسا کرنا حرام ہے اور یہ جھوٹ شمار ہوتا ہے۔ (عون المعبود:۴/ ۴۵۵)

۷۹۳۹ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ الـلّٰهِ ﷺ: ((يَكُـوْنُ فِـي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَـذَّابُـوْنَ يَـأْتُـوْنَـكُـمْ مِـنَ الْأَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْـمَـعُـوْا أَنْتُـمْ وَلاَ آبَـاؤُكُـمْ فَـإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لاَيُضِلُّوْنَكُمْ وَلاَ يَفْتِنُوْنَكُمْ)). (رواه مسلم: ۷)

۷۹۳۹۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخر زمانے میں جھوٹے دجال ہوں گے وہ ایسی احادیث بنا لائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے باپ دادا نے سنی ہوں گی، پس تم ان سے بچتے رہنا۔ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنوں میں مبتلا نہ کر دیں۔'' (صحیح مسلم)

۷۹۴۰ــ عَـنْ عَامِرِ بْنِ عَبَدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ الـلّٰـهِ: ((إِنَّ الشَّيْـطَـانَ لَيَتَـمَثَّلُ فِي صُوْرَةِ الـرَّجُـلِ فَيَـأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيْثِ مِـنَ الْكَذِبِ فَيَتَفَرَّقُوْنَ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَـمِـعْـتُ رَجُلاً أَعْرِفُ وَجْهَهُ وَلاَ أَدْرِي مَا اسْمُهُ يُحَدِّثُ)). (رواه مسلم: ۷)

۷۹۴۰۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: شیطان مرد کی صورت میں لوگوں کے پاس جاتا ہے اور ان سے جھوٹی حدیث بیان کرتا ہے اور لوگ سن کر منتشر ہو جاتے ہیں، پھر ایک مرد کہتا ہے: میں نے ایک مرد کو بیان کرتے سنا ہے، میں اس کے چہرے کو پہچانتا ہوں اور اس کے نام سے لاعلم ہوں، وہ ایسی ایسی حدیث بیان کرتا تھا۔''

(۷۹۳۸) ابو داود: ٤٩٩١۔ حسن، البانی: ٤١٧٦۔ احمد: ١٥٢٧٥.
(۷۹۳۹) مسلم: ۷۔ احمد: ۸۰٦۸.
(۷۹٤۰) مسلم: ۷.

٧٩٤١۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ إِنَّ فِي الْبَحْرِ شَيَاطِيْنَ مَسْجُوْنَةً أَوْثَقَهَا سُلَيْمَانُ يُوْشِكُ أَنْ تَخْرُجَ فَتَقْرَأَ عَلَى النَّاسِ قُرْآنًا. (رواه مسلم: ٧)

۷۹۴۱۔''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے کہا: سمندر میں کچھ شیاطین بند کیے گئے ہیں۔ان کو سلیمان علیہ السلام نے بند کیا تھا۔عنقریب وہ نکلیں گے اور لوگوں پر قرآن پڑھیں گے۔''

٧٩٤٢۔عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ: يُحَدِّثُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ لِيُرْضِيَهَا وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ)). (رواه الترمذی: ١٩٣٩)

۷۹۴۲۔''سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین حالتوں کے سوا جھوٹ بولنا حلال نہیں: ایک یہ کہ کوئی مرد اپنی عورت کو راضی کرنے کے لیے کچھ کہے۔اور دوسرا لڑائی میں جھوٹ بولے اور تیسرا وہ مرد جو دو مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولے۔''(ترمذی)

٧٩٤٣۔وَلَهُ وَلِلشَّيْخَيْنِ وَأَبِي دَاوُدَ عَنْ أُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عُقْبَةَ نَحْوَهُ وَذَكَرَ: الثَّالِثَ الرَّجُلُ يُحَدِّثُ امْرَأَتَهُ وَالْمَرْأَةُ تُحَدِّثُ زَوْجَهَا.

۷۹۴۳۔''ترمذی، شیخین اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے ام کلثوم بنت عقبہ سے مثل اس کے روایت کی ہے اور اس طرح مذکور ہے: ''تیسرا وہ مرد جو اپنی عورت سے کچھ بیان کرے اور عورت اپنے خاوند سے کچھ بیان کردے۔''

شرح:...... جھوٹ دراصل کسی صورت جائز نہیں مگر ان تین صورتوں میں اجازت ہے۔اس پر بھی جھوٹ کا لفظ استعمال ہوا ہے کوشش یہی کی جائے تو ریہ بن جائے کہ جس سے بات کی جارہی ہے حقیقت اس پر مخفی رہے۔مثلاً جب دو آدمیوں کے درمیان صلح کرائے تو ادھر سے ادھر وہ بات پہنچائے جس سے ماحول خوشگوار ہو۔

جنگ میں جھوٹ کی یہ صورت بنا دے کہ دشمن سے کہہ سکتا ہے: تمہارا بڑا مر گیا ہے۔نیت یہ ہو کہ ان کے گذشتہ زمانہ میں کوئی پرانا مرا ہوا مراد لے۔جبکہ دشمن یہ سمجھ رہا ہوگا کہ ابھی کوئی مرا ہے۔

اور بیوی سے ایسا اظہار محبت کرے اور وعدہ کرے جو وہ کہہ رہی ہے اس کے بس میں نہیں یا اس کے ذمہ لازمی نہیں۔ مگر بیوی کو دھوکہ دینا جائز نہیں یہ حرام ہے۔(شرح مسلم: ۱۶/ ۱۵۸)

٧٩٤٤۔عَنْ صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ أَنَّ رَجُلاً

۷۹۴۴۔''صفوان بن سلیم الزرقی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک شخص

(٧٩٤١) مسلم: ٧.

(٧٩٤٢) ترمذی: ١٩٣٩۔ صحيح دون قوله ليرضيها: ١٥٨٢۔ احمد: ٢٧٠٥٠.

(٧٩٤٣) بخاری، مسلم: ٧٩٤٤۔ موطا: ١٨٥٩.

(٧٩٤٤)

قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَكْذِبُ امْرَأَتِي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لاَخَيْرَفِي الْكَذِبِ)) فَقَالَ الرَّجُلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَعِدُهَا وَأَقُوْلُ لَهَا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا جُنَاحَ عَلَيْكَ)) . (رواه مالك: ١٨٥٩)

نے نبی ﷺ سے عرض کی: میں اپنی عورت سے جھوٹ کہہ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''جھوٹ میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔'' اس نے پھر عرض کی: کیا میں کچھ وعدے دوں اور کچھ کہوں؟ آپ نے فرمایا: اس میں تیرے اُوپر کوئی گناہ نہ ہوگا۔'' (مالک)

٧٩٤٥ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيْمُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَطُّ إِلَّا ثَلاَثَ كَذَبَاتٍ: ثِنْتَيْنِ فِي ذَاتِ اللّٰهِ قَوْلُهُ(إِنِّي سَقِيْمٌ) وَقَوْلُهُ (بَلْ فَعَلَهُ كَبِيْرُهُمْ) هٰذَا وَوَاحِدَةٌ فِي شَأْنِ سَارَةَ فَإِنَّهُ قَدِمَ أَرْضَ جَبَّارٍ وَمَعَهُ سَارَةُ وَكَانَتْ أَحْسَنَ النَّاسِ فَقَالَ لَهَا إِنَّ هٰذَا الْجَبَّارَإِنْ يَعْلَمْ أَنَّكِ امْرَأَتِي يَغْلِبُنِي عَلَيْكِ فَإِنْ سَأَلَكِ فَأَخْبِرِيْهِ أَنَّكِ أُخْتِي فَإِنَّكِ أُخْتِي فِي الإِسْلاَمِ فَإِنِّي لاَأَعْلَمُ فِي الأَرْضِ مُسْلِمًاغَيْرِي وَغَيْرَكِ فَلَمَّا دَخَلَ أَرْضَهُ رَآهَا بَعْضُ أَهْلِ الْجَبَّارِأَتَاهُ فَقَالَ لَهُ لَقَدْ قَدِمَ أَرْضَكَ امْرَأَةٌ لاَ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تَكُوْنَ إِلَّا لَكَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَأُتِيَ بِهَا فَقَامَ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ إِلَى الصَّلاَةِ فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ لَمْ يَتَمَالَكْ أَنْ بَسَطَ يَدَهُ إِلَيْهَا فَقُبِضَتْ يَدُهُ قَبْضَةً شَدِيْدَةً فَقَالَ لَهَا ادْعِي اللّٰهَ أَنْ يُطْلِقَ يَدِي وَلاَأَضُرَّكِ فَفَعَلَتْ فَعَادَ فَقُبِضَتْ أَشَدَّ

٧٩٤٥۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام نے تین مرتبہ کے سوا کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ دو اللہ کی ذات کے بارے میں تھے: ایک یہ کہ انہوں نے فرمایا: میں بیمار ہوں اور دوسرا انہوں نے فرمایا تھا: بلکہ بتوں میں سے بڑے نے یہ کام کیا ہے، اور ایک جھوٹ حضرت سارہ کے متعلق کہا۔

ہوا یوں کہ آپ ایک جابر بادشاہ کے علاقہ میں گئے اور ان کے ساتھ سارہ بھی تھیں اور وہ بہت خوبصورت تھیں۔ پس ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا: اگر یہ جابر جان گیا کہ تو میری بیوی ہے تو یہ تیرے بارے میں مجھ پر تسلط اور غلبہ حاصل کر لے گا۔ چنانچہ جب یہ تجھ سے سوال کرے تو تو اس سے کہدے کہ تو میری بہن ہے۔ تو دین اسلام میں میری بہن ہے اس لیے کہ کوئی مرد یا عورت میرے اور تیرے سوا زمین پر مجھے معلوم نہیں ہے کہ مسلمان ہو۔ جب ابراہیم علیہ السلام اس جابر بادشاہ کے ملک میں داخل ہوئے تو سارہ کو جابر بادشاہ کے بعض لوگوں نے دیکھا۔ وہ بادشاہ کے پاس گئے اور اس نے کہا: تیرے ملک میں ایک عورت آئی ہے جو تیرے سوا کسی کے لیے مناسب نہیں ہے۔ بادشاہ نے اپنے آدمی ان کی طرف روانہ کیے اور سارہ اس کے پاس

(٧٩٤٥) مسلم: ٢٣٧١ـ بخاى: ٢٢١٧ـ ابو داود: ٢٢١٢ـ ترمذى: ٣١٦٦ـ احمد: ٨٩٨٨.

مِنَ الْقَبْضَةِ الأُوْلٰى فَقَالَ لَهَا مِثْلَ ذٰلِكَ فَفَعَلَتْ فَعَادَ فَقُبِضَتْ أَشَدَّ مِنَ الْقَبْضَتَيْنِ الأَوْلَيَيْنِ فَقَالَ أُدْعِي اللّٰهَ أَنْ يُطْلِقَ يَدِي فَلَكِ اللّٰهَ أَنْ لاَ أَضُرُّكِ فَفَعَلَتْ وَأُطْلِقَتْ يَدُهُ وَدَعَا الَّذِي جَاءَ بِهَا فَقَالَ لَهُ إِنَّكَ إِنَّمَا أَتَيْتَنِي بِشَيْطَانٍ وَلَمْ تَأْتِنِي بِإِنْسَانٍ فَأَخْرِجْهَا مِنْ أَرْضِي وَأَعْطِهَا هَاجَرَ قَالَ فَأَقْبَلَتْ تَمْشِي فَلَمَّا رَآهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ انْصَرَفَ فَقَالَ لَهَا مَهْيَمْ قَالَتْ خَيْرًا كَفَّ اللّٰهُ يَدَ الْفَاجِرِ وَأَخْدَمَ خَادِمًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَتِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ. (رواه مسلم: ٢٣٧١)

لائی گئیں اور ابراہیم علیہ السلام نماز میں کھڑے ہو گئے۔ جب سارہ اس کے پاس گئیں تو وہ اپنا ہاتھ اس کی طرف نہ بڑھا سکا اور شدت سے اس کا ہاتھ پکڑا گیا، تو اس نے سارہ کو کہا: اللہ سے میرا ہاتھ کھولنے کی دعا کر اور میں تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا تو سارہ نے دعا کی تو ہاتھ کھل گیا۔ اس نے دوسری بار ہاتھ بڑھایا تو پہلے سے زیادہ ہاتھ گرفت میں آ گیا، اس نے سارہ کو پھر وہی کہا تو سارہ نے دعا کی اور ہاتھ کھل گیا۔ ظالم نے پھر ہاتھ بڑھایا تو پہلے کی دو مرتبہ کی گرفت سے زیادہ گرفت ہوئی تو اس نے کہا: اللہ سے دعا کر، میں تجھے کوئی نقصان نہیں دوں گا تو اس نے دعا کی اور اس کا ہاتھ چھوڑ دیا گیا۔ پھر ظالم بادشاہ نے وہ آدمی طلب کیا جو سارہ کو لایا تھا اور اس کو کہا: تو میرے پاس شیطان لایا ہے، انسان نہیں لایا۔ فوراً اس کو میرے ملک سے باہر نکال دے اور اس نے سارہ رضی اللہ عنہا کو ہاجرہ رضی اللہ عنہا عطا کی، جب ابراہیم علیہ السلام نے سارہ رضی اللہ عنہا کو آتے دیکھا تو نماز سے سلام پھیر کر کہا: کیا بیتی؟ سارہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بہت بہتر ہوا۔ اللہ نے بدکار کے ہاتھ سے بچایا اور اس نے یہ خدمت کے لیے دی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے آسمانی پانی کی اولاد، یہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا تمہاری ماں ہے۔"

٧٩٤٦ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ عليه السلام بِسَارَةَ فَدَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوكِ أَوْ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ، فَقِيلَ دَخَلَ إِبْرَاهِيمُ بِامْرَأَةٍ هِيَ مِنْ أَحْسَنِ النِّسَاءِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ مَنْ هٰذَا الَّتِي مَعَكَ قَالَ أُخْتِي ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهَا فَقَالَ لاَ تُكَذِّبِي حَدِيثِي فَإِنِّي أَخْبَرْتُهُمْ أَنَّكِ أُخْتِي وَاللّٰهِ! إِنْ عَلَى الأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرُكِ فَأَرْسَلَ بِهَا

٧٩٤٦۔ "سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہجرت کی۔ چلتے چلتے وہ ایک علاقے میں پہنچے جہاں ایک بادشاہ یا جابر شخص حکومت کرتا تھا۔ اس کو اطلاع پہنچی کہ تیری سلطنت میں ایک خوبصورت ترین عورت ابراہیم نامی شخص کی معیت میں داخل ہوئی ہے۔ اس نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف پیغام بھیجا کہ اے ابراہیم! تیرے ساتھ یہ عورت کون ہے؟ انہوں نے کہا: میری بہن ہے۔ پھر سارہ کو کہا: میری بات کی تکذیب نہ کرنا، میں نے ان کو خبر دی ہے کہ یہ میری بہن ہے

(٧٩٤٦) بخاری: ٢٢١٧۔ مسلم: ٢٣٧١۔ ابو داود: ٢٢١٢۔ ترمذی: ٣١٦٦۔ احمد: ٨٩٨٨.

إِلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأَ وَتُصَلِّي فَقَالَتْ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي إِلاَّ عَلَى زَوْجِي فَلاَ تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ قَالَ الأَعْرَجُ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ يَمُتْ يُقَالُ هِيَ قَتَلَتْهُ فَأُرْسِلَ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ تُصَلِّي وَتَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي إِلَّا عَلَى زَوْجِي فَلاَ تُسَلِّطْ عَلَيَّ هٰذَا الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ . قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ يَمُتْ فَيُقَالُ هِيَ قَتَلَتْهُ فَأُرْسِلَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْفِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ! مَا أَرْسَلْتُمْ إِلَيَّ إِلَّا شَيْطَانًا ارْجِعُوْهَا إِلَى إِبْرَاهِيْمَ وَأَعْطُوْهَا آجَرَ فَرَجَعَتْ إِلَى إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقَالَتْ أَشَعَرْتَ أَنَّ اللّٰهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَأَخْدَمَ وَلِيْدَةً . (رواه البخاري: ٢٢١٧)

اور اللہ کی قسم! اس زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی مؤمن نہیں ہے۔ پھر بادشاہ کے پاس روانہ کر دی۔ جب بادشاہ آیا تو سارہ نے وضو کیا اور دعا کی: اے اللہ! اگر میں تیرے اُوپر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور تو نے میرے پردے کے مقام کو میرے خاوند کی خاطر محفوظ رکھا ہے۔ تو کافر کا ہاتھ میرے اُوپر مسلط نہ کر۔ کافر غش کھا کر پاؤں پر گر گیا۔ پس سارہ رضی اللہ عنہا نے دعا کی: یا اللہ! اگر یہ مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اسی نے قتل کیا ہے۔ تو اس کو چھوڑ دیا گیا اور وہ پھر اُٹھا اور آیا تو انہوں نے پھر وضو کیا اور دعا کی: اے اللہ! اگر میں تیرے اُوپر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور تا حال تو نے میری شرمگاہ کو خاوند کے علاوہ محفوظ رکھا ہے۔ تو کافر کا ہاتھ میرے اُوپر مسلط نہ کر۔ وہ غش کھا کر پاؤں پر گر پڑا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: سارہ نے دعا کی: یا اللہ! اگر یہ مر گیا تو لوگ یہی کہیں گے کہ اس عورت نے قتل کیا ہے تو اس کو چھوڑ دیا گیا۔ جب اس کو دوسری یا تیسری بار چھوڑا گیا تو اس نے لوگوں کو کہا: قسم اللہ کی! تم نے میرے پاس کوئی شیطان ہی پہنچا دیا ہے۔ اس کو ابراہیم کے پاس واپس کر دو اور اس کو ہاجرہ بھی دیدو۔ سارہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس واپس آئی اور کہا: کیا تمہیں سمجھ آئی ہے کہ اللہ نے کافر کو مار گرایا اور اس نے خدمت کے لیے ایک لڑکی دے دی۔"

٧٩٤٧ــــ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخِلاَلِ كُلِّهَا إِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكَذِبَ)) . (رواه أحمد: ٢١٦٦٦)

۷۹۴۷۔ "سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مؤمن کی فطرت میں تمام خصلتیں ہو سکتی ہیں مگر خیانت کرنے اور جھوٹ بولنے کی خصلت نہیں ہو سکتی۔" (الترمذی)

شرح: ...... اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ "توریہ" جائز ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ اس سے یہ بھی

(٧٩٤٧) احمد: ٢١٦٦٦.

ثابت ہوا کہ ظالم بادشاہ سے ہدیہ قبول کرنا جائز ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اخلاص نیت سے دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے اور عمل صالح کام آتا ہے، نیز نیک لوگوں کی بلندی کے لیے اور ان کے درجات کو بلند کرنے کے لیے انہیں ابتلاء و آزمائش سے دوچار کیا جاتا ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جب کوئی پریشانی آئے تو نماز پڑھی جائے۔ یہ تکلیف سے نجات دلاتی ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ وضو پہلی امتوں میں بھی ثابت ہے۔ (فتح الباری: ۶/۳۹۴)

اَلسَّخَاءُ وَالْكَرَمُ وَالْبُخْلُ وَذَمُّ الْمَالِ وَالدُّنْيَا

سخاوت، رحم وکرم، کنجوسی اور مالِ دنیا کی مذمت

٧٩٤٨ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((السَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِنَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِنَ النَّاسِ بَعِيْدٌ مِنَ النَّارِ وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِنَ اللّٰهِ بَعِيْدٌ مِنَ الْجَنَّةِ بَعِيْدٌ مِنَ النَّاسِ قَرِيْبٌ مِنَ النَّارِ وَلَجَاهِلٌ سَخِيٌّ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ عَالِمٍ بَخِيْلٍ)). (رواه الترمذی: ١٩٦١)

۷۹۴۸۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سخی اللہ کے قریب ہے، لوگوں کے قریب ہے، جنت کے قریب ہے اور جہنم سے دور ہے۔ اور بخیل اللہ سے دور ہے، لوگوں سے دور ہے، جنت سے دور ہے اور آگ کے قریب ہے۔ جاہل سخی اللہ تعالیٰ کو بخیل عبادت کرنے والے سے زیادہ پسند ہے۔'' (ترمذی)

٧٩٤٩ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ: يَدُ اللّٰهِ مَلْأَى لَا تَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَقَالَ: أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ)). (رواه البخاری: ٤٦٨٤)

۷۹۴۹۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (اے بندے) تو خرچ کر، میں تیرے اُوپر خرچ کروں گا، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بھرپور رہتے ہیں، رات دن کی سخاوت سے خالی نہیں ہوتے۔ کیا تم نے دیکھا اس نے کتنا خرچ کیا ہے جب سے زمین وآسمان کو پیدا کیا ہے اور اس کا ہاتھ خالی نہیں ہوا اس سے جو اس کے ہاتھ میں ہے، پہلے اللہ کا عرش پانی پر تھا اور اس کے ہاتھ میں میزان ہے، پست بھی کرتا ہے اور بلند بھی کرتا ہے۔'' (الشیخان، ترمذی)

(٧٩٤٨) ترمذی: ١٩٦١ـ ضعیف جدًا: ٣٣٤.

(٧٩٤٩) بخاری: ٤٦٨٤ـ مسلم: ٩٩٣ـ ترمذی: ٣٠٤٥ـ ابن ماجه: ١٩٧ـ احمد: ٩٦٦١.

شـــرح:...... اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے جس طرح کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ہمیں اس پر ایمان لانا چاہیے۔

وہ انتہائی غنی ہے مخلوق کے علم میں بھی نہیں ہوسکتا کہ اس کے پاس رزق کے کتنے خزانے ہیں اور پھر شب و روز خرچ کرنے کے باوجود ان میں ذرہ برابر کمی نہیں آتی اور رزق اور اعمال کی میزان اس کے ہاتھ میں ہے۔حکمت کے مطابق جس کے رزق میں چاہتا ہے کمی کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے رزق میں کشادگی کرتا ہے۔

(جائزۃ الاحوذی:۴/ ۲۱۸)

۷۹۵۰۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ: ((لَا)). (رواه مسلم: ۲۳۱۱)

۷۹۵۰۔''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے جب بھی کوئی چیز مانگی گئی تو آپ ﷺ نے انکار نہیں کیا، یعنی ''نہیں'' کا لفظ کبھی نہیں کہا۔''

۷۹۵۱۔ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الإِسْلَامِ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ قَالَ فَجَائَهُ رَجُلٌ فَأَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَرَجَعَ إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ: يَا قَوْمِ! أَسْلِمُوْا فَإِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِي عَطَاءً لاَ يَخْشَى الْفَاقَةَ. وَإِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُسْلِمُ مَا يُرِيْدُ إِلَّا الدُّنْيَا فَمَا يُسْلِمُ حَتَّى يَكُوْنَ الإِسْلَامُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا. (رواه مسلم: ۲۳۲۱)

۷۹۵۱۔''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ سے جب اسلام کی خاطر کوئی چیز طلب کی گئی تو آپ نے ضرور دیدی۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے اس کو دو پہاڑوں کے درمیان چرنے والی سب بکریاں دیدیں تو وہ آدمی اپنی قوم کے پاس گیا اور اس نے کہا: میری قوم کے لوگو! محمد ﷺ اس طرح عطیات دیتے ہیں جیسے ان کو افلاس کا کوئی خوف نہ ہو۔اور کبھی کوئی آدمی صرف اس لیے اسلام قبول کرتا کہ وہ دنیا کا ارادہ رکھتا تھا پھر تھوڑا وقت گذرتا تو اسلام اس کے لیے دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے محبوب بن جاتا تھا۔''(مسلم)

۷۹۵۲۔ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ أَنَّ صَفْوَانَ قَالَ: وَاللّٰهِ! لَقَدْ أَعْطَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَعْطَانِي وَإِنَّهُ لَأَبْغَضُ النَّاسِ إِلَيَّ فَمَا بَرِحَ يُعْطِيْنِي حَتَّى

۷۹۵۲۔''ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہا کہ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے صفوان بن امیہ کو ایک سو چوپائے دیئے اور پھر ایک سو چوپائے عطا کر دیئے۔صفوان نے کہا: قسم اللہ کی! جب آپ ﷺ نے مجھے عطیات دیئے

(۷۹۵۰) مسلم: ۲۳۱۱۔ بخاری: ۶۰۳٤۔ دارمی: ۷۰.

(۷۹۵۱) مسلم: ۲۳۱۲۔ احمد: ۱۳۳۱۹.

(۷۹۵۲) مسلم: ۲۳۱۳۔ ترمذی: ٦٦٦۔ احمد: ۱٤۸۸۰.

إِنَّـــهُ لأَحَـبُّ الـنَّـــاسِ إِلَيَّ . (رواه مسلم: ۲۳۱۳)

اس وقت تمام لوگوں سے زیادہ مجھے آپ ﷺ سے نفرت تھی، پس آپ مجھے دیتے رہے یہاں تک کہ آپ مجھے سب سے زیادہ محبوب قرار پا گئے۔‘‘

شرح:...... جن کے دل اسلام سے وابستہ کرنے ہوں۔ ان میں سے ایک قسم وہ ہے جسے اس لیے عطیات دیے جائیں کہ وہ اسلام قبول کرے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے صفوان بن امیہ کو مال غنیمت میں سے دیا تھا۔

ایک قسم یہ بھی ہے کہ اسلام پہ اس کا دل مضبوط رہے اور ایک قسم یہ ہے کہ اسے عطیات دے کر اسلام کی سرحدوں کی حفاظت کرائی جاتی ہے۔ (التعلیقات السّلفیہ: ۱/۲۹۴)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میں نہیں دوں گا اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو بھی آپ سے مانگا جاتا وہ ضرور دیتے تھے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ زبان سے ’’نہ‘‘ نہ کرتے تھے۔ اگر ہوتا تو کچھ دے دیتے اور اگر نہ ہوتا تو خاموش ہو جاتے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۴۵۷)

۷۹۵۳ــ عَـنْ عَبْدِاللّٰهِ الْهَوْزَنِيِّ قَالَ لَقِيْتُ بِلاَلًا مُؤَذِّنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِحَلَبَ فَقُلْتُ: يَـا بِلاَلُ! حَـدِّثْنِي كَيْفَ كَانَتْ نَفَقَةُ رَسُوْلِ الـلّٰهِ ﷺ؟ قَـالَ: مَـاكَـانَ لَـهُ شَيْءٌ كُنْتُ أَنَا الَّـذِي أَلِـي ذٰلِكَ مِـنْـهُ مُنْذُبَعَثَهُ اللّٰهُ إِلَى أَنْ تُـوُفِّـيَ وَكَـانَ إِذَا أَتَاهُ الإِنْسَانُ مُسْلِمًا فَرَآهُ عَـارِيًا يَأْمُرُنِي فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَقْرِضُ فَأَشْتَرِي لَـهُ الْبُرْدَةَ فَأَكْسُوْهُ وَأُطْعِمُهُ حَتَّى اعْتَرَضَنِي رَجُـلٌ مِـنَ الْـمُشْـرِكِيْـنَ فَقَالَ يَا بِلاَلُ! إِنَّ عِنْدِي سَعَةً فَلاَ تَسْتَقْرِضُ مِنْ أَحَدٍ إِلاَّ مِنِّي فَفَعَلْتُ فَلَمَّا أَنْ كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ تَوَضَّأْتُ ثُمَّ قُـمْـتُ لِأُؤَذِّنَ بِـالـصَّلاَةِ فَإِذَا الْمُشْرِكُ قَدْ أَقْبَـلَ فِـي عِصَابَةٍ مِنَ التُّجَّارِفَلَمَّا أَنْ رَآنِي

۷۹۵۳۔ ’’عبداللہ الھوزنی نے کہا: میں مقام حلب میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے کہا: نبی ﷺ کے نفقے (اخراجات) کا کیا بندوبست تھا؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ کے پاس کوئی چیز جمع نہ ہوتی تھی۔ میں ہی اس کا بندوبست کرتا تھا۔ میں آپ ﷺ کی بعثت سے وفات تک آپ کے ساتھ رہا ہوں۔ جب آپ ﷺ کے پاس کوئی مسلمان ننگے بدن آتا تو آپ مجھے حکم دیتے تو میں جا کر اس کے لیے ادھار چادر خرید کر دیتا اور اس کو کھلاتا پلاتا تھا۔ ایک دن میرے سامنے ایک مشرک آیا اور اس نے کہا: میرے پاس وسیع مال ہے لہٰذا تو مجھ سے قرض لیا کر، دوسرے کسی سے نہ لیا کر تو میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر ایک دن میں وضو کر کے اذان کے لیے اُٹھا تو وہ مشرک تاجروں کی ایک جماعت ساتھ لے کر سامنے سے آ نکلا اور مجھے دیکھا تو کہا: اوئے حبشی! میں نے کہا: جناب!

(۷۹۵۳) ابو داود: ۳۰۵۵۔ صحیح الاسناد: ۲٦۲۸.

قَالَ يَا حَبَشِيُّ! قُلْتُ يَا لَبَّاهُ فَتَجَهَّمَنِي وَقَالَ لِي قَوْلاً غَلِيْظًا وَقَالَ لِي أَتَدْرِيْ كَمْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الشَّهْرِ قَالَ قُلْتُ قَرِيْبٌ قَالَ إِنَّمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ أَرْبَعٌ فَآخُذُكَ بِالَّذِي عَلَيْكَ فَأَرُدُّكَ تَرْعَى الْغَنَمَ كَمَاكُنْتَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَأَخَذَ فِي نَفْسِي مَا يَأْخُذُ فِي أَنْفُسِ النَّاسِ حَتَّى إِذَا صَلَّيْتُ الْعَتَمَةَ رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى أَهْلِهِ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَأَذِنَ لِي فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي إِنَّ الْمُشْرِكَ الَّذِي كُنْتُ أَتَدَيَّنُ مِنْهُ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا وَلَيْسَ عِنْدَكَ مَاتَقْضِي عَنِّي وَلاَ عِنْدِي وَهُوَ فَاضِحِي فَأْذَنْ لِي أَنْ آبَقَ إِلَى بَعْضِ هٰؤُلاَءِ الأَحْيَاءِ الَّذِيْنَ قَدْ أَسْلَمُوْا حَتَّى يَرْزُقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ ﷺ مَا يَقْضِي عَنِّي فَخَرَجْتُ حَتَّى إِذَا أَتَيْتُ مَنْزِلِي فَجَعَلْتُ سَيْفِي وَجِرَابِي وَنَعْلِي وَمِجَنِّي عِنْدَ رَأْسِي حَتَّى إِذَا انْشَقَّ عَمُوْدُ الصُّبْحِ الأَوَّلِ أَرَدْتُ أَنْ أَنْطَلِقَ فَإِذَا إِنْسَانٌ يَسْعَى يَدْعُوْيَا بِلاَلُ! أَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَتَيْتُهُ فَإِذَا أَرْبَعُ رَكَائِبَ مُنَاخَاتٌ عَلَيْهِنَّ أَحْمَالُهُنَّ فَاسْتَأْذَنْتُ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبْشِرْ فَقَدْ جَاءَ كَ اللّٰهُ بِقَضَائِكَ ثُمَّ قَالَ أَلَمْ تَرَ الرَّكَائِبَ الْمُنَاخَاتِ الأَرْبَعَ فَقُلْتُ بَلَى فَقَالَ إِنَّ لَكَ رِقَابَهُنَّ وَمَا عَلَيْهِنَّ فَإِنَّ عَلَيْهِنَّ كِسْوَةً وَطَعَاماً أَهْدَاهُنَّ

اس نے میری طرف بڑھتے ہوئے سخت باتیں کیں اور کہا: تجھے معلوم ہے کہ تیرے اس وقت اور مہینے تک کتنا وقت باقی ہے؟ میں نے کہا: قریب ہے، اس نے کہا: صرف چار ایام باقی ہیں اس کے بعد میں تجھے اس قرض میں پکڑوں گا جو تیرے ذمہ ہے اور تجھے واپس کر کے بکریاں چرانے پر لگادوں گا جیسے تو پہلے بکریاں چرایا کرتا تھا۔

میں تو دل میں اتنا پریشان ہوا جتنا کوئی ہوسکتا ہے۔جب میں نے عشاء کی نماز ادا کی اور رسول اللہ ﷺ اپنے گھر لوٹ آئے تو میں نے آپ سے اجازت طلب کی اور آپ ﷺ نے اجازت دیدی۔میں نے عرض :کی یا رسول اللہ! جس مشرک سے میں قرض لیا کرتا تھا اس نے ایسا ویسا کہا ہے۔میرے ماں باپ آپ پرفدا ہوں! نہ تو آپ کے پاس کوئی چیز ہے اور نہ میرے پاس ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے اور وہ تو مجھے رسوا کرے گا آپ مجھے اجازت دیدیں کہ میں ان قبائل کے پاس چلاجاؤں جومسلمان ہو چکے ہیں۔اور اس وقت ان کے پاس رہوں کہ اللہ اپنے رسول کوکوئی چیز عطا فرمادے جس سے وہ قرض ادا کیا جائے۔پھر میں اپنے گھر آیا اور میں نے اپنی تلوار، جوتے اور ڈھال اپنے سر کے پاس رکھی۔اور جب صبح کاذب طلوع ہوئی تو میں نے چلے جانے کا تہیہ کر لیا۔ اتنے میں ایک انسان مجھے بلارہا تھا۔ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ۔ میں چل کر آپ ﷺ کے پاس گیا تو دیکھا کہ مال سے لدے ہوئے اونٹ آپ ﷺ کے دروازے پر کھڑے تھے۔ میں نے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے بشارت ہو، اللہ نے تیرے قرض ادا کرنے کا سامان کر دیا ہے۔فرمایا: تو نے چار اونٹ بیٹھے نہیں

إِلَـيَّ عَـظِيْـمُ فَدَكَ فَاقْبِضْهُنَّ وَاقْضِ دَيْنَكَ فَـفَـعَـلْـتُ فَذَكَرَالْحَدِيْثَ ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى الْـمَسْـجِـدِ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَـاعِدٌ فِي الْـمَسْـجِـدِ فَسَـلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا فَعَلَ مَا قِبَـلَكَ قُـلْـتُ قَدْ قَضَى اللّٰهُ كُلَّ شَيْءٍ كَانَ عَـلَـى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـلَـمْ يَبْقَ شَيْءٌ قَالَ أَفَضَلَ شَيْءٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ انْظُرْأَنْ تُرِيْحَنِي مِنْهُ فَإِنِّي لَسْتُ بِدَاخِلٍ عَلَى أَحَدٍ مِنْ أَهْلِي حَتَّـى تُـرِيْـحَـنِـي مِـنْهُ فَلَمَّا صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْـعَتَـمَةَ دَعَانِي فَقَالَ مَافَعَلَ الَّذِي قِبَلَكَ قَالَ قُلْتُ هُوَمَعِي لَمْ يَأْتِنَا أَحَدٌفَبَاتَ رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ فِـي الْـمَسْـجِـدِ وَقَصَّ الْـحَـدِيْثَ حَتَّى إِذَا صَلَّى الْعَتَمَةَ يَعْنِي مِنَ الْـغَـدِ دَعَانِي قَالَ مَا فَعَلَ الَّذِي قِبَلَكَ قَالَ قُلْتُ قَدْ أَرَاحَكَ اللّٰهُ مِنْهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَكَبَّرَ وَحَـمِـدَ الـلّٰـهَ شَـفَقًا مِنْ أَنْ يُدْرِكَهُ الْمَوْتُ وَعِـنْدَهُ ذٰلِكَ ثُمَّ اتَّبَعْتُهُ حَتَّى إِذَا جَاءَ أَزْوَاجَهُ فَسَـلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ امْرَأَةٍ حَتَّى أَتَى مَبِيْتَهُ فَهٰذَا الَّذِي سَأَلْتَنِي عَنْهُ. (لأبی داود: ۳۰۵۵)

دیکھے؟ میں نے کہا: ہاں دیکھے ہیں۔ فرمایا: وہ اونٹ بھی اور ان پر جو سامان ہے وہ سب تیرا ہے۔ ان پر کپڑے اور گندم ہے وہ فدک کے بڑے آدمی (سردار) نے بھیجے ہیں۔ تو ان پر قبضہ کر اور اپنا قرض ادا کر۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور میں مسجد گیا دیکھا کہ نبی ﷺ تشریف فرما ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری کیا خبر ہے؟ میں نے عرض کی: اللہ نے سارا قرض ادا کر دیا جو بھی اللہ کے رسول پر تھا۔ فرمایا: کچھ بچا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: وہ خرچ کر کے مجھے آرام پہنچا۔ میں اپنے کسی گھر میں داخل نہیں ہوں گا یہاں تک کہ وہ مال خرچ کر کے تو مجھے آرام پہنچا دے۔ پھر جب آپ ﷺ نے عشاء کی نماز ادا کی تو فرمایا: تیرے پاس کیا خبر ہے؟ تو میں نے کہا: مال میرے پاس ہے، کوئی لینے نہیں آیا۔ پس یہ رات آپ ﷺ نے مسجد میں بسر کی اور آپ مسجد میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ اگلے دن کی عشاء بھی پڑھی اور مجھے پھر طلب کیا اور فرمایا: جو تیرے پاس تھا اس کا کیا بنا؟ میں نے کہا: اللہ نے آپ ﷺ کو اس سے آرام وراحت عنایت کر دی ہے اور وہ خرچ ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ آپ ﷺ کو خوف تھا کہ اگر موت آ جائے تو یہ مال پاس پڑا ہوگا۔ پھر میں آپ ﷺ کے پیچھے گیا اور آپ اپنی ایک ایک بیوی کے پاس آئے۔ آپ نے ہر ایک کو سلام کہا یہاں تک کہ اس کے پاس پہنچ گئے جس کے ہاں رات ٹھہرنا تھا، پس یہ تھی آپ ﷺ کی معیشت جس کے بارے میں تو نے سوال کیا تھا۔‘‘ (ابوداؤد)

۷۹۵٤ـ عَـنْ أَنَـسٍ قَـالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ. (رواه الترمذی: ٢٣٦٢)

۷۹۵۴۔ ’’سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کل کے لیے کوئی چیز بچا کر نہیں رکھتے تھے۔‘‘ (ترمذی)

(۷۹۵٤) ترمذی: ۲۳٦۲.

شرح:...... اس میں ایک تو نبی ﷺ کے گھر کے خرچہ کا ذکر ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے یہی بتایا ہے کہ آپ تو لوگوں کے تعاون کے لیے مقروض رہتے تھے۔ گھر کا معاملہ بھی یونہی چلتا تھا لیکن بعض روایات میں آتا ہے کہ جب آپ کو باغ فدک وغیرہ ملا تو آپ سال کا خرچہ نکال لیتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ جب لوگوں کو دے کر بچ جاتا تو سال کی خوراک رکھ لیتے، اگر نہ بچتا تو پھر ذخیرہ نہ کرتے تھے (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۵۵۷)

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مشرک سے ہدیہ قبول کرنا جائز ہے ایک دوسری حدیث میں ہے (ابو داود: ۳۰۵۰۔ حسن، صحیح) کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں مشرکوں سے ہدیہ لینے سے منع کر دیا گیا ہوں۔

دونوں میں مطابقت یوں ہے کہ ہدیہ قبول کرنے کی اجازت ہے خواہ مشرک ہو یا اہل کتاب ہو۔ مگر آپ نے مشرک کا ہدیہ اس لیے قبول نہ کیا تھا کہ ہدیہ سے فطرتی طور پر ہدیہ دینے والے کی طرف میلان پیدا ہوتا ہے۔ نبی ﷺ اس میلان سے خود کو محفوظ رکھنا چاہتے تھے اس لیے اس کا ہدیہ قبول نہ کیا تھا۔ (عون المعبود: ۳/ ۱۳۸)

٧٩٥٥ــ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رضي الله عنه قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعَصْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ سَرِيْعًا دَخَلَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ ثُمَّ خَرَجَ وَرَأَى مَا فِي وَجُوْهِ الْقَوْمِ مِنْ تَعَجُّبِهِمْ لِسُرْعَتِهِ فَقَالَ ذَكَرْتُ وَأَنَافِي الصَّلَاةِ تِبْرًا عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ أَنْ يُمْسِيَ أَوْ يَبِيْتَ عِنْدَنَا فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ. (رواه البخاري: ١٢٢١)

۷۹۵۵۔ ''سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی اقتداء میں عصر کی نماز ادا کی۔ آپ ﷺ سلام پھیر کر جلدی سے اٹھے اور اپنی کسی بیوی کے ہاں گئے، پھر واپس تشریف لے آئے تو دیکھا کہ لوگ بڑے متحیر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے پاس کچھ چاندی تھی اور مجھے ناپسند تھا کہ وہ رات کو ہمارے پاس پڑی رہے، لہٰذا میں نے اس کو تقسیم کرنے کا حکم دیدیا ہے۔'' (بخاری ونسائی)

شرح:...... اس سے نبی کریم ﷺ کے زہد کا پتہ چلتا ہے کہ امانت کی ادائیگی کی کس قدر فکر مندی تھی۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز میں کچھ فکر سی پیدا ہو جائے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے صدقے کے بارے میں سوچا تھا، اس کے باوجود آپ نے نماز نہیں دہرائی۔ (فتح الباری: ۳/ ۹۰)

٧٩٥٦ــ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه: قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَسْمًا فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَغَيْرُ هٰؤُلَاءِ كَانَ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُمْ، قَالَ:

۷۹۵۶۔ ''سلمان بن ربیعہ کا بیان ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دفع مال تقسیم کیا تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ان لوگوں کے علاوہ کچھ لوگ اس مال کے زیادہ حقدار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان لوگوں نے مجھے دو

(٧٩٥٥) بخاري: ١٢٢١۔ نسائي: ١٣٦٥۔ احمد: ١٥٧١٨.

(٧٩٥٦) مسلم: ١٠٥٦۔ احمد: ١٢٨.

((إِنَّهُمْ خَيَّرُوْنِي أَنْ يَسْأَلُوْنِي بِالْفُحْشِ أَوْ يَبْخَلُوْنِي فَلَسْتُ بِبَاخِلٍ)). (رواه مسلم: ١٠٥٦)

باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا تھا کہ یا تو وہ فحش انداز میں میرے سے سوال کریں یا مجھے بخیل گردانیں اور میں بخیل تو نہیں ہوں۔'' (مسلم)

٧٩٥٧ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ مَكَّةَ وَلَيْسَ بِأَيْدِيْهِمْ [يَعْنِي شَيْئًا] وَكَانَتِ الأَنْصَارُ أَهْلَ الأَرْضِ وَالْعَقَارِ فَقَاسَمَهُمُ الأَنْصَارُ عَلَى أَنْ يُعْطُوْهُمْ ثِمَارَ أَمْوَالِهِمْ كُلَّ عَامٍ وَيَكْفُوْهُمُ الْعَمَلَ وَالْمُؤْنَةَ وَكَانَتْ أُمُّهُ أُمُّ أَنَسٍ أُمُّ سُلَيْمٍ كَانَتْ أُمَّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ فَكَانَتْ أَعْطَتْ أُمُّ أَنَسٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عِذَاقاً فَأَعْطَاهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ أُمَّ أَيْمَنَ مَوْلاَتَهُ أُمَّ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِ أَهْلِ خَيْبَرَ فَانْصَرَفَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ رَدَّ الْمُهَاجِرُوْنَ إِلَى الأَنْصَارِ مَنَائِحَهُمُ الَّتِي كَانُوْا مَنَحُوْهُمْ مِنْ ثِمَارِهِمْ فَرَدَّ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أُمِّهِ عِذَاقَهَا وَأَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُمَّ أَيْمَنَ مَكَانَهُنَّ مِنْ حَائِطِهِ. (رواه البخاري: ٢٦٣٠)

٧٩٥٧ـ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب مہاجرین مکہ سے مدینہ منورہ پہنچے تو ان کے پاس کچھ مال و دولت نہ تھا۔ انصار کھیتی باڑی اور زمینوں والے تھے، چنانچہ انصار نے مہاجرین سے یوں تقسیم کی کہ انصار اپنے اموال میں سے انہیں سالانہ خرچہ دے دیا کریں گے اور انہیں کام بھی نہیں کرنا پڑے گا بلکہ محنت بھی خود انصار ہی کریں گے۔ انس رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا جو عبداللہ بن ابوطلحہ کی بھی والدہ تھیں، انہوں نے نبی ﷺ کے گزر اوقات کے لیے چند درخت دیئے۔ آپ ﷺ نے وہ درخت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو دیدیئے تھے۔ خیبر فتح ہوتے ہی مہاجرین نے انصار کو ان کے عطیات واپس کرنے شروع کر دیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے درخت انہیں واپس کیے اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کو ان کے عوض اپنے باغ سے درخت دے دیئے۔''

٧٩٥٨ـ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ أَنَسٌ: وَإِنَّ أَهْلِي أَمَرُوْنِي أَنْ آتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْأَلَهُ مَاكَانَ أَهْلُهُ أَعْطَوْهُ أَوْبَعْضَهُ وَكَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَعْطَاهُ أُمَّ أَيْمَنَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَعْطَانِيْهِنَّ،

٧٩٥٨ـ ''ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے گھر والوں نے مجھے حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ سے ان تمام یا بعض اشیاء کا مطالبہ کروں جو انہوں نے آپ ﷺ کو دے دی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ اشیاء (درختِ خرما)

(٧٩٥٧) بخاری: ٢٦٣٠۔ مسلم: ١٧٧١.

(٧٩٥٨) مسلم: ١٧٧١۔ بخاری: ٤١٣٠.

فَجَاءَتْ أُمُّ أَيْمَنَ فَجَعَلَتِ الثَّوْبَ فِي عُنُقِي وَقَالَتْ: وَاللّٰهِ لَا نُعْطِيكَاهُنَّ وَقَدْ أَعْطَانِيهِنَّ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أُمَّ أَيْمَنَ! اتْرُكِيهِ وَلَكِ كَذَا وَكَذَا)) وَتَقُولُ كَلَّا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! فَجَعَلَ يَقُولُ كَذَا حَتَّى أَعْطَاهَا عَشَرَةَ أَمْثَالِهِ أَوْقَرِيبًا مِنْ عَشَرَةِ أَمْثَالِهِ. (لمسلم: ١٧٧١)

ام ایمن رضی اللہ عنہا کو دی ہوئی تھیں۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے وہ اشیاء واپس کر دیں۔ پس ام ایمن آئیں اور میری گردن میں کپڑا ڈال کر کہا: اللہ کی قسم! میں تجھے کھجور کے وہ درخت واپس نہیں کروں گی۔ وہ درخت تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیے ہیں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام ایمن! اس کو چھوڑ، تجھے اتنے اور اتنے درخت ہم دیتے ہیں۔ تو وہ کہتی ہیں: ہرگز نہیں، اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے! آپ ﷺ درخت بڑھاتے گئے یہاں تک کہ اس کو دس گنا زیادہ دیے یا اس کے قریب دیے۔'' (الشیخان)

٧٩٥٩ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه إِلَى السُّوقِ فَلَحِقَتْ عُمَرَامْرَأَةٌ شَابَّةٌ فَقَالَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَلَكَ زَوْجِي وَتَرَكَ صِبْيَةً صِغَارًا وَاللّٰهِ! مَا يُنْضِجُونَ كُرَاعاً وَلَا لَهُمْ زَرْعٌ وَلَا ضَرْعٌ وَخَشِيتُ أَنْ تَأْكُلَهُمُ الضَّبُعُ وَأَنَا بِنْتُ خُفَافِ بْنِ إِيْمَاءَ الْغِفَارِيِّ وَقَدْ شَهِدَأَبِي الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَوَقَفَ مَعَهَا عُمَرُوَلَمْ يَمْضِ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِنَسَبٍ قَرِيبٍ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَعِيرٍظَهِيرٍكَانَ مَرْبُوطًا فِي الدَّارِفَحَمَلَ عَلَيْهِ غِرَارَتَيْنِ مَلَأَهُمَا طَعَاماً وَحَمَلَ بَيْنَهُمَا نَفَقَةً وَثِيَاباً ثُمَّ نَاوَلَهَا بِخِطَامِهِ ثُمَّ قَالَ اقْتَادِيهِ فَلَنْ يَفْنَى حَتَّى يَأْتِيَكُمُ اللّٰهُ

٧٩٥٩۔''زید کے والد اسلم کہتے ہیں: میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار کی طرف نکلا تو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک جوان عورت آپہنچی اور اس نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! میرا خاوند چھوٹی چھوٹی بچیاں چھوڑ کر فوت ہوا ہے۔ اللہ کی قسم! پکانے کے لیے کچھ نہیں حتیٰ کہ جانور کی کھری بھی نہیں، نیز ان کے پاس کھیت ہے نہ دودھ دینے والے مویشی۔ مجھے خدشہ لگا رہتا ہے کہ انہیں جنگلی جانور کھا جائیں گے۔ میں خفاف بن ایماء الغفاری کی بیٹی ہوں اور میرا باپ نبی ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں شریک رہا ہے۔

پس عمر رضی اللہ عنہ اس عورت کے پاس کچھ دیر کھڑے رہے اور ایک قدم آگے نہ بڑھے، پھر کہا: قریب کی قرابت کا آنا مبارک ہو۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ واپس آئے اور گھر میں جو سواری کا اونٹ بندھا تھا اس کے پاس پہنچے اور اس پر گندم کی دو بوریاں رکھیں۔ ان کے درمیان پارچہ جات اور کچھ نقدی اور سامان رکھا، پھر اس کو اونٹ کی مہار پکڑا دی اور کہا: یہ لے جا اور اس کے ختم ہونے

(٧٩٥٩) بخاری: ٤١٦١.

بِـخَيْـرٍ . فَـقَـالَ رَجُـلٌ يَـا أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَكْثَرْتَ لَهَا ، قَالَ عُمَرُ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ وَاللهِ! إِنِّـي لَأَرَى أَبَـا هٰـذِهِ وَأَخَـاهَـا قَدْ حَاصَرَا حِـصْنًا زَمَانًا فَافْتَتَحَاهُ ثُمَّ أَصْبَحْنَا نَسْتَفِيءُ سُهْمَانَهُمَا فِيْهِ . (رواه البخاری: ٤١٦١)

سے پہلے تیرے پاس اللہ تعالیٰ بھلائی کے اسباب پہنچا دیگا۔ ایک مرد نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے تو اس عورت کو بہت زیادہ دیدیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تیری ماں تجھے روئے۔ قسم اللہ کی! میں گویا اس کے باپ کو اور بھائی کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے طویل محاصرہ جاری رکھ کر کفار کا قلعہ فتح کیا تھا، اور آج تک ان دونوں کے مال غنیمت ہم سب لوگ استعمال میں لا رہے ہیں۔'' (بخاری)

٧٩٦٠ـ عَنِ الأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ قَدِمْتُ الْـمَـدِيْـنَةَ فَبَيْـنَـا أَنَـافِي حَلْقَةٍ فِيْهَا مَلأٌ مِنْ قُـرَيْشٍ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ أَخْشَنُ الثِّيَابِ أَخْشَنُ الْـجَسَـدِ أَخْشَـنُ الْوَجْهِ فَقَامَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: بَشِّـرِالْـكَـانِـزِيْـنَ بِرَضْفٍ يُحْمَى عَلَيْهِ فِي نَارِجَهَنَّمَ فَيُوْضَعُ عَلَى حَلَمَةِ ثَدْيِ أَحَدِهِمِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ نُغْضِ كَتِفَيْهِ وَيُوْضَعُ عَلَى نُـغْـضِ كَتِفَيْهِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيَيْهِ يَتَـزَلْزَلُ ، قَالَ: فَوَضَعَ الْقَوْمُ رُءُ وْسَهُمْ فَمَا رَأَيْـتُ أَحَـدًامِـنْهُـمْ رَجَعَ إِلَيْـهِ شَيْئًا قَـالَ فَـأَدْبَـرَ ، وَاتَّبَـعْتُـهُ حَتَّى جَلَسَ إِلَى سَارِيَةٍ فَـقُـلْـتُ: مَارَأَيْتُ هٰؤُلاَءِ إِلَّاكَرِهُوْا مَاقُلْتَ لَهُـمْ ، قَـالَ: إِنَّ هٰـؤُلاَءِ لاَيَعْقِلُوْنَ شَيْئًا إِنَّ خَلِيْلِي أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ دَعَانِي فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ: ((أَتَـرَى أُحُـدًا)) فَـنَـظَـرْتُ مَـا عَلَيَّ مِنَ الشَّمْسِ وَأَنَا أَظُنُّ أَنَّهُ يَبْعَثُنِي فِي حَاجَةٍ لَهُ ، فَـقُلْتُ: أَرَاهُ فَقَالَ: ((مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي مِثْلَهُ

٧٩٦٠ـ ''احنف بن قیس رحمہ اللہ نے کہا: میں مدینہ میں گیا اور اتفاقاً قریش کے ایک حلقے میں تھا کہ موٹے کپڑے کے لباس میں ایک مرد آیا۔ اس کا جسم اور چہرہ بھی خشک تھا۔ وہ ان لوگوں کے سر پر کھڑا ہوا اور کہا: خزانہ جمع کرنے والوں کو بشارت ہے کہ ان کی جمع کردہ دولت کو جہنم کی آگ سے گرم کر کے ان کے سر پستان پر رکھا جائے گا اور وہ ان کے دونوں شانوں کے درمیان گردن کے نیچے سے دولت پار ہو جائے گی۔ پھر شانوں کے درمیان رکھا جائے گا اور وہ ان کے پستانوں کے کنارے سے جا نکلے گی۔ ان لوگوں پر زلزلہ طاری ہو گیا اور انہوں نے اپنے سر جھکا لیے۔ میں نے دیکھا کہ کسی نے اس شخص کو کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر وہ لوٹ گیا اور میں اس کے پیچھے پیچھے گیا۔ وہ مسجد کے ستون کے ایک ساتھ جا بیٹھا۔ میں نے اس سے کہا: میں نے تو یہی دیکھا ہے کہ ان لوگوں نے تیرے قول کو ناپسند ہی کیا ہے۔ اس نے کہا: یہ لوگ عقل نہیں رکھتے۔ میرے حبیب ابوالقاسم ﷺ نے مجھے بلایا تو میں حاضر خدمت ہوا آپ نے فرمایا: کیا تجھے اُحد نظر آتا ہے؟ میں نے دیکھا کہ سورج میرے سر پر ہے اور میرا گمان تھا کہ آپ ﷺ مجھے اپنے کسی کام کے لیے

(٧٩٦٠) مسلم: ٩٩٢ـ بخاری: ١٤٠٨ـ دارمی: ٢٧٦٧ـ احمد: ٢٠٩١٥.

ذَهَبًا أُنْفِقُهُ كُلَّهُ إِلَّا ثَلاثَةَ دَنَانِيْرَ)) ثُمَّ هٰؤُلاَءِ يَـجْـمَعُوْنَ الدُّنْيَا لاَيَعْقِلُوْنَ شَيْئًا قَالَ قُلْتُ مَـالَكَ وَلِإِخْـوَتِكَ مِـنْ قُرَيْشٍ لاَ تَعْتَرِيْهِمْ وَتُصِيْبُ مِنْهُمْ قَالَ لاَوَرَبِّكَ لاَ أَسْأَلُهُمْ عَنْ دُنْيَـا وَلاَأَسْتَـفْتِيْهِـمْ عَـنْ دِيْـنٍ حَتَّى أَلْحَقَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ. (رواه مسلم: ٩٩٢)

روانہ فرمائیں گے۔ میں نے کہا: دیکھتا ہوں۔فرمایا: میں پسند نہیں کرتا کہ اس کی مثل سونا ہو اور میں اس کو روک رکھوں مگر تین دینا ر اہم ضرورت کے لیے رکھ کر بقیہ سب خرچ کر ڈالوں گا۔ اس نے کہا: لوگ مال جمع کرتے ہیں اور عقل سے عاری ہیں۔ میں نے کہا: تجھے اور تیرے قریشی بھائیوں کو کیا ہوا کہ تو ان سے نہیں ملتا اور ان سے مال ودولت قبول نہیں کرتا؟ اس نے کہا: تیرے ربّ کی قسم! میں تو نہ ان سے دنیا طلب کرتا ہوں اور نہ ان سے دین میں فتویٰ مانگتا ہوں یہاں تک کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے جا ملاقات کروں گا۔'' (الشیخان)

٧٩٦١ـــــ عَـنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَـالَ انْتَهَيْـتُ إِلَـى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَآنِـي قَـــالَ: ((هُـمُ الأَخْسَـــرُوْنَ وَرَبِّ الْـكَـعْبَةِ)) قَالَ: فَجِئْتُ حَتَّى جَلَسْتُ فَلَمْ أَتَقَارَّ أَنْ قُمْتُ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّـي! مَنْ هُمْ؟ قَالَ: ((هُمُ الأَكْثَرُوْنَ أَمْوَالاً إِلَّا مَـنْ قَـالَ هٰـكَـذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا مِنْ بَيْنِ يَـدَيْـهِ وَمِـنْ خَـلْفِهِ وَعَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَلِيْلٌ مَاهُمْ)). (رواه مسلم: ٩٩٠)

۷۹۶۱۔''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ کعبہ کے سائے میں بیٹھے تھے۔ پس جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: وہی زیادہ نقصان اُٹھانے والے ہیں ،کعبہ کے رب کی قسم!'' میں آ کر بیٹھ گیا اور بلا تاخیر عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''زیادہ مال جمع کرنے والے،مگر وہ جس نے خرچ کیا اس طرف بھی اور اُس طرف بھی۔سامنے اور پیچھے بھی، دائیں اور بائیں طرف بھی اور ایسے لوگ تو بہت کم ہیں۔'' (الشیخان، الترمذی، النسائی)

شـــــرح:...... مکمل حدیث یوں ہے کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ شاید میرے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا ہے۔اس لیے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور اپنے ماں باپ کی فدویت کا کہا۔ کیونکہ ماں باپ میرے نزدیک سب سے زیادہ بڑی متاع گرانمایہ تھے اور پوچھا وہ کون ہیں گھاٹا پانے والے فرمایا: جن کے پاس مال زیادہ ہے۔مگر خرچ نہیں کرتے۔

اس خسارے سے وہی بچیں گے جو خیر کی ہر جہت پر خرچ کریں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جن جانوروں کو روکتا رہا ہے، ان کی زکاۃ نہیں دیتا رہا۔ یہ قیامت کے دن بہت زیادہ صحت مند ہوں گے اور یہ روکنے والے کو لتاڑیں گے

(٧٩٦١) مسلم: ٩٩٠ـ بخاری: ١٤٦٠ـ نسائی: ٢٤٤٠ـ ترمذی: ٦١٧ـ ابن ماجه: ١٧٨٥ـ احمد: ٢٠٨٩٠.

اور سینگ والے اسے سینگ ماریں گے۔ (تعلیقات سلفیہ: ۲۷۲/۱)

۷۹۶۲ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالشُّحِّ أَمَرَهُمْ بِالْبُخْلِ فَبَخِلُوْا وَأَمَرَهُمْ بِالْقَطِيْعَةِ فَقَطَعُوْا وَأَمَرَهُمْ بِالْفُجُوْرِ فَفَجَرُوْا)). (رواه أبوداود: ١٦٩٨)

۷۹۶۲۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور خطبے میں فرمایا: تم دل کے بخل سے پرہیز کرو، تم سے پہلے لوگ بخل کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں، دل کے بخل نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے بخل کیا اور اس نے انہیں قطع رحمی کا حکم دیا تو انہوں نے قطع رحمی کی اور انہیں فسق و فجور کا حکم دیا تو انہوں نے فسق و فجور اختیار کیا۔'' (ابوداود)

۷۹۶۳ــ عَنْ أَبِي الْقَيْسِ: أَنَّهُ مَرَّ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَمَعَهُ شَيْءٌ مِنْ تَمْرٍ، فَأَهْوَى النَّبِيُّ ﷺ لِيَأْخُذَ مِنْهُ قَبْضَةً يَنْشُرُهَا بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِهِ، فَضَمَّ طَرَفَ رِدَائِهِ إِلَى بَطْنِهِ وَإِلَى صَدْرِهِ، فَقَالَ لَهُ ﷺ: زَادَكَ اللّٰهُ شُحًّا. (للكبير: ٢٢/ ٣٣٨، بلين)

۷۹۶۳۔ ''سیدنا ابوقیس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے قریب سے گذرے۔ ان کے پاس کھجوریں تھیں پس آپ ﷺ نے ہاتھ بڑھایا تاکہ کچھ کھجوریں لے کر اپنے اصحاب کو دیدیں۔ پس اس نے اپنا دامن سکیڑ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تیرا بخل زیادہ کردے۔'' (الکبیر سند نرم)

شرح:...... شح کا مطلب ہے کہ کنجوسی طبیعت ثانیہ بن جائے۔ یہ نہایت ہی بدترین عادت ہے۔ اس کی وجہ سے قطع رحمی اور فسق و فجور اور جھوٹ پھیلتا ہے جو کہ معاشرے کے لیے تباہی ہے۔ اسی لیے قرآنِ پاک کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يُّوقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (الحشر: ٩)

''اور جو بھی اپنے نفس کی بخیلی سے بچایا گیا وہ کامیاب ہوا۔'' (عون المعبود: ۶۱/۲)

۷۹۶٤ــ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْكَانَ لِي مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِي أَنْ لَا تَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شَيْئًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ)). (رواه البخاري: ٦٤٤٥)

۷۹۶۴۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر احد پہاڑ کے برابر میرے پاس سونا ہو تو مجھے یہ پسند نہ ہوگا کہ تین دن کے بعد اس میں سے کچھ باقی ہو مگر صرف وہ جو میں قرض اُتارنے کے لیے رکھوں۔'' (الشیخان)

(٧٩٦٢) ابو داود: ١٦٩٨۔ صحیح، البانی: ١٤٨٩۔ احمد: ٦٧٥٣.

(٧٩٦٣) طبرانی کبیر: ٢٢/ ٣٣٨۔ وفيه سعيد بن جهمان وثقه جماعة وفيه خلاف وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمی: ٤٧٠٥.

(٧٩٦٤) بخاری: ٦٤٤٥۔ مسلم: ٩٩١۔ ابن ماجه: ٤١٣٢۔ احمد: ١٠١٩٢.

شـــرح:...... اس سے ثابت ہوا کہ قرض کی ادائیگی صدقہ پر مقدم ہے بعض بے علم یہ کرتے ہیں کارِ خیر سرانجام دیتے ہیں مگر مخلوق کے حقوق ان کے ذمہ ہوتے ہیں اس کی ادائیگی کی فکر نہیں کرتے۔

اس حدیث میں خیر کے کاموں میں مال خرچ کرنے کی ترغیب ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ زہد کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر زکاۃ کا مستحق نہ ملے تو اس کا مال علیحدہ کر لیا جائے اور اس کے ملنے پر اسے دے دیا جائے۔

اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نفلی صدقہ پر قرض کی ادائیگی مقدم ہے اور قرض لینا جائز ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ قرض اور امانت پورا کرنے کا خیال رکھا جائے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۲/ ۱۵۶)

٧٩٦٥۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً وَفِتْنَةُ أُمَّتِي الْمَالُ)). (رواه الترمذي: ٢٣٣٦)

۷۹۶۵۔ ''کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''ہر امت کے لیے ایک فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔''

شـــرح: ...... یعنی مال کی وجہ سے یہ امت گمراہی اور نافرمانی کے غار میں گر جائے گی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (التغابن: ١٥)

''بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے۔''

٧٩٦٦۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَتَّخِذُوْا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِي الدُّنْيَا)). (رواه الترمذي: ٢٣٢٨)

۷۹۶۶۔ ''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین نہ حاصل کرو اس سے تمہیں دنیا مرغوب ہوگی۔'' (ترمذی)

٧٩٦٧۔ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَكُوْنُ إِبِلٌ لِلشَّيَاطِيْنِ وَبُيُوْتٌ لِلشَّيَاطِيْنِ فَأَمَّا إِبِلُ الشَّيَاطِيْنِ فَقَدْ رَأَيْتُهَا يَخْرُجُ

۷۹۶۷۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ اونٹ شیاطین کے لیے ہوتے ہیں اور کچھ گھر بھی شیاطین کے لیے ہوتے ہیں۔ شیاطین کے اونٹ تو وہ ہوتے

(٧٩٦٥) ترمذی: ٢٣٢٨.

(٧٩٦٦) ترمذی: ٢٣٢٨۔ صحیح، البانی: ١٨٩٧۔ احمد: ٤٠٣٨.

(٧٩٦٧) ابو داود: ٢٥٦٨۔ ضعیف، البانی: ٥٥٣.

أَحَـدُكُمْ بِجُنَيْبَاتٍ مَعَهُ قَدْ أَسْمَنَها فَلاَيَعْلُوْ بَعِيْرًا مِنْهَا وَيَمُرُّ بِأَخِيْهِ قَدِ انْقَطَعَ بِهِ فَلاَ يَحْمِلُهُ، وَأَمَّا بُيُوْتُ الشَّيَاطِيْنِ فَلَمْ أَرَهَا)) كَانَ سَعِيْدُ يَقُوْلُ لاَ أُرَاهَا إِلاَّ هٰذِهِ الاَقْفَاصُ الَّتِي يَسْتُرُالنَّاسُ بِالدِّيْبَاجِ . (رواه أبوداود: ٢٥٦٨)

ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک شخص اپنے ساتھ موٹے تازے اونٹ لے کر نکلتا ہے لیکن ان میں سے کسی پر سواری بھی نہیں کرتا، اسی دوران میں وہ کسی ایسے شخص کے پاس سے گزرتا ہے جس کی سواری تھک چکی ہوتی ہے مگر اسے اپنے اونٹ پر سوار نہیں کرتا۔ شیاطین کے گھر میں نے ابھی تک نہیں دیکھے۔'' سعید بن ابی ہند نے کہا: میرا خیال ہے یہ گھر وہی ہیں جن پر لوگ ریشمی پردے لڑکاتے ہیں۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... جاگیر بنانا، کھیتی باڑی کرنا اور باغ لگانا یا جانور رکھنا کسی بھی چیز کی ممانعت نہیں اس حدیث میں جس چیز سے منع کیا گیا ہے وہ ہے کہ ان کی فکر میں جت جانا کہ ذکر الٰہی کا موقع بھی نہ ملے اور انسان اللہ کی عبادت سے غافل ہو جائے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۵۴۳)

٧٩٦٨ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِي مَالِي إِنَّمَا لَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلاَثٌ مَا أَكَلَ فَأَفْنَى أَوْلَبِسَ فَأَبْلَى أَوْأَعْطَى فَاقْتَنَى وَمَا سِوَى ذٰلِكَ فَهُوَذَاهِبٌ وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ)). (رواه مسلم: ٢٩٥٩)

۷۹۶۸۔ ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ کہتا ہے میرا مال میرا مال جبکہ مال میں سے اس کی تین اشیاء ہیں۔ جو کھایا وہ فنا کیا، جو پہنا وہ پرانا کر دیا، جو دیا وہ بچا لیا۔ اور اس کے سوا جو بھی ہے تو جب وہ جائے گا تو لوگوں کے لیے چھوڑ جائے گا۔'' (مسلم)

٧٩٦٩ــ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا مِنَّا أَحَدٌإِلاَّ مَالَهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ، قَالَ: ((فَإِنَّ مَالَهُ مَاقَدَّمَ وَمَالُ وَارِثِهِ مَاأَخَّرَ)). (رواه البخاري: ٦٤٤٢)

۷۹۶۹۔ ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اپنے مال کے بجائے اپنے ورثاء کے مال کو زیادہ پسند کرتا ہو؟ تو لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہم میں سے ہر کوئی اپنا مال ہی پسند کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انسان کا مال وہ ہے جو اس نے آگے بھیجا ہو، اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو اس نے مؤخر چھوڑا ہو۔'' (البخاری، النسائی)

شرح:...... آدمی جو مال کماتا ہے زندگی میں وہ اگرچہ اس کا تصور ہوتا ہے مگر اس کا انجام کار یہ ہے کہ وہ اس

(٧٩٦٨) مسلم: ٢٩٥٩۔ احمد: ٨٥٩٥.

(٧٩٦٩) بخاری: ٦٤٤٢۔ نسائی: ٣٦١٢۔ احمد: ٣٦١٩.

کے وارث کے پاس منتقل ہو جائے گا۔

ان احادیث میں ترغیب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت شعاری اور نیکی کے کاموں میں مال صرف کیا جائے جو کہ آخرت میں مفید ہوگا۔ کیونکہ جو بعد میں وارث بننے والا ہے ہوسکتا ہے وہ اس مال کو نیکی میں خرچ کرے یا اللہ کی نافرمانی میں صرف کرے۔ اس لیے خود ہی زندگی میں مال اللہ کی راہ میں خرچ کرلیا جائے۔

ایک سوال سامنے آتا ہے کہ اس حدیث میں آپ ﷺ خرچ کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ جبکہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ ورثاء کو مالدار چھوڑو۔ یعنی خرچ نہ کرو تو دونوں میں مطابقت یہ ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ کو جو روکا تھا وہ یہ تھا کہ سارا مال صدقہ نہ کرو۔ کہ ورثاء محروم ہو جائیں اور اس حدیث میں صحت کی حالت میں خرچ کرنے کی ترغیب ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۲۶)

۷۹۷۰۔ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ جَاءَ مُعَاوِيَةُ إِلَى أَبِي هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ مَرِيْضٌ يَعُوْدُهُ فَقَالَ: يَاخَالُ! مَا يُبْكِيْكَ أَوَجَعٌ يُشْئِزُكَ أَمْ حِرْصٌ عَلَى الدُّنْيَا قَالَ: كُلٌّ لاَ وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا لَمْ آخُذْ بِهِ قَالَ: ((إِنَّمَا يَكْفِيْكَ مِنْ جَمِيْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَمَرْكَبٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)) وَأَجِدُنِي الْيَوْمَ قَدْجَمَعْتُ. (للترمذی: ۲۳۲۷)
وزاد رزین: فَلَمَّا مَاتَ حَصَلَ مَا خَلَفَ فَبَلَغَ ثَلاَثِيْنَ دِرْهَمًا وَحُسِبَتْ فِيْهِ الْقَصْعَةُ الَّتِى كَانَ فِيْهَا يَعْجِنُ وَفِيْهَا يَأْكُلُ.

۷۹۷۰۔ ''ابووائل نے کہا: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ابوہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ وہ مریض تھے۔ ان کی بیمار پرسی کی اور دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ماموں جان! تم درد کی وجہ سے روتے ہو یا تمہیں دنیا میں رہنے کی حرص ہے؟ انہوں نے کہا: یہ بات ہرگز نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے عہد لیا تھا، اور میں اس کو پورا نہیں کرسکا (معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کیا عہد تھا؟) انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تیرے لیے اتنا مال ہی کافی ہے کہ خدمت کے لیے خادم ہو اور اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے گھوڑا ہو اور میں تو دیکھتا ہوں کہ میں نے بہت کچھ جمع کیا ہوا ہے۔'' زرین نے اضافہ کیا ہے کہ جب وہ فوت ہوئے تو جو کچھ وہ چھوڑ گئے تھے اس کی قیمت صرف تیس درہم تک تھی، اور اس میں وہ پیالہ بھی شمار کیا گیا تھا جس میں وہ آٹا گوندھتے اور اسی میں کھانا کھاتے تھے۔

۷۹۷۱۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى

۷۹۷۱۔ ''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم لوگ آپ کے آس

(۷۹۷۰) ترمذی: ۲۳۲۷۔ حسن، البانی: ۱۸۹۶۔ نسائی: ۵۳۷۲۔ ابن ماجہ: ۴۱۰۳.

(۷۹۷۱) بخاری: ۱۴۶۵۔ مسلم: ۱۰۵۲۔ نسائی: ۲۵۸۱۔ ابن ماجہ: ۳۹۹۵۔ احمد: ۱۰۷۷۳.

الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ: ((إِنِّي مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَقِيْلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ وَلاَ يُكَلِّمُكَ فَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ فَقَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ)) وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ فَقَالَ: ((إِنَّهُ لاَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَإِنَّ مِمَّا يَنْبُتُ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ أَوْيُلِمُّ إِلاَّ آكِلَةَ الْخَضْرَاءِ أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ وَرَتَعَتْ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا أَعْطَى مِنْهُ الْمِسْكِيْنَ وَالْيَتِيْمَ وَابْنَ السَّبِيْلِ أَوْكَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَإِنَّهُ مَنْ يَأْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلاَ يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ شَهِيْدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). (رواه البخاري: ١٤٦٥)

پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہارے لیے یہ خطرہ ہے کہ میرے بعد تمہارے لیے اللہ تعالیٰ دنیا کی تازگی اور زیبائش کھول دے گا۔تو ایک مرد نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا خیر کے ساتھ کوئی شر بھی ہوتا ہے؟ تو آپ ﷺ خاموش ہو گئے اور لوگوں نے اس سے کہا تو نے رسول اللہ ﷺ سے ایسی بات کی کہ آپ ﷺ نے تجھے جواب نہیں دیا؟ راوی نے کہا ہمارا گمان تھا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ جب وحی کی حالت جاتی رہی تو آپ ﷺ نے پسینہ صاف کیا اور فرمایا سائل کہاں ہے؟ گویا کہ آپ ﷺ نے اس کی تعریف کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: خیر تو شر نہیں لاتی ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ موسم بہار میں جو گھاس پیدا ہوتا ہے اس سے حیوان مر جاتے ہیں یا مرنے کے قریب ہوتے ہیں البتہ وہ جانور جو سبزہ کھائے اور اس کے کوکھ بھر جائیں پھر وہ دھوپ میں لیٹے اور بول و براز کر لے اور پھر سبزہ کھائے۔ اسی طرح مالِ دنیا ایک میٹھا سبزہ ہے،اور اچھا مال دار وہ ہے، جو اس میں سے مسکین، یتیم، اور مسافر کو دیتا ہو۔یا جیسا آپ ﷺ نے فرمایا: جو مال کو بغیر حق کے وصول کرتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسا وہ شخص ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا ہے۔اور یہ مال قیامت کے دن ان لوگوں پر گواہ ہوگا۔'' (الشیخان، النسائی)

شرح:...... جب علاقے فتح ہوں گے اور مال کی کثرت ہوگی تو تم اعمال صالحہ اور علوم نافعہ سے رخ پھیر لو گے اور تکبر اور بداخلاقی، غرور اور مال و جاہ کی محبت پیدا ہوگی جس سے آخرت کی تیاری نہ رہے گی۔

اور ایک شبہ کا آپ ﷺ نے ازالہ فرما دیا کہ خیر کے بعد بھی شر ہوسکتی ہے تو فرمایا: حقیقی خیر کے بعد شر نہیں آتی دراصل مال جو خیر ہے جب یہ فتنہ بن جائے تو پھر اللہ کی طرف توجہ نہیں رہتی یا اس میں اسراف ہو جائے تو یہ تب شر بن جاتا ہے یا اس میں انسان بخیلی کرنے لگ جائے۔

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا کے مال میں زیادتی کرنا اور مال کا حق ادا نہ کرنا یہ دونوں چیزیں نقصان دہ ہیں۔

اس سے بہت سارے مسائل اخذ ہوتے ہیں کہ خطیب جمعہ کے علاوہ بھی وعظ ونصیحت کے لیے منبر پر بیٹھ سکتا ہے اور لوگ اس کے گرد ہوں۔

اس میں دنیا میں زیادہ رغبت سے روکا گیا ہے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی مشکل پر عالم سے دلیل طلب کی جاسکتی ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مال کو خیر کہنا جائز ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ سے سوا ہوتا تو آپ ﷺ وحی کا انتظار کرتے تھے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مال یتیم، مسکین اور فقیر کو دیا جائے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ناجائز مال کمانے میں برکت نہیں ہوتی۔ (انجاز الحاجہ: ۱۱/ ۴۰۸)

۷۹۷۲۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ وَقَدْ أُتِيَ بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي كُفِّنَ فِي بُرْدَةٍ إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ وَأُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ أَوْ قَالَ أُعْطِيْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِيْنَا وَقَدْ خَشِيْنَا أَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ حَتَّى تَرَكَ الطَّعَامَ. (رواه البخاري: ۱۲۷۵)

۷۹۷۲۔ ''سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا گیا۔ انہوں نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور وہ مجھ سے افضل تھے۔ انہیں ایک چادر میں دفنایا گیا۔ اگر سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا، اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور وہ مجھ سے افضل تھے۔ پھر ہمارے لیے دنیا وسیع کی گئی جو بھی وسیع کی گئی یا کہا: ہمیں دنیا دی گئی جو بھی دی گئی اور مجھے خوف ہے کہ شاید ہمارے نیک اعمال کے عوض ہماری پاکیزہ نعمتیں ہمیں دنیا میں ہی دی گئی ہیں اس کے بعد وہ رونے لگے اور کھانا نہ کھایا۔'' (البخاری)

شرح:...... میت کے لیے اگر ایک ہی کپڑا ملے تو اسی میں اسے دفن کر دیا جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زہد کا بھی پتہ چلتا ہے اور اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جو بھی نبی ﷺ کے ساتھ اہم معرکہ میں شریک ہوا ہے اور شہید ہوا ہے اس کا شرف وفضل بڑھ جاتا ہے۔ (فتح الباری: ۳/۱۴۲)

۷۹۷۳۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَلَا إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ

۷۹۷۳۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''دنیا ملعون

(۷۹۷۲) بخاری: ۱۲۷۵.

(۷۹۷۳) ترمذی: ۲۳۲۲۔ حسن، البانی: ۱۸۹۱۔ ابن ماجہ: ۴۱۱۲.

مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا إِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالاهُ وَعَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ)) . (رواه الترمذي: ٢٣٢٢)

ہے اور اس میں جو بھی ہے سب ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور جو اس کے وسائل ہیں اور عالم اور طالبِ علم۔'' (ترمذی)

شـــرح:...... جو چیز بھی اللہ سے دور کرے وہ لعنت کی مستحق ہے۔ اسے اس لیے ملعون قرار دیا گیا ہے کہ نفس انسانی اس کی بناوٹوں اور لذتوں سے دھوکہ میں آجاتا ہے اور اللہ کی بندگی سے دور چلا جاتا ہے۔

اس سے بچاؤ صرف اس کا ہوگا جو نفع بخش علم سیکھتا ہو یا سکھاتا ہو۔ کیونکہ یہ دنیا کے فریب میں نہیں آتا۔ یہ انبیائے کرام کی راہ اپناتا ہے اس لیے یہ ملعون نہیں۔ (انجاز الحاجہ: ۱۲/ ۱۳۱)

٧٩٧٤ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ . (رواه مسلم: ٢٩٥٦)

۷۹۷۴۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا مؤمن کی جیل ہے اور کافر کی جنت ہے۔'' (مسلم وترمذی)

٧٩٧٥ـ عَنْ أَنَسٍ، رَفَعَهُ: حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ، وَحُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمْ . (رواه رزين)

۷۹۷۵۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: ''دنیا کی محبت ہر جرم کی بنیاد ہے اور تیرا کسی چیز سے محبت کرنا تجھے اندھا اور بہرا کر دیتا ہے۔'' (رزین)

شـــرح:...... مطلب یہ ہے کہ دنیا میں مسلمان حرام خواہشات سے رکا رہتا ہے اور مشقتوں والی اطاعت کے کاموں میں جتا رہتا ہے اور کافر بے پروا ہو کر خواہش پرستی میں لگا رہتا ہے، اس لیے دنیا کو کافر کے لیے جنت اور مومن کے لیے قید قرار دیا گیا۔

اس سے بعض لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اس میں دنیا کی مذمت کی گئی ہے، اسی وجہ سے انہوں نے دنیا کے جائز فوائد بھی حاصل نہیں کیے اور اس کا نام زہد رکھتے ہیں۔

یہ سوچ غلط ہے۔ دنیا میں نیک آدمیوں کا بھی حصہ ہے۔ اس میں بغیر لالچ کے فائدہ اٹھانا نیک آدمی کا بھی حق ہے۔

نبی کریم ﷺ کی سیرت پر غور کریں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں اس پر گواہ ہیں کہ وہ اپنی جان کی بہتری کے لیے کھانے پینے اور پہننے کے لیے مفاد حاصل کیا کرتے تھے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ اچھا کھانا کھایا کرتے تھے اور سفر میں فالودہ وغیرہ ساتھ رکھتے تھے اور ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ بعض اوقات بہت اچھا کھانا کھایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے: جب ہم کھاتے ہیں تو مردوں کی طرح کھاتے ہیں اور جب ہم فاقہ سے ہوتے ہیں تو مردوں کی طرح صبر کرتے ہیں۔ (منہاج القاصدین: ۱۹۴)

(٧٩٧٤) مسلم: ٢٩٥٦ـ ترمذي: ٢٣٢٤ـ ابن ماجه: ٤١١٣ـ احمد: ٢٧٤٩١.

(٧٩٧٥) رزين.

ایک پراگندہ حالت والے یہودی نے ایک فقیہہ کو دیکھا کہ اس نے اچھا لباس زیب تن کر رکھا ہے۔ اس یہودی نے اس عالم سے کہا کہ تمہارے نبی نے تو کہا ہے کہ دنیا مومن کے لیے قید ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔ اپنا لباس دیکھو اور میرا لباس دیکھو۔ نبی کے حکم پر کس کا عمل ہے؟ تو اس عالم نے جواب دیا: یہ موت کے بعد پتہ چلے گا۔ تو عذاب کی طرف جائے گا تو تجھے پتہ چل جائے گا کہ دنیا تیرے لیے جنت تھی اور جب میں مروں گا تو جو اللہ نے میرے لیے انعامات تیار کیے ہیں تو میں جان لوں گا دنیا میرے لیے قید تھی۔ (انجاز الحاجہ: ۱۲/۱۳۴)

٧٩٧٦ــــ عَنْ عَبْدِ اللّٰـهِ قَالَ نَامَ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ عَلَى حَصِيْرٍ فَقَامَ وَقَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوِاتَّخَذْنَا لَكَ وِطَاءً فَقَالَ مَالِي وَمَا لِلدُّنْيَا مَا أَنَافِي الدُّنْيَا إِلَّاكَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا . (رواه الترمذی: ٢٣٧٧)

۷۹۷۶۔ ''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ چٹائی پر آرام فرما رہے تھے۔ جب بیدار ہوئے تو آپ کے پہلو پر چٹائی کے نشانات تھے۔ ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم اگر آپ کو ایک گدیلا تیار کر دیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرا دنیا سے کیا تعلق؟ میرا دنیا سے صرف یہ تعلق ہے جیسا ایک سوار کسی درخت کے نیچے سائے میں بیٹھتا ہے پھر اس کو چھوڑ کر چل پڑتا ہے۔''

شرح:...... یہ بچھونا اس لیے کہا تھا کہ تہ بہ تہ ہونے سے بستر میں نرمی اور راحت حاصل ہو تو آپ ﷺ نے سوار کے ساتھ تشبیہ دے کر تیزی سے کوچ کرنے کی وضاحت فرما دی کچھ دیر ٹھہرنے والا راحت کی فکر نہیں کرتا۔

(جائزۃ الاحوذی: ۳/۵۶۴)

٧٩٧٧ــــ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ ﷺ مَرَّ بِالسُّوْقِ دَاخِلاً مِنْ بَعْضِ الْعَالِيَةِ وَالنَّاسُ كَنَفَتَهُ فَمَرَّ بِجَدْيٍ أَسَكَّ مَيِّتٍ فَتَنَاوَلَهُ فَأَخَذَ بِأُذُنِهِ ثُمَّ قَالَ أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنَّ هٰذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ فَقَالُوْا مَانُحِبُّ أَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ وَمَا نَصْنَعُ بِهِ قَالَ أَتُحِبُّوْنَ أَنَّهُ لَكُمْ قَالُوْا وَاللّٰهِ! لَوْكَانَ حَيًّاكَانَ عَيْبًا فِيْهِ لأَنَّهُ أَسَكُّ فَكَيْفَ وَهُوَ مَيِّتٌ فَقَالَ فَوَاللّٰهِ!

۷۹۷۷۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بازار سے گذرے۔ آپ ﷺ عوالی کی طرف سے تشریف لائے تھے۔ لوگ آپ ﷺ کے دو اطراف میں چل رہے تھے۔ آپ ﷺ کا گذر ہوا بکری کے مردہ بچے پر جس کے کان بھی چھوٹے تھے۔ آپ ﷺ نے اس کو کان سے پکڑا اور فرمایا: تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ یہ ایک درہم کے بدلے اس کو دیا جائے۔ عرض کیا: یہ تو مردہ ہے اور اگر زندہ بھی ہوتی تو اس میں کان چھوٹے ہونے کا عیب تھا پس بغیر کسی

(٧٩٧٦) ترمذی: ٢٣٧٧۔ صحیح، البانی: ١٩٣٦۔ ابن ماجہ: ٤١٠٩۔ احمد: ٣٧٠١.

(٧٩٧٧) مسلم: ٢٩٥٧۔ ابو داود: ١٨٦۔ احمد: ١٤٥١٣.

لَـلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ)) . (رواه مسلم: ٢٩٥٧)

معاوضے کے بھی ہم اس کو پسند نہیں کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یقیناً دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ حقیر ہے اس سے جتنا یہ مردہ بچہ تمہارے نزدیک حقیر ہے۔'' (مسلم وترمذی)

٧٩٧٨ـ عَنْ مِسْتَوْرِدٍأَخِي بَنِي فِهْرٍقَالَ قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاللّٰـهِ! مَـا الـدُّنْيَا فِي الآخِـرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ هٰـذِهِ۔ وَأَشَـارَ يَـحْيَـى بِـالسَّبَّابَةِ۔ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْبِمَ تَرْجِعُ)) . (رواه مسلم: ٢٨٥٨)

٧٩٧٨۔ ''سیدنا مستورد رضی اللہ عنہ جو بنو فہر سے تعلق رکھتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا آخرت کے بالمقابل اس قدر بھی نہیں ہے کہ ایک آدمی تم میں سے اپنی انگلی دریا میں ڈالے۔ یحییٰ راوی نے شہادت انگلی کی طرف اشارہ کیا۔ پھر دیکھے کہ اس کے ساتھ کتنا پانی آیا ہے۔'' (مسلم وترمذی)

٧٩٧٩ــ عَـنْ سَهْـلِ بْـنِ سَعْدٍ قَـالَ قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْكَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰـهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَاشَرْبَةَ مَاءٍ)) . (رواه الترمذي: ٢٣٢٠)

٧٩٧٩۔ ''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر دنیا اللہ کے نزدیک مچھر کے پر برابر بھی وقعت رکھتی تو اللہ تعالیٰ کافر کو پانی کا گھونٹ بھی پینے کے لیے نہ دیتا۔''

٧٩٨٠ــ عَـنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((إِذَا أَحَـبَّ اللّٰهُ عَبْدًا حَمَاهُ الـدُّنْيَـا كَـمَـا يَـظَلُّ أَحَدُكُمْ يَحْمِي سَقِيْمَهُ الْمَاءَ)) . (رواه الترمذي: ٢٠٦٣)

٧٩٨٠۔ ''سیدنا قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی انسان سے محبت کرتا ہے تو اس کا دامن دنیا سے بچا کر رکھتا ہے جیسے تم میں سے کوئی آدمی اپنے مریض کو پانی سے بچاتا ہے۔''

٧٩٨١ــ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ ارْتَحَلَتِ الـدُّنْيَا مُـدْبِرَةً وَارْتَـحَـلَـتِ الآخِرَةُ مُقْبِلَةً وَلِكُلٍّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُوْنَ فَكُوْنُوْا مِنْ أَبْنَاءِ الآخِرَةِ وَلاَ تَـكُـوْنُـوْا مِنَ أَبْنَاءِ الدُّنْيَا فَإِنَّ

٧٩٨١۔ ''سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: دنیا پیٹھ پھیر کر جارہی ہے اور آخرت سامنے سے آرہی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے چاہنے والے ہیں تو تم آخرت والے بن جاؤ۔ آج (دنیا میں) عمل ہے اور حساب نہیں ہے اور کل حساب ہوگا اور عمل کا

(٧٩٧٨) مسلم: ٢٨٥٨۔ ترمذی: ٢٣٢٣۔ ابن ماجه: ٤١٠٨۔ احمد: ٧٥٤٨.
(٧٩٧٩) ترمذی: ٢٣٢٠۔ صحيح، البانی: ١٨٨٩۔ ابن ماجه: ٤١١٠.
(٧٩٨٠) ترمذی: ٢٠٦٣۔ صحيح، البانی: ١٦٥٩۔ احمد: ٢٣١١١.
(٧٩٨١) بخاری (تعليقًا).

الْيَـوْمَ عَمَلٌ وَلاَ حِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَلاَ عَمَلٌ)). (للبخاري تعليقا)

موقع نہ ہوگا۔'' (بخاری نے یہ روایت معلق بیان کی ہے۔)

شرح:...... (۱) اس میں ایک تو یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا معمولی چیز ہے اور وہ جانور جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اگر اس کے مردہ جسم پر ہاتھ لگ جائے تو اسے دھونا ضروری نہیں۔ (عون المعبود: ۱/۷۴)

(۲) اس دنیا کی آخرت کے مقابلہ میں حقارت بیان ہوئی ہے۔ سمندر کے مقابلے میں انگلی سے لگنے والا پانی کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ سمندر اگرچہ سارا بھی ہو تو ختم ہونے والا ہے۔ آخرت تو سمندر سے بھی کئی گنا بڑھ کر ہے کیونکہ وہ کبھی ختم نہ ہونے والی ہے۔

دنیا کا مال ومنال اور جاہ ومنصب سب کچھ زوال پذیر ہے اور آخرت غیر فانی ہے لہٰذا دنیا پر خوش نہ ہوں آخرت جاودانی کی فکر کریں۔ (انجاز الحاجہ: ۱۲/ ۱۲۶)

(۳) دنیا کی حقارت کی مچھر کے پر سے مثال دی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کافر اللہ کا دشمن ہے اور دشمن کو قابل قدر چیز نہیں دی جاتی۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک یہ قابل قدر چیز نہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۵۴۰)

اَلْغَضَبُ وَالْغِيْبَةُ وَالنَّمِيْمَةُ وَالْغِنَاءُ

غصہ، غیبت، چغلی، اور گانا بجانا

۷۹۸۲ــ عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّـدِيْـدُ الَّـذِيْ يَـمْـلِكُ نَفْسَـهُ عِـنْـدَ الْغَضَبِ)). (للبخاري: ٦١١٤)

۷۹۸۲۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ پہلوان نہیں جو پچھاڑ دے، پہلوان وہ ہے جو غصے کی حالت میں اپنے اُوپر قابو رکھے۔'' (الشیخان الموطأ)

شرح:...... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ﴾ (آل عمران: ١٣٤)

''نیک لوگ غصہ پی جانے والے ہیں۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ﴾ (الشورىٰ: ٣٧)

''اور جب یہ غضبناک ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں۔''

اس حدیث کی مزید وضاحت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے تو وہ کشتی کر رہے تھے۔

(٧٩٨٢) بخاري: ٦١١٤۔ مسلم: ٢٦٠٩۔ احمد: ٧٥٨٤۔ مالك: ١٦٨١.

آپ ﷺ نے پوچھا بھی یہ کیا ہو رہا ہے: انہوں نے بتایا کہ کشتیاں ہو رہی ہیں اور فلاں آدمی سب کو لتاڑ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: چلو ٹھیک ہے میں تمہیں بتاتا ہوں حقیقی طاقتور کون ہے۔ آپ نے فرمایا: حقیقی پہلوان وہ ہے جو غصہ استعمال کرنے کی طاقت رکھتا ہے پھر غصہ پی جاتا ہے۔ (بزار سند حسن)

اس سے یہ ثابت ہوا کہ نفس سے مجاہدہ دشمن کے جہاد سے زیادہ سخت ہے۔ تاہم جو غضب کے وقت خود پر قابو رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بہت سی خرابیوں اور شر انگیزیوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ غصہ کے تابع ہونا ایک برا اخلاق ہے اور غصہ پی جانا اچھا اخلاق ہے۔

٧٩٨٣ـ عَنْ أَبِي وَائِلٍ الْقَاصِّ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عُرْوَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ السَّعْدِيِّ فَكَلَّمَهُ رَجُلٌ فَأَغْضَبَهُ فَقَامَ فَتَوَضَّأَثُمَّ رَجَعَ وَقَدْ تَوَضَّأَفَقَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَطِيَّةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ)). (رواه أبو داود: ٤٧٨٤)

۷۹۸۳۔ ''ابووائل کہتے ہیں کہ ہم عروہ بن محمد السعدی کے پاس تھے۔ تو اس سے ایک شخص نے گفتگو کی اور غضب ناک کر دیا۔ تو یہ اُٹھے اور وضو کیا اور کہا: بیان کیا مجھ سے میرے باپ نے وہ میرے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ عطیہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: غصہ شیطان کے شر سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے، پس تم میں سے جس کو غصہ آئے وہ وضو کرے۔''

٧٩٨٤ـ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَنَا: ((إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَإِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ)). (رواه أبو داود: ٤٧٨٢)

۷۹۸۴۔ ''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی غصے میں آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اگر غصہ جاتا رہے تو بہتر ورنہ لیٹ جائے۔''

٧٩٨٥ـ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَغَضِبَ أَحَدُهُمَا فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتَّى انْتَفَخَ

۷۹۸۵۔ ''عدی بن ثابت کہتے ہیں: میں نے سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو گالی دی۔ ہم لوگ بھی آپ ﷺ کے پاس حاضر تھے۔ ان میں سے ایک کو شدید

(٧٩٨٣) ابو داود: ٤٧٨٤ـ ضعيف، البانی: ١٠٢٥ـ احمد: ١٧٥٢٤.

(٧٩٨٤) ابو داود: ٤٧٨٢ـ صحيح، البانی: ٤٠٠٠ـ احمد: ٢٠٨٤١.

(٧٩٨٥) بخاری: ٦٠٤٨ـ مسلم: ٢٦١٠ـ ابو داود: ٤٧٨١ـ احمد: ٢٦٦٦٤.

وَجْهُــهُ وَتَـغَيَّـرَ، فَـقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْـلَـمُ كَـلِـمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِي يَـجِـدُ)) فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَـالَ تَـعَـوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَـقَـالَ أَتَـرَى بِي بَأْسٌ أَمَجْنُوْنٌ أَنَا اذْهَبْ. (للبخاري: ٦٠٤٨)

غصہ رہا تھا اور غصے کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا اور رگیں پھول رہی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے ایک کلمہ معلوم ہے۔ اگر یہ وہ کلمہ کہہ دے تو اس کو جو ایذا پہنچ رہی ہے وہ جاتی رہے گی، اگر وہ کہے: میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آیا شیطان مردو کے شر سے۔ اس کے پاس ایک شخص نے جا کر کہا: شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کر۔ اس نے کہا: تو مجھے بیمار سمجھتا ہے، کیا میں پاگل ہوں؟ چلا جا۔''

٧٩٨٦ـ وَفِـي رِوَايَةٍ: قَالَ لَهُ: أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُوْلُ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: إِنِّي لَسْتُ بِمَجْنُوْنٍ. (رواه البخاري: ٦١١٥)

٧٩٨٦۔ ''ایک روایت میں ہے کہ کہنے والے نے اس سے کہا: کیا تو نے سنا کہ نبی ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ اس نے کہا: میں دیوانہ تو نہیں ہوں۔'' (الشیخان وابوداؤد)

٧٩٨٧ـ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِـنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَـغَـضِبَ أَحَدُهُمَا غَضَبًا شَدِيْدًا حَتَّى خُيِّلَ إِلَيَّ أَنَّ أَنْفَهُ يَتَمَزَّعُ مِـنْ شِـدَّةِ غَضَبِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْـلَـمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُهُ مِـنَ الْغَضَبِ)) فَقَالَ: مَاهِيَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَـالَ: ((يَـقُـوْلُ الـلّٰهُـمَّ! إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) قَالَ: فَجَعَلَ مُعَاذٌ يَأْمُرُهُ فَـأَبَى وَمَحِكَ وَجَعَلَ يَزْدَادُ غَضَبًا. (رواه أبوداود: ٤٧٨٠)

٧٩٨٧۔ ''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو آدمی جھگڑ پڑے۔ ایک آدمی کو شدید غصہ آ رہا تھا۔ میرا خیال ہے کہ غصے کی شدت سے اس کی ناک پھٹنے کے قریب تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ایک کلمہ معلوم ہے۔ اگر یہ شخص وہ کلمہ کہہ دے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ نبی ﷺ کا فرمان سننے والے شخص نے کہا: اللہ کے رسول! وہ کلمہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ کہے: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے۔'' تو اس نے انکار کر دیا اور غصہ مزید غالب آ گیا۔''

٧٩٨٨ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِـلنَّبِيِّ ﷺ أَوْصِنِـي قَالَ: لَاتَغْضَبْ فَرَدَّدَ

٧٩٨٨۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی مجھے کوئی نصیحت کریں۔ آپ نے

(٧٩٨٦) بخاری: ٦١١٥۔ مسلم: ٢٦١٠۔ ابو داود: ٤٧٨١۔ احمد: ٢٦٦٦٤.

(٧٩٨٧) ابو داود: ٤٧٨٠۔ ضعیف، البانی: ١٠٢٤۔ ترمذی: ٣٤٥٢۔ احمد: ٢١٥٨١.

(٧٩٨٨) بخاری: ٦١١٦۔ ترمذی: ٢٠٢٠۔ احمد: ٢٧٣١١.

مِـرَاراً قَـالَ لاَتَـغْـضَـبْ . (رواه البخاری: ٦١١٦)

فرمایا: ''غصہ نہ کر پس کئی بار اعادہ کر کے فرمایا: غصہ نہ کھایا کر۔''

٧٩٨٩ـ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَـنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ يَسْتَطِيْعُ أَنْ يُنَفِّذَهُ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَـلَـى رُءُوْسِ الْخَلاَئِقِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ فِي أَيِّ الْحُوْرِشَاءَ . (رواه الترمذی: ٢٠٢١)

٧٩٨٩۔ ''سہل بن معاذ بن انس جہنی اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ''جس نے غصہ ضبط کیا جبکہ وہ اس کے نافذ کرنے پر قادر تھا تو قیامت کے دن اس کو اللہ تعالیٰ سب مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اس کو اختیار دے گا کہ وہ جس حور کو چاہے پسند کرے۔''

٧٩٩٠ـــ عَـنْ أَبِـيْ سَـعِيْـدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ صَـلَّـى بِـنَـارَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ يَـوْمـاً صَلاَةَ الْـعَـصْـرِبِنَهَارٍثُمَّ قَامَ خَطِيْبًا فَلَمْ يَدَعْ شَيْئًا يَـكُـوْنُ إِلَـى قِيَـامِ السَّـاعَةِ إِلاَّأَخْبَرَنَا بِـهِ ، حَـفِـظَـهُ مَـنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ وَكَانَ فِيْـمَـا قَالَ إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَإِنَّ اللّٰهَ مُسْتَـخْـلِفُكُمْ فِيْهَا فَنَاظِرٌكَيْفَ تَعْمَلُوْنَ أَلاَ فَـاتَّقُوْا الدُّنْيَا وَاتَّقُوْا النِّسَاءَ وَكَانَ فِيْمَا قَالَ أَلاَ لاَيَـمْـنَـعَنَّ رَجُلاً هَيْبَةُ النَّاسِ أَنْ يَقُوْلَ بِـحَـقٍّ إِذَا عَلِمَهُ قَالَ فَبَكَى أَبُوْ سَعِيْدٍ فَقَالَ قَـدْ وَالـلّٰهِ! رَأَيْنَا أَشْيَاءَ فَهِبْنَا فَكَانَ فِيْمَا قَالَ أَلاَ إِنَّـهُ يُـنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍلِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِـقَـدْرِغَـدْرَتِـهِ وَلاَ غَدْرَةَ أَعْظَمُ مِنْ غَدْرَةِ إِمَّـامِ عَامَّةٍ يُرْكَزُلِوَاؤُهُ عِنْدَ اِسْتِهِ فَكَانَ فِيْمَا حَـفِـظْنَا يَوْمَئِذٍ أَلاَ إِنَّ بَنِي آدَمَ خُلِقُوْا عَلَى

٧٩٩٠۔ ''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک دن نبی ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی، پھر خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے قیامت آنے تک جو کچھ ہونے والا ہے اس میں سے کوئی چیز ترک نہیں کی اور ہمیں خبر دیدی۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جس نے بھلا دیا۔ اس بیان میں یہ بھی فرمایا: دنیا سرسبز اور میٹھی ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا کی خلافت دے کر دیکھے گا کہ تم کیا کرتے ہو۔ خبردار! دنیا سے بچتے رہو اور عورتوں سے بچتے رہو۔ اس خطبہ میں یہ بھی فرمایا: خبردار کسی انسان کو لوگوں کا خوف مانع نہ ہو حق کہنے سے جب اس کو اس کا علم ہو۔ راوی نے کہا پھر ابوسعید رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہا: اللہ کی قسم! ہم نے بہت سی اشیاء دیکھیں اور خوف کی وجہ سے ہم خاموش رہے۔ اس خطبہ میں یہ بھی فرمایا: خبردار! ہر دھوکا باز کے لیے اس کے غدر کے مطابق قیامت کے دن جھنڈا نصب کیا جائے گا اور کوئی دھوکہ حکمرانِ عام کے دھوکے سے بڑا نہیں ہے۔ اس کے سرین کے پاس جھنڈا نصب کیا جائے گا۔ اور اس دن

(٧٩٨٩) ترمذی: ٢٠٢١ـ سكت عنه الشيخ الالبانی وهو بالصحيح: ٤٦٦٥ـ وفی الضعيف: ٣٤٧ـ ابو داود: ٤٧٧٧ـ ابن ماجه: ٤١٨٦ـ احمد: ١٥١٩٢.

(٧٩٩٠) ترمذی: ٢١٩١ـ ضعيف، البانی، لكن بعض فقراته صحيح: ٣٨٥ـ مسلم: ١٧٣٨ـ ابن ماجه: ٤٠٠٠ـ احمد: ١١٢٦٩.

طَبَقَاتٍ شَتَّى فَمِنْهُمْ مَنْ يُوْلَدُمُؤْمِنًا وَيَحْيَا مُؤْمِنًا وَيَمُوْتُ مُؤْمِنًا وَمِنْهُمْ مَنْ يُوْلَدُكَافِرًا وَيَحْيَا كَافِرًا وَيَمُوْتُ كَافِرًا وَمِنْهُمْ مَنْ يُوْلَدُ مُؤْمِنًا وَيَحْيَا مُؤْمِنًا وَيَمُوْتُ كَافِرًا وَمِنْهُمْ مَنْ يُوْلَدُ كَافِرًا وَيَحْيَا كَافِرًا وَيَمُوْتُ مُؤْمِناً أَلاَ وَإِنَّ مِنْهُمُ الْبَطِيْءَ الْغَضَبِ سَرِيْعَ الْفَيْءِ وَمِنْهُمْ سَرِيْعُ الْغَضَبِ سَرِيْعُ الْفَيْءِ فَتِلْكَ بِتِلْكَ أَلاَ وَإِنَّ مِنْهُمْ سَرِيْعُ الْغَضَبِ بَطِيْءُ الْفَيْءِ أَلاَ وَخَيْرُهُمْ بَطِيْءُ الْغَضَبِ سَرِيْعُ الْفَيْءِ أَلاَ وَشَرُّهُمْ سَرِيْعُ الْغَضَبِ بَطِيْءُ الْفَيْءِ أَلاَ وَإِنَّ مِنْهُمْ حَسَنَ الْقَضَاءِ حَسَنَ الطَّلَبِ وَمِنْهُمْ سَيِّءُ الْقَضَاءِ حَسَنَ الطَّلَبِ وَمِنْهُمْ حَسَنَ الْقَضَاءِ سَيِّءُ الطَّلَبِ فَتِلْكَ بِتِلْكَ أَلاَ وَإِنَّ مِنْهُمُ السَّيِّءَ الْقَضَاءِ السَّيِّءَ الطَّلَبِ أَلاَوَخَيْرُهُمُ الْحَسَنُ الْقَضَاءِ الْحَسَنُ الطَّلَبِ أَلاَوَشَرُّهُمْ سَيِّءُ الْقَضَاءِ سَيِّءُ الطَّلَبِ أَلاَ وَإِنَّ الْغَضَبَ جَمْرَةٌ فِي قَلْبِ ابْنِ آدَمَ أَمَا رَأَيْتُمْ إِلَى حُمْرَةِ عَيْنَيْهِ وَانْتِفَاخِ أَوْدَاجِهِ فَمَنْ أَحَسَّ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ فَلْيَلْصَقْ بِالأَرْضِ قَالَ وَجَعَلْنَا نَلْتَفِتُ إِلَى الشَّمْسِ هَلْ بَقِي مِنْهَا شَيْءٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلاَ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا فِيْمَا مَضَى مِنْهَا إِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْمَا مَضَى مِنْهُ. (رواه الترمذی: ۲۱۹۱)

کے خطبے میں سے جو ہم نے یاد رکھا یہ بھی ہے: خبردار! اولاد آدم کو چند طبقات پر پیدا کیا گیا ہے۔

(الف) ان میں سے کوئی انسان مؤمن پیدا ہوتا، مؤمن زندہ رہتا اور مؤمن ہی مرتا ہے۔اور کوئی انسان کافر پیدا ہوتا ہے مؤمن بن کر زندہ رہتا اور کافر بن کر مرتا ہے،اور کوئی انسان کافر پیدا ہوتا، کافر ہی زندہ رہتا اور مؤمن بن کر مرتا ہے۔

(ب) خبردار! ان میں سے کسی انسان کو دیر سے غصہ آتا ہے اور جلدی اُترتا ہے اور کسی کو جلدی غصہ آتا ہے اور جلدی اُترتا ہے تو یہ اس کے بدلے ہو جائے گا، اور خبردار! ان میں کسی کو تاخیر سے غصہ آتا ہے اور جلدی اُتر جاتا ہے اور کسی کو جلدی غصہ آتا ہے اور تاخیر سے اُترتا ہے۔

خبردار! ان میں سے بہتر وہ ہے جس کو تاخیر سے غصہ آئے اور جلدی اُتر جائے اور ان میں سے بدتر وہ ہے جس کو جلدی غصہ آتا ہے اور تاخیر سے اُترتا ہے۔

خبردار! ان میں سے بعض عمدہ طریقے سے قرض ادا کرنے والا اور اچھے طریقے سے قرض طلب کرنے والا ہے۔اور کوئی ان میں سے بری طرح قرض ادا کرتا اور اچھی طرح قرض طلب کرتا ہے۔اور ان میں سے کوئی انسان اچھی طرح قرض ادا کرتا ہے اور بری طرح قرض طلب کرتا ہے۔ یہ برابر سرابر رہتا ہے۔خبردار! ان سے بہتر وہ ہے جو اچھی ادا کرتا اور اچھی طرح قرض طلب کرتا ہے اور بدتر وہ ہے جو بری طرح قرض ادا کرتا ہے اور بری طرح تقاضا کرتا ہے۔

(د) خبردار! غصہ ابن آدم کے دل میں دہکتے کوئلے کی مانند ہے۔کیا تم غصے کی حالت میں اس کی آنکھیں دیکھتے ہو کس قدر سرخ ہوتی ہیں اور اس کی رگیں کس طرح پھول جاتی ہیں؟

پس جس کو اپنا غصہ محسوس ہو وہ زمین پر لیٹ جایا کرے۔راوی نے کہا: ہم سورج دیکھنے گئے تھے کہ غروب کے لیے کتنا وقت باقی ہے۔پس آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی وہ زندگی جو گذر چکی ہے اور جو باقی رہتی ہے۔اس کی یہی نسبت ہے جس طرح آج کا بقیہ حصہ ہے گذرے وقت کے بالمقابل۔''

٧٩٩١ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا تَعُدُّوْنَ الرَّقُوْبَ فِيْكُمْ؟)) قَالَ: قُلْنَا الَّذِي لاَ يُوْلَدُ لَهُ. قَالَ: ((لَيْس ذَاكَ بِالرَّقُوْبِ وَلٰكِنَّهُ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ يُقَدِّمْ مِنْ وَلَدِهِ شَيْئًا)) قَالَ: ((فَمَا تَعُدُّوْنَ الصُّرْعَةَ فِيْكُمْ؟)) قَالَ: قُلْنَا الَّذِي لاَ يَصْرَعُهُ الرِّجَالُ، قَالَ: ((لَيْسَ بِذٰلِكَ وَلٰكِنَّهُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)). (رواه مسلم: ٢٦٠٨)

۷۹۹۱۔''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم رَقُوبُ کس کو کہتے ہو؟ ہم نے کہا: رقوب وہ ہے جس کی اولاد پیدا نہ ہو۔آپ ﷺ نے فرمایا: وہ رقوب نہیں ہے بلکہ رقوب وہ انسان ہے جس کا نابالغ بچہ اس سے پہلے فوت نہ ہوا ہو، پھر فرمایا:تم پہلوان کس کو کہتے ہو؟ہم نے عرض کی: پہلوان وہ شخص ہے جسے کوئی دوسرا گرا نہ سکے، فرمایا: ''پہلوان وہ نہیں ہے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کی حالت میں اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔''(مسلم)

٧٩٩٢ـ زَادَ رَزِيْنٌ: ((فَمَا تَعُدُّوْنَ الْمُفْلِسَ فِيْكُمْ؟)) قُلْنَا: مَنْ لاَمَالَ لَهُ' قَالَ: ((لَيْسَ بِذٰلِكَ' وَلٰكِنَّهُ الَّذِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ' وَيَأْتِي قَدْظَلَمَ هٰذَا' وَشَتَمَ هٰذَا' وَأَخَذَ مَالَ هٰذَا' وَلَيْسَ هُنَا دِيْنَارٌ وَلاَ دِرْهَمٌ' فَيُعْطَوْنَ مِنْ حَسَنَاتِهِ' وَلاتُفِي' فَيُؤْخَذُ مِنْ سَيِّئَاتِهِمْ فَتُطْرَحُ عَلَيْهِ.

۷۹۹۲۔''رزین نے اضافہ کیا ہے:تم مفلس کس کو کہتے ہو؟ہم نے عرض کی: وہ شخص جس کے پاس مال نہ ہو، آپ نے فرمایا: یہ مفلس نہیں۔درحقیقت مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نیک اعمال لے کر حاضر ہو،اور وہ لوگ بھی آ جائیں جن پر اس نے ظلم کیا ہے، کسی کو گالی دی ہو، کسی کا مال لیا،اور وہاں نہ دینار ہے نہ درہم ہے۔پس ان لوگوں کو اس کی نیکیاں دیدی جائیں گی اور معاوضہ پورا نہ ہوگا تو مظلوموں کی بدیاں اس پر رکھ دی جائیں گی۔''

٧٩٩٣ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِي ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((عَلِّمُوْا وَيَسِّرُوْا وَلاَ تُعَسِّرُوْا وَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ)). (رواه أحمد: ٢١٣٧)

۷۹۹۳۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:''علم سکھاؤ، آسانی کرو اور تنگی نہ کرو اور تم میں سے جس کو غصہ آئے وہ خاموش رہے۔''

(٧٩٩١) مسلم: ٦٦٠٨.

(٧٩٩٢) ابو داود: ٤٧٧٩ـ احمد: ٢٧٩٣٤.

(٧٩٩٣) احمد: ٢١٣٧ـ طبراني، ورجال/ احمد ثقات، هيثمى: ١٢٩٩٣.

٧٩٩٤ـ عَنْ عُرْوَةَ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِـيْ عَنْ جَدِّيْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَشَاطَ السُّلْطَانُ تَسَلَّطَ الشَّيْطَانُ. (رواه أحمد: ١٧٥٢٣)

۷۹۹۴۔''محمد بن عطیہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے مرفوع روایت کرتے ہیں جب سلطان کی حالت پراگندہ ہوتی ہے تو شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔''

٧٩٩٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: بَابٌ لِلنَّارِ لاَ يَـدْخُـلُـهُ أَحَـدٌ إِلَّا مَنْ يُشْفِي غَيْظَهُ بِسَخَطِ اللّٰهِ. (رواه البزار: ٢٠٥٥)

۷۹۹۵۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''جہنم کا ایک دروازہ ایسا ہے جس سے صرف وہ لوگ داخل ہوں گے جو اللہ کی نافرمانی کر کے اپنا غصہ ٹھنڈا کرتے ہیں۔'' (البزار، سند کمزور ہے)

شرح:...... ان احادیث میں غصہ دور کرنے کے اسباب بھی بیان ہوئے ہیں۔ آدمی بیٹھ جائے، بیٹھا ہو تو لیٹ جائے یا پھر وضو کرے یا پھر اعوذ باللّٰه من الشيطان الرجيم پڑھے۔ وجہ یہ ہے کہ غصہ میں شیطان کی تیزی ہوتی ہے۔ یہ تیزی ان ذرائع سے دور ہو جاتی ہے۔

باقی جو اس غصے والے نے یہ سننے کے باوجود کہ غصہ کا علاج نبی ﷺ نے اعوذ باللہ بتایا ہے پھر بھی اس نے کہا کہ میں پاگل نہیں۔ اس نے دین سے ناآشنائی کی وجہ سے کہا تھا۔ اور شریعت اسلامیہ کی انوار وتجلیات سے تہذیب نہ پانے کا سبب تھا۔ جس کی بنا پر اس نے یہ سمجھ لیا کہ استعاذہ اس وقت پڑھا جاتا ہے جب جنون ہو اسے اس بات کا علم نہ تھا کہ یہ شیطان کا غلبہ ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ یا تو وہ دیہاتی ہوگا یا پھر منافق ہوگا۔ وگرنہ دین کی سوجھ بوجھ رکھنے والا ایسا نہیں کہہ سکتا۔

ان احادیث میں غصہ پر قابو رکھنے والے کی تعریف بیان ہوئی ہے کہ اسے جنت میں داخل کیا جائے جو نہایت محفوظ ہے اور اسے جنت کے اعلیٰ درجات پر فائز کیا جائے گا اور حوروں سے اس کی شادی کی جائے گی۔

(عون المعبود: ۴/ ۳۹۴)

اس میں جو آپ ﷺ نے اس آدمی سے غصہ نہ کرنے کا کہا ہے اس میں غصہ ختم کرنے کا حکم نہیں۔ غصہ تو فطرت انسانی کا طبعی معاملہ ہے، یہ تو آتا ہے۔ آپ کا مقصد تھا کہ کثرت سے غصہ نہ کرنا۔ ہوسکتا ہے اس آدمی میں غصہ حد سے زیادہ تھا۔ سائل کے مناسب حال آپ نے فرمایا ہو۔

(٧٩٩٤) احمد: ١٧٥٢٣ـ وطبراني ورجاله ثقات، هيثمي: ١٢٩٩٦.

(٧٩٩٥) بزار: ٢٠٥٥ـ وفيه، اسماعيل ابن شيبة وهو ضعيف وثقه ابن حبان وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمي: ١٢٩٩٧.

کیونکہ غصے کی زیادتی قطع تعلق تک نوبت پہنچا دیتی ہے اور نرمی ختم کر دیتی ہے جس کی وجہ سے دین کے بارے میں کوتاہیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۵۲۰)

٧٩٩٦۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْغِيْبَةُ؟ قَالَ: ((ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ)) قِيْلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُوْلُ قَالَ: ((إِنْ كَانَ فِيْهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهُ)).

(رواه أبوداود: ٤٨٧٤)

۷۹۹۶۔ ’’سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! غیبت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’تیرا اپنے بھائی کے بارے میں وہ بات کہنا جس کو وہ ناپسند کرتا ہو۔‘‘ ایک مرد نے سوال کیا: اگر میرے بھائی میں وہ چیز (عیب) موجود ہو جو میں کہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اگر اس میں وہ عیب موجود ہو جو تو نے بیان کیا ہے تو تو نے غیبت کی ہے اور اگر اس میں وہ عیب نہ ہو جو تو نے بیان کیا ہے تو تو نے اس پر بہتان لگایا ہے۔‘‘

شرح:...... ارشاد باری ہے:

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ﴾

(الحجرات: ١٢)

’’تمہارا بعض بعض کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ تم اسے ناپسند کرو گے۔‘‘

غیبت یہ ہے کہ کسی مسلمان کی برائی بیان کرنا جو اس میں موجود ہو۔ اگر نہ ہو تو بیان کرنا بہتان ہے جو غیبت سے بھی بدتر ہے۔

کسی کی پیدائش، کسی کے اخلاق میں ناپسندیدہ بات کہنا غیبت ہے۔ بدن، دین، دنیا، ذات، عادات، مال، اولاد، بیوی، خادم، حرکات وسکنات، خندہ پیشانی اور تیوری وغیرہ چڑھانے میں برے انداز پر لفظوں میں یا اشارے وغیرہ سے عیب لگانا غیبت میں شامل ہے۔

غیبت میں یہ چھ افراد مستثنیٰ ہیں۔ ان کی غیبت جائز ہے:

(۱) مظلوم ظالم کے خلاف بات کر سکتا ہے۔

(۲) برائی سے روکنے پر مدد طلب کرنے کے لیے غیبت ہو سکتی ہے۔

(۳) فتویٰ طلب کرتے ہوئے حقیقت واضح کر سکتا ہے۔

(٧٩٩٦) ابو داود: ٤٧٧٤۔ صحيح، البانی: ٤٠٧٩۔ مسلم: ٢٥٨٩۔ ترمذی: ١٩٣٤۔ دارمی: ٢٧١٤۔ احمد: ٢٧٤٧٣.

(۴) کسی شخص کو دھوکے باز سے بچانے کے لیے بات بتائی جاسکتی ہے۔

(۵) فسق و بدعت ظاہر کرنے والے کے خلاف بات کی جاسکتی ہے۔

(٦) جو عیب بیان کیے بغیر پہچان نہ ہو سکے جیسا کہ نابینا یا لنگڑا ہونا یہ کہنا جائز ہے۔

٧٩٩٧ــــ عَـنْ عَـائِشَةَ قَـالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا قَالَ غَيْرُ مُسَدَّدٍ تَـعْنِي قَـصِيْرَةً فَـقَـالَ: ((لَـقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَـوْمُـزِجَـتْ بِـمَـاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ)) قَالَتْ وَحَـكَيْـتُ لَـهُ إِنْسَانًا فَقَالَ: ((مَا أُحِبُّ أَنِّي حَكَيْتُ إِنْسَاناً وَأَنَّ لِي كَذَا وَكَذَا)). (رواه أبو داود: ٤٨٧٥)

۷۹۹۷۔''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ کے لیے صفیہ کا قد چھوٹا ہونا یہی کچھ بہت عیب ہے۔آپ نے فرمایا: تو نے ایسا کلمہ بول دیا ہے کہ اگر سمندر میں ڈالا جائے تو اس کو شامل ہو کر مل جائے گا اور اسے کڑوا کر دے گا۔'' اور میں نے آپ ﷺ کے سامنے ایک انسان کی نقل اتاری تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں کسی انسان کی نقل اتارنا پسند نہیں کرتا، خواہ اس کے عوض مجھے یہ اور یہ فوائد حاصل ہوں۔''

شــرح:...... مطلب یہ ہے کہ عائشہ! تم نے جو صفیہ رضی اللہ عنہا کا بدنی نقص بیان کیا ہے، اس کو بطور فرض سمندر میں ڈال دیا جائے تو یہ کڑوا ہو جائے اور اسے خراب کر دے۔تم جسے معمولی بات سمجھ رہی ہو۔اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پشیمان ہوئیں کہ اگر کوئی ساری دنیا دے کر بھی مجھے عیب جوئی کا کہے گا تو کبھی نہ کروں گی۔(عون المعبود:۴/۴۲۰)

٧٩٩٨ــــ عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَـالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَـمَّـا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِـقَـوْمٍ لَهُـمْ أَظْـفَـارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمُشُوْنَ وُجُـوْهَهُمْ وَ صُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلاَءِ يَاجِبْرِيْلُ! قَالَ: هٰؤُلاَءِ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ الـنَّـاسِ وَيَـقَعُوْنَ فِي أَعْرَاضِهِمْ)). (رواه أبو داود: ٤٨٧٨)

۷۹۹۸۔''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میرا ربّ مجھے معراج کے لیے اُوپر لے گیا تو میں ایک قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے۔وہ ان کے ساتھ اپنے چہرے کو چھیدرہے تھے تو میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی عزت خراب کرتے ہیں۔''

٧٩٩٩۔عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۷۹۹۹۔''سیدنا مستورد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(٧٩٩٧) ابو داود: ٤٨٧٥۔ صحیح، البانی: ٤٠٨٠۔ ترمذی: ٢٥٠٢۔ احمد: ٢٥٠٣٢.

(٧٩٩٨) ابو داود: ٤٨٧٨۔ صحیح، البانی: ٤٠٨٢۔ بخاری: ٦٥٨١.

(٧٩٩٩) ابو داود: ٤٨٨١۔ صحیح: ٤٠٨٤۔ احمد: ١٧٥٥٠.

قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ أُكْلَةً فَإِنَّ اللّٰهَ يُطْعِمُهُ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ كُسِيَ ثَوْباً بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ فَإِنَّ اللّٰهَ يَكْسُوْهُ مِثْلَهُ مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُوْمُ بِهِ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). (رواه أبوداود: ٤٨٨١)

نے فرمایا: ''جو شخص کسی مسلمان کا گوشت ایک لقمہ کھائے گا اللہ تعالیٰ اس کی مثل جہنم کی آگ کا ٹکڑا اس کے منہ میں ڈالے گا، اور جو عیب کا لباس کسی مسلمان کو پہنائے گا اس کی مثل اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کا لباس پہنائے گا اور جو کسی کی عیب جوئی کے لیے کسی سنانے کے مقام میں کھڑا ہوگا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سنانے اور ریاکاری کے مقام پر کھڑا کر دے گا۔''

٨٠٠٠ـــ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِنْ أَرْبَى الرِّبَا الِاسْتِطَالَةُ فِي عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ)). (رواه أبوداود: ٤٨٧٦)

٨٠٠٠۔ ''سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بہت بڑی سودخوری کسی مسلمان کی عزت آبرو سے متعلق حق کے بغیر بڑھا چڑھا کر الزام لگانا ہے۔''

٨٠٠١ـــ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَمَى مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ أُرَاهُ قَالَ بَعَثَ اللّٰهُ مَلَكاً يَحْمِي لَحْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ وَمَنْ رَمَى مُسْلِمًا بِشَيْءٍ يُرِيْدُ شَيْنَهُ بِهِ حَبَسَهُ اللّٰهُ عَلَى جِسْرِ جَهَنَّمَ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ)). (رواه أبوداود: ٤٨٨٣)

٨٠٠١۔ ''سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی مسلمان کی منافق کے بالمقابل حمایت کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک فرشتہ مقرر فرمائے گا جو اس کے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے رکھے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان پر الزام لگائے گا تاکہ اس کو عیب ناک بنا دے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن جہنم کے ایک پُل پر روکے رکھے گا یہاں تک کہ اس کے قول کی سزا مکمل ہو جائے۔'' (یہ ابوداود کی روایات ہیں)

شرح:...... سود بدترین برائی ہے کہ ناجائز مال کے ذریعے کسی مقروض سے اضافہ لے کر اس کا خون نچوڑنا۔ یہ سخت سنگدلی ہے۔ اس کا ہی یہ بڑا حصہ ہے کہ زبان کے ذریعے یا کسی بھی طور پر حقارت سے اس کی عزت پامال کی جائے یا اسے سب وشتم کیا جائے، تہمت وغیرہ لگائی جائے۔ وجہ یہ ہے کہ عزت نفس انسان کے لیے مال سے بھی زیادہ اہم ہوتی ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی کی عزت کی پامالی کسی وجہ سے ہوتی ہے تو جواباً اس کی بے عزتی کی اجازت ہے

(٨٠٠٠) ابو داود: ٤٨٧٦ـ صحيح: ٤٠٨١ـ احمد: ١٦٥٤.

(٨٠٠١) ابو داود: ٤٨٨٣ـ حسن: ٤٠٨٦ـ احمد: ١٥٢٢٢.

جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کے پاس قرض ادا کرنے کی گنجائش ہے پھر وہ ٹال مٹول کرتا ہے تو صاحب حق اس کی بےعزتی کرتا ہے تو اس کی اجازت ہے۔ اسی طرح فاسق و فاجر اور بدعتی کی بےعزتی کی گنجائش ہے تاکہ دوسرے محتاط رہیں۔ اور ایک آدمی دوسرے کو گالی سے پکارتا ہے اور دوسرا بھی اسی طرح پکارتا ہے کہ اوئے خبیث! اوملعون! تو یہ دونوں کبیرہ گناہ کر رہے ہیں۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۲۰)

غیبت والوں کو معراج کی رات چہرے خراشتے ہوئے کیوں دکھایا گیا؟ حالانکہ یہ جسم کا کوئی اور حصہ بھی خراش سکتے تھے۔

وجہ یہ ہے کہ چہرے اور سینے کو خراشنے کی سزا نوحہ کرنے والی عورتوں کو دی جائے گی۔ ان غیبت والوں اور نوحہ والیوں کی سزا ایک جیسی دکھانے میں مشابہت یوں ہے کہ ثابت کیا گیا ہے کہ نوحہ اور غیبت مردوں کی صفت نہیں۔ یہ عورتوں کی بدترین حالت ہے اس لیے اس برائی سے نفرت کے لیے یہ دکھایا گیا ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۲۱)

اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ جتنی کوئی کسی کی عزت پامال کرے گا یا غیبت کرے گا اسی مقدار سے اسے دوزخ کی آگ کی غذا ہوگی۔ اور ایک آدمی دوسرے کا دوست ہے اور یہ اپنے دوست کے دشمن کے پاس جا کر اس کی عزت پامال کرتا ہے اور اس کی توہین کرتا ہے تاکہ اس سے مفاد حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے مال میں کبھی برکت نہ کرے گا۔

ایک آدمی اتنا متقی اور نیک نہیں اور نہ ہی اس سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے صرف لوگوں میں شہرت کے لیے اور اس سے مال لینے کے لیے کوئی اس کی تعریف کرتا ہے تو اس کی سزا یہ ہوگی کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اس کے راز طشت از بام کرے گا اور ساری دنیا کے سامنے اس کی حقیقت کھول دے گا۔ ناجائز تعریف پسند کرنے والے اور تعریف کرنے والے دونوں کو یہ سزا ہوگی۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۲۱)

اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ غیبت سے یا کسی بھی وجہ سے جس کی بےعزتی ہو رہی ہو یا اس پر تہمت لگ رہی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دفاع کے صلے میں دوزخ سے اس کا گوشت بچائیں گے۔

جو شخص ناجائز کسی پر تہمت لگاتا ہے جب تک اس ناجائز تہمت سے اسے بری قرار نہ دیا جائے گا اس تہمت لگانے والے کو جنت میں جانے سے روک دیا جائے گا۔ (عون المعبود: ۴/۴۲۲)

٨٠٠٢۔ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ رَجُلاً يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى عُثْمَانَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ)). (رواه البخاري: ٦٠٥٦)

۸۰۰۲۔ ''ہمام رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، ان سے کسی نے کہا: ایک شخص سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت بیان کرتا ہے۔ تب حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: ''چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (الشیخان، ابوداود، الترمذی)

(٨٠٠٢) بخاري: ٦٠٥٦۔ مسلم: ١٠٥۔ ابو داود: ٤٨٧١۔ ترمذي: ٢٠٢٦۔ احمد: ٣٧٥٠.

شــرح:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ چغلی کرنا ایک بری عادت ہے۔ مسلمان کے لیے لائق نہیں ہے کہ وہ چغل خور ہو۔ کیونکہ چغلی کبیرہ گناہ ہے اور اس میں احتیاط کی جائے کہ جو چغلی کرے اس کی تصدیق نہ کی جائے اور جس کی چغلی کرے بلاتحقیق اس سے بدگمان نہ ہوا جائے۔

چغلی سے معاشرے میں باہم عداوت اور بغض پیدا ہوتا ہے۔ یہ بہت خطرناک گناہ اور بہت بڑا جرم ہے۔ اس سے معاشرہ پر بہت ہی برے اثرات پڑتے ہیں اور اس سے بہت سی خرابیاں جنم لیتی ہیں۔

ایک صورت میں چغلی کی اجازت ہے کہ ایک شخص دوسرے پر ظلم کرنا چاہے تو اسے آگاہ کرنا جائز ہے۔

٨٠٠٣ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُبَلِّغْنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ)). (رواه أبوداود: ٤٨٦٠)

٨٠٠٣۔ ''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا کوئی صحابی کسی دوسرے کی بات مجھ تک نہ پہنچائے اس لیے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں ان کی طرف جاؤں تو میرا سینہ صاف ہو۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

٨٠٠٤ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَارْتَفَعَتْ رِيْحُ جِيْفَةٍ مُنْتِنَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَدْرُوْنَ مَاهٰذِهِ الرِّيْحُ؟ هٰذِهِ رِيْحُ الَّذِيْنَ يَغْتَابُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ)). (رواه أحمد: ١٤٣٧٩)

٨٠٠٤۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک بدبودار ہوا چلی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں معلوم ہے یہ ہوا کیسی ہے؟ یہ ان لوگوں کی بدبودار ہوا ہے جو لوگ اہل ایمان کی غیبت کرتے ہیں۔'' (احمد)

٨٠٠٥ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ رَجُلٌ، فَوَقَعَ فِيْهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِهِ، فَقَالَ لَهُ ﷺ: ((تَخَلَّلْ)) فَقَالَ: وَمِمَّ أَتَخَلَّلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَأَكَلْتَ لَحْماً؟ قَالَ: ((إِنَّكَ أَكَلْتَ لَحْمَ أَخِيْكَ)). (للكبير: ١٠٠٩٢)

٨٠٠٥۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس تھے۔ مجلس سے اُٹھ کر ایک مرد گیا تو دوسرے مرد نے اس کی غیبت شروع کر دی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو دانتوں کا خلال کر''۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کس وجہ سے خلال کروں، کیا میں نے گوشت کھایا ہے؟ فرمایا: ''تو نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے۔'' (الکبیر)

(٨٠٠٣) ابو داود: ٤٨٦٠۔ ضعيف، البانی: ١٠٣٥۔ ترمذی: ٣٨٩٦۔ احمد: ٣٧٥٠.

(٨٠٠٤) احمد: ١٤٣٧٠۔ ورجاله ثقات، هيثمی: ١٣١٢١.

(٨٠٠٥) طبرانی كبير: ١٠٠٩٢۔ ورجاله رجال الصحيح، هيثمی: ١٣١٤٥.

٨٠٠٦ـــ عَـنْ عَـائِشَةَ قَـالَـتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعِـنْـدِي جَارِيَتَان تُغَنِّيَان بِـغِـنَـاءِ بُـعَـاثَ فَـاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَـوَّلَ وَجْهَـهُ وَدَخَـلَ أَبُـوْبَـكْرٍ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَقْبَلَ عَـلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ عليه السلام فَـقَـالَ دَعْهُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا. وَكَـانَ يَـوْمَ عِيْـدٍ يَـلْعَبُ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَالْـحِرَابِ فَإِمَّا سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَإِمَّا قَالَ تَشْتَهِيْـنَ تَنْظُرِيْنَ؟ فَقُلْتُ نَعَم فَأَقَامَنِي وَرَاءَهُ خَدِّيْ عَلَى خَدِّهِ وَهُوَيَقُوْلُ دُوْنَكُمْ يَا بَنِي أَرْفِـدَةَ حَتَّـى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَم قَالَ فَاذْهَبِي. (رواه البخاري: ٩٥٠)

٨٠٠٦۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ میرے گھر آئے۔ میرے پاس دولڑکیاں جنگ بعاث کے اشعار پڑھ رہی تھیں، پس آپ ﷺ بستر پر لیٹ گئے اور منہ مبارک دوسری جانب پھیر دیا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو انہوں نے مجھے ڈانٹ دیا اور کہا: کیا شیطان کے گیت نبی کریم ﷺ کے پاس؟ پس آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ ان سے غافل ہو گئے تو میں نے ان کو آنکھ سے اشارہ کیا اور وہ گھر سے نکل گئیں۔ عید کے دن حبشی ڈھال اور نیزوں کے ساتھ مسجد میں کھیل رہے تھے۔ مجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا یا خود آپ ﷺ ہی نے فرمایا: کیا تو دیکھنا چاہتی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔تو آپ ﷺ نے مجھے اپنی پشت کے پیچھے کھڑا کیا اور میرا رخسار آپ کے رخسار کے ساتھ ملا ہوا تھا اور آپ حبشیوں سے فرماتے تھے: اے بنوارفدہ! پیچھے رہو۔ یہاں تک کہ جب میں تماشا بینی سے سیر ہو گی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے لیے کافی ہے؟ میں عرض کی: ہاں تو فرمایا: ''چلی جا۔''

٨٠٠٧ـــ وَفِـي رِوَايَةٍ: تُـغَنِّيَان بِمَا تَقَاوَلَتِ الأَنْصَارُيَوْمَ بُعَاثَ قَالَتْ وَلَيْسَتَابِمُغَنِّيَتَيْنِ. (رواه البخاري: ٩٥٢)

٨٠٠٧۔ ''ایک روایت میں ہے: وہ دولڑکیاں جنگ بعاث کے موقع پر کہے گئے اشعار پڑھتی تھیں جبکہ وہ گانے والی نہیں تھیں۔''

٨٠٠٨ـ وفی أخرى: أَنَّ عُمَرَزَجَرَالْحَبَشَةَ فَقَالَ ﷺ: (أَمْنًا يَا بَنِى أَرْفِدَةَ)

٨٠٠٨۔ ''ایک روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حبشی لوگوں کو ڈانٹا تو آپ ﷺ نے فرمایا! اے بنو ارفدہ! ہم نے تمہیں امن دیا ہے۔'' (الشیخان، النسائی)

٨٠٠٩ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا الْحَبَشَةُ

٨٠٠٩۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حبشی لوگ

(٨٠٠٦) بخاری: ٩٥٠ـ مسلم: ٨٩٢ـ نسائی: ١٥٩٥ـ ابن ماجه: ١٨٩٨ـ احمد: ٢٥٥٧.

(٨٠٠٧) بخاری: ٩٥٢ـ مسلم: ٨٩٢ـ نسائی: ١٥٩٥ـ ابن ماجه: ١٨٩٨ـ احمد: ٢٥٥٧٠.

(٨٠٠٨) هذه الرواية اجدها.

(٨٠٠٩) مسلم: ٨٩٣ـ بخاری: ٢٩٠١ـ نسائی: ١٥٩٦ـ احمد: ٨٠١٩.

يَلْعَبُوْنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِحِرَابِهِمْ إِذْ دَخَلَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ فَأَهْوَى إِلَى الْحَصْبَاءِ يَحْصِبُهُمْ بِهَا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْهُمْ يَاعُمَرُ)). (رواه مسلم: ٨٩٣)

نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے اسلحے کے ساتھ کھیل رہے تھے جب اچانک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور کنکر اُٹھا کر ان کو مارنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عمر! ان کو چھوڑ دو۔“

شرح:...... خوشی کے دن مسجد میں جنگی کرتب کے مظاہرہ کی اجازت ہے۔ایک حدیث میں آتا ہے کہ مسجد میں گزرتے ہوئے نیزہ وغیرہ میان میں رکھا جائے۔ ان میں مطابقت کی یہ صورت ہے کہ دونوں صورتوں میں فرق ہے کیونکہ یہ جنگی مظاہرہ تھا۔اس میں انسان اپنا تحفظ کرتا ہے جبکہ نیزہ لے کر گزرنے میں غیر شعوری طور پر نقصان ہونے کا امکان ہے۔

بعض علما کا خیال ہے کہ مسجد میں جنگی مشق کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ یہ دعویٰ ہے اس پر دلیل نہیں کیونکہ یہ کوئی کھلنڈروں کا کھیل نہ تھا۔ بلکہ بہادروں اور جنگجوؤں کی جنگی استعداد کو اجاگر کرنا مقصد تھا اور دشمنان اسلام کے خلاف جذبہ جہاد پیدا کرنا مقصود تھا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جائز کھیل دیکھنا جائز ہے اور یہ بھی پتہ چلا کہ نبی مکرم ﷺ اپنے گھر والوں کے ساتھ کس قدر حسن اخلاق کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ ایک سوال سامنے آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں کو ایک نابینا کے پاس بیٹھے دیکھا تو ڈانٹا تھا۔ اس حدیث میں ہے کہ آپ اپنی اہلیہ کو خود کھیل دکھا رہے ہیں۔ اس شبے کا حل یہ ہے کہ جہاں فتنے کا اندیشہ ہو وہاں مردوں کو دیکھنا منع ہے جہاں یہ صورت نہ ہو وہاں کوئی حرج نہیں۔

یہاں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دور تھیں اور پھر وہ بندے نہیں کھیل دیکھ رہی تھیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی عورت مجبوراً گھر سے باہر جائے گی تو مرد اسے نظر آئیں گے۔ یہ ایک فطری سی بات ہے۔

٨٠١٠۔ قَالَتِ الرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي، فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَافِي غَدٍ فَقَالَ: ((دَعِي هٰذِهِ وَقُوْلِي بِالَّذِي كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ)). (رواه البخاري: ٥١٤٧)

٨٠١٠۔ ”ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے جب شادی کے بعد میری رخصتی ہو چکی تھی۔ آپ میرے گھر میں داخل ہوئے اور میرے بستر پر بیٹھ گئے۔ ہماری چند لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور اپنے آباء کا ذکر کر رہی تھیں جو بدر میں شہید ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا: ہم لوگوں میں اللہ کے نبی ﷺ موجود ہیں جو کل کی باتیں جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس طرح کی بات چھوڑ دے اور وہی کہہ جو تو پہلے کہتی تھی۔“ (البخاری، ابوداؤد، ترمذی)

(٨٠١٠) بخاري: ٥١٤٧۔ ابو داود: ٤٩٢٢۔ ترمذی: ١٠٩٠۔ ابن ماجه: ١٨٩٧۔ احمد: ٢٦٤٨١.

٨٠١١ـــ عَـنْ نَـافِـعٍ قَـالَ سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ مِـزْمَـارًا قَـالَ فَـوَضَـعَ إِصْبَعَيْهِ عَلَى أُذُنَيْهِ وَنَـأَى عَـنِ الـطَّـرِيْقِ وَقَالَ لِي يَا نَافِعُ! هَلْ تَسْـمَـعُ شَيْـئًـا؟ قَـالَ فَـقُلْتُ: لاَ قَالَ فَرَفَعَ إِصْبَـعَيْهِ مِنْ أُذُنَيْهِ وَقَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَسَـمِـعَ مِثْـلَ هٰذَا فَصَنِعَ مِثْلَ هٰذَا . (رواه أبوداود: ٤٩٢٤)

۸۰۱۱۔ ''نافع کہتے ہیں: میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جا رہا تھا، راستہ میں آلۂ موسیقی کی آواز آئی تو انہوں نے اپنی دو انگلیاں اپنے کانوں میں رکھ دیں اور وہ راستہ ترک کر کے دوسری جانب سے چلنے لگے، پھر دور جا کر مجھ سے کہا: اے نافع! تجھے وہ آواز آتی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں سے اُٹھا دیں، اور بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ نے ایسی آواز سنی تھی اور آپ نے اسی طرح کیا تھا۔'' (ابوداؤد)

٨٠١٢ــ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ بَلَغَنِى أَنَّ الـلّٰـهَ تَـعَـالَى يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُنَزِّهُوْنَ أَسْمَاعَهُمْ عَنِ اللَّهْوِ وَمَزَامِيْرِ الشَّيْـطَـانِ؟ أَدْخِلُوْهُمْ فِي رِيَاضِ الْمِسْكِ' ثُـمَّ يَـقُـوْلُ لِـلْمَلاَئِكَةِ: أَسْمِعُوْهُمْ حَمْدِي وَأَخْبِـرُوْهُـمْ أَنْ لاَ خَـوْفٌ عَـلَيْهِمْ وَلاَهُمْ يَحْزَنُوْنَ . (رواه رزين)

۸۰۱۲۔ ''محمد بن منکدر کہتے ہیں: مجھے خبر پہنچی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: وہ لوگ کہاں ہیں جو شیطان کے رفقاء سے گانا سننے سے اپنے کانوں کو محفوظ رکھتے تھے؟ ان لوگوں کو جنت میں داخل کر دو اور کستوری کے باغات میں لے جاؤ، پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ ان کو میری حمد وثنا سناؤ اور ان کو خبر دو کہ نہ تو ان پر خوف ہے اور نہ وہ غم ناک ہوں گے۔'' (الرزین)

٨٠١٣ـ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَ تْ إِلَـى رَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـقَـالَ: ((يَا عَائِشَةُ! اَتَعْرِفِيْنَ هٰذِهِ؟)) قَالَتْ لاَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((هٰـذِهِ قَيْـنَةُ بَنِي فُلاَنَ تُحِبِّيْنَ أَنْ تُغَنِّيَكِ)) قَـالَـتْ: نَـعَـمْ قَالَ: فَأَعْطَاهَا طَبَقًا فَغَنَّتْهَا ، فَـقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَـدْ نَـفَخَ الشَّيْطَانُ فِي مَنْخَرِيْهَا)) . (رواه أحمد : ١٥٢٩٣)

۸۰۱۳۔ ''سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! کیا تو اس کو جانتی ہے؟'' انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ بنو فلاں کی گانے والی عورت ہے۔ کیا تو چاہتی ہے کہ تیرے سامنے یہ گانا گائے؟ ام المؤمنین نے کہا: ہاں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس عورت کو ایک تشتری دی تو اس نے گانا گایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان نے اس کی ناک کے دو نتھنوں میں پھونک ماردی ہے۔'' (احمد، الکبیر)

(٨٠١١) ابو داود: ٤٩٢٤ـ صحيح، البانى: ٤١١٦.

(٨٠١٢) رزين.

(٨٠١٣) احمد: ١٥٢٩٣ـ و طبرانى، ورجال احمد رجال الصحيح، هيثمى: ١٣٣٥٨.

شرح:......رسول اللہ ﷺ نے اپنی مبالغہ آمیز تعریف سے روک دیا تھا کہ یہ خاصہ میرا نہیں میرے اللہ کا ہے۔
اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جائز گانے اور دف کے ذریعے نکاح کا اعلان کرنا جائز ہے۔
اور یہ بھی پتہ چلا کہ بانسری وغیرہ جو بھی آلات موسیقی سننے میں آئیں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مانند کانوں میں انگلیاں ٹھونس لی جائیں۔
ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے شاگرد نافع رحمہ اللہ کو کان کھلے چھوڑنے کی اجازت کیسے دی؟
اس کا حل یہی بیان ہوا ہے کہ نافع اس وقت بالغ نہ تھے۔
گانا سننے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ قرآن رحمان کا کلام ہے اور گانا اور موسیقی شیطان کی آواز ہے، لہٰذا رحمٰن اور شیطان کا کلام ایک دل میں کیسے سما سکتے ہیں۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۳۵)
جو یہاں آیا ہے مغنیہ کو کچھ دیا پھر کہا اس کے نتھنوں میں شیطان کی آواز ہے یہ پہلے کی بات ہے جب ممانعت نہ آئی تھی یا آپ نے سمجھا تھا کوئی اچھی بات سنائے گی مگر جب اس نے خلاف شرع سنایا تو آپ نے اسے شیطان کا نتھنا قرار دیا۔

اَللَّهْوُ وَاللَّعْبُ وَاللَّعْنُ وَالنَّسَبُ

کھیل تماشا اور کسی پر لعنت کرنے اور گالی دینے کا بیان

٨٠١٤ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى رَجُلاً يَتْبَعُ حَمَامَةً فَقَالَ: ((شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً)). (رواه أبوداود: ٤٩٤٠)

۸۰۱۴۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرد کو کبوتر کے پیچھے دوڑتے دیکھا تو فرمایا: ''ایک شیطان دوسرے شیطان کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔'' (ابوداؤد)

شـــرح:...... پیچھے بھاگنے والے کو اور کبوتری کو شیطان قرار دیا گیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ پیچھے لگنے والا اس میں مصروف ہونے اور حق سے دور ہونے اور لایعنی کام کی وجہ سے شیطان قرار پاتا ہے۔
اور کبوتری اس وجہ سے شیطان قرار پائی کہ اس نے اسے اللہ کے ذکر سے غافل کر رکھا تھا۔
تاہم کبوتری یا کبوتر بچوں کی افزائش کے لیے رکھنا یا انڈوں کے لیے رکھنا یا ان سے انس کے لیے انہیں رکھنا یا خط وغیرہ بھیجنے کے لیے رکھنا جائز ہے۔
انہیں اڑانے کے لیے رکھنا بھی کوئی پسندیدہ کام نہیں اور جوا لگا کر اڑانا حرام ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۴۰)

(٨٠١٤) ابو داود: ٤٩٤٠۔ حسن صحيح، البانی: ٤١٣١۔ احمد: ٨٣٣٨.

٨٠١٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ التَّحْرِيْشِ بَيْنَ البَهَائِمِ. (رواه الترمذي: ١٧٠٨)

٨٠١٥۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حیوانوں کے درمیان لڑائی کرانے سے منع فرمایا ہے۔'' (ترمذی)

شرح:...... اونٹوں، مینڈھوں اور مرغوں وغیرہ کو آپس میں لڑانے سے منع کیا گیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس سے حیوانوں کو اذیت ہوتی ہے اور بے فائدہ انہیں تھکانا ہے اور ایک فضول کام ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۱۶۰)

٨٠١٦ـ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ مَرَّ ابْنُ عُمَرَ بِفِتْيَانٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ نَصَبُوْا طَيْرًا وَهُمْ يَرْمُوْنَهُ وَقَدْ جَعَلُوْا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلَّ خَاطِئَةٍ مِنْ نَبْلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوْا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضاً. (رواه مسلم: ١٩٥٨)

٨٠١٦۔ ''سعید بن جبیر کہتے ہیں: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے قریش کے لڑکوں کو دیکھا جو ایک پرندہ یا مرغی باندھ کر اس پر تیر مارتے تھے اور جو تیر خالی جائے اس پر مرغی اور تیر مہیا کرنے والے کو متعین نقدی دیتے تھے۔ جب انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ کام کس نے شروع کرایا ہے؟ اس پر اللہ کی لعنت ہے جس نے ایسا کرایا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ذی روح کو نشانہ بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔'' (الشیخان، النسائی)

٨٠١٧ـ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِشِيْرِ فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيْرٍ وَدَمِهِ)). (رواه مسلم: ٢٢٦٠)

٨٠١٧۔ ''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نردشیر کے ساتھ کھیلے تو اس نے گویا خنزیر کے گوشت اور خون میں ہاتھ ملوث کیے۔'' (مسلم)

٨٠١٨ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا وَجَدَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِهِ يَلْعَبُ بِالنَّرْدِ ضَرَبَهُ وَكَسَرَهَا. (رواه مالك: ١٧٨٧)

٨٠١٨۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جب اپنے گھر والوں میں سے کسی کو نرد کھیلتے دیکھتے تو اس کو مارتے تھے اور نرد کو توڑ دیتے تھے۔'' (مالک)

٨٠١٩ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ

٨٠١٩۔ ''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے

(٨٠١٥) ترمذی: ١٧٠٨ـ ضعيف، البانی: ٢٨٧ـ ابو داود: ٢٥٦٢.

(٨٠١٦) مسلم: ١٩٥٨ـ بخاری: ٥٥١٤ـ نسائی: ٤٤٤١ـ دارمی: ١٩٧٣ـ احمد: ٥٧٦٧.

(٨٠١٧) مسلم: ٢٢٦٠ـ ابو داود: ٤٩٣٩ـ ابن ماجه: ٣٧٦٣ـ احمد: ٢٢٥١٦.

(٨٠١٨) مالك: ١٧٨٧.

(٨٠١٩) احمد: ٢٢٦٢٨ـ موصلی و زاد لا تقبل صلاته، هيثمی: ١٣٢٦١ـ طبرانی، وفيه، موسٰی بن عبدالرحمٰن الخطمی لم اعرفه، وبقية رجال احمد رجال الصحيح، هيثمی: ١٣٢٦١.

اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مِثْلُ الَّذِي يَلْعَبُ بِالنَّرْدِ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّي مِثْلُ الَّذِيْ يَتَوَضَّأُ بِالْقَيْحِ وَدَمِ الْخِنْزِيْرِ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّي)). (رواه أحمد: ٢٢٦٢٨، والموصلي، وَزَادَ: لاَ تُقْبَلُ صَلاتُهُ)

رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: اس کی مثال جو نرد کے ساتھ کھیلتا ہے اور پھر اٹھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اس شخص کے مثل ہے جو پیپ کے ساتھ اور خنزیر کے خون کے ساتھ وضو کرتا ہو اور پھر اٹھ کر نماز پڑھتا ہو۔'' (احمد اور موصلی نے روایت کیا ہے، موصلی نے یہ اضافہ کیا کہ اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔)

شرح:...... نردشیر ایک معروف کھیل ہے یہ شطرنج سے ہی ملتا جلتا ہے۔ اس کی کیفیت ایسے بنتی ہے جیسے جاہلیت میں تیروں سے تقسیم کرتے تھے اور اسے قرآن پاک نے حرام قرار دیا ہے جس طرح خنزیر میں کھانے کے لیے ہاتھ ڈالنا حرام ہے اسی طرح یہ کھیلنا بھی حرام ہے اور اس کی حرمت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ کار خیر سے غافل رکھتا ہے۔

(عون المعبود: ۴/ ۴۴۰)

٨٠٢٠ـ عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ كُنْتُ أَلْعَبُ بِالبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ لِي صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِي فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ إِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِي. (رواه البخاري: ٦١٣٠)

۸۰۲۰۔''سیدہ عائشہ ﷞ کا بیان ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس گڑیوں کے ساتھ کھیلتی تھی اور میرے پاس میری سہیلیاں آتی تھیں۔ وہ آپ ﷺ سے ڈرتی تھیں پس آپ ﷺ خود ان کو میرے پاس روانہ کرتے تھے اور وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔''

٨٠٢١ـ عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ أَوْ خَيْبَرَ وَفِي سَهْوَتِهَا سِتْرٌ فَهَبَّتْ رِيحٌ فَكَشَفَتْ نَاحِيَةَ السِّتْرِ عَنْ بَنَاتٍ لِعَائِشَةَ لُعَبٍ فَقَالَ: ((مَا هٰذَا يَا عَائِشَةُ؟)) قَالَتْ بَنَاتِي وَرَأَى بَيْنَهُنَّ فَرَسًا لَهُ جَنَاحَانِ مِنْ رِقَاعٍ فَقَالَ: ((مَا هٰذَا الَّذِيْ أَرَى وَسَطَهُنَّ؟)) قَالَتْ فَرَسٌ قَالَ: ((وَمَا هٰذَا الَّذِيْ عَلَيْهِ)) قُلت: جَنَاحَانِ قَالَ: ((فَرَسٌ لَهُ جَنَاحَانِ؟)) قَالَتْ أَمَا

۸۰۲۱۔''سیدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس آئے یا غزوۂ خیبر سے۔ عائشہ ﷞ کے طاقچے میں پردہ لٹکایا گیا تھا۔ ہوا چلی اور پردہ اٹھا تو عائشہ ﷞ کی گڑیا نظر آنے لگیں جو ایک کونے میں رکھی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا ہے عائشہ؟ عرض کیا: یہ میری گڑیا ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کے درمیان میں ایک گھوڑا دیکھا جس کے کپڑے کے دو پر تھے۔ آپ نے فرمایا: ان کے درمیان کیا دیکھ رہا ہوں؟ میں نے عرض کی: یہ گھوڑا ہے۔ فرمایا: یہ اس کے اوپر کیا ہے؟ میں نے کہا: اس کے دو پر ہیں۔ فرمایا: گھوڑا اور دو پر؟

(٨٠٢٠) بخاری: ٦١٣٠ـ مسلم: ٢٤٤٠ـ ابو داود: ٤٩٣١ـ ابن ماجه: ١٩٨٢ـ احمد: ٣٥٤٣٠.

(٨٠٢١) ابو داود: ٤٩٣٢ـ صحيح، البانی: ٤١٢٣.

سَمِعْتَ أَنْ لِسُلَيْمَانَ خَيْلاً لَهَا أَجْنِحَةٌ قَالَتْ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى رَأَيْتُ نَوَا جِذَهُ. (رواه أبوداود: ٤٩٣٢)

میں نے عرض کی: کیا آپ ﷺ نے نہیں سنا کہ سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے پر ہوا کرتے تھے؟ آپ ﷺ اتنے ہنسے کہ میں نے آپ کے پچھلے دانت مبارک دیکھے۔'' (الشیخان، ابوداؤد)

شرح:...... نبی کریم ﷺ اپنی بیویوں سے بہت زیادہ مل جل کر زندگی گزارتے تھے خشک پن نہ تھا۔ بلکہ خندہ پیشانی سے ان کے ساتھ رہتے تھے اور اپنی بیویوں اور ان کی سہیلیوں کے جذبات کی قدر کرتے تھے اور اچھی طرح ان کا خیال رکھتے تھے۔

(۲) بچیوں کو کھلونوں سے کھیلنے کی اجازت ہے۔ خواہ وہ روح والی چیز ہوں۔ یہ کھلونے اس ممانعت میں نہیں آتے جن تصویروں میں مصروف ہونے سے منع کیا گیا ہے۔ تاہم یہ گنجائش عارضی کھلونوں کی تیاری تک محدود ہونی چاہیے، باقاعدہ یہ جانداروں کی شکل میں ڈھال کر مجسمہ کی صورت میں نہ ہوں۔ جیسا کہ یورپ کی نقالی میں خوبصورت گڑیاں تیار کی جاتی ہیں ان سے پرہیز کیا جائے۔

ان کھلونوں کی اجازت کی وجہ بھی ائمہ کرام نے یہی بیان کی ہے کہ ان سے بچیوں میں امور خانہ داری کا سلیقہ پیدا ہوتا ہے، شریعت کا مقصد کوئی مجسمہ سازی کا ہنر بتانا نہیں۔

٨٠٢٢ـــ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ لِقُدُوْمِهِ فَرَحًا بِذٰلِكَ لَعِبُوْا بِحِرَابِهِمْ. (رواه أبوداود: ٤٩٢٣)

۸۰۲۲۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کی آمد کی خوشی میں حبشی لوگ کھیلنے لگے اور وہ اپنے نیزوں اور ہتھیاروں کے ساتھ کھیلتے تھے۔'' (ابوداؤد)

٨٠٢٣ـــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلاَ اللَّعَّانِ وَلاَ الْفَاحِشِ وَلاَ الْبَذِيْءِ)). (رواه الترمذي: ١٩٧٧)

۸۰۲۳۔ ''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن طعنے مارنے والا، لعنت کرنے والا، فحش باتیں کرنے والا بدزبان نہیں ہوتا۔'' (ترمذی)

٨٠٢٤ـــ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللَّعَّانِيْنَ لاَيَكُوْنُوْنَ

۸۰۲۴۔ ''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''بے شک لعنت کرنے

(٨٠٢٢) ابو داود: ٤٩٢٣۔ صحيح الاسناد: ٤١١٥۔ احمد: ١٢٢٣٨.
(٨٠٢٣) ترمذی: ١٩٧٧۔ صحيح، الباني: ١٦١٠۔ احمد: ٣٨٢٩.
(٨٠٢٤) مسلم: ٢٥٩٨۔ ابو داود: ٤٩٠٧۔ احمد: ٢٦٩٨١.

شُهَـدَاءَ وَلاَ شُـفَعَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). (رواه مسلم: ٢٥٩٨)

والے قیامت کے دن نہ شہداء و گواہ ہوں گے اور نہ شفاعت کرنے والے ہوں گے۔'' (مسلم وابوداؤد)

٨٠٢٥ــ عَـنْ سَـمُـرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لاَ تَلاعَـنُـوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ وَلاَ بِـغَضَبِهِ وَلاَ بِالنَّارِ)). (رواه الترمذی: ١٩٧٦)

٨٠٢٥۔ ''سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ کی لعنت کے ساتھ کسی پر لعنت نہ کرو اور نہ اللہ کا غضب طلب کرو اور جہنم میں جانے کی بد دعا بھی نہ دو۔'' (ابوداؤد)

٨٠٢٦ــ عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ يَارَسُوْلَ الـلّٰـهِ! أُدْعُ عَـلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ: ((إِنِّي لَمْ أُبْـعَـثْ لَعَّاناً وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً)). (رواه مسلم: ٢٥٩٩)

٨٠٢٦۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ مشرکین کے خلاف بد دعا کریں اور ان پر لعنت بھیجیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے، لعنت کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں کیا گیا۔'' (مسلم)

٨٠٢٧ــ عَـنْ أَنَـسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَـاحِشـاً وَلاَ لَـعَّانًا وَلاَ سَبَّاباًكَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَالَهُ تَرِبَ جَبِيْنُهُ. (رواه البخاری: ٦٠٤٦)

٨٠٢٧۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نہ گالی دینے والے تھے، نہ فحش باتیں کرنے والے تھے اور نہ لعنت کرنے والے تھے۔ آپ ﷺ اگر کسی بات پر ہمیں تنبیہ فرماتے تو یہ فرما دیتے: ''اس کو کیا ہوا؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔'' (بخاری)

٨٠٢٨ــ عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((سُبَـابُ الْـمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)). (رواه البخاری: ٤٨)

٨٠٢٨۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔'' (الشیخان، الترمذی، النسائی)

٨٠٢٩ـ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لاَ يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلاً بِالْفُسُوْقِ وَلا

٨٠٢٩۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''کوئی انسان دوسرے

(٨٠٢٥) ترمذی: ١٩٧٦۔ صحیح، البانی: ١٦٠٩۔ ابو داود: ٤٩٠٦.

(٨٠٢٦) مسلم: ٢٥٩٩.

(٨٠٢٧) بخاری: ٦٠٤٦۔ احمد: ١٢٠٥٤.

(٨٠٢٨) بخاری: ٤٨، ٦٠٤٤۔ مسلم: ٦٤۔ ترمذی: ٢٦٣٤۔ نسائی: ٤١١٢۔ ابن ماجه: ٦٩۔ احمد: ٤٣٣٢.

(٨٠٢٩) بخاری: ٦٠٤٥۔ مسلم: ٦١۔ احمد: ٢٠٩٥٤.

يَـرْمِيْـهِ بِـالْـكُفْرِ إِلاَّ ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ)). (رواه البخاري: ٦٠٤٥)

انسان کو فاسق یا کافر نہیں کہتا مگر یہ الفاظ اسی پر لوٹ آتے ہیں جب دوسرا انسان اس کا مستحق نہ ہو۔'' (البخاری)

٨٠٣٠ــ عَـنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ الـلَّـعْـنَةُ إِلَى السَّمَاءِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ دُوْنَهَـا ثُمَّ تَهْبِطُ إِلَى الأَرْضِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُوْنَهَـا ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِيْنًا وَشِمَالاً فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَـاغًـا رَجَـعَـتْ إِلَى الَّذِي لُعِنَ فَإِنْ كَانَ لِـذٰلِكَ أَهْلاً وَإِلَّا رَجَـعَـتْ إِلَـى قَائِلِهَا)). (رواه أبوداود: ٤٩٠٥)

٨٠٣٠۔ ''سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ کسی چیز کو لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان تک جاتی ہے تو اس کے لیے آسمان کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے تو زمین کے دروازے بھی اس کے لیے بند ہوتے ہیں۔ پھر وہ دائیں اور بائیں طرف جاتی ہے اور جب اس کو کوئی گذرگاہ نظر نہیں آتی تو وہ اس شخص پر جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہے۔ اگر وہ اس کا مستحق ہوتا ہے تو اس پر پڑتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے پر لوٹ آتی ہے۔''

٨٠٣١ــ عَـنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُرِقَتْ مِلْحَفَةٌ لَهَـا فَجَعَلَتْ تَدْعُوْ عَلَى مَنْ سَرَقَهَا فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لاَ تُسَبِّخِي عَنْهُ)). قَالَ أَبُـوْدَاوُدَ: لاَ تُسَبِّـخِـي أَيْ لاَ تُخَفِّفِي عَنْهُ. (رواه أبوداود: ١٤٩٧)

٨٠٣١۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ان کی اوڑھنی یا بڑی چادر چرائی گئی تو انہوں نے چرانے والے کو بددعائیں دینا شروع کر دیں۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چور کا بوجھ ہلکا نہ کر۔'' - (یہ دو روایات ابوداؤد کی ہیں اور کہا: لا تسبخی کا معنی ہے لا تخففي یعنی اس کا گناہ ہلکا نہ کر۔)

٨٠٣٢ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالاَ فَعَلَى الْبَادِئِ مَالَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ)). (رواه مسلم: ٢٥٨٧)

٨٠٣٢۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گالی دینے والے دونوں جو کچھ کہتے ہیں اس کا گناہ ابتداء کرنے والے پر ہوگا تاوقتیکہ مظلوم حد سے تجاوز نہ کر دے۔'' (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

٨٠٣٣ــ عَـنِ الـنُّـعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَسَبَّ رَجُلٌ رَجُلاً عِنْدَهُ قَـالَ فَـجَـعَـلَ الرَّجُلُ الْمَسْبُوْبُ)) يَقُوْلُ

٨٠٣٣۔ ''سیدنا نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد نے دوسرے مرد کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے گالی دی تو جس کو گالی دی جاتی تھی اس نے کہنا شروع کر دیا: تیرے اوپر سلامتی

(٨٠٣٠) ابو داود: ٤٩٠٥۔ حسن، البانی: ٤٠٩٩.

(٨٠٣١) ابو داود: ١٤٩٧۔ ضعیف، البانی: ٣٢١۔ احمد: ٢٣٦٦٣.

(٨٠٣٢) مسلم: ٢٥٨٧۔ احمد: ٩٩٥٦.

(٨٠٣٣) احمد: ٢٣٢٣٣.

عَـلَيْكَ السَّلامُ قَـالَ قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَـا إِنَّ مَـلَـكـاً بَيْـنَـكُـمَا يَذُبُّ عَنْكَ كُلَّمَا يَشْتُـمُكَ هٰـذَا قَـالَ لَـهُ بَلْ أَنْتَ وَأَنْتَ أَحَقُّ بِهِ وَإِذَا قَـالَ لَـهُ عَـلَيْكَ السَّلامُ قَـالَ لابَلْ لَكَ أَنْتَ، أَنْتَ أَحَقُّ بِهِ)). (رواه أحمد ۲۳۲۳۳)

ہو۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتہ تم دونوں کے درمیان رہا اور اے مظلوم تیرا دفاع کرتا رہا۔ جب گالی دینے والا تجھے گالی دیتا تو فرشتہ کہتا: بلکہ تو ایسا ہے اور تو اس کا زیادہ حقدار ہے اور جب تو نے کہا: تیرے اوپر سلامتی ہو تو فرشتے نے کہا: نہیں بلکہ سلامتی کا حقدار تو ہے۔''(احمد)

شـرح:...... ان احادیث کا مفاد یہ ہے کہ گالی دینے والے کے جواب میں اتنی مقدار میں گالی دینے کی اجازت ہے جتنی اس نے گالی دی ہے۔ مظلوم کو اس سے تجاوز کرنے کی اجازت نہیں۔ اگر تجاوز کرے گا تو اتنا زیادہ گناہ کی سزا پائے گا جتنی اس کی زیادتی ہوگی۔ اگر یہ تجاوز نہیں کرتا تو اس کا بھی اور اس کا اپنا بھی گالیوں کا جتنا گناہ ہوگا وہ ابتداء کرنے والا پائے گا۔ بدلہ بھی جائز ہے تاہم صبر کرنا بہتر ہے جیسا کہ یہاں مسند احمد والی روایت میں مذکور واقعے سے پتہ چلتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی ہے:

﴿وَالْيَعْفُوْا وَالْيَصْفَحُوْا﴾ (النور: ۲۲)

''معاف کرو اور درگزر کرو۔''

بندے آپس میں بغض نہ رکھیں اور خاص طور پر دو بری صفات بے حیائی اور بدگوئی اور بے ہودگی سے منع کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان برائیوں سے بغض ہے۔

اس لیے ایک مومن کو ان صفات بد سے پاک ہونا چاہیے کیونکہ بری بات، برا فعل، سب وشتم، لعن طعن، تہمت زنی اور جھوٹ وغیرہ یہ سب کام حرام ہیں۔ لوگوں کو برے القاب اور سخت کلامی سے مخاطب کرنا کمزور ایمان کی علامت ہے۔ کامل ایمان والا ایسا نہیں کرسکتا اور پھر یہ ایسی ناپسندیدہ چیزیں ہیں جنہیں زمین کے باشندے ناپسند کرتے ہیں تو عرش بریں کا رب انہیں کیوں نہ مبغوض رکھے۔ ایک سوال لوگ کرتے ہیں کہ اللہ بھی بغض رکھتے ہیں اور بندے بھی بغض رکھتے ہیں۔ اس پر لازم آتا ہے اللہ اور بندہ ایک ہوگئے۔

اس شبے کا حل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کی مثل نہیں۔ بندے کا بغض اس کے مطابق ہے اور اللہ تعالیٰ کا بغض اس کی شان کریمی کے مطابق ہے۔

ان احادیث میں ایک اہم بات یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ ایک حقیقی مومن وہ ہے جو اخلاق کریمہ اور اوصاف حمیدہ سے آراستہ ہوتا ہے یہ اس کی شان کے خلاف ہے کہ بے جا لعن طعن اور گالی گلوچ کرے۔ کیونکہ فحش اور بدگوئی عیب ناک کرتی ہے۔ نرمی اور خوش گفتاری انسان کی عزت کا زیور ہے۔

ان احادیث میں نبی کریم ﷺ نے خود کو بھی اور لوگوں کو بددعا کرنے اور لعنت کرنے سے روکا ہے۔ یہ بات یاد

رہے کہ طعنہ زنی کرنے یا لعنت کرنے سے جو آپ ﷺ نے منع کیا ہے یہ ہے کہ لوگوں کی عزتوں، ان کے نسبوں، ان کے اقوال اور ان کے افعال پر طعنہ زنی کی جائے اور عیب جوئی کی جائے جس سے ان کی اصلاح مقصد نہیں بلکہ انہیں رسوا کرنا ہو اور محض دلآزاری ہو۔

اور جو لعنت کرنے سے منع کیا گیا ہے اس سے مراد بے جا کثرت سے لعنت کرنا ہے اور اسے عادت ثانیہ بنانے سے روکا گیا ہے اور یہ اس وقت روکا گیا ہے جب خود کو بڑا پاک باز تصور کیا جائے اور دوسروں کو عیب ناک تصور کیا جائے۔ یہ برا وصف بداخلاق، فاسق و فاجر، منافق اور ردی قسم کے لوگوں میں ہوتا ہے اور جن کا سینہ نور ایمان سے منور ہوتا ہے وہ اسے نہیں اپناتے۔

اور دوسری لعنت کی جو ممانعت ہے وہ کسی کو متعین کر کے لعنت کرنے کی ہے۔ اگر وہ مستحق نہیں تو کہنے والے پر لوٹتی ہے۔

اگر کوئی لعنت والا کام کرتا ہے جیسا کہ شرابی ہے، سودخور ہے وغیرہ تو اس کی مذمت میں یہ کہنا جائز ہے کہ شراب پینے والے پر لعنت ہے۔ (بخاری کتاب الحدود: ۱۳) سودخور پر لعنت ہے۔ (ابوداود: ۳۳۳۳)

اور جیسا کہ قرآن پاک نے (بقرہ: ۸۹) میں کافروں پر لعنت کی ہے اور سورت ہود (۱۸) پر ظالمون پر لعنت کی ہے۔

اور نبی ﷺ نے خود حلالہ کرنے والے پر لعنت کی ہے۔ (ابوداود: ۲۰۷۶)

٨٠٣٤ـــ عَنِ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَـالَ قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰـهِ ﷺ: ((قَـالَ الـلّٰـهُ عَزَّوَجَلَّ: يُـؤْذِيْـنِـي ابْـنُ آدَمَ يَسُـبُّ الـدَّهْـرَ وَأَنَـا الـدَّهْرُ بِيَدِي الأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ)). (رواه البخاري: ٤٨٢٦)

۸۰۳۴۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ابن آدم زمانے کو گالی دے کر مجھے تکلیف دیتا ہے اور زمانہ تو میں ہی ہوں، میرے ہاتھ میں سارے معاملات ہیں۔ میں رات اور دن کو لاتا ہوں۔''

٨٠٣٥ـــ عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَـالَ الـلّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يُؤْذِيْنِي ابْنُ آدَمَ يَقُوْلُ يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ، فَلاَ يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ يَـا خَيْبَةَ الـدَّهْـرِ، فَـإِنِّي أَنَا الدَّهْرُ أُقَلِّبُ لَيْلَهُ وَنَهَارَهُ)). (رواه مسلم: ٢٢٤٦)

۸۰۳۵۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: ابن آدم نے مجھے ایذا پہنچائی ہے۔ وہ کہتا ہے: اے زمانے کی برائی۔ تم میں سے کوئی زمانے کو برا نہ کہے، بے شک زمانہ تو میں ہوں، رات دن کو میں ہی تبدیل کرتا ہوں۔'' (الشیخان، المؤطا، ابوداؤد)

(٨٠٣٤) بخاری: ٤٨٢٦ـ مسلم: ٢٢٤٦ـ ابو داود: ٤٩٧٨ـ دارمی: ٢٧٠٠ـ احمد: ١٠١٠١ـ مالك: ١٨٤٦.

(٨٠٣٥) مسلم: ٢٢٤٦ـ بخاری: ٤٨٢٦ـ ابو داود: ٤٩٧٤ـ دارمی: ٢٧٠٠ـ احمد: ٧٢٠٤ـ مالك: ١٨٤٦.

٨٠٣٦ـــ عَنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ أَنَّ رَجُلاً لَعَنَ الـرِّيْـحَ۔ وَقَـالَ مُسْـلِمٌ۔ إِنَّ رَجُلاً نَازَعَتْـهُ الـرِّيْـحُ رِدَائَهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَـلَعَنَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لاَتَـلْـعَنْهَا فَإِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ وَإِنَّـهُ مَـنْ لَـعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ)) . (رواه أبو داود: ٤٩٠٨)

٨٠٣٦۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرد کی چادر ہوا نے چھین لی تو اس نے ہوا کو گالی دی۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہوا کو گالی نہ دے وہ تو مامور ہے، پابند کی گئی ہے اور جس نے کسی چیز کو لعنت کی جو لعنت کی مستحق نہیں تھی تو لعنت کرنے والے پر ہی لوٹ آتی ہے۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

٨٠٣٧ـــ عَـنْ أَبِـيْ هُـرَيْـرَـةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُوْلُ: ((الرِّيْحُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ۔ قَالَ سَلَمَةُ۔: فَرَوْحُ اللّٰهِ تَأْتِي بِالرَّحْمَةِ وَتَـأْتِي بِالْعَذَابِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهَا فَلاَ تَسُبُّوْهَا وَسَـلُـوْا الـلّٰهَ خَيْرَهَا وَاسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا)) . (رواه أبو داود: ٥٠٩٧)

٨٠٣٧۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: ''یہ ہوا اللہ کی عنایات میں سے ہے، یہ رحمت کے ساتھ بھی چلتی ہے اور عذاب کے ساتھ بھی۔ جب تم اس کو دیکھو تو اس کو گالی نہ دو اور اللہ سے اس کی بھلائی کا سوال کرو اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔'' (ابوداؤد، النسائی)

٨٠٣٨ـــ عَـنْ جَـابِـرٍ، رَفَعَهُ: لاَتَسُبُّوْا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ، وَلاَ الشَّمْسَ وَلاَ الْقَمَرَ، وَلاَ الرِّيْحَ فَـإِنَّـهَـا رَحْـمَةٌ لِـقَـوْمٍ، وَعَذَابٌ لآخَرِيْنَ . (للأوسط بلين)

٨٠٣٨۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''تم رات اور دن کو گالی نہ دو۔ نہ سورج کو اور نہ چاند کو اور نہ ہوا کو گالی دو۔ اس لیے کہ یہ ایک قوم کے لیے رحمت ہے تو دوسری قوم کے لیے عذاب ہے۔'' (الاوسط سند کمزور ہے)

شرح: ...... جاہلیت میں لوگوں کا یہ وطیرہ تھا کہ کوئی ناکامی ہوتی یا مصیبت آتی تو کہتے کہ زمانے کا ستیاناس ہو۔ اس کی تردید میں یہ قدسی حدیث ہے کہ زمانہ بنانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ پلٹ رہا ہے تو اللہ کے حکم سے پلٹ رہا ہے اگر اسے گالی دی جائے تو یہ گالی اس کے پیدا کرنے والے کو جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ ہے۔ تم اگر زمانہ کو برا کہو گے تو اپنے رب کو اذیت دو گے اور رب کو اذیت دینے والا ذلیل عذاب کی نذر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں زمانہ ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی نہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ میں زمانے کا مدبر اعلیٰ ہوں۔ تمام امور میرے حکم سے ہی زمانہ سرانجام دیتا ہے۔ (فتح الباری: ۸/۵۷۴)

(٨٠٣٦) ابو داود: ٤٩٠٨۔ صحيح، البانی: ٤١٠٢۔ ترمذی: ١٩٧٨.

(٨٠٣٧) ابو داود: ٥٠٩٧۔ صحيح، البانی: ٤٢٥٠۔ ابن ماجه: ٢٧٣٧.

(٨٠٣٨) طبرانی اوسط، وفيه سعد بن بشير وثقه جماعة وضعفه جماعة وبقية رجاله ثقات رواه ابو يعلى باسناده ضعيف: ٢١٩٤.

یہی صورت حال ہوا کی ہے کہ اللہ کے حکم سے تیز ہوتی ہے، اسی کے حکم سے نرم ہوتی ہے، اسی کے حکم سے عذاب بنتی ہے۔ اس لیے اس کی خیر اللہ سے طلب کرو اور اس کی شر سے پناہ مانگو، اسے گالی سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا۔

(جائزۃ الاحوذی: ۳/۳۱۴)

۸۰۳۹۔۔۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا)). (رواه البخاري: ۱۳۹۳)

۸۰۳۹۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم مردوں کو گالی نہ دو، وہ اپنے ان اعمال تک پہنچ چکے جو انہوں نے اپنے آگے روانہ کیے ہیں۔'' (بخاری، ابو داؤد، النسائی)

۸۰۴۰۔۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَتُؤْذُوا الْأَحْيَاءَ)). (رواه الترمذي: ۱۹۸۲)

۸۰۴۰۔ ''سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم مُردوں کو گالی نہ دو، اس سے زندوں کو ایذا پہنچانے کا تم ارتکاب کرو گے۔'' (ترمذی)

۸۰۴۱۔۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اذْكُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوْا عَنْ مَسَاوِيْهِمْ)). (رواه الترمذي: ۱۰۱۹)

۸۰۴۱۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم مرنے والوں کی خوبیاں بیان کرو اور ان کی بدیاں بیان کرنے سے باز رہو۔'' (ابو داؤد، الترمذی)

شرح:...... اسلام کا مقصد یہ ہے کہ محبت اور نرمی پیدا ہو اور مسلمانوں کے درمیان یگانگت رہے، اس لیے مردوں کو گالی دینے پر پابندی لگا دی گئی ہے۔

وجہ یہ ہے کہ اگر مردوں نے نیکی کی ہے وہ اس کی جزا پا چکے ہوں گے اور اگر ان کے عمل اچھے نہ تھے تو وہ ان کا بدلہ پا چکے ہوں گے۔ اب انہیں گالیاں دینا فضول کام ہے۔ ہاں یہ نقصان ہوگا کہ ان کے زندوں کو تکلیف ہوگی۔

عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ یہ اللہ کے دشمن ابوجہل کا بیٹا ہے تو آپ نے لوگوں کو یہ کہنے سے روک دیا تھا کیونکہ اس سے اس زندہ مسلمان کو تکلیف ہوتی ہے۔ (توضیح الاحکام: ۷/ ۴۵۰) حالانکہ ابوجہل کی موت پر اسے آپ نے اس امت کا فرعون کہا تھا۔ ہاں! ایک یہ بات اس سے مستثنیٰ ہے جب عیب بیان کرنے میں فائدہ ہو تو اجازت ہے جیسا کہ محدثین راویوں پر تنقید کرتے ہیں یا گواہوں پر جرح کرتے ہیں یا مسلمانوں کو دوسروں کی شر سے بچانے کے لیے تنقید ہو اور علانیہ فسق و فجور والے کا بھی بوقت ضرورت ذکر ہو سکتا ہے تا کہ لوگ عبرت پکڑیں۔

(۸۰۳۹) بخاری: ۱۳۹۳۔ ابو داود: ٤٨٩٩۔ نسائی: ١٩٣٦۔ دارمی: ٢٥١١۔ احمد: ٢٤٩٤٢.

(۸۰٤٠) ترمذی: ١٩٨٢۔ صحیح، البانی: ١٦١٤۔ احمد: ١٧٧٤٣.

(۸۰٤١) ترمذی: ١٠١٩۔ ضعیف، البانی: ١٧٢۔ ابو داود: ٤٩٠٠.

٨٠٤٢ـ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَامْرَأَةٍ مِنَ الأنْصَارِ عَلَى نَاقَةٍ فَضَجِرَتْ فَلَعَنَتْهَا فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((خُذُوْامَا عَلَيْهَا وَدَعُوْهَا فَإِنَّهَا مَلْعُوْنَةٌ)) قَالَ عِمْرَانُ: فَكَأَنِّي أَرَاهَا الآنَ تَمْشِي فِي النَّاسِ مَايَعْرِضُ لَهَاأَحَدٌ. (رواه مسلم: ٢٥٩٥)

٨٠٤٢۔ ''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ اپنے ایک سفر میں تھے اور انصاری کی ایک عورت اپنی اونٹنی پر سوار تھی۔ اس نے اونٹنی کو ہانک کر لعنت کردی۔ نبی ﷺ نے سنا تو فرمایا: ''اونٹنی پر سے سامان اتارلو اور اس کو آزاد چھوڑ دو اس کو لعنت کی گئی ہے۔ عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: گویا اب بھی میں اس کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ لوگوں کے درمیان پھرتی تھی اور کوئی اس سے تعرض نہیں کرتا تھا۔'' (مسلم وابوداؤد)

٨٠٤٣ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي سَفَرٍيَسِيْرُفَلَعَنَ رَجُلٌ نَاقَةً، فَقَالَ: ((أَيْنَ صَاحِبُ النَّاقَةِ؟)) فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنَا، قَالَ: ((أَخِّرْهَا فَقَدْ أُجِبْتَ فِيْهَا)). (رواه أحمد: ٩٢٣٨)

٨٠٤٣۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے، ایک مرد نے اپنی اونٹنی کو لعنت کردی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹنی کا مالک کہاں ہے؟'' ایک مرد نے کہا میں حاضر خدمت ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو دور کردے اس کے متعلق تیری بددعا قبول ہوچکی۔'' (احمد)

شرح:...... نبی کریم ﷺ نے اس اونٹنی کو اس خاتون سے علیحدہ کر دیا تھا تاکہ یہ اس کے لیے سزا بن جائے اور آئندہ وہ ایسا نہ کر سکے کیونکہ بعض اوقات لعنت فوراً قبول ہو جاتی ہے۔ (عون المعبود: ٢/ ٣٣١)

٨٠٤٤ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لاتَسُبُّوْا الدِّيْكَ فَإِنَّهُ يُوْقِظُ لِلصَّلاَةِ)). (رواه أبوداود: ٥١٠١)

٨٠٤٤۔ ''سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مرغ کو برا نہ کہو، وہ نماز کے لیے بیدار کرتا ہے۔'' (ابوداؤد)

٨٠٤٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: لاتَسُبُّوْا تُبَّعًا فَإِنَّهُ قَدْ أَسْلَمَ. (للأوسط بخفى)

٨٠٤٥۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ تم تبع کو گالی نہ دو وہ اسلام قبول کر چکا تھا۔'' (الاوسط، سند مخفی ہے۔)

٨٠٤٦ـ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ

٨٠٤٦۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ

(٨٠٤٢) مسلم: ٢٥٩٥۔ ابو داود: ٢٥٦١۔ دارمی: ٢٦٧٧۔ احمد: ١٩٣٥٨.

(٨٠٤٣) احمد: ٩٢٣٨۔ ورجاله رجال الصحيح، هيثمی: ١٣٠٣٧.

(٨٠٤٤) ابو داود: ٥١٠١۔ صحيح، البانی: ٤٢٥٤۔ احمد: ٢١١٧١.

(٨٠٤٥) طبرانی اوسط، طبرانی كبير وفيه، عمرو بن جابر وهو كذاب، هيثمی: ١٣٠٢٩.

(٨٠٤٦) رواه ابو يعلی: ٢٩٥٩۔ طبرانی اوسط ورجاله ثقات وفی سعيد بن بشير ضعيف، وهو ثقة وفی اسناد البزار، سويد بن ابراهيم وثقه ابن عدی وغيره، وفيه، ضعف، وبقية رجالهما رجال الصحيح، هيثمی: ١٣٠٤٢.

قَـرَصَتْـهُ بُـرْغُـوْثَةٌ فَسَبَّهَا: ((لَا تَسُبُّهَا فَإِنَّهَا أَيْـقَظَتْ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ لِلصَّلَاةِ)). (رواه أبويعلى: ٢٩٥٩)

نے ایک شخص سے فرمایا، جسے پسّو نے کاٹا تو اس نے اسے گالی دی: ''تو اسے گالی نہ دے۔ اس نے انبیاء میں سے ایک نبی کو نماز کے لیے بیدار کیا تھا۔'' (الموصلی)

شــرح:...... مرغ اذان دے تو فرشتے نظر آتے ہیں اس لیے اللہ کے فضل کا سوال کیا جائے یہ دعا کی قبولیت کا سبب ہے۔

اور یہ رات کے قیام میں اذان دینے کے ذریعے تعاون کرتا ہے اس لیے یہ مذمت کا نہیں، تعریف کا مستحق ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۸۷)

٨٠٤٧۔ عَنْ عَلِيٍّ، رَفَعَهُ: قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَـعَـنَ وَالِـدَهُ وَلَـعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَلَـعَـنَ اللّٰهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ)). (رواه مسلم: ١٩٧٨)

۸۰۴۷۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے: ''اللہ نے لعنت کی اس کو جس نے اپنے والدین کو لعنت کی، اللہ لعنت کرے اس کو جس نے غیر اللہ کے تقرب کے لیے ذبح کیا، اس پر بھی لعنت کرے جس نے بدعتی کو ٹھکانہ مہیا کیا اور اللہ اس پر بھی لعنت کرے جس نے زمین کی حدیں تبدیل کیں۔'' (مسلم)

٨٠٤٨۔ عَـنْ عَـائِشَةَ، رَفَعَتْهُ: سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَكُـلُّ نَبِيٍّ مُجَابٌ. الْمُحَرِّفُ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَالْـمُـكَـذِّبِ بِقَدَرِ اللّٰهِ، وَالْمُسْتَحِلُّ لِحَرَمِ الـلّٰهِ. وَالْمُتَسَلِّطِ بِالْجَبَرُوْتِ، لِيُعِزَّ مَنْ أَذَلَّ الـلّٰـهُ، وَيُـذِلَّ مَـنْ أَعَـزَّ الـلّٰـهُ، وَالْمُسْتَحِلُّ مَـا حَـرَّمَ اللّٰهُ مِنْ عِتْرَتِي، وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي. (رواه رزين)

۸۰۴۸۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوعاً روایت کرتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چھ انسانوں کو میں نے لعنت کی ہے اور ہر نبی کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ اللہ کی کتاب میں تحریف کرنے والے کو، اللہ کی تقدیر کا انکار کرنے والے کو، اللہ کے حرام کو حلال کرنے والے کو، جبراً حاکم بننے والے کو تاکہ معزز کردے ان کو جو اللہ کے ہاں ذلیل ہیں اور ذلیل کردے ان کو جو اللہ کے ہاں باعزت ہیں اور وہ جو حلال سمجھے میری اولاد کا خون جن کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اور وہ جو میری سنت کو ترک کرنے والا ہو۔'' (الرزین)

٨٠٤٩۔ عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَالِكٍ قَالَ لَعَنَ

۸۰۴۹۔ ''سیدنا انس مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ تین افراد کو

(٨٠٤٧) مسلم: ١٩٧٨۔ نسائی: ٤٤٢٢۔ احمد: ٩٥٧.

(٨٠٤٨) رزین.

(٨٠٤٩) ترمذی: ٣٥٨۔ ضعیف، البانی: ٥٦.

رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلاَثَةَ رَجُـلٍ: أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَـهُ كَـارِهُـوْنَ وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَـاخِطٌ وَرَجُلٌ سَمِعَ حَيَّ عَلَى الْفَلاَحِ ثُمَّ لَمْ يُجِبْ. (رواه الترمذی: ٣٥٨)

نبی کریم ﷺ نے لعنت کی ہے: ایک وہ جو کسی قوم کی امامت کرائے اور قوم اس کو ناپسند کرتی ہو، وہ عورت جو اس حال میں رات بسر کرے کہ اس کا خاوند اس پر ناراض ہو اور وہ مرد جس نے حی علی الفلاح سنا اور مسجد میں نہ گیا۔'' (الترمذی)

٨٠٥٠۔ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ قَالَ: آكِلُ الرِّبَا وَمُـوْكِلُهُ وَكَاتِبُهُ إِذَا عَلِمُوْا ذٰلِكَ وَالْوَاشِمَةُ وَالْـمَـوْشُـوْمَةُ لِـلْـحُسْنِ وَلاَوِي الصَّدَقَةِ وَالْـمُـرْتَـدُّ أَعْرَابِيًّا بَعْدَ الْهِجْرَةِ، مَلْعُوْنُوْنَ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه النسائی: ٥١٠٥)

٨٠٥٠۔ ''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: سود کھانے والا، سود کھلانے والا، سود لکھنے والا جب ان کو اس کا علم ہو اور جسم کو گوندنے والی عورت اور وہ عورت جو اپنا جسم کسی سے گندواتی ہے حسن و جمال کے لیے، زکوٰۃ روکنے والا اور ہجرت کرنے بعد اعراب میں سکونت اختیار کرنے والا۔ ان سب لوگوں کو محمد ﷺ کی زبان پر ملعون قرار دیا گیا تا یوم قیامت۔'' (النسائی)

٨٠٥١۔ عَـنِ الْـحَـارِثِ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهُ وَشَاهِدَهُ وَكَاتِبَهُ وَالْـوَاشِـمَةَ وَالْـمُـوْتَشِمَةَ، قَالَ: إِلَّامِنْ دَاءٍ فَـقَالَ: نَعَمْ، وَالْحَالُّ وَالْمُحَلَّلُ لَهُ. (رواه النسائی: ٥١٠٧)

٨٠٥١۔ ''حارث رحمہ اللہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، سودی کاروبار کی گواہی دینے والے اور اسے لکھنے والے پر لعنت کی ہے، نیز (حسن کے لیے) جسم کو گوندنے والی اور گندوانے والی پر لعنت فرمائی ہے سوائے کسی بیماری کے، اسی طرح اس پر بھی لعنت کی ہے جس نے حلالہ کیا اور جس کے لیے حلالہ کیا گیا۔''

٨٠٥٢۔ عَـنْ عَـمْـرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا قَالَتْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُخْتَفِي وَالْمُخْتَفِيَةَ يَعْنِي نَبَّاشَ الْقُبُوْرِ. (رواه مالك: ٥٦٠)

٨٠٥٢۔ ''سیدہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے مخفی اور مخفیہ کو لعنت کی ہے مراد کفن چور ہے۔'' (مالک)

شـــرح:...... ان احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ کفن چوری کرنا لعنت کا کام ہے۔ یہ اسی طرح حرام ہے جس طرح بال لگوانا یا ابرو بنانا یا دانت رگڑوانا یا گوندنا کروانا، شراب پینا اور سودی کاروبار کرنا۔ یہ سارے لعنت کے کام ہیں۔ اسی طرح

(٨٠٥٠) نسائی: ٥١٠٢۔ صحیح، البانی: ٤٧٢١۔ بخاری: ٤٨٨٦۔ مسلم: ٢١٢٥۔ ابو داود: ٤١٦٨۔ ترمذی: ١٢٠٦۔ ابن ماجه: ١٩٨٩۔ دارمی: ٢٥٣٥۔ احمد: ٤٤١٤.

(٨٠٥١) نسائی: ٥١٠٤۔ صحیح، البانی: ٤٧٢٣.

(٨٠٥٢) مالك: ٥٦٠.

کفن چوری بھی لعنت ہے۔ (شرح زرقانی: ۲/ ۸۱) ابن عبدالبر نے اسے باسند بیان کیا ہے۔ یہ مرسل ہے۔

٨٠٥٣ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَتَّخِذُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِيْهِ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ فَأَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ آذَيْتُهُ، شَتَمْتُهُ، لَعَنْتُهُ، جَلَدْتُهُ فَاجْعَلْهَا لَهُ صَلَاةً وَزَكَاةً وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). (رواه مسلم: ٢٦٠١)

۸۰۵۳۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں تیرے ساتھ عہد کرتا ہوں اور تو اس کے خلاف نہیں کرے گا۔ میں تو انسان ہوں۔ پس جس مسلمان کو میں نے اذیت دی، بدی سے یاد کیا، لعنت کی یا اس کو درہ مارا یہ سب امور اس کے لیے دعائے خیر اور تیری طرف قیامت کے دن قربت کا باعث ہوں۔'' (الشیخان)

٨٠٥٤ــ وَفِي رِوَايَةٍ: اللّٰهُمَّ! إِنَّمَا مُحَمَّدٌ بَشَرٌ يَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ وَإِنِّي قَدِ اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِيْهِ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ آذَيْتُهُ أَوْ سَبَبْتُهُ أَوْ جَلَدْتُهُ فَاجْعَلْهَا لَهُ كَفَّارَةً وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). (رواه مسلم: ٢٦٠١)

۸۰۵۴۔ ''اور ایک روایت میں ہے: آپ نے فرمایا: ''یا اللہ! محمد ایک بشر ہے، اسے غصہ آتا ہے جیسا ایک انسان کو غصہ آتا ہے۔ جس مؤمن کو میں نے گالی دی یا لعنت کی یا اس کو درہ مارا تو اس کو اس مؤمن کے لیے گناہوں کا کفارہ اور قرب بنادے جس کے ذریعے تو اس کو قیامت کے دن اپنا قرب عطا کرے اور یہ اس کے لیے قیامت تک کا کفارہ ہو۔''

وَفِي أُخْرَى: أَوْجَلَدُّهُ لُغَةُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فِي جَلَدْتُهُ.

ایک دوسری روایت میں لفظ ہے: جَلَدُّهُ اور یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی لغت میں ہے۔''

٨٠٥٥ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلَانِ فَكَلَّمَاهُ بِشَيْءٍ لَاأَدْرِي مَاهُوَ فَأَغْضَبَاهُ فَلَعَنَهُمَاوَسَبَّهُمَا فَلَمَّا خَرَجَا قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ أَصَابَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا مَا أَصَابَهُ هٰذَانِ قَالَ وَمَا ذَاكِ قَالَتْ قُلْتُ لَعَنْتَهُمَا وَسَبَبْتَهُمَا قَالَ أَوَمَا عَلِمْتِ مَاشَارَطْتُ عَلَيْهِ رَبِّي؟ قُلْتُ: اللّٰهُمَّ

۸۰۵۵۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو مرد آئے اور کسی معاملہ میں آپ ﷺ سے کلام کیا۔ مجھے علم نہیں ہے کہ بات کیا تھی۔ آپ ﷺ کو غصہ آیا اور ان کو لعنت کی اور برا کہا۔ جب وہ باہر چلے گئے تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس انسان کو کبھی بھلائی حاصل نہ ہوگی جسے یہ بد دعا لگ گئی۔ آپ نے فرمایا: وہ کیسے؟ میں نے عرض کی: آپ ﷺ نے ان کو لعنت کی اور ان دونوں کو برا کہا ہے۔ آپ نے فرمایا: تجھے

(٨٠٥٣) مسلم: ٢٦٠١ـ بخاری: ٦٣٦١ـ دارمی: ٢٧٦٥ـ احمد: ١٠٨٩٧.

(٨٠٥٤) مسلم: ٢٦٠١ـ بخاری: ٦٣٦١ـ دارمی: ٢٧٦٥ـ احمد: ١٠٨٩٧.

(٨٠٥٥) مسلم: ٢٦٠٠ـ احمد: ٢٥٦٨٦.

إِنَّـمَـا أَنَا بَشَرٌ فَأَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ لَعَنْتُهُ أَوْ سَبَبْتُهُ فَـاجْـعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَأَجْرًا)). (رواه مسلم: ٢٦٠٠)

علم نہیں، میں نے جو اللہ سے عہد کر رکھا ہے؟ فرمایا: میں نے اپنے رب سے یہ شرط کر رکھی ہے اور میں نے دعا کی ہے: یا اللہ! میں انسان ہوں میں جس مسلمان کو گالی دوں یا اس پر لعنت کروں تو اس کے لیے اس چیز کو طہارت اور اجر بنا دے۔''

٨٠٥٦۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَتْ عِنْدَ أُمِّ سُلَيْـمٍ يَتِيْـمَةٌ وَهِـيَ أُمُّ أَنَـسٍ فَـرَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْيَتِيْـمَةَ فَـقَالَ: ((آنْتَ هِيَهْ لَقَدْ كَبِرْتِ لَاكَبِـرَسِـنُّكِ)) فَـرَجَعَتِ الْيَتِيْمَةُ إِلَى أُمِّ سُلَيْمٍ تَبْـكِـي، فَـقَـالَـتْ أُمُّ سُلَيْمٍ مَالَكِ يَا بُنَيَّةُ قَالَتِ الْجَارِيَةُ دَعَاعَلَيَّ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ أَنْ لَا يَكْبَرَسِنِّي فَـالْآنَ لَايَـكْـبَـرُ سِـنِّـي أَبَـدًا أَوْقَـالَـتْ قَرْنِي فَـخَرَجَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ مُسْتَعْجِلَةً تَلُوْثُ خِمَارَهَا حَتَّـى لَقِيَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَـقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَـالَكِ يَـا أُمَّ سُلَيْمٍ)) فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ الـلّٰـهِ! أَدَعَـوْتَ عَلَى يَتِيْمَتِي؟ قَالَ: ((وَمَا ذَاكِ يَاأُمَّ سُلَيْمٍ؟)) قَالَتْ زَعَمَتْ أَنَّكَ دَعَوْتَ أَنْ لَا يَكْبَرَسِنُّهَا وَلَا يَكْبَرَقَرْنُهَا قَالَ: فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُـمَّ قَـالَ: ((يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! أَمَاتَعْلَمِيْنَ أَنَّ شَـرْطِـي عَـلَى رَبِّي أَنِّي اشْتَرَطْتُ عَلَى رَبِّي فَـقُـلْـتُ إِنَّـمَـا أَنَـا بَشَـرٌأَرْضَـى كَمَا يَرْضَى الْبَشَـرُوَأَغْـضَـبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُفَأَيُّمَا أَحَدٍ دَعَـوْتُ عَـلَيْهِ مِنْ أُمَّتِي بِدَعْوَةٍ لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ أَنْ يَـجْـعَـلَهَا لَهُ طَهُوْرًا وَزَكَاةً وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). (رواه مسلم: ٢٦٠٣)

٨٠٥٦۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی ماں ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس ایک یتیم لڑکی رہتی تھی۔ آپ ﷺ نے وہ دیکھی تو فرمایا: تو ہی وہ ہے؟ اب تو تو بڑی ہو چکی ہے۔ اللہ تیری عمر دراز نہ کرے۔ پس یتیم لڑکی روتی روتی ام سلیم کے پاس آئی۔ اس نے پوچھا: اے بیٹی! تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: اللہ کے نبی ﷺ نے مجھے بد دعا دی ہے کہ میری عمر دراز نہ ہو۔ اب میری عمر کسی صورت دراز نہیں ہوگی۔

ام سلیم رضی اللہ عنہا جلدی میں چادر اوڑھتی ہوئی گئیں اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جا پہنچی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ام سلیم کیا بات ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے میری لڑکی کو بددعا دی ہے۔ فرمایا: وہ کیا ہے؟ اے ام سلیم! عرض کیا یا رسول اللہ لڑکی کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرما دیا ہے اس کی عمر دراز نہ ہو۔ آپ ﷺ ہنسے اور فرمایا: اے ام سلیم! کیا تجھے علم نہیں میرا اپنے رب سے معاہدہ ہے؟ میں نے کہا: اے میرے رب! میں انسان ہوں۔ میں غصے میں آتا ہوں جیسا کوئی انسان غصے میں آتا ہے پس جس کو میں اپنی امت میں سے بری دعا دوں جس کا وہ اہل نہ ہو تو میری بد دعا کو اس کے حق میں طہارت، پاکیزگی اور اپنے پاس قیامت کے دن قرب کا ذریعہ بنا دے۔''

(٨٠٥٦) مسلم: ٢٦٠٣.

شــرح:...... ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ جیسی ہستی کسی ایسے شخص پر کیسے بد دعا یا لعنت کر سکتی ہے جو اس کا اہل نہیں۔

اس کے علمائے کرام نے کئی طرح سے جوابات دیے ہیں۔ اس میں سے مناسب ترین جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ خواہ حالت غضب میں ہوں یا خوشی میں ہمہ وقت حق ہی آپ کی زبان مبارک پر جاری ہوتا ہے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آپ کا غضب یہ تقاضا کرتا ہے کہ آپ چشم پوشی نہ کریں اور درگزر نہ کریں، مخالف کو جلدی سزا مل جائے تا کہ وہ زیادہ سختی سے محفوظ رہے۔ اسے لعنت کا مستحق اس وجہ سے قرار نہیں دیا کہ وہ جلدی لعنت یا گالی کا اہل نہ تھا۔ وگرنہ آپ ﷺ نے ذاتی انتقام یا ناجائز سختی کبھی نہیں کی۔

اس سے نبی اکرم ﷺ کا امت پر شفقت کرنے اور حسن اخلاق کا مظاہرہ کرنے کی جھلک بھی نظر آتی ہے کہ ہر طرح امت کا بھلا ہی سوچا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/۱۷۲)

اَلْحَسَدُ وَالظَّنُّ وَالْهُجْرَانُ وَتَتَبُّعُ الْعَوْرَةِ

حسد، گمان، ترکِ کلام اور رازوں کی تلاش کا بیان

۸۰۵۷۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ((لاَ حَسَدَ إِلاَّ فِيْ اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا)). (رواه البخاري: ۱٤۰۹)

۸۰۵۷۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''حسد جائز نہیں مگر دو انسانوں سے جائز ہے ایک وہ شخص جس کو اللہ نے حکمت دی وہ اس کے مطابق عمل کرتا اور فیصلے کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا تو وہ اس کو راہِ حق میں خرچ کرتا ہے۔'' (الشیخان)

شــرح:...... حسد سے مراد سچی رغبت اور شدید حرص ہے۔ اس میں قابل مذمت یہ بات ہے کہ غیر کی نعمت کے زوال کی آرزو کی جائے۔ یہاں اس حدیث میں زوال کی تمنا کا معنی نہیں ہے۔ یہاں حسد رشک کے معنی میں ہے۔ یہ جائز ہے۔ (مرعاۃ: ۱/ ۳۰۵)

اور یہ رشک دو آدمیوں کے بارے میں کیا جائے، ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے کثیر مال دے رکھا ہے باوجود اس کے کہ طبیعت کنجوسی کی وجہ سے خرچ کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی، یہ پھر بھی نفس پر قابو پا کر اس مال کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے کاموں میں، قرآن پاک کی اشاعت میں، احکام شریعت کی اشاعت میں اور سنت کی تبلیغ میں صرف کرتا ہے۔ یہ قابل رشک آدمی ہے۔

(۸۰۵۷) بخاري: ۱٤۰۹۔ مسلم: ۸۱٦۔ ابن ماجه: ٤۲۰۸۔ احمد: ۳٦٤۳.

دوسرا وہ آدمی ہے جو صاحب مال تو نہیں مگر اسے کتاب وسنت کا علم وحکمت ملا ہے۔ وہ اس کے مطابق عمل کرتا ہے اور ہر معاملہ طے کرتا ہے یعنی یہ دو نعمتوں والے ہیں جن کی ہر نعمت قرب الٰہی والی ہے۔ ان پر رشک کیا جائے حسد نہ کیا جائے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۲/ ۲۴۵)

٨٠٥٨ــ عَـنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِيَّـاكُـمْ وَالْـحَسَـدَ فَـإِنَّ الْحَسَدَ يَـأْكُلُ الْـحَسَـنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُالْحَطَبَ أَوْقَالَ الْعُشْبَ)). (رواه أبوداود: ٤٩٠٣)

۸۰۵۸۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ۔ حسد نیکیاں اس طرح کھا جاتا ہے جیسا آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے یا فرمایا گھاس کو۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے۔ تاہم قرآن پاک اور احادیث صحیحہ میں حسد کی مذمت آئی ہے۔ یہ ایک کبیرہ گناہ ہے۔ شیطان کی پہلی نافرمانی حسد کی وجہ سے ہوئی۔ قابیل نے ہابیل بھائی کو حسد کی وجہ سے قتل کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے خلاف ان کے بھائیوں کی کارگزاری اسی حسد کا نتیجہ تھی۔ یہود اور عبداللہ بن ابی منافق کی رسول اکرم ﷺ سے عداوت بھی اسی حسد کی وجہ سے تھی۔

حسد دین کو خراب کرنے والی برائی ہے۔

اور یہ ممانعت بھی وارد ہوئی ہے۔ و لا تَـحَـاسَدُوْا (بخاری: ٦٠٦٥) ''اور آپس میں حسد نہ کرو۔'' حسد دلوں کا عظیم روگ ہے اور اس کا علاج علم وعمل سے ہی ہوسکتا ہے۔ حاسد یہ یقین کرے کہ حسد سے اگر نقصان ہو رہا ہے تو میرے ہی دین ودنیا کا ہو رہا ہے۔ جس کا حسد کیا جا رہا ہے اس کا کچھ نہ بگڑے گا۔ اس کے دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ حاسد اللہ پر توکل کرے اور حسد کی آگ میں نہ جلے۔

٨٠٥٩ــ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَـالَ: ((دَبَّ إِلَيْـكُـمْ دَاءُ الأُمَـمِ قَبْـلَـكُمْ: الْـحَسَـدُ وَالْبَـغْـضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لاَ أَقُوْلُ تَـحْـلِـقُ الشَّعَرَوَلٰكِنَّ تَحْلِقُ الدِّيْنَ وَالَّذِي نَـفْسِـي بِيَدِهِ! لاَتَدْخُلُوْا الجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوْا وَلاَ تُـؤْمِـنُـوْا حَتَّى تَحَابُّوْا أَفَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِمَا

۸۰۵۹۔ ''سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری طرف تم سے پہلی قوموں کی بیماریاں آہستہ آہستہ چلی آ رہی ہیں ایک حسد اور دوسرا بغض اور یہ تو مونڈ دینے والی چیز ہے۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ وہ بال مونڈتی ہے مگر وہ دین کا صفایا کر دیتی ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم جنت میں داخل نہ

(٨٠٥٨) ابو داود: ٤٩٠٣۔ ضعیف، البانی: ١٠٤٨.

(٨٠٥٩) ترمذی: ٢٥١٠۔ حسن، البانی: ٢٠٣٨۔ احمد: ١٤١٥.

يُثَبِّتُ ذٰلِكَ لَكُمْ: أَفْشُوْا السَّلاَمَ بَيْنَكُمْ)). (رواه الترمذی: ٢٥١٠)

ہوں گے یہاں تک کہ تم ایمان لاؤ اور تم ایمان نہ لاؤ گے یہاں تک کہ تم آپس میں محبت کرنے لگو۔ کیا میں تمہیں بتادوں کہ تم باہم محبت کیسے کر سکتے ہو؟ آپس میں بکثرت سلام کی اشاعت کرو۔'' (ترمذی)

٨٠٦٠ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَتَحَاسَدُوْا وَلاَ تَنَاجَشُوْا وَلاَ تَبَاغَضُوْا وَلاَتَدَابَرُوْا وَلاَ يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَكُوْنُوْا عِبَادَاللّٰهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُوالْمُسْلِمِ لاَ يَظْلِمُهُ وَلاَ يَخْذُلُهُ وَلاَ يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هَاهُنَا وَيُشِيْرُإِلَى صَدْرِهِ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّأَنْ يَحْقِرَأَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ.
وَزَادَ فِيْهِ:إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَنْظُرُإِلَى أَجْسَادِكُمْ وَلاَإِلَى صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُإِلَى قُلُوْبِكُمْ وَأَشَارَبِأَصَابِعِهِ إِلَى صَدْرِهِ. (هما لمسلم: ٢٥٦٤)

٨٠٦٠۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، نہ ایک دوسرے کے عیب تلاش کرو، نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو، اسی طرح ایک دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرو اور آپس میں اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو اس پر خود ظلم کرتا ہے، نہ اس کو بے یارو مددگار چھوڑتا ہے۔ نہ اس کو حقیر گردانتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔ آپ ﷺ اپنے سینے کی طرف اشارہ فرماتے تھے......فرمایا: آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا خون، اس کی عزت اور اس کا مال۔
اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں یا تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور آپ ﷺ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا۔''

شرح: ...... چغلی اور غیبت سے اسی لیے منع کیا گیا ہے کہ اس سے بغض پیدا ہوتا ہے۔ تاہم اللہ کے لیے بغض رکھنے کی اجازت ہے۔ ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو یعنی اپنے بھائی سے بات چیت نہ چھوڑو۔ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراضگی نہ رکھی جائے۔ اگر دین کے لیے ہو تو پھر حد بندی نہیں یہ تب تک ہوسکتا ہے جب تک وہ غیر دینی حرکت چھوڑ نہیں دیتا۔ بدعتی اور فاسق و فاجر کا بھی یہی حکم ہے۔ ان کے علاوہ تین دن سے زائد ناراضی جائز نہیں۔

(٨٠٦٠) مسلم: ٢٥٦٤۔ بخاری: ٥١٤٤۔ ابو داود: ٣٤٤٣۔ ترمذی: ١١٣٤۔ نسائی: ٤٥٠٦۔ ابن ماجه: ٢١٧٢۔ احمد: ١٠٤١٧۔ مالك: ١٣٩١.

ایک دوسرے پر سودا نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی خرید وفروخت مکمل کر چکا ہے۔ بعد میں کوئی مداخلت کرے کہ میں اسے مہنگا خریدتا ہوں۔ یہ حرام ہے۔ مسلمان کو مسلمان کا بھائی کہنا اس انداز سے اخوت اسلامیہ کو ایک مضبوط ترین رابطہ ثابت کیا گیا ہے۔

مسلمان کو بے یار و مددگار نہ چھوڑنے کا مطلب ہے کہ ایک مسلمان مظلوم ہو اور دوسرا مسلمان اس کی مدد پر قدرت رکھتا ہو اور پھر بھی یہ اس کی مدد نہ کرے۔ بلکہ ظالم کو روکے اور مظلوم کی حمایت کرے۔

اور کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھے کیونکہ دوسرے کو حقیر سمجھنا تکبر کی علامت ہے اور متکبر حقوق کی ادائیگی نہیں کر سکتا۔

اور تقویٰ سینہ میں ہونے کا مطلب ہے کہ ریاست، مال و دولت اور جاہ ومنصب سے تقویٰ حاصل نہیں ہوتا۔ تقویٰ کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔ اس کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے۔ بہت سارے خوبصورت جسموں اور مالوں والے ہیں اور دنیاوی جاہ وجلال والے ہیں لیکن تقویٰ سے عاری ہونے کی وجہ سے اللہ کو پسند نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اعمال اور دلوں کو دیکھتا ہے۔

گویا ان احادیث میں نبی اکرم ﷺ نے ان بری صفات سے پاک اور صاف معاشرہ قائم کر کے آپس میں رہنے سہنے کے لیے محبت والے اصول بتا دیے ہیں۔

٨٠٦١۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لاَتَقَاطَعُوْا وَلاَتَدَابَرُوْا وَلاَ تَبَاغَضُوْا وَلاَ تَحَاسَدُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا وَلاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَأَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثٍ)). (رواه الترمذی: ١٩٣٥)

٨٠٦١۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قطع تعلق نہ کرو، غیبت نہ کرو، بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ کلام ترک کرے۔''

٨٠٦٢۔ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَايَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَأَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلاَمِ. (رواه البخاری: ٦٠٧٧)

٨٠٦٢۔ ''سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مؤمن کے لیے جائز نہیں ہے کہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زائد کلام کرنے سے چھوڑے رکھے۔ جب آپس میں دونوں کی ملاقات ہو تو یہ بھی منہ پھیر دے اور وہ بھی منہ پھیر دے اور ان میں سے بہتر انسان وہ ہے جو پہلے سلام کر دے۔'' (نسائی کے علاوہ چھ نے روایت کیا۔)

٨٠٦٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:

٨٠٦٣۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ

(٨٠٦١) ترمذی: ١٩٣٥۔ صحیح: ١٥٧٩۔ بخاری: ٦٠٦٥۔ مسلم: ٢٥٥٩۔ ابو داود: ٤٩١٠۔ احمد: ٢٧٥٥١۔ مؤطا: ١٦٨٣.
(٨٠٦٢) بخاری: ٦٠٧٧۔ مسلم: ٢٥٦٠۔ ابو داود: ٤٩١١۔ ترمذی: ١٩٣٥۔ احمد: ٢٣٠٦٤۔ مؤطا: ١٦٨٢.
(٨٠٦٣) ابو داود: ٤٩١٢۔ ضعیف، البانی: ١٠٥١۔ مسلم: ٢٥٦٢۔ احمد: ٨٨٤٨.

((لاَ يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلاَثٍ فَإِنْ مَرَّتْ بِهِ ثَلاَثٌ فَلْيَلْقَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَإِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلاَمَ فَقَدِ اشْتَرَكَا فِي الأَجْرِ وَإِنْ لَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالإِثْمِ)). (رواه أبوداود: ٤٩١٢)

نے فرمایا: ''کسی مومن کے لیے دوسرے مومن سے تین راتوں سے زیادہ قطع کلامی جائز نہیں ہے۔ اگر تین رات گذر جائیں تو اس سے ملاقات کرے اور اس کو سلام کہے۔ اگر اس نے جواب دیا وہ بھی اجر میں شریک ہوگا اور اگر اس نے سلام کا جواب نہ دیا تو گناہ اسی پر ہوگا۔''

٨٠٦٤ــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلاَثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ. (رواه أبوداود: ٤٩١٤)

٨٠٦٤۔ ''ایک روایت میں ہے: ''جس نے تین دن سے زائد قطع کلامی کی اور فوت ہوگیا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔''

٨٠٦٥ـ عَنْ أَبِي خِرَاشٍ السُّلَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ)). (رواه أبوداود: ٤٩١٥)

٨٠٦٥۔ ''سیدنا ابو خراش سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''جس نے اپنے بھائی سے ایک سال تک تعلق ترک کیے رکھا تو یہ اس کو قتل کرنے کے برابر گناہ ہے۔''

٨٠٦٦ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لاَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا رَجُلاً كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ أَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا أَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا أَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا)). (رواه مسلم: ٢٥٦٥)

٨٠٦٦۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر جمعرات اور سوموار کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ ہر اس انسان کو بخش دیتا ہے جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو مگر وہ بندہ جس کو اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ عداوت و کینہ ہو۔ پس اللہ فرماتا ہے: اس کو مہلت دو یہاں تک کہ آپس میں صلح کریں۔'' (مالک، مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

٨٠٦٧ـ عَنْ عَائِشَةَ حَدَّثَتْ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ فِي بَيْعٍ أَوْ عَطَاءٍ أَعْطَتْهُ عَائِشَةُ وَاللّٰهِ! لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ أَوْ لَأَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: أَهُوَ قَالَ هٰذَا؟ قَالُوْا نَعَمْ قَالَتْ هُوَ

٨٠٦٧۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے کوئی چیز فروخت کی یا عطیہ دیا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا: عائشہ رضی اللہ عنہا اس دریا دلی سے باز رہیں ورنہ میں ان کے لین دین کرنے پر پابندی عائد کردوں گا۔ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ

(٨٠٦٤) ابو داود: ٤٩١٤ـ صحیح البانی: ٤١٠٦ـ مسلم: ٢٥٦٢ـ احمد: ٨٨٤٨.

(٨٠٦٥) ابو داود: ٤٩١٥ـ صحیح البانی: ٤١٠٧ـ احمد: ١٧٤٧٦.

(٨٠٦٦) مسلم: ٢٥٦٥.

(٨٠٦٧) بخاری: ٦٠٧٥.

لِلّٰهِ عَلَيَّ نَذْرٌ أَنْ لاَ أُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَبَدًا فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَيْهَا حِيْنَ طَالَتِ الْهِجْرَةُ فَقَالَتْ لاَ وَاللّٰهِ! لاَ أُشَفِّعُ فِيْهِ أَبَدًا وَلاَ أَتَحَنَّثُ إِلَى نَذْرِي فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ وَهُمَا مِنْ بَنِي زُهْرَةَ وَقَالَ لَهُمَا أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ لَمَّا أَدْخَلْتُمَانِي عَلَى عَائِشَةَ فَإِنَّهَا لاَ يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَنْذِرَ قَطِيْعَتِي فَأَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ مُشْتَمِلَيْنِ بِأَرْدِيَتِهِمَا حَتَّى اسْتَأْذَنَا عَلَى عَائِشَةَ فَقَالاَ: السَّلاَمُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ أَنَدْخُلُ قَالَتْ عَائِشَةُ ادْخُلُوْا قَالُوْا كُلُّنَا قَالَتْ نَعَمْ ادْخُلُوْا كُلُّكُمْ وَلاَ تَعْلَمُ أَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ فَلَمَّا دَخَلُوْا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ فَاعْتَنَقَ عَائِشَةَ وَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِي وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ يُنَاشِدَانِهَا إِلَّا مَا كَلَّمَتْهُ وَقَبِلَتْ مِنْهُ وَيَقُوْلاَنِ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهِجْرَةِ فَإِنَّهُ لاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثِ لَيَالٍ فَلَمَّا أَكْثَرُوْا عَلَى عَائِشَةَ مِنَ التَّذْكِرَةِ وَالتَّحْرِيْجِ طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُمَا نَذْرَهَا وَتَبْكِي وَتَقُوْلُ إِنِّي نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيْدٌ فَلَمْ يَزَالاَ بِهَا حَتَّى كَلَّمَتِ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَأَعْتَقَتْ فِي نَذْرِهَا ذٰلِكَ أَرْبَعِيْنَ

اس طرح کہتا ہے ؟ تو لوگوں نے کہا: ہاں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرے اوپر اللہ کی نذر ہے۔ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے کبھی کلام نہیں کروں گی۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے ان کی طرف سفارش بھیجی تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم میں اس کے بارے میں کسی کی سفارش بھی قبول نہیں کروں گی۔ جب ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے لیے یہ بات طول پکڑتی گئی تو انہوں نے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا۔ وہ دونوں بنوزہرہ میں سے تھے۔ ابن زبیر نے کہا: تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں تم دونوں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور مجھے ساتھ لے جاؤ۔ ان کے لیے میرے ساتھ قطع کلامی تو حلال نہیں ہے۔ پس انہیں ساتھ لے کر مسور اور عبدالرحمٰن گئے۔ انہوں نے چادریں اوڑھ رکھی تھیں۔ دونوں نے جا کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت طلب کی تو دونوں نے کہا : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کیا ہم اندر آ جائیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اندر آ جاؤ اور انہوں نے کہا: ہم سب آ جائیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہاں تم سب آ جاؤ۔ ان کو معلوم نہیں تھا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما بھی ان کے ساتھ ہیں۔ جب وہ داخل ہوئے تو ابن زبیر پردے سے اندر چلے گئے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو گلے لگا لیا اور انہیں اللہ کا واسطہ دیتے رہے اور روتے رہے اور مسور اور عبدالرحمٰن بھی قسمیں دیتے رہے کہ ان سے کلام کیجیے اور ان کا عذر قبول کیجیے۔ دونوں نے کہا: نبی ﷺ نے تو اس چیز سے منع کیا ہے جو آپ کر رہی ہیں یعنی ترک کلام اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ دوسرے مسلمان سے تین راتوں سے زائد کلام ترک کرے۔ جب عائشہ رضی اللہ عنہا کو زیادہ نصیحت وغیرہ کی گئی تو وہ ان دونوں سے باتیں کرتی اور روتی رہیں اور کہا: میں نے نذر مانی ہے اور نذر کا معاملہ سخت ہوا کرتا ہے۔ ان

رَقَبَةً وَكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَتَبْكِي حَتَّى تَبُلَّ دُمُوعُهَا خِمَارَهَا. (رواه البخاري، ٦٠٧٥)

دونوں نے سفارش کرنا ترک نہ کیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے کلام کیا اور اس نذر کے سلسلے میں چالیس غلام آزاد کیے۔ اس کے بعد جب وہ نذر یاد کرتیں تو روتی تھیں یہاں تک کہ ان کی چادر آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔''

٨٠٦٨ـ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَحَبَّ الْبَشَرِ إِلَى عَائِشَةَ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِهَا وَكَانَتْ لَا تُمْسِكُ شَيْئًا مِمَّا جَاءَ هَا مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ إِلَّا تَصَدَّقَتْ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: يَنْبَغِي أَنْ يُؤْخَذَ عَلَى يَدَيْهَا فَقَالَتْ أَيُؤْخَذُ عَلَى يَدَيَّ؟ عَلَيَّ نَذْرٌ إِنْ كَلَّمْتُهُ فَاسْتَشْفَعَ إِلَيْهَا بِرِجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَبِأَخْوَالِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً فَامْتَنَعَتْ فَقَالَ لَهُ الزُّهْرِيُّونَ أَخْوَالُ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ إِذَا اسْتَأْذَنَّا فَاقْتَحِمِ الْحِجَابَ فَفَعَلَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بِعَشْرِ رِقَابٍ فَأَعْتَقَتْهُمْ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تُعْتِقُهُمْ حَتَّى بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ فَقَالَتْ وَدِدْتُ أَنِّي جَعَلْتُ حِينَ حَلَفْتُ عَمَلاً أَعْمَلُهُ فَأَفْرُغَ مِنْهُ. (رواه البخاري: ٣٥٠٥)

٨٠٦٨۔ ''عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو عزیز تھے۔ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سب سے زیادہ حسن سلوک کرنے والے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ جب کوئی چیز آتی تو وہ اس کو روکتی نہیں تھیں بلکہ صدقہ کر دیتی تھیں۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: مناسب ہوگا کہ ان کا ہاتھ روک دیا جائے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا مجھ پر پابندی لگائی جا رہی ہے؟ میں اس سے کلام کروں تو مجھ پر نذر پڑے (مجھے قسم ہے) اس کے بعد عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے قریشی صحابہ کی سفارش ڈلوائی، خاص طور پر رسول اللہ ﷺ کے ماموؤں کی سفارش حاصل کی، مگر عائشہ رضی اللہ عنہا نے بات کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر بنو زہرہ جو کہ نبی ﷺ کے ماموں تھے اور ان میں سے عبدالرحمٰن اور مسور بھی تھے۔ انہوں نے کہا: جب ہم اجازت طلب کریں تو تم ہمارے ساتھ داخل ہو جانا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلے جانا، انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر انہوں نے دس غلام عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیے تو انہوں نے وہ آزاد کر دیے یہاں تک کہ انہوں نے چالیس غلام آزاد کیے۔ اور وہ کہتی تھیں: جب میں نے قسم کھائی تو میں نے یہ ایسا کام کیا ہے جس سے میں عہدہ برآ ہونا چاہتی تھی۔'' (یہ دو بخاری کی روایات ہیں۔)

شرح:...... تین دن تک ناراضی رکھنے کی اجازت کی وجہ یہ ہے کہ بشری تقاضا یہ ہے کہ اس میں انتقام اور غصہ

(٨٠٦٨) بخاری: ٣٥٠٥.

بھڑک اٹھتا ہے۔ اس کا غصہ فرو کرنے اور جذبہ انتقام ٹھنڈا کرنے کے لیے اور سوچ بچار کے لیے یہ معقول مدت ہے۔

اس سے زیادہ بلاوجہ شرعی ناراضی کو طول دینا معاشرے کے لیے فساد کی آگ پیدا کرنا ہے۔ یہ آداب اسلامی کے منافی چیز تھی اس لیے اس کی اجازت اسلام میں ممکن نہیں۔ تین دن سے زیادہ ناراضی کی سزائیں اس صورت میں ہیں جب دشمنی ذاتی ہو۔ اگر دشمنی دینی ہو تو پھر اس کی اصلاح تک ناراضی کو طول دیا جاسکتا ہے۔

اس ناراضی سے دور رہنے کی اہمیت اس وجہ سے ہے کہ شیطان مسلمانوں کی جمعیت کو پارہ پارہ کرنا چاہتا ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ اسلامی معاشرہ آپس میں جڑ کر رہے۔

٨٠٦٩ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمِنْبَرَ فَنَادَى بِصَوْتٍ رَفِيْعٍ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ مَنْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفْضِ الإِيْمَانُ إِلَى قَلْبِهِ لاَ تُؤْذُوْا الْمُسْلِمِيْنَ وَلاَ تُعَيِّرُوْهُمْ وَلاَ تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنِ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيْهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ يَّتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ)). قَالَ وَنَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا إِلَى الْبَيْتِ أَوْ إِلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ: مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللّٰهِ مِنْكِ. (رواه الترمذي: ٢٠٣٢)

٨٠٦٩۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ منبر پر چڑھے اور بلند آواز سے فرمایا: ''اے وہ لوگو جو زبانی مسلمان ہوئے اور ان کے دلوں تک ایمان نہیں پہنچا! تم مسلمانوں کو ایذا نہ پہنچاؤ، نہ عار دلاؤ اور نہ ان کے مخفی حالات کریدنے کی کوشش کرو۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی خفیہ باتیں تلاش کرنے لگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے مخفی راز کا تعاقب کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ جس کے راز کا تعاقب کرتا ہے اس کو رسوا کر دیتا ہے خواہ وہ گھر کے اندر ہی کیوں نہ ہو۔'' نافع نے کہا: ایک دن ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کعبہ کی طرف دیکھا تو کہا: تجھے اللہ نے کس قدر عظمت عطا کی ہے اور کتنا احترام بخشا ہے۔ ایک مؤمن کا احترام اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیرے احترام سے بہت زیادہ ہے۔'' (الترمذی)

٨٠٧٠ــ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّكَ إِن اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ أَفْسَدْتَهُمْ أَوْكِدْتَ أَنْ تُفْسِدَهُمْ)). (رواه أبو داود: ٤٨٨٨)

٨٠٧٠۔ ''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''اگر تو نے لوگوں کے راز ٹٹولنے شروع کر دیے تو ان کو تو بگاڑ دے گا یا قریب ہے کہ بگاڑ ڈالے گا۔''

٨٠٧١ــ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

٨٠٧١۔ ''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت

(٨٠٦٩) ترمذی: ٢٠٣٢۔ حسن، صحیح: ١٦٥٥۔ البانی.
(٨٠٧٠) ابو داود: ٤٨٨٨۔ صحیح، البانی: ٤٠٨٨.
(٨٠٧١) ابو داود: ١٠٤٤۔ احمد: ١٦٨٨٠.

قَالَ: ((مَنْ رَأَى عَوْرَةً فَسَتَرَهَا كَانَ كَمَنْ أَحْيَامَوْءُوْدَةً)). (رواه أبوداود: ٤٨٩١)

کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کا پردہ دیکھا اور ڈھانپ دیا تو وہ اس کی مانند ہے جس نے زندہ درگور کو زندگی بخشی۔'' (یہ دو ابوداؤد کی ہیں)

٨٠٧٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَسْتُرُعَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا إِلاَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). (رواه مسلم: ٢٥٩٠)

٨٠٧٢ـ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بندہ کسی بندے کی دنیا میں پردہ پوشی کرتا ہے تو اس کی پردہ پوشی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کرے گا۔''

٨٠٧٣ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَيَسْتُرُاللّٰهِ عَلَى عَبْدٍ فِي الدُّنْيَا إِلاَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). (رواه مسلم: ٢٥٩٠)

٨٠٧٣ـ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ دنیا میں جس کی پردہ پوشی کرتا ہے اس کی قیامت کے دن بھی پردہ پوشی کرے گا۔'' (مسلم)

٨٠٧٤ــ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ أُتِيَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَقِيْلَ: هٰذَا فُلاَنٌ تَقْطُرُلِحْيَتُهُ خَمْرًا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: إِنَّا قَدْ نُهِيْنَا عَنِ التَّجَسُّسِ وَلٰكِنْ إِن يَظْهَرْلَنَا شَيْءٌ نَأْخُذق بِهِ. (رواه أبوداود: ٤٨٩٠)

٨٠٧٤ـ ''زید بن وہب الجہنی نے کہا: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرد لایا گیا اور کہا گیا کہ یہ فلاں ہے اور شراب اس کی داڑھی سے ٹپک رہی ہے۔ تو انہوں نے کہا: ہمیں جاسوسی کرنے سے منع کیا گیا ہے لیکن اگر وہ ہمارے او پر ظاہر ہوگا تو ہم اس کو پکڑیں گے۔''

٨٠٧٥ــ عَنْ دُخَيْنٍ كَاتِبِ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: كَانَ لَنَا جِيْرَانٌ يَشْرِبُوْنَ الْخَمْرَ فَنَهَيْتُهُمْ، فَلَمْ يَنْتَهُوْا، فَقُلْتُ لِعُقْبَةَ: إِنَّ جِيْرَانُنَا هٰؤُلاَءِ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ، وَإِنِّي نَهَيْتُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوْا، وَإِنِّي دَاعٍ لَهُمُ الشُّرَطَ، فَقَالَ: دَعْهُمْ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَيْهِ مَرَّةً أُخْرَى،

٨٠٧٥ـ ''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے کاتب دُخین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہمسائے شراب پیتے تھے۔ میں نے ان کو منع کیا تو وہ باز نہ آئے۔ میں نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ لوگ شراب پیتے ہیں اور میں نے منع کیا تھا اور وہ باز نہیں آئے۔ میں ان کے لیے پولیس بلاتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا: ان کو رہنے دو، پھر ایک بار میں ان کے پاس گیا۔ اسی طرح ان سے کہا

(٨٠٧٢) مسلم: ٢٥٩٠ـ احمد: ٢٧٤٨٤.

(٨٠٧٣) مسلم: ٢٥٩٠ـ احمد: ٨٩٩٥.

(٨٠٧٤) ابو داود: ٤٨٩٠ـ صحيح الاسناد: ٤٠٩٠.

(٨٠٧٥) ابو داود: ٤٨٩١ـ ضعيف، البانى: ١٠٤٥ـ احمد: ١٦٨٨٠.

فَقُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقَالَ وَيْحَكَ دَعْهُمْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ: فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيْثَ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ. (رواه أبوداود: ٤٨٩١)

تو انہوں نے کہا: تیرا بھلا ہو، ان کو رہنے دے۔ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے، پھر انہوں نے اس حدیث کے مثل حدیث بیان جو عقبہ عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث پہلے قریب ہی گذر چکی ہے۔''

٨٠٧٦۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لاَ تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لأَخِيْكَ فَيَرْحَمَهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيْكَ)). (رواه الترمذي: ٢٥٠٦)

٨٠٧٦۔''سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بھائی کی تکلیف پر خوش نہ ہوا کرو، ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے اور تجھے اس میں مبتلا کر دے۔'' (ترمذی)

٨٠٧٧۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا بَلَغَهُ عَنِ الرَّجُلِ الشَّيْءُ لَمْ يَقُلْ مَا بَالَ فُلاَنٍ يَقُوْلُ، وَلٰكِنْ يَقُوْلُ: ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَقُوْلُوْنَ كَذَا وَكَذَا)). (رواه أبوداود: ٤٧٨٨)

٨٠٧٧۔''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کو جب کسی شخص کی کوئی خبر دی جاتی تو آپ ﷺ یہ نہ فرماتے تھے کہ فلاں کو کیا ہوا، بلکہ فرماتے: بعض اقوام کا کیا ہوا ہے کہ وہ یہ کہتے اور ایسا کہتے ہیں۔'' (ابوداؤد)

شـــرح:...... ان میں اللہ تعالیٰ نے کامل مومن کی شان بیان کی ہے جیسا کہ کعبہ کی حرمت ہے اسی طرح ایک مومن کی تعظیم ہے۔

اس لیے جن کے دل میں نفاق ہے وہ صرف مسلمانوں کے عیب ہی پر نظر نہ رکھے کہ خواہ اس نے توبہ کر لی ہو یا نہ کی ہو تم، پھر بھی عیب جوئی کرنا بہت بری حرکت ہے۔ جو ایسا کرے گا اللہ اس کے عیب کھول دے گا اگر چہ وہ گھر میں بیٹھا ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النور: ١٩)

''بے شک وہ لوگ جو یہ پسند کرتے ہیں کہ ایماندار لوگوں میں بے حیائی پھیلے، ان کے لیے درد ناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں، اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔'' (جائزۃ الاحوذی: ٣/٣٤٤)

(٨٠٧٦) ترمذی: ٢٥٠٦۔ ضعیف، البانی: ٤٥٠.

(٨٠٧٧) ابو داود: ٤٧٨٨۔ صحیح،البانی: ٤٠٠٥.

اصل بات یہ ہے کہ وہ آدمی بہت نا اہل ہوتا ہے جو لوگوں کے عیب تلاش کرتا ہے اور اسی ٹوہ میں لگا رہتا ہے اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہیں دیتا۔

اور خصوصاً ذمہ داران اور حکمرانوں کی رہنمائی کی ہے کہ وہ عیبوں کی ٹوہ لگانے سے بچیں، حقیقت تک رسائی حاصل کریں، بدگمانی کے مطابق علانیہ ان کی تشہیر نہ کریں، یہ بہت زیادہ نقصان رساں ہے۔ (عون المعبود: ۴/۴۲۴)

اَلْكِبْرُ وَالرِّيَاءُ وَالْكَبَائِرُ

تکبر، ریاکاری اور کبیرہ گناہوں کا بیان

۸۰۷۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ)). (رواه أبوداود: ٤٠٩٠)

۸۰۷۸۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''بڑائی (تکبر) میری چادر ہے اور عظمت میرا تہ بند ہے۔ پس جس نے ان میں سے ایک کو مجھ سے چھننے کی کوشش کی میں اس کو عذاب دوںگا۔'' (ابوداوٗد)

شــــرح:...... انسان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ اس کی چادر جو اوپر والی ہے اور جو تہبند ہے اس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو اسی وجہ سے کبریائی اور عظمت میں بھی اللہ تعالیٰ شرکت پسند نہیں کرتے۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی خاص صفات ہیں۔ مخلوق میں سے کسی میں یہ صلاحیت نہیں کہ وہ انہیں اختیار کرے۔ کیونکہ مخلوق کو اس کے مقابلہ میں تواضع اور پستی اختیار کرنی چاہیے جو اسے اختیار کرنے کی کوشش کرے گا اسے دوزخ میں پھینک کر اللہ تعالیٰ رسوا کریں گے۔

(عون المعبود: ۴/۱۰۲)

۸۰۷۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ)) قَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً . قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ)). (رواه مسلم: ٩١)

۸۰۷۹۔ ''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہو گا'' ایک مرد نے کہا: کوئی مرد چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، تکبر تو حق کو تسلیم کرنے سے انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر گرداننا ہے۔'' (مسلم)

(٨٠٧٨) ابو داود: ٤٠٩٠۔ صحیح، البانی: ٣٤٤٦۔ مسلم: ٢٦٢٠۔ ابن ماجه: ٤١٧٤۔ احمد: ٩٢٢٤.

(٨٠٧٩) مسلم: ٩١۔ ابو داود: ٤٠٩١۔ ترمذی: ١٩٩٨۔ ابن ماجه: ٥٩۔ احمد: ٣٩٣.

شرح:...... رائی کے دانے کے برابر قرار دے کر تکبر کے کم مقدار ہونے پر دلیل بتائی گئی ہے کہ جب یہ تھوڑا سا تکبر اتنی برائی ہے تو زیادہ کتنا برا ہوگا۔

لوگوں نے پریشانی ظاہر کی کہ لباس یا جوتے کا اچھا ہونا تو تکبر نہیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں، جمال اور چیز ہے اور تکبر اور ہے۔ تکبر یہ ہے کہ خود کو بڑا تصور کرنا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا اور حق واضح ہونے کے باوجود اپنی بے پروائی سے اور برتری جتاتے ہوئے اسے قبول کرنے سے انکار کر دینا خواہ لباس اچھا ہو یا ہلکا ہو۔

اس تکبر کے جنت میں نہ جانے کی جو وعید ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس کی مکمل سزا دی جائے تو وہ یہ ہے کہ جنت میں داخل نہ ہوگا مگر متکبر اگر موحد ہوگا تو توحید کی وجہ سے سزا کے بعد دوزخ سے نکال دیا جائے گا۔

(عون المعبود:۴/۱۰۳)

۸۰۸۰۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّفِي صُوَرِالرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَيُسَاقُوْنَ إِلَى سِجْنٍ فِي جَهَنَّمَ يُسَمَّى بُوْلَسَ تَعْلُوْهُمْ نَارُالأَنْيَارِيُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِطِيْنَةِ الْخَبَالِ)). (رواه الترمذي: ٢٤٩٢)

۸۰۸۰۔ ''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ''قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چھوٹی چیونٹی کی مثل اُٹھایا جائے گا۔ وہ صورت میں مرد ہونگے، ہر طرف سے ان پر ذلت چھائی ہوگی، جہنم کی جیل کی طرف لے جائے جائیں گے جس کو بولس کہا جاتا ہے۔ ان پر آگوں کی آگ بھڑکے گی وہ اہل جہنم کے پیپ پئیں گے۔'' (ترمذی)

شرح:...... بُوْلَس یا نارالاینار دوزخ کا سخت ترین مقام ہے۔ اس کے شدید طور پر جلا دینے کی وجہ سے اس کو نام یہ دیا گیا ہے۔

ان متکبروں کی دوسری سزا یہ ہے کہ دوزخیوں کی پیپ اور لہو والے مقام ذلیل پر رکھا جائے گا اور انہیں چیونٹیوں کی مانند قرار دیا گیا ہے کہ ان کا جسم اور صورت ان میں ذلیل ہو جائے گی اور حد درجہ ذلت ہوگی کہ اہل حشر انہیں چیونٹیوں کی مانند روندیں گے۔

بعض نے اسے مجاز پر قیاس کیا ہے یہ درست نہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ چیونٹیوں کی مانند ہوں گے۔ اصل بات ہے کہ جب لوگ اٹھائے جائیں گے تو ان کے جسم پورے اجزاء سے مکمل ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے عذاب کا سن کر اور اس کی سلطنت کی ہیبت کی وجہ سے صورتیں بدل جائیں گی۔ سزا اور ذلت کے لیے چھوٹے بڑے ہوں گے۔

(۸۰۸۰) ترمذی: ٢٤٩٢۔ حسن، البانی: ٢٠٢٥۔ احمد: ٦٦٣٩.

اللہ تعالیٰ کی سلطنت کا اندازہ تو لگائیں۔ اس کی ہیبت سے تو پہاڑ سمٹ کر رائی ہو جاتے ہیں بندے کیا ہوئے۔ (مرقاۃ: ۹/ ۳۱۱)

۸۰۸۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَفْتَخِرُونَ بِآبَائِهِمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا إِنَّمَا هُمْ فَحْمُ جَهَنَّمَ أَوْ لَيَكُوْنَنَّ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِي يُدَهْدِهُ الْخِرَاءَ بِأَنْفِهِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالآبَاءِ إِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ آدَمَ وَآدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ)). (رواه الترمذي: ۳۹۵۵)

۸۰۸۱۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''لوگ اپنے مردہ باپ دادا پر فخر کرنے سے باز آ جائیں وہ تو جہنم کا کوئلہ بن چکے ہیں۔ یا پھر وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس گبریلہ سے بھی حقیر تر ہیں جو ناک کے ساتھ غلاظت کو دھکیلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عہد جاہلیت کے زخم اور باپ دادا پر فخر کرنا تم سے دور کر دیا ہے۔ اب تو یا مؤمن متقی ہے یا بدکار بدنصیب ہے۔ سب انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام خاک سے پیدا کیے گئے ہیں۔''

شرح:...... مطلب یہ ہے کہ کفر پر مرنے والے آباء واجداد پر فخر مت کریں وہ تو دوزخ کے کیڑے ہیں۔ ان پر کیا فخر کرنا ہے۔

اب دو ہی قسم کے آدمی ہیں۔ ایک متقی اور مومن دوسرا فاسق و فاجر۔ مومن اور متقی اگرچہ گھٹیا قبیلے سے ہو۔ شرافت اس کے گلے کا ہار ہوگی اور فاسق و فاجر اگرچہ بلند قبیلے سے ہومگر وہ ذلیل ہے۔

ویسے بھی مٹی سے پیدا ہونے والے آدم کی اولاد ہونے کی وجہ سے مناسب ہی نہیں کہ فخر کرے، لہٰذا اس سے احتراز ہی کیا جائے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۶۸۸)

۸۰۸۲۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ وَرَأَى رَجُلاً يَجُرُّ إِزَارَهُ فَجَعَلَ يَضْرِبُ الأَرْضَ بِرِجْلِهِ وَهُوَ أَمِيْرٌ عَلَى الْبَحْرَيْنِ وَهُوَ يَقُوْلُ جَاءَ الأَمِيْرُ جَاءَ الأَمِيْرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَنْظُرُ إِلَى مَنْ يَجُرُّ إِزَارَهُ بَطَرًا)) وَفِي

۸۰۸۲۔ ''محمد بن زیاد کہتے ہیں، میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا جبکہ انہوں نے ایک مرد کو دیکھا جو اپنا ازار لٹکائے جا رہا تھا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ زمین پر پاؤں مارنے لگے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ بحرین کے حاکم تھے۔ انہوں نے کہنا شروع کیا: امیر آ گیا امیر آ گیا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے (اس سے کہا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن

(۸۰۸۱) ترمذی: ۳۹۵۵۔ حسن، البانی: ۳۱۰۰۔ ابو داود: ۵۱۱۶۔

(۸۰۸۲) مسلم: ۲۰۸۷۔ بخاری: ۵۷۸۸۔ ابن ماجہ: ۳۵۷۱۔ احمد: ۲۷۲۳۵، موطا: ۱۶۹۷۔

حَدِيْثِ ابْنِ جَعْفَرٍ كَانَ مَرْوَانُ يَسْتَخْلِفُ أَبَا هُرَيْرَةَ، وَفِي حَدِيْثِ ابْنِ الْمُثَنَّى كَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يُسْتَخْلَفُ عَلَى الْمَدِيْنَةِ. (رواه مسلم: ٢٠٨٧)

اس کی طرف نگاہِ رحمت نہیں کرے گا جو فخر کے ساتھ ازار گھسیٹے گا۔'' راوی نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مروان کی طرف سے مدینہ کا امیر مقرر کیا گیا تو وہ اپنی پشت پر لکڑی کا گٹھا اٹھائے بازار سے گزرتے تو کہتے: امیر کے راستے سے دور رہو تاکہ لوگ انہیں اچھی طرح دیکھیں۔''

٨٠٨٣۔ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). (رواه البخاري: ٣٤٨٥)

۸۰۸۳۔ ''سالم رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک مرد ان لوگوں سے جو تم سے پہلے گذرے ہیں اپنی ازار تکبر کی وجہ سے زمین پر گھسیٹ رہا تھا پس اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا، وہ تا قیامت زمین میں دھنستا جائے گا۔''(بخاری ونسائی)

٨٠٨٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ فِي بُرْدَيْنِ خَسَفَ اللّٰهُ بِهِ الأَرْضَ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). فَقَالَ لَهُ فَتًى قَدْ سَمَّاهُ وَهُوَ فِي حُلَّةٍ لَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أَهٰكَذَا كَانَ يَمْشِي ذٰلِكَ الْفَتَى الَّذِي خُسِفَ بِهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ فَعَثَرَ عُثْرَةً كَادَ يَتَكَسَّرُ مِنْهَا فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ لِلْمَنْخَرَيْنِ وَلِلْفَمِ ﴿إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ﴾. (رواه الدارمي: ٤٣٧)

۸۰۸۴۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''ایک جوان عمدہ لباس میں ملبوس تکبرانہ چال چلتا جا رہا تھا کہ اللہ نے اسے زمین مین دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی جا رہا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے کہا (جس کا راوی نے نام بھی ذکر کیا تھا) اس نے سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا، اے ابوہریرہ! وہ آدمی میرے اس لباس جیسے لباس میں ملبوس ہوگا اور وہ اس طرح چلتا ہوگا جب اس کو دھنسایا گیا ہوگا؟ پھر اس نے ہاتھ پر ہاتھ مارا، اور وہ ٹھوکر لگ کر بری طرح گرا۔ قریب تھا اس کی ہڈیاں ٹوٹ جاتیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی: ''ہم تجھے مذاق اُڑانے والوں سے بچائیں گے۔''

٨٠٨٥۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ

۸۰۸۵۔ ''سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے کہا: تم لوگ کہتے ہو کہ مجھ

(٨٠٨٣) بخاری: ٣٤٨٥۔ ترمذی: ٢٤٩١۔ نسائی: ٥٣٢٦۔ احمد: ٥٣١٨.
(٨٠٨٤) دارمی: ٤٣٧۔ بخاری: ٥٧٨٩۔ مسلم: ٢٠٨٨۔ احمد: ١٠٠٧٧.
(٨٠٨٥) ترمذی: ٢٠٠١۔ صحیح الاسناد: ١٦٢٧۔ البانی.

أَبِيْـهِ قَـالَ تَـقُـوْلُـوْنَ لِـي فِيَّ التِّيْهُ وَقَدْ رَكِبْتُ الْحِمَارَوَلَبِسْتُ الشَّمْلَةَ وَقَدْ حَلَبْتُ الشَّاةَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ فَعَلَ هٰذَا فَلَيْسَ فِيْهِ مِنَ الْكِبْرِشَيْءٌ)). (رواہ الترمذی: ۲۰۰۱)

میں گھمنڈ ہے حالانکہ میں گدھے پر سواری کرتا ہوں، چادر (یا ٹاٹ) پہنتا ہوں، بکری کا دودھ دوہتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس نے یہ کام کیے اس میں تکبر نام کی کوئی شے نہیں۔'' (ترمذی)

شرح:...... ٹخنوں کے نیچے تہبند، شلوار، قمیض یا چادر وغیرہ لٹکانا مردوں کے لیے حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے۔ تکبر سے لٹکانے والا دوزخ میں جائے گا اور بغیر تکبر کے لٹکانے والا کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ لہٰذا ان احادیث کا مقصد ہے کہ انسان کو تکبر اور فضول خرچی جیسی عادات بد سے بچائے اور صفائی کی عادت پڑے۔

ہاں! اگر تکبر نہیں عادتاً کبھی اس کی خلاف ورزی ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

جس آدمی کے زمین میں لڑکھڑانے کا اشارہ ہوا ہے مشہور یہی ہے کہ وہ قارون ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ چادر وغیرہ ڈھانپنا اور گدھے پر سوار ہونا یعنی جائز ضرورت کے تحت جائز سواری لینا اور لباس زیب تن کرنا اور اپنے جانور کی خدمت کرنا تکبر میں شامل نہیں۔ یہ نیت کا معاملہ ہے کہ دل میں کیا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۳۲۷)

٨٠٨٦۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَنْزِلُ إِلَى الْعِبَادِ لِيَقْضِيَ بَيْنَهُمْ وَكُلُّ أُمَّةٍ جَاثِيَةٌ فَأَوَّلُ مَنْ يَدْعُوْبِهِ رَجُلٌ جَمَعَ الْقُرْآنَ وَرَجُلٌ يَقْتَتِلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ كَثِيْرُ الْمَالِ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لِلْقَارِئِ: أَلَمْ أُعَلِّمْكَ مَا أَنْزَلْتُ عَلَى رَسُوْلِي؟ قَالَ بَلَى يَارَبِّ! قَالَ: فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيْمَا عَلِمْتَ؟ قَالَ: كُنْتُ أَقُوْمُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ: كَذَبْتَ وَتَقُوْلُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ: كَذَبْتَ، وَيَقُوْلُ اللّٰهُ: بَلْ أَرَدْتَّ أَنْ يُقَالَ إِنَّ فُلَانًا قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ذَاكَ، وَيُؤْتَى بِصَاحِبِ الْمَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ: أَلَمْ أُوَسِّعْ عَلَيْكَ حَتَّى

٨٠٨٦۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے بیان کیا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندوں کی طرف نزول فرمائے گا تا کہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائے اور اس وقت تمام اقوام زانوؤں کے بل گری ہوں گی۔ سب سے پہلے اس انسان کو بلایا جائے گا جس نے قرآن حفظ کیا ہوگا اور دوسرا وہ جس نے اللہ کی راہ میں قتال و جہاد کیا ہوگا اور تیسرا وہ شخص جو کثیر المال تھا پس اللہ تعالیٰ قاری کو فرمائے گا: کیا میں نے تجھے اس چیز کا علم نہیں دیا تھا جو میں نے اپنے رسول پر نازل کی تھی، تو وہ کہے گا: ہاں اے میرے ربّ تعالیٰ! اللہ فرمائے گا: تو نے اس پر کیا عمل کیا؟ تو وہ کہے گا: میں اس کو پڑھتا اور قیام کرتا رہا رات آنے پر بھی اور دن کو بھی، پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے غلط کہا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے: تو جھوٹ کہتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو چاہتا تھا کہ کہا جائے فلاں

(٨٠٨٦) ترمذی: ٢٣٨٢۔ صحیح، البانی: ١٩٤٢۔ مسلم: ١٩٠٥۔ نسائی: ٣١٣٧۔ احمد: ٨٠٧٨.

لَمْ أَدَعْكَ تَحْتَاجُ إِلَى أَحَدٍ؟ قَالَ: بَلَى يَارَبِّ! قَالَ: فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيْمَا آتَيْتُكَ؟ قَالَ: كُنْتُ أَصِلُ الرَّحِمَ وَأَتَصَدَّقُ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهَ: كَذَبْتَ وَتَقُوْلُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ: كَذَبْتَ وَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَى بَلْ أَرَدْتَّ أَنْ يُقَالَ فُلَانٌ جَوَادٌ فَقَدْ قِيْلَ ذَاكَ، وَيُؤْتَى بِالَّذِي قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ: فِي مَاذَا قُتِلْتَ؟ فَيَقُوْلُ: أَمَرْتَ بِالْجِهَادِ فِي سَبِيْلِكَ فَقَاتَلْتُ حَتَّى قُتِلْتُ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَى لَهُ: كَذَبْتَ وَتَقُوْلُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ: كَذَبْتَ وَيَقُوْلُ اللّٰهُ: بَلْ أَرَدْتَّ أَنْ يُقَالَ فُلَانٌ جَرِيءٌ فَقَدْ قِيْلَ ذَاكَ، ثُمَّ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى رُكْبَتِي فَقَالَ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أُوْلٰئِكَ الثَّلَاثَةُ أَوَّلُ خَلْقِ اللّٰهِ تُسَعَّرُ بِهِمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). (رواه الترمذی: ٢٣٨٢)

بڑا قاری ہے اور وہ بات تو کہہ دی گئی ہے۔ پھر مالدار کو لایا جائے گا پس اللہ فرمائے گا: کیا میں نے تیرے اُوپر وسعت نہیں کی تھی، یہاں تک کہ تو کسی کا محتاج نہیں رہا تھا؟ وہ کہے گا: ہاں اے میرے ربّ! تو اللہ فرمائے گا: پھر تو نے کیا عمل کیا اس میں جو میں نے تجھے دیا تھا؟ تو وہ کہے گا: میں نے صلہ رحمی کی اور صدقات دیے۔ اللہ فرمائے گا: تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ تیرا ارادہ تھا کہ کہا جائے کہ فلاں بڑا سخی ہے اور وہ کچھ کہا گیا ہے۔ اس کے بعد وہ لایا جائے گا جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا تھا پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کس وجہ سے تو لڑا ہے؟ وہ کہے گا: تو نے اپنی راہ میں جہاد کا حکم دیا تو میں لڑا یہاں تک کہ قتل ہوا اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا۔ فرشتے بھی کہیں گے تو نے جھوٹ کہا ہے پس اللہ فرمائے گا: بلکہ تیرا ارادہ یہ تھا کہ کہا جائے فلاں بڑا بہادر ہے اور وہ بات کہہ دی گئی ہے۔ یہ بیان فرما کر رسول اللہ ﷺ نے میرے زانو پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''اے ابوہریرہ! یہ تین انسان سب مخلوق سے پہلے جہنم کا ایندھن بنیں گے اور ان سے قیامت کے دن آگ جلائی جائے گی۔'' (مسلم، نسائی، ترمذی)

شرح:...... اس میں ریاکاری کی مذمت ہے۔ ریاکاری سے ہلاکت کی وجہ یہ ہے کہ اس کی راہیں خفیہ ہیں۔ غیر شعوری طور پر اس میں عبادت گزار بھی گرفتار ہو جاتا ہے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ یہ شرک اصغر ہے۔

اس لیے ریاکاری اعمال کو ضائع کر دیتی ہے اور یہ تباہ کن گناہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث ہے۔ اسے دور کرنے کے لیے کمربستہ رہا جائے اور اسے دل کی گہرائی سے نکال کر اس کی جڑ مار دی جائے۔

٨٠٨٧۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مَنْ جُبِّ الْحَزَنِ)).

٨٠٨٧۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی پناہ طلب کرو غم کے کنویں سے۔'' لوگوں

(٨٠٨٧) ترمذی: ٢٣٨٢۔ ضعیف، البانی: ٤١٥۔ ابن ماجہ: ٢٥٦.

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا جُبُّ الْحِزَنِ قَالَ: ((وَادٍ فِي جَهَنَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ)). قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَنْ يَدْخُلُهُ قَالَ: ((الْقُرَّاءُ الْمُرَاءُوْنَ بِأَعْمَالِهِمْ)). (رواه الترمذی: ۲۳۸۲)

نے عرض کی: غم کا کنواں کیا چیز ہے؟ فرمایا: ''جہنم کی ایک وادی ہے جس سے خود جہنم بھی دن میں سو بار پناہ مانگتی ہے۔'' کہا گیا: اس میں کون لوگ جائیں گے۔ فرمایا: ''وہ قاری جو اپنے اعمال کا دکھلاوا کرتے ہوں گے۔'' (ترمذی)

۸۰۸۸ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيْهِ مَعِي غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ)). (رواه مسلم: ۲۹۸۵)

۸۰۸۸۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں شراکت اور شریکوں سے غنی ہوں۔ جس نے کوئی عمل کیا اور میرے ساتھ کسی کو شریک کیا تو میں اس کو ترک کر دیتا ہوں اور اس کے شرک کو بھی چھوڑ دیتا ہوں۔'' (مسلم)

۸۰۸۹ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! الرَّجُلُ يَعْمَلُ الْعَمَلَ فَيُسِرُّهُ فَإِذَا اطُّلِعَ عَلَيْهِ أَعْجَبَهُ ذٰلِكَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَهُ أَجْرَانِ أَجْرُالسِّرِّ وَأَجْرُ الْعَلَانِيَةِ)). (رواه الترمذي: ۲۳۸٤)

۸۰۸۹۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایک آدمی عمل کرتا ہے اور اس کو مخفی رکھتا ہے اور جب اس کا یہ عمل کوئی انسان دیکھتا ہے تو اس کو مزید پسند لگتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے دو اجر ہیں ایک مخفی رکھنے کا اور ایک اجر اعلانیہ عمل کرنے کا۔'' (ترمذی)

شرح:...... مطلب یہی ہے کہ میں شریک سے بے پروا ہوں۔ اگر کوئی میرے لیے اور میرے غیر کے لیے عمل کرتا ہے تو میں اسے قبول نہیں کروں گا۔ بلکہ اسے چھوڑ دوں گا۔

کیونکہ ریا کار کا عمل باطل ہے اس میں ثواب نہیں ہوگا۔ (انجاز الحاجہ: ۱۲/ ۲۳۹)

قَالَ أَبُوْ عِيْسَى: وَقَدْ فَسَّرَبَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ إِذَا اطُّلِعَ عَلَيْهِ فَأَعْجَبَهُ فَإِنَّمَا مَعْنَاهُ أَنْ يُعْجِبَهُ ثَنَاءُ النَّاسِ عَلَيْهِ بِالْخَيْرِلِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الأَرْضِ)) فَيُعْجِبُهُ ثَنَاءُ النَّاسِ عَلَيْهِ لِهٰذَا لِمَا يَرْجُوْبِثَنَاءِ النَّاسِ عَلَيْهِ فَأَمَّا إِذَا أَعْجَبَهُ لِيَعْلَمَ النَّاسُ مِنْهُ الْخَيْرَلِيُكْرَمَ عَلَى ذٰلِكَ وَيُعَظَّمَ عَلَيْهِ فَهٰذَا رِيَاءٌ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا اطُّلِعَ عَلَيْهِ فَأَعْجَبَهُ رَجَاءَ أَنْ يَعْمَلَ بِعَمَلِهِ فَيَكُوْنَ لَهُ مِثْلُ أُجُوْرِهِمْ، فَهٰذَا لَهُ مَذْهَبٌ أَيْضًا. (رواه الترمذی: ۲۳۸٤)

(۸۰۸۸) مسلم: ۲۹۸۵۔ ابن ماجہ: ۲٤۰۲۔ احمد: ۷۹۳۹.

(۸۰۸۹) ترمذی: ۲۳۸٤۔ ضعیف، البانی: ٤۱٦۔ ابن ماجہ: ٤۲۲٦.

''امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: فَأَعْجَبَهُ۔ کی تفسیر یوں ہے کہ لوگ اس کی نیکی کا ذکر جمیل کرتے ہیں۔ اس لیے کہ حدیث میں ہے: تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ لیکن اگر اس خیال سے خوش ہوتا ہے کہ لوگوں کو ان کا نیک ہونا معلوم ہوا اور اس وجہ سے اس کی عزت وتکریم کی جائے گی تو یہ ریا ہے۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر اس خیال سے خوش ہوا کہ دوسرے لوگ بھی اس عمل کو دیکھ کر عمل کریں گے تو اس کے لیے بھی ان کے اعمال کے مثل اجر ہوگا تو یہ بھی اس کے لیے ایک صحیح راستہ ہے۔''

٨٠٩٠ـ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ رضي الله عنه قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ)) ثَلاثًا قَالُوْا بَلَى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((الإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ)) وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئاً فَقَالَ: ((أَلاَ وَقَوْلُ الزُّوْرِ)) قَالَ فَمَازَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ. (رواه البخاری: ٢٦٥٤)

٨٠٩٠۔ ''سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں سب سے بڑے گناہوں کی تمہیں خبر نہ دوں؟ آپ نے تین بار فرمایا: صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ضرور بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ آپ ﷺ نے تکیہ لگایا ہوا تھا اور اُٹھ کر بیٹھ گئے پھر فرمایا: ''خبردار! اور جھوٹی گواہی دینا۔ اسی لفظ کو بار بار ذکر کرنے لگے یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ کاش آپ ﷺ خاموش ہو جاتے۔'' (الشیخان، الترمذی)

٨٠٩١ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اجْتَنِبُوْا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ)) قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَاهُنَّ؟ قَالَ: ((الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَأَكْلُ الرِّبَا وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصِنَاتِ الْغَافِلاتِ الْمُؤْمِنَاتِ)). (رواه مسلم: ٨٩)

٨٠٩١۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات ہلاک (یا غرق) کرنے والے اعمال سے بچو! عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! وہ کیا کیا اشیاء ہیں؟ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، اس نفس کو ناحق قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام کیا ہے، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، میدانِ جنگ سے بھاگنا اور پاکدامن، بے خبر ایماندار عورتوں پر تہمت لگانا۔'' (الشیخان، ابوداؤد، النسائی)

٨٠٩٢ـ عُبَيْدَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ وَقَدْ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْكَبَائِرِ

٨٠٩٢۔ ''عبیدہ بن عمیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب کہ آپ سے ایک مرد نے بڑے

(٨٠٩٠) بخاری: ٢٦٥٤۔ مسلم: ٨٧۔ ترمذی: ٢٣٠١۔ احمد: ١٩٨٧٢.

(٨٠٩١) مسلم: ٨٩۔ بخاری: ٢٧٦٧۔ ابو داود: ٢٨٧٤۔ نسائی: ٣٦٧١.

(٨٠٩٢) رزین.

فَقَالَ:هُنَّ تِسْعٌ، فَذَكَرَ الشِّرْكَ، وَالسِّحْرَ، وَقَتْلَ النَّفْسِ، وَأَكْلَ الرِّبَا، وَأَكْلَ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفَ الْمُحْصِنَاتِ، وَعُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ، وَاسْتِحْلالَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ قِبْلَتِكُمْ أَحْيَاءً وَأَمْوَاتاً. (رواه رزين)

گناہوں کے بارے میں سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے بڑے گناہ نو ہیں۔ آپ ﷺ نے ان میں شرک کا ذکر کیا، جادو کا، بے گناہ نفس قتل کرنے کا، سود کھانے کا، یتیم کا مال کھانے کا، میدانِ جنگ سے بھاگنے کا، بے گناہ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے کا ماں باپ کی نافرمانی کا اور بیت اللہ کو بے حرمت کرنے کا جو تمہارے مردوں اور زندوں سب کا کعبہ ہے۔'' (الرزین)

٨٠٩٣ـــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْكَبَائِرُ الإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنِ الْغَمُوْسِ)). (رواه البخاري: ٦٦٧٥)

۸۰۹۳۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''بڑے گناہ، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، قتل نفس اور جھوٹی قسم۔'' (البخاری، ترمذی اور نسائی)

٨٠٩٤ـــ عَنْ بُرَيْدَةَ، رَفَعَهُ:إِنَّ أَكْبَرَ الْكَبَائِرِ، الإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَمَنْعُ فَضْلِ الْمَاءِ، الْفَحْلِ. (رواه البزار، بضعف)

۸۰۹۴۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''سب سے بڑے گناہوں سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے اور زائد از ضرورت پانی روکنا ہے اور نر روکنا ہے۔'' (البزار سند ضعیف ہے)

شرح:...... کبیرہ گناہ کا ضابطہ یہ ہے کہ کتاب وسنت نے جسے کبیرہ کہا ہے یا اس کے کرنے پر آخرت میں عذاب یا دوزخ کی ڈانٹ دی گئی ہو یا اس کے کرنے پر لعنت کی گئی ہو یا اللہ کا غضب اس کے مرتکب پر نازل ہونے کا کہا گیا ہو۔

یہاں تو چند شمار ہوئے ہیں یہ تقریباً ستر (۷۰) ہیں۔ (مرعاۃ: ۱/۱۲۳)

اَلنِّفَاقُ وَالْمِزَاحُ وَالْمِرَاءُ

نفاق، مزاح اور جھگڑا ومنازعت

٨٠٩٥ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا

۸۰۹۵۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس میں چار خصلتیں

(٨٠٩٣) بخاري: ٦٦٧ـ ترمذي: ٣٠٢١ـ نسائي: ٤٠١١ـ دارمي: ٢٣٦٠ـ احمد: ٦٨٤٥.

(٨٠٩٤) بزار وفيه، صالح بن حبان وهو ضعيف ولم ويثقه احد، هيثمي: ٣٩٧.

(٨٠٩٥) بخاري: ٣٤ـ مسلم: ٥٨ـ ابو داود: ٤٦٨٨ـ ترمذي: ٢٦٣٢ـ نسائي: ٥٠٢٠ـ احمد: ٦٨٢٥.

وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ)) . (رواه البخاري: ٣٤)

ہوں وہ خالص منافق ہوتا ہے اور جس میں ان میں سے کوئی خصلت ہوتو اس میں نفاق کی خصلت ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کو ترک کردے: جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جھگڑے تو گالی دے۔''

٨٠٩٦۔ وَفِي رِوَايَةٍ: وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ. قَالَ أَبُوْ عِيْسَى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَإِنَّمَا مَعْنَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ نِفَاقُ الْعَمَلِ وَإِنَّمَا كَانَ نِفَاقُ التَّكْذِيْبِ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (رواه الترمذي: ٢٦٣٢)

٨٠٩٦۔''ایک روایت میں ہے: ''جب وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے۔'' امام ترمذی نے کہا: اہل علم کے نزدیک حدیث کا مفہوم عملی نفاق ہے۔تکذیب کا نفاق تو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تھا۔''

٨٠٩٧۔ وَفِي رِوَايَةٍ:عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ وَقَالَ: آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ، بِنَحْوِهِ. (رواه مسلم: ٥٩)

٨٠٩٧۔''امام مسلم رحمہ اللہ کی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''منافق کی تین علامات ہیں خواہ روزہ رکھتا اور نماز پڑھتا ہو اور وہ گمان بھی کرتا ہو کہ وہ مسلم ہے۔''

٨٠٩٨۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّيْنِ. (رواه الترمذي: ٢٦٨٤)

٨٠٩٨۔''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو خصلتیں ہیں جو منافق میں جمع نہیں ہوتی اچھی سیرت اور دین میں سمجھ بوجھ۔'' (ترمذی)

٨٠٩٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيْرُ إِلَى هٰذِهِ مَرَّةً وَإِلَى هٰذِهِ مَرَّةً)). (رواه مسلم: ٢٧٨٤)

٨٠٩٩۔''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''منافق کی مثال گھومنے پھرنے والی بکری کی سی ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان گھومتی رہتی ہے کبھی اِدھر اور کبھی اُدھر۔'' (مسلم، نسائی)

شرح:...... پہلے آپ ﷺ نے اپنے علم سے تین علامات بتائیں پھر آپ ﷺ نے اضافہ فرمایا تو تقریباً پانچ

(٨٠٩٦) ترمذی: ٢٦٣٢۔ صحیح، البانی: ٢١٢٢۔ بخاری: ٣٤۔ مسلم: ٥٨۔ ابو داود: ٤٦٨٨۔ نسائی: ٥٠٢٠۔ احمد: ٦٨٢٥.

(٨٠٩٧) مسلم: ٥٩۔ بخاری: ٢٧٤٩۔ ترمذی: ٢٦٣١۔ نسائی: ٥٠٢١۔ احمد: ٨٩١٣.

(٨٠٩٨) ترمذی: ٢٦٨٤۔ صحیح، البانی: ٢١٦٠.

(٨٠٩٩) مسلم: ٢٧٨٤۔ نسائی: ٥٠٣٧۔ دارمی: ٣١٨۔ احمد: ٥٧٥٦.

علامات شمار کی ہیں۔ یعنی جوان عادات بد کا عادی ہو چکا ہے وہ مسلمان ہونے کے باوجود منافق ہے۔ ایک نفاق عملی ہے ایک اعتقادی ہے۔ یہ عملی نفاق مراد ہے۔ اعتقادی نہیں۔

منافق اصل میں کافروں کے ساتھ ہوتا ہے ظاہر میں مسلمانوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ دراصل وہ اپنی فاسد غرض پوری کرتا ہے شہوت کے پیچھے چلتا ہے اس لیے وہ شہوت والی بکری کی مانند ہے گویا کہ اس منافق سے مردمیت چھین لی جاتی ہے وہ سانڈ طلب کرنے والی بکری کی مانند ہے بے چین ہوتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَا اِلٰى هٰؤُلَآءِ وَلَا اِلٰى هٰؤُلَآءِ﴾ (النسآء: ١٤٣)

''مذبذب ہیں نہ ان کی طرف اور نہ ان کی طرف۔''

٨١٠٠ـ عَنْ عَاصِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أُنَاسٌ لِابْنِ عُمَرَ إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى سُلْطَانِنَا فَنَقُوْلُ لَهُمْ خِلَافَ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ كُنَّا نَعُدُّهَا نِفَاقًا. (رواه البخاري: ٧١٧٨)

٨١٠٠۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے ان سے کہا کہ ہم لوگ اپنے سلاطین اور حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں تو ان کے سامنے جو کچھ کہتے ہیں۔ جب ان کے پاس سے نکل آتے ہیں تو اس کے بالکل خلاف کہتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہم اس طریقے کو منافقت شمار کرتے تھے۔''

٨١٠١ـ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ الْيَوْمَ شَرٌّ مِنْهُمْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ كَانُوْا يَوْمَئِذٍ يُسِرُّوْنَ وَالْيَوْمَ يَجْهَرُوْنَ. (رواه البخاري: ٧١١٣)

٨١٠١۔ ''سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس عہد کے منافق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے منافقوں سے زیادہ بدتر ہیں۔ کسی نے پوچھا وہ کیسے؟) انہوں نے کہا: وہ منافق تو نفاق چھپاتے تھے اور آج کل یہ اس کو ظاہر کرتے ہیں۔ (بخاری)

شرح: ...... یہ بھی منافقت ہے کہ بادشاہ کے سامنے اس کے کاموں کی تعریف کرنا اور بعد میں ان پر تنقید کرنا۔ اگر کر سکتے ہو تو ان کے سامنے تنقید کریں تاکہ ان کی اصلاح ہو۔ (فتح الباری: ۱۳/۱۷۰)

پہلے منافق اپنی منافقت پوشیدہ رکھتے تھے، اس کی شر زیادہ نہ پھیلتی تھی اور اب جو بعد والے منافق ہیں یہ ائمہ کے خلاف بغاوت بھی کرتے ہیں اور تفرقہ بازی میں مبتلا کرتے ہیں اس لیے ان کی منافقت زیادہ شر انگیز ہے۔

(فتح الباری: ۱۳/۷۴)

٨١٠٢ـ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

٨١٠٢۔ ''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(٨١٠٠) بخاری: ٧١٧٨۔ ابن ماجه: ٣٩٧٥۔ احمد: ٥٧٩٥.

(٨١٠١) بخاری: ٧١١٣.

(٨١٠٢) مسلم: ٢٧٧٩۔ احمد: ١٨٤٠٦.

((فِي أَصْحَابِي اثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا فِيْهِمْ ثَمَانِيَةٌ ﴿لاَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ﴾ ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيْكَهُمُ الدُّبَيْلَةُ وَأَرْبَعَةٌ لَمْ أَحْفَظْ مَا قَالَ شُعْبَةُ فِيْهِمْ)). (رواه مسلم: ٢٧٧٩)

''میری امت میں بارہ منافق ہیں۔ ان میں سے آٹھ وہ ہیں جو جنت میں داخل نہ ہوں گے یہاں تک کہ سوئی کے سوراخ سے اونٹ گذر جائے ان میں سے آٹھ کے لیے آگ کا شعلہ کافی ہو گا اور چار کے بارے میں مجھے یاد نہیں رہا کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا تھا۔

٨١٠٣۔ وَفِي رِوَايَةٍ: ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيْكَهُمُ الدُّبَيْلَةُ سِرَاجٌ مِنَ النَّارِ يَظْهَرُ فِي أَكْتَافِهِمْ حَتَّى يَنْجُمَ مِنْ صُدُوْرِهِمْ. (رواه مسلم: ٢٧٧٩)

٨١٠٣۔ ''اور روایت میں ہے: ''ان میں سے آٹھ سے تمہیں چھوڑا کفایت کردے گا ایک آگ کا شعلہ ان کی پشت پر دو شانوں کے درمیان ظاہر ہوگا یہاں تک کہ وہ ان کے سینے تک سرایت کردے گا۔'' (مسلم)

٨١٠٤ـــ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ كَانَ بَيْنَ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْعَقَبَةِ وَبَيْنَ حُذَيْفَةَ بَعْضُ مَا يَكُوْنُ بَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ كَمْ كَانَ أَصْحَابُ الْعَقَبَةِ؟ قَالَ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ أَخْبِرْهُ إِذْ سَأَلَكَ قَالَ كُنَّا نُخْبَرُ أَنَّهُمْ أَرْبَعَةَ عَشَرَ فَإِنْ كُنْتَ مِنْهُمْ فَقَدْ كَانَ الْقَوْمُ خَمْسَةَ عَشَرَ وَأَشْهَدُ بِاللّٰهِ أَنَّ اثْنَيْ عَشَرَ مِنْهُمْ حَرْبٌ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الأَشْهَادُ وَعَذَرَ ثَلاَثَةً قَالُوْا مَا سَمِعْنَا مُنَادِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلاَ عَلِمْنَا بِمَا أَرَادَ الْقَوْمُ وَقَدْ كَانَ فِي حَرَّةٍ فَمَشَى فَقَالَ إِنَّ الْمَاءَ قَلِيْلٌ فَلاَ يَسْبِقْنِي إِلَيْهِ أَحَدٌ فَوَجَدَ قَوْمًا قَدْ سَبَقُوْهُ فَلَعَنَهُمْ يَوْمَئِذٍ. (رواه مسلم: ٢٧٧٩)

٨١٠٤۔ ''ابوطفیل کا بیان ہے کہ اہل عقبہ میں سے ایک آدمی اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ مخالفت تھی جیسا لوگوں کے درمیان ہوا کرتی ہے۔ اس آدمی نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کرتا ہوں۔ بتادے اہل عقبہ کتنے مرد تھے؟ تو اس مرد کو لوگوں نے کہا: تو بتادے جب وہ تجھ سے پوچھ رہے ہیں۔ تو اس نے کہا: ہمیں خبر دی جاتی تھی کہ وہ چودہ تھے۔ اگر میں ان میں سے تھا تو پھر سولہ مرد تھے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اللہ کے نام کی گواہی دیتا ہوں کہ بارہ ان میں سے وہ تھے جو دنیوی زندگی میں اللہ اور اس کے رسول سے برسر پیکار رہے اور وہ اسی حالت پر ہوں گے جب گواہ قائم ہونے کا دن آئے گا۔'' اور تین نے عذر پیش کیا کہ ان کو کوئی علم نہیں تھا اور کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے منادی کرنے والے کی منادی بھی ہرگز نہیں سنی تھی اور ہمیں منافق قوم کے ارادے کا بھی علم نہیں تھا اور گرمی کا وقت تھا۔ آپ ﷺ چلے اور فرمایا: آگے تھوڑا

(٨١٠٣) مسلم: ٢٧٧٩ـ احمد: ٢٢٨٠٨.
(٨١٠٤) مسلم: ٢٧٧٩ـ احمد: ١٨٤٠٦.

پانی آئے گا، پس میرے سے پہلے اس پر کوئی نہ جائے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے سے پہلے کچھ لوگ پائے تو ان کو اس دن آپ نے لعنت کی۔'' (مسلم)

٨١٠٥ـ وَلِلْكَبِيْرِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ انْتَهَى إِلَى عَقَبَةَ، فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى لاَ يَأْخُذَنَّ الْعَقَبَةَ أَحَدٌ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَأْخُذُهَا، وَكَانَ ﷺ يَسِيْرُ، وَحُذَيْفَةُ يَقُوْدُهُ، وَعَمَّارٌ يَسُوْقُهُ، فَأَقْبَلَ رَهْطٌ مُتَلَثِّمِيْنَ عَلَى الرَّوَاحِلِ حَتَّى غَشَوْهُ، فَرَجَعَ عَمَّارٌ فَضَرَبَ وُجُوْهَ الرَّوَاحِلِ، فَقَالَ ﷺ لِحُذَيْفَةَ: قَدْ قَدْ، وَلِعَمَّارٍ سُقْ سُقْ، حَتَّى أَنَاخَ، فَقَالَ لِعَمَّارٍ: هَلْ تَعْرِفُ الْقَوْمَ؟ قَالَ: لاَ كَانُوْا مُتَلَثِّمِيْنَ، قَالَ: أَتَدْرِي مَا أَرَادُوْا، قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: أَرَادُوْا أَنْ يَنْفَرِدُوْا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَطْرَحُوْهُ مِنَ الْعَقَبَةِ، فَلَمَّا كَانَ ذٰلِكَ تُرِعَ بَيْنَ عَمَّارٍ وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنْهُمْ شَيْءٌ، فَقَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ كَمْ أَصْحَابُ الْعَقَبَةِ الَّذِيْنَ أَرَادُوْا أَنْ يَمْكُرُوْا بِالنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: تَرَى أَنَّهُمْ أَرْبَعَةَ عَشَرَ. . فَذَكَرَهُ إِلَى يَوْمِ يَقُوْمُ الأَشْهَادُ.

(وَتَسْمِيَةُ أَصْحَابِ هٰذِهِ الْعَقَبَةِ) مُعْتَبُ بْنُ قُشَيْرٍ شَهِدَ بَدْرًا، وَهُوَ الَّذِي قَالَ: لَوْكَانَ لَنَا مِنَ الأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ مَاقُتِلْنَا هٰهُنَا وَقَالَ: يَعِدُنَا مُحَمَّدٌ كُنُوْزَكِسْرَى وَقَيْصَرَ، وَأَحَدُنَا لاَ يَأْمَنُ عَلَى خَلاَئِهِ، وَوَدِيْعَةُ بْنُ ثَابِتٍ،

٨١٠٥ـ ''المعجم الکبیر کی روایت ہے کہ غزوۂ تبوک میں نبی کریم ﷺ جب پہاڑی کی گھاٹی پر پہنچے تو آپ ﷺ کے منادی نے اعلان کر دیا کہ گھاٹی کے تنگ راستے پر کوئی نہ جائے اس پر رسول اللہ ﷺ رواں ہوں گے ۔آپ ﷺ چل رہے تھے، حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مہار پکڑی تھی اور عمار رضی اللہ عنہ سواری کو ہانک رہے تھے۔

سامنے سے ایک جماعت چہرے ڈھانپ کر آ ظاہر ہوئی۔ وہ اونٹوں پر سوار تھے اور انہوں نے آ کر گھیرا ڈال دیا اور عمار رضی اللہ عنہ نے ان کی سواریوں کو مار مار کر ان کے منہ پھیر دیے۔ آپ ﷺ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: چلتا جا اور عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تو نے وہ لوگ پہچانے ہیں؟ عرض کیا: انہوں نے منہ ڈھانپے ہوئے تھے، اس لیے پہچان نہ ہوسکی، فرمایا: تجھے معلوم ہے کہ ان کا ارادہ کیا تھا؟ عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے۔فرمایا: ان کا ارادہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ تنہا ہوں گے تو ان کو گھاٹی سے گرا دیا جائے۔اس کے بعد کسی موقع پر عمار رضی اللہ عنہ کے درمیان اور گھاٹی والے حملہ آور جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے خلاف مکر سے کام لیا تھا کے درمیان اختلاف پیدا ہوا تو انہوں نے دریافت کیا کہ وہ منافق کتنے افراد تھے؟ تو اس نے کہا ہمارا خیال ہے وہ چودہ آدمی تھے، پس عمار رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق ذکر کیا، وہ اس نفاق پر قیامت کے دن گواہ قائم ہونے تک قائم رہیں گے۔''

(اس گھاٹی میں آنے والے منافقین کے نام):

(٨١٠٥) طبراني كبير ورجاله ثقات، هيثمى: ٤٢٥.

هُوَالَّذِي قَالَ: ﴿إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ﴾، وَحُدَيْرُبْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَبْتَلْ، وَهُوَ الَّذِي قَالَ جِبْرِيْلُ عليه السلام يَا مُحَمَّدُ! مَنْ هٰذَا الأَسْوَدُ كَثِيْرٌ شَعْرِ عَيْنَيْهِ، كَأَنَّهُمَا قِدْرَانِ مِنْ صُفْرٍ، يَنْظُرُ بِعَيْنِي شَيْطَانٍ، وَكَبِدُهُ كَبِدُ حِمَارٍ، يُخْبِرُ الْمُنَافِقِيْنَ بِخَبَرِكَ، وَالْحَارِثُ بْنُ يَزِيْدَ، وَهُوَ الَّذِيْ سَبَقَ إِلَى الْوَشَلِ الَّتِي نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَسْبِقَهُ أَحَدٌ فَاسْتَقَى مِنْهَا، أَرْبَعَتُهُمْ مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَأَوْسِ بْنِ قِبْطِي الَّذِيْ قَالَ: ﴿إِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ﴾، وَسَعِيْدُ بْنُ زَرَارَةَ، الْمُدْخِنُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَسُوَيْدٌ وَرَاعِشُ بْنُ بَلْبَحِي، وَهُمَا مِمَّنْ جَهَّزَ ابْنَ أُبَيٍّ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ يُخْذِلَانِ النَّاسَ، وَقَيْسُ بْنُ عَمْرٍو، وَزَيْدُ بْنُ الْمُصَيَّبِ وَسَلَالَةُ بْنُ الْحَمَامِ، وَهُمَا مِنْ يَهُوْدِ قَيْنُقَاعَ، وَالْجُلَاسُ بْنُ سُوَيْدٍ، قِيْلَ أَنَّهُ تَابَ بَعْدَ ذٰلِكَ.

۱۔معقب بن قشیر۔ یہ بدر میں بھی شامل تھا اور تبوک میں بھی اور اسی نے کہا تھا: ''اگر ہمارا کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ کیے جاتے۔'' اور اسی نے کہا تھا کہ محمد ﷺ ہمیں قیصر اور کسریٰ کے خزانوں کی بشارت دیتے ہیں اور ہم مدینہ سے باہر نکل کر بیت الخلاء جاتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں۔۲۔ودیعہ بن ثابت۔ اس نے کہا تھا: ''ہم تو کھیل اور شغل کر رہے تھے۔'' ۳۔حدیر بن عبداللہ بن نبتل۔ اس کے متعلق جبریل علیہ السلام نے عرض کیا تھا: یا محمد ﷺ! یہ سیاہ شکل، آنکھوں پر کثیر بالوں والا گویا اس کی آنکھیں تانبے کی دو ہنڈیاں ہیں کون ہے؟ یہ شیطان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے، اس کا جگر گدھے کی مانند ہے۔ یہ منافقین تک آپ ﷺ کی خبریں پہنچاتا ہے۔۴۔حارث بن زید۔ یہ وہ شخص ہے جو پانی کے چھوٹے چشمے پر نبی کریم ﷺ کی ممانعت کے باوجود آپ سے پہلے پہنچا اور اس نے پانی پیا تھا، اور چار افراد بنو عمرو بن عوف سے تھے۔ ۹۔عوف بن قبطی جس نے کہا تھا: ''ہمارے گھر بلا پردہ ہیں۔'' ۱۰۔سعید بن زرارہ۔ اس نے نبی کریم ﷺ پر براہِ راست حملہ کیا تھا۔ ۱۱۔سوید اور راعش بن بلبحی ان دونوں کو غزوۂ تبوک میں سامان سفر عبداللہ بن اُبی منافق نے دیا تھا تاکہ یہ اسلامی فوج کو ناکام کرنے کی منصوبہ بندی کریں، ۱۳۔قیس بن عمرو۔۱۴۔زید بن مصیب۔۱۵۔سلالہ بن حمام مؤخر الذکر دو بنوقینقاع یہود سے تھے، اور ان میں۔۱۶۔جلاس بن سوید تھا اور کہا جاتا ہے کہ اس نے بعدازاں توبہ کر لی تھی۔''

٨١٠٦ـ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ قَالَ: عُدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً مَوْعُوْكاً قَالَ فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَيْهِ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ! مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رَجُلاً أَشَدَّ حَرًّا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ:

۸۱۰۶۔''سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مرد کی عیادت کی جو بخار میں مبتلا تھا، پس میں نے اس پر ہاتھ رکھا اور میں نے کہا: میں نے آج کے دن سے پہلے کوئی انسان اتنا شدید گرم نہیں دیکھا

(٨١٠٦) مسلم: ٢٧٨٣.

((أَلاأُخْبِرُكُمْ بِأَشَدِّ حَرًّا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَذَيْنِكَ الرَّجُلَيْنِ الرَّاكِبَيْنِ الْمُقَفِّيَيْنِ لِرَجُلَيْنِ حِيْنَئِذٍ مِنْ أَصْحَابِهِ)). (رواه مسلم: ٢٧٨٣)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن اس سے زیادہ گرم شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ دو مرد جو دو مردوں کے پیچھے پیچھے سوار جا رہے ہیں۔ اس وقت آپ ﷺ کے صحابہ میں سے دو صحابی جا رہے تھے۔'' (مسلم)

٨١٠٧ـــ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَدْرَكْتُ ثَلاثِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّهُمْ يَخَافُ النِّفَاقَ عَلَى نَفْسِهِ مَا مِنْهُمْ أَحَدٌ يَقُوْلُ إِنَّهُ عَلَى إِيْمَانِ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ. (للبخاری تعليقا)

٨١٠٧۔ ''ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے تیس صحابہ رضی اللہ عنہ کو اس حال میں پایا ہے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے متعلق نفاق کا خطرہ محسوس کرتا تھا اور اپنے دین میں فریب خوردہ ہونے سے بے خوف نہیں تھا اور ان میں سے کوئی بھی نہیں کہتا تھا کہ میرا ایمان جبریل ومیکائیل علیہما السلام کے ایمان کے مثل ہے۔'' (امام بخاری نے یہ روایت معلق طور پر بیان کی ہے)

٨١٠٨ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لِلْمُنَافِقِيْنَ عَلامَاتٍ يُعْرَفُوْنَ بِهَا تَحِيَّتُهُمْ لَعْنَةٌ وَطَعَامُهُمْ نُهْبَةٌ وَغَنِيْمَتُهُمْ غُلُوْلٌ وَلاَ يَقْرَبُوْنَ الْمَسَاجِدَ إِلَّا هَجْرًا وَلاَ يَأْتُوْنَ الصَّلاَةَ إِلَّادَبْرًا مُسْتَكْبِرِيْنَ لاَيَأْلَفُوْنَ وَلاَ يُؤْلَفُوْنَ خُشُبٌ بِاللَّيْلِ صُخُبٌ بِالنَّهَارِ)). (رواه أحمد: ٧٨٦٧)

٨١٠٨۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''منافقین کی کچھ علامات ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ ان کا تحفہ (سلام) لعنت کہنا ہے، ان کا کھانا لوٹ مار ہے، ان کی غنیمت خیانت ہے، وہ مساجد کے قریب کبھی کبھی ہی جاتے ہیں اور نماز کے لیے آخر میں آتے ہیں، متکبر ہیں نہ تو الفت کرتے ہیں اور نہ ان سے الفت اور پیار کیا جاتا ہے رات کو خشک لکڑی اور دن کو موٹے تازے بن جاتے ہیں۔'' (احمد وبزار)

٨١٠٩ـــ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، رَفَعَهُ: نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌمِنْ عَمَلِهِ، وَعَمَلُ الْمُنَافِقِ خَيْرٌمِنْ نِيَّتِهِ، وَكُلٌ يَعْمَلُ عَلَى نِيَّتِهِ، فَإِذَا عَمِلَ الْمُؤْمِنُ عَمَلًا ثَارَفِي قَلْبِهِ نُوْرٌ. (للكبير وَفِيْهِ حَاتَمُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ دِيْنَارٍ)

٨١٠٩۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے، اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہے، اور ہر ایک اپنی اپنی نیت پر عمل کرتا ہے جب مؤمن عمل کرتا ہے تو اس کے دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔'' (یہ روایت المعجم الکبیر کی ہے اور سند میں حاتم بن عباد بن دینار ہیں)

(٨١٠٧) بخاری تعليقًا.

(٨١٠٨) احمد: ٤٨٦٧ـ بزار، وفيه عبدالملك بن قدامة الجمحى وثقه يحيى بن معين وغيره وضعفه الدارقطنى وغيره، هيثمى: ٤١١.

(٨١٠٩) طبرانى كبير ورجاله موثقون الاحاتم بن عبادة بن دينار الجرشى لم ارمن ذكر ترجمته، هيثمى: ٢١٢.

٨١١٠ــــ عَـنْ أَبِـيْ سَـعِيْـدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ يَعْمَلُ فِـي صَـخْرَةٍ صَمَّاءَ لَيْسَ لَهَا بَابٌ وَلَا كُوَّةٌ لَخَرَجَ عَمَلُهُ لِلنَّاسِ كَائِنًا مَا كَانَ)). (رواه أحمد: ١٠٨٤٦، والموصلی)

۸۱۱۰۔ ''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی انسان بند چٹان میں عمل کرے جس کا نہ دروازہ ہو اور نہ کھڑکی ہو تب بھی اس کا ہر عمل لوگوں کے سامنے آ کر رہے گا۔'' (احمد، موصلی)

شرح:...... لقمان رضی اللہ عنہ نے بیٹے سے کہا تھا: بیٹے! اگر رائی کے دانے کے برابر بھی چٹان میں ہو یا آسمان یا زمین میں ہو اسے اللہ لے آئے گا۔ (لقمان:۱۶)

نبی ﷺ کے عہد مبارک میں نفاق کے بدترین گناہ ہونے کے باوجود گرفت نہ کی جاتی تھی۔ بلکہ مصلحت سے کام لیا جاتا تھا۔

اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ وہ مسلمانوں میں سے شمار کیے جاتے تھے۔ انہیں سزا دے کر مسلمانوں پر الزام آتا تھا اور یہ مشہور ہو جانا تھا کہ مسلمان اپنوں سے درشت اور کرخت رویہ رکھتے ہیں۔ اس سے مسلمان ہونے والوں پر برے اثرات مرتب ہو سکتے تھے۔

اب وہ حالات نہیں رہے۔ جو بھی کفر کا ارتکاب کرے گا ہم اس پر کفر کے احکام جاری کریں گے۔ اب اس مصلحت کی ضرورت نہیں رہی۔ (مرعاۃ:۱/ ۱۴۰)

٨١١١ــــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰـهِ! إِنَّكَ تُـدَاعِبُـنَـا؟ قَالَ: ((إِنِّي لَا أَقُوْلُ إِلَّا حَقًّا)). (رواه الترمذی: ١٩٩٠)

۸۱۱۱۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ ہم سے مزاح اور خوش طبعی بھی کرتے ہیں؟ فرمایا: ''میں کہتا وہی ہوں جو حق ہوتا ہے۔'' (ترمذی)

٨١١٢ــــ عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَـالِكٍ أَنَّ رَجُلاً اسْتَـحْـمَـلَ رَسُوْلَ اللّٰـهِ ﷺ، فَـقَـالَ: إِنِّي حَامِلُكَ عَلَى وَلَدِ النَّاقَةِ)). فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰـهِ! مَـا أَصْـنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَهَـلْ تَـلِدُ الإِبِلَ إِلَّا النُّوْقُ)). (رواه الترمذی: ١٩٩١)

۸۱۱۲۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ہمیں سواری عنایت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں اونٹنی کا بچہ دونگا۔'' اس نے عرض کی: ہم اونٹنی کے بچے کو کیا کریں گے؟ فرمایا: اونٹوں کو اونٹنی ہی جنتی ہے۔''

(٨١١٠) احمد: ١٠٨٤٦ـ موصلی و اسنادهما حسن، هيثمی: ١٧٦٧٩.

(٨١١١) ترمذی: ١٩٩٠ـ صحیح، البانی: ١٦٢١ـ احمد: ٨٥٠٦.

(٨١١٢) ترمذی: ١٩٩١ـ صحیح، البانی: ١٦٢٣ـ ابو داود: ٤٩٩٨ـ احمد: ١٣٤٠٥.

٨١١٣ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((يَاذَا الأُذُنَيْنِ!)). قَالَ مَحْمُوْدٌ: قَالَ أَبُوْأُسَامَةَ يَعْنِي يُمَازِحُهُ. (رواه الترمذی: ١٩٩٢)

۸۱۱۳۔''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''اے دو کانوں والے! یعنی آپ ﷺ نے ان سے مزاح فرمایا۔''

٨١١٤ــ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: خَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ فِي تِجَارَةٍ إِلَى بُصْرٰى قَبْلَ مَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ بِعَامٍ وَمَعَهُ نُعَيْمَانُ وسُوَيْبِطُ بْنُ حَرْمَلَةَ وَكَانَا شَهِدَا بَدْرًا وَكَانَ نُعَيْمَانُ عَلَى الزَّادِ وَكَانَ سُوَيْبِطٌ رَجُلاً مَزَّاحاً فَقَالَ لِنُعَيْمَانَ أَطْعِمْنِي قَالَ حَتَّى يَجِيءَ أَبُوْ بَكْرٍ قَالَ فَلَأُ غِيْظَنَّكَ قَالَ فَمَرُّوْا بِقَوْمٍ فَقَالَ لَهُمْ سُوَيْبِطٌ تَشْتَرُوْنَ مِنِّي عَبْدًا لِي؟ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ إِنَّهُ عَبْدٌ لَهُ كَلاَمٌ وَهُوَ قَائِلٌ لَكُمْ إِنِّي حُرٌّ فَإِنْ كُنْتُمْ إِذَا قَالَ لَكُمْ هٰذِهِ الْمَقَالَةَ تَرَكْتُمُوْهُ فَلاَ تُفْسِدُوْا عَلَيَّ عَبْدِي قَالُوْا لاَبَلْ نَشْتَرِيْهِ مِنْكَ فَاشْتَرَوْهُ مِنْهُ بِعَشْرِ قَلاَئِصَ ثُمَّ أَتَوْهُ فَوَضَعُوْا فِي عُنُقِهِ عَمَامَةً أَوْحَبْلاً فَقَالَ نُعَيْمَانُ إِنَّ هٰذَا يَسْتَهْزِئُ بِكُمْ وَإِنِّي حُرٌّ لَسْتُ بِعَبْدٍ فَقَالُوْا قَدْ أَخْبَرْنَا خَبَرَكَ فَانْطَلِقُوْا بِهِ فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ فَأَخْبَرُوْهُ بِذٰلِكَ قَالَ فَاتَّبَعَ الْقَوْمَ وَرَدَّ عَلَيْهِمُ الْقَلاَئِصَ وَأَخَذَ نُعَيْمَانَ قَالَ فَلَمَّا قَدِمُوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَخْبَرُوْهُ قَالَ فَضَحِكَ

۸۱۱۴۔''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ بصریٰ (شام) کی طرف تجارت کے لیے گئے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے ایک سال پہلے کا واقعہ ہے۔ ان کے ساتھ نعیمان اور سویبط بن حرملہ بھی تھے اور وہ دونوں بدر میں شامل تھے۔ نعیمان سامان سفر پر متعین تھے اور سویبط مزاح کرنے والے آدمی تھے۔ انہوں نے نعیمان سے کہا: مجھے کھانا کھلاؤ۔ انہوں نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ آئیں گے تو کھانا ملے گا۔ انہوں نے کہا: یاد رکھنا، میں تمہیں غصہ دلاؤں گا۔ پھر یہ لوگ ایک قوم کے پاس سے گذرے تو سویبط نے ان سے کہا: کیا تم میرا غلام خریدلو گے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا: یہ میرا غلام ہے اور ہے بڑا زبان آور۔ یہ تمہیں کہے گا کہ میں تو آزاد ہوں۔ پس اگر وہ تمہیں یہ بات کہے تو تم اس کو چھوڑ دو گے مگر میرے غلام کو میرے اُوپر بگاڑ پیدا نہ کرنے دینا۔

انہوں نے کہا: ہم تجھ سے خریدیں گے۔ پس دس اونٹوں کے عوض خریدا اور اس کے پاس آئے اور نعیمان کی گردن میں اس کی پگڑی اتار کر ڈالی یا رسی ڈالدی تو نعیمان نے کہا: یہ تمہارے ساتھ مزاح کرتا ہے۔ میں غلام نہیں ہوں بلکہ آزاد ہوں۔ تو انہوں نے کہا: اس نے تیری بابت پہلے ہی ہمیں بتا دیا ہے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو ان کو خبر دی گئی۔ وہ گئے اور نعیمان کو

(٨١١٣) ترمذی: ١٩٩٢۔ صحیح، البانی: ١٦٢٢۔ ابو داود: ٥٠٠٢۔ احمد: ١٣١٣٢.

(٨١١٤) ابن ماجہ: ٣٧١٩۔ ضعیف، البانی: ٨١٥۔ احمد: ٢٦١٤٧.

النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ مِنْهُ حَوْلًا . (رواه ابن ماحة: ٣٧١٩، بضعف)

ان سے آزاد کرلائے اور ان کے اونٹ واپس کر دیئے۔ جب نبی کریم ﷺ کے پاس واپس آئے اور آپ کو خبر دی تو آپ اور آپ کے صحابہ ایک سال تک ہنستے رہے۔'' (ابن ماجہ، سند ضعیف ہے)

٨١١٥ـــ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ وَكَانَ فِيْهِ مُزَاحٌ بَيْنَا يُضْحِكُهُمْ فَطَعَنَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي خَاصِرَتِهِ بِعُوْدٍ فَقَالَ: أَصْبِرْنِي، قَالَ: اصْطَبِرْ قَالَ إِنَّ عَلَيْكَ قَمِيْصًا وَلَيْسَ عَلَيَّ قَمِيْصٌ فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ قَمِيْصِهِ فَاحْتَضَنَهُ وَجَعَلَ يُقَبِّلُ كَشْحَهُ قَالَ إِنَّمَا أَرَدْتُ هٰذَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! . (رواه أبوداود: ٥٢٢٤)

٨١١٥۔''سیدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو انصار میں سے تھے۔ایک دفعہ وہ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے۔ یہ خوش طبع آدمی تھے۔ جب وہ لوگوں کو ہنسا رہے تھے تو نبی ﷺ نے ان کے نرم پہلو میں چھڑی چبھودی۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے بدلہ دیجیے۔ فرمایا: تم بدلہ لے لو۔ انہوں نے کہا: آپ پر قمیص ہے اور میرے اُوپر کرتا نہیں تھا۔ نبی کریم ﷺ نے قمیص اوپر اٹھا دی۔ پس وہ آپ سے چمٹ گئے اور آپ کے پہلو کو بوسہ دیتے رہے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا یہی مقصد تھا۔''

شرح:...... مزاح خوش طبعی کو کہتے ہیں یہ جائز ہے اور نبی کریم ﷺ سے یہ صادر ہوا کرتا تھا۔ اس سے اپنی بھی اور مخاطب کی بھی دونوں کی طبیعت پر خوشگوار اثرات پڑتے ہیں اور اس سے اُنس پیدا ہوتا ہے۔

بشرطیکہ یہ خیال رکھا جائے کہ اس میں زیادتی نہ ہو اور کثرت سے نہ کیا جائے کیونکہ اس طرح سنگدلی پیدا ہوتی ہے اور زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

اور یہ بھی نہ ہو کہ ذکر الٰہی سے دوری پیدا ہو جائے اور دینی مہمات پس پشت ڈال دی جائیں اور دوسرے کی تحقیر نہ ہو، وقت کا ضیاع اور دوسرے کی اذیت نہ ہو اور وقار کے منافی نہ ہو اور کینہ وغیرہ پیدا نہ ہو تو یہ خوش طبعی جائز ہے۔

آپ ﷺ کو اسی وجہ سے کہا گیا کہ آپ مزاح کرتے ہیں۔ آپ تو پیغمبر ہیں، خوش طبعی میں تو طبیعت کا میلان بے توازن بھی ہوسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: میری بات میں صداقت اور میرے عمل میں عدالت ہی رہتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے قول اور فعل کو لغزش سے محفوظ رکھا ہے۔ تم اپنا خیال رکھو، راہ اعتدال نہ چھوڑنا کیونکہ تم معصوم نہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۳۲۱)

(٨١١٥) ابو داود: ٥٢٢٤ـ صحيح الاسناد: ٤٣٥٢.

٨١١٦ـــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَـنِ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُـوْلُ: ((لاَ يَـأْخُـذَنَّ أَحَـدُكُمْ مَتَاعَ أَخِيْـهِ لاَعِباًوَلاَجَادًّا)). (رواه أبوداود: ٥٠٠٣)

٨١١٦۔ ''عبداللہ بن سائب بن یزید نے اپنے باپ سے، انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''تم اپنے بھائی کا مال بطور کھیل (مزاح کرتے ہوئے) یا حقیقتاً (ارادے سے) نہ لو۔''

٨١١٧ـــ عَـنْ عَبْـدِ الـرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَسِيْـرُوْنَ مَـعَ النَّبِيِّ ﷺ فَـنَـامَ رَجُـلٌ مِنْهُمْ فَانْطَلَقَ بَعْضُهُمْ إِلَى حَبْلٍ مَعَهُ فَأَخَذَهُ فَفَزِعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنَّ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا)). (رواه أبوداود: ٥٠٠٤)

٨١١٧۔ ''ابن ابی لیلیٰ نے کہا: ہم سے محمد ﷺ کے اصحاب نے بیان کیا ہے کہ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے تو ایک ان میں سے شخص سو گیا پس ایک صحابی کے پاس رسی تھی وہ لے کر اس کے پاس گیا اور اس کو پکڑا تو وہ خوف زدہ ہو گیا۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو خوف زدہ کر دے۔''

شرح :...... اس طرح خوف زدہ کرنے سے مسلمان کو اذیت ہوتی ہے اور مسلمان کو اذیت دینا سخت گناہ ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۵۹)

٨١١٨ـــ عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَـالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهُ ﷺ: ((مَـنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَـاطِـلٌ بُـنِـيَ لَهُ فِي رَبْضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْـمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهُ فِي وَسَطِهَا وَمَنْ حَسَّـنَ خُـلُقَهُ بُنِيَ لَهُ فِي أَعْلاَهَا)). (رواه الترمذی: ١٩٩٣)

٨١١٨۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جھگڑا ترک کیا جب کہ وہ باطل پر تھا تو اس کے لیے جنت کے کنارے پر گھر بنا دیا جائے گا۔ اور جس نے جھگڑا ترک کیا جب کہ وہ حق پر تھا تو اس کے لیے جنت کے وسط میں محل تیار کیا جاتا ہے اور جس کے اخلاق اچھے ہوں اس کے لیے جنت کے اعلیٰ درجہ میں محل تعمیر کیا جاتا ہے۔''

شـــرح :...... باطل ہونے کی وجہ سے معاملہ چھوڑنے کی وجہ سے چونکہ آدمی جنگ سے دست کش ہوتا ہے یہ بھی اچھا عمل ہے۔ اس لیے اسے جنت کے اندر جگہ کا کہا گیا ہے مگر کنارے پر مقام ملے گا۔

اور حقدار ہونے کے باوجود جھگڑے سے کنارہ کش ہونا یہ اپنے نفس پر سخت غلبے کی وجہ سے ہی ہوتا ہے اور اس میں

(٨١١٦) ابو داود: ٥٠٠٣۔ حسن: ٤١٨٣۔ ترمذی: ٢١٦٠۔ احمد: ١٧٤٨١.

(٨١١٧) ابو داود: ٥٠٠٤۔ صحیح، البانی: ٤١٨٤۔ احمد: ٢٢٥٥٥.

(٨١١٨) ترمذی: ١٩٩٣۔ ضعیف، البانی، بهذا اللفظ: ٣٤٥٠۔ ابن ماجه: ٤٨۔ کم از کم حسن ہے۔ (انجاز الحاجه: ٢/ ٢٩٠)

اس کے دل کی رفعت کو اور عملی نفاست کو دخل ہے اس لیے اسے جنت میں بھی زیادہ اعلیٰ اور درمیانہ مقام دیا گیا ہے۔
(مرقاۃ: ۹/ ۱۴۶)

٨١١٩ـــ عَنْ أَبِـيْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوْا عَلَيْهِ إِلَّاأُوْتُوْا الْجَدَلَ ثُمَّ تَلَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ﴾. (رواه الترمذي: ٣٢٥٣)

۸۱۱۹۔ ''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی قوم ہدایت پر قائم ہونے کے گمراہ نہیں ہوتی مگر اس وقت جب ان میں جھگڑے مجادلے ومناظرے عام کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: ''وہ نہیں بیان کرتے اس بات کو تیرے لیے مگر جھگڑا کرنے کے لیے بلکہ وہ جھگڑالو قوم ہے۔'' (یہ دوترمذی کی روایات ہیں)

٨١٢٠ـــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمِرَاءُ فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ)). (رواه أبو داود: ٤٦٠٣)

۸۱۲۰۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... اظہار حق کرنا تو فرض کفایہ ہے اور حق ثابت کرنے کے لیے مناظرہ کرنا یا بحث وتمحیص کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن نبی کریم ﷺ اور آپ کے نائب علمائے کرام سے جھگڑنا، عناد سے پیش آنا اور بلا دلیل تکرار کرنا اس حدیث کی زد میں آتا ہے۔

جو لوگ اپنے مذہب کی اشاعت اور اپنے مشائخ کی آراء کی ترویج کے لیے ایسا کرتے ہیں وہ غور کریں۔
(جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۳۴۸)

مثلاً یہ چاہتا ہے اپنی رائے سے قرآن کی تاویل کرے یعنی اسلاف کے طریقہ سے ہٹ کر قرآن کا ایک حصہ دوسرے سے ملاتا ہے۔ اگر بظاہر ٹکراتی آیات میں سلف کے طریقہ کے مطابق موافقت پیدا کرتا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ اگر انکار کی صورت پیدا کرتا ہے تو یہ کفر کا مرتکب ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۳۲۸)

٨١٢١ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الأَلَدُّ الْخَصِمُ)). (رواه البخاري: ٢٤٥٧)

۸۱۲۱۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے زیادہ ناپسند اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ انسان ہے جو بہت جھگڑالو ہو۔''

(٨١١٩) ترمذی: ٣٢٩٣ـ حسن، البانی: ٢٥٩٣ـ ابن ماجه: ٤٨.
(٨١٢٠) ابو داود: ٤٦٠٣ـ حسن، صحيح، البانی: ٣٨٤٧ـ احمد: ١٠١٦.
(٨١٢١) بخاری: ٢٤٥٧ـ مسلم: ٢٦٦٨ـ ترمذی: ٢٩٧٦ـ نسائی: ٥٤٢٣ـ احمد: ٢٣٨٢٢.

٨١٢٢ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لاَ تُمَارَّ أَخَاكَ، فَإِنَّ الْمِرَاءَ تُفْهَمُ حِكْمَتَهُ، وَلاَ تُؤْمَنْ غَائِلَتَهُ، وَلاَ تَعِدُ وَعْدًا فَتُخْلِفُهُ. (رواه رزين)

٨١٢٢ـ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اپنے بھائی سے بحث نہ کر۔ جھگڑا کرنے سے حکمت نہیں سمجھی جاتی اور تو خودفریبی سے پرامن نہیں ہے اور کسی سے وعدہ کر کے اس کے خلاف بھی نہ کر۔'' (رزین)

٨١٢٣ـ عَنْ عُمَرَ، رَفَعَهُ: لاَ يَبْلُغُ الْعَبْدُ صَرِيْحَ الإِيْمَانِ حَتَّى يَدَعَ الْمَزَاحَ وَالْكَذِبَ وَيَدَعُ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا. (للموصلي بخفى)

٨١٢٣ـ ''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''انسان خالص ایمان تک نہیں پہنچتا یہاں تک کہ وہ باطل مزاح، جھوٹ اور جھگڑا چھوڑ دے خواہ وہ حق پر ہو۔'' (الموصلی، سند مخفی)

٨١٢٤ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: مَا اخْتَلَفَتْ أُمَّةٌ بَعْدَ نَبِيِّهَا إِلَّا ظَهَرَ أَهْلُ بَاطِلِهَا عَلَى أَهْلِ حَقِّهَا. (للأوسط بضعف)

٨١٢٤ـ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''کسی قوم میں ان کے نبی کے بعد اختلاف پیدا ہو جائے تو جو ان میں سے باطل پر ہوتے ہیں وہ اہل حق پر غالب آ جاتے ہیں۔'' (الاوسط بضعیف)

٨١٢٥ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: إِنَّ عِيْسَى عليه السلام قَالَ: إِنَّمَا الأُمُوْرُ ثَلاَثَةٌ: أَمْرٌ تَبَيَّنَ لَكَ رُشْدُهُ فَاتَّبِعْهُ، وَأَمْرٌ تَبَيَّنَ لَكَ غَيُّهُ فَاجْتَنِبْهُ، وَأَمْرٌ اُخْتُلِفَ فِيْهِ فَرَدَّهُ إِلَى عَالِمِهِ. (للكبير)

٨١٢٥ـ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: دین کے کام تین قسم کے ہیں۔ ایک واضح کام جو تجھے معلوم ہے کہ وہ ہدایت ہے۔ اس کی تو پیروی کر اور دوسرا وہ کام جس کی گمراہی تجھے معلوم ہے تو اس سے اجتناب کر اور تیسرا وہ کام جس میں اختلاف ہے اس کو عالم کے پاس لوٹا دے۔'' (الکبیر)

شرح:...... بغیر دلیل اور حق کے خلاف یا درست موقف نہ ہو تب بھی یا دوسرے کو دبانے کے لیے اور حق مارنے کے لیے جھگڑنا یہ اس حدیث کی زد میں آتا ہے کہ ایسا آدمی مبغوض ہے اگر یہ جھگڑنا اپنا حق لینے یا غلبہ دین کے لیے ہو یا دشمنان اسلام کے شبہات دور کرنے ان کے گمراہ کن پراپیگنڈے کے خلاف ہو اور ان پر شرعی دلائل ثابت کیے جائیں تو یہ جھگڑنا جائز ہے اور بلکہ ضروری ہے۔ (تفہیم الاسلام: ٢/ ٩٣٥)

(٨١٢٢) رزين.

(٨١٢٣) موصلي وفيه، محمد بن عثمان عن سليمان بن داود لم ارمن ذكرهما.

(٨١٢٤) طبراني اوسط، وفيه، موسىٰ بن عبيدة وهو ضعيف، هيثمى: ٧١١.

(٨١٢٥) طبراني كبير ورجاله موثقون، هيثمى: ٧١٢.

اَلْاَسْمَآءُ وَالْكُنٰى

نام اور کنیت

٨١٢٦ــــ عَـنْ أَبِـيْ الـدَّرْدَاءِ قَـالَ رَسُوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ: ((إِنَّـكُـمْ تُـدْعَـوْنَ يَوْمَ الْقِيَـامَةِ بِـأَسْـمَـائِـكُـمْ وَأَسْـمَـاءِ آبَائِكُمْ فَأَحْسِنُوْا أَسْمَاءَ كُمْ)). (رواه أبوداود: ٤٩٤٨)

۸۱۲۶۔ ''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن تمہیں تمہارے نام اور تمہارے باپ دادا کے نام سے بلایا جائے گا۔ پس تم اپنے نام اچھے اچھے رکھا کرو۔''(ابوداؤد)

٨١٢٧ــــ عَـنْ أَبِيْ وَهْبِ الْجُشَمِيِّ وَكَانَتْ لَـهُ صُـحْبَةٌ قَـالَ قَـالَ رَسُوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ: ((تَسَـمَّـوْا بِـأَسْمَاءِ الأَنْبِيَاءِ أَحَبُّ الأَسْمَاءِ إِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَأَصْدَقُهَا حَـارِثٌ وَهَـمَّـامٌ وَأَقْبَـحُـهَـا حَرْبٌ وَمُرَّةٌ. (رواه أبوداود: ٤٩٥٠)

۸۱۲۷۔ صحابی رسول سیدنا ابو وہب الجشمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انبیاء کے ناموں پر نام رکھو اور سب سے زیادہ پسندیدہ نام اللہ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ اور سچے نام ہیں حارث، ہمام، اور ناپسندیدہ نام ہیں حرب اور مُرہ۔''(ابوداؤد)

٨١٢٨ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تُسَمَّى مَلِكَ الأَمْلاكِ)). زَادَ ابْنُ أَبِي فِي رِوَايَتِهِ لاَمَالِكَ إِلَّاالـلّٰـهُ عَزَّوَجَلَّ قَالَ الأَشْعَثِيُّ قَالَ سُفْيَانُ مِثْلُ شَاهَان شَاهُ. (رواه مسلم: ٢١٤٣)

۸۱۲۸۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ناپسندیدہ نام اللہ کے نزدیک اس شخص کا نام ہے جس کا نام رکھا گیا بادشاہوں کا بادشاہ۔ اللہ کے سوا ایسا بادشاہ کوئی نہیں ہے۔'' سفیان رحمہ اللہ نے کہا: جیسا نام ہے شہنشاہ۔''

٨١٢٩ــــ عَـنْ جَـابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَـنْهَـى عَـنْ أَنْ يُسَمَّى بِيَعْلَى وَبِبَرَكَةَ وَبِأَفْلَحَ وَبِيَسَارَوَبِنَافِعٍ وَبِنَحْوِذٰلِكَ ثُـمَّ رَأَيْتُـهُ سَكَتَ بَعْدُ عَنْهَا فَلَمْ يَقُوْلُ شَيْئًا ثُـمَّ قَبَـضَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ وَلَـمْ يَـنْهَ عَنْ

۸۱۲۹۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نام رکھنے سے منع فرما دیں: یعلیٰ، برکت، افلح، یسار، نافع اور ان جیسے نام، پھر میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ممانعت بیان کرنے سے خاموش ہو گئے اور کچھ نہ فرمایا: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال

(٨١٢٦) ابو داود: ٤٩٤٨ـ ضعيف، البانی: ١٠٥٣ـ دارمی: ٢٦٩٤ـ احمد: ٢١١٨٥.
(٨١٢٧) ابو داود: ٤٩٥٠.
(٨١٢٨) مسلم: ٢١٤٣.
(٨١٢٩) مسلم: ٢١٣٨.

ذٰلِكَ . (رواه مسلم: ٢١٣٨)

ہو گیا اور ان ناموں سے منع نہیں کیا۔'' (مسلم)

٨١٣٠ـ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ أَرْبَعٌ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ ولَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ وَلَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا وَلَا رَبَاحًا وَلَا نَجِيْحًا وَلَا أَفْلَحَ فَإِنَّكَ تَقُوْلُ أَثَمَّ هُوَ فَلَا يَكُوْنُ فَيَقُوْلُ لَا إِنَّمَا هُنَّ أَرْبَعٌ فَلَا تَزِيْدَنَّ عَلَيَّ . (رواه مسلم: ٢١٣٧)

٨١٣٠۔ ''سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے زیادہ پسندیدہ کلمات اللہ کے نزدیک چار ہیں: سبحان اللّٰه: اللہ پاک ہے، الحمد للّٰه: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ: نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور اللّٰہ اکبر: اللہ سب سے بڑا ہے۔ جس سے چاہو شروع کرو کوئی حرج نہیں اور اپنے غلام کا نام یسار رکھو نہ رباح اور نجیح رکھو نہ اَفْلَح۔ جب تم کہو گے: کیا وہ یہاں ہے تو کہنے والا کہے گا نہیں۔ پس یہ چار نام رکھنے منع ہیں۔ لہٰذا تم اس سے زائد میرے ذمہ نہ لگانا۔''

شرح:...... ان احادیث میں بیان ہوا ہے کہ شہنشاہ بدترین نام ہے۔ اس میں رب تعالیٰ کی کبریائی کا مقابلہ ہے۔ اور ان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اپنے اور اپنی اولاد کے نام اچھے رکھے جائیں اور اپنے قریبی رشتہ داروں، خادموں اور نوکروں کے بھی نام اچھے رکھے جائیں۔ (عون المعبود: ۴/۴۴۲)

٨١٣١ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ ضَرَبَ ابْنًا لَهُ تُكَنَّى أَبَا عِيْسَى وَإِنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ تُكَنَّى بِأَبِي عِيْسَى فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَمَا يَكْفِيْكَ أَنْ تُكَنَّى بِأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَنَّانِي فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ وَإِنَّا فِي جَلْجَتِنَا فَلَمْ يَزَلْ يُكَنَّى بِأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ حَتَّى هَلَكَ . (رواه أبوداود: ٤٩٦٣)

٨١٣١۔ ''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اسلم نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک بیٹے کو اس لیے سزا دی کہ اس نے اپنی کنیت ابوعیسیٰ رکھی تھی اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی کنیت ابوعیسیٰ رکھی تھی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تیرے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ تو اپنی کنیت ابوعبداللہ رکھ لے تو انہوں نے کہا: میری کنیت تو رسول اللہ ﷺ نے ابوعیسیٰ رکھی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے تو اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف ہیں اور ان کے بعد ہماری حقیقت ہی کیا ہے؟ ہم تو پانی کے بلبلے ہیں۔ پس اس کی کنیت ابوعبداللہ ہی کہتے رہے یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔'' (ابوداؤد)

(٨١٣٠) مسلم: ٢١٣٧.

(٨١٣١) ابو داود: ٤٩٦٣۔ حسن صحیح، البانی: ٤١٥٢.

شرح:...... ابوعیسیٰ کنیت رکھنے سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ شاید عیسیٰ علیہ السلام کا باپ تھا، اس لیے یہ کنیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے بڑی مشکل پیدا کر رہی تھی۔ بہرصورت یہ کنیت رکھنا جائز ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۴۶)

٨١٣٢ــ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِلَقْحَةٍ تُحْلَبُ مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهِ؟ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اسْمُكَ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ مُرَّةُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهِ؟ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اسْمُكَ فَقَالَ حَرْبٌ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهِ؟ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اسْمُكَ فَقَالَ يَعِيْشُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ احْلُبْ.
(رواه مالك: ١٨١٩)

۸۱۳۲۔ ''یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک اونٹنی کے متعلق فرمایا جسے دوہا جا رہا تھا: اسے کون دوہے گا؟ ایک مرد اُٹھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: مرہ (کڑوا) آپ ﷺ نے فرمایا: تو بیٹھ جا، پھر فرمایا: اس کو کون دوھتا ہے؟ ایک مرد اُٹھا، آپ نے فرمایا: تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: حرب (لڑائی)۔ آپ ﷺ نے اس کو بھی فرمایا: بیٹھ جا، پھر فرمایا: اس کو کون دوھے گا؟ ایک مرد اُٹھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: یَعِیْش (وہ عیش کرتا ہے) فرمایا: تو اس کو دودھ دے۔''

٨١٣٣ــ عَنْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَجُلٍ مَا اسْمُكَ فَقَالَ جَمْرَةُ فَقَالَ ابْنُ مَنْ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ مِمَّنْ قَالَ مِنَ الْحُرَقَةِ قَالَ أَيْنَ مَسْكَنُكَ قَالَ بِحَرَّةِ النَّارِ قَالَ بِأَيِّهَا قَالَ بِذَاتِ لَظًى قَالَ عُمَرُ أَدْرِكْ أَهْلَكَ فَقَدِ احْتَرَقُوْا قَالَ فَكَانَ كَمَا قَالَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه. (رواه مالك: ١٨٢٠)

۸۱۳۳۔ ''یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے پوچھا: تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: جمرہ (چنگاری) کہا: کس کا بیٹا ہے؟ کہا: شہاب (شعلہ) کا کہا: کس خاندان سے ہے؟ اس نے کہا: حرقہ (جلا ہوا) سے۔ کہا: سکونت کہاں ہے؟ اس نے کہا: بحرۃ النار (آگ کے سمندر میں) کہا: کس جانب؟ اس نے کہا: جھلسنے والی وادی میں۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو اپنے اہل کی خبر گیری کر وہ تو جل چکے ہیں۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا جیسا عمر رضی اللہ عنہ کہا تھا'' (یہ دو موطا امام مالک کی روایات ہیں)

٨١٣٤ــ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَادَى رَجُلٌ رَجُلاً

۸۱۳۴۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ

(٨١٣٢) مؤطا: ١٨١٩. (٨١٣٣) مؤطا: ١٨٢٠.
(٨١٣٤) مسلم: ٢١٣١- بخاری: ٢١٢١- ترمذی: ٢٨٤١- ابن ماجه: ٣٧٣٧- احمد: ١٢٣٢٠.

بِـالْبَـقِيْـعِ يَاأَبَا الْقَاسِمِ! فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَـقَـالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنِّي لَمْ أَعْـنِكَ إِنَّـمَـا دَعَوْتُ فُلاَنًـا فَقَـالَ رَسُوْلُ الـلّٰهِ ﷺ ((تَسَـمَّـوْا بِـاسْـمِـي وَلاَ تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِيْ)). (رواه مسلم: ٢١٣١)

البقیع قبرستان میں جا رہے تھے تو آپ ﷺ نے ایک کہنے والے کو سنا کہ اس نے کہا: اے ابوالقاسم! آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اس کی طرف پھیرا تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ کو نہیں بلایا۔ میں نے فلاں کو بلایا ہے پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔'' (الشیخان، الترمذی)

٨١٣٥ــ عَـنْ جَـابِـرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰـهِ رضی اللہ عنہما وُلِـدَلِـرَجُلٍ مِنَّا غُلاَمٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالُوْا لاَ نُـكَـنِّيْكَ بِـأَبِي الْقَاسِمِ وَلاَ نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَـذَكَـرَذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((سَمِّ ابْـنَكَ عَبْـدَ الـرَّحْمٰنِ)). (رواه البخاري: ٦١٨٩)

٨١٣٥۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم میں سے ایک مرد کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور اس نے اس کا نام قاسم رکھا۔ ہم نے کہا: ہم تیری کنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے اور ہم تیری آنکھوں کو ٹھنڈا نہیں کریں گے۔ تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''تو اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ دے۔'' (بخاری)

٨١٣٦ــ وَفِـي رِوَايَةٍ: قَـالَـتِ الأَنْصَارُلاَ نَـكْـنِيْكَ أَبَـا الْقَاسِمِ وَلاَ نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَحْسَـنَتِ الأَنْصَارُسَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلاَ تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ)). (رواه البخاري: ٣١١٥)

٨١٣٦۔ ''ایک روایت میں ہے کہ انصار نے کہا: ہم تیری کنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے اور تجھے خوش نہیں کریں گے پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا: انصار نے اچھا کہا تم میرا نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔''

٨١٣٧ــ عَـنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَـجْـمَـعَ أَحَـدٌ بَيْنَ اسْمِهِ وَكُنْيَتِهِ وَيُسَمِّي مُحَمَّدًا أَبَا الْقَاسِمِ. (رواه الترمذي: ٢٨٤١)

٨١٣٧۔ ''سیدنا ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی آپ ﷺ کا نام اور آپ کی کنیت جمع کر دے، یعنی وہ اپنا نام محمد ابوالقاسم رکھے۔''

٨١٣٨ــ عَـنْ أَبِـي رَافِعٍ، رَفَعَهُ: إِذَا سَمَّيْتُمْ

٨١٣٨۔ ''سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں: ''تم

(٨١٣٥) بخاری: ٦١٨٩۔ مسلم: ٢١٣٣۔ احمد: ١٤٥٤٦.

(٨١٣٦) بخاری: ٣١١٥۔ مسلم: ٢١٣٣۔ احمد: ١٤٥٤٦.

(٨١٣٧) ترمذی: ٢٨٤١۔ حسن، صحيح، البانی: ٢٢٧٧۔ بخاری: ١١٠۔ مسلم: ٢١٣٤۔ ابو داود: ٤٩٦٥۔ ابن ماجه: ٨١٣٧۔ احمد: ٧٣٣٠۔ دارمی: ٢٦٩٣.

(٨١٣٨) بزار: ٩٨٨۔ عن شيخه غسان بن عبيد وثقه ابن حبان وغيره وفيه، ضعف، هيثمی: ١٢٨٤٠.

مُـحَـمَّدًا فَلاَ تَضْرِبُوْهُ وَلاَ تَحْرِمُوْهُ. (رواه البزار: ١٩٨٨، بلين)

جس کا نام محمد رکھو تو اس کو محروم بھی نہ رکھو اور اس کو زدوکوب بھی نہ کرو۔'' (البزار سند نرم)

٨١٣٩۔ عَنْ أَنَسٍ، رَفَعَهُ: تُسَمُّوْنَهُمْ مُحَمَّدًا ثُمَّ تَلْعَنُوْنَهُمْ. (للموصلي: ٣٣٨٦، والبزاربلين)

۸۱۳۹۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''تم محمد نام بھی رکھتے ہو پھر اس پر لعنت بھی کرتے ہو۔'' (البزار سند نرم)

٨١٤٠۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ نَـظَرَ عُمَرُ إِلَى أَبِي عَبْدِ الْحَمِيْدِ أَوِابْنِ عَبْدِ الْحَمِيْدِ شَكَّ أَبُوْ عَوَانَةَ وَكَانَ اسْمُهُ مُحَمَّدًا وَرَجُـلٌ يَـقُـوْلُ لَهُ يَا مُحَمَّدُ! فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ وَفَـعَـلَ وَفَـعَلَ قَالَ وَجَعَلَ يَسُبُّهُ قَالَ فَقَالَ أَمِيْرُالْمُؤْمِنِيْنَ عِنْدَ ذٰلِكَ يَا ابْنَ زَيْدٍ ادْنُ مِنِّي قَـالَ أَلاَأَرَى مُحَمَّدًا يُسَبُّ بِكَ لاَوَاللّٰهِ! لاَ تُـدْعَـى مُـحَـمَّـدًا مَادُمْتُ حَيًّا فَسَمَّاهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى بَنِي طَلْحَةَ لِيُغَيِّرَ أَهْلُهُمْ أَسْـمَـاءَ هُـمْ وَهُـمْ يَـوْمَـئِذٍ سَبْعَةٌ وَسَيِّدُهُمْ وَأَكْبَرُهُمْ مُحَمَّدٌ قَالَ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ أَنْشُـدُكَ الـلّٰـهَ يَـا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَوَاللّٰهِ! إِنْ سَـمَّانِي مُحَمَّدًا يَعْنِي إِلاَّ مُحَمَّدٌ ﷺ فَقَالَ عُـمَـرُ قُـوْمُـوْالاَ سَبِيْلَ لِي إِلَى شَيْءٍ سَمَّاهُ مُحَمَّدٌ. (رواه أحمد: ١٧٤٣٩، والكبير)

۸۱۴۰۔ ''عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ راوی ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابوعبدالحمید یا ابن عبدالحمید کی طرف دیکھا۔ اس کا نام محمد تھا اور ایک مرد اس کو کہہ رہا تھا: اللہ تجھے ایسا ایسا کر دے۔ اے محمد! پس عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا نام عبدالرحمٰن رکھا اور بنوطلحہ کی طرف قاصد روانہ کیا۔ وہ سات بھائی تھے۔ ان میں سے بڑا محمد بن طلحہ تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے نام تبدیل کر دیئے، تو محمد نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ کو اللہ تعالیٰ یاد کراتا ہوں، اللہ کی قسم! میرا نام محمد رسول اللہ ﷺ نے محمد رکھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: چلے جاؤ جس کا نام رسول اللہ ﷺ نے رکھا اس پر میرا کوئی بس نہیں چلتا۔'' (احمد، الکبیر)

٨١٤١۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَـالَـتْ جَاءَ تِ امْـرَأَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي قَدْ وَلَدْتُ غُلاَمًا فَسَمَّيْتُهُ مُحَمَّدًا

۸۱۴۱۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا یا رسول اللہ! میرا بیٹا پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام محمد رکھا اور اس کی کنیت ابوالقاسم رکھی

(٨١٣٩) موصلي: ٣٣٨٦۔ بزار، ابو يعلى، والبزار، وفيه، الحكم بن عطية وثقه احمد وضعفه غيره وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمي: ١٢٨٣٩.

(٨١٤٠) احمد: ١٧٤٣٩۔ طبراني كبير واللفظ له ورجال احمد رجال الصحيح، هيثمي: ١٢٨٤١.

(٨١٤١) ابو داود: ٤٩٦٨۔ ضعيف، البانى: ١٠٥٧.

وَكَـنَّيْتُهُ أَبَا الْقَاسِمِ فَذُكِرَلِي أَنَّكَ تَكْرَهُ ذٰلِكَ فَـقَـالَ مَـا الَّذِي أَحَلَّ اسْمِي وَحَرَّمَ كُنْيَتِي أَوْمَـا الَّـذِي حَـرَّمَ كُـنْيَـتِـي وَأَحَلَّ اسْمِيْ. (رواه أبوداود: ٤٩٦٨)

ہے اور میرے سامنے بیان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ ایسا کرنے کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کس نے میرا نام جائز کیا اور میری کنیت حرام کی؟ اور کون ہے جس نے میری کنیت حرام کی اور میرا نام حلال کیا؟''

٨١٤٢۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَـالَ قَالَ عَلِيٌّ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ وُلِدَ لِـي مِـنْ بَعْدِكَ وَلَدٌ أُسَمِّيْهِ بِاسْمِكَ وَأُكَنِّيْهِ بِـكُـنْيَتِكَ؟ قَـالَ: نَـعَـمْ. (رواه أبـوداود: ٤٩٦٧)

٨١٤٢۔ ''محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ اپنے والد ماجد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ فرمائیے اگر آپ ﷺ کے بعد میرا کوئی بیٹا پیدا ہو تو کیا میں اس کا نام آپ کے نام پر اور اس کی کنیت آپ کی کنیت پر رکھ دوں؟ فرمایا: ''ہاں۔''

٨١٤٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: مَنْ وُلِدَ لَهُ ثَلاثَةٌ فَلَمْ يُسَمِّ أَحَدَهُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ جَهِلَ. (للكبير: ١١٠٧٧، بضعف)

٨١٤٣۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مرفوعاً روایت کیا ہے: ''جس کے تین بیٹے پیدا ہوں اور ان میں سے کسی ایک کا نام محمد نہ رکھے تو وہ جاہل ہے۔'' (الکبیر بسند ضعیف)

شرح:...... اصل بات یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی مبارک میں اپنی کنیت اور نام کو یکجا کرنے سے منع کیا تھا۔ اس سے آپ ﷺ کو پریشانی ہوتی تھی۔

اب آپ کی وفات کے بعد آپ کا اسم گرامی رکھا جائے یا صرف کنیت رکھی جائے یا دونوں رکھ لیے جائیں۔ ہر طرح جائز ہے کیونکہ اب وجہ ختم ہو چکی ہے۔ (انجاز الحاجہ: ١٠/ ٤٣٩)

٨١٤٤۔ عَـنْ سَهْـلِ بْـنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كَانَ لِـعَـلِـيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِيْ تُرَابٍ وَإِنْ كَـانَ لَيَـفْـرَحُ بِـهِ إِذَا دُعِـيَ بِهَا جَاءَ رَسُوْلُ الـلّٰهِ ﷺ بَيْـتَ فَـاطِـمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَلَمْ يَـجِـدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ

٨١٤٤۔ ''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب سے بڑھ کر کوئی نام پسند نہ تھا۔ انہیں جب اس نام سے پکارا جائے تو وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو علی رضی اللہ عنہ کو وہاں نہ پایا۔ فرمایا: تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: میرے اور

(٨١٤٢) ابو داود: ٤٩٦٧۔ صحیح،البانی: ٤١٥٥۔ ترمذی: ٢٨٤٣.

(٨١٤٣) طبرانی کبیر: ١١٠٧٧۔ وفیه، مصعب بن سعید وهو ضعیف، هیثمی: ١٢٨٤٢.

(٨١٤٤) اخرجه، مسلم: ٢٤٠٩.

فَقَالَتْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِإِنْسَانٍ انْظُرْ أَيْنَ هُوَ فَجَاءَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ! وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ فَأَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((قُمْ أَبَا تُرَابٍ، قُمْ أَبَا تُرَابٍ!)). (رواه البخاري: ٦٢٨٠)

ان کے درمیان کچھ بات ہوئی تو انہیں مجھ پر غصہ آ گیا اور باہر نکل گئے اور میرے پاس قیلولہ بھی نہیں کیا۔ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ دیکھو وہ کہاں ہے؟ اس آدمی نے دیکھ کر بتایا کہ وہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ مسجد میں آئے تو وہ سوئے پڑے تھے اور ان کے پہلو سے چادر گری ہوئی تھی اور مٹی لگی تھی۔ پس نبی ﷺ یہ کلمات کہتے جاتے تھے: اے ابوتراب اُٹھو، اے ابوتراب! اُٹھو۔'' (الشیخان)

شرح:...... اس سے ثابت ہوا کہ ضرورت کے تحت مسجد میں قیلولہ کرنا جائز ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ابوتراب کنیت رکھنا جائز ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اگرچہ کتنے بھی بڑے اصحاب فضل ہوں بشری تقاضے کے مطابق ان کے اور ان کی بیوی کے درمیان ناچاکی ہوسکتی ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نہایت اعلیٰ اخلاق پر فائز تھے کہ اصلاح کے لیے داماد کے پیچھے چلتے ہیں اور انہیں تلاش کرلیا۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۵۸۸)

٨١٤٥ـ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَتْ: فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ فَأَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَوَضَعْتُهُ فِي حُجْرِهِ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيْهِ فَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَالَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الإِسْلَامِ. (رواه البخاري: ٣٩٠٩)

۸۱۴۵۔ ''سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں عبداللہ بن زبیر کی باری مکہ مکرمہ میں حاملہ ہوئی تھی۔ وہ کہتی ہیں: میں ہجرت کے لیے نکلی تو حمل کی مدت مکمل ہوچکی تھی۔ مدینہ آ کر میں محلّہ قبا میں ٹھہری اور قبا میں بیٹا پیدا ہوا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئی اور بچے کو آپ ﷺ کی گود مبارک میں رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے کھجوریں طلب کیں اور اپنے منہ مبارک میں چبا کر اس کے منہ میں تھوک ڈال دیا پس سب سے پہلے اس کے پیٹ میں رسول اللہ ﷺ کا تھوک مبارک ہی پہنچا ہے، پھر آپ ﷺ نے کھجور کی گھٹی دی پھر اس کے لیے دعا کی اور برکت طلب کی تو یہ پہلا بچہ ہے جو (بعد ہجرت) اسلام میں پیدا ہوا۔''

(٨١٤٥) بخاري: ٣٩٠٩ـ مسلم: ٢١٤٦ـ احمد: ٢٦٣٩.

٨١٤٦ـــ زَادَفِي رِوَايَةٍ: وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الإِسْلاَمِ فَفَرِحُوْا بِهِ فَرْحًا شَدِيْدًا لِأَنَّهُمْ قِيْلَ لَهُمْ إِنَّ الْيَهُوْدَ قَدْ سَحَرَتْكُمْ فَلاَيُوْلَدُ لَكُمْ. (رواه البخاري: ٥٤٦٩)

٨١٤٦۔ ''ایک روایت میں ہے کہ یہ اسلام میں پہلا بچہ تھا۔ اس کی پیدائش سے مسلمان بہت خوش ہوئے اس لیے کہ ان کو کہا گیا تھا کہ یہود نے تمہیں جادو کر دیا ہے، لہٰذا تمہارے ہاں اولاد نہ ہوگی۔'' (الشیخان)

٨١٤٧ـ وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ وَفِيْهِ: وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ. (رواه مسلم: ٢١٤٦)

٨١٤٧۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک اور روایت اسی کی مثل منقول ہے اور اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔''

٨١٤٨ـــ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِي غُلاَمٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيْمَ فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ دَعَالَهُ بِالْبَرَكَةِ وَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَكَانَ أَكْبَرَ وُلْدِ أَبِي مُوْسَى. (رواه البخاري: ٥٤٦٧)

٨١٤٨۔ ''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ہاں بچہ ہوا تو میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ پس آپ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، کھجور کی گھٹی دی اور برکت کی دعا دی اور مجھے دیدیا۔ وہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔'' (الشیخان)

شرح:...... سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ١ھ میں پیدا ہوئے تھے اور آپ نے انہیں گھٹی دی تھی۔ (فتح الباری: ٧/ ٢٤٨)

نبی ﷺ نے پہلے نام رکھا تھا بعد میں گھٹی دی تھی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ابراہیم نام بہت اچھا ہے۔

نیز بچہ جس دن پیدا ہو اس کا نام اس دن رکھنا بھی جائز ہے اور جس احادیث میں آتا ہے کہ نام ساتویں دن رکھا جائے۔ دونوں میں مطابقت یوں ہے کہ پہلے دن سے لے کر ساتویں دن تک نام رکھنا جائز ہے یا پھر اگر عقیقہ کرنا ہو تو پھر نام ساتویں دن تک موخر کیا جائے اور جو عقیقہ کی توفیق نہیں پاتا تو وہ تاخیر نہ کرے اسی دن نام رکھ لیے جس دن بچہ پیدا ہوا ہے۔ (فتح الباری: ٩/ ٥٨٨)

٨١٤٩ـــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كُلُّ صَوَاحِبِي لَهُنَّ كُنًى قَالَ

٨١٤٩۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری تمام سہیلیوں کی کنیت ہے۔ آپ ﷺ نے

(٨١٤٦) بخاری: ٥٤٦٩ـ مسلم: ٢١٤٦ـ احمد: ٢٦٣٩.
(٨١٤٧) مسلم: ٢١٤٦ـ بخاری: ٣٩١٠ـ ترمذی: ٣٨٢٦ـ احمد: ٢٦٣٩٨.
(٨١٤٨) بخاری: ٥٤٦٧ـ مسلم: ٢١٤٥ـ احمد: ١٩٠٧٦.
(٨١٤٩) ابو داود: ٤٩٧٠ـ صحیح‌الالبانی: ٤١٥٧ـ احمد: ٢٥٧١٠.

فَـاكْتَـنِـي بِابْنِكِ عَبْدِاللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ اخْتِهَا . (رواه أبوداود: ٤٩٧٠)

فرمایا: تو اپنے بیٹے، یعنی بھانجے ابن زبیر کے نام سے اپنی کنیت رکھ لے تو ان کی کنیت ام عبداللہ تھی۔'' (ابوداؤد)

٨١٥٠ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَنَّاهُ أَبَـا عَبْـدِ الـرَّحْمٰنِ وَلَمْ يُوْلَدْ لَهُ . (للكبير: ٨٤٠٥)

۸۱۵۰۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کی کنیت نبی ﷺ نے ابوعبدالرحمٰن رکھی ہے حالانکہ ان کے ہاں بچہ پیدا نہیں ہوا تھا۔'' (الکبیر)

٨١٥١ــ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُغَيِّرُ الاِسْمَ الْقَبِيْحَ . (رواه الترمذي: ٢٨٣٩)

۸۱۵۱۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ ناپسندیدہ نام تبدیل کر دیتے تھے۔'' (الترمذی)

٨١٥٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ زَيْنَبَ كَانَ اسْمُهَا بَـرَّةَ فَـقِيْـلَ تُـزَكِّـي نَـفْسَهَا فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْنَبَ . (رواه البخاري: ٦١٩٢)

۸۱۵۲۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ زینب بنت ابوسلمہ کا نام پہلے برہ تھا۔ پس کہا گیا کہ وہ اپنے نفس کو پاک ظاہر کرتی ہے۔ پس آپ ﷺ نے اس کا نام زینب رکھ دیا۔'' (الشیخان)

٨١٥٣ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اسْـمُهَـا بَرَّةَ فَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْمَهَا جُـوَيْرِيَةَ وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُقَالَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ . (رواه مسلم: ٢١٤٠)

۸۱۵۳۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کا نام پہلے برہ تھا پس نبی ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے جویریہ رضی اللہ عنہا رکھ دیا اور آپ ﷺ کو یہ قول ناپسند تھا کہ وہ برہ (نیکی) کے پاس سے نکل گیا ہے۔''

٨١٥٤ــ عَـنْ زَيْـنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَـانَ اسْـمِـي بَرَّةَ فَسَمَّانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْـنَـبَ قَـالَـتْ وَدَخَلَتْ عَلَيْهِ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ وَاسْمُهَا بَرَّةَ فَسَمَّاهَا زَيْنَبَ . (رواه مسلم: ٢١٤٢)

۸۱۵۴۔ ''سیدہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میرا نام برہ تھا پس نبی ﷺ نے میرا نام زینب رکھا اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ سے عقد ہوا تو اس کا نام بھی برہ تھا پس آپ ﷺ نے اس کا نام زینب رکھا۔''

٨١٥٥ــ عَـنْ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيْهِ هَانِئٍ أَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَ قَوْمِهِ سَمِعَهُمْ

۸۱۵۵۔ ''شریح بن ھانی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جب اپنی قوم کے ساتھ وفد میں مدینہ آیا تو اس کے رفقاء

(٨١٥٠) طبراني كبير: ٨٤٠٥ـ ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ١٢٨٩٦.
(٨١٥١) ترمذي: ٢٨٣٩ـ صحيح، الباني: ٢٢٧٥.
(٨١٥٢) بخاري: ٦١٩٢ـ مسلم: ٢١٤١ـ ابن ماجه: ٣٧٣٢ـ احمد: ٩٥٩٨.
(٨١٥٣) مسلم: ٢١٤٠ـ احمد: ٢٩٩٨.
(٨١٥٤) مسلم: ٢١٤٢ـ ابو داود: ٤٩٥٣.
(٨١٥٥) ابو داود: ٤٩٥٥ـ صحيح، الباني: ٤١٤٥ـ نسائي: ٥٣٨٧.

يُكَنُّونَهُ بِأَبِي الْحَكَمِ، فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ الْحَكَمُ؟)) فَلَمْ تُكَنَّى أَبَا الْحَكَمِ فَقَالَ إِنَّ قَوْمِي إِذَا اخْتَلَفُوْافِي شَيْءٍ أَتَوْنِي فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ فَرَضِيَ كَلاَالْفَرِيْقَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَحْسَنَ هٰذَا فَمَا لَكَ مِنَ الْوَلَدِ؟)) قَالَ لِي شُرَيْحٌ وَمُسْلِمٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: ((فَمِنْ أَكْبَرُهُمْ؟)) قُلْتُ شُرَيْحٌ قَالَ: ((فَأَنْتَ أَبُوْشُرَيْحٍ)). (رواه أبوداود: ٤٩٥٥)

اس کو ابو الحکم کی کنیت کے ساتھ بلاتے تھے پس آپ ﷺ نے سنا تو آپ نے اس کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا: ''اللہ ہی حکم (فیصلہ کرنے والا) ہے، اس کی طرف سے سب فیصلے صادر ہوتے ہیں، تو نے اپنی کنیت ابو الحکم کیوں رکھی ہے؟'' اس نے کہا: میری قوم کے لوگ جب کسی بات میں اختلاف کرتے تھے تو ہر دو فریق میرے پاس آتے اور میرے فیصلے پر راضی ہو جاتے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو اچھی بات ہے اور بتا تیرا کوئی بیٹا ہے؟'' اس نے عرض کی: میرے بیٹے شریح، مسلم اور عبداللہ ہیں۔ فرمایا: ''بڑا کون ہے؟'' میں نے عرض کی شریح ہے۔ فرمایا: ''تو ابوشریح ہے۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

٨١٥٦ـ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ أَخْدَرِي أَنَّ رَجُلاً يُقَالُ لَهُ أَصْرَمُ كَانَ فِي النَّفَرِالَّذِيْنَ أَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا اسْمُكَ)). قَالَ أَنَا أَصْرَمُ قَالَ: ((بَلْ أَنْتَ زُرْعَةُ)). (رواه أبوداود: ٤٩٥٤)

٨١٥٦ـ ''سیدنا اسامہ بن اَخدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد جس کا نام اَصرَم (کاٹنے والا) تھا چند افراد میں شامل ہو کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: اَصرم! فرمایا: بلکہ تو زرعہ (بونے والا) ہے۔'' (ابوداؤد)

٨١٥٧ـ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ أَبَاهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا اسْمُكَ)) قَالَ حَزْنٌ قَالَ: ((أَنْتَ سَهْلٌ)) قَالَ لاَ أُغَيِّرُاسْمًا سَمَّانِيْهِ أَبِي. (رواه البخاري: ٦١٩٠)

٨١٥٧ـ ''سعید بن مسیّب اپنے باپ مسیّب سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میرا باپ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا پس آپ ﷺ نے پوچھا: ''تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: حزن (غم) آپ نے فرمایا: تیرا نام سہل (آسان) ہے۔ اس نے کہا: نہیں، میں وہ نام تبدیل نہیں کروں گا جو میرے باپ نے میرا نام رکھا ہے۔''

٨١٥٨ـ وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ جَدَّهُ حَزْنًا قَدِمَ

٨١٥٨ـ ''ایک روایت میں ہے کہ سعید بن مسیّب کا دادا حزن

(٨١٥٦) ابو داود: ٤٩٥٤ـ صحيح، البانى: ٤١٤٤.

(٨١٥٧) بخارى: ٦١٩٠ـ ابو داود: ٤٩٥٦ـ احمد: ٢٣١٦١.

(٨١٥٨) بخارى: ٦١٩٣ـ ابو داود: ٤٩٥٦ـ احمد: ١٣١٦١.

عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ اسْمِي حَزْنٌ قَالَ: ((بَلْ أَنْتَ سَهْلٌ)) قَالَ مَا أَنَا بِمُغَيِّرٍ اسْمًا سَمَّانِيهِ أَبِي . قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتْ فِينَا الْحُزُونَةُ بَعْدُ . (رواه البخاري: ٦١٩٣)

نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی ﷺ نے پوچھا: ''تیرا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا: حزن (غم یا سختی) آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ تیرا نام سہل (آسانی یا نرمی) ہے۔'' انہوں نے کہا: میں وہ نام تبدیل نہیں کروں گا جو میرے باپ نے میرا نام رکھا ہے۔ ابن مسیّب نے کہا: ہمارے خاندان میں ہمیشہ دلوں میں حزن (غم) رہتا ہے۔''

٨١٥٩ـ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ حَزْنٌ قَالَ: ((أَنْتَ سَهْلٌ)) . قَالَ: لاَ، السَّهْلُ يُوْطَأُ وَيُمْتَهَنُ . قَالَ سَعِيْدٌ: فَظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُصِيْبُنَا بَعْدَهُ حُزُوْنَةٌ . (رواه أبوداود: ٤٩٥٦)

٨١٥٩۔ ''سعید بن مسیّب ؒ اپنے باپ سے اور وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان سے پوچھا: ''تیرا کیا نام ہے؟'' انہوں نے کہا: حزن (سخت)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آج کے بعد تیرا نام سہل (نرمی) ہے۔ انہوں نے کہا: نہیں، سہل وہ ہوتا ہے جو پاؤں تلے روندا جاتا اور آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔ پس سعید نے کہا: میرا گمان ہے کہ اس کے بعد غم پہنچتا رہے گا۔'' (ابوداؤد)

٨١٦٠ـ وَقَالَ: غَيَّرَ النَّبِيُّ ﷺ اسم الْعَاصَ، وَعَزِيْزٍ، وَعَتَلَةَ، وَشَيْطَانَ، وَالْحَكَمِ، وَغُرَابٍ، وَحَبَّابٍ، وَشِهَابٍ، فَسَمَّاهُ هِشَاماً، وَسَمَّى حَرْبًا سَلْمًا، وَسَمَّى الْمُضْطَجِعَ الْمُنْبَعِثَ، وَأَرْضًا تَسَمَّى عَفِرَةً، سَمَّاهَا خَضِرَةً، وَشِعَبَ الضَّلاَلَةِ سَمَّاهُ شِعَبَ الْهُدٰى ، وَبَنِي الزِّنْيَةِ سَمَّاهُمْ بَنِي الرِّشْدِ، وَسَمَّى بَنِي مُغْوِيَةَ بَنِي رِشْدَةَ قَالَ أَبُوْدَاوُدُتَرَكْتُ أَسَانِيْدَهَا لِلاِ خْتِصَارِ .

٨١٦٠۔ ''امام ابوداؤد ؒ نے کہا: نبی ﷺ نے یہ نام تبدیل کر دیئے: عاص (نافرمان) عزیز (غالب) عتلہ (سختی) شیطان (شریر) حکم (فیصلے کرنے والا) غُراب (کوّا) اور آپ ﷺ نے حرب کا سلم نام رکھا اور مضطجع (لیٹا ہوا) کا منبعث (اٹھا ہوا) نام رکھا۔ جس زمین کو بانجھ کہتے تھے اس کا نام سبزا زار رکھا، اور شعب الضلالہ کا نام شعب الہدیٰ رکھا، اور بنو زِنیہ کا نام بنو رُشدہ رکھا اور بنومغویہ کا نام بنو رشدہ رکھا۔ ابوداؤد نے کہا: ان کی اسانید بوجہ اختصار میں ترک کرتا ہوں۔''

(٨١٥٩) ابو داود: ٤٩٥٦ـ صحيح، الباني: ٤١٤٦ـ بخاري: ٦١٩٠ـ احمد: ٢٣١٦١.

(٨١٦٠) ابو داود:

٨١٦١ـ عَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْهِ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لِي: ((مَا اسْمُكَ؟)) قُلْتُ: عَبْدُالْعُزّٰى. قَالَ: ((بَلْ أَنْتَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ)). (للكبير والبزار: مَا اسْمُكَ؟ قُلْتُ: عَزِيْزٌ قَالَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ)

۸۱۶۱۔ ''خیثمہ بن عبدالرحمٰن اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''تیرا کیا نام ہے؟'' میں بتایا عبدالعزیٰ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ تیرا نام عبدالرحمٰن ہے۔'' (الکبیر اور البزار کی روایت میں ہے کہ میں نے کہا: عزیز۔ فرمایا: عزیز تو اللہ ہے)

٨١٦٢ـ وَعَنْهُ، عَنْ أَبِيْهِ رَفَعَهُ: لَاتُسَمِّ ابْنَكَ الْحَبَّابَ، فَإِنَّ الْحَبَّابَ شَيْطَانٌ. وَلٰكِنْ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ. (للكبير بقصة)

۸۱۶۲۔ ''اسی (خیثمہ) سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور انہوں نے مرفوعاً حدیث بیان کی ہے فرمایا: ''اپنے بیٹے کا نام حباب نہ رکھ حباب تو شیطان ہے۔ لیکن اس کا نام عبدالرحمٰن ہونا چاہیے۔'' (المعجم الکبیر کی روایت ہے اور اس میں قصہ مذکور ہے)

٨١٦٣ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ: أَنْتِ جَمِيْلَةٌ. (رواه أبوداود: ٤٩٥٢)

۸۱۶۳۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے عاصیہ نام تبدیل کر کے جمیلہ نام رکھا۔'' (ابوداؤد)

٨١٦٤ـ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ لَقِيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ مَسْرُوْقُ بْنُ الأَجْدَعِ فَقَالَ عُمَرُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((الأَجْدَعُ شَيْطَانٌ)). (رواه أبوداود: ٤٩٥٧)

۸۱۶۴۔ ''مسروق رحمہ اللہ نے کہا: میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو انہوں نے کہا: تو کون ہے؟ میں نے کہا: میں مسروق بن اجدع ہوں، تو انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''اَجدَع شیطان کا نام ہے۔'' (ابوداؤد)

٨١٦٥ـ عَنْ سَهْلٍ قَالَ أُتِيَ بِالْمُنْذِرِبْنِ أَبِي

۸۱۶۵۔ ''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب

(٨١٦١) طبرانی کبیر، بزار، الا انه قال (ما اسمك) قلت، عزيز قال الله العزيز ورجال الطبرانی رجال الصحيح، هيثمی: ١٢٨٥٠.

(٨١٦٢) طبرانی کبیر وفيه السری بن اسماعيل وهو متروك، هيثمی: ١٢٨٥٣.

(٨١٦٣) ابو داود: ٤٩٥٢ـ صحيح، البانی: ٤١٤٢ـ مسلم: ٢١٣٩ـ ترمذی: ٢٨٣٨ـ ابن ماجه: ٣٨٣٣ـ دارمی: ٢٦٩٧ـ احمد: ٤٦٦٨.

(٨١٦٤) ابو داود: ٤٩٥٧ـ ضعيف، البانی: ١٠٥٥ـ ابن ماجه: ٣٧٣١ـ احمد: ٢١١.

(٨١٦٥) بخاری: ٦١٩ـ مسلم: ٢١٤٩.

أُسَيْدٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَأَبُوْأُسَيْدٍ جَالِسٌ فَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ بِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَمَرَأَبُوْأُسَيْدٍ بِابْنِهِ فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِيِّ ﷺ، فَاسْتَفَاقَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَيْنَ الصَّبِيُّ؟)) فَقَالَ أَبُوْأُسَيْدٍ قَلَبْنَاهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ ((مَا اسْمُهُ؟)) قَالَ فُلَانٌ قَالَ: ((وَلٰكِنِ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ)) فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ. (رواه البخاري: ٦١٩١)

منذر بن ابی اُسید پیدا ہوتو اس کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا پس آپ ﷺ نے بچے کو اپنے زانوں پر رکھا۔ ابواُسید بھی وہیں بیٹھے تھے۔ نبی ﷺ کے سامنے کوئی چیز تھی۔ آپ اس کی جانب متوجہ ہو گئے۔ ابو اُسید نے اپنے بیٹے کو نبی ﷺ کے ران سے اُٹھانے کا حکم دیا۔ جب آپ ﷺ کی توجہ اس کی طرف لوٹی تو فرمایا: ''بچہ کہاں ہے؟'' ابواُسید رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! ہم نے اُٹھا لیا ہے۔ فرمایا: اس کا کیا نام ہے؟ کہا فلاں نام ہے۔ فرمایا: ''نہیں بلکہ اس کا نام منذر ہے۔'' پس اس کا نام اسی دن منذر رکھا گیا۔'' (الشیخان)

٨١٦٦ـ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ قَالَ سَمِعَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ يَا حَرَامُ!. فَقَالَ: ((يَا حَلَالُ)). (رواه أحمد: ١٥٤٣٨)

٨١٦٦۔ ''ابو اسحاق جہینہ کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اسے یہ کہتے سنا: یا حرام! پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''یا حلال۔'' (احمد)

٨١٦٧ـ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ سَمَّاهُ حَمْزَةَ فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ سَمَّاهُ بِعَمِّهِ جَعْفَرٍ قَالَ فَدَعَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أُغَيِّرَ اسْمَ هٰذَيْنِ فَقُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَمَّاهُمَا حَسَنًا وَحُسَيْنًا. (رواه أحمد: ١٣٧٤، والموصلی والبزار والكبير)

٨١٦٧۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ جب حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے اس کا نام حمزہ رکھا اور جب حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے اس کے چچا کے نام پر جعفر نام رکھا پس نبی ﷺ نے مجھے بلا بھیجا۔ میں حاضر ہوا تو فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے ان دو بیٹوں کا نام تبدیل کر دوں۔ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے، پس آپ ﷺ نے ان کا نام حسن اور حسین رکھا۔'' (احمد، الموصلی۔ البزار اور الکبیر)

٨١٦٨ـ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ

٨١٦٨۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب حسن رضی اللہ عنہ پیدا

(٨١٦٦) احمد: ١٥٤٣٨۔ ورجاله رجال الصحيح، هيثمى: ١٢٨٦١.

(٨١٦٧) احمد: ١٣٧٤۔ موصلى، بزار، طبرانى كبير وفيه، عبدالله بن محمد بن عقيل (حديث حسن) وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ١٢٨٦٨.

(٨١٦٨) احمد: ٧٧١۔ بزار، الا انه قال سميتهم باسماء ولد هارون جبر، جبير، مخبر، طبرانى ورجال احمد والبزار رجال الصحيح غير هانئ بن هانئ وهو ثقة، هيثمى: ١٢٦٩.

سَـمَّيْتُـهُ حَرْبًا فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَرُوْنِـي ابْـنِي مَا سَمَّيْتُمُوْهُ؟)) قَالَ قُلْتُ: حَـرْباً قَـالَ: ((بَـلْ هُوَ حَسَنٌ)) فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ سَمَّيْتُهُ حَرْباً فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَـقَـالَ: ((أَرُوْنِـي ابْنِي مَا سَمَّيْتُمُوْهُ)) قَالَ قُـلْـتُ: حَرْبًا قَالَ: ((بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ)) فَلَمَّا وُلِـدَ الثَّـالِـثُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَرُوْنِي ابْنِي مَا سَمَّيْتُمُوْهُ؟)) قُلْتُ: حَـرْبـاً قَـالَ: ((بَـلْ هُـوَ مُحَسِّنٌ)) ثُمَّ قَالَ سَـمَّيْتُهُـمْ بِأَسْمَاءِ وَلَدِ هَارُوْنَ شَبَّرُ وَشَبِيْرُ وَمُشَبِّـرٌ. (رواه أحمد: ٧٧١، وَالْبَزَّارُ إِلاَّ أَنَّهُ قَالَ جِبْرو جبير و مجبر)

ہوئے تو میں نے اس کا نام حرب رکھا۔ نبی ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے کہا: حرب۔ آپ نے فرمایا: ''بلکہ اس کا نام حسن رضی اللہ عنہ ہے اور جب حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے اس کا نام حرب رکھا پس نبی ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: میرا بیٹا مجھے دکھاؤ، تم نے نام کیا رکھا ہے؟'' میں نے کہا: حرب۔ آپ نے فرمایا: ''بلکہ وہ حسین رضی اللہ عنہ ہے۔'' پھر جب تیسرا پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام حرب رکھا پس نبی ﷺ آئے اور فرمایا: میرا بیٹا مجھے دکھاؤ، تم نے کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: حرب، فرمایا: ''بلکہ وہ محسن رضی اللہ عنہ ہے۔'' پھر فرمایا: ''میں نے ان کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام پر رکھے ہیں۔'' شبر، شبیر، مبشر احمد اور البزار کی روایت اس کی مثل ہے مگر اس نے کہا: جبر، جبیر، اور مجبر)

٨١٦٩ــ وَلَـهُ وَلِـلْـكَبِيْـرِ نَحْوُهُ وَفِيْهِ: وَكُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أُكَنّى بِأَبِي حَرْبٌ. (للكبير: ٢٧٧٥)

٨١٦٩۔''البزار اور المعجم الکبیر کی ایک روایت مثل اس کے ہے اور اس میں ہے میں پسند کرتا تھا کہ میں اپنی کنیت ابوحرب رکھوں۔''

٨١٧٠ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ: كَانَ اسْمِي فِـي الْـجَـاهِـلِيَّةِ غَيْلَانٌ، فَسَمَّانِي النَّبِيّ ﷺ عَبْدَ اللّٰهِ. (للكبير بضعف)

٨١٧٠۔''سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: عہد جاہلیت میں میرا نام غیلان تھا پس نبی ﷺ نے عبداللہ رکھا۔'' (الکبیر سند ضعیف ہے)

٨١٧١ــ عَـنْ يَـزِيْدَ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيّ: كُـنْـتُ عِنْدَ النَّبِيّ ﷺ وَكَـانَ إِذَا لَمْ يَحْفَظِ اسْـمَ رَجُـلٍ قَـالَ: يَـا ابْـنَ عَبْـدِ الـلّٰـهِ. (للأوسط والصغير: ٣٦٠، بخفي)

٨١٧١۔''یزید بن جاریہ انصاری نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے پاس رہا اور آپ ﷺ کو جب کسی انسان کا نام یاد نہ ہوتا تو آپ اس کو یا ابن عبداللہ کہہ کر بلاتے تھے۔'' (الاوسط، الصغیر سند خفی ہے)

٨١٧٢ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيّ ﷺ قَالَ:

٨١٧٢۔''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے

(٨١٦٩) طبراني كبير: ٢٧٧٥۔ بزار، باسانيد رجال احدهما رجال الصحيح، هيثمى: ١٢٨٧٠.

(٨١٧٠) طبراني كبير وفيه يحيىٰ بن يعلى وهو ضعيف، هيثمى: ١٢٨٨٤.

(٨١٧١) طبراني اوسط، طبراني صغير: ٣٦٥۔ وفيه، ايوب الانماطى او ابو ايوب النصارى ولم اعرفه وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ١٢٨٩٥.

(٨١٧٢) مسلم: ٢٢٤٧۔ بخارى: ٤٨٢٦۔ ابو داود: ٤٩٧٤۔ دارمى: ٢٧٠٠۔ احمد: ٢٠٢٠٠۔ مؤطا: ١٨٤٦.

((لاتُسَمُّوْا الْعِنَبَ الْكَرْمَ فَإِنَّ الْكَرْمَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ)). (رواه مسلم: ٢٢٤٧)

ہیں آپ نے فرمایا: انگور کو کرم نہ کہو، کرم مسلمان آدمی (کا اخلاق) ہے۔

٨١٧٣ـ وَفِي رِوَايَةٍ: ((وَلٰكِنْ قُوْلُوْا حَدَائِقُ الأَعْنَابِ)). (رواه أبوداود: ٤٩٧٤)

۸۱۷۳۔ ''ایک روایت میں ہے، فرمایا: ''البتہ انگور کے باغات کہہ سکتے ہو۔''

٨١٧٤ــ وَفِي رِوَايَةٍ: إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ. (رواه البخاري: ٦١٨٣)

۸۱۷۴۔ ''اور دوسری ایک روایت میں ہے'' کرم تو مؤمن کا دل ہے۔'' (الشیخان، ابوداؤد)

٨١٧٥ــ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لاتَقُوْلُوْا الْكَرْمَ وَلٰكِنْ قُوْلُوا الْعِنَبَ وَالْحَبْلَةَ)). (رواه مسلم: ٢٢٤٨)

۸۱۷۵۔ ''امام مسلم رحمہ اللہ نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت نقل کی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انگور کو کرم نہ کہو مگر انگور کہو یا دانہ کہو۔''

شرح:...... نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو بولنے سے احتیاط کا حکم دیا ہے جو دل میں آئے نہ بولتے جاؤ۔ بلکہ کتاب وسنت کے مطابق بولیں۔ جاہلیت سے ہٹ کر بات کریں اور مروت اور ادب کے دائرے میں رہ کر بات کریں۔

اسی کی مثال دے کر آپ نے فرمایا ہے انگور کو کرم نہ کہا کرو۔ بلکہ اسے انگور ہی کہا کرو۔ وجہ یہ ہے کہ اس سے عموماً لوگ شراب تیار کرتے ہیں جو کہ حرام ہے۔ آپ کو اندیشہ تھا کہ اس کا یہ اچھا نام کہیں شراب میں رغبت کا باعث نہ بن جائے۔ اس لیے آپ نے انگور کا کرم نام رکھنے سے منع کر دیا۔

اور اسے مسلمان کی صفت قرار دیا کہ کرم مسلمان کا وصف ہے کیونکہ مسلمان خود کو شراب سے بچاتا ہے اور اپنی عزت نفس کی حفاظت کرتا ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۵۰)

یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند وہ نام ہیں۔ جن کی نسبت اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے کی حیثیت سے اللہ کی طرف ہو۔ کیونکہ اللہ کے سامنے بندہ جتنی زیادہ بندگی کا اظہار کرتا ہے اتنا ہی زیادہ رتبہ پاتا ہے۔

(فتح الباری: ۱۰/ ۵۷۰)

نام تبدیل کرنے کے بارے میں یہ ایک قاعدہ ہے کہ جب کسی آدمی کا نام رکھ دیا جائے تو پھر اس لفظ کا حقیقی اور لغوی معنی مراد نہیں لیا جاتا۔ مثلاً آدمی بری شکل والا ہے۔ اس کا نام حسن ہوسکتا ہے اور برے عمل والا ہے اس کا نام صالح ہوسکتا ہے۔

(٨١٧٣) ابو داود: ٤٩٧٤ـ صحيح، البانی: ٤١٦٠ـ بخاری: ٦١٨٢ـ مسلم: ٢٢٤٧ـ دارمی: ٢٧٠٠ـ احمد: ٩٨٠٧.

(٨١٧٤) بخاری: ٦١٨٣ـ مسلم: ٢٢٤٦ـ ابو داود: ٤٩٧٤ـ دارمی: ٢٧٠٠ـ احمد: ١٠١٠١ـ مؤطا: ١٨٤٦.

(٨١٧٥) مسلم: ٢٢٤٨ـ دارمی: ٢١١٤.

ان احادیث میں آپ ﷺ نے جتنے ناموں کو پسند یا ناپسند کیا ہے اور تبدیل کیا ہے تو ان میں اکثر پسندیدہ طور پر کیا ہے حرام کے طور پر نہیں کیا۔ تاکہ بہتری کی خبر سامنے آئے۔ کیونکہ اچھے نام سے جس کا نام رکھا گیا ہو اس پر اور سننے والے پر نیک اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ نے وہ نام جن سے اپنی پاکیزگی کا گھمنڈ پیدا ہوتا تھا اور جن ناموں میں قباحت تھی اور جن میں نحوست تھی اسے تبدیل کرنے کا حکم دیا ہے اور لازمی تبدیلی کا حکم نہیں دیا بلکہ بہتر راہ کی رہنمائی کر دی۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۵۷۷)

اَلشِّعْر
اشعار کہنے کا بیان

٨١٧٦ـــ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً)). (رواه البخاري: ٦١٤٥)

۸۱۷۶۔ ''سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعض اشعار میں حکمت ہے۔'' (البخاری)

٨١٧٧ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكَمًا)). (رواه الترمذي: ٢٨٤٥)

۸۱۷۷۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعض اشعار پر حکمت ہوتے ہیں۔'' (الترمذی)

٨١٧٨ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا يَرِيْهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا)). (رواه البخاري: ٦١٥٥)

۸۱۷۸۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ شعر گوئی سے پُر ہو جائے۔'' (الشیخان)

٨١٧٩ـــ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْعَرْجِ إِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ يَنْشُدُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذُوْا الشَّيْطَانَ أَوْ أَمْسِكُوْا الشَّيْطَانَ لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ

۸۱۷۹۔ ''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اتفاقاً ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ مقام عرج میں چل رہے تھے کہ ایک شاعر شعر کہتا ہوا آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس شیطان کو پکڑو یا فرمایا: روک دو، فرمایا: اگر تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ شعر گوئی

(٨١٧٦) بخاري: ٦١٤٥۔ ابو داود: ٥٠١٠۔ ابن ماجه: ٣٧٥٥۔ دارمي: ٢٧٠٤۔ احمد: ١٥٣٥٨.

(٨١٧٧) ترمذي: ٢٨٤٥۔ حسن، صحيح، الباني: ٢٢٨١۔ ابن ماجه: ٣٧٥٦.

(٨١٧٨) بخاري: ٦١٥٥۔ مسلم: ٢٢٥٧۔ ابو داود: ٥٠٠٩۔ ترمذي: ٢٨٥١۔ ابن ماجه: ٣٧٥٩۔ احمد: ٩٨٤١.

(٨١٧٩) مسلم: ٢٢٥٩۔ احمد: ١٠٦٧٣.

يَمْتَلِئ شِعْرًا)) . (رواه مسلم: ٢٢٥٩)

سے پُر ہو۔'' (صحیح مسلم)

٨١٨٠ـــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَوْ قَالَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا يُفَاخِرُ أَوْ يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . (رواه الترمذي: ٢٨٤٦)

٨١٨٠۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نبی کریم ﷺ حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھواتے تھے اور وہ اس پر سیدھے کھڑے ہوتے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے فخر یہ اشعار کہتے، یا آپ ﷺ کا دفاع کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''اللہ تعالیٰ حسان کی مدد روح القدس سے کرتا ہے جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتا یا فخر یہ اشعار کہتا ہے۔'' (الترمذی)

٨١٨١ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ: ((هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ شَيْءٌ؟)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ: ((هِيهْ)) فَأَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ: ((هِيهْ)) ثُمَّ أَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ: ((هِيهْ)) حَتَّى أَنْشَدْتُهُ مِائَةَ بَيْتٍ .

٨١٨١۔ ''عمرو بن شرید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کا ردیف تھا آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے امیہ بن ابی الصلت کے اشعار یاد ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: تو سنا میں نے ایک شعر پڑھا۔ فرمایا اور سنا: تو میں نے ایک اور شعر سنایا۔ فرمایا: اور لاؤ۔ تو میں نے مزید اشعار سنائے آپ ﷺ نے فرمایا: سناتا جا، تو میں نے سو اشعار سنا دیئے۔''

٨١٨٢ـــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَلَقَدْ كَادَ يُسَلِّمُ فِي شِعْرِهِ . (هُمَا لِمُسْلِمٍ: ٢٢٥٥)

٨١٨٢۔ ''ایک روایت میں ہے کہ وہ اپنے اشعار میں مسلمان ہونے کے قریب تھا۔'' (یہ دونوں روایات مسلم کی ہیں)

٨١٨٣ـــ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَالَسْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةٍ فَكَانَ أَصْحَابُهُ يَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَ وَيَتَذَاكَرُوْنَ أَشْيَاءَ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ سَاكِتٌ فَرُبَّمَا تَبَسَّمَ مَعَهُمْ . (رواه الترمذي: ٢٨٥٠)

٨١٨٣۔ ''سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایک سو سے زیادہ مرتبہ نبی ﷺ کی محفل میں بیٹھا ہوں۔ آپ ﷺ کے اصحاب اشعار بھی کہتے تھے اور جاہلیت کی چند اشیاء بھی بیان کرتے تھے اور آپ خاموش بیٹھے ہوتے اور کبھی ان کے ساتھ مسکرا دیتے تھے۔'' (ترمذی)

(٨١٨٠) ترمذی: ٢٨٤٦۔ حسن، البانی: ٢٢٨٢.

(٨١٨١) مسلم: ٢٢٥٥.

(٨١٨٢) مسلم: ٢٢٥٥۔ ابن ماجه: ٣٧٥٨۔ احمد: ١٨٩٧٠.

(٨١٨٣) ترمذی: ٢٨٥٠۔ صحیح، البانی: ٢٢٨٦۔ احمد: ٢٠٤٩٩.

٨١٨٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ عُمَرَ مَرَّ بِحَسَّانَ وَهُوَ يَنْشُدُ الشِّعْرَ فِي الْمَسْجِدِ فَلَحَظَ إِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ كُنْتُ أَنْشُدُ وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ أَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ أَجِبْ عَنِّي اللّٰهُمَّ! أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ؟ قَالَ اللّٰهُمَّ! نَعَمْ. (رواه مسلم: ٢٤٨٥)

۸۱۸۴۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حسان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرے تو وہ مسجد میں اشعار پڑھ رہے تھے۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے تیز نگاہ سے دیکھا تو حسان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو مسجد میں اس وقت بھی اشعار پڑھا کرتا تھا جب تجھ سے بہت بہتر شخصیت اس میں موجود ہوتی تھی۔ پھر حسان رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اے ابوہریرہ! تو نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری طرف سے جواب دے، اے اللہ! اس کی روح القدس کے ساتھ مدد کر؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ گواہ ہے ایسا ہی فرمایا ہے۔'' (الشیخان، ابوداود)

٨١٨٥۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ فِيْ عُمَرَةِ الْقَضَاءِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ يَمْشِي وَهُوَ يَقُوْلُ خَلُّوْا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيْلِهِ الْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلَى تَنْزِيْلِهِ ضَرْبًا يُزِيْلُ الْهَامَّ عَنْ مَقِيْلِهِ وَيُذْهِلُ الْخَلِيْلَ عَنْ خَلِيْلِهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا ابْنَ رَوَاحَةَ! بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِي حَرَمِ اللّٰهِ تَقُوْلُ الشِّعْرَ؟ فَقَالَ لَهُ :النَّبِيُّ ﷺ ((خَلِّ عَنْهُ يَا عُمَرُ! فَلَهِيَ أَسْرَعُ فِيْهِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ)). (رواه الترمذي: ٢٨٤٧)

۸۱۸۵۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ قضا کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چل رہے تھے اور کہتے جاتے تھے: اے کفار کے بیٹو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ خالی کر دو۔ آج ہم نزول قرآن کی وجہ سے تم سے لڑیں گے ایسی ضرب جس سے کھوپڑی تن سے جدا ہوگی اور ہر دوست اپنے دوست کو بھول جائے گا۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابن رواحہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور اللہ کے حرم میں اشعار پڑھ رہا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! اس کو آزاد رہنے دے۔ یہ اشعار ان (کفار) پر نیزوں کی دھار سے زیادہ مؤثر ہیں۔''

٨١٨٦۔ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ

۸۱۸۶۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک

(٨١٨٤) مسلم: ٢٤٨٥۔ بخاری: ٣٢١٢۔ نسائی: ٧١٦۔ احمد: ٢١٤٢٩.
(٨١٨٥) ترمذی: ٢٨٤٧۔ صحیح، البانی: ٢٢٨٣۔ نسائی: ٢٨٧٣.
(٨١٨٦) بخاری: ٦٢١٠۔ مسلم: ٢٣٢٣۔ احمد: ١٣٢٥٨.

فِي سَفَرٍ وَكَانَ غُلَامٌ يَحْدُوْبِهِنَّ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ! سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ)) قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ: يَعْنِي النِّسَاءَ. (رواه البخاري: ٦٢١٠)

سفر میں تھے اور ایک (سیاہ شکل) غلام حدی پڑھتا جاتا تھا پس نبی ﷺ نے فرمایا: اے نجشہ! تیری بھلائی ہو۔ آ بگینوں (عورتوں) کو آہستہ آہستہ چلا۔'' (الشیخان)

٨١٨٧ــ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ فَتَكَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ بِكَلِمَةٍ لَوْتَكَلَّمَ بِهَا بَعْضُكُمْ لَعِبْتُمُوْهَا عَلَيْهِ قَوْلُهُ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ. (رواه البخاري: ٦١٤٩)

٨١٨٧۔ ''ایک روایت میں ہے: ابو قلابہ رحمہ اللہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے وہ کلام کہا کہ اگر تم میں سے کوئی ایسا کلام کرتا تو تم اس کو کھیل قرار دیتے اور وہ قول ہے: ''آ بگینوں کو آہستہ آہستہ چلا۔''

٨١٨٨ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ وَهُوَ يَقُصُّ فِي قِصَصِهِ وَهُوَ يَذْكُرُرَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَخَالَكُمْ لاَ يَقُوْلُ الرَّفَثَ يَعْنِي بِذٰلِكَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ:

وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُوْكِتَابَهُ
إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِنَ الْفَجْرِسَاطِعُ
أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوْبُنَا
بِهِ مُوْقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ
يَبِيْتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ
إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ

(رواه البخاري: ١١٥٥)

٨١٨٨۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ اپنے بعض واقعات جو رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں ان میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا بھائی لغو بات نہیں کرتا یعنی ابن رواحہ، اور اس نے کہا ہے:

اور ہمارے درمیان اللہ کے رسول ہیں وہ اللہ کی آیات پڑھتے ہیں۔
جب صبح کی روشنی چمک اُٹھتی ہے
انہوں نے ہماری گمراہی کے بعد ہمیں ہدایت کی راہ دکھائی ہے۔
پس ہمارے دل یقین کرتے ہیں کہ جو انہوں نے فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا۔
وہ اپنے پہلوؤں کو اپنے بستر سے جدا رکھتے ہیں۔
جس وقت مشرکین پر ان کے بستر بھاری ہوتے ہیں۔'' (بخاری)

٨١٨٩ــ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ: ((اهْجُ الْمُشْرِكِيْنَ فَإِنَّ جِبْرِيْلَ مَعَكَ)). (رواه البخاري: ٤١٢٤)

٨١٨٩۔ ''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے قریظہ کے دن حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''مشرکین کی ہجو بیان کر، جبریل علیہ السلام تیرے ساتھ ہے۔''

(٨١٨٧) بخاري: ٦١٤٩۔ مسلم: ٢٣٢٣۔ احمد: ١١٦٣٠.
(٨١٨٨) بخاري: ١١٥٥۔ احمد: ١٥٣١٠.
(٨١٨٩) بخاري: ٤١٢٤۔ مسلم: ٢٤٨٦۔ احمد: ١٨٢١٤.

٨١٩٠ــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ النَّبِيَّ ﷺ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ: ((كَيْفَ بِنَسَبِي؟)) فَقَالَ حَسَّانُ لَاَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ. (رواه البخاري: ٣٥٣١)

٨١٩٠۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حسان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے مشرکین مکہ کی ہجو بیان کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے نسب کا کیا حال ہوگا؟ انہوں نے کہا: میں ایسا نکالوں اور آپ کا نسب جُدا کروں گا جیسے آٹے میں سے بال نکالا جاتا ہے۔'' (بخاری)

٨١٩١ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ حَسَّانُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ائْذَنْ لِي فِي أَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ: ((كَيْفَ بِقَرَابَتِي مِنْهُ؟)) قَالَ وَالَّذِي أَكْرَمَكَ! لَاَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْخَمِيْرِ فَقَالَ حَسَّانُ:

وَإِنَّ سَنَامَ الْمَجْدِ مِنْ آلِ هَاشِمٍ
بَنُوْ بِنْتِ مَخْزُوْمٍ وَوَالِدُكَ الْعَبْدُ

(رواه مسلم: ٢٤٨٩)

٨١٩١۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حسان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ابوسفیان بن حارث کے بارے میں مجھے اجازت دے دیں۔ فرمایا: ان سے میری قرابت کا کیا ہوگا؟ اس نے عرض کی: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو عزت بخشی ہے! میں آپ کو اس طرح نکال کر علیحدہ کروں گا جیسے خمیر سے بال نکال دیا جاتا ہے۔ پھر حسان رضی اللہ عنہ نے یوں کہا: بنو ہاشم میں سے بنت مخزوم ہی کی اولاد عظمت و شرف والی ہے، ابو سفیان تیرا باپ تو غلام تھا۔''

٨١٩٢۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اهْجُوْا قُرَيْشًا فَإِنَّهُ أَشَدُّ عَلَيْهَا مِنْ رَشْقٍ بِالنَّبْلِ)) فَأَرْسَلَ إِلَى ابْنِ رَوَاحَةَ فَقَالَ: ((اهْجُهُمْ)) فَهَجَاهُمْ فَلَمْ يُرْضِ فَأَرْسَلَ إِلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ حَسَّانُ قَدْ آنَ لَكُمْ أَنْ تُرْسِلُوْا إِلَى هٰذَا الأَسَدِ الضَّارِبِ بِذَنْبِهِ ثُمَّ أَدْلَعَ لِسَانَهُ فَجَعَلَ يُحَرِّكُهُ فَقَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لأَفْرِيَنَّهُمْ بِلِسَانِي

٨١٩٢۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریش کی ہجو بیان کرو، وہ ان پر تیر مارنے سے زیادہ مؤثر ہے۔ پس آپ ﷺ نے ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا تو وہ آئے اور انہوں نے ہجو کی جسے آپ ﷺ نے پسند نہیں کیا۔ پھر کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا اور پھر حسان بن ثابت کو پیغام ارسال فرمایا جب حسان داخل محفل ہوئے تو فرمایا: اب وقت آ گیا ہے کہ اس شیر تک پیغام پہنچاؤ جو اپنی دم (زبان) ہلاتا اور مارتا چلا آتا ہے۔

حسان رضی اللہ عنہ نے اپنی زبان کو حرکت دی اور کہا: قسم اس ذات کی

(٨١٩٠) بخاری: ٣٥٣١۔ مسلم: ٢٤٨٩۔ ابو داود: ٥٠١٥۔ ترمذی: ٢٨٤٦.

(٨١٩١) مسلم: ٢٤٨٩۔ بخاری: ٦١٥٠۔ ابو داود: ٥٠٥١۔ ترمذی: ٢٨٤٦۔ احمد: ٢٣١٦.

(٨١٩٢) مسلم: ٢٤٩٠۔ بخاری: ٦١٥٠۔ ابو داود: ٥٠١٥۔ ترمذی: ٢٨٤٦۔ احمد: ٢٣٩١٦.

فَرْيَ الأَدِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ تَعْجَلْ فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَعْلَمُ قُرَيْشٍ بِأَنْسَابِهَا وَإِنَّ لِي فِيْهِمْ نَسَبًا حَتَّى يُلَخِّصَ لَكَ نَسَبِي فَأَتَاهُ حَسَّانُ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ لَخَصَ لِي نَسَبَكَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لاَ سُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ إِنَّ رُوْحَ الْقَدَسِ لاَ يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا نَافَحْتُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفَى وَاشْتَفَى قَالَ حَسَّانُ. هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللّٰهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاءُ:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا حَنِيْفًا
رَسُوْلُ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَاءُ
فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدِهِ وَعِرْضِي
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ
ثَكِلْتُ بُنَيَّتِي إِنْ لَمْ تَرَوْهَا
تُثِيْرُ النَّقْعِ مِنْ كَنَفَي كَدَاءِ
يُبَارِيْنَ الأَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ
عَلَى أَكْتَافِهَا الأَسَلُ الظِّمَاءُ
تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ
تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ
فَإِنْ أَعْرَضْتُمُوْعَنَّا اعْتَمَرْنَا
وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاءَ

جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں ان کو اس طرح زبان کے ساتھ ماروں گا جیسا چمڑے کو مارا جاتا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جلدی نہ کر ابوبکر قریش کے نسب کے ماہر ہیں اور ان میں میرا نسب ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ تجھے میرا نسب جُدا کر کے بتائیں گے۔ حسان ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے پھر واپس آئے اور آپ ﷺ سے عرض کی: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں آپ ﷺ کو ان کے درمیان سے اس طرح نکال باہر کروں گا جیسے آٹے سے بال نکالا جاتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ حسان رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے: جبریل علیہ السلام تمہاری مدد کرتے رہے ہیں جب تک اللہ اور اس کے رسول کا دفاع کرتے رہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے: حسان نے کفار کی ہجو کر کے مسلمانوں کو شفا یعنی خوشی دی اور کفار کو بیمار کر دیا ہے۔ حسان رضی اللہ عنہ نے قریش کے شاعر ابوسفیان الهاشمی کو مخاطب کر کے کہا:

تو نے محمد ﷺ کی ہجو بیان کی اور میں نے ان کی طرف سے تجھے جواب دیتا ہوں۔

اور اللہ کے پاس سے اس کا بہتر صلہ حاصل ہوگا۔

تو نے محمد ﷺ کی ہجو کی جو بڑے نیکوکار ہیں اور دین حنیف کے مطابق تقویٰ اختیار کیے ہوئے ہیں۔

وہ اللہ کے رسول ہیں، ان کی عادت وفاداری پر استوار رہنا ہے۔

پس میرا باپ اور میرے باپ کا باپ اور میری عزت وآبرو محمد ﷺ کی عزت وآبرو کے لیے تمہارے شر سے بچاؤ کا ذریعہ ہیں۔

وَإِلَّا فَــاصْبِــرُوْا لِـضِـرَابِ يَـوْمٍ
يُــعِــزُّالـلّٰــهُ فِيْــهِ مَـنْ يَشَــاءُ
وَقَــالَ الـلّٰــهُ قَـدْ أَرْسَـلْـتُ عَبْدًا
يَـقُـوْلُ الْـحَـقَّ لَيْـــسَ بِــهِ خَفَـاءُ
وَقَــالَ الـلّٰــهُ قَـدْ يَسَّـرْتُ جُـنْـدًا
هُـمُ الأَنْـصَــارُعُــرْضَتُهَـا اللِّقَـاءُ
لَـنَــا فِــي كُـلِّ يَـوْمٍ مِـنْ مَـعَـدٍّ
سِبَـــابٌ أَوْ قِتَــالٌ أَوْ هِــجَــاءٌ
فَـمَـنْ يَهْـجُـوْ رَسُـوْلَ الـلّٰـهِ مِنْكُمْ
وَيَــمْــدَحُـــهُ وَيَــنْـصُـرُهُ سَـوَاءٌ
وَجِبْــرِيْــلُ رَسُـوْلُ الـلّٰــهِ فِيْـنَــا
وَرُوْحُ الْـقُـدْسِ لَيْـــسَ لَـــهُ كِفَـاءُ
(رواه مسلم: ٢٤٩٠)

میں اپنے آپ پر آہ و زاری کروں اگر تم نہ دیکھو اس کو کہ اگر خدائی افواج مکہ کے مقام کداء کی دو اطراف سے گرد و غبار اُڑاتی حملہ آور نہ ہوں۔

وہ عمدہ گھوڑے اپنی جھاگ بلند کر کے کھینچ رہے ہوں گے جب کہ ان کی پشت اور زین پر پیاسے شیر سوار ہوں گے۔

ہمارے گھوڑے جب پسینے سے شرابور ہوتے ہیں تو خواتین اپنی چادروں کے ساتھ ان کو صاف کرتی ہیں۔

اگر تم ہم سے دور چلے جاؤ اور منہ پھیرو گے تو ہم عمرہ کریں گے ورنہ جب فتح ہوگی تو تمام پردے ہٹ جائیں گے۔

اور تم اس دن کی مار کے لیے ٹھہر جاؤ۔ وہ ایسا دن آ رہا ہے جس میں اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا عزت دے گا۔

اللہ فرماتا ہے: میں نے اپنا بندہ مبعوث فرما دیا، اور وہ حق بیان کرتا ہے جس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔

اور اللہ فرماتا ہے: میں نے وہ فوج تیار کر دی ہے جو انصار کہلاتے ہیں اور وہ لوگ ہمیشہ دشمن سے مقابلہ کرنے کو مدنظر رکھتے ہیں۔

وہ فوج مقابلے کے ہر دن بنو معد میں سے قیدی پکڑنے قتل کرنے اور ان کی ہجو بیان کرنے میں مصروف رہتی ہے۔

پس کہاں وہ شخص جو تم میں سے رسول اللہ ﷺ کی ہجو بیان کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص جو آپ ﷺ کی مدح بیان کرتا ہے اور نصرت کرتا ہے۔ وہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

اور اللہ کا رسول جبریل امین علیہ السلام ہم میں موجود رہتا ہے اور روح القدس کی برابری کرنا تو کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔''

٨١٩٤ــ عَـنْ عَائِشَةَ قَالَ قِيْلَ لَهَا هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَـمَثَّلُ بِشَيْءٍ مِنَ الشِّعْرِ؟ قَالَتْ: كَــانَ يَتَـمَثَّــلُ بِشِـعْــرِابْنِ رَوَاحَةَ وَيَتَمَثَّلُ وَيَـقُـوْلُ: وَيَـأْتِيْكَ بِـالأَخْبَارِمَنْ لَمْ تُزَوِّدِ. (رواه الترمذی: ٢٨٤٨)

٨١٩٤۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ تمثیل کے طور پر کوئی شعر پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا: ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے اشعار پڑھتے تھے اور طرفہ کا یہ شعر بھی بطور تمثیل پڑھتے تھے: تیرے پاس خبریں وہ شخص بھی لائے گا جس کو تو نے سامان سفر دے کر نہیں بھیجا۔'' (ترمذی)

(٨١٩٤) ترمذی: ٢٨٤٨.

٨١٩٥ـ عَـنْ جُـنْدُبٍ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَـمْشِـي إِذْأَصَابَهُ حَجَرٌفَعَثَرَفَدَمِيَتْ إِصْبَعُهُ فَـقَـالَ: ((هَـلْ أَنْـتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَفِي سَبِيْـلِ الـلّٰـهِ مَا لَقِيْتِ)). (رواه البخاري: ٦١٤٦)

٨١٩٥۔ ''سیدنا جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ کہیں جا رہے تھے کہ ایک پتھر سے ٹھوکر کھا کر گر پڑے اور آپ ﷺ کی انگشت مبارک زخمی اور خون آلود ہو گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ایک انگلی ہی ہے جو خون آلود ہوئی ہے اور اللہ کی راہ میں تجھے یہ تکلیف پہنچی ہے۔'' (الشیخان)

٨١٩٦ـ عَنْ أَبِي نَوْفَلِ بْنِ أَبِي عَقْرَبٍ قَالَ سَـأَلْـتُ عَـائِشَةَ هَـلْ كَـانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَتَسَـامَـعُ عِـنْـدَهُ الشِّـعْرُ قَالَتْ كَانَ أَبْغَضَ الْحَدِيْثِ إِلَيْهِ. (رواه أحمد: ٢٤٤٩٩)

٨١٩٦۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا: کیا نبی ﷺ کی محفل میں شعر وشاعری سنی جاتی تھی؟ انہوں نے کہا: یہ چیز آپ ﷺ کو بے حد ناپسند تھی۔'' (احمد)

٨١٩٧ـ عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ: ((امْـرُؤُ الْـقَيْـسِ صَاحِبُ لِوَاءِ الشُّـعَرَاءِ إِلَى النَّارِ)). (لأحمد: ٧٠٨٧، والبزاروَفِيْهِ أَبُوْالْجُهَيْمِ شَيْخٌ هُشَيْمٍ)

٨١٩٧۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امرء القیس شعراء کا جھنڈا اُٹھا کر آگ کی طرف جائے گا۔'' (احمد، البزار، اس سند میں ابوالجہیم ہے جو بوڑھا فرتوت ہے۔''

٨١٩٨ـ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَـنْ قَرَضَ بَيْتَ شِعْرٍبَعْدَ الْعِشَاءِ الآخِـرَـةِ لَـمْ تُـقْبَلْ لَهُ صَلاةٌ تِلْكَ اللَّيْلَةِ)). (رواه أحمد: ١٦٦٨٤، والبزار والكبير بلين)

٨١٩٨۔ ''سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بعد عشاء شعر کا ایک مصرع بھی کہا اس کی اس رات کی نماز قبول نہ ہوگی۔'' (احمد، البزار، الکبیر سند کمزور ہے)

٨١٩٩ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَفَعَهُ: الشِّعْرُبِمَنْزِلَةِ الْـكَلامَ، فَـحَسَـنُهُ كَحُسْنِ الْكَلامَ، وَقَبِيْحَةٌ كَقَبِيْحِ الْكَلامَ. (للأوسط)

٨١٩٩۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''اشعار کا مقام ومرتبہ وہی ہے جو کلام کا ہے پس اچھا شعر اچھے کلام جیسا ہے اور برا شعر بری گفتگو کی مانند ہے۔'' (الاوسط)

٨٢٠٠ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

٨٢٠٠۔ ''سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

(٨١٩٥) بخاری: ٦١٤٦۔ مسلم: ١٧٩٦۔ ترمذی: ٣٣٤٥۔ احمد: ١٨٣٢٠.
(٨١٩٦) احمد: ٢٤٤٩٩۔ ورجاله رجال الصحيح، هيثمی: ١٣٢٩٧.
(٨١٩٧) احمد: ٧٠٨٧۔ بزار، وفی اسناده ابو اجهيم شيخ هشيم بن بشير، ولم اعرفه وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمی: ١٣٢٩٩.
(٨١٩٨) احمد: ١٦٦٨٤۔ بزار، طبرانی كبير وفيه قزعة بن سويد الباهلی وثقه ابن معين وضعفه غيره، وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ١٣٣١٦.
(٨١٩٩) طبرانی اوسط، وقال، لا يدوى عن النبی ﷺ الا بهذا الاسناد واسناده حسن، هيثمی: ١٣٣١٨.
(٨٢٠٠) طبرانی كبير ورجاله ثقات، الامدرك بن عمارة لم يدرك ابن رواحة، هيثمی: ١٣٣٣٤.

قَالَ لَهُ: ((كَيْفَ تَقُوْلُ الشِّعْرَ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَقُوْلَ؟)) قُلْتُ: أَأَنْظُرُ ثُمَّ أَقُوْلُ، قَالَ: ((عَلَيْكَ بِالْمُشْرِكِيْنِ)) وَلَمْ أَكُنْ أَعْدَدْتُ لِذٰلِكَ شَيْئًا فَقُلْتُ:

فَخَبِّرُوْنِي أَسْمَاءَ الْعَبَاءِ مَتَى
كُنْتُمْ مَطَارِيْقَ أَوْدَانَتْ لَكُمْ مُضَرَ

فَنَظَرْتُ الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِهِ ﷺ أَنْ جَعَلْتُ قَوْمَهُ أَسْمَاءَ الْعَبَاءِ، فَنَظَرْتُ، ثُمَّ قُلْتُ:

يَا هَاشِمُ الْخَيْرِ إِنَّ اللّٰهَ فَضَّلَكُمْ
عَلَى الْبَرِيَّةِ فَضْلًا مَا لَهُ غَيْرٌ
إِنِّي تَفَرَّسْتُ فِيْكَ الْخَيْرَ أَعْرِفُهُ
فِرَاسَةً خَالَفَتْهُمْ فِي الَّذِي نَظَرُوْا
وَلَوْ سَأَلْتُ أَوِ اسْتَنْصَرْتُ بَعْضَهُمْ
فِي جِلِّ أَمْرِكَ مَا آوَوْا وَلَا نَصَرُوا

قال: وأنت فثبتك الله يا ابن رواحة . (للكبير)

نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: تم جب شعر کہنا چاہو تو کیسے کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں غور فکر کرتا ہوں اور شعر کہنا شروع کر دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: مشرکین کے خلاف شعر کہو جبکہ میں نے ان کے متعلق کوئی تیاری نہیں کی تھی پس میں نے کہا: مجھے اس چادر کے ناموں کی خبر دو، تم کب سے پیادہ چل رہے ہو اور کیا بنو مضر تمہاری پیروی کرنے لگتے ہیں؟ آپ ﷺ کے چہرہ اقدس پر ناگواری کے آثار پیدا ہوئے اس لیے کہ میں نے آپ کی قوم کو چادر کی قیمت کے برابر قرار دیا، پھر میں نے سوچ کر کہا: اے اہل ہاشم نیکو کار لوگو! تمہیں اللہ نے فضیلت عطا کی ہے اور ساری مخلوق سے تم افضل ہو اور تمہارے سوا یہ فضیلت کسی کو حاصل نہیں ہے۔ میں نے ہر بھلائی تمہارے اندر محسوس کی اور جس نے دیکھا تمہارے سوا میں یہ بھلائی نہیں پائی۔ دوسرے لوگوں کی تو یہ حالت ہے کہ اگر ان سے مدد طلب کرو تو وہ تمہارے کام نہیں آئیں گے اور نہ وہ پناہ دیں گے نہ مدد کریں گے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ثابت قدم رکھے اور جو بھلائی تمہیں دی اس کو موسیٰ علیہ السلام کی ثابت قدمی کے مطابق ثابت رکھے، تمہاری اسی طرح مدد کرے جیسے ان کی مدد کی گئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور تجھے بھی اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے اے ابن رواحہ۔''

۸۲۰۱۔ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَنْشَدْتُهُ قَوْلَ سُوَيْدِ بْنِ عَامِرٍ الْمُصْطَلِقِ:

لَا تَأْمَنَنَّ وَإِنْ أَمْسَيْتَ فِي حَرَمٍ
إِنَّ الْمَنَايَا بِجَنْبَيْ كُلِّ إِنْسَانِ
وَاسْلُكْ طَرِيْقَكَ تَمْشِ غَيْرَ مُخْتَشِعٍ

۸۲۰۱۔ ''عمرو بن مسلم الخزاعی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا تو میں نے سوید بن عامر کا قول پڑھا: تو اپنی جان کو خطرے سے باہر نہ سمجھ، خواہ تو حرم میں رات بسر کر رہا ہو۔ کیونکہ موت ہر انسان کو چنتی ہے۔ تو اپنے راستے پر بلا خوف چلتا رہ یہاں تک کہ تجھے وہ چیز آ پہنچے جو تیرے لیے لکھی ہے لکھنے والے نے، ہر صاحب رفاقت ایک

(۸۲۰۱) طبرانی کبیر: ۱۹/ ۴۳۲۔ بزار عن یعقوب بن محمد الزهری عن شیخ مجهول هو مرد و دبلاخلاف، هیثمی: ۱۳۳۳۷.

حَتَّى تُلاَقِيَ مَا يُمْنِى لَكَ الْمَانِى
فَكُلُّ ذِى صَاحِبٍ يَوْمًا مُفَارِقُهُ
وَكُلُّ زَادٍ وَإِنْ أَبْقَيْتَهُ فَانِى
وَالْخَيْرُ وَالشَّرُّ مَقْرُوْنَانِ فِى قَرْنٍ
بِكُلِّ ذٰلِكَ يَأْتِيْكَ الْجَدِيْدَانِ
فَقَالَ ﷺ: ((لَوْ أَدْرَكَنِى هَذَا لَأَسْلَمَ)).
(للكبير: ١٩/ ٤٣٢، والبزار)

نہ ایک دن اپنے رفیق سے جُدا ہوگا، اور ہر سامانِ سفر خواہ تو بچا کر رکھے آخر کار ختم ہوگا۔ ہر زمانے میں خیر اور شر ساتھ ساتھ رہتی ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک تیرے پاس نئی شکل میں آتی رہے گی۔
نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ شاعر اگر میرے زمانے کو پہنچتا تو میرے اوپر ایمان لے آتا۔'' (الکبیر، البزار)

٨٢٠٢ــ عَنِ النَّابِغَةِ أَتَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ: فَأَنْشَدْتُهُ مِنْ قَوْلِى:
عَلَوْنَا الْعِبَادَ عِفَّةً وَتَكَرُّمًا
وَإِنَّا لَنَرْجُوْفَوْقَ ذٰلِكَ مُظْهِرًا
فَقَالَ: ((أَيْنَ الْمُظْهِرُيَا أَبَا لَيْلَى؟)) قُلْتُ: الْجَنَّةُ. قَالَ: ((أَجَلْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)). ثُمَّ قَالَ: ((أَنْشِدْنِى)) فَأَنْشَدْتُهُ مِنْ قَوْلِى:
وَلاَخَيْرَفِي حِلْمٍ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ
بَوَادِرُ تَحْمِى صَفْوَهُ أَنْ يَكْدِرَا
وَلاَخَيْرَفِى جَهْلٍ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ
حَلِيْمٌ إِذَا مَاأَوْرَدَ الاَمْرُأَصْدَرَا
قَالَ: ((أَحْسَنْتَ لاَ يَفْضُضُ اللّٰهُ فَاكَ)).
(رواه البزار: ٢١٠٤، بضعف)

٨٢٠٢۔ ''نابغہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں اپنا شعر پڑھا:
ہم بندوں پر کردار کی پختگی اور شرافت کی وجہ سے فوقیت لے گئے ہیں اور ہم اس سے اوپر ظاہر ہونے والے مراتب کے امیدوار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اوپر ظاہر ہونے والی کیا چیز ہے، اے ابن ابی لیلیٰ؟'' میں نے عرض کی: وہ جنت ہے۔ فرمایا: ہاں، ان شاء اللہ۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''چند اشعار مزید سناؤ۔'' تو میں نے اپنے یہ اشعار سنائے۔
اس بردباری میں کوئی بھلائی نہیں جس کو خالص رکھنے اور میل کچیل سے صاف رکھنے کا سامان نہ کیا جائے۔ اس جہالت میں کوئی بھلائی نہیں جس کو بردباری کا سہارا حاصل نہ ہو کہ جب کوئی واردات وارد ہو تو اس کو عمل کے ساتھ نافذ کیا جائے۔
فرمایا: تو نے اچھے اشعار کہے ہیں، اللہ تعالیٰ تیرا چہرہ سلامت رکھے۔'' (البزار سند ضعیف)

٨٢٠٣ــ وَعَنِ الْعَجَاجِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ مَاتَقُوْلُ: فِى هٰذَا!

٨٢٠٣۔ ''عجاج نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ ان شعروں کے متعلق کیا کہیں گے؟

(٨٢٠٢) بزار: ٢١٠٤۔ وفيه يعلى بن الاشدق وهو ضعيف، هيثمى: ١٣٣٣٨.
(٨٢٠٣) بزار: ٢١١١۔ طبرانى، عن شيخه رفيع بن سلمة ولم اعرفهم وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ١٣٣٤٤.

طَــافَ الْـخَيَــالاَنِ فَهَــاجَـا سَقْمًـا — دو خیالات آئے اور انہوں نے بیماری میں ہیجان پیدا کر دیا۔

خِيَــالُ سَــلْـمَــى وَخِيَــالٌ تَكْتُمَـا — ایک سلمٰی کا خیال اور ایک خیال حیران ہونے کا اور چھپنے کا

قَــامَــتْ تُـرِيْكَ رَهْبَةً أَنْ تَصـرَّمَـا — ہے۔ وہ تجھے کھڑے ہوکر خوف کھاتے دیکھتی رہی کہ پنڈلیاں

سَــاقًــا بِـخـنـدلـة وكعبـا أدرمـا — اکڑ جائیں گی اور ٹخنے ٹوٹ جائیں گے۔ پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

فَـقَـالَ أَبُــوْ هُرَيْرَةَ: كُنَّا نَنْشُدُهٰذَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَلاَ يَـعِيْبُــهُ. (رواه البزار: ٢١١١، وَفِيْهِ رَفَعَ بْنُ سَلَمَةَ) — کہا: ہم ایسے اشعار نبی کریم ﷺ کے عہد میں پڑھتے تھے تو آپ ﷺ اس کو عیب نہیں قرار دیتے تھے۔''

شرح :...... ارشاد ربانی ہے:

﴿وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ٥ اَلَمْ تَرَى اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَهِيْمُوْنَ٥ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ٥﴾ (الشعراء: ٢٢٤ - ٢٢٦)

''اور شعراء جو ہیں گمراہ ان کی پیروی کرتے ہیں۔ کیا تو نے دیکھا نہیں وہ ہر وادی میں حیران پھرتے ہیں اور بے شک وہ جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔''

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ٥﴾ (الشعراء: ٢٢٧)

''مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور اللہ کو زیادہ یاد کیا اور مظلوم ہونے کے بعد انتقام لیا۔ عن قریب جان لیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا وہ کون سی پلٹنے کی جگہ پر پلٹتے ہیں۔''

جب شعراء کی مذمت میں آیت اتری تو سیدنا عبداللہ بن رواحہ، سیدنا حسان بن ثابت اور سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہم روتے ہوئے آئے اور کہا: اللہ کے رسول! یہ آیت اتری ہے اور ہم شاعر ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے بعد والی آیت میں مستثنیٰ کیا گیا ہے وہ تم ہو۔

شعر موزون اور قافیہ بندی کو مدنظر رکھ کر جو کلام بنایا جائے اس کو کہتے ہیں۔ جب قرآن پاک نے موزون اور مقفیٰ (قافیہ بندی والی) آیات بیان کیں تو بعض کفار نے آپ کو شاعر اور قرآن پاک کو شاعرانہ کلام قرار دیا۔ حالانکہ یہ آیات موزوں اور مقفیٰ بغیر تکلف ہیں۔ جبکہ شعر میں قصداً ان دونوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی لیے قرآن پاک نے کہا:

﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهٗ﴾ (یٰس: ٦٩)

''اور ہم نے آپ کو شعر نہیں سکھائے نہ یہ آپ کے لائق ہیں۔''

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مسجد میں اشعار پڑھنا جائز ہیں۔ مگر ایسے اشعار نہ ہوں جو توحید کے خلاف ہوں اور برے اشعار نہ ہوں اور نمازیوں میں دخل انداز نہ ہوں۔

جن احادیث میں اشعار کی ممانعت آئی ہے اور جن میں اجازت آئی ہے ہماری اوپر والی وضاحت سے ان میں مطابقت ہو جاتی ہے۔

اور جو نبی کریم ﷺ کے متعلق بیان ہوا ہے کہ ہم نے اشعار نہیں سکھائے۔ یہ درست ہے۔ آپ نے کبھی شعر نہیں بنایا، بنانا تو دور کی بات ہے، آپ ﷺ نے کسی دوسرے کا مکمل شعر دہرایا بھی نہیں، صرف ایک مصرع دہرایا ہے۔

اور اگر کوئی موزون اور نظم میں جملہ آ بھی گیا تو وہ غیر ارادی طور پر آیا ہے۔ قصداً انہیں آیا اور غیر ارادی طور پر کلام منظوم ہو جائے تو یہ شعر نہیں ہوتا۔

اور یا پھر آپ ﷺ نے عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کے اشعار دہرائے تھے کہ اللہ تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے الخ۔ یہ بطور دعا آپ نے دہرائے تھے ان سے یہ بھی ثابت ہوا جب خواتین کے فتنہ کے مبتلاء ہونے کا اندیشہ ہو اس وقت اچھے اشعار ہوں یا گندے ان سے پرہیز کیا جائے۔

اور اشعار کے ذریعے مخالفین اسلام کی توہین کرنا اسی طرح جائز ہے جس طرح تلوار اور تیر سے ان کے جسموں کو چھلنی کرنا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۵۳۸ تا ۵۴۶)

كِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ (بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)
نیکی، صلہ رحمی اور والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کا بیان

٨٢٠٤ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صِحَابَتِي؟ قَالَ: ((أُمُّكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أُمُّكَ؟)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أُمُّكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَبُوْكَ)). (رواه البخاري: ٥٩٧١)

۸۲۰۴۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری اچھی رفاقت اور میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تیری ماں۔'' اس نے کہا: پھر کون؟ فرمایا: ''تیری ماں۔'' اس نے کہا: پھر کون ہے؟ فرمایا: ''تیری ماں۔'' اس نے کہا: پھر کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تیرا باپ۔''

٨٢٠٥ـ عَنْ بَهْزِبْنِ حَكِيْمٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّيْ قَالَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ أَبَرُّ؟ قَالَ: ((أُمَّكَ)) قَالَ قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ:

۸۲۰۵۔ ''بہز بن حکیم کہتے ہیں: مجھ سے میرے باپ نے اور انہوں نے میرے دادا سے بیان کیا ہے: انہوں نے کہا: میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں کس کے ساتھ

(٨٢٠٤) بخاری: ٥٩٧١ـ ترمذی: ٥٩٧١ـ مسلم: ٢٥٤٨ـ ابن ماجه: ٢٧٣٨ـ احمد: ٨٨٣٨.

(٨٢٠٥) ترمذی: ١٨٩٧ـ حسن، البانی: ١٥٤٦ـ ابو داود: ٥١٣٩ـ احمد: ١٩٥٢٤.

((أُمَّكَ)) قَالَ قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أُمَّكُ)) قَالَ قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَبَاكَ، ثُمَّ الأَقْرَبَ فَالأَقْرَبَ)). (رواه الترمذي: ١٨٩٧)

(زیادہ) نیک سلوک کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی ماں کے ساتھ'' میں نے پھر عرض کی: پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: ''اپنی ماں کے ساتھ'' میں نے پھر پوچھا: پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: ''اپنی ماں کے ساتھ'' میں نے عرض کی: پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: ''پھر اپنے باپ کے ساتھ'' پھر جو تیرا قریبی ہو پھر اس کے بعد جو قریبی ہو۔'' (الشیخان)

٨٢٠٦ــ عَنْ كُلَيْبِ بْنِ مَنْفَعَةَ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ أَبَرُّ قَالَ: ((أُمَّكَ وَأَبَاكَ وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ وَمَوْلاكَ الَّذِي يَلِي ذَاكَ حَقٌّ وَاجِبٌ وَرَحِمٌ مَوْصُوْلَةٌ. (رواه أبوداود: ٥١٤٠)

٨٢٠٦۔ ''کلیب بن منفعہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں کس سے حسنِ سلوک کروں؟ فرمایا: ''اپنے ماں کے ساتھ، اپنے باپ کے ساتھ، اپنی بہن کے ساتھ، اپنے بھائی کے ساتھ، اپنے مولیٰ کے ساتھ جو ان سے ملتے ہوں یہ واجب حق ہے اور صلہ رحمی ہے۔''

٨٢٠٧ــ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي مَالاً وَوَلَدًا وَإِنَّ وَالِدِي يَحْتَاجُ مَالِي قَالَ: ((أَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ إِنَّ أَوْلادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوْا مِنْ كَسْبِ أَوْلادِكُمْ)). (رواه أبوداود: ٣٥٣٠)

٨٢٠٧۔ ''سیدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مرد آیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! میرا مال ہے اور میری اولاد ہے اور میرا باپ میرے مال کا محتاج ہے؟ فرمایا: ''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے اور تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ کمائی میں سے ہے پس تم اپنی اولاد کی کمائی اور ان کے کسب سے کھایا کرو۔''

٨٢٠٨ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَغِمَ أَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ)) ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ. (رواه مسلم: ٢٥٥١)

٨٢٠٨۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو۔ عرض کی گئی: کس کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا یا ان میں سے ایک کو بوڑھا پایا پھر وہ جنت میں داخل نہ ہوا۔'' (مسلم)

(٨٢٠٦) ابو داود: ٥١٤٠۔ ضعیف، البانی: ١١٠٠.

(٨٢٠٧) ابو داود: ٣٥٣٠۔ حسن، صحیح، البانی: ٣٠١٥۔ احمد: ٦٦٤٠.

(٨٢٠٨) مسلم: ٢٥٥١۔ احمد: ٨٣٥٢.

٨٢٠٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لاَ يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدًا إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ)). (رواه مسلم: ١٥١٠)

۸۲۰۹۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹا اپنے باپ کا احسان نہیں چکا سکتا البتہ اس صورت میں کہ باپ کو کسی کی غلامی میں گرفتار پائے اور خرید کر آزاد کر دے۔'' (مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

شرح:...... ماں بچے کے لیے تین صعوبتیں برداشت کرتی ہے، حمل اٹھاتی ہے پھر جنم دیتی ہے اور پھر دودھ پلاتی ہے۔ اس میں باپ شریک نہیں ہوتا اس لیے ماں کے لیے تین گنا زیادہ حق صحبت رکھا گیا ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/۴۰۲)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصٰلُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا﴾ (الاحقاف: ١٥)

''اس نے ماں نے اسے تکلیف سے اٹھایا اور اسے تکلیف سے جنا اور اس کا حمل اور دودھ پلانے کی مدت تیس ماہ ہے۔''

ان میں ترغیب ہے کہ قرابت داروں سے نیکی کریں اور ان میں سے سب سے زیادہ قریبی سے جو حسن سلوک کرنا ہے وہ ماں ہے۔ پھر باپ پھر جتنا زیادہ قریبی ہو۔ (شرح مسلم: ۸/ ۳۴۵)

یہ بھی ثابت ہوا کہ اولاد کے ذمے والدین کا خرچہ ہے۔ اگر اس کے پاس مال نہیں تو کما کر ان کی ضرورت پوری کرے۔ اگر اس کے پاس مال ہے تو والدین کو ضرورت ہو تو وہ اپنی اولاد کے مال میں سے اتنا لے سکتے ہیں جتنی انہیں ضرورت ہے جیسا کہ وہ اپنے مال سے لے سکتے ہیں۔ (عون المعبود: ۳/۳۱۲)

٨٢١٠۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ)). (رواه الترمذي: ١٨٩٩)

۸۲۱۰۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ربّ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور ربّ کی ناراضی باپ کی ناراضی میں ہے۔'' (ترمذی)

شرح:...... اللہ تعالیٰ نے باپ کی اطاعت کرنے اور اس کی عزت کرنے کا حکم دیا ہے اور جو باپ کی اطاعت کرتا ہے اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی اور جس نے باپ کو غضبناک کیا اس نے اللہ کو غضبناک کیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۲۷۱)

(٨٢٠٩) مسلم: ١٥١٠۔ ابو داود: ٥١٣٧۔ ترمذی: ١٩٠٦۔ ابن ماجه: ٣٦٥٩۔ احمد: ٨٦٧٦.

(٨٢١٠) ترمذی: ١٨٩٩۔ صحيح، البانی: ١٥٤٩.

٨٢١١ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ: ((أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ)). (رواه البخاري: ٣٠٠٤)

۸۲۱۱۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ایک مرد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے جہاد کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟'' کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''ان دونوں (کی خدمت کرنے) میں جہاد کر۔''

٨٢١٢ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي جِئْتُ أُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَقَدْ تَرَكْتُ أَبَوَيَّ يَبْكِيَانِ قَالَ: ((ارْجِعْ إِلَيْهِمَا فَأَضْحِكْهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا)). (رواه النسائي: ٤١٦٨)

۸۲۱۲۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک مرد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: میں ہجرت پر بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ اور ماں باپ کو روتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ان کے پاس واپس جا کر ان کو ہنسا جیسے تو نے ان کو رلایا تھا۔''

٨٢١٣ـ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السُّلَمِيِّ أَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَدْتُ أَنْ أَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ أَسْتَشِيْرُكَ، فَقَالَ: ((هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ؟)) قَالَ نَعَمْ قَالَ: ((فَالْزِمْهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا)). (رواه النسائي: ٣١٠٦)

۸۲۱۳۔ ''معاویہ بن جاھمہ راوی ہیں کہ جاھمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! میں نے غزوے میں جانے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اور میں آپ سے مشورہ لینے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا: کیا تیری والدہ زندہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اس سے چمٹ جا کیونکہ جنت اس کے دونوں پاؤں کے نیچے ہے۔'' (النسائی)

شرح:...... جہاد میں والدین کی اجازت پر یہ احادیث دلیل ہیں کیونکہ جہاد فرض کفایہ ہے اور والدین کی خدمت واطاعت فرض عین ہے۔ جہاد کچھ افراد بھی ادا کریں تو ادا ہو جاتا ہے اور والدین کی اطاعت ہر وقت فرض ہے۔ بشرطیکہ والدین مسلمان ہوں۔ ان احادیث میں والدین کی مصلحتوں کو پورا کرنے اور ان کی ضروریات میں مال صرف کرنے اور تکالیف اٹھانے کو جہاد قرار دیا گیا ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو مشورہ طلب کرے اسے خیر خواہانہ مشورہ دیا جائے۔ اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نیک عادت کا بھی پتہ چلتا ہے کہ انہیں عبادات صحیح مسنون طور پر ادا کرنے کی کتنی فکر تھی۔ وہ اس وقت تک شرعی کام کی جانب پیش قدمی نہیں کرتے تھے جب تک وہ اس کے احکام سے آشنا نہ ہو جاتے تھے۔

(٨٢١١) بخاری: ٣٠٠٤ـ مسلم: ١٩٦٠ـ ابو داود: ٢٥٢٩ـ ترمذی: ١٦٧١ـ نسائی: ٣١٠٣ـ ابن ماجه: ٢٧٨٢ـ احمد: ٦٨٣٠.

(٨٢١٢) نسائی: ٤١٦٣ـ صحيح، البانی: ٣٨٨١ـ ابو داود: ٢٥٢٨ـ ابن ماجه: ٢٧٨٢.

(٨٢١٣) نسائی: ٣١٠٤ـ حسن، صحيح، البانی: ٢٩٠٨ـ ابن ماجه: ٢٧٨١.

٨٢١٤ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ تَحْتِي امْرَأَةٌ أُحِبُّهَا وَكَانَ أَبِي يَكْرَهُهَا فَأَمَرَنِي أَبِي أَنْ أُطَلِّقَهَا فَأَبَيْتُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ! طَلِّقِ امْرَأَتَكَ)). (رواه الترمذي: ١١٨٩)

۸۲۱۴۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی۔ میں اس سے محبت کرتا تھا اور میرے والد عمر رضی اللہ عنہ اس کو ناپسند کرتے تھے۔ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کو طلاق دیدوں۔ میں نے انکار کر دیا، میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے ذکر کیا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ طلاق دے دو۔'' (ترمذی وابوداؤد)

٨٢١٥ـ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَجُلاً أَتَاهُ فَقَالَ إِنَّ لِي امْرَأَةً وَإِنَّ أُمِّي تَأْمُرُنِي بِطَلاقِهَا، قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ أَوِ احْفَظْهُ)). (رواه الترمذي: ١٩٠٠)

۸۲۱۵۔ ''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ایک مرد نے کہا: میری والدہ نے مجھے بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: ''والد جنت کے دروازوں میں سے درمیان کا دروازہ ہے۔ پس اگر تو چاہے تو اس دروازے کو ضائع کر دے یا اس کو محفوظ کر لے۔'' (ترمذی)

شــرح:...... ان احادیث میں یہ دلیل ہے کہ جب آدمی کو اس کا باپ یا والدہ بیوی کو طلاق دینے کا کہیں تو وہ دے۔ اس پر واجب ہے کہ ان کا حکم مانے اور بیوی کو طلاق دے اگرچہ اسے بیوی سے محبت ہو۔ ان کے کہنے کے بعد اسے عذر نہ ہوگا کہ اسے روکے۔ حالات کے مطابق اگر طلاق کا سبب مستحب ہے تو طلاق دینا مستحب ہوگی اور اگر واجب ہے تو واجب ہوگی۔ (مرقاۃ: ۹/ ۲۰۹)

٨٢١٦ـ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضی الله عنهما قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُ أُمِّي قَالَ: ((نَعَمْ صِلِي أُمَّكِ)). (رواه البخاري: ٢٦٢٠)

۸۲۱۶۔ ''سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ میری مشرکہ ماں میرے پاس آئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھا اور میں نے کہا: میری والدہ میرے پاس آئی ہے اور وہ اسلام میں رغبت رکھتی ہے، کیا میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کر۔'' (الشیخان، ابوداؤد)

(٨٢١٤) ترمذی: ١١٨٩ـ حسن: ٩٥٠ـ ابو داود: ٥١٣٨ـ ابن ماجه: ٢٠٨٨.

(٨٢١٥) ترمذی: ١٩٠٠ـ صحیح، البانی: ١٥٤٨ـ ابن ماجه: ٢٠٨٩ـ احمد: ٢٦٩٨٠.

(٨٢١٦) بخاری: ٢٦٢٠ـ مسلم: ١٠٠٣ـ ابو داود: ١٦٦٨ـ احمد: ٢٦٣٩٩.

شرح:...... سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ اسلام کی خاطر نہ آئی تھیں۔ بلکہ کچھ یہ خیال تھا کہ اسماء رضی اللہ عنہا سے کچھ لوں تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے ملنے کی اجازت دی۔

اللہ تعالیٰ کا بھی حکم ہے:

﴿لَايَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾ (الممتحنة : ٨)

''ان لوگوں سے ملنے سے تم کو اللہ تعالیٰ نہیں روکتا جو تم سے دین کے بارے میں لڑتے نہیں۔''

اس سے ثابت ہوا کہ والدہ مشرکہ بھی ہو تو اس سے صلہ رحمی کی جائے۔

والد یا والدہ کافر بھی ہوں تو ان کا خرچہ دینا اولاد کے ذمہ ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا اپنے دین کے معاملے میں بڑی سرگرم تھیں۔ (فتح الباری: ۵/۲۳۴)

٨٢١٧ــــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيْمًا فَهَلْ لِي تَوْبَةٌ؟ قَالَ: ((هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ؟)) قَالَ لاَ قَالَ: ((هَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ؟)) قَالَ نَعَمْ قَالَ: ((فَبِرَّهَا)). (رواه الترمذي: ٣٩٧٥)

۸۲۱۷۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! میں بہت بڑا گناہ کر چکا ہوں تو کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ فرمایا ''کیا تیری ماں زندہ ہے؟'' اس نے کہا نہیں۔ فرمایا: ''تیری کوئی خالہ ہے؟'' اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا: ''تو اس کے ساتھ حسنِ سلوک کر۔'' (ترمذی)

٨٢١٨ــــ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ مَالِكِ بْنِ رَبِيْعَةَ السَّاعِدِيِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ الصَّلاَةُ عَلَيْهِمَا وَالإِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لاَ تُوْصَلُ إِلاَّ بِهِمَا وَإِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا)). (رواه أبوداود: ٥١٤٢)

۸۲۱۸۔ ''سیدنا ابو اُسید الساعدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنو سلمہ قبیلے کا ایک آدمی آیا اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ! ماں باپ کے فوت ہونے کے بعد ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا کوئی ذریعہ باقی رہتا ہے تاکہ میں ان سے صلہ رحمی کر سکوں؟ فرمایا: ہاں ان کے لیے دعائیں کرنا، ان کے لیے استغفار کرنا، ان کے وعدے پورے کرنا، ان کے مرنے کے بعد ان لوگوں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا جو ان کے واسطہ سے رشتہ رکھتے ہوں اور ماں باپ کے رفقاء کے ساتھ رفاقت رکھنا۔'' (ابوداوٗد)

(٨٢١٧) ترمذی: ٣٩٧٥۔ صحيح، البانی: ١٥٤٤۔ احمد: ٤٦١٠.

(٨٢١٨) ابو داود: ٥١٤٢۔ ضعيف، البانی: ١١٠١۔ ابن ماجه: ٣٦٦٤.

٨٢١٩ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ كَانَ لَهُ حِمَارٌ يَتَرَوَّحُ عَلَيْهِ إِذَا مَلَّ رُكُوْبَ الرَّاحِلَةِ وَعِمَامَةٌ يَشُدُّ بِهَا رَأْسَهُ فَبَيْنَاهُوَ يَوْمًا عَلَى ذٰلِكَ الْحِمَارِ إِذْ مَرَّبِهِ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ أَلَسْتَ ابْنَ فُلَانَ بْنِ فُلَانَ؟ قَالَ بَلَى فَأَعْطَاهُ الْحِمَارَ وَقَالَ: ارْكَبْ هٰذَا وَالْعِمَامَةَ قَالَ اشْدُدْ بِهَا رَأْسَكَ. فَقَالَ لَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ غَفَرَاللّٰهُ لَكَ أَعْطَيْتَ هٰذَا الأَعْرَابِيَّ حِمَارًاكُنْتَ تَرَوَّحُ عَلَيْهِ وَعِمَامَةً كُنْتَ تَشُدُّ بِهَا رَأْسَكَ؟ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ مِنْ أَبَرِّالْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ أَهْلَ وُدِّأَبِيْهِ بَعْدَ أَنْ يُوَلِّيَ)) وَإِنَّ أَبَاهُ كَانَ صَدِيْقًا لِعُمَرَ. (رواه مسلم: ٢٥٥٢)

٨٢١٩ـ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ کو جاتے تو اونٹ کی سواری پر تھک جاتے تو اپنے گدھے پر سوار ہو جاتے تھے اور سر پر پگڑی باندھتے تھے پس وہ اسی حالت پر تھے اور ایک گدھے پر سوار ہو کر چل رہے تھے کہ ان کے پاس سے ایک اعرابی گذرا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا تو فلاں بن فلاں نہیں ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو اپنا گدھا بھی دیدیا اور اپنی پگڑی بھی دیدی اور کہا: اس گدھے پر سوار ہو جاؤ اور یہ پگڑی سر پر باندھ لو۔ ابن عمر ﷺ کو ان کے کسی رفیق نے کہا: اللہ آپ کو بخشے، آپ نے اپنا گدھا اعرابی کو دیدیا جس پر آپ آرام کرتے تھے۔ اور پگڑی بھی دیدی ہے جسے آپ سر پر باندھتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''سب سے بڑی صلہ رحمی یہ ہے کہ باپ کی وفات کے بعد اس کے چاہنے والوں سے صلہ رحمی کی جائے۔'' اس اعرابی کا باپ عمر رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔ (ابوداؤد، ترمذی، مسلم بلفظہ)

٨٢٢٠ـــ عَنْ عُمَرَ بْنَ السَّائِبِ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ جَالِسًا فَأَقْبَلَ أَبُوْهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَوَضَعَ لَهُ بَعْضَ ثَوْبِهِ فَقَعَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَتْ أُمُّهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَوَضَعَ لَهَا شِقَّ ثَوْبِهِ مِنْ جَانِبِهِ الآخَرِفَجَلَسَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ أَخُوْهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَقَامَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَجْلَسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ. (رواه أبوداود: ٥١٤٥)

٨٢٢٠ـ ''عمر بن سائب کو یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ بیٹھے تھے۔ آپ کا رضاعی والد آ گیا تو آپ ﷺ نے اپنا کچھ کپڑا اس کے لیے بچھا دیا اور وہ اس پر بیٹھ گیا، پھر آپ ﷺ کی رضاعی والدہ آئی تو نبی ﷺ نے اپنے اس کپڑے کی دوسری جانب بچھا دی اور رضاعی والدہ کو اس پر بٹھا دیا۔ پھر آپ ﷺ کا رضاعی بھائی آیا تو آپ کھڑے ہو گئے اور اس کو اپنے سامنے بیٹھایا۔'' (ابوداؤد)

٨٢٢١ـ عَنْ أَنَسٍ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

٨٢٢١ـ ''سیدنا انس نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ام ایمن رضی اللہ عنہا

(٨٢١٩) مسلم: ٢٥٥٢ـ ابو داود: ٥١٤٣ـ ترمذی: ١٩٠٣ـ احمد: ٥٦٨٨.

(٨٢٢٠) ابو داود: ٥١٤٥ـ ضعیف الاسناد: ١١٠٣ـ البانی.

(٨٢٢١) مسلم: ٢٤٥٣.

إِلَـى أُمِّ أَيْمَنَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَنَاوَلَتْهُ إِنَاءً فِيهِ شَرَابٌ قَالَ فَلاَ أَدْرِي أَصَادَفَتْهُ صَائِمًا أَوْلَمْ يُـرِدْهُ فَجَعَلَتْ تَصْخَبُ عَلَيْهِ وَتَذَمَّرُ عَلَيْهِ . (رواه مسلم: ٢٤٥٣)

کے پاس گئے اور میں بھی ساتھ گیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کو برتن پیش کیا جس میں مشروب تھا۔ میں نہیں جانتا کہ آپ روزے سے تھے یا آپ کو طلب نہ تھی تو ام ایمن آپ ﷺ کو غصہ کرنے لگی اور درشت باتیں کہتی رہی۔'' (مسلم)

٨٢٢٢۔ عَـنْ عُـمَـرَ بْنِ السَّائِبِ، بَلَغَهُ: أَنَّ الـنَّبِيَّ ﷺ شَـفَّـعَ أُمَّـهُ الَّتِـي أَرْضَـعَتْهُ فِيْمَا اسْتَشْـفَـعَـتْ إِلَيْــهِ فِيْــهِ مِنْ وَفْدِ هَوَزَانَ، وَأَكْـرَمَهَـا، وَأَبَـاهُ، مِـنَ الرَّضَاعَةِ، بِأَنْ بَسَطَ لَهُمَا رِدَاءً فَأَجْلَسَهُمَا عَلَيْهِ . (رواه رزين)

٨٢٢٢۔ ''عمر بن سائب کو خبر پہنچی ہے کہ بنو ہوازن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ جس کی سفارش کرتی گئی آپ ﷺ قبول کرتے گئے اور رضاعی والدہ اور رضاعی والد کے اکرام میں اپنی چادر بچھائی اور ان دونوں کو اس پر بٹھایا۔''

٨٢٢٣۔ عَـنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ، رَفَعَهُ: مَنْ حَجَّ عَـنْ أَحَـدِ أَبَـوَيْــهِ، أَجْزَأَ ذٰلِكَ عَنْـهُ، وَبُشِّرَ رُوْحُـهُ بِـذٰلِكَ فِي السَّمَاءِ، وَكُتِبَ عِنْدَ اللّٰهُ بَارًّا وَلَوْكَانَ عَاقًّا . (رواه رزين)

٨٢٢٣۔ ''سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کی طرف سے حج کیا تو یہ اس کی طرف سے کفایت کرے گا۔ اور اس کی روح کو آسمان میں بشارت دی جاتی ہے اور اس کو اللہ کے نزدیک والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا لکھ دیا جاتا ہے اگرچہ وہ نافرمان تھا۔''

٨٢٢٤۔ وَفِي رِوَايَةٍ: كتِبَ لِأَبِيْهِ بِحَجٍّ وَلَهُ بِسَبْعٍ . (رواه رزين)

٨٢٢٤۔ ''اور ایک روایت میں ہے: ''اس کے باپ کے لیے ایک حج لکھا جاتا ہے اور اس کے لیے سات حج لکھے جاتے ہیں۔'' (یہ دو رزین کی مرویات ہیں)

٨٢٢٥۔ مَـنْ بِـرَّ وَالِدَيْهِ طُوْبَى لَهُ، زَادَ اللّٰهُ فِي عُمْرِهِ . (للموصلي: ١٤٩٤، والكبير بلين)

٨٢٢٥۔ ''سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''جس نے ماں باپ سے صلہ رحمی کی اس کے لیے عمدہ صلہ ہے اور اس کی عمر بھی اللہ تعالیٰ طویل کر دیتا ہے۔'' (الموصلی، الکبیر سند نرم)

٨٢٢٦۔ عَـنْ عَـائِشَةَ، أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ وَمَعَهُ شَيْخٌ، فَقَالَ لَهُ: يَا فُلاَنَ! مَنْ هٰذَا

٨٢٢٦۔ ''سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مرد آیا اور اس کے ساتھ ایک بوڑھا مرد بھی تھا۔

(٨٢٢٢) رزين. (٨٢٢٣) رزين. (٨٢٢٤) رزين.

(٨٢٢٥) موصلي: ١٤٩٤۔ طبراني كبير وفيه، زبان بن فائد وثقه ابو حاتم وضعفه غيره وبقية رجال ابى يعلىٰ ثقات، هيثمى: ١٣٣٩٢.

(٨٢٢٦) طبراني اوسط، وقال لا يروى عن النبي ﷺ الا بهذا الاسناد عن شيخه على بن سعيد بن بشير وهو لين وقد نقل ابن دقيق العيد انه وثق و محمد بن عرعرة بن يزيد لم اعرفه وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ١٣٣٩٦.

مَـعَكَ؟ قَـالَ: أَبِي قَالَ: فَلاَ تَمْشِ أَمَامَهُ، وَلاَ تَـجْلِـسْ قَبْلَـهُ، وَلاَ تَدَعْـهُ بِاسْمِـهِ، وَلاَ تَسْتَسِبَّ لَهُ. (للأوسط بلين)

آپ ﷺ نے پوچھا: اے فلاں! تیرے ساتھ یہ کون آدمی ہے؟ اس نے عرض کی: یہ میرا باپ ہے۔پس آپ ﷺ نے فرمایا:اس کے آگے بھی نہ چل اس سے پہلے بھی نہ بیٹھ اور اس کا نام لے کر بھی آواز نہ دے اور اس کو گالی نہ دے۔'' (الاوسط سند کمزور ہے)

۸۲۲۷ـــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ:بَرُّوْا آبَاءَ كُمْ، تَبَـرَّكُـمْ أَبْـنَـاؤُكُمْ، وَعَفَوْا تُعْفَ نِسَاؤُكُمْ. (للأوسط: ۱۰۰۶)

۸۲۲۷۔''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''تم اپنے والدین سے حسنِ سلوک کرو، تم سے تمہارے بیٹے حسنِ سلوک کریں گے،اورتم درگذر کرو تو تمہاری عورتوں سے درگذر کیا جائے گا۔'' (الاوسط)

۸۲۲۸ـــ عَـنْ أَبِـيْ هُـرَيْـرَةَ، رَفَعَهُ: أَعِيْنُوْا أَوْلاَدَكُـمْ عَـلَـى الْبِـرِّ، مَـنْ شَـاءَ اسْتَخْرَجَ الْعُقُوْقَ لِوَلَدِهِ. (للأوسط بخفى)

۸۲۲۸۔''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''تم اپنی اولاد سے نیکی کرنے پر تعاون کرو، جو چاہے وہ تو اپنی اولاد سے نافرمانی نکال سکتا ہے۔'' (الاوسط)

شرح:...... ایک مقولہ ہے کہ آباء واجداد کی دوستی بیٹوں کی قرابت داری بن جاتی ہے، یعنی جب باپ نہ رہے تو اس کے دوست سے اولاد محبت کرے اور احسان کرے، یہ سب سے بڑی نیکی ہے کیونکہ جو باپ کی عدم موجودگی میں اس کی قرابت داری کا تحفظ کرتا ہے وہ باپ کی موجودگی میں بالاولیٰ خیال رکھے گا۔

اس میں ماں کے ملنے والے اور رشتہ دار، اجداد، مشائخ، خاوند اور بیوی کے تعلق دار سب شامل ہیں۔جن سے نیکی کی جائے۔(شرح مسلم:۱۶/۱۱۰)

یہ بھی ثابت ہوا کہ صلہ رحمی وہ نیکی ہے جو برائیاں مٹا دیتی ہے۔(جائزۃ الاحوذی:۳/۲۷۴)

بِرُّ الْأَوْلَادِ وَالْأَقَارِبُ وَبِرُّ الْيَتِيْمِ وَإِمَاطَةُ الْأَذٰى وَغَيْرُ ذٰلِكَ

اولاد اور اقارب سے حسنِ سلوک،یتیم سے صلہ رحمی اور ہر ایذا رساں چیز راستہ سے دور کرنے کا بیان

۸۲۲۹ـــ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: جَـاءَ تْـنِـي امْـرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْأَلُنِي فَلَمْ

۸۲۲۹۔''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو بچیاں تھیں۔ وہ سوال

(۸۲۲۷) طبرانی اوسط: ۱۰۰۶ـ ورجاله رجال الصحيح، غير شيخ الطبرانی احمد غير منسوب والظاهر انه منا لمكثرين من شيوخه فلذالكٌ لم ينسبه، هيثمي: ۱۳٤٥۳.

(۸۲۲۸) طبرانی اوسط، وفيه، من لم اعرفهم، هيثمي: ۱۳٤۲٤.

(۸۲۲۹) بخاری: ۵۹۹۵ـ مسلم: ۲۶۲۹ـ ترمذی: ۱۹۱۵ـ احمد: ۲۵۵۲۹.

تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ: ((مَنْ يَلِي مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ)). (رواه البخاري: ٥٩٩٥)

کرتی تھی۔اس کو میرے پاس سے ایک عدد کھجور ہی میسر آئی اور اس نے تقسیم کر کے دونوں بچیوں کو دیدی اور خود اس میں سے اپنے منہ میں کچھ نہ ڈالا اور وہ چلی گئی، پھر میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کو خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو بچیوں کا والی بنایا گیا اور اس نے ان سے حسنِ سلوک کیا تو وہ اس کے لیے آگ سے پردہ اور بچاؤ کا ذریعہ ہوں گی۔'' (الشیخان،الترمذی)

٨٢٣٠۔ عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَفْضَلِ الصَّدَقَةِ ابْنَتُكَ مَرْدُوْدَةٌ إِلَيْكَ لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَيْرُكَ)). (رواه ابن ماجة: ٣٦٦٧)

٨٢٣٠۔ ''سیدنا سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں سب سے بہتر صدقہ بتادوں۔ وہ تیری لڑکی جو تیری طرف واپس کر دی جائے اور اس کا تیرے بغیر رزق کمانے والا کوئی نہ ہو۔'' (ابن ماجہ)

٨٢٣١۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ وَضَمَّ أَصَابِعَهُ)). (رواه مسلم: ٢٦٣١)

٨٢٣١۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دولڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ جوان ہوگئیں تو قیامت کے دن وہ میرے ساتھ اتنا قریب ہو گا۔'' اور آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیاں ملا کر بتایا۔'' (مسلم)

٨٢٣٢۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ فَأَدَّبَهُنَّ وَزَوَّجَهُنَّ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ)). (رواه أبوداود: ٥١٤٧)

٨٢٣٢۔ ''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تین بچیوں یا تین بہنوں کی پرورش کی اور ان کو ادب سکھایا اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کیا اور ان کا نکاح کر دیا تو اس کے لیے جنت ہے۔

٨٢٣٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا

٨٢٣٣۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی بیٹیاں ہوں اور اس نے نہ تو

(٨٢٣٠) ابن ماجه: ٣٦٦٧۔ ضعیف، البانی: ٨٠١۔ احمد: ١٧١٣٦.

(٨٢٣١) مسلم: ٢٦٣١۔ ترمذی: ١٩١٤۔ احمد: ١٢٠٨٩.

(٨٢٣٢) ابو داود: ٥١٤٧۔ ضعیف، البانی: ١١٠٥۔ ترمذی: ١٩١٢.

(٨٢٣٣) ابو داود: ٥١٤٦۔ ضعیف، البانی: ١١٠٤۔ احمد: ١٩٥٨.

وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا قَالَ يَعْنِي الذُّكُورَ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ)). (رواه أبوداود: ٥١٤٦)

ان کو زندہ دفنایا نہ ان کو ذلیل کیا اور نہ ان پر بیٹوں کو ترجیح دی تو اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کر دے گا۔"

٨٢٣٤ــ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَا وَامْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ وَأَوْمَأَ يَزِيْدُ بِالْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ۔ امْرَأَةٌ آمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلَى يَتَامَاهَا حَتَّى بَانُوْا أَوْ مَاتُوْا)). (رواه أبوداود: ٥١٤٩)

٨٢٣٤۔ "سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں اور خشک رخسار والی عورت قیامت کے دن اس طرح ساتھ ہوں گے۔" یزید بن زریع نے درمیانی انگلی اور انگشت شہادت کی طرف اشارہ کیا، یعنی وہ عورت جو صاحب منصب وحسن وجمال اپنے خاوند سے بیوہ ہو جائے اور اس کے یتیم پالنے کے لیے نکاح کرنے سے باز رہے یہاں تک کہ بچے جوان ہو جائیں یا وہ فوت ہو جائیں۔"

٨٢٣٥ــ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ قَالَتْ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مُحْتَضِنٌ أَحَدَ ابْنَي ابْنَتِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((إِنَّكُمْ لَتُبَخِّلُوْنَ وَتُجَبِّنُوْنَ وَتُجَهِّلُوْنَ وَإِنَّكُمْ لَمِنْ رَيْحَانِ اللّٰهِ)). (رواه الترمذي: ١٩١٠)

٨٢٣٥۔ "سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک دن نبی کریم ﷺ اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دو بیٹوں میں سے کسی ایک کو گود میں اُٹھائے ہوئے باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: "تم بخیل بناتے ہو، بزدل کرتے ہو اور غصہ وجہالت پر مجبور کرتے ہو اور اللہ کی قسم! تم اللہ کی عمدہ نعمتوں میں سے ہو۔"

شرح:...... جاہلیت میں لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ شریعت نے اس ظالمانہ عمل کو سختی سے بند کیا ہے اور ان کی تربیت کو کار ثواب قرار دیا ہے۔ ان لڑکیوں کی پرورش سے انہیں دوزخ سے پردہ بنانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ کمزور ہوتی ہیں، اپنی ذاتی مصلحتوں کو حاصل کرنا ان کے لیے ممکن نہیں اور جسمانی طور پر بھی یہ کمزور ہیں جبکہ لڑکا جسمانی قوت کے ساتھ اکثر احوال میں اپنے کام سرانجام دے سکتا ہے۔

اس سے مزید یہ ثابت ہوا کہ محتاج آدمی سوال کر سکتا ہے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت کی جھلک بھی نظر آتی ہے کہ جو حاضر تھا سخاوت میں پیش کر دیا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حقیر سی چیز بھی صدقہ میں دینا جائز ہے۔

(٨٢٣٤) ابو داود: ٥١٤٩۔ ضعیف، البانی: ١١٠٧۔ احمد: ٧٣٤٨٦.

(٨٢٣٥) ترمذی: ١٩١٠۔ ضعیف، البانی: ٣٢٢۔ احمد: ٢٦٧٦٩.

اور فخر اور ریاء کاری سے بچتے ہوئے اپنی نیکی کا ذکر کرنا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۴۲۸)

٨٢٣٦ــ عَنْ أَيُّوْبَ بْنِ مُوْسَى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ)). (رواه الترمذي: ١٩٥٢)

۸۲۳۶۔ ''سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی باپ نے اولاد کو اچھا ادب سکھانے سے بہتر کوئی دولت نہیں دی ہے۔''

٨٢٣٧ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوْهُ)). (رواه الترمذي: ٣٨٩٥)

۸۲۳۷۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے بہتر ہو اور میں تم میں سے اپنے اہل کے لیے سب سے بہتر ہوں اور جب تمہارا مخالف فوت ہو جائے تو اس کی بدی بیان کرنا ترک کر دو۔'' (یہ ترمذی کی مرویات ہیں)

شرح :...... وجہ یہ ہے کہ حسن ادب سے غلام آقا، گمنام نامور اور پست بلند اور بادشاہ تک بن جاتا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۳۰۱)

٨٢٣٨ــ عَنْ سَهْلٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَأَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا)) وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا. (رواه البخاري: ٥٣٠٤)

۸۲۳۸۔ ''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا اور تھوڑا فاصلہ رکھا۔'' (بخاری، ترمذی، ابوداؤد)

٨٢٣٩ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَبَضَ يَتِيْمًا مِنْ بَيْنِ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ إِلَّا أَنْ يَعْمَلَ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ لَهُ)). (رواه الترمذي: ١٩١٧)

۸۲۳۹۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسلمانوں کے درمیان سے یتیم کو حاصل کر کے کھلانے پلانے اور پرورش کرنے کے لیے اپنی تحویل میں لے لیا اس کو یقیناً اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کر دے گا مگر یہ کہ اس نے کوئی ایسا جرم کیا ہو جو بخشا نہیں جاتا۔''

(٨٢٣٦) ترمذی: ١٩٥٢۔ ضعیف، البانی: ٣٣٣۔ احمد: ١٤٩٧٧.

(٨٢٣٧) ترمذی: ٣٨٩٥۔ صحیح، البانی: ٣٠٥٧۔ ابو داود: ٤٧٩٩۔ دارمی: ٢٢٦٠.

(٨٢٣٨) بخاری: ٥٣٠٤۔ ابو داود: ٥١٥٠۔ ترمذی: ١٩١٨۔ احمد: ٢٢٣١٣.

(٨٢٣٩) ترمذی: ١٩١٧۔ ضعیف، البانی: ٣٢٥.

٨٢٤٠ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رُجلاً شَكَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَسْوَةَ قَلْبِهِ فَقَالَ: ((امْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيْمِ وَأَطْعِمِ الْمُسْكِيْنَ)). (رواه أحمد: ٨٧٩١)

٨٢٤٠۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرد نے نبی ﷺ سے اپنے دل کے سخت ہونے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کر اور مسکین کو کھانا دیا کر۔'' (احمد)

٨٢٤١ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُبَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ وَشَرُّبَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ)). (رواه ابن ماجة: ٣٦٧٩، بلين)

٨٢٤١۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کے گھروں میں سے وہ گھر بہتر ہے جس گھر میں یتیم کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جائے اور بدترین گھر مسلمانوں کے گھروں میں سے وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ بدسلوکی کی جائے۔'' (ابن ماجہ، سند کمزور ہے)

٨٢٤٢ـ عَنْ أَبِي مُوْسَى، رَفَعَهُ: مَاقَعَدَ يَتِيْمٌ مَعَ قَوْمٍ عَلَى قَصْعَتِهِمْ فَيَقْرُبُ قَصْعَتَهُمْ شَيْطَانٌ. (للأوسط)

٨٢٤٢۔ ''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''کسی قوم کے ساتھ بڑے برتن میں کھانا کھاتے وقت یتیم بیٹھ جائے تو اس برتن پر شیطان قریب نہیں آسکتا۔'' (الاوسط)

شرح:...... یتیم وہ ہوتا ہے جس کا باپ فوت ہو جائے اور یہ بلوغت تک نہ پہنچا ہو۔ آپ ﷺ نے سبابہ انگلی اور درمیانی انگلی کے درمیان فرق کرنے کی وجہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے اور یتیم کی کفالت کرنے والے کے درجہ میں تفریق کا اشارہ دیا ہے کہ قرب ہوگا مگر آپ کا درجہ بلند ہوگا۔

اس میں یتیم کے معاملات پورے کرنے اور اس کے مالی معاملات کی حفاظت کرنے کی ترغیب ہے۔ لہٰذا اس امت کا ہر فرد جو بھی اس حدیث کو سنے اسے اس پر عمل کرنا چاہیے تاکہ وہ جنت میں نبی ﷺ کا رفیق بنے۔ اس سے افضل مرتبہ اور کوئی نہیں۔ (نزہۃ المتقین: ١/ ٢٢٥)

٨٢٤٣ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَاللّٰهُ

٨٢٤٣۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مرد راستے پر جارہا تھا کہ اس نے راستے پر خار دار شاخ دیکھی اور وہ راستہ سے ہٹا دی، پس

(٨٢٤٠) احمد: ٨٧٩١ـ ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ١٣٥٠٨.

(٨٢٤١) ابن ماجه: ٣٦٧٩ـ ضعيف، الباني: ٨٠٣.

(٨٢٤٢) طبراني اوسط، وفيه الحسن بن واسل، وهو الحسن بن دينار وهو ضعيف لسوء حفظه وهو حديث حسن، هيثمي: ١٣٥١٢.

(٨٢٤٣) مسلم: ١٩١٤ـ بخاري: ٦٥٤ـ ابو داود: ٥٢٤٥ـ ترمذي: ١٠٦٣ـ ابن ماجه: ٨٢٤٢ـ احمد: ١٠٣٨٣ـ مالك: ٢٩٥.

لَهُ فَغَفَرَ لَهُ)). (رواه مسلم: ١٩١٤)

اللہ نے اس کی یہ کوشش قبول فرما کر اس کو بخش دیا۔''

٨٢٤٤ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلاً يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ فِي شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيْقِ كَانَتْ تُؤْذِي النَّاسَ)). (رواه مسلم: ١٩١٤)

۸۲۴۴۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جنت میں ایک مرد آتے جاتے دیکھا جس نے مسلمانوں کے راستے سے ایذا دینے والا درخت کاٹا تھا۔'' (مسلم)

٨٢٤٥ـ وَفِي رِوَايَةٍ: نَزَعَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ غُصْنَ شَوْكٍ عَنِ الطَّرِيْقِ' بِنَحْوِهِ. (رواه أبوداود: ٥٢٤٥)

۸۲۴۵۔ ''دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص، جس نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تھی، صرف راستے سے ایک شاخ کانٹے دار دور کی تھی، باقی مسلم کی روایت کے مانند ہے۔''

٨٢٤٦ـ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيْقِ وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِيْ أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ لاَ تُدْفَنُ)). (رواه مسلم: ٥٥٣)

۸۲۴۶۔ ''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ''میرے سامنے میری امت کے اعمال پیش کیے گئے، اچھے اعمال بھی اور برے اعمال بھی تو میں نے اچھے اعمال میں وہ اذیت دینے والی چیز بھی دیکھی جو راستے سے ہٹا دی گئی تھی۔ اور امت کے برے اعمال میں وہ بلغم بھی دیکھی جو مسجد میں تھوکی گئی اور پھر صاف بھی نہ کی گئی۔'' (مسلم)

شرح:...... اللہ تعالیٰ کا ایک وصف شکور ہے جس کا معنی قدر کرنے والا ہے۔ قدر دانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے تھوڑے اعمال پر انہیں بدلہ میں بے انتہا ثواب دے جو کہ ان احادیث میں بیان ہوا ہے کہ اس کے عوض بندوں کو مغفرت عطا فرمائی۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۳۰۴)

٨٢٤٧ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَكَالْقَائِمِ لاَ يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لاَ يُفْطِرُ)). (رواه مسلم: ٢٩٨٢)

۸۲۴۷۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ''بیواؤں اور مسکینوں کو رزق کما کر دینے والا مجاہد فی سبیل اللہ کے مثل ہے۔'' راوی نے کہا: میرا گمان ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا: اور اس شخص کی طرح ہے جو رات کو

(٨٢٤٤) مسلم: ١٩١٤ـ بخاري: ٢٤٧٢ـ ابو داود: ٥٢٤٥ـ ترمذي: ١٠٦٣ـ ابن ماجه: ٨٢٤٥ـ احمد: ١٠٣٨٣ـ مؤطا: ٢٩٥.

(٨٢٤٥) ابو داود: ٥٢٤٥ـ حسن، صحيح: ٤٣٦٧ـ بخاري: ٦٥٤ـ مسلم: ١٩١٤ـ ترمذي: ١٩٥٨ـ ابن ماجه: ٢٨٠٤ـ احمد: ١٠٣٧٤ـ مؤطا: ٢٩٥.

(٨٢٤٦) مسلم: ٥٥٣ـ ابن ماجه: ٣٦٨٣ـ احمد: ٢١٠٣٩.

(٨٢٤٧) مسلم: ٢٩٨٢ـ بخاري: ٦٠٠٦ـ ترمذي: ١٩٦٩ـ نسائي: ٢٥٧٧ـ ابن ماجه: ٢١٤٠ـ احمد: ٨٥١٥.

قیام میں کمی نہیں کرتا اور دن کو روزے سے رہتا ہے افطار نہیں کرتا۔'' (الشیخان، الترمذی، النسائی)

٨٢٤٨۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرْبَعُوْنَ خَصْلَةً أَعْلَاهُنَّ مَنِيْحَةُ الْعَنْزِ، مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيْقَ مَوْعِدِهَا إِلَّاأَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهَا الْجَنَّةَ)) قَالَ حَسَّانُ فَعَدَدْنَا مَادُوْنَ مَنِيْحَةِ الْعَنْزِمِنْ رَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَإِمَاطَةِ الأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَنَحْوِهِ فَمَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نَبْلُغَ خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً)). (رواه البخاري: ٢٦٣١)

٨٢٤٨۔''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چالیس خصلتیں ہیں۔ اعلی ترین خصلت دودھ دینے والی بکری عطیہ کرنا ہے۔ ان خصائل میں سے جس خصلت پر کوئی شخص ثواب کی امید رکھ کر اور اللہ کے وعدے کی تصدیق کر کے عمل کرے گا اللہ تعالی اس کو جنت میں داخل کردے گا۔'' راوی نے کہا: بکری دینے سے کم تر نیکیاں ہم نے شمار کیں۔سلام کا جواب دینا، چھینک کا جواب دینا، راستے سے اذیت دینے والی چیز دور کرنا اور اس کی مثل نیکیاں شمار کیں تو ہم پندرہ عدد تک بھی شمار نہ کر سکے۔'' (البخاری، ابوداود)

شرح:...... 'ارملۃ' سے مراد فقیر بھی ہے اور وہ عورت بھی ہے جس کا خاوند نہ ہو خواہ شادی نہ ہوئی ہو یا بیوہ ہو چکی ہو یا مطلقہ ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ مطلب ہے کہ ان وجوہ کی وجہ سے جس کے پاس اخراجات نہ ہوں۔ ان پر ساعی (کوشش کرنے والے) سے مراد ہے ان کی مشقت دور کرنے کی خاطر کوشش کر کے کمانے والے کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور رات کو قیام کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے کا ثواب ملتا ہے یہ نیک کام کرنے کا مقصد رب کی رضا ہے اور مال کی محبت دل میں رچی بسی ہوتی ہے۔ اسے خرچ کر کے آدمی نفس کی مخالفت کرتا ہے اس لیے یہ اتنے زیادہ اجر کا مستحق قرار پاتا ہے۔ (شرح مسلم: ١٨/١١٢)

٨٢٤٩۔عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ)) قِيْلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: ((يَعْتَمِلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ)) قَالَ: قِيْلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ

٨٢٤٩۔''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے۔ عرض کی گئی: اگر وہ صدقہ کے لیے کوئی شے نہ پائے تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے ہاتھ سے کام کرے اور اپنی جان کو نفع پہنچائے اور صدقہ دے۔'' قائل نے کہا: اگر اس کو یہ طاقت نہ

(٨٢٤٨) بخاری: ٢٦٣١۔ ابو داود: ١٦٨٣۔ احمد: ٦٧٩٢.

(٨٢٤٩) مسلم: ١٠٠٨۔ بخاری: ١٤٤٥۔ نسائی: ٢٥٣٨۔ دارمی: ٢٧٤٧۔ احمد: ١٩١٨٧.

يَسْتَطِعْ؟ قَالَ: ((يُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفِ)) قَالَ: قِيْلَ لَهُ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ؟ قَالَ: ((يَأمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ أَوِ الْخَيْرِ)) قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: ((يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ)). (رواه مسلم: ١٠٠٨)

ہو؟ فرمایا: ''پریشان حال کی ضرورت پوری کرے۔'' کہا: اگر اس کی طاقت بھی نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: ''اچھی بات کا حکم دے اور بدی سے منع کرے۔'' کہا گیا: اگر ایسا بھی نہ کرے تو؟ آپ نے فرمایا: ''شر اور ایذا پہنچانے سے باز رہے یہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔''

٨٢٥٠ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ سَلاَمَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ قَالَ: تَعْدِلُ بَيْنَ الاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَتُعِيْنُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا أَوْتَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ قَالَ: وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ تَمْشِيْهَا إِلَى الصَّلاَةِ صَدَقَةٌ وَتُمِيْطُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ)). (رواه مسلم: ١٠٠٩)

٨٢٥٠۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے ہر دن میں جب سورج طلوع ہوتا ہے۔ دو انسانوں کے درمیان عدل کرے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ کسی انسان کو اس کا جانور قابو کرنے میں مدد دینا بھی صدقہ ہے، اس کا بوجھ جانور پر رکھ دینا بھی صدقہ ہے، سوار کا سامان اُٹھا کر اس تک بلند کر دینا بھی صدقہ ہے، اچھی بات بتانا بھی صدقہ ہے، نماز کی طرف ہر قدم اُٹھانا بھی صدقہ ہے اور راستے سے اذیت دینے والی چیز اُٹھا دینا بھی صدقہ ہے۔'' (مسلم)

٨٢٥١ـــ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ أُمُوْرًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ أَوْأَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صِلَةٍ وَعَتَاقَةٍ وَصَدَقَةٍ هَلْ لِي فِيْهَا أَجْرٌ؟ قَالَ حَكِيْمٌ رضی اللہ عنہ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ)). (رواه البخاري: ٢٢٢٠)

٨٢٥١۔ ''سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! آپ ﷺ بتائیں کہ میں کچھ اچھے کام بنیت عبادت اسلام لانے سے پہلے کیا کرتا تھا، مثلاً میں صلہ رحمی کرتا، غلام آزاد کرتا اور صدقہ دیتا تھا تو کیا ان اعمال کا ثواب حاصل ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تو نے پہلے نیک اعمال کیے انہی پر تو اسلام قبول کرنے میں کامیاب ہوا۔'' (بخاری)

٨٢٥٢ـــ عَنْ هِشَامٍ أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّ حَكِيْمَ

٨٢٥٢۔ ''ایک روایت میں ہے کہ عروہ بیان کرتے ہیں

(٨٢٥٠) مسلم: ١٠٠٩۔ بخاری: ٢٨٩١۔ احمد: ٨١٥٤.

(٨٢٥١) بخاری: ٢٢٢٠۔ مسلم: ١٢٣۔ احمد: ١٤٨٩٤.

(٨٢٥٢) بخاری: ٢٥٣٨۔ مسلم: ١٢٣۔ احمد: ١٤٨٩٤.

بْنَ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ أَعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيْرٍ فَلَمَّا أَسْلَمَ حَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيْرٍ وَأَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ قَالَ: فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ أَشْيَاءَ كُنْتُ أَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا يَعْنِي أَتَبَرَّرُبِهَا؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ)) . (رواه البخاری: ۲۵۳۸)

کہ حکیم رضی اللہ عنہ نے اسلام سے پہلے ایک سو غلام آزاد کیے تھے اور ایک سو اونٹ سواری کے لیے دیے تھے اور جب اسلام میں داخل ہوئے تو سو اونٹ سواری کے لیے دیے اور سو غلام آزاد کیے اور انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور کہا: یا رسول اللہ! میں عہد جاہلیت میں کچھ نیک اعمال کرتا تھا اور عبادت تصوّر کرتا تھا؟ آپ نے فرمایا: تو مسلمان ہوا اس چیز پر جو تو نے پہلے نیکی کی ہے۔'' (بخاری)

۸۲۵۳ــ وَفِي رِوَايَةٍ:قُلْتُ: فَوَاللّٰهِ! لاَ أَدَعُ شَيْئًا صَنَعْتُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِلاَّ فَعَلْتُ فِي الإِسْلاَمِ مِثْلَهُ . (رواه مسلم: ۱۲۳)

۸۲۵۳۔''دوسری روایت میں ہے: انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں وہ اچھے کام ترک نہیں کروں گا جو جہالت میں کرتا تھا اب وہ اسلام میں بھی کرونگا۔''

۸۲۵٤ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ؟ قَالَ: ((لاَ يَنْفَعُهُ إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا رَبِّ اغْفِرْلِي خَطِيْئَتِي يَوْمَ الدِّيْنِ . (رواه مسلم: ۲۱٤)

۸۲۵۴۔''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ابن جدعان عہد جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا اور مساکین کو کھانا کھلاتا تھا تو کیا اس سے اس کو کوئی فائدہ ہو گا؟ فرمایا: اس کو فائدہ نہ ہوگا اس لیے کہ اس نے ایک دن بھی نہیں کہا تھا کہ اے میرے ربّ! قیامت کے دن میری خطائیں مجھے معاف کردے۔'' (مسلم)

۸۲۵۵ــ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ وَإِنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ وَأَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءِ أَخِيْكَ)) . (رواه الترمذی: ۱۹۷۰)

۸۲۵۵۔''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نیک کام صدقہ ہے اور نیکی کے کام میں یہ بھی ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرو۔ اور یہ کہ اپنا ڈول اپنے بھائی کے برتن میں انڈیل دو۔''

(۸۲۵۳) مسلم: ۱۲۳۔ بخاری: ۱٤۳٦۔ احمد: ۱٤۸۹٤.

(۸۲۵٤) مسلم: ۲۱٤۔ احمد: ۲٤۱۰.

(۸۲۵۵) ترمذی: ۱۹۷۰۔ صحیح، البانی: ۱٦۰۵۔ احمد: ۱٤۲۹۹.

٨٢٥٦ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ أَلَا رَجُلٌ يَمْنَحُ أَهْلَ بَيْتٍ نَاقَةً تَغْدُوْبِعُسٍّ وَتَرُوْحُ بِعُسٍّ إِنَّ أَجْرَهَا لَعَظِيْمٌ)) . (رواه مسلم: ١٠١٩)

۸۲۵۶۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''خبردار جو مرد اپنی اونٹنی دودھ پینے کے لیے کسی گھر والے لوگوں کو دیتا ہے اور وہ صبح وشام ان کو دودھ دیتی ہے تو یہ بہت بڑی نیکی ہے اور باعثِ اجر ہے۔'' (مسلم)

شرح:...... وہ چالیس خصائل مختلف احادیث میں آتے ہیں۔اس میں خیر کے دروازوں سے آگاہی ہے اور یہ نیکیاں ان سے بھی زیادہ ہیں۔ یہ ان میں سے اہم ترین بتائی ہیں ان میں سے یہ ہیں۔کسی کام کرنے والے سے تعاون کرنا جو بے ہنر ہو اسے سکھانا جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو دنیا مسلمان کی پردہ پوشی کرنا۔اس کی عزت کا دفاع کرنا، اسے مسرت پہنچانا، اسے مجلس میں کشادہ کر کے بٹھانا، خیر بتانا، اچھی گفتگو کرنا، پودا لگانا، کھیتی باڑی کرنا، اچھی سفارش کرنا، مریض کی عیادت کرنا، مصافحہ کرنا، اللہ کے لیے محبت کرنا، اللہ کے لیے بغض رکھنا اور اللہ کے لیے بیٹھنا۔ آپس میں ملاقات کرنا، خیر خواہی کرنا، رحمت سے پیش آنا اور نیحہ وعطیہ ہے کہ دودھ والا جانور بھائی کو دینا اور جب وہ دودھ دینا بند کر دے تو واپس لے لینا یہ ایک نہایت ہی مخلصانہ عطیہ ہے۔ (فتح الباری: ۵/ ۲۴۵)

اور چھینک کا جواب دینا اور رستہ صاف کرنا جو اس حدیث میں مذکور ہیں۔

(۲) یہاں یہ ترتیب ہے کہ سب سے پہلے مالی صدقہ کی مسلمان کو دعوت دی گئی ہے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پھر ہاتھ سے محنت کر کے صدقہ کرے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پریشان کی مدد کرے، اگر یہ طاقت نہ ہو تو نیکی کرے، اگر یہ بھی طاقت نہ ہو تو شر سے رک جائے یعنی شریعت نے جس بات کو برا قرار دیا ہے وہ نہ کرے۔

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ احکام اپنے ظاہر پر جاری ہوں گے اور ہر مسلمان کو صدقہ کا حکم ہے اور یہ بھی پتہ چلا کہ جب کسی بات میں اجمال ہو تو عالم سے اس کی تفصیل پوچھ لی جائے۔اور حلال کمائی ایک عزت والا عمل ہے۔ (فتح الباری:۳/ ۳۰۹)

(۳) سواری پر سامان اٹھانے، سوار کرنے یا اٹھا کر تعاون کرتے ہوئے کسی کا سامان سواری پر رکھوانے کو صدقہ میں شمار کیا گیا ہے۔ (فتح الباری: ۶/ ۸۵)

(۴) صدقہ صرف مخصوص مالدار افراد کے لیے ہی خاص نہیں بلکہ ہر آدمی میں اس کی سکت ہے اور بغیر مشقت ادا ہوسکتا ہے۔حتی کہ کشادہ پیشانی سے ملنا اور کسی کے ڈول میں پانی ڈال دینا، ان کاموں پر کوئی خرچ نہیں یہ بھی صدقہ ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۴۴۸)

(۵) کافر اگر کوئی صدقہ وغیرہ کرتا ہے تو دنیا میں اسے مال کی صورت میں یا شہرت کی صورت میں بدلہ ملے گا۔

(٨٢٥٦) مسلم: ١٠١٩ـ بخاری: ٢٦٢٩ـ احمد: ٧٢٥٩.

آخرت میں ثواب نہ ہوگا۔

اور بظاہر یہی پتہ چلتا ہے کافر بھی کار خیر کرے تو اسے اس کے لیے لکھ دیا جاتا ہے اور اگر مسلمان ہو جائے تو وہ دیا ہوا قبول کرلیا جاتا ہے اور نیکی میں شامل ہو جاتا ہے۔ (فتح الباری: ۳/۳۰۲)

صِلَةُ الرَّحِمِ وَحَقُّ الْجَارِ

صلہ رحمی اور ہمسائے کا حق

۸۲۵۷۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَنَا اللّٰهُ وَأَنَا الرَّحْمٰنُ خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا مِنِ اسْمِي فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهُ)). (رواه الترمذي: ۱۹۰۷)

۸۲۵۷۔ ”سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”میں اللہ ہوں، میں رحمٰن ہوں۔ میں نے رحم کو پیدا کیا اور اس کا نام اپنے نام سے نکالا، تو جو صلہ رحمی کرے گا میں اس کو ملاؤں گا اور جو قطع رحمی کرے گا میں اس کو ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا۔“ (ترمذی)

۸۲۵۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الرَّحِمَ شَجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ)). (رواه البخاري: ۵۹۸۸)

۸۲۵۸۔ ”سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ”رحم دراصل رحمٰن سے مشتق ہے اور اللہ فرماتا ہے: جو تجھ کو ملائے گا میں اس کو ملا دوں گا اور جو تجھ کو کاٹے گا میں اس کو کاٹ دوں گا۔“

۸۲۵۹۔ وَفِي رِوَايَةٍ: إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْهُمْ قَامَتِ الرَّحِمُ فَقَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ مِنَ الْقَطِيعَةِ قَالَ نَعَمْ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَذَاكِ لَكِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ (فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ

۸۲۵۹۔ ”ایک روایت میں ہے: جب اللہ نے مخلوق پیدا کی اور سب سے فارغ ہو گیا تو رحم (رشتہ داری) کھڑی ہوگئی اور رحمٰن سے (چمٹ گئی اور) کہا: یہ مقام قطع رحمی سے پناہ طلب کرنے کا ہے۔ اللہ نے فرمایا: ہاں، کیا تو راضی نہ ہوگی کہ میں جوڑوں گا جس نے تجھے جوڑا اور کاٹ دوں گا جس نے تجھے کاٹ دیا تو رشتہ داری نے کہا: ہاں میں راضی ہوں، فرمایا: پس یہ اہمیت صرف تیرے لیے ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے

(۸۲۵۷) ترمذی: ۱۹۰۷۔ صحیح، البانی: ۱۵۵۷۔ ابو داود: ۱۶۹٤۔ احمد: ۱٦٦٢.

(۸۲۵۸) بخاری: ۵۹۸۸۔ مسلم: ۲۵۵٤۔ احمد: ۹۰۲۰.

(۸۲۵۹) مسلم: ۲۵۵٤۔ بخاری: ۵۹۸۸۔ احمد: ۱۰۰۹۱.

وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ أُوْلَئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ أَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوْبٍ أَقْفَالُهَا) . (رواه مسلم: ٢٥٥٤)

فرمایا: اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو: پس کیا تم قریب ہو کہ اگر تمہیں حاکم بنایا جائے تو تم زمین میں فساد کرو گے اور تم قطع رحمی کرو گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے، پھر اس نے انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں اندھی کر دیں۔ کیا پھر یہ لوگ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔''

٨٢٦٠ـــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الرَّحِمُ مَعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ مَنْ وَصَلَنِي وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللّٰهُ)) . (رواه مسلم: ٢٥٥٥)

٨٢٦٠۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رحم عرش کے ساتھ لٹک کر کہتی ہے: جو مجھے ملائے گا اس کو اللہ ملائے گا اور مجھے قطع کرے گا اللہ اس کو کاٹ دے۔''

شــرح:...... ان احادیث میں صلہ رحمی کی بہت زیادہ اہمیت بیان ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی پناہ میں لیا ہے اور اللہ کی پناہ میں آنے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا اور جو اسے توڑنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے توڑے گا۔ یہ اللہ کی رحمت سے مشتق ہے، اسے توڑنے والا اللہ کی رحمت سے منقطع ہو جاتا ہے۔

رحم کے اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی رحمٰن سے مشتق ہونے کا مطلب ہے کہ اس کا اللہ کے اسم گرامی سے تعلق ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ یہ اللہ کی ذات سے نکلا ہے۔ صلہ رحمی یہ ہے کہ دین کے لحاظ سے ملا جائے۔ آپس میں دینی محبت پیدا کی جائے اور عدل وانصاف کیا جائے اور ضروری اور مستحب حقوق پورے کیے جائیں۔

اور یہ بھی صلہ رحمی ہے کہ قریبی رشتہ داروں پر خرچ کیا جائے، ان کے احوال کی خبر گیری کی جائے، ان کی لغزشوں سے درگزر کیا جائے، ان کی تکالیف دور کی جائیں اور ان سے خندہ پیشانی سے پیش آیا جائے۔

الغرض ہر خیر ان تک پہنچائی جائے اور ہر شر سے انہیں محفوظ رکھا جائے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۴۱۸)

٨٢٦١ـــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ أَوْيُنْسَأَلَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ)) . (رواه البخاري: ٢٠٦٧)

۸۲۶۱۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے: ''جو پسند کرتا ہو کہ اس کی روزی وسیع کی جائے اور اس کی عمر دراز ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔'' (البخاری)

(٨٢٦٠) مسلم: ٢٥٥٥۔ بخاری: ٥٩٨٩۔ احمد: ٢٣٨١٥.

(٨٢٦١) بخاری: ٢٠٦٧۔ مسلم: ٢٥٥٧۔ ابو داود: ١٦٩٣۔ احمد: ١٣٣٩٩.

شــرح: ...... اس حدیث میں صلہ رحمی کرنے والے کے لیے رزق کی کشادگی اور عمر کی درازی اور اعمال صالحہ کے حصول اور اس فانی دنیا سے جاودانی دنیا کے لیے بہترین زاد راہ کا سبب بتایا گیا ہے۔ ایک اعتراض ہوسکتا ہے کہ قرآن مجید میں ہے کہ اجل آگے پیچھے نہیں ہوتی۔ (اعراف:۳۴)

تو پھر عمر یا رزق بڑھنے کا کیا مطلب؟

اس کا حل یہ ہے کہ عمر یا رزق بڑھنے کا مطلب ہے کہ اس کا وقت ضائع نہیں ہوتا۔ نیکی کے کاموں میں صرف ہوتا ہے اور اسے اطاعت کی توفیق مل جاتی ہے۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ حقیقت میں بھی اضافہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کو حکم دے رکھا ہوتا ہے کہ جب میرا بندہ یہ نیکی کرے تو اس کے صلہ میں اس کی عمر یا رزق میں برکت کر دینا اور اضافہ کر دینا۔ تو یہ اضافہ پہلے ہی تقدیر میں ہی لکھا ہوتا ہے۔

٨٢٦٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَعَلَّمُوْا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ فَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الأَهْلِ مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ مَنْسَأَةٌ فِي الأَثَرِ)). (رواه الترمذي: ١٩٧٩)

۸۲۶۲۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''تم اپنے انساب سیکھو تا کہ اس کے ذریعے صلہ رحمی کرو۔ صلہ رحمی سے اہل قرابت میں محبت کو فروغ ملتا ہے، مال ودولت بڑھتی ہے اور عمر دراز ہوتی ہے۔'' (ترمذی)

شــرح: ...... یعنی اپنے آباء واجداد، چچا اور ماموں اور دیگر قرابت داروں کے نام اور نسب محفوظ رکھا کرو۔ اس سے دو فائدے ہوں گے۔ ایک تو صلہ رحمی کی محبت پیدا ہوگی اور اس کی برکت سے مال کی کثرت ملے گی اور ایک فائدہ یہ کہ عمر دراز ہوگی۔ (جائزۃ الاحوذی:۳/ ۳۱۵)

٨٢٦٣ــ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ)). (رواه مسلم: ٢٥٥٦)

۸۲۶۳۔ ''سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (الشیخان، ابوداؤد، الترمذی)

٨٢٦٤ــ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللّٰهُ

۸۲۶۴۔ ''سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قطع رحمی اور بغاوت سے بڑھ کر کوئی

(٨٢٦٢) ترمذي: ١٩٧٩ـ صحيح، الباني: ١٦١٢ـ بخاري: ٥٩٨٥.

(٨٢٦٣) مسلم: ٢٥٥٦ـ بخاري: ٥٩٨٤ـ ابو داود: ١٦٩٦ـ ترمذي: ٩٠٩ـ احمد: ١٦٣٢٢.

(٨٢٦٤) ترمذي: ٢٥١١ـ صحيح، الباني: ٢٠٣٩ـ ابو داود: ٤٩٠٢ـ ابن ماجه: ٤٢١١ـ احمد: ١٩٨٨٥.

لِصَاحِبِهِ الْعُقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُلَهُ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيْعَةِ الرَّحِمِ)). (رواه الترمذی: ٢٥١١)

گناہ ایسا نہیں جس کے مرتکب کو دنیا میں بھی سزا ملے اور آخرت میں جو اس کے حصے آتی ہے وہ بھی اسے ملے۔'' (الترمذی۔ابوداؤد)

شرح:...... (۱) ہر گناہ برا ہوتا ہے مگر ان گناہوں سے مخلوق کو اذیت پہنچتی ہے اور ان کے حقوق کا ضیاع ہوتا ہے اس لحاظ سے یہ بدترین ہیں اور سزا بھی ان کی جلدی ملتی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی:۳/۶۳۴)

(۲) قطع رحمی کرنے والے کے جنت میں نہ جانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ فی الفور جنت میں نہیں جائے گا۔ بلکہ اپنے اس گناہ کی سزا کے بعد ہی جنت میں جائے گا۔

٨٢٦٥۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا)). (رواه البخاری: ٥٩٩١)

۸۲۶۵۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ادلے کا بدلہ دینے والا تو صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہوتا۔ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جس سے قطع رحمی کی جائے تو وہ پھر بھی صلہ رحمی کرے۔'' (بخاری، ابوداؤد، ترمذی)

٨٢٦٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنِّي وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيُسِيئُوْنَ إِلَيَّ وَأَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُوْنَ عَلَيَّ فَقَالَ: ((لَئِنْ كُنْتَ كَمَاقُلْتَ فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلاَ يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْرٌعَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلَى ذٰلِكَ)). (رواه مسلم: ٢٥٥٨)

۸۲۶۶۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میری قرابت داری ہے اور میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں۔ وہ میرے ساتھ قطع رحمی کرتے ہیں، اور میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں۔ وہ میرے ساتھ بدی کرتے ہیں اور میں ان کے ساتھ نرمی کرتا ہوں۔ وہ میرے شدت وسختی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تو ایسا ہی کرتا ہے جس طرح تو نے بیان کیا ہے تو پھر سارا بوجھ اور ملال تو نے ان پر ڈال دیا ہے۔ تیرے ساتھ ان کے خلاف اللہ کی طرف سے مدد گار قائم رہے گا جب تک تو اس حالت پر قائم رہے گا۔'' (مسلم)

شرح:...... ان میں مکارم اخلاق کی ترغیب ہے کہ حقیقی طور پر وہ آدمی صلہ رحمی والا ہے کہ رشتہ دار اس سے قطع رحمی کرتے ہیں۔ مگر یہ پھر بھی صلہ رحمی کرتا ہے۔ اگر کہے کہ جو مجھ سے ملے گا میں اس سے ملوں گا۔ جو کٹے گا میں کٹ

(٨٢٦٥) بخاری: ٥٩٩١۔ ابو داود: ١٦٩٧۔ ترمذی: ١٩٠٨۔ احمد: ٦٧٤٦.

(٨٢٦٦) مسلم: ٢٥٥٨۔ احمد: ٢٧٤٩٩.

جاؤں گا تو یہ تو بدلہ لینے والا ہوا صلہ رحمی والا نہ ہوا۔

(۲) صلہ رحمی کرنے والے کو راکھ منہ میں ڈالنے والا اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ گرم راکھ کھانے سے تکلیف ہوتی ہے۔ اس نے تو حسن سلوک کیا اپنی ذمہ داری پوری کی اور توڑنے والوں کو جو اس کوتاہی پر گناہ ہوتا ہے وہ اذیت ناک ہوتا ہے۔

اس میں برا سلوک کرنے والے سے احسان کرنے کی ترغیب ہے کہ بعض اوقات حسن سلوک سے برے سلوک والا اس سے باز آجاتا ہے اور حسن سلوک کا آغاز کر دیتا ہے اگر ایسا نہیں کرتا تو رب رحمٰن سے دور ہو جاتا ہے۔

(ریاض الصالحین مع نزہہ: ۱/ ۲۵۷)

٨٢٦٧ــ عَـنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ جِهَـارًا غَيْـرَ سِرٍّ يَقُوْلُ: ((إِنَّ آلَ أَبِي- قَالَ عَمْرٌو فِي كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ بَيَاضٌ- لَيْسُـوْا بِـأَوْلِيَـائِـي إِنَّـمَـا وَلِيِّـيَ اللّٰـهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ)). (رواه البخاري: ٥٩٩٠)

۸۲۶۷۔ ''سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ جہراً فرما رہے تھے پوشیدہ نہیں فرماتے تھے: ''میرے باپ کے قرابت دار (محمد بن جعفر کی کتاب میں شعبہ سے مروی ہے اور یہاں خالی جگہ ہے۔) میرے اولیاء نہیں ہیں میرا ولی تو اللہ ہے اور نیکوکار مؤمن ہیں۔''

٨٢٦٨ــــ وَفِـي رِوَايَةٍ: إِنَّ آلَ أَبِـي يَـعْنِي فُلَانًا. (رواه مسلم: ٢١٥)

۸۲۶۸۔ ''اور ایک روایت میں ہے: ''ابو فلاں کی ال۔''

٨٢٦٩ــــ وَفِـي رِوَايَةٍ: غَيْـرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا. (رواه مسلم: ٢٠٤)

۸۲۶۹۔ ''اور ایک روایت میں ہے: ''مگر ان کے ساتھ میری رشتہ داری ہے جس کا حق میں اچھی طرح ادا کرتا رہوں گا۔'' (الشیخان)

شرح:...... آل بنو فلاں سے مراد ابو طالب یا ابو العاص بن امیہ ہیں یا جو بھی ان میں سے ایمان نہیں لایا وہ مراد ہیں۔ یہ میرے دوست نہیں میرے دوست صرف وہ ہیں جو مسلمان ہوئے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ولایت اور دوستی مسلمان اور مسلمان کے درمیان ہوتی ہے، کافر اور مسلمان کے درمیان نہیں ہوتی۔ تاہم وہ کافر جو لڑتے نہیں ان قریبی رشتہ داروں سے ان کی رشتہ داری کا میں کچھ لحاظ رکھوں گا مگر دین میں نرمی نہیں کروں گا۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آخرت میں ایمان اور اعمال صالحہ کی وجہ سے نفع ہوگا قرابت اور نسب کی وجہ سے نجات نہیں ملے گی۔ یہ جو نظریہ ہے کہ اہل بیت سے محبت یا پیروں کی بیعت یا پیشواؤں کی سفارش نجات دے گی اگرچہ عمل کیسے بھی ہوں۔ ایسا نہیں ہوگا، وہاں صرف عمل کام آئے گا۔

(٨٢٦٧) بخاري: ٥٩٩٠- مسلم: ٢١٥- احمد: ١٧٣٤٨.

(٨٢٦٨) مسلم: ٢١٥- بخاري: ٥٩٩٠- احمد: ١٧٣٤٨.

(٨٢٦٩) مسلم: ٢٠٤- بخاري: ٣٥٢٧- ترمذي: ٣١٨٥- نسائي: ٣٦٤٦- دارمي: ٢٧٣٢- احمد: ٩٥٠١.

اس سے یہ ثابت ہوا کہ دنیا میں صلہ رحمی کرنا واجب ہے۔

٨٢٧٠ـــــ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَوَهِيَ أَرْضٌ يُسَمَّى فِيْهَا الْقِيْرَاطُ فَإِذَا فَتَحْتُمُوْهَا فَأَحْسِنُوْا إِلَى أَهْلِهَا فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا أَوْ قَالَ ذِمَّةً وَصِهْرًا فَإِذَا رَأَيْتَ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِيْهَا فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا)). قَالَ: فَرَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ ابْنَ حَسَنَةَ وَأَخَاهُ رَبِيْعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْهَا. (رواه مسلم: ٢٥٤٣)

٨٢٧٠۔ ''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم مصر کو فتح کرو گے، اس سرزمین میں قیراط ہے۔ جب تم اس ملک کو فتح کرو تو وہاں کی آبادی کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا۔ ان کے لیے معاہدہ بھی ہے اور رشتہ بھی ہے۔ یا فرمایا: وعدہ بھی ہے اور سسرالی رشتہ بھی ہے۔ جب تو دو مرد دیکھے جو ایک اینٹ برابر جگہ کے لیے جھگڑ کر رہے ہوں گے تو وہاں سے فوری طور پر نکل جا۔'' ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ربیعہ اور عبدالرحمٰن بن شرحبیل کو دیکھا جو اینٹ کے برابر جگہ کے لیے جھگڑ رہے تھے تو میں وہاں سے چل دیا۔'' (مسلم)

٨٢٧١ـ عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رضي الله عنها أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً وَلَمْ تَسْتَأْذِنِ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُهَا الَّذِي يَدُوْرُ عَلَيْهَا فِيْهِ قَالَتْ أَشَعَرْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنِّي أَعْتَقْتُ وَلِيْدَتِي؟ قَالَ: ((أَوَفَعَلْتِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ: ((أَمَا إِنَّكِ لَوْأَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ)). (رواه البخاري: ٢٥٩٢)

٨٢٧١۔ ''ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی آزاد کی اور آپ ﷺ سے اجازت طلب نہیں کی۔ پس جس دن ان کی باری تھی اور رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ کو پتہ چلا ہے کہ میں نے اپنی ایک لونڈی آزاد کر دی ہے؟ فرمایا: تو آزاد کر چکی ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں۔ فرمایا: اگر تو اس کو اپنے کسی ماموں کو دے دیتی تو تیرا ثواب زیادہ ہوتا۔'' (الشیخان، ابوداؤد)

٨٢٧٢ـ عَنْ سَلْمَانَ بْنَ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَعَلَى ذِي الرَّحِمِ اثْنَتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ)). (رواه النسائی: ٢٥٨٢)

٨٢٧٢۔ ''سیدنا سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''مسکین پر صدقہ کرنا تو ایک صدقہ ہی ہے، جبکہ قرابت دار پر صدقہ کرنا دوہرا اجر ہے، وہ صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔'' (النسائی)

(٨٢٧٠) مسلم: ٢٥٤٣.

(٨٢٧١) بخاری: ٢٥٩٢۔ مسلم: ٩٩٩۔ ابو داود: ١٦٩٠۔ احمد: ٢٦٢٧٧.

(٨٢٧٢) نسائی: ٢٥٨٢۔ صحیح، البانی: ٢٤٢٠۔ ابن ماجه: ١٨٤٤۔ دارمی: ١٦٨٠۔ احمد: ٢٧٥٤٤.

٨٢٧٣۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((إِنَّ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ تُعْرَضُ كُـلَّ خَـمِيْـسٍ لَيْـلَةَ الْجُمُعَةِ فَلاَ يُقْبَلُ عَمَلُ قَاطِعِ رَحِمٍ)). (رواه أحمد: ٩٩٠٢)

۸۲۷۳۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: ''اولاد آدم کے اعمال ہر جمعرات، یعنی جمعہ کی رات کو پیش کیے جاتے ہیں پس قطع رحمی کرنے والے کے اعمال قبول نہیں کیے جاتے۔'' (احمد)

شرح:...... بیوی جس چیز کی مالک ہو وہ اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اسے صرف کر سکتی ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ قریبی رشتہ دار جو مسکین اور محتاج ہو اس پر صدقہ کرنا افضل عمل ہے۔ کیونکہ اس سے صلہ رحمی اور صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ قطع رحمی اتنا منحوس عمل ہے کہ مغفرت میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ (نزہۃ المتقین: ۱/۲۶۰)

٨٢٧٤۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَـا زَالَ يُـوْصِيْـنِـي جِبْرِيْلُ بِالْجَارِ حَتَّى ظَـنَـنْـتُ أَنَّـهُ سَيُوَرِّثُهُ)). (رواه البخاري: ٦٠١٤)

۸۲۷۴۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام ہمیشہ مجھے ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ عنقریب وہ اس کو وارث بنا دیں گے۔''

٨٢٧٥۔ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو ذُبِـحَـتْ لَـهُ شَـاةٌ فِي أَهْلِهِ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: أَهْـدَيْتُـمْ لِجَارِنَا الْيَهُوْدِيِّ؟ أَهْدَيْتُمْ لِجَارِنَا الْيَهُـوْدِيِّ؟ سَـمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَـا زَالَ جِبْـرِيْـلُ يُـوْصِيْنِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَـنَـنْـتُ أَنَّـهُ سَيُوَرِّثُهُ)). (رواه الترمذي: ١٩٤٣)

۸۲۷۵۔ ''مجاہد کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ گھر والوں نے بکری ذبح کرائی پھر جب وہ گھر آئے تو کہا: کیا تم نے ہمارے ہمسائے یہودی کو تحفہ دیا ہے؟ کیا تم نے ہمارے یہودی ہمسائے کو تحفہ بھیج دیا ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: جبریل علیہ السلام ہمیشہ مجھے ہمسائے کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ عنقریب وہ اس کو وارث قرار دے دیں گے۔'' (ابوداود، ترمذی بلفظہ)

(٨٢٧٣) احمد: ٩٩٠٢۔ ورجاله ثقات، مسلم: ٢٥٦٥۔ ابو داود: ٤٩١٦۔ ترمذی: ٧٤٧۔ ابن ماجه: ١٧٤٠۔ دارمی: ١٧٥١۔ موطا: ١٦٨٦.

(٨٢٧٤) بخاری: ٦٠١٤۔ مسلم: ٢٦٢٤۔ ابو داود: ٥١٥١۔ ترمذی: ١٩٤٢۔ ابن ماجه: ٣٦٧٣۔ احمد: ٢٥٠١٢.

(٨٢٧٥) ترمذی: ١٩٤٣۔ صحیح (البانی): ١٥٨٥۔ ابوداؤد: ٥١٥٢.

٨٢٧٦ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشْكُو جَارَهُ فَقَالَ: ((اذْهَبْ فَاصْبِرْ)) فَأَتَاهُ مَرَّتَيْنِ أَوْثَلاثًا فَقَالَ: ((اذْهَبْ فَاطْرَحْ مَتَاعَكَ فِي الطَّرِيقِ)). فَطَرَحَ مَتَاعَهُ فِي الطَّرِيقِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَسْأَلُونَهُ فَيُخْبِرُهُمْ خَبَرَهُ فَجَعَلَ النَّاسُ يَلْعَنُونَهُ وَفَعَلَ اللّٰهُ بِهِ وَفَعَلَ وَفَعَلَ فَجَاءَ إِلَيْهِ جَارُهُ فَقَالَ لَهُ ارْجِعْ لاتَرَى مِنِّي شَيْئًا تَكْرَهُهُ. (رواه أبوداود: ٥١٥٣)

٨٢٧٦ـ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد نے نبی ﷺ کے پاس آ کر اپنے ہمسائے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور صبر کرو، پھر وہ دو یا تین بار آپ ﷺ کے پاس آیا۔ بالآخر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اپنا سامان نکال کر راستے پر رکھ دے'' تو اس نے ایسا ہی کیا۔ لوگ اس سے پوچھتے تھے تو وہ اپنے ہمسائے کا طرز بتا دیتا تھا، پس لوگ اس کے ہمسائے کو لعنت کرتے اور بد دعا دیتے۔ کوئی کہتا: اللہ اس کے ساتھ ایسا ہی کرے۔ پھر اس کے پاس اس کا ہمسایہ آیا اور اس نے کہا: اپنے گھر لوٹ جا، آئندہ میری طرف سے کوئی غلط حرکت نہیں دیکھے گا۔'' (ابوداؤد)

٨٢٧٧ـ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((وَاللّٰهِ! لاَيُؤْمِنُ وَاللّٰهِ! لا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ! لا يُؤْمِنُ)) قِيلَ: وَمَنْ يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ الَّذِي لاَيَأْمَنُ جَارُهُ بَوَايِقَهُ. (رواه البخاري: ٦٠١٦)

٨٢٧٧ـ ''سیدنا ابو شریح رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ''قسم اللہ کی وہ مؤمن نہیں، قسم اللہ کی وہ ایمان نہیں لایا، قسم اللہ کی وہ ایماندار نہیں ہے۔'' عرض کیا گیا: وہ کون ہے اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: ''وہ جس کی ایذا سے ہمسایہ محفوظ نہیں۔''

٨٢٧٨ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَ الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ كَانَ فِي حَائِطِ جَدِّهِ رَبِيعٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَأَرَادَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنْ يُحَوِّلَهُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْحَائِطِ هِيَ أَقْرَبُ إِلَى أَرْضِهِ فَمَنَعَهُ صَاحِبُ الْحَائِطِ فَكَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ فِي ذٰلِكَ فَقَضَى لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ بِتَحْوِيلِهِ. (رواه مالك: ١٤٦٤)

٨٢٧٨ـ ''عمرو بن یحیٰی المازنی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: اس کے دادا کے باغ میں سے ابن عوف کی پانی کی نالی گذرتی تھی اور ابن عوف نے اس کو دوسری جگہ سے نکالنا چاہا جو اس کی زمین سے زیادہ قریب پڑتی تھی تو باغ کے مالک نے انہیں منع کر دیا۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے حق میں نالی تبدیل کرنے کا فیصلہ دیا۔''

(٨٢٧٦) ابوداؤد: ٥١٥٣ـ حسن صحیح (البانی): ٤٢٩٢.
(٨٢٧٧) بخاری: ٦٠١٦ـ احمد: ١٥٩٣٥.
(٨٢٧٨) مؤطا: ١٤٦٤.

٨٢٧٩ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَ الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ ضَرَرَ وَلاَ ضِرَارَ)). (رواه مالك: ١٤٦١)

۸۲۷۹۔ ''عمرو بن یحیٰی المازنی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ تم کسی کو ضرر پہنچاؤ نہ تمہیں کوئی ضرر پہنچائے۔''

٨٢٨٠ـ عَنْ أَبِيْ صِرْمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللّٰهُ بِهِ وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ)). (رواه الترمذي: ١٩٤٠)

۸۲۸۰۔ ''سیدنا ابوصرمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نقصان پہنچایا اللہ اس کو نقصان پہنچائے گا اور جس نے کسی کو تنگی میں ڈالا اللہ تعالیٰ اس کو مشقت میں ڈالے گا۔'' (ترمذی)

٨٢٨١ـ عَنْ أَنَسٍ، رَفَعَهُ: مَا آمَنَ بِي مَاتَ شَبْعَانٌ وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يَعْلَمُ بِهِ. (للكبير: ٧٥١، والبزار)

۸۲۸۱۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''وہ میرے اوپر ایمان نہیں لایا جس نے سیر ہو کر رات بسر کی اور اس کا ہمسایہ بھوکا سویا اور وہ جانتا بھی تھا۔'' (البزار)

٨٢٨٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: حَقُّ الْجَارِ أَرْبَعِيْنَ دَارًا هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَمِيْنًا وَشِمَالاً وَقُدَّامُ وَخَلْفُ. (للموصلي: ٥٩٨٢، بضعف)

۸۲۸۲۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ہمسائیگی کا حق چالیس گھروں تک پھیلا ہوتا ہے۔ اس طرف بھی اور اس طرف بھی، اور اس طرف بھی اور اُس طرف بھی، یعنی دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے۔'' (موصلی، سند ضعیف ہے)

٨٢٨٣ـ عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، رَفَعَهُ: ثَلاَثَةٌ مِنَ الْعَوَاقِرِ إِنَّ أَحْسَنْتَ لَمْ يُشْكَرْ، وَإِنْ أَسَأْتَ لَمْ يُغْفَرْ، وَجَارُسُوْءٍ إِنْ رَأَى خَيْرًا دَفَنَهُ، وَإِنْ رَأَى شَرًّا أَذَاعَهُ، وَامْرَأَةٌ إِنْ حَضَرْتَ آذَتْكَ، وَإِنْ غِبْتَ عَنْهَا خَانَتْكَ. (للكبير: ١٨/ ٣١٨ـ٣١٩)

۸۲۸۳۔ ''سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''تین افراد بہت مضر ہوسکتے ہیں: ایک وہ حاکم جس کے ساتھ تو نیکی کرے اور وہ شکر ادا نہ کرے اور اگر تو بدی کرے تو معاف نہ کرے اور دوسرا برا ہمسایہ اگر تیری خوبی دیکھے تو چھپا دے اور اگر بدی دیکھے تو اسے پھیلائے اور بری عورت۔ اگر تو حاضر ہو تو تجھے ایذا پہنچائے اور اگر غائب ہو تو تیری خیانت کرے۔'' (الکبیر)

(٨٢٧٩) مؤطا: ١٤٦١.

(٨٢٨٠) ترمذی: ١٩٤٠ـ حسن (البانی): ١٥٨٤ـ ابوداؤدا.

(٨٢٨١) طبرانی کبیر: ٧٥١ـ هزار اساد البزار حسن هیثمی: ١٣٥٥٤١.

(٨٢٨٢) موصلی: ٥٩٨٢ـ عن شيخه محمد بن جامع العطار وهوضعيف وحدث كعب بن مالك اذى الجار هيثمى: ١٣٥٥٩١.

(٨٢٨٣) طبرانی کبیر: ١٨/٣١٨ـ وفية محمد بن عصامربن يزيد ذكره ابن ابى حاتم ولم يجرحه ولم يوثقه وبقية رجاله وثقوه هيثمى: ١٣٥٦٠.

٨٢٨٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ فُلاَنَةَ يُذْكَرُمِنْ كَثْرَةِ صَلاَتِهَا وَصِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَيْرَ أَنَّهَا تُؤْذِي جِيْرَانَهَا بِلِسَانِهَا، قَالَ: ((هِيَ فِي النَّارِ)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِنَّ فُلاَنَةَ يُذْكَرُمِنْ قِلَّةِ صِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلاَتِهَا وَإِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالأَثْوَارِمِنَ الأَقِطِ وَلاَ تُؤْذِي جِيْرَانَهَا بِلِسَانِهَا. قَالَ: ((هِيَ فِي الْجَنَّةِ)). (رواه أحمد: ٩٣٨٣، والبزار)

٨٢٨٤۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد نے کہا: یا رسول اللہ! فلاں عورت کی کثرت نماز اور کثرت صدقات اور کثرت صیام کا ذکر کیا جاتا ہے مگر وہ اپنے ہمسائے کو زبانی ایذا پہنچاتی ہے۔ فرمایا: ''پھر وہ آگ میں جائے گی۔'' تو اس مرد نے عرض کی: یارسول اللہ! ایک عورت کے روزے اور نماز کا ذکر تو کم ہی کیا جاتا ہے اور صدقہ بھی بہت کم دیتی ہے لیکن وہ اپنی زبان سے کسی ہمسائے کو ایذا نہیں پہنچاتی۔ آپ نے فرمایا: ''وہ جنت میں جائے گی۔'' (احمد، البزار)

شــــرح: ......خلاصہ یہ ہے کہ ہمسائے کے تین حقوق ہیں: (١) مشرک یا غیر مسلم پڑوسی کے لئے صرف ایک حق ہمسائیگی ہے۔ (٢) مسلمان ہمسائے کے دو حق ہیں اس کے لیے ایک حق ہمسائیگی کا ہے اور دوسرا حق مسلمانی کا ہے۔ (٣) مسلمان رشتہ دار ہمسائے کے تین حقوق ہیں۔ ایک مسلمانی کا حق۔ دوسرا رشتہ داری کا حق اور تیسرا ہمسائیگی کا حق ہے۔ ان احادیث میں یہ سب حقوق بیان ہوئے ہیں۔

یہاں ہمسائے کے حقوق کا خیال نہ رکھنے والے اور اسے ہلاکت میں ڈالنے والے سے ایمان کی نفی کا مطلب یہ نہیں کہ یہ بالکل ایمان سے خارج ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کامل ایمان نہیں ہوتا۔

ہمسائے سے سالن سے حسن سلوک کی تلقین اس وجہ سے کی گئی ہے کہ پڑوس میں رہنے کی وجہ سے ہمسایوں کی اہمیت کم ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے دوری پیدا ہوسکتی ہے۔ اس لیے تلقین کی گئی ہے کہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو، مالدار ہو یا غیر مالدار ہو، آپس میں تحائف کا تبادلہ ہوتا کہ صلہ رحمی مضبوط ہو اور دلوں میں محبت اترے۔

اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ جو بھی ہمسائے کو یا غیر کو مال میں، جان میں اور عزت میں ناحق تکلیف پہنچاتا ہے یا ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مضرت اور مشقت میں مبتلاء کرے۔ (جائزۃ الاحوذی: ٣/ ٢٩٥)

الرحمة والضيافة والزيارة

شفقت، ضیافت اور دوستوں کی زیارت کا بیان

٨٢٨٥۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَبْلُغُ بِهِ

٨٢٨٥۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

(٨٢٨٤) احمد: ٣٩٨٣۔ بزار، رجاله ثقات هيثمي: ١٣٥٦٢.

(٨٢٨٥) ابو داؤد: ٤٩٤١۔ صحيح (البانی): ٤١٣٢۔ ترمذی: ١٩٢٤.

النَّبِيَّ ﷺ: ((الرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ ارْحَمُوْا أَهْلَ الأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ)). (رواه أبوداود: ٤٩٤١)

مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''مہربانوں پر رحمٰن مہربانی کرتا ہے، تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والاتم پر رحم کرے گا۔''

شرح: ......یعنی زمین میں آدمی ہو یا حیوان ہوان پر رحم کریں، انہیں قتل وغارت کا نشانہ نہ بنائیں، ان سے شفقت کا سلوک کریں، ان پر احسان کریں تو آسمان کے فرشتے اور رحمان رب ایسے لوگوں پر مہربانی کرے گا اور ان پر احسان کرے گا۔

لیکن یہ رحمت کتاب وسنت کی ماتحتی میں ہو اور حدود اللہ قائم کرنا اور حرمت الٰہی کی خاطر انتقام لینا رحمت کے منافی نہیں کیونکہ ان میں رحمت ہی کارفرما ہے کہ برائیوں سے روکنے کے لیے حدود رکھی ہیں۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۴۰)

کرو مہربانی تم اہل زمین پر

خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

٨٢٨٦ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمَ ﷺ يَقُوْلُ: ((لاَ تُنْزَعُ الرَّحِمَةُ إِلَّامِنْ شَقِيٍّ)). (رواه الترمذي: ١٩٢٣)

۸۲۸۶۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے ابو القاسم ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: ''مہربانی نہیں سلب کی جاتی مگر بدنصیب سے۔'' (ابوداؤد، ترمذی بلفظہ)

٨٢٨٧ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيْمِيُّ جَالِسًا فَقَالَ الأَقْرَعُ: إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا فَنَظَرَإِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ لاَيَرْحَمُ لاَ يُرْحَمُ)). (رواه البخاري: ٥٩٩٧)

۸۲۸۷۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بوسہ دیا تو اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس موجود تھے۔ انہوں نے کہا: میرے دس بیٹے ہیں اور میں نے کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا پھر فرمایا: ''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔'' (الشیخان، الترمذی، ابوداؤد)

٨٢٨٨ـ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: تُقَبِّلُوْنَ الصِّبْيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوَ أَمْلِكُ لَكَ

۸۲۸۸۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک اعرابی آیا اور نبی کریم سے عرض کی کہ آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہو اور ہم نہیں دیتے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں کیا کر

(٨٢٨٦) ترمذي: ١٩٢٣ـ حسن (البانی): ١٥٦٨ـ ابو داؤد: ٤٩٤٢.

(٨٢٨٧) بخاری: ٥٩٩٧ـ مسلم: ٢٣١٨ـ ابو داؤد: ٥٢١٨ـ احمد: ٧٥٩٢.

(٨٢٨٨) بخاری: ٥٩٩٨ـ مسلم: ٢٣١٧ـ ابن ماجه: ٣٦٦٥ـ احمد: ٢٣٧٧٠.

أَنْ نَـزَعَ الـلّٰـهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحِمَةَ)). (رواه البخاري: ٥٩٩٨)

سکتا ہوں اگر اللہ نے تیرے دل سے رحمت نکال دی ہو۔'' (الشیخان)

شرح: ......مخلوق خدا سے شفقت نہ کرنا اور رحم دلی اختیار نہ کرنا بد بخت لوگوں کا کام ہے جو دنیا میں تھک جائے گا اور آخرت میں سزا پائے گا۔ (مرقاۃ: ۹/ ۲۲۶)

۸۲۸۹ـــ عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَـالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَـمَّـا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِـي كِتَابِهِ فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ إِنَّ رَحْـمَتِـي غَـلَبَـتْ غَـضَبِي)). (رواه البخاري: ٣١٩٤)

۸۲۸۹۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو اپنی کتاب میں لکھا اور وہ اللہ کے پاس عرش پر ہے: ''میری رحمت ،میرے غضب پر غالب ہے۔'' (بخاری)

شرح: ...... جب کائنات کو رب تعالیٰ نے پیدا کیا اور اس سے فارغ ہوا تو قلم کو حکم دیا کہ لوح محفوظ میں لکھ دے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

رحمت کے غالب آنے کا مطلب ہے کہ غضب اللہ تعالیٰ تب کرتے ہیں جب کوئی اس کی صورت پیدا کرتا ہے اور رحمت غیر مستحق تک بھی پھیلی ہوئی ہے۔

ایک بچہ ماں کے پیٹ میں ہے، پھر ماں کا دودھ پیتا ہے، پھر اس کا دودھ چھڑایا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اسے مل رہا ہے مگر اللہ کی اطاعت کا اس نے کوئی کام نہیں کیا۔ اس پر غضب الٰہی نہیں آتا۔

مگر غضب اس وقت ہوتا ہے جب بندہ سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ (فتح الباری: ۹/ ۲۹۲)

۸۲۹۰۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لِـلّٰـهِ مِـائَةَ رَحْـمَةٍ أَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالإِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ فَبِهَـا يَتَـعَـا طَـفُـوْنَ وَبِهَـا يَتَرَا حَمُوْنَ وبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلَى وَلَدِهَا وَأَخَّرَاللّٰهُ تِسْعًا وَتِسْـعِيْـنَ رَحْـمَةً يَـرْحَـمُ بِهَـا عِبَـادَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). (رواه مسلم: ٢٧٥٢)

۸۲۹۰۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے سو حصہ رحمت ہے، اس میں سے ایک حصہ اس نے رحمت نازل کی ہے جو جنات، انسان، حیوان اور تمام حشرات کے درمیان پائی جاتی ہے۔ وہ اسی کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ شفقت بھی کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ رحم وکرم سے بھی پیش آتے ہیں اور اسی کے سبب درندے اپنے بچوں پر شفقت

(۸۲۸۹) بخاری: ٣١٩٤۔ مسلم: ٢٧٥١۔ ترمذی: ٣٥٤٣۔ ابن ماجه: ١٨٩۔ احمد: ٩٣١٤.

(۸۲۹۰) مسلم: ٢٧٥٢۔ بخاری: ٦٠٠٠۔ ترمذی: ٣٥٤١۔ ابن ماجه: ٤٢٩٣۔ دارمی: ٢٧٨٥۔ احمد: ١٠٢٩٢.

رکھتے ہیں۔ننانوے درجے رحمت اللہ نے باقی رکھی ہے۔اس رحمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحمت نازل فرمائے گا۔''

۸۲۹۱ــــ وَفِي رِوَايَةٍ: ((فَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْأَسْ مِنَ الْجَنَّةِ وَلَوْيَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ)). (رواه البخاري: ٦٤٦٩)

۸۲۹۱۔ایک روایت میں ہے: ''اگر کافر کو پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس رحمت کس قدر ہے تو وہ جنت سے کبھی مایوس نہ ہو، اور اگر مؤمن کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کے نزدیک کتنا بڑا عذاب ہے تو وہ آگ اور جہنم سے کبھی بے خوف نہ ہو۔'' (بخاری)

شرح: ......رحمت اللہ تعالیٰ کا خاص وصف ہے جس طرح اس کی شان کے لائق ہے وہ صفت رحمت سے متصف ہے۔اس کی رحمت کے سو اجزاء ہیں۔ان میں سے ننانوے اس نے اپنے پاس رکھے ہیں کہ جنت میں داخل کرتے وقت وہ انہیں استعمال کرے گا۔دنیا میں ابھی ایک حصہ ہے جو ہر چیز پر چھایا ہے حتی کہ جانور بھی بچے پر اسی سے پیار کرتا ہے اور پوری دنیا آسمان سے لے کر زمین تک جو ایک انتظام سے چل رہی ہے، یہ فوائد حاصل ہو رہے ہیں یہ سب اس ایک رحمت کا صلہ ہے اور روز قیامت اللہ تعالیٰ کی سو گنا رحمت ہوگی۔یہی وجہ ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ انتقام کی بجائے رحمت زیادہ بروئے کار لائیں گے اور ایمانداروں کو جنت کے اعلیٰ درجات میں فائز کریں گے اور کافر کو بھی رحمت سے مایوس نہیں کیا۔اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ ایمانداروں کو مسرت افزا باتیں سنائی جائیں نیز ان احادیث میں اللہ تعالیٰ سے امید افزائی کا درس ہے۔(فتح الباری: ۴۳۲/۱۰)

۸۲۹۲ــ عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ سَبْيٌ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ السَّبْيِ قَدْ تَحْلُبُ ثَدْيَهَا تَسْقِي إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ فَأَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتَرَوْنَ هٰذِهِ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟)) قُلْنَا لَا وَهِيَ تَقْدِرُعَلَى أَنْ لَا تَطْرَحَهُ. فَقَالَ: ((لَلّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا)). (رواه البخاري: ٥٩٩٩)

۸۲۹۲۔''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس قیدی لائے گئے۔ان میں ایک عورت تھی جس کی چھاتی دودھ سے بھری ہوئی تھی اور وہ دوڑ رہی تھی۔اچانک ان قیدیوں میں سے ایک بچہ اسے ملا۔اس نے جھٹ سے اپنی چھاتی سے لگا لیا اور اسے دودھ پلانے لگی۔آپ ﷺ نے فرمایا: اس عورت کے متعلق یہ سوچ سکتے ہو کہ یہ اپنے بچے کو آگ میں ڈال دے گی؟ ہم نے عرض کی: اللہ کی قسم! اگر اس کو اختیار ہو تو کبھی اس کو آگ میں نہیں ڈالے گی۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ

(۸۲۹۱) بخاری: ٦٤٦٩۔ مسلم: ٢٧٥٢۔ ترمذی: ٣٥٤١۔ ابن ماجه: ٤٢٩٣۔ دارمی: ٢٩٨٥۔ احمد: ١٠٢٩٢.
(۸۲۹۲) بخاری: ٥٩٩٩۔ مسلم: ٢٧٥٤.

اپنے بندوں پر زیادہ مہربان ہے بہ نسبت اس عورت کے اپنے بچے پر مہربانی اور شفقت رکھنے سے۔'' (الشیخان)

شــرح: ......انسان کو ہمیشہ اپنے اللہ وحدہٗ لاشریک کے ساتھ وابستہ رہنا چاہیے۔ کیونکہ دنیا میں جو سب سے زیادہ رحم والا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھی ننانوے گنا زیادہ رحم والا ہے لہٰذا ہر عقل مند کو اس زیادہ رحمت والے سے تعلق رکھنا چاہیے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قیدی خواتین کو ضرورت کے تحت دیکھنا جائز ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ذہن کے قریب کرنے کے لیے کسی مسئلہ کو مثال کے ذریعے بتانے کی اجازت ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۴۳۱)

٨٢٩٣ــ عَنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((بَيْنَـا رَجُلٌ يَمْشِي فَاشْتَدَّ عَـلَيْـهِ الْـعَـطَشُ فَنَزَلَ بِئْرًا فَشَرِبَ مِنْهَا ثُمَّ خَـرَجَ فَـإِذَا هُـوَ بِكَلْبٍ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِـنَ الْعَطَشِ فَقَالَ: لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا مِثْلُ الَّذِيْ بَـلَـغَ بِي فَمَلاَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيْهِ ثُمَّ رَقِيَ فَسَـقَـى الْـكَـلْـبَ فَشَكَرَاللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَلَهُ)) قَـالُـوْا: يَـارَسُـوْلَ اللّٰهِ! وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْـرًا؟ قَـالَ: ((فِـي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ)). (رواه البخاري: ٢٣٦٣)

۸۲۹۳۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مرد راستے پر جا رہا تھا کہ اس کو بہت زیادہ پیاس لگی۔ اس کو ایک کنواں نظر آیا۔ اس نے اُتر کر اس سے پانی پیا، پھر باہر نکلا تو دیکھا کہ کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے گارا چاٹ رہا ہے۔ مرد نے سوچا کہ اس کتے کو بھی اتنی پیاس پہنچی ہے جتنی مجھے پیاس پہنچی تھی، چنانچہ وہ کنویں میں اُترا اور اپنے موزے میں پانی ڈال کر موزے کا منہ اس نے اپنے منہ میں پکڑا اور باہر آ گیا اور کتے کو پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول کیا اور اس کو بخش دیا'' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! حیوانوں میں بھی ہمارے لیے اجر وثواب ہے؟ فرمایا: ''ہر تازہ جگر والی (جاندار) چیز میں اجر ہے۔'' (بخاری)

٨٢٩٤ــ عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ امْـرَأَـةً بَـغِيًّـا رَأَتْ كَلْبًا فِي يَوْمٍ حَارٍّيُطِيْفُ بِبِـئْـرٍ قَدْ أَدْلَعَ لِسَانَهُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَعَتْ لَهُ بِمُوْقِهَا فَغُفِرَلَهَا. (رواه مسلم: ٢٢٤٥)

۸۲۹۴۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ''ایک فاحشہ عورت نے ایک کتا کنویں کے آس پاس پیاس سے زبان لٹکائے ہوئے پھرتا دیکھا تو اس نے اپنے موزے سے پانی نکال کر اس کو پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔'' (مسلم)

(٨٢٩٣) بخاری: ٢٣٦٣۔ مسلم: ٢٢٤٤۔ ابو داؤد: ٢٥٥٠۔ احمد: ١٠٣٢١۔ مالك: ١٧٢٩.

(٨٢٩٤) مسلم: ٢٢٤٥۔ بخاری: ٣٣٢١۔ احمد: ١٠٢٠٥.

٨٢٩٥ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((دَخَلَتِ امْرَأَةٌ النَّارَفِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الأَرْضِ)). (رواه البخاري: ٣٣١٨)

٨٢٩٥۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''ایک عورت ایک بلّی کی وجہ سے آگ میں داخل ہوئی۔ اس نے بلّی کو باندھ دیا، نہ تو کچھ کھلایا اور نہ آزاد کیا کہ وہ زمین کی گھاس وغیرہ کھاتی۔'' (الشیخان)

٨٢٩٦ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: أَرْدَفَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَلْفَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيْثًا لاَ أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ وَكَانَ أَحَبُّ مَا اسْتَتَرَبِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ هَدَفًا أَوْحَائِشَ نَخْلٍ، قَالَ فَدَخَلَ حَائِطًا لِرَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِفَإِذَا جَمَلٌ فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَمَسَحَ ذِفْرَاهُ فَسَكَتَ، فَقَالَ: ((مَنْ رَبُّ هٰذَا الْجَمَلُ)) لِمَنْ هٰذَا الْجَمَلِ فَجَاءَ فَتًى مِنَ الأَنْصَار فَقَالَ: لِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((أَفَلاَ تَتَّقِي اللّٰهَ فِي هٰذِهِ الْبَهِيْمَةِ الَّتِي مَلَّكَكَ اللّٰهُ إِيَّاهَا، فَإِنَّهُ شَكَا إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيْعُهُ وَتُدْئِبُهُ)). (رواه أبوداود: ٢٥٤٩)

٨٢٩٦۔ ''سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنا ردیف بنایا اور اپنے پیچھے سوار کیا، پھر آپ ﷺ نے مجھے ایک حدیث سنائی جو میں کسی کے سامنے بیان نہیں کرونگا۔ آپ ﷺ کو قضائے حاجت کے لیے یا تو ٹیلہ پسند تھا یا کھجوروں کا جھمگھٹا، پس آپ ﷺ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے تو اس میں ایک اونٹ دیکھا۔ اونٹ آپ ﷺ کو دیکھ کر آواز دیتا اور روتا تھا اور اس کے آنسو جاری ہو گئے تھے پس آپ ﷺ اس کے قریب گئے اور اس کے دوشانوں پر ہاتھ رکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اونٹ کس کا ہے؟ ایک انصاری جوان آیا اور کہا: یہ میرا اونٹ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس بے زبان کے بارے میں اللہ کا خوف کرنا چاہیے۔ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اس کو بھوکا رکھتا ہے اور اس سے مشقت زیادہ لیتا ہے۔'' (ابوداود)

٨٢٩٧ــ عَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ قَالَ: مَرَّرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعِيْرٍقَدْ لَحِقَ ظَهْرَهُ بِبَطْنِهِ، فَقَالَ: ((اتَّقُوْا اللّٰهَ فِي هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ، فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةً وَكُلُوْهَا

٨٢٩٧۔ ''سیدنا سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گذر ایک اونٹ کے پاس سے ہوا جس کا پیٹ اس کی پشت کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان بے زبان حیوانات کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے

(٨٢٩٥) بخاری: ٣٣١٨۔ مسلم: ٢٢٤٢۔ دارمی: ٢٨١٤.

(٨٢٩٦) ابو داؤد: ٢٥٤٩۔ صحیح (البانی): ٢٢٢٢۔ مسلم: ٣٤٢۔ ابن ماجه: ٣٤٠۔ دارمی: ٦٦٣۔ احمد: ١٧٤٧.

(٨٢٩٧) ابو داؤد: ٢٥٤٨۔ صحیح: ٢٢٢١۔ احمد: ١٧١٧٣.

صَالِحَةً)) . (رواه أبوداود: ٢٥٤٨)

ڈرتے رہو۔ یہ صحت مند ہوں تو ان پر سواری کرو اور صحت مند ہوں تو ذبح کرو اور کھاؤ۔'' (ابوداؤد)

٨٢٩٨ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوْا ظُهُوْرَدَوَابِّكُمْ مَنَابِرَ، فَإِنَّ اللّٰهَ إِنَّمَا سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُبَلِّغَكُمْ إِلَى بَلَدٍلَمْ تَكُوْنُوْا بَالِغِيْهِ إِلَّا بِشِقِّ الأَنْفُسِ، وَجَعَلَ لَكُمُ الأَرْضَ فَعَلَيْهَا فَاقْضُوْا حَاجَتَكُمْ)) . (رواه أبوداود: ٢٥٦٧)

٨٢٩٨۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: حیوان کی پشت کو منبر بنانے سے پرہیز کرو۔ اللہ نے ان کو تمہاری تحویل میں اس لیے دیا تاکہ تم کو اس شہر تک پہنچائیں جہاں تک تم جان پر مشقت ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے تھے، اور اللہ نے تمہارے لیے زمین بنائی ہے تم اس پر اپنی ضروریات پوری کیا کرو۔'' (ابوداود)

٨٢٩٩ـ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَاءَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تَفْرُشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ فَجَعَ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا رُدُّوْا وَلَدَهَا إِلَيْهَا)) وَرَأَى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَا هَا فَقَالَ: ((مَنْ حَرَّقَ هٰذِهِ؟)) قُلْنَا نَحْنُ قَالَ: ((إِنَّهُ لاَيَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّارَبُّ النَّارِ)) . (رواه أبوداود: ٢٦٧٥)

٨٢٩٩۔ ''عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے پس آپ ﷺ اپنی ضرورت کے لیے دور چلے گئے ہم نے ایک پرندہ دیکھا جس کے ساتھ دو بچے تھے تو ہم نے اس کے دونوں بچے پکڑ لیے۔ وہ مادہ پرندہ آ کر ہمارے سروں پر گھومنے لگا۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: اس پرندے کو اس کے بچوں کے بارے میں کس نے مصیبت میں مبتلا کیا ہے؟ اس کے بچے اس کو واپس کرو، اور آپ ﷺ نے چیونٹی کا سوراخ دیکھا جو ہم نے جلا دیا تھا تو آپ نے فرمایا: یہ کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کی: ہم نے جلایا ہے۔ فرمایا: ''کسی کے لیے مناسب نہیں کہ آگ کا عذاب دے مگر آگ کا مالک۔'' (ابوداود)

٨٣٠٠ـ عَنْ عَامِرٍ الرَّامِ قَالَ إِنِّي لَبِبِلاَدِنَا إِذْ رُفِعَتْ لَنَا رَايَاتٌ وَأَلْوِيَةٌ فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟

٨٣٠٠۔ ''عامر الرام (تیر انداز) کہتے ہیں: ہم اپنے علاقے میں تھے۔ ہم نے جھنڈے بلند ہوتے دیکھے تو میں نے پوچھا:

(٨٢٩٨) ابو داؤد: ٢٥٦٧ـ صحيح (البانی): ٢٢٣٨.

(٨٢٩٩) ابو داؤد: ٢٦٧٦ـ صحيح (البانی: ٢٣٢٩ـ احمد: ٣٨٢٥.

(٨٣٠٠) ابو داؤد: ٢٠٨٩ـ ضعيف (البانی): ٦٧٩.

قَالُوْا: هٰذَا لِوَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ تَحْتَ شَجَرَةٍ قَدْ بُسِطَ لَهُ كِسَاءٌ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَيْهِ وَقَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ أَصْحَابُهُ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ فَذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْأَسْقَامَ، فَقَالَ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَصَابَهُ السَّقَمُ ثُمَّ أَعْفَاهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضَى مِنْ ذُنُوْبِهِ وَمَوْعِظَةً لَهُ فِيْمَا يَسْتَقْبِلُ، وَإِنَّ الْمُنَافِقَ إِذَا مَرِضَ ثُمَّ أُعْفِيَ كَانَ كَالْبَعِيْرِ عَقَلَهُ أَهْلُهُ ثُمَّ أَرْسَلُوْهُ فَلَمْ يَدْرِ لِمَ عَقَلُوْهُ وَلَمْ يَدْرِ لِمَ أَرْسَلُوْهُ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ حَوْلَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا الْأَسْقَامُ؟ وَاللّٰهِ! مَا مَرِضْتُ قَطُّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُمْ عَنَّا فَلَسْتَ مِنَّا)) فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ كِسَاءٌ وَفِي يَدِهِ شَيْءٌ قَدِ الْتَفَّ عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي لَمَّا رَأَيْتُكَ أَقْبَلْتُ إِلَيْكَ فَمَرَرْتُ بِغَيْضَةِ شَجَرٍ فَسَمِعْتُ فِيْهَا أَصْوَاتَ فِرَاخِ طَائِرٍ فَأَخَذْتُهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ فِي كِسَائِي فَجَاءَتْ أُمُّهُنَّ فَاسْتَدَارَتْ عَلَى رَأْسِي فَكَشَفْتُ لَهَا عَنْهُنَّ فَوَقَعَتْ عَلَيْهِنَّ مَعَهُنَّ فَلَفَفْتُهُنَّ بِكِسَائِي، فَهُنَّ أُولَاءِ مَعِي، قَالَ: ((ضَعْهُنَّ عَنْكَ فَوَضَعْتُهُنَّ وَأَبَتْ أُمُّهُنَّ إِلَّا لُزُوْمَهُنَّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((أَتَعْجَبُوْنَ لِرَحِمِ أُمِّ الْأَفْرَاخِ فِرَاخَهَا)) قَالُوْا: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! قَالَ:

یہ کیسے جھنڈے نصب ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں اور یہ آپ کے جھنڈے ہیں پس میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔ آپ کے بیٹھنے کے لیے ایک چادر کا فرش بچھایا گیا تھا اور آپ اس پر تشریف فرما تھے، اور آپ کے اصحاب آپ کے پاس جمع تھے تو میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے امراض کا ذکر فرمایا اور فرمایا: مؤمن جب بیمار ہوتا ہے اور پھر اس کو اللہ تعالیٰ شفا دیتا ہے تو مرض اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ اور آئندہ کے لیے نصیحت بن جاتا ہے اور منافق جب بیمار ہوتا ہے اور پھر اس کو صحت دی جاتی ہے تو اس کی مثال اونٹ جیسی ہے کہ اس کا زانو اس کے مالک باندھتے اور کھولتے ہیں تو اس کو کوئی پتہ نہیں چلتا کہ باندھا کیوں اور کھولا کیوں؟ ایک مرد نے عرض کی: یا رسول اللہ! بیماری کیا چیز ہے؟ اللہ کی قسم! میں تو آج تک بیمار نہیں ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس محفل سے اُٹھ جا تو ہم میں سے نہیں ہے۔

وہ لوگ اسی حال پر تھے کہ ایک مرد آیا۔ اس پر چادر تھی اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جو اس نے لپیٹ رکھی تھی۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو میں چلا آیا اور میں درختوں کے پاس سے گذرا اور میں نے پرندے کے چوزوں کی آواز سنی تو میں نے پکڑ کر اس چادر میں رکھ دیئے، پھر ان کی ماں آئی اور میرے سر پر گھومنے لگی تو میں نے بچے اس کے سامنے کر دیئے اور وہ ان پر گر پڑی تو میں نے اس کو بھی چادر میں لپیٹ دیا تو وہ سب میرے پاس ہیں۔ فرمایا: ان کو رکھ دو۔ چنانچہ میں نے رکھ دیئے اور ان کی ماں ان کے

((فَوَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ! لَلَّهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ أُمِّ الأَفْرَاخِ بِفِرَاخِهَا ارْجِعْ بِهِنَّ حَتَّى تَضَعَهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُنَّ وَأُمُّهُنَّ مَعَهُنَّ فَرَجَعَ بِهِنَّ. (رواه أبوداود: ٢٠٨٩)

ساتھ ہی چمٹ کر رہ گئی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں تعجب ہے کہ ان چوزوں کی ماں اپنے چوزوں کے ساتھ کس قدر مہربان ہے؟ تو لوگوں نے عرض کی: ہاں مقامِ تعجب ہے۔ فرمایا: مجھے قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! اللہ تعالیٰ بہت مہربان اور بندوں کے ساتھ زیادہ شفقت کرنے والا ہے اس سے جو چوزوں کی ماں ان سے شفقت اور پیار رکھتی ہے۔ ان کو لے جا کر وہاں رکھ دے جہاں سے اُٹھائے ہیں اور ان کی ماں کو بھی ساتھ ہی رکھ دے، چنانچہ وہ واپس چھوڑ آیا۔'' (ابوداؤد)

٨٣٠١۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِنَ الأَنْبِيَاءِ فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَحْرَقْتَ أُمَّةً مِنَ الأُمَمِ تُسَبِّحُ)). (رواه البخاري: ٣٠١٩)

۸۳۰۱۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ''انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کو چیونٹی نے کاٹ دیا تو نبی نے چیونٹیوں کے گھر کو جلانے کا حکم دیدیا اور وہ جلایا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی نازل فرمائی: تجھے تو ایک چیونٹی نے کاٹا تھا اور تو نے قوموں میں سے ایک قوم ہی جلا دی جو تسبیح پڑھتی تھی۔'' (بخاری)

شرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حیوانات کو باندھے رکھنا اور پھر ان کے کھانے پینے کا انتظام نہ کرنا حرام ہے، اور ملکیتی حیوانات پر خرچ کرنا واجب ہے۔

اس عورت کو بلی کو بھوکا پیاسا رکھنے کی وجہ سے عذاب ہوا تھا۔ یہ عورت بنی اسرائیل کی تھی یہودی تھی اور حمیر قبیلہ سے تھی۔

ثابت ہوا جن چیزوں کی ذمہ داری ہے ان کو اہمیت نہ دینا کبیرہ گناہ ہے اس کا مواخذہ کیا جائے گا۔

اور جو جانور پر ظلم کرتا ہے اس کے لیے دوزخ کی سزا ہے۔ اس سے اندازہ لگائیں جو معصوم انسانوں پر ظلم کرتا ہے اور اپنے ماتحت رعایا کے حقوق ادا نہیں کرتا، اور اپنی بیوی، اولاد، ملازم و خادم وغیرہ پر ستم کرتا ہے اس کی سزا کتنی سخت ہوگی۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ جانور کو منبر بنا کر کھڑا ہونے کی ممانعت ہے جبکہ نبی ﷺ نے خود سواری پر خطاب فرمایا تھا۔ دونوں میں مطابقت یوں ہے کہ اگر اس پر بیٹھنا مجبوری ہو تو اس کی تھکاوٹ کا خیال رکھ کر خطاب کرنا جائز ہے۔ اگر زیادہ ضروری نہ ہو اور جانور کو زیادہ مشقت میں ڈال دیا جائے تو منع ہے۔ (عون المعبود: ۳۳۲/۲)

(٨٣٠١) بخاري: ٣٠١٩۔ مسلم: ٢٢٤١۔ ابو داؤد: ٥٢٦٥۔ نسائی: ٤٣٥٨۔ ابن ماجه: ٣٢٢٥۔ احمد: ٨٩٧٦.

(۳) ثابت ہوا پرندے کو اذیت دینا اور چیونٹی کی بل کو آگ لگانا جائز نہیں۔ (عون المعبود: ۳/ ۸)

٨٣٠٢ـــ عَـنْ أَبِـيْ كَرِيْمَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ الـلّٰهِ ﷺ: ((لَيْـلَةُ الـضَّيْفِ حَـقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْـلِمٍ فَمَنْ أَصْبَحَ بِفِنَائِهِ فَهُوَعَلَيْهِ دَيْنٌ إِنْ شَـاءَ اقْتَـضَـى وَإِنْ شَـاءَ تَـرَكَ)). (رواه أبوداود: ٣٧٥٠)

۸۳۰۲۔ ''سیدنا ابو کریمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ایک رات مہمان کی ہر مسلمان پر حق ہے پس جو فجر کو اس کے صحن میں موجود ہو تو وہ اس پر قرض ہے چاہے وہ قرض طلب کرے اور چاہے ترک کر دے۔''

٨٣٠٣ـــ عَـنِ الْمِقْدَامِ أَبِي كَرِيْمَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّـمَا رَجُلٍ أَضَافَ قَوْمًا فَـأَصْبَـحَ الـضَيْفُ مَحْرُوْمًا فَإِنَّ نَصْرَهُ حَقٌّ عَـلَى كُلِّ مُسْلِمٍ حَتَّى يَأْخُذَ بِقِرَى لَيْلَةٍ مِنْ زَرْعِهِ وَمَالِهِ)). (رواه أبوداود: ٣٧٥١)

۸۳۰۳۔ ''سیدنا مقدام ابو کریمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی قوم کی ضیافت کی اور کوئی مہمان ضیافت سے محروم رہا تو اس کی مدد کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے اور وہ اس کے کھیت اور اس کے مال سے ایک رات کی ضیافت کے برابر وصول کر سکتا ہے۔'' (ابوداؤد)

٨٣٠٤ـــ عَـنْ عُـقْبَةَ بْـنِ عَـامِـرٍ قَالَ قُلْتُ: يَـارَسُـوْلَ الـلّٰهِ! إِنَّا نَمُرُّبِقَوْمٍ فَلاَهُمْ يُضَيِّفُوْنَا وَلاَ هُـمْ يُـؤَدُّوْنَ مَـالَنَا عَلَيْهِمْ مِنَ الْحَقِّ وَلاَ نَـحْـنُ نَـأْخُـذُ مِنْهُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ أَبَوْا إِلَّا أَنْ تَأْخُذُوْا كَرْهًا فَخُذُوْا)) وإِنَّمَا مَعْنَى هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَخْرُجُوْنَ فِي الْـغَـزْوِفَيَمُرُّوْنَ بِقَوْمٍ وَلاَ يَجِدُوْنَ مِنَ الطَّعَامِ مَا يَشْتَرُوْنَ بِالثَّمَنِ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ أَبَوْا أَنْ يَبِيْعُوْا إِلَّا أَنْ تَأْخُذُوْا كَرْهًا فَخُذُوْا)) هٰكَذَا رُوِيَ فِي بَعْضِ الْحَدِيْثِ مُفَسَّرًا. وَقَدْ رُوِيَ عَـنْ عُـمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّـهُ كَـانَ يَأْمُرُ بِنَحْوِهٰذَا. (رواه الترمذي: ١٥٨٩)

۸۳۰۴۔ ''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم کسی قوم کے نزدیک سے گذرتے ہیں تو وہ ہماری ضیافت نہیں کرتے اور ہمیں جو ان پر حق ہے وہ ادا نہیں کرتے، تو کیا ہم ان سے وصول نہ کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ انکاری ہوں تو تم ان سے بزور بازو لے سکتے ہو۔'' (ترمذی)

امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ حکم دیا کرتے تھے، اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ نہ دیں تو پھر جبراً قیمت دے کر ان سے خرید یں۔ اس مقام پر کھانے کے لیے کوئی چیز خریدنے کے لیے میسر نہ ہو، اور کہا کہ بعض احادیث میں یہ تفسیر موجود ہے۔

(٨٣٠٢) ابو داؤد: ٣٥٥٠ـ صحيح: ٣١٩٠ـ احمد: ١٦٧٤٤ـ دارمي: ٢٠٣٧.

(٨٣٠٣) ابو داؤد: ٣٧٥١ـ ضعيف (البانی): ٨٠١ـ دارمي: ٢٠٣٧ـ احمد: ١٧٤٤.

(٨٣٠٤) ترمذي: ١٥٨٩ـ صحيح: ١٢٩٢ـ بخاري: ٢٤٦١ـ مسلم: ١٧٢٧ـ ابو داؤد: ٢٧٥٢ـ ابن ماجه: ٣٦٧٦ـ احمد: ١٦٨٩٤.

٨٣٠٥ـ عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الرَّجُلُ أَمُرُّبِهِ فَلاَ يَقْرِيْنِي وَلاَ يُضَيِّفُنِي فَيَمُرُّبِي أَفَأَجْزِيْهِ قَالَ لاَ، اقْرِهِ. (رواه الترمذی: ٢٠٠٦)

٨٣٠٥ـ ''سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں عرض کی: یا رسول اللہ! میں ایک مرد کے قریب سے گذرتا ہوں تو وہ میری ضیافت نہیں کرتا ہے۔ پھر اگر وہ میرے پاس سے گذرے تو میں اس کو بدلہ دوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ تو اس کی ضیافت کر۔''

٨٣٠٦ـ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ: سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَأَبْصَرَتْ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ)) قَالَ: وَمَا جَائِزَتُهُ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلاَثَةُ أَيَّامٍ فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْلِيَصْمُتْ)). (رواه البخاری: ٦٠١٩)

٨٣٠٦ـ ''سیدنا ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے کانوں نے سنا، میری آنکھوں نے دیکھا (اور میرے دل نے یاد رکھا) جب نبی ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور مہمان کو اس کا انعام ضرور ادا کرے'' لوگوں نے عرض کی: اس کا انعام کیا ہے؟ فرمایا: ''ایک رات اور دن، اور ضیافت تین ایام تک ہے جو اس کے بعد ٹھہرے گا وہ اس پر صدقہ ہوگا۔ اور جو ایمان رکھتا ہو اللہ اور یوم آخرت پر وہ اچھی بات کہے یا وہ خاموش رہے۔'' (بخاری)

٨٣٠٧ـ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الضِّيَافَةُ ثَلاَثَةُ أَيَّامٍ وَجَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَلاَ يَحِلُّ لِرَجُلٍ مُسْلِمٍ أَنْ يُقِيْمَ عِنْدَ أَخِيْهِ حَتَّى يُؤْثِمَهُ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يُؤْثِمُهُ قَالَ يُقِيْمُ عِنْدَهُ وَلاَ شَيْءَ لَهُ يَقْرِيْهِ بِهِ)). (رواه مسلم: ٤٨، بعد الحديث: ١٧٢٦)

٨٣٠٧ـ ''سیدنا ابوشریح الخزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہمان نوازی تین دن تک ہے اور ایک دن اور رات اچھا عطیہ دینا ہے، کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے پاس ٹھہرے یہاں تک کہ اس کو گنہگار ہی کر دے۔'' لوگوں نے عرض کی گنہگار کیسے کرتا ہے؟ فرمایا: ''اس کے پاس ٹھہر جائے اور میزبان کے پاس ضیافت کے لیے کوئی چیز نہ ہو۔'' (مسلم)

(٨٣٠٥) ترمذی: ٢٠٠٦ـ صحيح (البانی: ١٦٣٢ـ احمد: ١٥٤٥٧.

(٨٣٠٦) بخاری: ٦٠١٩ـ مسلم: ٤٨ـ ابو داؤد: ٣٧٤٨ـ ترمذی: ١٩٦٧ـ ابن ماجه: ٣٦٧٢ـ دارمی: ٢٠٣٦ـ احمد: ٢٦٦١٨ـ مالك: ١٧٢٨.

(٨٣٠٧) مسلم: ٤٨ـ بخاری: ٦١٣٥ـ ابو داؤد: ٣٧٤٨ـ ترمذی: ١٩٦٧ـ ابن ماجه: ٣٦٧٢ـ دارمی: ٢٠٣٥ـ احمد: ٢٦٦١٨ـ مالك: ١٧٢٨.

٨٣٠٨ــ دَخَلْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي عَلَى سَلْمَانَ الْفَارِسِيّ، فَقَالَ سَلْمَانُ: لَوْلَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ التَّكَلُّفِ لَتَكَلَّفْتُ لَكُمْ، ثُمَّ جَاءَ بِخُبْزٍ وَمِلْحٍ، فَقَالَ صَاحِبِي: لَوْكَانَ فِي مِلْحِنَا صَعْتَرٌ، فَبَعَثَ سَلْمَانُ بِمِطْهَرَتِهِ فَرَهَنَهَا، ثُمَّ جَاءَ بِصَعْتَرٍ، فَلَمَّا أَكَلْنَا قَالَ صَاحِبِي: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي قَنَعَنَا بِمَا رَزَقَنَا، فَقَالَ سَلْمَانُ: لَوْقَنِعَكَ بِمَارَزَقَكَ لَمِ تَكُنْ مِطْهَرَتِي مَرْهُوْنَةً. (للكبير: ٦٠٨٥)

٨٣٠٨۔ ''شقیق بن سلمہ نے کہا: میں اور میرا ایک رفیق سیدنا سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا: اگر نبی ﷺ نے تکلف سے منع نہ کیا ہوتا تو میں تمہارے لیے تکلف کرتا، پھر وہ روٹی اور نمک لائے۔ جب ہم کھانے لگے تو میرے ساتھی نے کہا: اگر ہمارے نمک کے ساتھ پہاڑی پودینہ بھی ہوتا تو بہتر ہوتا۔ پس سلمان رضی اللہ عنہ نے اپنے وضو کرنے کا برتن گروی رکھ کر پہاڑی پودینہ مہیا کیا اور جب ہم کھا چکے تو میرے رفیق نے کہا: اللہ کا شکر ہے اس نے ہمیں قناعت دی اس کھانے پر جو اس نے ہمیں دیا۔ پس سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو نے قناعت کی ہوتی اس پر جو تجھے رزق دیا گیا تھا تو میرا برتن گروی نہ رکھا جاتا۔'' (الکبیر)

٨٣٠٩ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ عَلَى أَخِيْهِ الْمُسْلِمِ فَأَطْعَمَهُ طَعَامًا فَلْيَأْكُلْ مِنْ طَعَامِهِ وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ فَإِنْ سَقَاهُ شَرَابًا مِنْ شَرَابِهِ فَلْيَشْرَبْ مِنْ شَرَابِهِ وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ)). (لأحمد: ٨٩٣٣)

٨٣٠٩۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کا مہمان ہو تو وہ جو بھی اپنے کھانے میں سے پیش کرے وہی کھائے اور اس کے متعلق سوال نہ کرے اور جو وہ پینے کے لیے دے تو وہی پیئے اور اس کے بارے میں سوال نہ کرے۔'' (احمد، الموصلی)

٨٣١٠ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُكْثِرُ زِيَارَةَ الْأَنْصَارِ خَاصَّةً وَعَامَّةً فَكَانَ إِذَا زَارَ خَاصَّةً أَتَى الرَّجُلَ فِي مَنْزِلِهِ وَإِذَا زَارَ عَامَّةً أَتَى الْمَسْجِدَ. (لأحمد: ١٩٠٦٩)

٨٣١٠۔ ''سیدنا عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ انصار سے بکثرت ملاقات کرتے تھے، خصوصی ملاقات بھی کرتے اور عمومی بھی۔ جب خصوصی ملاقات کرتے تو صحابہ میں سے ایک ایک کے گھر جاتے اور جب عمومی ملاقات کرتے تو مسجد میں تشریف لاتے تھے۔'' (احمد)

(٨٣٠٨) طبرانی کبیر: ٦٠٨٥۔ ورجاله رجال الصحيح غير محمد بن منصور الطوّى وهو ثقة و هيثمی: ١٣٦٢٨.

(٨٣٠٩) احمد: ٨٩٣٣۔ ابو يعلىٰ، وفيه مسلم بن خالد الزنجي وثقه ابن معين وغيره وضعفه احمد وغيره وبقية رجالهم رجال الصحيح و هيثمی: ١٣٦٣٢.

(٨٣١٠) احمد: ١٩٠٦٩۔ وفيه راو لم يسم وبقية رجاله رجال الصحيح و هيثمی: ١٣٥٩٠.

٨٣١١ـ عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ أَتَى أَخَاهُ يَزُوْرُهُ فِي اللّٰهِ، إِلَّا نَادَاهُ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ طِبْتَ وَطَابَتْ لَكَ الْجَنَّةُ، وَإِلَّا قَالَ اللّٰهُ فِي مَلَكُوْتِ عَرْشِهِ: عَبْدِي زَارَ فِيَّ وَعَلَيَّ قِرَاهُ، فَلَمْ يَرْضَ لَهُ بِثَوَابٍ دُوْنَ الْجَنَّةِ)). (رواه البزار: ١٩١٨)

٨٣١١۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ''جو مسلمان اللہ کے لیے اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کے لیے جاتا ہے تو آسمان سے منادی کرنے والا اس کو آواز دیتا ہے: تو نے اچھائی اختیار کی ہے اور تجھے جنت مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر سے فرماتا ہے: میرے بندے نے میری خاطر ملاقات کی ہے۔ اس کی ضیافت میرے ذمہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے علاوہ کوئی ثواب پسند نہیں کرتا۔'' (البزار)

شــــرح: ......(۱) صحیح احادیث میں دوسرے مسلمان کی زیارت کے لیے جانے کا بہت زیادہ اجر وارد ہوا ہے بشرطیکہ نیت صرف اللہ کی رضا ہو۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی ایک بستی سے دوسری بستی میں صرف بھائی کی ملاقات کے لیے گیا تو فرشتے نے اس سے کہا: جس طرح تو اس بھائی سے محبت کرتا ہے اسی طرح اللہ تجھ سے محبت کرے۔ (مسلم: ۲۵۶۷)

ایک دوسری حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ فرشتہ زیارت کرنے والے سے کہتا ہے: تیرا چلنا مبارک ہو اور جنت تیرا ٹھکانہ ہو۔ (ترمذی: ٢٠٠٨ـ ابن ماجه: ١١٤٣ـ صحيح بشواهده)

ثابت ہوا کہ عیادت کے لیے یا ویسے ہی زیارت کے لیے محض رضائے الٰہی کی خاطر مسلمان بھائی کے پاس جانا بہت عمدہ عمل قرار دیا گیا ہے کہ فرشتہ کی ذمہ داری لگ جاتی ہے کہ اس کے لیے دعائے خیر کرے۔ (بهجة الناظرين: ١/ ٣٣٦)

(۲) مہمان نوازی ایک پیغمبرانہ عمل ہے۔ اس کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ مہمان بلاوجہ میزبان کے پاس تین دن سے زیادہ رہ کر اس پر بوجھ نہ بنے۔ اس لیے اس سے رہنے کو صدقہ کہہ کر نفرت دلائی گئی ہے کیونکہ عموماً لوگ صدقہ لینے سے گریز کرتے ہیں اور میزبان کو اجازت دی گئی ہے کہ ایک دن یا رات تک رہنے والے مہمان کو ہدیہ بھی دے سکتا ہے۔ اگر مہمان تین دن تک رہتا ہے تو کھانے میں تکلف کر سکتا ہے، تین دن کے بعد میزبان پابند نہیں کہ کھانے میں تکلف کرے بلکہ جو حاضر ہو پیش کر سکتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/۵۳۳)

اور اگر کوئی حق میزبانی ادا نہیں کرتا تو مہمان خود کہہ کر صرف میزبانی کی حد تک ان سے چیز مانگ سکتا ہے۔ کیونکہ یہ شریعت نے حق مقرر کیا ہے اور میزبانی کرنے کو ایمان سے ملایا ہے۔

(٨٣١١) بزار: ١٩١٨ـ ابو يعلى ـ وفجال ابو يعلى رجال الصحيح غير ميمون بن عجلان وهو ثقة و هيثمى: ١٣٥٩١.

كتاب المناقب
مناقب (فضائل) کا بیان

ما ورد في ذكر بعض الأنبياء ومنا قبهم
انبیاء علیہم السلام کے مناقب سے متعلق احادیث

٨٣١٢ــ عَنْ أَبِي مُوْسَى، رَفَعَهُ: لَمَّا أَخْرَجَ اللّٰهُ آدَمَ مِنَ الْجَنَّةِ زَوَّدَهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ، وَعَلَّمَهُ صُنْعَةَ كُلِّ شَيْءٍ، فَثِمَارُكُمْ هٰذِهِ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ غَيْرَ أَنَّ هٰذِهِ تَغَيَّرَ، وَتِلْكَ لاَ تُغَيّرُ. (رواه البزار: ٢٣٤٤)

۸۳۱۲۔ ''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: جب آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا گیا تو ان کو جنتی پھلوں کا سامانِ سفر دیا گیا اور ان کو ہر قسم کی صنعت بھی سکھائی گئی۔ تو تمہارے پھل دراصل جنت کے پھلوں میں سے ہیں مگر یہ خراب ہو جاتے ہیں اور وہ خراب نہیں ہوتے۔'' (البزار، الکبیر)

٨٣١٣ـ لَوْ أَنَّ بُكَاءَ دَاوُدَ وَبُكَاءَ جَمِيْعِ أَهْلِ الاَرْضِ يَعْدِلُ بِبُكَاءِ آدَمَ مَا عَدَلَهُ. (للأوسط: ١٤٣)

۸۳۱۳۔ ''بریدہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: اگر داؤد علیہ السلام کا اور سارے اہل زمین کا رونا جمع کیا جائے تو آدم علیہ السلام کے رونے کے برابر نہ ہوگا۔'' (الاوسط)

٨٣١٤ــ إِنَّ آدَمَ غَسَلَتْهُ الْمَلائِكَةُ بِمَاءِ سِدْرٍ، وَكَفَّنُوْهُ وَأَلْحَدُوْا لَهُ وَدَفَنُوْهُ، وَقَالُوْا: هٰذِهِ سُنَّتُكُمْ يَا بَنِي آدَمَ! فِي مَوْتَاكُمْ. (للأوسط)

۸۳۱۴۔ ''ابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو غسل دیا پانی اور بیری کے پتے ملا کر اور کفن پہنایا اور لحد کھودی اور دفن کیا اور کہا: اے اولادِ آدم! تمہارے مردے کے لیے یہ مسنون طریقہ ہے۔''

٨٣١٥ــ لَوْ رَحِمَ اللّٰهُ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ أَحَدًا، لَرَحِمَ أَمَّ الصَّبِيِّ، كَانَ نُوْحٌ مَكَثَ فِي قَوْمِهِ

۸۳۱۵۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوعاً روایت کرتی ہیں: ''اگر اللہ تعالیٰ قوم نوح علیہ السلام میں سے کسی پر رحمت کرتا تو بچے کی ماں پر

(٨٣١٢) بزار: ٢٣٤٤ـ طبراني رجاله ثقات هيثمي: ١٧٧٤٨.

(٨٣١٣) طبراني اوسط: ١٤٣ـ ورجاله ثقات هيثمي: ١٣٧٤٩.

(٨٣١٤) طبراني اوسط، وحديث آخر بنحوه باسنادين احدهما فيه الحسن بن ابى السرى وثقه ابن حبان وضعفه الجمهور وكذالك رواح بنا سلم وفى المسند الاخر وثقهم ابن حبان وضعفه الجمهور و هيثمى: ١٣٧٥٤.

(٨٣١٥) طبراني اوسط، وفيه موسىٰ بن يعقوب الزمعى وثقه ابن معين وغيره وضعفه ابن المدينى وبقية رجاله ثقات و هيثمى: ١٣٧٥٨.

أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا يَدْعُوْهُمْ حَتَّى كَانَ آخِرُزَمَانِهِ، وَغَرَّسَ شَجَرَةً فَعَظُمَتْ وَذَهَبَتْ كُلَّ مَذْهَبٍ ثُمَّ قَطَعَهَا، وَجَعَلَ يَعْمَلُهَا سَفِيْنَةً، وَيَمُرُّوْنَ عَلَيْهِ فَيَسْأَلُوْنَهُ، فَيَقُوْلُ: أَعْمَلُهَا سَفِيْنَةً، فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُ، وَيَقُوْلُوْنَ: تَعْمَلُ سَفِيْنَةً فِي الْبَرِّ، وَكَيْفَ تَجْرِيْ؟ قَالَ: سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ وَكَثُرَ الْمَاءُ فِي السِّكَكِ، خَشِيَتْ أُمُّ الصَّبِيِّ عَلَيْهِ، وَكَانَتْ تُحِبُّهُ حُبًّا شَدِيْدًا، فَخَرَجَتْ إِلَى الْجَبَلِ حَتَّى بَلَغَتْ ثُلُثَهُ، فَلَمَّا بَلَغَهَا الْمَاءُ خَرَجَتْ حَتَّى بَلَغَتْ ثُلُثَيِ الْجَبَلِ، فَلَمَّابَلَغَهَا الْمَاءُ خَرَجَتْ بِهِ حَتَّى اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْجَبَلِ، فَلَمَّا بَلَغَ الْمَاءُ رَقَبَتَهَا رَفَعَتْهُ بِيَدَيْهَا حَتَّى ذَهَبَ بِهِمَا الْمَاءُ، فَلَوْرَحِمَ اللّٰهُ مِنْهُمْ أَحَدًا رَحِمَ أُمَّ الصَّبِيِّ. (للأوسط)

ضرور رحمت کرتا۔نوح علیہ السلام ان میں نو سو پچاس سال تک دعوت دیتے رہے اور آخر وقت تک تبلیغ کی۔انہوں نے ایک درخت لگایا اور وہ بہت بڑا درخت بن گیا پھر اس کو کاٹ کر کشتی تیار کی۔لوگ ان کے قریب سے گذرتے تو پوچھتے تو وہ کہتے: ایک کشتی تیار کر رہا ہوں۔لوگ مذاق اُڑاتے اور کہتے: خشکی میں کشتی بناتے ہو، یہ چلے گی کیسے؟ نوح علیہ السلام فرماتے تھے: تمہیں عنقریب پتہ چلے گا۔جب وہ فارغ ہوئے اور زمین کا منہ پانی کے فوارے مارنے لگا اور گلی کوچے میں پانی بڑھتا گیا تو ایک بچے کی ماں بچے کے بارے میں خوف زدہ ہوگئی۔اس کو بچے سے بہت محبت تھی۔وہ بچے کو اُٹھا کر پہاڑ کی طرف چل دی اور پہاڑ کے تیسرے حصے پر جا ٹھہری۔جب وہاں تک پانی گیا تو وہ پہاڑ کی دو تہائی تک اوپر چلی گئی اور جب اس تک بھی پانی پہنچا تو پہاڑ کے اُوپر چلی گئی جب یہاں تک بھی پانی جا پہنچا تو بچے کو گردن پر اُٹھایا، اور پھر دونوں ہاتھوں پر تھام کر بلند کیا مگر دونوں کو پانی لے گیا۔پس اگر اس قوم میں سے اللہ تعالیٰ کسی فرد پر رحمت کرتا تو بچے کی ماں پر کرتا۔'' (الاوسط سند کمزور ہے)

٨٣١٦۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا خَيْرُالْبَرِيَّةِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَاكَ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ)). (رواه مسلم: ٢٣٦٩)

٨٣١٦۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے تمام مخلوق میں سے سب سے بہتر! آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ابرہیم خلیل اللہ ہیں۔'' (مسلم، ابوداؤد اور ترمذی)

٨٣١٧۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ

٨٣١٧۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ''صاحب عزت، صاحب عزت کا پوتا، صاحب عزت کا

(٨٣١٦) مسلم: ٢٣٦٩۔ ترمذی: ٣٣٥٢۔ ابو داؤد: ٤٦٧٢۔ احمد: ١٢٤١٥.

(٨٣١٧) بخاری: ٣٣٩٠۔ احمد: ٥٦٧٩.

يُـوْسُفُ بْـنُ يَـعْقُوْبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ)). (رواه البخاري: ٣٣٩٠)

پڑپوتا صاحب عزت کا بیٹا یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہے۔''(البخاری)

٨٣١٨ـــ عَـنْ سَـعِيْـدِ بْـنِ جُبَيْرٍ قَـالَ ابْنُ عَبَّـاسٍ: أَوَّلُ مَـا اتَّـخَذَ النِّسَاءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قِبَـلِ أُمِّ إِسْـمَـاعِيْـلَ اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لَتُعَفِّيَ أَثَـرَهَـا عَـلَـى سَـارَـةَ ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيْمُ وَبِـابْـنِـهَـا إِسْـمَـاعِيْـلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ حَتَّى وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَلَيْـسَ بِهَـا مَاءٌ فَوَضَعَهُمَا هُنَالِكَ وَوَضَعَ عِـنْـدَهُـمَا جِرَابًا فِيْهِ تَمْرٌ وَسِقَاءً فِيْهِ مَاءٌ ثُمَّ قَـفَّـى إِبْـرَاهِيْمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ فَـقَـالَـتْ: يَـا إِبْرَاهِيْمُ! أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهَـذَا الْـوَادِي لَيْـسَ فِيْـهِ إِنْـسٌ وَلاَ شَيْءٌ؟ فَـقَـالَـتْ لَـهُ ذٰلِكَ مِرَارًا وَجَعَلَ لاَ يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا فَقَالَتْ لَهُ أَآللّٰهُ الَّذِي أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: نَـعَـمْ قَـالَـتْ: إِذَنْ لاَ يُـضَـيِّـعُنَا ثُمَّ رَجَعَتْ فَـانْـطَـلَقَ إِبْرَاهِيْمُ حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْـثُ لاَيَـرَوْنَـهُ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ ثُمَّ دَعَا بِهٰؤُلاَءِ الْكَلِمَاتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ رَبِّ ﴿إِنِّـي أَسْـكَـنْـتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِـنْـدَ بَيْتِكَ الْـمُـحَـرَّمِ﴾ حَتَّـى بَلَغَ ﴿يَشْكُرُوْنَ﴾ وَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيْلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ حَتَّى إِذَا

٨٣١٨۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سب سے پہلے جس خاتون نے اگلی جانب پٹکا باندھا وہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ انہوں نے اپنے آپ (یا اپنے حمل) کو سارہ رضی اللہ عنہا سے مخفی رکھنے کے لیے پٹکا بنایا، پھر اس کو اور اس کے بیٹے کو ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کے پاس بڑے درخت کے پاس چھوڑ گئے جو زمزم کی جگہ پر مسجد سے بلند تھا۔ اس وقت مکہ میں کوئی انسان نہیں تھا۔ نہ وہاں پانی تھا اور ان کے پاس ایک بوری چھوڑی جس میں کھجوریں تھیں اور ایک مٹکا چھوڑا جس میں پانی تھا۔ پھر پشت پھیر کر ابراہیم علیہ السلام چل دیئے۔ ام اسمٰعیل علیہ السلام پیچھے چلنے لگیں اور انہوں نے کہا: اے ابراہیم! کہاں جاتے ہیں؟ ہمیں ایسی جگہ چھوڑ رہے ہیں جہاں نہ کوئی انسان ہے اور نہ کوئی چیز، اے ابراہیم علیہ السلام! ہمیں کس کے پاس چھوڑ کر جا رہے ہو؟ انہوں نے ابراہیم علیہ السلام سے کئی بار التجا کی مگر ابراہیم علیہ السلام نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر انہوں نے کہا: کیا اللہ نے آپ کو یہی حکم دیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔ ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر تو اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ پھر وہ واپس آ گئی اور ابراہیم علیہ السلام چلے گئے۔ جب اس گھاٹی کے موڑ پر پہنچے جہاں سے ان کے اہل نظر نہیں آ رہے تھے تو کھڑے ہو کر بیت اللہ کی طرف منہ کیا اور ہاتھ اُٹھا کر دعا کی:

اے اللہ! میں نے اپنی اولاد غیر زرعی وادی میں تیرے باعزت گھر کے پاس لا چھوڑی ہے۔ اے ہمارے رب! تاکہ یہ نماز قائم کریں چنانچہ تو بعض لوگوں کے دل ان کی طرف مائل

(٨٣١٨) بخاری: ٣٣٦٤ـ احمد: ٣٢٤٠.

نَـفَـدَ مَـا فِي السِّقَاءِ عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابْنُهَا وَجَـعَـلَـتْ تَـنْظُرُإِلَيْهِ يَتَلَوَّى أَوْ قَالَ يَتَلَبَّطُ فَـانْـطَـلَـقَتْ كَرَاهِيَةً أَنْ تَنْظُرَإِلَيْهِ فَوَجَدَتِ الـصَّـفَـا أَقْـرَبَ جَبَـلٍ فِي الأَرْضِ يَلِيْهَا، فَقَامَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَّ تَنْظُرُهَلْ تَـرَى أَحَدًا فَلَمْ تَرَأَحَدًا فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتَّـى إِذَا بَـلَـغَـتِ الْـوَادِيَّ رَفَـعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَـا ثُـمَّ سَعَتْ سَعَيَ الإِنْسَانِ الْمَجْهُوْدِ حَتَّـى جَـاوَزَتِ الْـوَادِيَّ ثُـمَّ أَتَـتِ الْمَرْوَةَ فَـقَامَتْ عَلَيْهَا وَنَظَرَتْ هَلْ تَرَى أَحَدًا فَلَمْ تَـرَأَحَـدًا فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ قَالَ ابْنُ عَبَّـاسٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَـذٰلِكَ سَعْيُ النَّاسِ بَيْـنَهُمَا فَلَمَّا أَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةَ سَمِعَتْ صَـوْتًا فَقَالَتْ صَهْ تُرِيْدُ نَفْسَهَا ثُمَّ تَسَمَّعَتْ فَسَـمِعَتْ أَيْضًا فَقَالَتْ قَدْ أَسْمَعْتَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غِوَاثٌ فَإِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْـزَمَ فَبَـحَـثَ بِعَقِبِهِ أَوْقَالَ بِجَنَاحِهِ حَتَّى ظَهَـرَالْمَاءُ فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ وَتَقُوْلُ بِيَدِهَا هٰكَذَا وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ مِنَ الْمَاءِ فِي سِقَائِهَا وَهُـوَ يَـفُـوْرُبَـعْدَ مَا تَغْرِفُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَـرْحَـمُ اللّٰهُ أُمَّ إِسْمَاعِيْلَ لَوْ تَـرَكَتْ زَمْزَمَ أَوْ قَالَ لَوْلَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَـكَـانَـتْ زَمْـزَمُ عَيْـنًـا مَعِيْنًا قَالَ فَشَرِبَتْ وَأَرْضَـعَـتْ وَلَـدَهَـا فَـقَـالَ لَهَا الْمَلَكُ لاَ تَـخَـافُـوْا الضَّيْعَةَ فَإِنَّ هَاهُنَا بَيْتُ اللّٰهِ يَبْنِي

ہونے والے کر دے اور انہیں ہر قسم کا رزق دے تا کہ یہ تیرا شکر کریں۔ پس ام اسمٰعیل علیہ السلام بیٹے کو دودھ پلاتی اور خود پانی پیتی رہیں اور جب برتن کا پانی ختم ہو گیا تو پیاس میں مبتلا ہو گئیں اور ان کا بیٹا بھی پیاس سے نڈھال ہو گیا۔ وہ اس کو دیکھتی تھیں تو وہ پیاس کی شدت سے تلملا رہا ہوتا تھا۔ وہ اسے اس حال میں نہ دیکھ سکیں اور وہاں سے اُٹھ کر چل دیں۔ ان کو صفا پہاڑی قریب نظر آئی تو اس پر جا کر کھڑی ہوئیں، اور وادی میں ہر طرف دیکھا کیا کوئی انسان ہے۔ ان کو انسان نظر نہیں آیا۔ وہ صفا سے اُتر آئیں اور جب وادی میں پہنچیں تو اپنے کپڑے سمیت پوری قوت کے ساتھ دوڑ کر وادی سے گذر گئیں اور مروہ پہاڑی پر گئیں اور کھڑے ہو کر نگاہ دوڑائی کہ کیا کوئی نظر آتا ہے۔ انہوں نے کوئی نہ دیکھا اور اس طرح انہوں نے سات چکر لگائے۔ اس وجہ سے لوگ صفا ومروہ کے درمیان سعی (سات چکروں میں) کرتے ہیں۔ آخری بار جب وہ مروہ پر تھیں۔ ان کو آواز آئی تو وہ اپنے آپ کو کہنے لگیں: خاموش ہو جا، پھر کہا جو کچھ تو نے کہا میں سن رہی ہوں۔ اگر تیرے پاس کوئی تعاون ہے تو لاؤ۔ اچانک دیکھا تو فرشتہ زمزم کے مقام پر نظر آیا اور اس نے پر کے ساتھ یا ایڑی کے ساتھ زمین کو کھودا اور پانی سامنے آ گیا۔ ہاجر رضی اللہ عنہا نے پانی کا حوض بنانا شروع کر دیا اور مشکیزہ بھرنے لگیں۔ جتنا وہ اُٹھاتیں اس قدر مزید پانی آ جاتا، فرمایا: اللہ ام اسماعیل علیہ السلام پر رحمت نازل فرمائے۔ اگر پانی کو آزاد بہنے دیتی تو بہتا چشمہ بن جاتا۔ پس انہوں نے پانی پیا اور اپنے مبارک بیٹے کو دودھ پلایا۔ فرشتے نے ان سے کہا: تم ضائع ہونے کو کوئی خطرہ نہ سمجھو یہاں اللہ کا گھر، یہ لڑکا اور اس کا باپ بنائے گا اور اللہ اس جگہ رہنے والوں کو ضائع نہیں کرے گا۔

هٰذَا الْغُلَامُ وَأَبُوْهُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَايُضِيْعُ أَهْلَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَأْتِيْهِ السُّيُوْلُ فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَشِمَالِهِ فَكَانَتْ كَذٰلِكَ حَتَّى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمَ أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمَ مُقْبِلِيْنَ مِنْ طَرِيْقِ كَدَاءٍ فَنَزَلُوْا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ فَرَأَوْا طَائِرًا عَائِفًا فَقَالُوْا إِنَّ هٰذَا الطَّائِرَ لَيَدُوْرُ عَلَى مَاءٍ لَعَهْدُنَا بِهٰذَا الْوَادِي وَمَا فِيْهِ مَاءٌ فَأَرْسَلُوْا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَّيْنِ فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ فَرَجَعُوْا فَأَخْبَرُوْهُمْ بِالْمَاءِ فَأَقْبَلُوْا قَالَ وَأُمُّ إِسْمَاعِيْلَ عِنْدَ الْمَاءِ فَقَالُوْا أَتَاْذَنِيْنَ لَنَاأَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ فَقَالَتْ نَعَمْ وَلٰكِنْ لَاحَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَأَلْفَى ذٰلِكَ أُمَّ إِسْمَاعِيْلَ وَهِيَ تُحِبُّ الأُنْسَ فَنَزَلُوْا وَأَرْسَلُوْا إِلَى أَهْلِيْهِمْ فَنَزَلُوْا مَعَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ بِهَا أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْهُمْ وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ وَأَنْفَسَهُمْ وَأَعْجَبَهُمْ حِيْنَ شَبَّ فَلَمَّا أَدْرَكَ زَوَّجُوْهُ امْرَأَةً مِنْهُمْ وَمَاتَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ فَجَاءَ إِبْرَاهِيْمُ بَعْدَمَا تَزَوَّجَ إِسْمَاعِيْلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهُ فَلَمْ يَجِدْ إِسْمَاعِيْلَ فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِشَرٍّ نَحْنُ فِي ضِيْقٍ وَشِدَّةٍ فَشَكَتْ إِلَيْهِ قَالَ فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ

بیت اللہ بقیہ زمین سے بلند ٹیلے کی شکل میں کھڑا تھا اور ہر طرف سے سیلاب آتا اور دائیں بائیں نکل جاتا تھا۔ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اسی طرح ٹھہری رہیں یہاں تک کہ بنو جرہم مقام کداء کے راستے سے آئے اور مکہ کے نشیبی علاقے میں آ کر اُترے۔ انہوں نے پرندے آتے جاتے دیکھے جو پانی پر گھوم رہے تھے۔ انہوں نے کہا: یہ پرندے تو پانی پر آتے جاتے ہیں اور ہم نے اس وادی میں پانی کبھی نہیں دیکھا، ہم جب آئے پانی نہیں پایا۔

انہوں نے دو آدمی پانی کی تلاش کرنے والے روانہ کیے تو وہ پانی دیکھ کر گئے اور اپنے لوگوں کو خبر دی تو وہ بھی پانی کے پاس آ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہاں ام اسماعیل علیہ السلام پانی پر موجود تھیں۔ انہوں نے کہا: کیا تم اجازت دو گی کہ ہم تیرے نزدیک ٹھہر جائیں۔ ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے کہا مگر پانی پر تمہارا حق نہ ہوگا۔ انہوں نے تسلیم کیا اور ام اسماعیل بھی آبادی پسند کرتی تھیں۔ وہ لوگ اپنے اہل وعیال سمیت آ کر وہاں ٹھہر گئے اور چند گھرانے جمع ہو گئے اور اسماعیل علیہ السلام نے ان سے عربی زبان سیکھی۔ وہ جوان ہوئے تو سب کو پسند آنے لگے۔ جب وہ بالغ ہوئے تو ان لوگوں نے ایک عورت سے ان کا نکاح کر دیا اور ام اسماعیل فوت ہو گئیں۔ ابراہیم علیہ السلام آئے تو اسماعیل علیہ السلام کا نکاح ہو چکا تھا۔ وہ اپنا ترکہ (گھر والے) دیکھنے آئے تھے اور اسماعیل علیہ السلام گھر پر نہیں تھے۔ انہوں نے ان کی بیوی سے حالات پوچھے تو اس نے بتایا کہ وہ ہمارے لیے شکار لانے کے لیے گئے ہیں، پھر ان کی گذران زندگی کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: ہم بہت بری حالت میں ہیں، تنگی اور شدت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور اس نے شکوہ کیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا: جب تیرا خاوند آئے تو ان کو میرا سلام پہنچانا اور ان سے کہنا کہ وہ اپنے دروازے کی دہلیز تبدیل کر دے۔

وَقُوْلِي لَهُ يُغَيِّرْعَتَبَةَ بَابِهِ فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيْلُ كَأَنَّهُ آنَسَ شَيْئًا فَقَالَ هَلْ جَاءَ كُمْ مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ جَاءَ نَا شَيْخٌ كَذٰا وَكَذَا فَسَأَلَنَا عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ وَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا فِي جَهْدٍ وَشِدَّةٍ قَالَ فَهَلْ أَوْصَاكِ بِشَيْءٍ قَالَتْ نَعَمْ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَعَلَيْكَ السَّلاَمَ وَيَقُوْلُ غَيِّرْعَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ ذَاكَ أَبِي وَقَدْ أَمَرَنِي أَنْ أُفَارِقَكِ الْحَقِيْ بِأَهْلِكِ فَطَلَّقَهَا وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخْرَى فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ يَجِدْهُ فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَسَأَلَهَا عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِخَيْرٍوَسَعَةٍ وَأَثْنَتْ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ مَا طَعَامُكُمْ قَالَتِ اللَّحْمُ قَالَ فَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتِ الْمَاءُ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ قَالَ النَّبِيّ ﷺ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَلَوْكَانَ لَهُمْ دَعَالَهُمْ فِيْهِ قَالَ فَهُمَا لاَيَخْلُوْ عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بِغَيْرِمَكَّةَ إِلاَّ لَمْ يُوَا فِقَاهُ قَالَ فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلاَمَ وَمُرِيْهِ يُثَبِّتُ عَتَبَةَ بَابِهِ فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيْلُ قَالَ هَلْ أَتَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَأَثْنَتْ عَلَيْهِ فَسَأَلَنِي عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا بِخَيْرٍقَالَ فَأَوْ صَاكِ بِشَيْءٍ

جب اسماعیل علیہ السلام آئے تو ان کو انس محسوس ہوا اور بیوی سے سوال کیا: کیا تمہارے پاس کوئی آیا ہے؟ اس نے کہا: ایسا ایسا بڑی عمر کا انسان آیا تھا۔ اس نے ہم سے تمہارے متعلق بھی پوچھا تو میں نے بتایا، پھر ہمارے معاشی حالات پوچھے تو میں نے بتایا کہ ہم بڑی تنگ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: تجھے کوئی پیغام بھی دیا ہے؟ اس نے کہا: مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں ان کا سلام پہنچاؤں اور یہ پیغام دوں کہ اپنے دروازے کی دہلیز تبدیل کر دیں۔ کہا: وہ تو میرا باپ ہی تھا اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے طلاق دیدوں، پس تو اپنے لوگوں میں واپس چلی جا۔ اسمعیل علیہ السلام نے اس کو طلاق دیدی اور دوسری عورت سے عقد کیا۔ جس قدر اللہ نے چاہا ابراہیم علیہ السلام رکے رہے، پھر وہ تشریف لائے تو اسماعیل علیہ السلام گھر پر موجود نہیں تھے۔ اسماعیل علیہ السلام کی بیوی کے پاس گئے اور اپنے بیٹے کا پوچھا: اس نے کہا وہ ہمارے کھانے کا سامان کرنے گئے ہیں۔ انہوں نے پوچھا تمہارا سامانِ معیشت کیسے چل رہا ہے؟ اس نے کہا: بہت بہتر ہے اور ہم خیریت اور وسعت میں زندگی بسر کر رہے ہیں، اور اللہ کی حمد وثنا کی، پوچھا: تمہاری خوراک کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: گوشت ہے۔ کہا: تمہارا مشروب کیا ہے؟ کہا پانی ہے پس انہوں کے دعا کی یا اللہ ان کے گوشت اور پانی میں برکت نازل کر دے۔ ان کے پاس دانے کی اجناس اس وقت نہیں تھیں ورنہ ان کے لیے بھی برکت طلب کرتے، اور مکہ کے علاوہ کسی جگہ ہمیشہ گوشت اور پانی پر گذر اوقات نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ یہ دونوں موافق آتے ہیں اور خوشگوار ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا: جب تیرا خاوند آئے تو ان کو میری طرف سے سلام پہنچا دینا اور یہ کہ وہ اپنے دروازے کی

قَالَتْ نَعَمْ هُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثْبِتَ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ ذَاكَ أَبِي وَأَنْتِ الْعَتَبَةُ أَمَرَنِي أَنْ أَمْسَكَكِ ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَإِسْمَاعِيلُ يَبْرِي نَبْلاً لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيبًا مِنْ زَمْزَمَ فَلَمَّا رَآهُ قَامَ إِلَيْهِ فَصَنَعَا كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ ثُمَّ قَالَ يَا إِسْمَاعِيلُ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ قَالَ فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ قَالَ وَتُعِينُنِي قَالَ وَأُعِينُكَ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ هَا هُنَا بَيْتًا وَأَشَارَ إِلَى أَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلَى مَا حَوْلَهَا قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ رَفَعَا الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ وَإِبْرَاهِيمُ يَبْنِي حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَاءَ بِهٰذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَهُمَا يَقُولَانِ: ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ قَالَ فَجَعَلَا يَبْنِيَانِ حَتَّى يَدُورَا حَوْلَ الْبَيْتِ وَهُمَا يَقُولَانِ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾. (رواه البخاري: ٣٣٦٤)

دہلیز قائم رکھے۔پس اسماعیل علیہ السلام آئے تو انہوں پوچھا: میرے بعد کوئی آیا ہے؟ ان کی زوجہ محترمہ نے کہا بہت عمدہ شخصیت کے حامل بڑے آدمی آئے تھے۔انہوں نے تمہارا پوچھا تو میں نے خبر دی، ہماری معیشت کے بارے میں پوچھا تو میں نے بتایا کہ ہم بہت اچھی حالت میں ہیں۔کہا: کیا کوئی حکم بھی دیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں انہوں نے تمہیں سلام کہا ہے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ اپنے دروازے کی دہلیز قائم رکھو۔کہا: وہ میرے والد ماجد تھے، دہلیز تو ہی ہے اور مجھے حکم دے گئے ہیں کہ تجھے جدا نہ کروں۔

پھر ایک عرصہ تک جو اللہ نے چاہا وہ نہیں آئے تھے۔پھر آئے تو اسماعیل علیہ السلام تیر درست کر رہے تھے اور زمزم کے قریب بڑے درخت کے نیچے موجود تھے۔جب ان کو آتے دیکھا تو ان کی طرف اُٹھے اور ہر ایک نے وہ کیا جو ایسے موقع پر باپ بیٹا ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔پھر انہوں نے کہا: یا اسمٰعیل! مجھے میرے ربّ نے ایک حکم دیا ہے۔اس نے کہا: اے ابّا جان! جو آپ علیہ السلام کو حکم ملا ہے وہ کر دو۔کہا: کیا تو میرے ساتھ تعاون کرے گا؟ انہوں نے کہا: میں ضرور تعاون کروں گا۔انہوں نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے یہاں ایک گھر تعمیر کرنے کا حکم دیا اور بلند ٹیلے کی طرف اشارہ کیا اور اس وقت بیت اللہ کی بنیادیں بلند کی گئیں۔اسماعیل علیہ السلام پتھر اُٹھا کر لاتے تھے اور ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے تھے۔جب دیواریں بلند ہوگئیں تو ابراہیم علیہ السلام اس پتھر کو اُٹھا لائے اور اس کی جگہ پر رکھ دیا اور وہ اس پر کھڑے ہوئے اور وہ تعمیر کرتے اور اسمٰعیل علیہ السلام پتھر لاتے، اور ان کو دیتے جاتے تھے اور وہ دونوں کہتے تھے: اے ہمارے ربّ ہم سے قبول کر تو سننے والا جاننے والا ہے۔پس وہ دونوں تعمیر کرتے اور بیت اللہ کے گرد چکر لگاتے اور دونوں کہتے تھے: اے ہمارے رب! تو ہم سے قبول کر تو سننے والا جاننے والا ہے۔‘‘

٨٣١٩۔ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ وَيَدِرُّ

٨٣١٩۔’’اور ایک روایت میں ہے کہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا مشکیزے

(٨٣١٩) بخاری: ٣٣٦٥۔ احمد: ٢٢٨٥.

لَبَنُهَا عَلَى صَبِيِّهَا حَتَّى لَمَّا فَنِيَ الْمَاءُ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أُحِسُّ أَحَدًا قَالَ فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ هَلْ تُحِسُّ أَحَدًا فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِيَّ سَعَتْ وَأَتَتِ الْمَرْوَةَ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ أَشْوَاطاً ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ تَعْنِي الصَّبِيَّ فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَإِذَا هُوَ عَلَى حَالِهِ كَأَنَّهُ يَنْشَغُ لِلْمَوْتِ فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا فَقَالَتْ لَوْذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أُحِسُّ أَحَدًا فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ فَلَمْ تُحِسُّ أَحَدًا حَتَّى أَتَمَّتْ سَبْعًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ فَإِذَا هِيَ بِصَوْتٍ فَقَالَتْ أَغِثْ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَإِذَا جِبْرِيْلُ قَالَ فَقَالَ بِعَقِبِهِ هٰكَذَا وَغَمَزَ عَقِبَهُ عَلَى الأَرْضِ قَالَ فَانْبَثَقَ الْمَاءُ فَدَهَشَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ فَجَعَلَتْ تَحْفِزُ قَالَ فَقَالَ أَبُوْالْقَاسِمِ ﷺ لَوْتَرَكَتْهُ كَانَ الْمَاءُ ظَاهِرًا. (رواه البخاري: ٣٣٦٥)

سے پانی پیتی رہیں اور بچے کے لیے دودھ اُترتا رہا۔ جب پانی ختم ہوا تو کہا: اگر میں جا کر دیکھوں شاید میں کسی کو دیکھ سکوں۔ پس وہ صفا پر گئیں، اِدھر اُدھر دیکھا اور کوئی انسان نظر نہ آیا۔ وادی میں اُتر کر دوڑ لگائی اور مروہ پر چڑھ گئیں اور اسی طرح کئی چکر لگائے، پھر جا کر بچے کو دیکھا تو وہ بدستور تلملا رہا تھا گویا موت کی طرف بڑھ رہا ہے، وہ بے قرار ہوگئیں اور اپنے دل میں کہا: اگر میں جا کر دیکھوں، ممکن ہے کوئی انسان نظر آئے۔ وہ جا کر پہاڑی پر چڑھیں اور کوئی نظر نہ آیا۔ سات چکر پورے کیے پھر اپنے دل میں کہا: اگر میں جا کر دیکھوں بچہ کیا کر رہا ہے۔ اتنے میں ایک آواز سنی۔ تو انہوں نے کہا: اگر تیرے پاس کوئی بھلائی تو لاؤ۔ پس جبریل علیہ السلام نے آ کر زمین کھودی اور پانی نکل آیا اور ہاجرہ حیران ہوگئیں اور پانی کے اردگرد زمین پر حوض بنانے لگیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر وہ پانی نہ روکتیں تو وہ جاری چشمہ ہوتا۔'' (بخاری)

٨٣٢٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ قَصْرًا مِنْ دُرَّةٍ، لاَصَدْعَ فِيْهِ وَلاَ وَهَنَ أَعَدَّهُ اللّٰهُ لِخَلِيْلِهِ اِبْرَاهِيْمَ نُزُلاً. (للبزار والأوسط)

٨٣٢٠۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''جنت میں موتی کا ایک عمدہ محل ہے، نہ اس میں کوئی شور وغل ہوتا ہے نہ کوئی پریشانی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کے لیے بطورِ مہمانی تیار کیا ہے۔'' (البزار، الاوسط)

٨٣٢١۔ عَنِ الْعَبَّاسِ، رَفَعَهُ: الذَّبِيْحُ اِسْحَاقُ. (رواه البزار: ٢٣٥٠، بلين)

٨٣٢١۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''ذبیح اسحاق علیہ السلام ہیں۔'' (البزار سند کمزور ہے)

(٨٣٢٠) بزار، طبرانی اوسط، ورجالهما رجال الصحيح و هيثمی: ١٣٧٦٣.

(٨٣٢١) بزار: ٢٣٥٠۔ وفيه مبارك بن فضالة وقد ضعفه الجمهور و هيثمی: ١٣٧٧١.

شــرح: ......(۱) اصل بات تو یہ ہے کہ نبی ﷺ ہی اولاد آدم کے سردار ہیں یہ آپ ﷺ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی خلیلی اور اپنا باپ ہونے کی وجہ سے بیان کیا ہے کہ مخلوق میں سے بہترین سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ (شرح مسلم: ۱۵/ ۱۲۱)

(۲) ثابت ہوا کہ یہ کہنا کہ میں نے دہلیز بدل دی ہے یہ طلاق کا کنایہ ہوسکتا ہے۔ یہ کہہ کر اگر نیت طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ (فتح الباری: ٦/٤٠٤)

اس میں ابراہیم علیہ السلام کی زندگی مبارک کے اہم پہلو اجاگر ہوئے ہیں۔ بت شکنی، اور پھر اس کی پاداش میں آتش نمرود میں گرایا جانا اور ہاجرہ سے شادی پھر اسماعیل علیہ السلام کا پیدا ہونا اور سوتن پن کے جذبہ سے تنگ آ کر سیدہ ہاجرہ اور سیدنا اسماعیل کو بیت اللہ کے قریب چھوڑنا اور پھر صبر و ثبات سے واپس آنا اور پھر بیت اللہ کی تعمیر کا معاملہ وغیرہ اہم ترین کارنامے۔ اس میں ابراہیم علیہ السلام کے بلند کردار کی جھلک نمایاں ہیں۔ (فتح الباری: ٦/ ٣٩٩)

((ومر فی الحج أنه إسماعیل .))

''اور حج کے بیان میں حدیث گذر چکی ہے کہ ذبیح اسمٰعیل علیہ السلام ہیں۔''

٨٣٢٢ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوْسٰى عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ فَقَالَ أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لاَ يُرِيْدُ الْمَوْتَ فَرَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَيْنَهُ وَقَالَ ارْجِعْ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ بِهِ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ قَالَ: أَيْ رَبِّ! ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ الْمَوْتُ، قَالَ: فَالْآنَ فَسَأَلَ اللّٰهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَوْكُنْتُ ثَمَّ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيْقِ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الأَحْمَرِ . (رواه البخاری: ١٣٣٩)

٨٣٢٢ـ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: موسیٰ علیہ السلام کی طرف ملک الموت بھیجا گیا جب وہ ان کے پاس آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو مُکا رسید کر دیا اور اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ فرشتہ اپنے رب کی طرف لوٹ گیا اور اس نے کہا: اے اللہ! تو نے مجھے اس بندے کی طرف روانہ کیا ہے جو مرنا پسند نہیں کرتا۔ اللہ نے اس کی آنکھ درست کر دی اور فرمایا: اس کے پاس جا کر کہو کہ وہ بیل کی پشت پر ہاتھ رکھیں۔ اس کے ہاتھ کے تحت جتنے بال آئیں گے اتنے سال ہم ان کو عمر دیدیتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: یا اللہ! پھر کیا ہوگا؟ فرمایا! پھر موت آئے گی۔ تو انہوں نے کہا: پھر تو اب ہی موت منظور ہے، اور اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ ان کو بیت المقدس کے قریب پتھر پہنچے کی حد پر قریب کیا جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر میں وہاں جاؤں تو میں تمہیں ان کی قبر بتا دوں، راستے کے پاس سرخ پتھروں کے تودے پر قبر ہے۔'' (الشیخین، النسائی)

(٨٣٢٢) بخاری: ١٣٣٩ـ مسلم: ٢٣٧٢ـ نسائی: ٢٠٨٩ـ احمد: ٨٤٠٢.

۸۳۲۳ــــ وَزَادَ أَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ: كَانَ مَلَكُ الْمَوْتِ يَأْتِي النَّاسَ عَيَانًا قَالَ فَأَتَى مُوْسٰى فَلَطَمَهُ. (رواه أحمد: ۱۰۵۲۱)

۸۳۲۳۔ ''احمد رحمہ اللہ اور بزار رحمہ اللہ نے اضافہ کیا ہے کہ موت کا فرشتہ پہلے زمانے میں لوگوں کے پاس ظاہر آتا تھا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے فرشتے کو مُکا رسید کر دیا۔''

۸۳۲٤ــ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، رَفَعَهُ: كَانَ طُوْلُ مُوْسٰى اثْنَى عَشَرَ ذِرَاعًا، وَعَصَاهُ اثْنَى عَشْرَ ذِرَاعًا، وَوَثْبَتُهُ اثْنَى عَشَرَ ذِرَاعًا، فَضَرَبَ ابْنَ عُنُقٍ فَمَا أَصَابَ إِلَّا كَعْبَهُ. (للكبير: ۸۹۰۳، بمختلط)

۸۳۲۴۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''موسیٰ علیہ السلام کا قد بارہ ہاتھ طویل تھا اور ان کا عصا بھی بارہ ہاتھ طویل تھا اور ان کی چھلانگ بھی بارہ ہاتھ اور عوج بن عنق کو ضرب لگائی تو صرف اس کے ٹخنے تک ہی پہنچ سکے۔'' (الکبیر سند میں راوی مختلط ہے)

۸۳۲٥ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ بَيْنَمَا يَهُوْدِيٌّ يَعْرِضُ سِلْعَتَهُ أُعْطِيَ بِهَا شَيْئًا كَرِهَهُ فَقَالَ لَا وَالَّذِي اصْطَفَى مُوْسَى عَلَى الْبَشَرِ فَسَمِعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَامَ فَلَطَمَ وَجْهَهُ وَقَالَ تَقُوْلُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ، وَالنَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَذَهَبَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ لِي ذِمَّةً وَعَهْدًا فَمَا بَالُ فُلَانٍ لَطَمَ وَجْهِي فَقَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ فَذَكَرَهُ فَغَضِبَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى رُئِيَ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ لَا تُفَضِّلُوْا بَيْنَ أَنْبِيَاءِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَيَصْعَقُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يَنْفُخُ فِيْهِ أُخْرَى فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ فَإِذَا مُوْسٰى آخِذٌ بِالْعَرْشِ فَلَا

۸۳۲۵۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی اپنا سامانِ تجارت پیش کر رہا تھا۔ اس سے کوئی بات کی گئی جو اس کو پسند نہیں تھی تو اس نے کہا: ہرگز نہیں اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی ہے! پس ایک انصاری نے سنا تو اُٹھ کر اس کے منہ پر تھپڑ رسید کر دیا اور کہا: تو کہتا ہے قسم اللہ کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی ہے! جبکہ نبی ﷺ ہمارے درمیان موجود ہیں۔ تو یہودی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے ابوالقاسم! میں ذمی ہوں اور میرے ساتھ معاہدہ ہے تو اس فلاں نے مجھے تھپڑ کیوں مارا؟ آپ ﷺ نے دوسرے کو فرمایا: تو نے اس کو کیوں مارا؟ تو اس نے واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ کو غصہ آ گیا اور اس کے آثار آپ کے چہرے پر نمایاں ہو گئے اور پھر فرمایا: ''تم اللہ کے پیغمبروں کے درمیان فضیلت نہ بیان کیا کرو۔''

(۸۳۲۳) احمد: ۱۰۵۲۱۔ بزار رجاله رجال الصحيح و هيثمی: ۱۳۷۸۳.

(۸۳۲٤) طبرانی کبیر: ۸۹۰۳۔ وفيه المسعودی وقد اختلط وبقية رجاله ثقات و هيثمی: ۱۳۷۸۱.

(۸۳۲٥) بخاری: ۳٤۱٥۔ مسلم: ۲۳۷۳۔ ابو داؤد: ٤٦۷۱۔ ترمذی: ۳۲٤٥۔ احمد: ۷٥۳۲.

أَدْرِي أَحُوسِبَ بِصَعْقَتِهِ يَوْمَ الطُّورِ أَمْ بُعِثَ قَبْلِي وَلَا أَقُولُ إِنَّ أَحَدًا أَفْضَلُ مِنْ يُونُسَ بْنَ مَتَّى . (رواه البخاري: ٣٤١٤، ٣٤١٥)

جب صور میں پھونکا جائے گا تو سب آسمانوں والے اور زمین والے غش کھا جائیں گے۔ پھر دوسری بار پھونکا جائے گا تو سب مخلوق سے پہلے مجھے افاقہ ہوگا اور میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کو پکڑ کر کھڑے ہوں گے۔ مجھے معلوم نہیں کہ طور کے غش کھانے پر ان کا حساب پورا کر دیا گیا یا وہ میرے سے پہلے افاقے میں آ گئے اور میں تو کسی کو یونس بن متی سے افضل نہیں کہتا۔'' (الشیخان، ابوداؤد، اور ترمذی میں مثل اس کے ہے)

٨٣٢٦ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُوْلَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتَّى وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيْهِ . (رواه البخاري: ٣٣٩٦)

٨٣٢٦۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: کسی بند کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ کہے: میں یونس بن متی علیہ السلام سے افضل ہوں۔ اور آپ ﷺ نے یونس علیہ السلام کی نسبت ان کے باپ کی طرف کی۔'' (الشیخان، ابوداؤد)

٨٣٢٧ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ يَقُوْلَ إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ ابْنِ مَتَّى . (رواه أبوداود: ٤٦٧٠)

٨٣٢٧۔ ''اور ابوداؤد نے سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''کسی نبی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کہے: میں یونس بن متی علیہ السلام سے افضل ہوں۔''

٨٣٢٨ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ يَعْنِي اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ لِي وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى لِعَبْدِي أَنْ يَقُوْلَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتَّى عَلَيْهِ السَّلَامُ . (رواه مسلم: ٢٣٧٦)

٨٣٢٨۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ کہے: میں یونس بن متی سے افضل ہوں۔''

شرح: ...... یونس علیہ السلام نینوی جو کہ موصل کے قریب ہے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ انہوں نے قوم کی کوتاہی پر انہیں عذاب کی وعید سنائی اور خود غصہ میں آ کر وہاں سے نکل گئے حالانکہ انہیں وہاں رکنا چاہیے تھا۔

قوم نے جب عذاب کے آثار دیکھے تو یہ گڑگڑائی۔ اللہ نے رحم کرتے ہوئے عذاب دور کر دیا۔ ادھر یونس علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے تو وہ ہچکولے کھانے لگی۔ انہوں نے قرعہ ڈالا یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ انہیں دریا برد کر دیا گیا تو مچھلی نے پکڑ لیا اور

(٨٣٢٦) بخاري: ٣٣٩٦ـ مسلم: ١٦٥ـ ابو داؤد: ٤٦٦٩ـ احمد: ٣٢٤٢.
(٨٣٢٧) ابو داؤد: ٤٦٧٠ـ صحيح (البانى): ٣٩٠٤ـ احمد: ١٧٦٠.
(٨٣٢٨) مسلم: ٢٣٧٦ـ بخاري: ٦٥١٨ـ ابو داؤد: ٤٦٧١ـ ترمذى: ٣٢٤٥ـ احمد: ١٠٨٩٤.

دریا کے نیچے لے گئی۔ مشہور ہے سات دن رہے تھے۔ وہاں اللہ کو پکارا نجات ملی۔

اس واقعہ سے جہالت کی بنا پر کوئی ان کی تنقیص کر سکتا تھا اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے یونس بن متیٰ سے بہتر نہ کہو۔ وگرنہ آپ ﷺ سب سے زیادہ افضل ہیں۔ یہ آپ نے تواضع کے طور پر کہا تھا۔ (فتح الباری: ۶/۴۵۲)

(۲) جس نے تھپڑ مارا تھا وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ وجہ یہ تھی کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غصہ اس لیے آیا تھا کہ اس یہودی نے جھوٹ بولا تھا کہ ساری مخلوق پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام چنے ہوئے ہیں۔ حالانکہ نبی ﷺ سب سے زیادہ افضل تھے۔

مگر نبی ﷺ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا یہ شرف بیان کیا ہے کہ وہ میرے ہوش میں آنے سے پہلے ہی عرش الٰہی کا پایہ پکڑے ہوں گے۔

دونوں میں مطابقت یہ ہے کہ انبیائے کرام کے درمیان فضیلت کا موازنہ جب بغیر دلیل ہو یا ایک کی تحقیر کر کے دوسرے کی فضیلت بیان ہو۔ اس وقت ایک کو دوسرے پر برتری دینا منع ہے۔ اگر یہ کوتاہی نہ ہوتو پھر ایک دوسرے پر فضیلت بیان کرنا جائز ہے۔ تاہم مجموعی خصائل کے اعتبار سے نبی ﷺ ہی سب سے زیادہ افضل ہیں جزوی طور پر موسیٰ علیہ السلام کو پایہ پکڑنے کا شرف حاصل ہے۔

نبوت میں سب پیغمبروں کو برابر رکھنے کا حکم ہے:

﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ﴾ (البقرة: ۲۸۵)

''ہم پیغمبروں کے درمیان تفریق نہیں ڈالتے۔''

لیکن فضائل میں برتری قرآن پاک خود بتا رہا ہے:

﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ (البقرة: ۲۵۳)

''یہ رسول ہیں، ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر برتری دی ہے۔'' (فتح الباری: ۶/۴۴۶)

(۳) موسیٰ علیہ السلام والی حدیث کہ انہوں نے فرشتے کی آنکھ پھوڑ دی بعض ملحد اس کا انکار کرتے ہیں۔ اس بارے میں سب سے پہلی گزارش یہ ہے کہ ابھی فرشتہ موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کرنے نہ آیا تھا صرف آزمائش کے لیے آیا تھا اور فرشتہ انسانی شکل میں تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک آدمی بغیر اجازت اندر گھس آیا ہے اس لیے مارا تھا۔

یہ بدعتی کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام سے قصاص لینا چاہیے تھا۔ اس کو زیادہ فکر ہے اس کا مطالبہ نہ تو فرشتہ کر رہا ہے نہ ہی رب تعالیٰ کہہ رہے ہیں۔

اصل بات یہ ہے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو علم نہ تھا یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتے کی آنکھ درست کی تو

موسیٰ علیہ السلام پر واضح ہوا کہ یہ اللہ کے پاس سے ہی آیا ہے اس لیے اس کے بعد سر تسلیم خم کر دیا تھا۔

ایک اعتراض کرتے ہیں کہ عمر تو آگے پیچھے نہیں ہوتی اس کا جواب یہی ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی عمر ابھی پوری نہ ہوئی تھی قریب تھی اور جتنی مقدار فرشتے کے آنے جانے میں صرف ہوئی ہے اتنی مدت عمر سے ابھی باقی تھی۔

(فتح الباری: ٦/ ٤٤٢)

٨٣٢٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقُرْآنُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسْرَجُ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ. (رواه البخاري: ٣٤١٧)

٨٣٢٩۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ''داؤد علیہ السلام پر قرآن آسان کر دیا گیا تھا۔ وہ اپنے سواری کے جانور پر زین ڈالنے کا حکم دیتے تھے اور چوپائے کو تیار کرنے سے پہلے اپنی کتاب (قرآن) پڑھ جاتے تھے اور وہ نہیں کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھوں کی کمائی سے۔''

٨٣٣٠۔ وَعَنْهُ، رَفَعَهُ: قَالَ كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الأُخْرَى إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرَى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللَّهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللَّهِ! إِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّينِ إِلَّا يَوْمَئِذٍ وَمَا كُنَّا نَقُولُ إِلَّا الْمُدْيَةُ. (رواه البخاري: ٣٤٢٧)

٨٣٣٠۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مرفوعاً روایت ہے کہ دو عورتیں تھیں جن کے ساتھ ان کے دو بچے تھے۔ بھیڑیا آیا اور ایک کے بچے کو اُٹھا کر لے گیا تو اس نے دوسری سے کہا: تیرے بیٹے کو اُٹھایا ہے۔ دوسری عورت نے کہا: بلکہ تیرے بیٹے کو بھیڑیے نے اُٹھایا ہے، اور وہ دونوں اپنا مقدمہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لے گئیں تو داؤد علیہ السلام نے بڑی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ وہ عدالت سے نکل کر سلیمان علیہ السلام کے پاس گئیں اور اپنا قصہ سنایا تو انہوں نے کہا: میرے پاس چھری لاؤ۔ میں چیر کر اس کو تقسیم کر دوں تو چھوٹی نے کہا: ایسا نہ کرو، اللہ تم پر مہربان ہو، وہ اسی کا بیٹا ہے۔ تو سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! سِکِّین (چھری) کا لفظ میں نے اسی دن سنا ہے ہم تو اس کو مُدیہ کہتے تھے۔'' (الشیخین، النسائی)

(٨٣٢٩) بخاری: ٣٤١٧۔ احمد: ٢٧٣٧٧.

(٨٣٣٠) بخاری: ٣٤٢٧۔ مسلم: ١٧٢٠۔ نسائی: ٥٤٠٣۔ احمد: ٨٢٧٥.

شرح: ......(۱) زبور میں احکام نہ تھے کہ فلاں چیز حلال ہے فلاں چیز حرام ہے صرف وعظ ونصیحت تھی کہتے ہیں ایک سو پچاس زبور میں سورتیں تھیں۔

اس میں دلیل ہے کہ وقت میں جب اللہ تعالیٰ برکت ڈال دے تو تھوڑے وقت میں بھی بہت زیادہ عمل سرانجام پا جاتا ہے۔ یہ داؤد علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ زین باندھنے تک زبور کی تلاوت کر لیتے تھے۔

(۲) یہ واقعہ بتاتا ہے کہ فہم وذکاء اللہ کی عطا ہے۔ یہ چھوٹی یا بڑی عمر کے متعلقہ نہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حق کی ایک جہت ہے دو نہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ انبیائے کرام کو اجتہاد کی اجازت ہے۔

اور بچہ ذبح کرنے کا سیدنا سلیمان علیہ السلام نے جو حیلہ کیا تھا وہ اظہارِ حق کے لیے تھا۔ حقوق کے اظہار کے لیے حیلہ بنانا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۶/ ۴۶۵)

۸۳۳۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَحْثِي فِي ثَوْبِهِ فَنَادَاهُ رَبُّهُ يَاأَيُّوبُ! أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى قَالَ بَلَى يَارَبِّ وَلٰكِنْ لاَ غِنَى لِي عَنْ بَرَكَتِكَ)). (رواه البخاري: ۳۳۹۱)

۸۳۳۱۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''ایک مرتبہ ایوب علیہ السلام ننگے بدن غسل کر رہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں۔ انہوں نے اپنے کپڑے میں ڈالنی شروع کر دیں پس آواز دی اس کو اس کے ربّ نے اے ایوب! کیا میں نے تجھے غنی نہیں کیا؟ انہوں نے کہا: ہاں اے میرے ربّ! میں تیری برکت سے بے نیاز نہیں ہوں۔'' (بخاری، نسائی)

شرح: ......اس سے پتہ چلا کہ جو اعتماد رکھتا ہو کہ شکر ادا کر سکے گا تو حلال مال کا کثرت سے لینا جائز ہے اور یہ برکت ہے اور اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ مالدار شکر گزار ہو تو اس کی بڑی فضیلت ہے۔ (فتح الباری: ۶/ ۴۲۱)

۸۳۳۲۔ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ بَنِي آدَمَ مَوْلُوْدٍ إِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِيْنَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنِهَا)).

۸۳۳۲۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: ''اولادِ آدم سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پہلو میں اسی وقت ٹھوکر مارتا ہے تو بچہ اس کے ٹھوکر مارنے سے چیختا ہے مگر مریم علیہا السلام اور اس کا بیٹا مستثنیٰ ہیں۔''

۸۳۳۳۔ وَفِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ

۸۳۳۳۔ ''ایک روایت میں ہے: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے

(۸۳۳۱) بخاری: ۳۳۹۱۔ نسائی: ۴۰۹۔ احمد: ۹۹۸.
(۸۳۳۲) بخاری: ۳۴۳۱۔ مسلم: ۲۳۲۶۔ احمد: ۸۵۹۷.
(۸۳۳۳) بخاری: ۳۴۳۱.

﴿وَإِنِّـي أُعِيـذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾ . (هُمَا لِلْبُخَارِيِّ: ٣٤٣١)

تم پڑھو اگر استدلال کرنا چاہو: ''اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں شیطان مردود کے شر سے۔'' (یہ دونوں روایات صحیح بخاری کی ہیں)

٨٣٣٤ـــ عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَـالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ كُـلُّ بَنِيْ آدَمَ يَطْعُنُ الشَّيْطَانُ فِي جَنْبَيْـهِ بِـإِصْبَعِهِ حِيْنَ يُوْلَدُ غَيْرَ عِيْسَى ابْنِ مَـرْيَـمَ ذَهَبَ يَطْعُنُ فَطَعَنَ فِي الْحِجَابِ . (رواه البخاري: ٣٢٨٦)

۸۳۳۴۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آدم کے ہر بیٹے کو شیطان ٹھوکر لگاتا ہے اور اپنی انگلی اس کے دونوں پہلوؤں میں مارتا ہے جب وہ پیدا ہوتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو ٹھوکر مارنے لگا تو ٹھوکر پردے پر پڑی۔'' (الشیخین)

٨٣٣٥ـــ عَـنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ يُلَقَّى عِيْسَى حُجَّتَهُ فَلَقَّاهُ اللّٰهُ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيْسَـى ابْـنُ مَـرْيَـمَ أَأَنْـتَ قُـلْـتَ لِلنَّـاسِ اتَّـخِذُوْنِي وَأُمِّيَ إِلَهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ قَالَ أَبُـوْهُـرَيْـرَةَ عَـنِ النَّبِيِّ ﷺ فَـلَـقَّـاهُ اللّٰـهُ ﴿سُبْـحَـانَكَ مَا يَكُوْنُ لِي أَنْ أَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِـي بِـحَـقٍّ﴾ الآيَةُ كُلَّهَا . (رواه الترمذي: ٣٠٦٢)

۸۳۳۵۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ ان کی دلیل القاء فرمائے گا۔اللہ کا فرمان ہے: جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ بن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ تعالیٰ کے بغیر دو ربّ بناؤ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو یہ القاء کر دے گا وہ کہیں گے۔ میرے لیے تو یہ کوئی حق نہیں تھا کہ وہ بات کہتا جس کا مجھے کوئی حق نہیں تھا......'' (ترمذی)

شرح: ......(۱) یہ چونکہ شیطان کی طرف سے ابتدائی طور پر تسلط جمانے کے لیے ہے۔اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کو اس سے محفوظ رکھا ہے۔کیونکہ سیدہ مریم کی والدہ محترمہ نے اس سے اللہ کی پناہ مانگی تھی وہ اللہ نے قبول کی انہیں بھی شیطان نے چونکہ مارا تھا مگر درمیان میں پردہ حائل ہو گیا تھا۔(فتح الباری:۶/ ۴۷۰)

(۲) اصل بات یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے قطعاً یہ نہ کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنائیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر یہ سوال ان سے کیوں کیا جائے گا؟

یہ عیسائیوں کو ڈانٹنے کے لیے عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا جائے گا کہ یہ ان سے نفرت کا اظہار ہے اور ان کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے، اور بہت ہی برا ہے۔(جائزۃ الاحوذی:۴/ ۲۲۷)

(٨٣٣٤) بخاری: ٣٢٨٦ـ مسلم: ٢٣٦٦ـ احمد: ١٠٣٩٤.

(٨٣٣٥) ترمذی: ٣٠٦٢ـ صحيح الاسناد (البانی): ٢٤٥٠.

٨٣٣٦ــ عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَـا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِـي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَالأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ أُمَّهَـاتُهُـمْ شَتَّـى وَدِيْـنُهُمْ وَاحِدٌ. (رواه البخاري: ٣٤٤٣)

٨٣٣٦۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب لوگوں سے میں ابن مریم کا زیادہ حقدار دنیا میں اور آخرت میں، اور تمام انبیاء علیہم السلام آپس میں علاتی بھائی ہیں کہ ان کی مائیں مختلف ہیں اور دین ان سب کا ایک ہے۔'' (الشیخان، ابوداؤد)

شرح: ......اولادِ علاّت، ان بہن بھائیوں کو کہتے ہیں جو ایک باپ سے ہوں اور مائیں ان کی مختلف ہوں۔ مقصد یہ ہے کہ ان کے دین کی اصل ایک ہے جو کہ توحید ہے اور شریعت کی دیگر باتیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔
(فتح الباری: ٦/ ٤٨٩)

٨٣٣٧ــ عَـنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَـالَ إِنِّـي لأَرْجُـوْإِنْ طَالَ بِي عُمُرٌأَنْ أَلْقَى عِيْسَـى ابْـنَ مَـرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَإِنْ عَجِلَ بِـي مَـوْتٌ فَـمَـنْ لَـقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلاَمَ. (رواه أحمد: ٧٩١٠)

٨٣٣٧۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں امید کرتا ہوں کہ اگر میری عمر طویل ہو جائے تو میں عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کر لونگا۔ اگر مجھے پہلے موت آ جائے تو جو تم میں سے ان سے ملاقات کرے وہ میرا سلام اُن کو پہنچائے۔'' (احمد)

٨٣٣٨۔ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لاَ وَاللّٰهِ! مَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِـعِيْسَـى أَحَمَرُ، وَلٰكِنْ قَالَ بَيْـنَمَا أَنَانَائِمٌ أَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْـطُ الشَّـعْـرِ يُهَـادَى بَيْنَ رِجْلَيْنِ يَنْطِفُ رَأْسُـهُ مَـاءً أَوْ يُهَـرَاقُ رَأْسُـهُ مَاءً فَقُلْتُ مَنْ هَـذَا قَـالُـوْا ابْـنُ مَرْيَمَ فَذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُـلٌ أَحْمَرُ جَسِيْمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُعَيْنُهُ الْيُـمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ مَنْ هٰذَا

٨٣٣٨۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا سرخ رنگ نہیں بتایا، البتہ فرمایا ہے کہ میں سویا تھا خواب میں دیکھا کہ میں طواف کرتا ہوں تو ایک گندمی رنگ کا مرد، سیدھے بالوں والا دو آدمیوں کے درمیان لایا گیا۔ ان کے سر سے پانی کے قطرے گرتے تھے۔ میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ کہا گیا: یہ ابن مریم ہیں پس میں نے جا کر غور سے دیکھا تو ان کے بعد ایک دوسرا سرخ رنگ موٹے جسم کا شخص تھا جس کے سر کے بال گنگھر یالے تھے

(٨٣٣٦) بخاري: ٣٤٤٣۔ مسلم: ٢٣٦٥۔ ابو داؤد: ٤٦٧٥۔ احمد: ٢٧٢٨٧.

(٨٣٣٧) احمد: ٧٩١٠۔ مرفوعا و موقوفا رجالهما رجال الصحيح و هيثمی: ١٣٧٨٧.

(٨٣٣٨) بخاري: ٣٤٤١۔ مسلم: ١٧١۔ احمد: ٦٣٢٧.

قَـالُـوْا هٰذَا الدَّجَّالُ وَأَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ. (رواه البخاري: ٣٤٤١)

دائیں طرف کی آنکھ سے وہ کانا ہے گویا اس کی آنکھ ایسی ہے جیسے انگور کا دانہ پانی پر تیر رہا ہو۔ میں نے کہا: کون ہے؟ کہنے والوں نے کہا: یہ دجال ہے اور مشابہت میں اس کے قریب تر ابن قطن ہے۔'' (البخاری)

٨٣٣٩ـــ عَـنِ ابْـنِ عُـمَرَ ﷠ قَـالَ قَـالَ النَّبِيُّ ﷺ رَأَيْتُ عِيْسَى وَمُوْسَى وَإِبْرَاهِيْمَ فَأَمَّا عِيْسَى فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيْضُ الصَّدْرِ وَأَمَّا مُـوْسٰـى فَـآدَمُ جَسِيْمٌ سَبْطٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ الزُّطِّ. (رواه البخاري: ٣٤٣٨)

٨٣٣٩۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے عیسیٰ، موسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا ہے۔ عیسیٰ تو سرخی مائل گنگھریالے بالوں والے چوڑے سینے والے ہیں اور موسیٰ گندم گوں سیدھے جسم والے ہیں گویا وہ زط قوم کے مردوں سے مشابہ ہیں۔'' (الشیخان، الموطأ)

٨٣٤٠ـــ عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ ﷛ قَـالَ قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰـهِ ﷺ لَيْـلَةَ أُسْـرِيَ بِـي لَـقِيْتُ مُـوْسٰـى قَـالَ فَـنَعَتَهُ فَإِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُهُ قَالَ مُـضْـطَـرِبٌ رَجِـلُ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَـنُوْءَةَ قَالَ وَلَقِيْتُ عِيْسَى فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَـقَـالَ رَبْعَةٌ أَحْمَرُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ يَـعْـنِـي الْـحَمَّامَ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيْمَ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِهِ بِهِ. (رواه البخاري: ٣٤٣٧)

٨٣٤٠۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے معراج کے لیے لے جایا گیا میں نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی، ان کے بال بکھرے ہوئے تھے، وہ قوم شنوءہ کے لوگوں کی مثل نظر آتے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ بیان کیا کہ وہ میانہ قدر سرخی مائل صاف شفاف تھے گویا ابھی حمام سے نکلے ہوں۔ اور ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ ان کی اولاد میں سے میں ہی ان کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا ہوں۔''

٨٣٤١ـــ وَفِـي رِوَايَةٍ: وَإِذَا عِيْسَـى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ الثَّقَفِيُّ. (رواه مسلم: ١٧٢)

٨٣٤١۔ ''ایک روایت میں ہے: ''عیسیٰ ابن مریم کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور سب سے زیادہ مشابہ ان کے ساتھ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔'' (ترمذی، الشیخان)

٨٣٤٢ـــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ وَذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ أُسْـرِيَ بِـهِ فَقَالَ مُوْسَى آدَمُ طُوَالٌ كَأَنَّهُ

٨٣٤٢۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور نبی کریم ﷺ نے اپنی معراج والی رات کا تذکرہ فرمایا اور بتایا

(٨٣٣٩) بخاری: ٣٤٣٨.

(٨٣٤٠) بخاری: ٣٤٣٧۔ مسلم: ١٦٨۔ ترمذی: ٣١٣٠۔ نسائی: ٥٦٥٧۔ دارمی: ٢٠٨٨۔ احمد: ٢٧٣٠٦.

(٨٣٤١) مسلم: ١٧٢.

(٨٣٤٢) بخاری: ٣٣٩٦۔ مسلم: ٢٣٧٧۔ ابو داؤد: ٤٦٦٩۔ احمد: ٣٢٤٢.

مِنْ رِجَالٍ شَنُوْئَةَ . (رواه البخاري: ٣٣٩٦)

کہ موسیٰ علیہ السلام گندم گوں طویل قد والے ہیں گویا وہ قوم شنوء کے لوگوں جیسے ہیں۔"

٨٣٤٣ــ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، رَفَعَهُ: لَقَدْ قَبَضَ اللّٰهُ دَاوُدَ مِنْ بَيْنِ أَصْحَابِهِ، فَمَا فَتَنُوْا وَمَا بَدَّلُوْا، وَلَقَدْ مَكَثَ أَصْحَابُ الْمَسِيْحِ عَلَى سُنَّتِهِ وَهَدْيِهِ مِائَتَي سَنَةٍ . (للكبير)

٨٣٤٣۔ "سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: اللہ نے داؤد علیہ السلام کو ان کے اصحاب کے درمیان سے اُٹھایا تو وہ نہ تو تبدیل ہوئے اور نہ کسی فتنے میں پڑے، اور مسیح علیہ السلام کے ماننے والے دوسو سال تک ان کے طریقے اور ان کی ہدایت پر قائم رہے۔" (الکبیر)

٨٣٤٤ــ عَنِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، رَفَعَهُ: لاَ يَنْبَغِي لِاَحَدٍ أَنْ يَقُوْلَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا، مَا هَمَّ بِخَطِيْئَةٍ، أَحْسِبُهُ قَالَ: وَلاَعَمِلَهَا . (رواه البزار: ٢٣٦٠)

٨٣٤٤۔ "سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: "کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کہے: میں یحییٰ بن زکریا سے بہتر ہوں انہوں نے کسی گناہ کا نہ دل میں خیال کیا نہ کوئی گناہ کیا۔" (البزار)

٨٣٤٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: كُلُّ بَنِي آدَمَ يَلْقَى اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِذَنْبٍ قَدْ أَذْنَبَهُ يُعَذِّبُهُ عَلَيْهِ إِنْ شَاءَ أَوْ يَرْحَمُهُ، إِلَّا يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا فَإِنَّهُ كَانَ سَيِّدًا وَحَصُوْرًا وَنَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِيْنَ، وَأَهْوَى النَّبِيُّ ﷺ إِلَى قَذَاةٍ مِنَ الأَرْضِ فَأَخَذَهَا وَقَالَ: ذَكَرُهُ مِثْلُ هٰذِهِ الْقَذَاةِ . (للأوسط بلين)

٨٣٤٥۔ "سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: "قیامت کے دن ہر انسان گناہ لے کر اللہ سے ملاقات کرے گا پھر اللہ تعالیٰ یا تو اس کو عذاب دے گا اور یا بخش دے گا اور رحم فرمائے گا مگر یحییٰ بن زکریا، بڑا سردار، عورتوں سے بچنے والا، نیکوکار نبی ہے پھر آپ ﷺ نے زمین سے تنکا اُٹھا کر فرمایا: "ان کی شرم گاہ اس تنکے کے برابر تھی۔" (الاوسط، سند کمزور)

٨٣٤٦ــ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ: أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَبِيًا كَانَ آدَمَ ؟ قَالَ نَعَمْ، قَالَ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ نُوْحٍ؟ قَالَ: عَشَرَةُ قُرُوْنٍ؟ قَالَ:كَمْ كَانَ بَيْنَ نُوْحٍ وَإِبْرَاهِيْمَ؟ قَالَ: عَشَرَةُ قُرُوْنٍ . قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَمْ

٨٣٤٦۔ "سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک مرد نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آدم علیہ السلام نبی تھے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: ان کے اور نوح علیہ السلام کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ فرمایا: دس صدیوں (ہزار سال) کا۔ کہا: نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ فرمایا: دس صدیاں۔ اس نے کہا:

(٨٣٤٣) طبراني كبير ورجاله ثقات وفي بعضم خلاف و هيثمي: ١٣٧٩٧ .

(٨٣٤٤) بزار: ٢٣٦٠ـ ورجاله ثقات و هيثمي: ١٣٨٠٣ .

(٨٣٤٥) طبراني اوسط، وفيه حجاج بن سليمان الرعيني وثقه ابن حبان وغيره وضعفه ابو زرعة وغيره وبقية رجاله ثقات و هيثمي: ١٣٨٠٤ .

(٨٣٤٦) طبراني كبير: ٧٥٤٥ـ ورجاله رجال الصحيح غير احمد بن خليد الحلبي وهو ثقة و هيثمي: ١٣٨٠٧ .

كَانَتِ الرُّسُلُ؟ قَالَ: ثَلاثُمِائَةٍ وَثَلاثَةَ عَشَرَ. (للكبير: ٧٥٤٥)

یا رسول اللہ! انبیاء میں سے رسول کتنے تھے؟ فرمایا: تین سو تیرہ۔'' (الکبیر)

٨٣٤٧ـ عَنْ أَنَسٍ، رَفَعَهُ: الأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ. (للموصلي: ٣٤٢٥، والبزار)

۸۳۴۷۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔'' (الموصلی، البزار)

٨٣٤٨ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرُ أَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضْرَاءَ. (للبخاري: ٣٤٠٢)

۸۳۴۸۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ''خضر نام اس لیے مشہور ہوا کہ وہ ایک سفید (یا بنجر) زمین پر بیٹھے تو وہ سبز ہوگئی اور اس کے بعد زمین میں سبزہ اُگ کر لہلانے لگا، اور زمین سرسبز ہوگئی۔'' (بخاری، ترمذی)

٨٣٤٩ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ذَكَرَ خَالِدُ بْنُ سَنَانٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ذَاكَ نَبِيٌّ ضَيَّعَهُ قَوْمُهُ. (رواه البزار: ٢٣٦١)

۸۳۴۹۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: خالد بن سنان کا تذکرہ نبی کریم ﷺ کے پاس کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''وہ نبی تھے ان کی قوم نے ان کو قتل کیا۔'' (البزار)

٨٣٥٠ـ وَلِلْكَبِيْرِ بِلِيْنٍ: جَاءَتْ بِنْتُ خَالِدِ بْنِ سَنَانٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَبَسَطَ لَهَا ثَوْبَهُ، فَذَكَرَهُ.

۸۳۵۰۔ ''الکبیر کی کمزور سند سے یہ روایت ہے کہ خالد بن سنان کی بیٹی نبی ﷺ کے پاس آئی تو آپ نے اس کے لیے اپنی چادر بچھائی اور اس کا تذکرہ کیا۔''

٨٣٥١ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الأَنْبِيَاءِ. (رواه أبو داود: ٤٦٦٨)

۸۳۵۱۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء علیہم السلام کے درمیان موازنہ ہرگز نہ کیا کرو۔'' (ابوداود)

شرح: ...... انبیائے کرام کے درمیان برتری اس وقت منع ہے جب دوسرے کی تحقیر ہو۔ اگر یہ صورت نہ ہو تو پھر انبیائے کرام کے فضائل کمی بیشی سے بیان کرنا جائز ہے۔

(٨٣٤٧) موصلی: ٣٤٢٥۔ بزار و رجال ابی یعلی ثقات و هیثمی: ١٣٨٠٧.

(٨٣٤٨) بخاری: ٣٤٠٢۔ ترمذی: ٣١٥١۔ احمد: ٨٠٥١.

(٨٣٤٩) بزار: ٢٣٦١۔ طبرانی الا انه قال، جاءت بنت خالد بن سنان الی النبی ﷺ فبسطلها توبه وفيه قيس بن الربيع وقد وثقه شعبة والثوری ولكن ضعفه احمد مع ورغه و ابن معين و هذا الحديث معارض لحديث الصحيح قوله ﷺ انا اولىٰ الناس بعيسى ابن مريم الانبياء اخوة لعلات وليس بينی و بينه بنی۔ قال البزار: رواه الثوری عن سالم عن سعيد بن جبير مرسلا۔ هيثمی: ١٣٨١٨.

(٨٣٥٠) هيثمی: ١٣٨١٨.

(٨٣٥١) ابو داؤد: ٤٦٦٨۔ صحيح (البانی): ٣٩٠٢۔ بخاری: ٦٩١٧۔ احمد: ١٠٨٧٢.

ان احادیث میں انبیائے کرام علیہم السلام کے حلیہ جات بتائے گئے ہیں۔ قبر میں نماز کی کیفیت کی ضرورت نہیں اس پر ایمان ہونا چاہیے۔ (عون المعبود: ۴/۳۵۰)

من فضائل النبی ﷺ غیر ما تفرق الکتاب

نبی کریم ﷺ کے فضائل، ان فضائل کے علاوہ جو کتاب میں متفرق طور پر مذکور ہیں

۸۳۵۲ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَنْتَظِرُوْنَهُ قَالَ فَخَرَجَ حَتَّى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ فَسَمِعَ حَدِيْثَهُمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ عَجَبًا: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اتَّخَذَ مِنْ خَلْقِهِ خَلِيْلًا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلاً وَقَالَ آخَرُ مَاذَا بِأَعْجَبَ مِنْ كَلَامِ مُوْسَى كَلَّمَهُ تَكْلِيْمًا وَقَالَ آخَرُ فَعِيْسَى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهُ وَقَالَ آخَرُ آدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَمُوْسٰى نَجِيٌّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَعِيْسَى رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ أَلَا وَأَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِي فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخَرِيْنَ وَلَا فَخْرَ. (رواہ الترمذی: ٣٦١٦)

۸۳۵۲۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام آپس میں علمی مذاکرہ کر رہے تھے اور آپ کے آنے کا انتظار بھی کر رہے تھے۔ جب آپ ﷺ ان کے قریب آئے تو آپ نے سنا کہ وہ باہم مذاکرہ رہے ہیں۔ آپ نے ان کی بات سماعت فرمائی تو کوئی ان میں سے کہہ رہا تھا: مقام تعجب ہے کہ اللہ نے اپنی مخلوق میں سے اپنا خلیل منتخب کیا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل (دوست) قرار دیا ہے۔ دوسرے نے کہا: یہ زیادہ باعث تعجب نہیں ہے بلکہ باعث تعجب تو یہ ہے کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا ہے۔ ایک کہہ رہا تھا: یہ باعثِ تعجب نہیں اور نہ زیادہ عجیب چیز ہے اس سے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا کلمہ اور روح قرار دیا ہے، اور ایک نے کہا: یہ سب امور اپنی جگہ مگر بڑا تعجب تو اس امر پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب پر آدم علیہ السلام کو چنا اور برگزیدہ کیا۔ آپ ﷺ نے اس محفل والوں کو سلام کہا اور فرمایا: میں نے تمہارا کلام بھی سنا اور جو امور تم نے عجائب شمار کئے وہ بھی سنے۔

ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں اور وہ اس طرح ہی ہیں جیسا تم نے کہا۔ وہ اللہ کے خلیل ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام بھی تنہائی میں اللہ سے کلام کرنے والے ہیں۔ یہ امر بھی اسی طرح ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں اور یہ بھی بالکل حقیقت ہے اور آدم علیہ السلام چنے ہوئے صاحب فضیلت ہیں۔ یہ بھی درست ہے۔ میں

(٨٣٥٢) ترمذی: ٣٦١٦۔ ضعیف (البانی): ٧٤٢۔ دارمی: ٤٧.

اللہ کا حبیب ہوں اور فخر سے نہیں کہتا، حمد کا جھنڈا قیامت کے دن میرے ہی ہاتھ میں ہوگا اور میں فخر سے نہیں کہتا اور میں اولین اور آخرین سب سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ باعزت ہوں اور فخر سے نہیں کہتا۔ میں قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی اور ازراہِ فخر نہیں کہتا ہوں۔ اور جنت کا دروازہ سب سے پہلے میں ہلاؤں گا اور اللہ تعالیٰ میرے لیے کھول دے گا اور مجھے داخل کرے گا اور میرے ساتھ غریب مسلمان داخل ہوں گے اور میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔''

٨٣٥٣ــ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَخَطِيْبَهُمْ وَصَاحِبُ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ . (رواه الترمذی: ٣٦١٣)

۸۳۵۳۔ ''سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو تمام انبیاء علیہم السلام کا امام بھی میں ہی ہوں گا، ان کا خطیب بھی میں ہی ہوں گا اور ان کا صاحب شفاعت بھی میں ہی ہوں گا۔ میں یہ بات بلافخر کہتا ہوں۔'' (یہ دو روایات ترمذی کی ہیں)

شــرح: ......یعنی جب لوگ قیامت کے دن جماعت اور وفد کے طور پر آئیں گے تو سب سے پہلے میں قبر سے اٹھوں گا، میں خطابت کے فرائض سرانجام دوں گا اور جب مایوسی چھا جائے گی میں امید کی کرن بنوں گا اور لوائے حمد میرے دست مبارک میں ہوگا۔ مگر یہ فضائل میں اتراتے ہوئے یا فخر یہ پیش نہیں کر رہا، نہ یہ اعزازات میں نے خود حاصل کیے ہیں بلکہ یہ میرے اللہ کی عنایت ہے۔ (مرقاۃ: ۱۱/ ۶۰)

٨٣٥٤ــ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى كُلِّ أَحْمَرَ وَأَسْوَدَ وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ وَلَمْ تُحَلَّ لأَحَدٍ قَبْلِي وَجُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ طَيِّبَةً طَهُوْرًا وَمَسْجِدًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ صَلَّى حَيْثُ كَانَ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ بَيْنَ يَدَيْ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَأُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ . (رواه مسلم: ٥٢١)

۸۳۵۴۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے پانچ اشیاء وہ دی گئی ہیں جو میرے سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ ہر نبی صرف اپنی قوم کے لیے مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے سرخ سفید کی طرف مبعوث کیا گیا ہے، میرے لیے مالِ غنیمت حلال کیا ہے، مجھ سے پہلے غنیمت حلال نہیں تھی، میرے لیے زمین کو پاک اور مسجد قرار دیا گیا ہے پس جس انسان کو جہاں بھی نماز کا وقت آجائے وہ جہاں ہو وہاں ہی نماز پڑھے، میری رعب کے ساتھ مدد کی گئی، دشمن ایک ماہ کی مسافت پر خوف کھاتا ہے۔ اور مجھے

(٨٣٥٣) ترمذی: ٣٦١٣۔ صحیح (البانی): ٢٨٥٨۔ احمد: ٢٠٧٣٨.
(٨٣٥٤) مسلم: ٥٢١۔ بخاری: ٤٣٨۔ نسائی: ٤٣٢۔ دارمی: ١٣٨٩۔ احمد: ١٣٨٥٢.

شفاعت دی گئی ہے۔'' (الشیخان النسائی)

شرح: ......بعض روایات میں یہ خصائل چھ بھی ہیں۔ بارہ (۱۲) بھی، ساٹھ (۶۰) بھی اور ہزار تک بھی علمائے کرام نے شمار کیے ہیں۔

ان میں مطابقت یہ ہے کہ جیسے جیسے آپ ﷺ کو ان خصائص کا علم ہوتا رہا آپ بتاتے رہے اور یہاں مذکور وہ خصائص ہیں جو کسی دوسرے نبی کو نہیں ملے۔ ایک بات ذہن میں کھٹکتی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک ماہ کی مسافت پر میرا دشمن ہو تو اس پر میرا رعب ہے۔

جبکہ نبی ﷺ بھوک سے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے اور کافروں کے پاس وافر مقدار میں مال و متاع تھا اور آپ سے لڑنے کے لیے ان کے پاس سخت آلات حرب وضرب تھے۔ یہی تو اس کی دلیل ہے کہ کافروں پر رعب تھا سب کچھ ان کے پاس ہونے کے باوجود وہ آپ سے خوف زدہ رہتے تھے۔

اور پہلے لوگ اپنی اپنی عبادت گاہوں کے بغیر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ آپ کی امت کو اجازت ہے کسی بھی پاک جگہ پر اور ان مقامات کو چھوڑ کر جہاں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے، ہر جگہ نماز پڑھنی جائز ہے اور پاکیزہ مٹی سے تیمّم کی اجازت دی گئی ہے۔

اور آپ نے اپنی سفارش موخر کی ہے، قیامت کے دن کریں گے۔ صرف مشرک اور بدعتی اس سے محروم رہے گا اور آپ کی رسالت عالمگیر ہے۔ (تعلیقات سلفیہ: ۱/ ۴۸)

۸۳۵۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَقَدْ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُوْنَهَا . (رواه البخاري: ۲۹۷۷)

۸۳۵۵۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا گیا ہے، رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے، اس دوران کہ میں سویا ہوا تھا، میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھی گئیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ تو چلے گئے اور تم خزانے نکال رہے ہو'' (الشیخان، الترمذی، النسائی)

شرح: ...... جامع کلمات سے مراد قرآن مجید ہے کیونکہ اس کے کم الفاظ میں بہت زیادہ معانی ہیں اور زمین کے خزانوں کی چابیاں دیئے جانے کا مطلب ہے کہ میرے بعد میری امت کے لیے فتوحات ہوں گی۔ زمین سے کانیں ملیں گی جس سے لوگ فوائد حاصل کریں گے۔ (فتح الباری: ۶/ ۱۲۸)

اس وضاحت سے ان دوستوں کی تردید ہوتی ہے جو اس سے نبی ﷺ کے مختار کل ہونے پر دلیل لیتے ہیں یہ تحریف ہے۔

(۸۳۵۵) بخاری: ۲۹۷۷۔ مسلم: ۵۲۳۔ ترمذی: ۱۵۵۳۔ نسائی: ۳۰۸۷۔ احمد: ۹۵۵۷.

٨٣٥٦ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا مِنَ الأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِي مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ أُوْتِيْتُهُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللّٰهُ إِلَيَّ فَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه البخاري: ٤٩٨١)

٨٣٥٦۔''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:''تمام انبیاء علیہم السلام میں سے ہر نبی کو جس قدر معجزات دیئے گئے اسی قدر انسان اس پر ایمان لائے اور مجھے بطور معجزہ وحی دی گئی ہے جو اللہ نے میری طرف اتاری ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میری امت اور میرے پیروکار سب سے زیادہ ہوں گے۔''(الشیخان)

شرح: ...... پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات اپنی اپنی قوم کے مناسب حال آتے رہے ہیں۔جیسا کہ فرعون کے زمانہ میں جادو تھا۔موسیٰ علیہ السلام معجزہ لے کر آئے جو کہ عصا تھا جس نے ان کے سارے شعبدے نگل لیے۔

اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کیا، پیدائشی اندھے کو تندرست کیا اور کوڑی کو صحت دی، یہ ان سے ہی ہوا کسی طبیب سے ایسا نہ ہوسکتا تھا۔

اور عرب لوگ بلاغت پر اتراتے تھے اس لیے قرآن مجید معجزہ بن کر ان کے پاس آیا اور انہیں للکارا۔مگر یہ ایک سورت بھی نہ لا سکے۔تاہم پہلے معجزات سے اسے امتیازی حیثیت یہ حاصل ہے کہ ان کی مثال صورت میں پائی جاتی ہے مگر قرآنِ پاک کی صورت میں اور حقیقت میں کوئی مثل نہیں۔

اور پہلے انبیائے کرام کے معجزات کا تعلق آنکھ سے ہے قرآن کا تعلق دل کے نور بصیرت سے ہے۔اونٹنی عصا وغیرہ نظر آتے تھے اور قرآنِ پاک کا مشاہدہ بصیرت سے ہوتا ہے جو کہ دائمی ہے اور اسی وجہ سے اِسے ماننے والوں اور اس کی اتباع کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی۔

قرآن مجید: (۱) حسن تالیف کی وجہ سے۔(۲) سیاق وسباق اور سلوب وانداز کی وجہ سے۔(۳) گزشتہ حالات و واقعات بیان کرنے کی وجہ سے۔(۴) اور آئندہ واقعات بیان کرنے کی وجہ سے بھی عظیم معجزہ ہے۔

(فتح الباری: ۹/ ۷)

٨٣٥٧ـ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ جُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي وَجَعَلَ الذِّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ

٨٣٥٧۔''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا:''میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں رکھ دیا گیا ہے اور ذلت اور پستی اس انسان پر ڈال دی گئی ہے جو

(٨٣٥٦) بخاری: ٤٩٨١ـ مسلم: ١٢٥ـ احمد: ٨٢٨٦.

(٨٣٥٧) بخاری تعليقاً، باب: ٨٨ـ مع فتح: ٦/ ٩٨.

أَمْرِي . (للبخاری تعلیقا)

میری سنت کے اور میرے حکم کے خلاف ہوگا۔'' (امام بخاری نے معلق طور پر ذکر کی ہے)

شـرح: ......اس میں تیر اندازی کی فضیلت بیان ہوئی ہے اور اس امت کے لیے مال غنیمت کے حلال ہونے کا بھی اشارہ ہے۔

اور جو نبی کریم ﷺ کی مخالفت کرتا ہے اسے جزیہ دینے کی ذلت برداشت کرنا پڑے گی، تلوار سے اکثر درجہ شہادت ملتا ہے۔ اس لیے حدیث میں ہے جنت تلواروں کے سایہ میں ہے اور نیزہ دور سے مارا جاتا ہے اس سے تلوار کی بہ نسبت موت کا اندیشہ کم ہوتا ہے یہ رزق کے لیے زیادہ موزوں ہے۔ (فتح الباری:٦/ ٩٩)

٨٣٥٨ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهِ وَيَعْجَبُوْنَ لَهُ وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ . (رواه البخاری: ٣٥٣٥)

٨٣٥٨۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی مثال اس مرد کی سی ہے جس نے ایک بہت عمدہ مکان تعمیر کیا اور اس کے حسن و جمال اور زینت و زیبائش میں کوئی کمی نہ رہنے دی مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی پس لوگ اس کے گرد گھومتے اور اس پر تعجب کرتے اور کہتے: تو نے یہاں ایک اینٹ کیوں نہیں لگائی، پس میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین، یعنی آخری نبی ہوں۔'' (الشیخان)

شـــرح: ......اس میں مثال کے ذریعے آپ ﷺ کی ختم نبوت کو ذہنوں میں اتارا گیا ہے، نیز نبی ﷺ کا شرف و فضل بیان ہوا ہے کہ آپ سب انبیائے کرام سے افضل ہیں اور آپ کے ذریعے ختم نبوت کا محل پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے اور احکام دین کامل ہو چکے ہیں۔

یاد رہے جتنے انبیائے کرام پہلے تشریف لائے تھے وہ بھی اپنی قوم کے لیے کامل نبوت اور شریعت لے کر آئے تھے۔ نبی ﷺ اکمل ترین رسالت اور شریعت لے کر تشریف لائے ہیں۔ آپ کے بعد ظلی، بروزی، حقیقی یا غیر حقیقی کسی طور نبوت نہیں آئے گی جو بھی دعویٰ کرے گا وہ مرتد ہے۔ (فتح الباری:٦/ ٥٥٨)

٨٣٥٩ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آتِي بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَأَقُوْلُ:

٨٣٥٩۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازہ کھولنے کے لیے کہوں گا تو جنت کا دربان

(٨٣٥٩) مسلم: ١٩٧۔ احمد: ١١٩٨٩.

مُحَمَّدٌ، فَيَقُوْلُ بِكَ أُمِرْتُ لاَ أُفْتَحُ لأَحَدٍ قَبْلَكَ . (رواه مسلم: ١٩٧)

کہے گا تو کون ہے؟ پس کہوں گا: میں محمد (ﷺ) ہوں تو وہ کہے گا مجھے آپ ﷺ ہی کے لیے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولوں۔'' (مسلم)

٨٣٦٠ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَلُوْا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ)) قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا الْوَسِيْلَةُ؟ قَالَ: ((أَعْلَى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ لاَ يَنَالُهَا إِلاَّ رَجُلٌ وَاحِدٌ أَرْجُوْأَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ)). (رواه الترمذي: ٣٦١٢)

٨٣٦٠۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلے کا سوال کرو۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! وسیلہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: وہ جنت میں ایک بلند درجہ ہے جو ایک مرد کو ملے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ مرد میں ہی ہوں گا۔''

٨٣٦١ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَخَذَ بِيَدِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ حَتَّى خَرَجَ بِهِ إِلَى بَطْحَاءِ مَكَّةَ فَأَجْلَسَهُ ثُمَّ خَطَّ عَلَيْهِ خَطًّا ثُمَّ قَالَ لاَ تَبْرَحَنَّ خَطَّكَ فَإِنَّهُ سَيَنْتَهِي إِلَيْكَ رِجَالٌ فَلاَ تُكَلِّمُهُمْ فَإِنَّهُمْ لاَ يُكَلِّمُوْنَكَ قَالَ ثُمَّ مَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَيْثُ أَرَادَ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ فِي خَطِّي إِذْ أَتَانِي رِجَالٌ كَأَنَّهُمُ الزُّطُّ أَشْعَارُهُمْ وَأَجْسَامُهُمْ لاَ أَرَى عَوْرَةً وَلاَ أَرَى قِشْرًا وَيَنْتَهُوْنَ إِلَيَّ وَلاَ يُجَاوِزُوْنَ الْخَطَّ ثُمَّ يَصْدُرُوْنَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ لٰكِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ جَاءَنِي وَأَنَا جَالِسٌ فَقَالَ لَقَدْ أُرَانِي مُنْذُ اللَّيْلَةَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ فِي خَطِّي فَتَوَسَّدَ فَخِذِي فَرَقَدَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

٨٣٦١۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے نماز عشاء پڑھی اور پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور مکہ کے بطحاء (سنگریزوں والی زمین) میں تشریف لے گئے پھر ان کے اردگرد خط کھینچا اور فرمایا اس خط سے باہر نہ نکلنا تھوڑی دیر بعد تیرے پاس کچھ مرد آئیں گے، تو ان سے کلام نہ کرنا وہ دراصل تیرے ساتھ کلام نہیں کرتے ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ وہاں سے چلے گئے جہاں جانے کا ارادہ تھا۔ میں اپنی جگہ بیٹھا تھا اور خط کے دائرے کے اندر تھا، اتنے میں میرے پاس چند مرد آئے۔ وہ گویا زط قوم کے لوگ تھے، ان کے جسم اور بال دیکھے اور ان کی کھال نہیں دیکھی۔ وہ میرے قریب آ گئے اور دائرے کے اندر نہیں آئے۔ وہ گذر کر آپ ﷺ کی طرف چلتے جاتے تھے، جب رات کا پچھلا پہر آیا تو آپ ﷺ میرے پاس آئے، میں اسی طرح بیٹھا تھا فرمایا: تو پوری رات سے مجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر آپ ﷺ خط میں داخل ہوئے اور میری ران تکیہ بنا کر سو گئے، نبی ﷺ جب سو جاتے تو

(٨٣٦٠) ترمذی: ٣٦١٢۔ صحیح (البانی): ٢٨٥٧۔ احمد: ٧٥٤٤.
(٨٣٦١) ترمذی: ٢٨٦١۔ حسن صحیح (البانی): ٢٢٩٦۔ دارمی: ١٢.

إِذَا رَقَدَ نَفَخَ فَبَيْنَا أَنَا قَاعِدٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَوَسِّدٌ فَخِذِي إِذَا أَنَا بِرِجَالٍ عَلَيْهِم ثِيَابٌ بِيْضٌ اللّٰهُ أَعْلَمُ مَا بِهِمْ مِنَ الْجَمَالِ فَانْتَهَوْا إِلَـيَّ فَجَلَسَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ رَأْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَطَائِفَةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالُوا بَيْنَهُمْ: مَارَأَيْنَا عَبْدًا قَطُّ أُوْتِيَ مِثْلَ مُا أُوْتِيَ هٰذَا النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ عَيْنَيْهِ تَنَامَانِ وَقَلْبُهُ يَقْظَانُ اضْرِبُوْا لَهُ مَثَلاً مَثَلُ سَيِّدٍ بَنَى قَصْرًا ثُمَّ جَعَلَ مَأْدُبَةً فَدَعَا النَّاسَ إِلَى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ فَمَنْ أَجَابَهُ أَكَلَ مِنْ طَعَامِهِ وَشَرِبَ مِنْ شَرَابِهِ وَمَنْ لَمْ يُجِبْهُ عَاقَبَهُ أَوْ قَالَ عَذَّبَهُ ثُمَّ ارْتَفَعُوْا وَاسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُ مَا قَالَ هٰؤُلَاءِ وَهَلْ تَدْرِي مَنْ هٰؤُلَاءِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ هُمُ الْمَلَائِكَةُ فَتَدْرِي مَا الْمَثَلُ الَّذِي ضَرَبُوْا قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ الْمَثَلُ الَّذِي ضَرَبُوْا الرَّحْمٰنُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بَنَى الْجَنَّةَ وَدَعَا إِلَيْهَا عِبَادَهُ فَمَنْ أَجَابَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَمْ يُجِبْهُ عَاقَبَهُ أَوْ عَذَّبَهُ. (رواه الترمذي: ٢٨٦١)

پھونکتے (خراٹے مارتے) تھے، میں بیٹھا ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ سوئے ہوئے تھے، اور میری ران تکیہ بنائی ہوئی تھی، تو چند مرد آئے۔ وہ سفید لباس میں ملبوس تھے اور ان کے حسن و جمال کی پوری کیفیت اللہ ہی جانتا ہے۔ یہ لوگ آپ ﷺ کے پاس آ گئے۔ ان میں سے ایک جماعت آپ کے سر کے پاس بیٹھی اور ایک جماعت آپ کے پاؤں کے پاس بیٹھ گئی، پھر انہوں نے آپس میں کہا: ہم نے کوئی بندہ نہیں دیکھا جس کو وہ کچھ دیا گیا ہو جو اس نبی کو دیا گیا ہے، ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کا دل بیدار رہتا ہے۔ ان کے لیے کوئی مثال بیان کرو کہا ان کی مثال یہ ہے کہ ایک بڑے سردار نے ایک محل تیار کیا، پھر اس نے دعوت تیار کرائی لوگوں کو کھانے پینے کی عام دعوت دی، جس نے دعوت قبول کی اس نے اس کھانے میں سے کھایا اور اس کے مشروب میں سے پیا، اور جس نے اس کی دعوت قبول نہ کی تو اس نے ان کو عذاب دیا اور سزا دی پھر وہ اُٹھ گئے اور اتنے میں آپ ﷺ بھی بیدار ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں نے جو کچھ بیان کیا وہ تو نے سنا ہے اور تو جانتا ہے وہ کون لوگ تھے؟ میں نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول کو بہتر معلوم ہے۔

فرمایا: وہ فرشتے تھے، اور کیا تجھے معلوم ہے انہوں نے کیا مثال دی ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو ہی معلوم ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: جو مثال دی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ رحمٰن نے جنت تیار کی ہے اور اس کی طرف بندوں کو دعوت دی ہے پس جس نے رحمٰن کی دعوت قبول کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے دعوت قبول نہ کی اس کو سزا اور عذاب دے گا۔" (یہ دو ترمذی کی روایات ہیں)

٨٣٦٢ـ عَنْ جَابِرٍ نَحْوُهُ، وَفِيْهِ: إِنَّمَا مَثَلُكَ

٨٣٦٢۔ "سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے سابقہ روایت کے مثل روایت

(٨٣٦٢) ترمذی: ٢٨٦٠ـ ضعیف الاسناد (البانی): ٥٣٧ـ بخاری: ٧٢٨١.

وَمَثَلُ أُمَّتِكَ كَمَثَلِ مَلِكٍ اتَّخَذَ دَارًا ثُمَّ بَنَى فِيْهَا بَيْتًا ثُمَّ جَعَلَ فِيْهَا مَائِدَةً ثُمَّ بَعَثَ رَسُوْلاً يَدْعُوْ النَّاسَ إِلَى طَعَامِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ أَجَابَ الرَّسُوْلَ وَمِنْهُمْ مَنْ تَرَكَهُ فَاللّٰهُ هُوَ الْمَلِكُ وَالدَّارُالإِسْلاَمُ وَالْبَيْتُ الْجَنَّةُ وَأَنْتَ يَا مُحَمَّدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَمَنْ أَجَابَكَ دَخَلَ الإِسْلاَمَ وَمَنْ دَخَلَ الإِسْلاَمَ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَكَلَ مَا فِيْهَا . (رواه الترمذي: ٢٨٦٠)

ہے اور اس میں یہ بھی ہے، تیری اور تیری امت کی مثال یہ ہے کہ ایک بادشاہ نے گھر تیار کیا پھر اس میں خاص مکان تیار کیا اور اس میں دعوت کا انتظام کیا، پھر پیغام بھیجا تا کہ لوگوں کو اس کا کھانا کھانے کے لیے بلائے۔تو بعض نے اس کی دعوت قبول کی اور بعض نے انکار کر دیا۔

اللہ بادشاہ ہے، گھر اسلام ہے، اس میں جو مکان ہے وہ جنت ہے اور اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں پس جس نے آپ کی بات مانی وہ اسلام میں داخل ہوگا اور جو اسلام میں داخل ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو جنت میں داخل ہوگا وہ کھائے گا وہ چیز جو جنت میں موجود ہے۔'' (الترمذی)

شــرح: ......(۱) ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ ہی سب سے پہلے درِ جنت کو دستک دیں گے تب جنت کا دروازہ کھلے گا۔ جو لوگ اس دنیا میں بہشتی دروازہ قرار دیتے ہیں یہ حدیث ان کی تردید کرتی ہے۔

(۲) نبی کریم ﷺ سے کہا گیا ہے سنو اور سمجھو! مطلب ہے کہ یہ مثال حاضر باش ہو کر سنیں، کسی اور چیز کی طرف متوجہ نہ ہوں اور اس میں نبی ﷺ کی حیثیت بتائی گئی ہے کہ جنت میں وہی جائے گا جو آپ کی اتباع کرے گا اور جو آپ کی اتباع نہ کرے گا وہ جنت سے محروم ہو کر دوزخ میں جائے گا۔ (جائزة الاحوذی:۴/۱۱۴)

(۳) مؤذن کی اذان کا جواب انہی کلمات سے دینا چاہیے صرف حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح میں لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ کہنا ہے۔ یہ پڑھنے سے آدمی کے لیے لازمی طور پر آپ ﷺ کی سفارش واجب ہو جاتی ہے جو کہ اس دن میں سب سے بڑے سکون کا باعث ہے۔ (جائزة الاحوذی:۴/ ۵۴۹)

٨٣٦٣۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! حَتَّى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُفَإِنَّهُ

۸۳۶۳۔ ''سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا پس عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ایمان مکمل نہ ہو گا اس وقت تک جب تک اپنی جان سے بھی

(٨٣٦٣) بخاری: ٦٦٣٢۔ احمد: ١٨٤٨٢.

الآنَ وَاللّٰهِ! لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ الآنَ يَا عُمَرُ. (رواه البخاري: ٦٦٣٢)

زیادہ محبوب تیرے نزدیک میں نہیں بن جاتا۔تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اب تو آپ ﷺ مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اب اے عمر! رضی اللہ عنہ۔'' (البخاری)

٨٣٦٤ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ فِي يَدِهِ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أَحَدِكُمْ يَوْمٌ وَلاَ يَرَانِي ثُمَّ لَأَنْ يَرَانِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ مَعَهُمْ. قَالَ أَبُو إِسْحٰقَ الْمَعْنَى فِيْهِ عِنْدِيْ لَأَنْ يَرَانِي مَعَهُمْ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَهُوَ عِنْدِي مُقَدَّمٌ وَمُؤَخَّرٌ. (رواه مسلم: ٢٣٦٤)

۸۳۶۴۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے ایک آدمی پر وہ دن بھی آئے گا کہ وہ مجھے نہیں دیکھے گا تو اگر وہ مجھے اہل ومال کے بدلے دیکھ سکے تو اس کو یہ امر پسند ہوگا۔'' ابواسحاق نے کہا: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی وفات کی خبر دے رہے ہیں اور ان کو یہ بھی سمجھایا کہ وہ آپ ﷺ کو مفقود پا کر کیا تمنا کریں گے اور ان کو آپ کی ملاقات کتنی محبوب ہوگی اس لیے کہ انہوں نے آپ کی برکات ملاحظہ کی ہوئی ہیں۔''

شرح: ......سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا پہلا جواب کہ مجھے آپ میری جان سے زیادہ پیارے نہیں یہ ایک طبعی جواب تھا۔ پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے غور وفکر کیا تو اس نتیجہ پر پہنچے کہ آپ ﷺ کی محبت تو ہلاکتوں سے نجات دے گی اور دنیا و آخرت کی سعادت اسی سے ہے۔ میری جان تو مجھے نہیں بچا سکتی تو کہا: میری جان سے بھی آپ مجھے زیادہ پیارے ہیں۔ اس لیے آپ نے اسے سراہا کہ عمر رضی اللہ عنہ! اب تم صحیح جگہ پہنچے ہو۔

یہ کہنا درست نہیں کہ اب تمہارا ایمان قابل اعتبار ہوا ہے، یہ بات نہیں۔ ایمان تو ان کا پہلے ہی قابل اعتبار تھا، جواب درست نہ تھا، جب درست جواب دیا تو آپ نے اسے قبول کرلیا۔

٨٣٦٥ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلاَّ وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِيْنُهُ مِنَ الْجِنِّ قَالُوْا وَإِيَّاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَإِيَّايَ إِلاَّ أَنَّ اللّٰهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ فَلاَ يَأْمُرُنِي إِلاَّ بِخَيْرٍ. (رواه مسلم: ٢٨١٤)

۸۳۶۵۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک رفیق شیطانوں میں سے ہے۔'' ایک روایت میں اضافہ ہے: ''اور ایک رفیق ملائکہ میں سے ہے۔لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ کے ساتھ بھی ہے؟ فرمایا: میرے ساتھ

(٨٣٦٤) مسلم: ٢٣٦٤ـ احمد: ٩٥٠٢.
(٨٣٦٥) مسلم: ٢٨١٤ـ احمد: ٣٧٩٢.

بھی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی ہے اور وہ اسلام لے آیا ہے اور مجھے نیکی کے سوا کوئی حکم نہیں دیتا ہے۔''

٨٣٦٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ: فُضِّلْتُ عَلَى الأَنْبِيَاءِ بِخَصْلَتَيْنِ كَانَ شَيْطَانِي كَافِرًا فَأَعَانَنِي اللّٰهُ عَلَيْهِ حَتَّى أَسْلَمَ، وَنَسِيْتُ الْخَصْلَةَ الأُخْرَى. (رواه البزار: ٢٤٣٨، بضعف)

٨٣٦٦۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''مجھے دیگر انبیا علیہم السلام پر دو اشیاء کے ساتھ فضیلت دی گئی، ان کے ساتھ کافر شیطان ہوتا، اور اللہ نے اس پر میری مدد کی اور وہ مسلمان ہو گیا، اور دوسری چیز میں بھول گیا ہوں۔'' (البزار سند ضعیف)

شرح: ......اس بات پر امت کا اتفاق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح سے جسمانی طور پر اور لسانی طور پر اور خیالی طور پر شیطان سے معصوم رکھا ہے۔

اس حدیث میں یہ بھی اشارہ ہے کہ جو شیطان ساتھی ہے اس کے فتنے سے اور اس کے وسوسے سے اور اس کے اغوا سے ہم بچیں اور حتی الامکان اس سے احتراز کریں (مرعاۃ: ۱/ ۱۴۶)

٨٣٦٧۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَامِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلاَمَ. (رواه أبوداود: ٢٠٤١)

٨٣٦٧۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جو کوئی مجھ پر سلام کہتا ہے اللہ تعالیٰ میرے اوپر میری روح کو واپس کر دیتا ہے یہاں تک کہ میں سلام کا جواب دیتا ہوں۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......یعنی کوئی بھی خواہ قبر پر یا دور سے، کسی بھی وقت میرے اوپر سلام کہتا ہے تو میں اس کا جواب دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری روح لوٹاتے ہیں۔

یہ سلام اور درود پہنچانے والے اللہ کے فرشتے ہیں اور میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ اعتراض والے یہ کہتے ہیں کہ کبھی روح جسم میں داخل ہو اور کبھی نکلے اس سے جسم کو تکلیف ہوتی ہے اور یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ یہ قرآنِ پاک کے خلاف ہے۔ قرآن کہتا ہے صرف دو موتیں ہیں اور یہ حدیث بار بار موت ثابت کر رہی ہے۔

ان سب کا جواب یہ ہے کہ انبیاء اور شہداء زندہ ہیں یہ برزخی زندگی ہے۔ اسے دنیا والی زندگی تصور کرنا غلط ہے۔ اس پر ایمان لانا ہمارا فرض ہے۔ جب آپ پر درود اور سلام کہا جاتا ہے تو فرشتے آپ پر پہنچاتے ہیں اور آپ جواب دیتے ہیں۔ دنیا کی مانند روح کا نکلنا اور داخل ہونا مراد نہیں۔ یہ آپ کا برزخی زندگی میں بیدار ہونا ہی زندہ ہونے سے تعبیر کیا گیا ہے یہ اصطلاحی موت نہیں۔ یوں سارے اعتراض صاف ہو جاتے ہیں۔ (عون المعبود: ۲/ ۱۷۰)

(٨٣٦٦) بزار: ٢٤٣٨۔ وفيه ابراهيم بن صدمة وهو ضعيف و هيثمي: ١٤٠٠٩.
(٨٣٦٧) ابو داؤد: ٢٠٤١۔ حسن (البانى): ١٧٩٥۔ احمد: ١٠٤٣٤.

٨٣٦٨ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ وَلَمَّا نَفَضْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الأَيْدِي وَإِنَّا لَفِي دَفْنِهِ حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوْبَنَا. (رواه الترمذي: ٣٦١٨)

٨٣٦٨۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن نبی ﷺ مدینہ میں تشریف لائے مدینہ کی ہر چیز روشن ہو گئی اور جس دن آپ ﷺ فوت ہوئے تو اس کی ہر چیز تاریک ہوگئی اور ہم نے آپ ﷺ کو دفن کرنے سے ہاتھ نہیں جھاڑے تھے اور ہم آپ کو ابھی دفن ہی کر رہے تھے کہ ہم نے اپنے دلوں کو تبدیل پایا۔'' (ترمذی)

شرح: ......اس کا مطلب یہ نہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد ایمانی تصدیق نہ رہی تھی۔ مطلب یہ ہے کہ جو سید کونین ﷺ کی موجودگی سے نورانیت اور فیض حاصل تھا وہ آپ کے دنیا سے جانے کے بعد تاریک ہو گیا تھا۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/ ۵۵۱)

٨٣٦٩ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَلاَ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي إِبْرَاهِيمَ: ﴿رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي﴾ الآيَةَ وَقَالَ عِيْسَى عليه السلام: ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: اللّٰهُمَّ! أُمَّتِي وَبَكَى فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يَا جِبْرِيْلُ! اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ فَسَلْهُ مَا يُبْكِيْكَ فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَا قَالَ وَهُوَ أَعْلَمُ فَقَالَ اللّٰهُ: يَا جِبْرِيْلُ! اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ إِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِي أُمَّتِكَ وَلاَ نَسُوْءُكَ. (رواه مسلم: ٢٠٢)

٨٣٦٩۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تلاوت کی: ''اے میرے ربّ! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے، جس نے میری پیروی کی وہ مجھ سے ہے۔'' اور عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اس آیت کی تلاوت کی: ''اگر تو ان کو عذاب دیتا ہے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو یقیناً تو غالب حکمت والا ہے۔'' پس آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور کہا: اے اللہ! میری امت۔ اور پھر رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور تیرا ربّ خوب جانتا ہے، اور ان سے پوچھو وہ کس وجہ سے روئے ہیں؟ پس آپ ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے سوال کیا تو آپ ﷺ نے ان کو خبر دی جو انہوں نے کہا تھا، اور اللہ تعالیٰ تو خود سب کچھ جانتا ہے پس

(٨٣٦٨) ترمذي: ٣٦١٨ـ الباني، صحيح: ٢٨٦١ـ ابن ماجه: ١٦٣١ـ دارمي: ٨٨ـ احمد: ١٣١١٠.
(٨٣٦٩) مسلم: ٢٠٢.

جبریل علیہ السلام نے عرض کر دی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! محمد ﷺ کے پاس جا کر ان کو کہہ دو کہ عنقریب ہم تجھے تیری امت کے بارے میں راضی کریں گے اور تجھے پریشان نہیں کریں گے۔'' (مسلم)

شرح: ...... یہ حدیث قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر ہے:

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰىO﴾ (الضحی : ٥)

''اور عنقریب تیرا رب تجھے دے گا تو راضی ہوگا۔''

وہ رضامندی یہی ہوگی کہ آپ کی امت سے اتنے زیادہ افراد جنت میں جائیں گے کہ آپ خوش ہوں گے، غم باقی نہ رہے گا۔ جبریل علیہ السلام کو آپ کے پاس بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ نبی ﷺ کا مقام و مرتبہ اجاگر کیا جائے اور آپ کی رضا کی اہمیت واضح کی جائے۔ مزید معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو اپنی امت پر بہت زیادہ شفقت تھی اور ان کے معاملات کی بہت فکر تھی۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا مستحب ہے اور اس امت کا یہ شرف بھی بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بہت اچھی امید دلائی ہے اور یہ بھی پتہ چلا کہ نبی ﷺ کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بلند ہے۔

(شرح مسلم: ۲/۱۱۳)

٨٣٧٠۔ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ: سَأَلُوْا النَّبِيَّ ﷺ: هَلْ أَتَيْتَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ حَرَامًا؟ قَالَ: لاَوَقَدْ كُنْتُ مِنْهُ عَلَى مِيْعَادَيْنِ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَغَلَبَتْنِي عَيْنِي، وَأَمَّا الآخَرُ فَحَالَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سَامِرُ قَوْمِي. (الصغير: ٩٢١، بخفى ولفظ الأوسط: سَأَلُوْا النَّبِيَّ ﷺ هَلْ أَتَيْتَ مِنَ النِّسَاءِ حَرَامًا)

٨٣٧٠۔ ''سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ کیا آپ نے نبوت سے پہلے کسی حرام کام کا ارتکاب کیا تھا؟ فرمایا: ہرگز نہیں، دوبار میں قریب پہنچ چکا تھا، ایک بار گانے والی عورت کی محفل میں جانا چاہا تو نیند غالب آ گئی دوسری مرتبہ میرے اور اس محفل کے درمیان ہماری قوم کا قصہ گو حائل ہو گیا۔'' (طبرانی سند خفی ہے اور الاوسط کے الفاظ ہیں کہ لوگوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا تھا کہ آپ نے کبھی کسی عورت سے حرام کا ارتکاب کیا تھا؟)

٨٣٧١۔ عَنْ عُمَرَ، رَفَعَهُ: لَمَّا أَذْنَبَ آدَمُ

٨٣٧١۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ''جب آدم علیہ السلام

(٨٣٧٠) طبرانی صغیر: ٩٢١۔ اوسط، کبیر، وفیه من لم اعرفهم وقال فی الاوسط عن عما رانهم سالوا رسول اللّٰه ﷺ هل اتیت من النساء حراما و هیثمی: ١٣٨٦٥.

(٨٣٧١) طبرانی صغیر، اوسط، وفیه من لم اعرفهم و هیثمی: ١٣٩١٧.

الـذَّنْبَ الَّذِي أَذْنَبَهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى الْعَرْشِ، فَقَالَ: أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ إِلَّا رَفَعْتَنِي، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ: وَمَا مُحَمَّدٌ؟ قَالَ: تَبَارَكَ اسْمُكَ لَمَّا خَلَقْتَنِي رَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى عَرْشِكَ، فَرَأَيْتُ فِيهِ مَكْتُوبًا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَعْظَمُ عِنْدَكَ قَدْرًا مِمَّنْ جَعَلْتَ اسْمَهُ مَعَ اسْمِكَ، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ يَا آدَمُ! إِنَّهُ آخِرُ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ، وَإِنَّ أُمَّتَهُ آخِرُ الْأُمَمِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ، وَلَوْلَاهُ مَا خَلَقْتُكَ. (للصغير: ۹۹۲، وللأوسط بخفي)

سے وہ کچھ صادر ہوا جو ہوا تو انہوں نے اپنا سر اوپر اُٹھا کر عرش کی طرف دیکھا اور کہا: یا اللہ! میں تجھ سے بحق محمد ﷺ سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے پستی سے اُٹھا کر بلند کر دے، پس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی نازل فرمائی کہ محمد ﷺ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: اے اللہ! تیرا نام برکت والا ہے جب تو نے مجھے پیدا کیا اور میں نے اپنا سر تیرے عرش کی طرف اُٹھا کر دیکھا تو میں نے عرش پر لکھا دیکھا لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔تو میں جان گیا کہ تیرے نزدیک اس شخصیت سے قدر و منزلت میں کوئی بھی بڑا نہ ہوگا اس لیے کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ ان کا نام رکھا ہے۔پس اللہ نے آدم علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی: اے آدم! یہ تیری اولاد میں سے سب سے آخری نبی ہیں اور ان کی امت سب امتوں میں سے آخری امت ہے۔اور اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔'' (الاوسط ،الصغیر سند مخفی)

شرح: ...... یہ روایت ضعیف ہے نیز سیدنا آدم علیہ السلام کی دعا کے الفاظ بھی اس کی تردید کرتے ہیں۔ان میں براہِ راست رب تعالیٰ کو پکارا گیا ہے،کوئی واسطہ نہیں۔

﴿قَالَ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکتہ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝﴾

(الاعراف: ۲۳)

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور رحم نہ کیا تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے۔'' (گوندلوی)

۸۳۷۲۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، رَفَعَهُ: أَتَانِي جِبْرِيلُ فَقَالَ: إِنَّ رَبِّي وَرَبَّكَ يَقُولُ: كَيْفَ رَفَعْتُ ذِكْرَكَ؟ قَالَ: اللّٰهُ أَعْلَمُ، قَالَ إِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِي. (للموصلي: ۱۳۸۰)

۸۳۷۲۔ ''سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کیا: میرا اور تیرا ربّ تعالیٰ فرماتا ہے: اے محمد ﷺ! میں نے تیرا ذکر کس طرح بلند کر دیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو بہتر علم ہے۔ فرمایا: میرا تذکرہ ہوگا تو ساتھ ہی تیرا بھی تذکرہ ہوگا۔'' (الموصلی)

(۸۳۷۲) موصلی: ۱۳۸۰۔ فیه ابن لهيعة وهو ضعيف و هيثمي: ۳۹۲۲.

شرح: ......قرآنِ مجید کی آیت: ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ o﴾ (الم نشرح: ٤) ''اور ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا ہے۔'' سے اس بات کی تائید ہوتی ہے۔

باب من صفات النّبي ﷺ وشعره وخاتم النبوة ومشيه وكلامه وعرقه وشجاعته وأخلاقه

نبی کریم ﷺ کی صفات، آپ کے بال، ختمِ نبوت، چال ڈھال، کلام و بیان، پسینہ وخوشبو، بہادری وشجاعت اور آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کا بیان

٨٣٧٣۔ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدٍ مِنْ وَلَدِ عَلِيّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَّغِطِ وَلاَ بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَكَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلاَ بِالسَّبِطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلاً وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلاَ بِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ فِي الْوَجْهِ تَدْوِيرٌ أَبْيَضُ مُشْرَبٌ أَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ أَهْدَبُ الأَشْفَارِ جَلِيْلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتَدِ أَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَةٍ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ إِذَا مَشَى تَقَلَّعَ كَأَنَّمَا يَمْشِي فِي صَبَبٍ وَإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ أَجْوَدُ النَّاسِ كَفًّا وَأَشْرَحُهُمْ صَدْرًا وَأَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً وَأَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً وَأَكْرَمُهُمْ عِشْرَةً مَنْ رَآهُ بَدِيْهَةً هَابَهُ وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ وَيَقُوْلُ نَاعِتُهُ لَمْ أَرَقَبْلَهُ وَلاَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ. (رواه الترمذی: ٣٦٣٨)

٨٣٧٣۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے اخلاق واوصاف بیان کرتے اور کہتے: آپ ﷺ نہ تو زیادہ طویل تھے نہ چھوٹے قد والے تھے، وہ درمیانے قد والے تھے آپ ﷺ کے بال نہ بالکل گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ درمیانی کیفیت تھی، رخسار نہ بہت زیادہ پر گوشت تھے، نہ ٹھوڑی چھوٹی، پیشانی پست، چہرہ اقدس گولائی لیے ہوئے، رنگ گورا گلابی، آنکھیں سرخی مائل، پلکیں لمبی، جوڑوں اور مونڈھوں کی ہڈیاں بڑی بڑی، سینے پر بالوں کی ہلکی سی لکیر، بقیہ جسم بال سے خالی، ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں پر گوشت، چلتے تو پاؤں کو جھٹکے سے اُٹھاتے اور بے تکلف چلتے گویا اترائی پر چل رہے ہیں۔ جس طرف متوجہ ہوتے تو پورے جسم کے ساتھ متوجہ ہوتے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ ﷺ تمام انبیاء کے خاتم تھے، سب سے زیادہ سخی تھے، سب سے بہادر اور شجاع تھے، سچے لہجہ کے مالک تھے، سب سے زیادہ باوفا تھے، سب سے زیادہ نرم طبیعت اور سب سے زیادہ شریف تھے، جو آپ ﷺ کو اچانک دیکھتا ہیبت زدہ ہو جاتا، جو پہچان کر ملتا محبوب رکھتا، آپ ﷺ کا وصف بیان کرنے والا یہی سکتا ہے کہ میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا نہیں دیکھا۔ اور ایک روایت میں اضافہ ہے: سر مبارک بڑا اور جوڑ موٹے۔'' (ترمذی)

(٨٣٧٣) ترمذی: ٣٦٣٨۔ ضعیف (البانی: ٧٤٨۔ احمد: ٩٥٠.

٨٣٧٤۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَصِفُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ كَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلاَ بِالْقَصِيْرِ أَزْهَرَاللَّوْنِ لَيْسَ بِأَبْيَض أَمْهَقَ وَلاَ آدَمَ لَيْسَ بِجَعْدٍ قَطِطٍ وَلاَ سَبْطٍ رَجِلٍ أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِيْنَ فَلَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَسِنِيْنَ فَقُبِضَ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ. قَالَ رَبِيْعَةُ فَرَأَيْتُ شَعَرًا مِنْ شَعَرِهِ فَإِذَا هُوَ أَحْمَرُ فَسَأَلْتُ فَقِيْلَ احْمَرَّمِنَ الطِّيْبِ. (رواه البخارى: ٣٥٤٧)

٨٣٧٤۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ میانہ قد تھے نہ بہت لمبے اور نہ چھوٹے، روشن رنگ، نہ بالکل سفید اور نہ بالکل گندم گوں، بال نہ گھنگھریالے نہ بالکل سیدھے۔ آپ ﷺ چالیس برس کے تھے کہ آپ پر وحی نازل ہوئی۔ مکہ میں دس سال تک وحی نازل ہوتی رہی اور دس سال مدینہ میں۔ آپ ﷺ نے داعی اجل کو لبیک کہا تو آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کے بال دیکھے تو سرخی مائل تھے، میں نے سوال کیا تو بتایا گیا کہ خوشبو کی وجہ سے سرخ ہیں۔'' (الشیخان، الموطأ، الترمذی)

٨٣٧٥۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضَلِيْعَ الْفَمِ أَشْكَلَ الْعَيْنِ مَنْهُوْسَ الْعَقِبَيْنِ. قَالَ قُلْتُ لِسِمَاكٍ مَا ضَلِيْعَ الْفَمِ؟ قَالَ عَظِيْمُ الْفَمِ قَالَ قُلْتُ مَا أَشْكَلُ الْعَيْنِ؟ قَالَ طَوِيْلُ شَقِّ الْعَيْنِ قَالَ قُلْتُ مَا مَنْهُوْسُ الْعَقِبِ؟ قَالَ قَلِيْلُ لَحْمِ الْعَقِبِ. (رواه مسلم: ٢٣٣٩)

٨٣٧٥۔ ''سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا منہ فراخ تھا، آنکھیں طویل تھیں اور آپ ﷺ کی ایڑیاں پُر گوشت نہیں تھیں اور قدم موٹے تھے۔ سماک سے کلمات کے معانی کا سوال کیا گیا تو انہوں معانی بتائے، ضلیع الفم، کشادہ منہ، اشکل العینین، طویل آنکھیں، منہوس العقب، ایڑیوں پر گوشت زیادہ نہ ہو۔'' (مسلم وترمذی)

٨٣٧٦۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ فِي سَاقَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُمُوشَةٌ وَكَانَ لَا يَضْحَكُ إِلَّا تَبَسُّمًا وَكُنْتُ إِذَا نَظَرْتُ إِلَيْهِ قُلْتُ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ وَلَيْسَ بِأَكْحَلَ. (رواه الترمذى: ٣٦٤٥)

٨٣٧٦۔ ''سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی پنڈلیاں موٹی نہ تھیں اور آپ ﷺ بہت کم ہنستے تھے صرف مسکراتے۔ اگر میں دیکھتا تو کہتا کہ آنکھوں میں سرمہ ڈالا گیا ہے، حالانکہ سرمہ نہیں ڈالا ہوتا تھا۔''

(٨٣٧٤) بخاری: ٣٥٤٧۔ مسلم: ٢٣٤١۔ ابو داؤد: ٤١٨٦۔ ترمذی: ١٧٥٤۔ نسائی: ٥٢٣٤۔ ابن ماجہ: ٤٦٢٩۔ دارمی: ٦٢۔ احمد: ٣٣٩٧۔ مالك: ١٤٣٤.

(٨٣٧٥) مسلم: ٢٣٣٩۔ احمد: ٢٠٤٠٦.

(٨٣٧٦) ترمذی: ٣٦٤٥۔ ضعیف (البانی): ٧٤٩۔ احمد: ٢٠٤١١.

٨٣٧٧ـ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَزْهَرَاللَّوْنِ كَأَنَّ عَرَقَهُ اللُّؤْلُؤُ إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ وَلاَ مَسِسْتُ دِيْبَاجَةً وَلاَ حَرِيْرَةً أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَةً وَلاَ عَنْبَرَةً أَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (رواه مسلم: ٢٣٣٠)

٨٣٧٧ـ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا رنگ نمایاں اور ظاہر تھا، آپ ﷺ کا پسینہ موتیوں کی مانند تھا جب چلتے تو پوری قوت سے قدم اُٹھاتے۔ کوئی ریشم میں نے آپ کے ہاتھ سے زیادہ نرم نہیں دیکھا، کستوری اور عنبر آپ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں پائے گئے۔'' (الشیخان، الترمذی)

٨٣٧٨ـ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضي الله عنه عَنْ شَعَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ كَانَ شَعَرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجِلاً لَيْسَ بِالسَّبِطِ وَلاَ الْجَعْدِ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ. (رواه البخاري: ٥٩٠٥)

٨٣٧٨ـ ''قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ کے بال درمیانے تھے، نہ بالکل سیدھے اور نہ بالکل گھنگریالے اور کانوں اور گردن کے درمیان درمیان رہتے تھے۔''

٨٣٧٩ـ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ شَعَرُهُ مَنْكِبَيْهِ. (رواه البخاري: ٥٩٠٣)

٨٣٧٩ـ ''ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ کے بال شانوں تک پہنچے ہوتے تھے۔''

٨٣٨٠ـ وَفِي رِوَايَةٍ: إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ. (رواه مسلم: ٢٣٣٨)

٨٣٨٠ـ ''ایک روایت میں ہے: کانوں کے درمیان تھے۔''

٨٣٨١ـ وَفِي رِوَايَةٍ: إِلَى شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ. (رواه أبوداود: ٤١٨٥)

٨٣٨١ـ ''ایک اور روایت میں ہے: بال کانوں کے نرم گوشے تک تھے۔'' (الشیخان، ابوداود، النسائی)

٨٣٨٢ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ

٨٣٨٢ـ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے بال

(٨٣٧٧) مسلم: ٢٣٣٠ـ احمد: ١٢٦٥٤.

(٨٣٧٨) بخاري: ٥٩٠٥ـ مسلم: ٢٣٤١ـ ابو داؤد: ٤١٨٦ـ ترمذي: ١٧٥٤ـ نسائي: ٥٢٣٤ـ ابن ماجه: ٣٦٣٤ـ دارمي: ٦١ـ احمد: ١٣٣٩٧ـ مالك: ١٧٠٧.

(٨٣٧٩) بخاري: ٥٩٠٣ـ مسلم: ٢٣٤١ـ ابو داؤد: ٤١٨٦ـ ترمذي: ١٧٥٤ـ نسائي: ٥٢٣٥ـ ابن ماجه: ٣٦٣٤ـ احمد: ١٣١٩٤ـ مالك: ١٧٠٧.

(٨٣٨٠) مسلم: ٢٣٣٨ـ بخاري: ٣٥٤٨ـ ابو داؤد: ٤١٨٥ـ ترمذي: ١٧٥٤ـ نسائي: ٥٢٣٥ـ ابن ماجه: ٣٦٣٤ـ احمد: ٣١٩٤ـ مالك: ١٧٠٧.

(٨٣٨١) ابو داؤد: ٤١٨٥ـ صحيح (البانی): ٣٥٢٥ـ نحوه، بخاري: ٥٩٠٥ـ مسلم: ٢٣٣٨ـ نسائي: ٥٢٣٤ـ ابن ماجه: ٣٦٣٤ـ احمد: ١٣١٥٢.

(٨٣٨٢) ابو داؤد: ٤١٨٧ـ حسن صحيح (البانی): ٣٥٢٧ـ ترمذي: ١٧٥٥.

اللّٰهِ ﷺ فَوْقَ الْوَفْرَةِ وَدُوْنَ الْجُمَّةِ. (رواه أبوداود: ٤١٨٧)

کانوں سے نیچے اور گردن سے اوپر تھے۔''

٨٣٨٣ـ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ وَلَهُ أَرْبَعُ غَدَائِرٍ. (رواه الترمذي: ١٧٨١)

۸۳۸۳۔''سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ مکہ آئے تو آپ ﷺ کے بالوں کی چار چٹیا تھیں۔'' (یہ دو ترمذی اور ابوداؤد کی روایات ہیں)

شرح:......مینڈھیاں بنانا آپ کی عادت مبارکہ نہ تھی، شاید گرد وغبار سے بچاؤ کے لیے بالوں کو سمیٹا ہو۔ (جائزۃ الاحوذی:۳/۲۰۰)

اور نبی ﷺ کی چار مرتبہ مکہ میں آمد ہوئی ہے: (۱) عمرہ قضا کے لیے (۲) فتح مکہ کے لیے (۳) عمرہ جعرانہ کے لیے (۴) حجۃ الوداع کے موقع پر۔ (مرقاۃ: ۸/۳۰۱)

٨٣٨٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ أَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُءُوْسَهُمْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ بِهِ فَسَدَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَّقَ بَعْدُ. (رواه مسلم: ٢٣٣٦)

۸۳۸۴۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اہل کتاب بالوں کو لٹکاتے تھے اور مشرکین مانگ نکالتے تھے، اور نبی ﷺ کو اہل کتاب کی موافقت پسند تھی ہر اس امر میں جس میں آپ ﷺ پر کوئی حکم نازل نہ ہوا ہوتا۔ اس لیے پہلے پہل آپ نے بال لٹکائے اور بعد میں آپ نے مانگ نکالی۔'' (الشیخان، ابوداؤد)

٨٣٨٥ـ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ شَيْبِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَا شَانَهُ اللّٰهُ بِبَيْضَاءَ. (رواه مسلم: ٢٣٤١)

۸۳۸۵۔''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کے بالوں کی سفیدی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ کے بال سفید کر کے اللہ نے آپ کے جمال میں کمی نہیں کی ہے۔''

٨٣٨٦ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ يُكْرَهُ أَنْ

۸۳۸۶۔''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

(٨٣٨٣) ترمذي: ١٧٨١ـ صحيح: ١٤٥٦ـ ابن ماجه: ٣٦٣١.

(٨٣٨٤) مسلم: ٢٣٣٦ـ بخاري: ٢٥٥٨ـ ابو داؤد: ٤١٨٨ـ نسائي: ٥٢٣٨ـ ابن ماجه: ٣٦٣٢ـ احمد: ٢٦٠٠.

(٨٣٨٥) مسلم: ٢٣٤١ـ بخاري: ٣٥٤٧ـ ابو داؤد: ٤٢٠٩ـ ترمذي: ٣٦٢٣ـ نسائي: ٥٠٨٦ـ ابن ماجه: ٦٢٩ـ احمد: ١٣٣٤٦ـ مالك: ١٧٠٧.

(٨٣٨٦) مسلم: ٢٣٤١ـ بخاري: ٣٥٤٨ـ ابو داؤد: ٤٢٠٩ـ ترمذي: ٣٦٢٣ـ نسائي: ٥٠٨٦ـ ابن ماجه: ٣٦٢٩ـ احمد: ٣٣٤٦ـ مالك: ١٧٠٧.

يَـنْتِفَ الـرَّجُـلُ الشَّـعْرَةَ الْبَيْضَاءَ مِنْ رَأْسِهِ وَلِـحْيَتِـهِ قَالَ وَلَمْ يَخْضَبْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ فِي عَنْفَقَتِهِ وَفِي الصُّدْغَيْنِ وَفِي الرَّأْسِ نَبْذٌ. (رواه مسلم: ٢٣٤١)

آپ ﷺ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی مرد اپنے سفید بال اپنی داڑھی اور سر سے اکھاڑے اور کہا کہ آپ ﷺ نے خضاب استعمال نہیں کیا اور آپ ﷺ کے سفید بال بچہ داڑھی میں اور کنپٹیوں پر تھے اور تھوڑے سے سر میں بھی سفید تھے۔'' (مسلم)

٨٣٨٧ـــ عَـنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قُلْتُ لِعَبِيْدَةَ عِـنْـدَنَا مِنْ شَعَرِالنَّبِيِّ ﷺ أَصَبْـنَاهُ مِنْ قِبَلِ أَنَـسٍ أَوْ مِنْ قِبَلِ أَهْلِ أَنَسٍ فَقَالَ لأَنْ تَكُوْنَ عِـنْـدِي شَعْرَةٌ مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا. (رواه البخاري: ١٧٠)

٨٣٨٧۔ ''ابن سیرین کہتے ہیں: میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس نبی کریم ﷺ کے بال مبارک ہیں جو انس رضی اللہ عنہ سے یا انس رضی اللہ عنہ کے گھر والوں سے حاصل ہوئے ہیں تو انہوں نے کہا اگر میرے پاس آپ ﷺ کا ایک بال ہوتو وہ مجھے دنیا ومافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔'' (بخاری)

٨٣٨٨ـــ عَـنْ جَـابِـرِ بْـنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُـوْلُ اللّٰـهِ ﷺ قَـدْ شَـمِـطَ مُقَدَّمُ رَأْسِـهِ وَلِـحْيَتِــهِ وَكَـانَ إِذَا ادَّهَـنَ لَمْ يَتَبَيَّنْ وَإِذَا شَـعِـثَ رَأْسُـهُ تَبَيَّنَ وَكَانَ كَثِيْرَشَعْرِ اللِّحْيَةِ فَـقَـالَ رَجُلٌ وَجْهُهُ مِثْلُ السَّيْفِ قَالَ لاَ بَلْ كَـانَ مِثْـلَ الشَّـمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيْرًا وَرَأَيْـتُ الْـخَـاتَـمَ عِـنْـدَ كَتِفِـهِ مِثْلَ بَيْضَةِ الْـحَـمَــامَةِ يُشْبِــهُ جَسَدَهُ. (رواه مسلم: ٢٣٤٤)

٨٣٨٨۔ ''سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے سر کے اگلے حصے اور داڑھی مبارک میں چند بال سفید تھے اور جب تیل ڈالتے تو چھپ جاتے تھے، اور سر خشک ہوتا تو ظاہر ہوتے، آپ ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی تھی تو ایک غیر صحابی نے کہا: گویا آپ ﷺ کا چہرہ تلوار کی مانند تھا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہرگز نہیں بلکہ سورج اور چاند کی مانند تھا اور گولائی لیے ہوئے تھا۔ اس نے کہا: میں نے کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی تھی وہ کبوتری کے انڈے کی مثل تھی اور اس کا رنگ آپ ﷺ کے جسم کے موافق تھا۔'' (النسائی، مسلم)

٨٣٨٩ـــ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَكَـلْتُ مَعَهُ خُبْزًا وَلَحْمًا أَوْ قَـالَ ثَـرِيْـدًا قَـالَ فَقُلْتُ لَهُ أَسْتَغْفَرَ لَكَ الـنَّبِيُّ ﷺ ؟ قَـالَ نَـعَـمْ وَلَكَ ثُمَّ تَلاَ هٰذِهِ

٨٣٨٩۔ ''سیدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور آپ کے ساتھ روٹی اور گوشت کھایا یا کہا: ثرید کھایا۔ عاصم راوی حدیث کہتے ہیں: میں نے عرض کی: کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لیے اللہ سے

(٨٣٨٧) بخاری: ١٧٠۔ مسلم: ١٣٠٥۔ ابو داؤد: ١٩٨١۔ ترمذی: ٩١٢.

(٨٣٨٨) مسلم: ٢٣٤٤۔ نسائی: ١٥١١٤۔ احمد: ٢٠٤٨٢.

(٨٣٨٩) مسلم: ٢٣٤٦۔ احمد: ٢٠٢٥٠.

الآيَةَ: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ قَالَ ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَهُ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ عِنْدَ نَاغِضِ كَتِفِهِ الْيُسْرَى جُمْعًا عَلَيْهِ خِيْلَانٌ كَأَمْثَالِ الثَّآلِيْلِ . (رواه مسلم: ٢٣٤٦)

گناہوں کی بخشش طلب کی؟ انہوں نے کہا: ہاں، اور آپ لوگوں کے لیے بھی، پھر یہ آیت تلاوت کی: ''(اے نبی!) اپنے گناہوں کے لیے بخشش طلب کر اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے لیے۔'' انہوں نے کہا: پھر میں آپ ﷺ کی پشت پر گیا اور میں نے آپ کے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی۔ بائیں کندھے کی طرف قریب تھی اس پر کچھ بال تھے اور مسّے کی مانند تھی۔'' (مسلم)

٨٣٩٠ــ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضَلِيْعَ الْفَمِ أَشْكَلَ الْعَيْنِ مَنْهُوْسَ الْعَقَبَيْنِ . (رواه مسلم: ٢٣٣٩)

٨٣٩٠۔ ''سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا منہ فراخ تھا، آنکھیں طویل تھیں اور ایڑیاں پُرگوشت نہ تھیں۔'' (الشیخان)

٨٣٩١ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَارَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْرَعَ فِي مَشْيَتِهِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَأَنَّمَا الأَرْضُ تُطْوَى لَهُ إِنَّا لَنُجْهِدُ أَنْفُسَنَا وَإِنَّهُ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ . (رواه الترمذي‘ ٣٦٤٨)

٨٣٩١۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں دیکھا گویا آپ کے چہرے میں سورج دوڑ رہا ہے، اور میں نے آپ سے زیادہ تیز رفتار کوئی نہیں دیکھا گویا زمین آپ کے لیے لپیٹی جاتی ہے، ہم آپ ﷺ کے ساتھ بمشکل چلتے تھے اور آپ بے فکر چلتے جاتے تھے۔'' (ترمذی)

٨٣٩٢ــ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا مَشَى كَأَنَّهُ يَتَوَكَّأُ . (رواه أبو داود: ٤٨٦٣)

٨٣٩٢۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب چلتے تو گویا (لاٹھی پر) ٹیک لگاتے تھے۔'' (ابوداؤد)

٨٣٩٣ــ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا مَشَى مَشَى أَصْحَابُهُ أَمَامَهُ وَتَرَكُوْا ظَهْرَهُ لِلْمَلَائِكَةِ . (رواه ابن ماجة: ٢٤٦)

٨٣٩٣۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ پیادہ چلتے تو آپ کے اصحاب آپ ﷺ کے آگے چلتے تھے اور آپ کی پشت فرشتوں کے لیے خالی چھوڑ دیتے تھے۔'' (سنن ابن ماجہ)

(٨٣٩٠) مسلم: ٢٣٣٩۔ احمد: ٢٠٤٠٦.

(٨٣٩١) ترمذی: ٣٦٤٨۔ ضعیف (البانی): ٧٥٠.

(٨٣٩٢) ابو داؤد: ٤٨٦٣۔ صحیح الاسناد: ٤٠٧٠.

(٨٣٩٣) ابن ماجه: ٢٤٦۔ البانی: ٢٠٠۔ احمد: ١٣٨٢٤.

٨٣٩٤۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْعَدَّهُ الْعَادُّ لَاحْصَاهُ .

۸۳۹۴۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب گفتگو فرماتے تو اگر کوئی گننا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔''

٨٣٩٥۔ وفي رواية: عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أَلاَ يُعْجِبُكَ أَبُوْ فُلاَنٍ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَى جَانِبِ حُجْرَتِي يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُسْمِعُنِي ذٰلِكَ وَكُنْتُ أُسَبِّحُ فَقَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ . (رواه البخاري: ٣٥٦٨)

۸۳۹۵۔ ''ایک روایت میں ہے: عروہ رحمہ اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: کیا تیرے لیے ابوفلاں پر تعجب نہیں آتا؟ وہ آیا اور میرے حجرے کی ایک طرف بیٹھ کر نبی ﷺ کی احادیث مجھے سنا رہا تھا اور میں دو رکعات نماز پڑھنے میں مصروف تھی اور وہ میرے فارغ ہونے سے پہلے ہی احادیث پڑھ کر چلا گیا اور وہ اگر مجھے فارغ ہونے دیتا تو میں اس کو تنبیہ کرتی کہ نبی ﷺ تو تمہارے تیز تیز احادیث پڑھنے کی مانند گفتگو نہیں فرماتے تھے۔''

٨٣٩٦۔ وَفِي أُخْرَى: كَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ وَيَقُوْلُ: اسْمَعِي يَارَبَّةَ الْحُجْرَةِ! اسْمَعِي يَارَبَّةَ الْحُجْرَةِ! وَعَائِشَةُ تُصَلِّي فَلَمَّا قَضَتْ صَلاَتَهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ ...... بِنَحْوِهِ . (رواه مسلم: ٢٤٩٣)

۸۳۹۶۔ ''اور ایک روایت ہے: احادیث سنانے والے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تھے اور حدیث سناتے جاتے اور کہتے جاتے: اے حجرے والی ماں! کیا تم سن رہی ہو۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تو نفلی نماز پڑھ رہی تھیں۔ جب انہوں نے نماز مکمل کی تو عروہ سے اس طرح کہا جو اُوپر ذکر کیا گیا۔'' (الشیخان، الترمذی، ابوداؤد)

٨٣٩٧۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعِيْدُ الْكَلِمَةَ ثَلاَثًا لِتُعْقَلَ عَنْهُ . (رواه الترمذي: ٣٦٤٠)

۸۳۹۷۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کلام فرماتے تو بات کا تین بار اعادہ فرماتے تاکہ بات سننے والے کو سمجھ میں آئے۔'' (ترمذی)

٨٣٩٨۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ كَلاَمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَلاَمًا فَصْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ . (رواه أبوداود: ٤٨٣٩)

۸۳۹۸۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا کلام الگ الگ ہوتا تھا جو سنتا وہ سمجھ جاتا تھا۔''

(٨٣٩٤) مسلم: ٢٤٩٣۔ ابو داؤد: ٣٦٥٤۔ ترمذی: ٣٦٣٩۔ احمد: ٢٤٧١٢.

(٨٣٩٥) بخاری: ٣٥٦٨.

(٨٣٩٦) مسلم: ٢٤٩٣۔ بخاری: ٣٥٦٨۔ ابو داؤد: ٣٦٥٥۔ احمد: ٢٤٧١٢.

(٨٣٩٧) ترمذی: ٣٦٤٠۔ حسن صحیح (البانی): ٢٨٧٩۔ بخاری: ٩٥.

(٨٣٩٨) ابو داؤد: ٤٨٣٩۔ حسن (البانی): ٤٠٥١۔ ترمذی: ٣٦٣٩.

٨٣٩٩۔ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ يَتَحَدَّثُ يُكْثِرُأَنْ يَرْفَعَ طَرْفَهُ إِلَى السَّمَاءِ. (رواه أبوداود: ٤٨٣٧)

۸۳۹۹۔ ''یوسف رحمہ اللہ اپنے والد سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب بیٹھتے گفتگو فرماتے تو بار بار بکثرت آسمان کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھتے تھے۔'' (یہ دوابوداؤد کی مرویات ہیں)

٨٤٠٠۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي حُرَيْشٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ أَبِي حِيْنَ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاعِزَبْنَ مَالِكٍ فَلَمَّا أَخَذَتْهُ الْحِجَارَةُ أُرْعِبْتُ فَضَمَّنِي إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَالَ عَلَيَّ مِنْ عَرَقِ إِبْطِهِ مِثْلُ رِيْحِ الْمِسْكِ. (رواه الدارمي: ٦٣، مطولا بمجهول)

۸۴۰۰۔ ''بنوحریش کے ایک آدمی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو رجم کرنے کا حکم دیا تو میں اپنے والد کے ساتھ تھا۔ جب ان پر پتھر پڑنے لگے تو میں گھبرا گیا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے بدن مبارک کے ساتھ لگایا اور آپ ﷺ کی بغل مبارک کا پسینہ میرے اوپر گرا اور اس کی خوشبو کستوری جیسی تھی۔'' (اس کو دارمی نے مجہول راوی کی سند کے ساتھ نقل کیا ہے)

٨٤٠١۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ ﷺ نِطَعًا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا عَلَى ذٰلِكَ النِّطَعِ قَالَ فَإِذَا نَامَ النَّبِيُّ ﷺ أَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهِ وَشَعْرِهِ فَجَمَعَتْهُ فِي قَارُوْرَةٍ ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِي سُكٍّ وَهُوَ نائِمٌ قَالَ فَلَمَّا حَضَرَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْوَفَاةُ أَوْصَى إِلَيَّ أَنْ يَجْعَلَ فِي حَنُوْطِهِ مِنْ ذٰلِكَ السُّكِّ قَالَ فَجُعِلَ فِيْ حَنُوْطِهِ. (رواه البخاري: ٦٢٨١)

۸۴۰۱۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا چمڑے کا فرش آپ ﷺ کے لیے بچھاتی تھی اور آپ اس فرش پر ان کے گھر میں سوتے تھے۔ آپ ﷺ سو جاتے تو ام سلیم آپ کا پسنہ اور بال ایک شیشی میں جمع کرتیں اور پھر اس کو تنگ منہ والے برتن میں محفوظ کر دیتی تھیں۔ جب انس رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو وصیت کی کہ اس خوشبو سے انہیں خوشبو لگائی جائے، چنانچہ ان کو وہ خوشبو لگائی گئی۔'' (بخاری)

٨٤٠٢۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْخُلُ بَيْتَ أُمِّ سُلَيْمٍ فَيَنَامُ عَلَى فِرَاشِهَا وَلَيْسَتْ فِيْهِ قَالَ فَجَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ

۸۴۰۲۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر میں جاتے اور ان کے بستر پر سوتے جبکہ وہ وہاں نہیں ہوتی تھیں۔ ایک دفع کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ آئے

(٨٣٩٩) ابو داؤد: ٤٨٣٧۔ ضعيف (البانی): ١٠٣٠.
(٨٤٠٠) دارمی: ٦٣.
(٨٤٠١) بخاری: ٦٢٨١۔ احمد: ١١٩٨٨.
(٨٤٠٢) مسلم: ٢٣٣١۔ احمد: ١٣٠١٠.

فَنَامَ عَلَى فِرَاشِهَا فَأَتَتْ فَقِيْلَ لَهَا هٰذَا النَّبِيُّ ﷺ نَامَ فِي بَيْتِكِ عَلَى فِرَاشِكِ قَالَ فَجَاءَتْ وَقَدْ عَرِقَ وَاسْتَنْقَعَ عَرَقُهُ عَلَى قِطْعَةِ أَدِيْمٍ عَلَى الْفِرَاشِ فَفَتَحَتْ عَتِيْدَتَهَا فَجَعَلَتْ تُنَشِّفُ ذٰلِكَ الْعَرَقَ فَتَعْصِرُهُ فِي قَوَارِيْرِهَا فَفَزِعَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: مَا تَصْنَعِيْنَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَرْجُوْ بَرَكَتَهُ لِصِبْيَانِنَا قَالَ أَصَبْتِ. (رواه مسلم: ٢٣٣١)

اور ان کے بستر پر سو گئے۔ ام سلیم آئیں تو انہیں بتایا گیا کہ تمہارے بستر پر رسول اللہ ﷺ سوئے ہوئے ہیں۔وہ قریب گئیں تو دیکھا کہ آپ ﷺ کو پسینہ آیا ہے اور پسینہ جمع ہو کر چمڑے کے ایک ٹکڑے پر جمع ہے، تو انہوں نے اپنی صندوقچی سے شیشی لی اور آپ ﷺ کا پسینہ جذب کر کے اپنی شیشی میں نچوڑتی جاتیں۔ نبی ﷺ گھبرا کر بیدار ہو گئے اور فرمایا: ام سلیم! یہ کیا کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اس سے برکت کی امید رکھتی ہوں کہ ہمارے بچوں کو برکت حاصل ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے درست سمجھا ہے۔"

٨٤٠٣ـــ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَتْ هٰذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِي طِيْبِنَا وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيْبِ. (رواه مسلم: ٢٣٣١)

٨٤٠٣۔ "دوسری روایت میں کہ انہوں (ام سلیم) نے عرض کی کہ یہ آپ ﷺ کا پسینہ ہے۔ ہم اس کو اپنی خوشبو میں ملائیں گے اس لیے کہ یہ سب سے عمدہ خوشبو ہے۔" (الشیخان، النسائی)

٨٤٠٤ـــ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا مِنْ أَبِي طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ الْمَنْدُوْبُ فَرَكِبَ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ: مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا. (رواه البخاري: ٢٦٢٧)

٨٤٠٤۔ "سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ میں خوف پیدا ہوا تو نبی ﷺ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا مستعار لیا۔ اس کا نام مندوب تھا۔ آپ ﷺ اس پر سوار ہو کر گئے اور واپس آ کر فرمایا: "ہم نے خطرے کی کوئی چیز نہیں دیکھی اور ہم نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح رواں دیکھا ہے۔"

٨٤٠٥ـــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ نَاسٌ قِبَلَ الصَّوْتِ فَتَلَقَّاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ رَاجِعاً وَقَدْ سَبَقَهُمْ إِلَى الصَّوْتِ. (رواه مسلم: ٢٣٠٧)

٨٤٠٥۔ "سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ حسین وجمیل تھے، سب سے زیادہ سخی تھے، سب سے زیادہ بہادر تھے، ایک رات اہل مدینہ میں خوف پیدا ہوا تو لوگ خطرے کی آواز کی طرف گئے۔ آگے سے رسول اللہ ﷺ واپس آ رہے تھے اور آپ سب سے پہلے خطرے کی آواز تک گئے تھے۔"

(٨٤٠٣) مسلم: ٢٣٣١۔ احمد: ١١٩٨٨.

(٨٤٠٤) بخاری: ٢٦٢٧۔ مسلم: ٢٣٠٧۔ ابو داؤد: ٤٩٨٨۔ ترمذی: ١٦٨٦۔ ابن ماجه: ٢٧٧٢۔ احمد: ١٣٤٩٣.

(٨٤٠٥) مسلم: ٢٣٠٧۔ بخاری: ٢٦٢٧۔ ابو داؤد: ٤٩٨٨۔ ترمذی: ١٦٨٦۔ ابن ماجه: ٢٧٧٢۔ احمد: ١٣٦٨٦.

٨٤٠٦ــ عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْلَةً فَخَرَجُوْا نَحْوَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدِ اسْتَبْرَأَ الْخَبَرَ وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ وَفِي عُنُقِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا ثُمَّ قَالَ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا أَوْ قَالَ إِنَّهُ لَبَحْرٌ. (رواه البخاري: ٢٩٠٨)

٨٤٠٦۔ ''دوسری روایت میں ہے: آپ ﷺ نے خبر معلوم کر لی تھی۔ آپ ﷺ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر زین کے بغیر سوار تھے اور فرمایا: خوف نہ کھاؤ اور ڈر محسوس نہ کرو اور فرمایا: اس گھوڑے کو میں نے سمندر کی مثل پایا ہے یا فرمایا: یہ تو سمندر کی مانند چلتا ہے۔

٨٤٠٧ــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَمَا سَبَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ. (رواه البخاري: ٢٩٦٩)

٨٤٠٧۔ ''ایک روایت میں ہے اس دن کے بعد اس گھوڑے پر کوئی سبقت نہیں لے سکا۔'' (الشیخان، ابوداؤد، الترمذی)

٨٤٠٨ـ عَنْ عَائِشَةَ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ بِهَا لِلّٰهِ. (رواه البخاري: ٦١٢٦)

٨٤٠٨۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو امور میں سے ایک کا اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے وہ امر اختیار کیا جو آسان تھا جب تک اس میں گناہ نہ ہوتا۔ اگر اس میں گناہ ہوتا تو آپ ﷺ سب سے زیادہ اس سے دور رہنے والے تھے اور آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کوئی انتقام نہیں لیا البتہ اگر اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء میں سے کسی چیز کی بے حرمتی کی جاتی تو پھر ضرور اللہ کی خاطر انتقام لیتے تھے۔'' (مالک ،الشیخان، ابوداؤد)

٨٤٠٩ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَاضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ وَلَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. (رواه مسلم: ٢٣٢٨)

٨٤٠٩۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، نہ کسی عورت کو مارا اور نہ کسی خادم کو مارا مگر آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے تھے۔''

(٨٤٠٦) بخاری: ٢٩٠٨ـ مسلم: ٢٣٠٧ـ ابو داؤد: ٤٩٨٨ـ ترمذی: ١٦٨٧ـ ابن ماجه: ٢٧٧٢ـ احمد: ١٣٤٩٣.

(٨٤٠٧) بخاری: ٢٩٦٩ـ مسلم: ٢٣٠٧ـ ابو داؤد: ٤٩٨٨ـ ترمذی: ١٦٨٦ـ ابن ماجه: ٢٧٧٢ـ احمد: ١٣٦٨٦.

(٨٤٠٨) بخاری: ٦١٢٦ـ مسلم: ٢٣٢٧ـ ابو داؤد: ٤٧٨٥ـ احمد: ٢٧٦٥٨ـ مالك: ١٦٧١.

(٨٤٠٩) مسلم: ٢٣٢٨ـ بخاری: ٣٥٦٠ـ ابو داؤد: ٤٧٨٥ـ ابن ماجه: ١٩٨٤ـ احمد: ٢٥٣٧ـ دارمی: ٢٢١٨ـ مالك: ١٦٧١.

٨٤١٠ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ إِنْ كَانَتِ الأَمَةُ مِنْ إِمَاءِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَنْطَلِقُ بِهِ حَيْثُ شَاءَ تْ. (رواه البخاري: ٦٠٧٢)

۸۴۱۰۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ کی لونڈیوں میں سے کوئی لونڈی (خادمہ) رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی لے جاتی۔'' (البخاری)

٨٤١١ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَصَافَحَهُ لاَ يَنْزِعُ يَدَهُ مِنْ يَدِهِ حَتَّى يَكُوْنَ الرَّجُلُ يَنْزِعُ وَلاَ يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ وَجْهِهِ حَتَّى يَكُوْنَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يَصْرِفُهُ وَلَمْ يُرَ مُقَدِّمًا رُكْبَتَيْهِ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيْسٍ لَهُ. (رواه الترمذي: ٢٤٩٠)

۸۴۱۱۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے جو مرد آتا اور آپ سے مصافحہ کرتا تو آپ ﷺ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نہیں نکالتے تھے یہاں کہ وہی مرد اپنا ہاتھ نکالتا اور آپ ﷺ اپنا چہرہ اس سے نہیں پھیرتے تھے یہاں تک کہ وہی پھیر کر جاتا اور اپنے سامنے بیٹھنے والوں کی طرف اپنا قدم یا ٹانگ پھیلاتے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا گیا۔'' (ابوداؤد و ترمذی بلفظہ)

٨٤١٢ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَانَ إِبْرَاهِيْمُ مُسْتَرْضِعًا لَهُ فِي عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهُ فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَإِنَّهُ لَيُدَّخَنُ وَكَانَ ظِئْرُهُ قَيْنًا فَيَأْخُذُهُ فَيُقَبِّلُهُ ثُمَّ يَرْجِعُ. (رواه مسلم: ٢٣١٦)

۸۴۱۲۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے کسی کو اپنے اہل وعیال کے ساتھ اتنا مہربان نہیں دیکھا جتنا آپ ﷺ اپنے اہل وعیال کے ساتھ مہربان تھے۔ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ مدینہ کے عالیہ میں دودھ پلانے کے لیے دیئے گئے تھے۔ آپ ﷺ ہمیں ساتھ لے کر وہاں جاتے اور اس گھر میں داخل ہوتے۔ اس گھر میں دھواں ہوا کرتا تھا اور ابراہیم رضی اللہ عنہ کا رضاعی باپ لوہار تھا۔ آپ ﷺ اپنے بیٹے کو اُٹھاتے، بوسہ دیتے اور واپس چلے آتے تھے۔'' (مسلم)

٨٤١٣ـ عَنِ الأَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ تَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ فَإِذَا

۸۴۱۳۔ ''اسود رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ اپنے گھر کے کام میں مصروف

(٨٤١٠) بخاری: ٦٠٧٢۔ مسلم: ٢٨٥٣۔ ترمذی: ٢٦٠٥۔ ابن ماجه: ٤١١٦۔ احمد: ١٨٢٥٣.
(٨٤١١) ترمذی: ٢٤٩٠۔ ضعيف (البانی): ٤٤٤۔ الاجملة المصافحة فهی ثابتة، ابن ماجه: ٣٧١٦.
(٨٤١٢) مسلم: ٢٣١٦۔ احمد: ١١٦٩٢.
(٨٤١٣) بخاری: ٦٧٦۔ ترمذی: ٢٤٨٩۔ احمد: ٢٤٤٢٧.

حَضَرَتِ الصَّلاَةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلاَةِ . (رواه البخاري: ٦٧٦)

رہتے تھے اور جب نماز کا وقت آ تا تو وضو کرتے اور نماز کے لیے نکل جاتے۔'' (مسلم)

٨٤١٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَكِلُ طُهُوْرَهُ إِلَى أَحَدٍ وَلاَ صَدَقَتَهُ الَّتِي يَتَصَدَّقُ بِهَا يَكُوْنُ هُوَ الَّذِي يَتَوَلَّاهَا بِنَفْسِهِ . (رواه ابن ماجة: ٣٦٢)

۸۴۱۴۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اپنا وضو کسی سے نہیں کرواتے تھے اور اپنا صدقہ بھی غریب تک خود ہی پہنچاتے تھے اور ان کاموں کو خود انجام دیتے تھے۔'' (سنن ابن ماجہ)

شـــرح: ......اس میں تواضع کی ترغیب ہے اور تکبر سے کنارہ کش رہنے کا سبق ہے اور آدمی کو اپنے گھر والوں کا ہاتھ بٹانے کی رغبت ہے۔

اگرچہ آپ بے جا سوال سے احتراز فرماتے تھے مگر کوئی ضرورت ہوتی تو کہہ بھی دیتے اور کوئی خدمت کرنا چاہتا تو اسے اجازت دے دیتے تھے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۶۲۴)

٨٤١٥۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . (رواه الترمذي: ٣٦٤١)

۸۴۱۵۔ ''سیدنا عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ کسی کو مسکراتے نہیں دیکھا ہے۔'' (ترمذی)

٨٤١٦۔ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَجْلِسُ مَعَنَا فِي الْمَجْلِسِ يُحَدِّثُنَا فَإِذَا قَامَ قُمْنَا قِيَامًا حَتَّى نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُيُوْتِ أَزْوَاجِهِ فَحَدَّثَنَا يَوْمًا فَقُمْنَا حِيْنَ قَامَ فَنَظَرْنَا إِلَى أَعْرَابِيٍّ قَدْ أَدْرَكَهُ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ فَحَمَّرَ رَقَبَتَهُ . قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَكَانَ رِدَاءً خَشِنًا فَالْتَفَتَ فَقَالَ لَهُ الأَعْرَابِيُّ احْمِلْ لِي عَلَى بَعِيْرَيَّ هَذَيْنِ فَإِنَّكَ لاَتَحْمِلُ لِي مِنْ مَالِكَ وَلاَ مِنْ مَالِ أَبِيْكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ

۸۴۱۶۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ساتھ مسجد میں بیٹھ کر باتیں کرتے تھے اور جب آپ اُٹھتے تو ہم سب کھڑے ہو جاتے۔ آپ ﷺ کے کسی زوجہ محترمہ کے گھر میں داخل ہونے تک ہم آپ ﷺ کو دیکھتے رہتے۔ ایک دن آپ ﷺ نے ہم سے احادیث بیان کیں، پھر جب اُٹھے تو ہم بھی بدستور سابق اُٹھے تو ہم نے دیکھا کہ ایک اعرابی نے آپ ﷺ کی چادر پکڑ کر کھینچا اور آپ کی گردن سرخ ہوگئی اور آپ کی چادر موٹی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو اعرابی نے آپ سے کہا: میرے ان

(٨٤١٤) ابن ماجه: ٣٦٢۔ ضعيف جدا (الباني): ٨١.

(٨٤١٥) ترمذي: ٣٦٤١۔ صحيح (الباني: ٢٨٨٠۔ احمد: ١٧٢٥١.

(٨٤١٦) ابو داؤد: ٤٧٧٥۔ ضعيف (الباني): ١٠٢٢۔ نسائي: ٤٧٧٦۔ ابن ماجه: ٢٠٩٣۔ احمد: ٧٨٠٩.

وَأَسْتَغْفِرُاللّٰهَ لَا وَأَسْتَغْفِرُاللّٰهَ لَاوَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لَا أَحْمِلُ لَكَ حَتَّى تُقِيْدَنِي مِنْ جَبْذَتِكَ الَّتِي جَبذْتَنِي فَكُلُّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَهُ الأَعْرَابِيُّ وَاللّٰهِ! لا أُقِيْدُكَهَا . فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ . قَالَ: ثُمَّ دَعَا رَجُلاً فَقَالَ لَهُ احْمِلْ لَهُ عَلَى بَعِيْرِيْهِ هٰذَيْنِ عَلَى بَعِيْرٍ شَعِيْرًا وَعَلَى الآخَرِتَمْرًا ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ: انْصَرِفُوْا عَلَى بَرَكَةِ اللّٰهِ تَعَالَى . (رواه أبوداود: ٤٧٧٥)

دو اونٹوں پر خوراک مہیا کرو۔ تم مجھے اپنے مال سے یا اپنے باپ کے مال سے تو نہیں دو گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں، میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، نہیں، میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا، نہیں، میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں ۔نہیں دوں گا جب تک قصاص نہیں دو گے اس چیز کا جو تو نے مجھے کھینچا ہے۔ ہر بار اعرابی کہتا: واللہ! میں تو آپ کو قصاص نہیں دوں گا، پھر راوی نے طویل حدیث بیان کی اور کہا کہ آپ ﷺ نے ایک مرد کو بلایا اور اس کو حکم دیا کہ اس کے دواونٹوں پر غلہ دے دو۔ ایک اونٹ پر جو دیدو اور ایک پر کھجور دیدو۔ پھر آپ ﷺ نے ہماری طرف منہ پھیر کر فرمایا: ''اب تم اللہ کی برکت کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس جاؤ۔'' (ابوداؤد۔نسائی)

٨٤١٧۔ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ زَحَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَفِي رِجْلِي نَعْلٌ كَثِيْفَةٌ فَوَطِئْتُ بِهَا عَلَى رَجُلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَفَحَنِي نَفْحَةً بِسَوْطٍ فِي يَدِهِ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ أَوْ جَعْتَنِي . قَالَ فَبِتُّ لِنَفْسِي لائِمًا أَقُوْلُ أَوْجَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَبِتُّ بِلَيْلَةٍ كَمَا يَعْلَمُ اللّٰهُ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا رَجُلٌ يَقُوْلُ أَيْنَ فُلانٌ قَالَ قُلْتُ هٰذَا وَاللّٰهِ الَّذِي كَانَ مِنِّي بِالأَمْسِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مُتَخَوِّفٌ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّكَ وَطِئْتَ بِنَعْلِكَ عَلَى رِجْلِي بِالأَمْسِ فَأَوْجَعْتَنِي فَنَفَحْتُكَ نَفْحَةً بِالسَّوْطِ فَهٰذِهِ ثَمَانُوْنَ نَعْجَةً فَخُذْهَا بِهَا . (رواه الدارمي: ٧٢)

۸۴۱۷۔ ''ایک عرب مرد بیان کرتا ہے کہ ہجوم میں رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک پر میرا پاؤں پڑ گیا۔ میں نے ٹھوس جوتے پہنے تھے، پس آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کے دُرے سے مجھے مارا اور فرمایا: بسم اللہ، تو نے میرے پاؤں کو تکلیف پہنچائی ہے۔ میں ساری رات اپنے نفس کو ملامت کرتا رہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دیدی ہے ۔ساری رات میں نے اس فکر میں گذاری جیسا کہ اللہ کو معلوم ہے۔ اگلے دن ایک مرد آواز دے رہا تھا: وہ مرد کہاں ہے؟ تو میں نے دل میں کہا: اللہ کی قسم! یہ وہ معاملہ ہے جس کا میں نے کل ارتکاب کیا ہے۔ میں گیا اور میں ڈرتا تھا۔ پس آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کل تو نے میرا پاؤں لتاڑ دیا تھا اور تکلیف پہنچائی تھی اور میں نے تجھے درہ مار دیا تھا۔ پس یہ اسّی (۸۰) بکریاں اس کے عوض وصول کرو۔ صلوٰات اللّٰہ وسلامہ علیہ۔''

(٨٤١٧) دارمی: ٧٢.

٨٤١٨ــ عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ قَالَ لِعَبَّاسِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَاَعْلَمَنَّ مَا بَقَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْنَا فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي رَأَيْتُهُمْ قَدْ آذَوْكَ وَآذَاكَ غُبَارُهُمْ فَلَوِ اتَّخَذْتَ عَرِيْشًا تُكَلِّمُهُمْ مِنْهُ فَقَالَ: لاآزَالُ بَيْنَ أَظْهرِهِمْ يَطَئُوْنَ عَقِبِي وَيُنَازِعُوْنِي رِدَائِي حَتَّى يَكُوْنَ اللّٰهُ هُوَالَّذِي يُرِيْحُنِي مِنْهُمْ قَالَ فَعَلِمْتُ أَنَّ بَقَاءَهُ فِيْنَا قَلِيْلٌ. (رواه الدارمی: ٧٥)

۸۴۱۸۔ ''عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں معلوم کروں گا کہ آپ ﷺ ہمارے درمیان کتنا عرصہ زندہ رہیں گے؟ پس انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ آپ ﷺ کو ایذا پہنچاتے ہیں اور ان کی گردوغبار سے آپ کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اگر آپ ﷺ بلند تخت بنائیں اور اس پر سے ان لوگوں سے بات چیت کریں تو بہتر ہے۔ فرمایا: ان کے درمیان ہی رہوں گا۔ یہ میری ایڑیاں لتاڑتے اور میری چادر کھینچتے رہیں گے یہاں تک کہ خود اللہ تعالیٰ مجھے ان سے آرام دیدے گا۔ تو میں سمجھ گیا کہ آپ ﷺ ہمارے درمیان اب کم ہی رہیں گے۔''

٨٤١٩ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَشَرَسِنِيْنَ وَاللّٰهِ! مَا قَالَ لِي أُفًّا قَطُّ وَلاَ قَالَ لِي لِشَيْءٍ لَمْ فَعَلْتَ كَذَا وَهَلاَّ فَعَلْتَ كَذَا. (رواه مسلم: ٢٣٠٩)

۸۴۱۹۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی دس سال خدمت کی ہے اور اللہ کی قسم! آپ ﷺ نے مجھے اف بھی نہیں کہا۔ جو کچھ میں نے کیا ہوتا اس پر کبھی نہیں کہا کہ تو نے کیوں کیا اور نہ یہ کہا کہ تو نے فلاں کام کیوں نہیں کیا۔''

٨٤٢٠ــ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ أَنَسٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَأَرْسَلَنِي يَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لاأَذْهَبُ وَفِي نَفْسِي أَنْ أَذْهَبَ لِمَا أَمَرَنِي بِهِ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجْتُ حَتَّى أَمُرَّ عَلَى صِبْيَانٍ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي السُّوْقِ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قَبَضَ بِقَفَايَ مِنْ وَرَائِي قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقَالَ: يَا أُنَيْسُ! أَذَهَبْتَ

۸۴۲۰۔ ''ایک روایت میں ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ سب لوگوں سے زیادہ بااخلاق تھے، ایک دن مجھے اپنے کسی کام کے لیے روانہ کیا تو میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گا اور میرے دل میں یہ ارادہ تھا کہ میں جاؤں گا اور کام کروں گا جس کا آپ ﷺ حکم دے رہے ہیں۔ میں گیا اور بازار میں جہاں بچے کھیل رہے تھے۔ وہاں پہنچا، اچانک رسول اللہ ﷺ نے میرے پیچھے سے مجھے گردن سے پکڑا اور میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ ہنس

(٨٤١٨) دارمی: ٧٥.

(٨٤١٩) مسلم: ٢٣٠٩ـ بخاری: ٦٠٣٨ـ ابو داؤد: ٤٧٧٤ـ ترمذی: ٢٠١٥ـ احمد: ١٣٣٨٦.

(٨٤٢٠) مسلم: ٢٣١٠ـ بخاری: ٦١٢٩ـ ترمذی: ١٩٨٩ـ ابو داؤد: ٤٩٦٩ـ ابن ماجه: ٣٧٢٠ـ احمد: ١١٧٢٧.

حِيْـثُ أَمَـرْتُكَ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ أَنَا أَذْهَبُ يَا رَسُـوْلَ الـلّٰـهِ! قَالَ أَنَسٌ: وَاللّٰهِ! لَقَدْخَدَمْتُهُ تِسْـعَ سِنِيْنَ مَا عَلِمْتُهُ قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ فَعَـلْـتَ كَـذَا وَكَـذَا أَوْ لِشَيْءٍ تَرَكْتُـهُ هَلاَّ فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا. (رواه مسلم: ٢٣١٠)

رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اُنیس! تو وہاں گیا جہاں جانے کا میں نے حکم دیا تھا؟ میں نے عرض کی: جی ہاں میں جا رہا ہوں۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے نو سال خدمت کی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ کبھی جو کچھ میں نے کیا اس پر فرمایا ہو تو نے کیوں کیا یا کوئی کام میں نے ترک کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا ہو یہ کام کیوں نہیں کیا۔'' (الشیخان، ابوداؤد، الترمذی)

٨٤٢٢ــ عَـنْ أَنَــسٍ قَـالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَحْسَـنَ الـنَّاسِ خُلُقًا وَكَانَ لِي أَخٌ يُقَالُ لَهُ أَبُـوْ عُـمَيْرٍ قَالَ أَحْسِبُهُ فَطِيْمًا وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَـالَ: يَـاأَبَـا عُمَيْرُ! مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ نُغَيْرٌ كَانَ يَلْعَبُ بِهِ فَرُبَّمَا حَضَرَ الصَّلاَةَ وَهُوَ فِي بَيْتِنَا فَيَـأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِي تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ وَيُنْضَحُ ثُـمَّ يَـقُوْمُ وَنَقُوْمُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّي بِنَا. (رواه البخاري: ٦٢٠٣)

٨٤٢٢۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سب سے اچھے اخلاق والے تھے۔ میرا ایک بھائی تھا اس کو ابوعمیر کہا جاتا تھا اس کا دودھ چھڑا لیا گیا تھا۔ وہ نغیر نامی ایک پرندے سے کھیلا کرتا تھا۔ آپ ﷺ آتے تو فرماتے: اے ابوعمیر! نُغیر کہاں گیا؟ بعض اوقات نماز کے وقت آپ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما ہوتے تو جو بچھونا آپ ﷺ کے نیچے ہوتا اس کے صاف کرنے اور اس پر پانی چھڑکنے کا حکم دیتے پھر آپ ﷺ کھڑے ہوتے اور ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے اور آپ ہمیں نماز پڑھاتے۔'' (الشیخان، ابوداؤد، ترمذی)

شرح:......(۱) ایک تو آپ ﷺ کے خادموں کے ساتھ حسن سلوک کا پتہ چلتا ہے۔
(۲) اور آپ بچوں کے دل بہلانے کی باتیں کرتے تھے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۳۲۱)

٨٤٢٣ــ عَـنِ الْـحَسَـنِ بْنِ عَلِيٍّ: سَأَلْتُ خَـالِـي هِـنْـدَ بْـنَ أَبِي هَالَةَ التَّمِيْمِيَّ وَكَانَ وَصَّـافًـا عَـنْ صِـفَةِ رَسُوْلِ اللّٰـهِ ﷺ، وَأَنَا أَشْتَهِـي أَنْ يَـصِفَ لِـي مِنْهَا شَيْئًا أَتَعَلَّقُ بِهِ، فَـقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَـخْمًا مُـخَّمًا،

٨٤٢٣۔ ''سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ التمیمی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا حلیہ بیان کیا کرتے تھے اور میں چاہتا تھا کہ وہ مجھے بتائیں تاکہ میں وہ کردار اپناؤں۔ انہوں نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ بڑی شخصیت والے تھے آپ ﷺ کا چہرہ

(٨٤٢٢) بخاری: ٦٢٠٣۔ مسلم: ٢١٥٠۔ ابو داؤد: ٦٥٨۔ ترمذی: ٣٣٣۔ ابن ماجه: ٣٧٢٠۔ احمد: ١٣٥٤٢.
(٨٤٢٣) طبرانی کبیر: ٢٢/ ١٥٥۔ وفيه من لم يسمه و هيثمی: ١٤٠٢٦.

يَتلألأُ وَجْهُهُ تلألُؤَ الْقَمرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، أَطْوَلَ مِنَ الْمَرْبُوْعِ، وَأَقْصَرَ مِنَ الْمُشَذَّبِ، عَظِيْمَ الهَامَةِ، رَجِلَ الشَّعْرِ، إِنِ انْفَرَقَتْ عَقِيْصَتُهُ فَرَقَ، وَإِلاَّ فَلاَ يُجَاوِزُ شَعْرُهُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ إِذَا هُوَ وَفَرَهُ، أَزْهَرَ اللَّوْنِ، وَاسِعَ الْجَبِيْنِ، أَزَجَّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ مِنْ غَيْرِقَرَنٍ بَيْنَهُمَا عرق يدره الغضب أَقْنَى الْعِرنَيْنِ لَهُ نُوْرٌ يَعْلُوْهُ يَحْسِبُهُ مَنْ لَمْ يَتَأَمَّلْهُ أَشَمَّ كَثَّ اللِّحْيَةِ أَدْعَجَ سَهْلَ الْخَدَّيْنِ ضَلِيعَ الفم، أشنب، مفلج الأسنان، دقيق المسربة، كأن عنقه جيد دمية فى صفاء الفضة، ومعتدل الخلق، بادنا متماسكا، سواء البطن والصدر، عريض الصدر، بُعَيد ما بين المنكبين، ضخم الكراديس، أنورالمتجرد، موصل ما بين اللبة والسرة بشعريجرى كالخط، عارى الثديين والبطن مما سوى ذلك، أشعر الذرا عين والمنكبين، وأعالى الصدر، طويل الزندين، رحب الراحة، سبط القصب، شثن الكفين والقدمين، وسائرالأطراف، خمصان الأخمصين، مسيح القدمين، ينبوعنهما الماء إذا زال زال تقلعًا، ويخطوتكفأ، ويمشي هونا، ذريع المشية، إذا مشى كأنما ينحط من صبب، وإذا التفت التفت معا، خافض الطرف، نظره إلى الأرض أطول من نظره

اقدس چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا، درمیانے قد سے قدرے طویل مگر زیادہ لمبے قد کے نہیں تھے، سر مبارک بڑا اور بال سیدھے تھے۔ صاف اور خوبصورت تھا۔ کشادہ پیشانی والے، باریک ابرو والے، عمدہ بال مگر ابرو ملے ہوئے نہیں تھے۔ ہر دو ابرو کے درمیان رگ تھی جو بحالت غصہ اُوپر اُٹھ جاتی، ناک بلند جس پر نور چمکتا رہتا تھا، اچانک دیکھنے والا رعب میں آکر متکبر خیال کرتا، داڑھی گھنی، آنکھیں موٹی موٹی، رخسار نرم، منہ کشادہ، خوبصورت کشادہ دانت، ناک کی سوراخ تنگ، گردن چاندی کی پُتلی کی مانند صاف، معتدل اعضاء موٹے اور ایک دوسرے میں پیوستہ، سینہ اور پیٹ برابر، سینہ چوڑا، دوشانوں کے درمیان فاصلہ زیادہ، سر موٹا، جسم نورانی، بالوں سے خالی، سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر جو خط کی مثل تھی، دونوں چھاتیاں اور پیٹ بالوں سے خالی، دو کلائیوں پر دو کندھوں پر اور سینے کے بالائی حصے پر بال تھے۔ ہاتھ کے گٹے طویل، ہتھیلی کشادہ، انگلیاں فراخ، ہتھیلیاں اور قدم موٹے، پہلو خالی، پاؤں کے تلوے خالی جن سے پانی نکل جاتا، پاؤں اُٹھتا تو پورا اُٹھتا، لمبے قدم رکھتے، پر وقار چلتے اور تیز رفتار سارا بدن پھیر کر دیکھتے، نگاہ نیچے رکھتے جب چلتے تو گویا اُترائی پر چل رہے ہوں، زمین پر دیکھنا آسمان پر دیکھنے سے طویل ہوتا۔ دیکھتے اور نگاہ اُٹھا لیتے، اپنے اصحاب کے پیچھے چلتے۔ پہلے سلام کہتے۔

حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے سوال کیا کہ آپ ﷺ کی گفتگو بیان کرو تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ ہمیشہ متفکر رہتے تھے، آرام و آسائش قریب نہ آنے دیتے، ضرورت کے بغیر کلام نہ کرتے، زیادہ خاموش رہتے، منہ بھر کر بات شروع کرتے اور اسی طرح ختم بھی کرتے، جامع کلمات بولتے جو جدا جدا

إلى السماء، جل نظره الملاحظة، يسوق أصحابه، ويبدأ من لقيه بالسلام.

قلت: صف لي منطقه قال: كان ﷺ متواصلَ الأحزان، دائمَ الفكرة، ليست له راحة، ولا يتكلم في غير حاجة، طويلَ السكوت يفتتح الكلام ويختتمه بأشداقه، ويتكلم بجوامع الكلم فصلا لا فضول فيه ولا تقصير، دمثا، ليس بالجافي ولا بالمهين، يعظم النعمة وإن دقت، لا يذم منها شيئا، لا يذم ذواقا ولا يمدحه، ولا تغضبه الدنيا ولا ماكان لها، فإذا تعرض للحق لم يعرف أحدًا، ولم يقم لغضبه شيء، ولا يغضب لنفسه ولا ينتصر لها إذا أشار أشار بكفه كلها وإذا تعجب قلبها وإذا تحدث اتصل بها فضرب بباطن راحته اليمنى باطن إبهامه اليسرى وإذا غضب وأعرض أشاح وإذا ضحك غض طرفه، جل ضحكه التبسم ويفترعن مثل حب الغمام.

فكتمتها الحسين زمانا ثم حدثته فوجدته قد سبقني إليه فسأله عما سألته ووجدته قد سأل أباه عن مدخله ومجلسه ومخرجه وشكله فلم يدع منه شيئا۔ قال الحسين: سألت أبي عن دخول رسول الله ﷺ قال: كان دخوله لنفسه مأذونا له

ہوتے، جامع بات ہوتی ضرورت سے زائد نہ ہوتی اور مفہوم ادا کرنے میں کمی بھی نہ چھوڑتے، نہ کسی پر سختی کرتے اور نہ کسی کو ذلیل کرتے، ہر نعمت کو عظیم قرار دیتے خواہ بہت تھوڑی ہوتی۔ کھانے کی چیز کی نہ مذمت بیان کرتے اور نہ تعریف کرتے اور دنیا کی کوئی چیز جو دنیا کے لیے ہوتی اس کی وجہ سے غصہ نہ کرتے تھے۔ جب حق کی مخالفت کی جاتی تو پھر کسی کی پروا نہیں کرتے تھے اور آپ ﷺ کے غصے کے سامنے کوئی چیز نہ ٹھہر سکتی تھی، اپنی ذات کے لیے نہ غصہ کرتے اور نہ انتقام لیتے، جب کسی چیز کی طرف اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے کرتے، جب کسی چیز پر تعجب کرتے تو ہاتھ پلٹتے۔

جب بات کرتے تو بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے سرے پر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی مار دیتے۔ جب غصہ آتا تو منہ پھیر دیتے، اور پہچان نہ کراتے، جب ہنستے تو آنکھ بند کر دیتے، زیادہ تر آپ ﷺ کا ہنسنا بلا آواز ہی ہوتا تھا، اور اتنی جلدی روک دیتے، جیسے بادل کا قطرہ گرم دن میں جلدی خشک ہو جاتا ہے۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک عرصہ تک میں نے یہ حدیث اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ سے مخفی رکھی اور پھر میں نے ان کو یہ حدیث سنائی کہ مجھے معلوم ہوا کہ وہ پہلے ہی اُس سے پوچھ چکے ہیں جو میں نے پوچھا ہے اور انہوں نے اپنے والد سے بھی پوچھ لیا ہے اور آپ ﷺ کا داخل ہونا، مجلس میں آنا، باہر جانا اور شکل وصورت سب کچھ معلوم کر چکے ہیں، اور کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا۔

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنے والد سے رسول اللہ ﷺ کے گھر میں داخل ہونے کا پوچھا تو انہوں نے کہا: آپ کو داخل ہونے کی اجازت تھی۔ جب گھر میں جاتے تو اپنا

فی ذلك فكان إذا آوى إلى منزله جزأ نفسه ثلاثة أجزاء: جزء ا لِلّٰهِ وجزء ا لأهله وجزء ا لنفسه ثم جزأ نفسه بينه وبين الناس فيرد ذلك على العامة بالخاصة فلا يدخرعنهم شيئا فكان من سيرته فی جزء الأمة ايثار أهل الفضل بإذنه وقسمه على قدرفضلهم فی الدين فمنهم ذو الحاجة ومنهم ذو الحاجتين ومنهم ذو الحوائج فيتشاغل بهم فيما يصلحهم ويلائمهم ويخبرهم بالذی ينبغی لهم ويقول: ليبلغ الشاهد الغائب وأبلغونی حاجة من لا يستطيع ابلاغها إياى فإنه من أبلغ سلطانا حاجة من لا يستطيع إبلاغها ثبت الله قدميه يوم القيامة لايذكرعنده إلاذلك ولا يقبل من أحد غيره يدخلون رُوَّادًا، ولا يفترقون إلا عن ذواق، ويخرجون أذلة:

قال: فسألته عن مخرجه، كيف كان يصنع فيه؟ فقال: كان ﷺ يخزن لسانه إلا مما يعنيهم ويؤلفهم ولا يفرقهم، أو قال: ولا ينفرهم فيكرم كريم كل قوم، ويوليه عليهم، ويحذرالناس ويحترس منهم، من غير أن يطوى عن أحد منهم بشره ولا خلقه، يتفقد أصحابه ويسأل الناس عمّا فی الناس، ويحسن الحسن ويصوبه، ويقبح القبيح ويوهنه، معتدل الأمر غير

وقت تین حصوں میں تقسیم کرتے، ایک حصہ اللہ کے ذکر کے لیے، ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لیے، اور ایک حصہ اپنے آرام کے لیے رکھتے، پھر اپنے آرام کا وقت اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیتے اور خاص لوگوں کے ذریعے عوام کو فائدہ پہنچاتے اور کوئی چیز لوگوں سے بچا کر نہ رکھتے، آپ ﷺ کی عادت تھی کہ اصحاب فضیلت پر ایثار کرتے اور لوگوں کے دینی معیار کے مطابق ان کو اپنا وقت دیتے۔ ان میں سے کوئی ایک ضرورت والا، کوئی دو ضرورتوں والا اور کوئی زیادہ ضرورتوں والا ہوتا تو آپ ﷺ ان کی اصلاح میں مصروف ہو جاتے اور اُن کے لیے جو مناسب ہوتا وہ اُن کو بتاتے اور فرماتے: جو حاضر ہے وہ غائب تک پہنچا دے اور اُس انسان کی ضرورت مجھے پہنچاؤ جو خود میرے تک نہیں پہنچ سکتا، جو شخص حاکم وقت تک اُس انسان کی ضرورت پہنچائے گا جو خود پیش نہیں ہوسکتا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس کے قدم مضبوط رکھے گا، آپ ﷺ کے سامنے ایسے امور بیان کیے جاتے تھے اور کسی سے اس کے علاوہ بات قبول نہیں کرتے تھے، آنے جانے والے کچھ نہ کچھ کھا پی کر ہی جاتے تھے، جب واپس ہوتے تو مطیع ہوکر لوٹتے۔

حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد سے آپ کی گفتگو کے متعلق پوچھا کہ آپ ﷺ کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ اپنی زبان روکے رکھتے تھے، ضرورت کے بغیر کلام نہیں کرتے تھے، لوگوں سے اُلفت کی بات کرتے، اُنہیں خوفزدہ نہیں کرتے تھے اور نہ اُنہیں متنفر کرتے تھے، ہر قوم کے باعزت آدمی کا اکرام کرتے تھے اور اُس کو اپنی قوم کا سردار مقرر کرتے تھے۔

مختلف، لا يغفل مخافة أن يغفلوا أو يملوا، لكل حال عنده عتاد، لا يقصر عن الحق، ولا يجاوزه الذين يلونه من الناس، خيارهم وأفضلهم عنده أعمهم نصيحة، وأعظمهم عنده منزلة أحسنهم موا ساة ومؤازرة.

فسألته عن مجلسه فقال: كان ﷺ لا يجلس ولا يقوم إلا على ذكر، ولا يوطن الأماكن وينهى عن إيطانها، وإذا انتهى إلى قوم جلس حيث ينتهى به المجلس ويأمر بذلك، ويعطى كل جلسائه نصيبه، حتى لا يحسب جليسه أن أحدا أكرم عليه منه، من جالسه أو قاومه فى حاجة صابره، حتى يكون هو المنصرف، ومن سأله حاجة لم يرده إلا بها أو بميسور من القول، قد وسع الناس بسطه وخلقه، فصار لهم أبا وصاروا عنده فى الحق سواء، مجلسه مجلس حلم وحياء وصبر وأمانة لا ترفع فيه الاصوات ولا تؤبن فيه الحرام، ولا تنثى فلتاته متعادلين متوا صين فيه بالتقوى متواضعين يوقرون فيه الكبير ويرحمون الصغير، ويؤثرون ذوى الحاجة، ويحفظون الغريب. قال: قلت: كيف كانت سيرته فى جلسائه؟ قال: كان ﷺ دائم البشر سهل الخلق لين الجانب، ليس بفظ ولا غليظ، ولا

لوگوں سے بچ کر رہتے تھے، ان سے اپنی حفاظت کرتے تھے اور کسی سے اپنا چہرہ نہیں پھیرتے تھے، نہ کسی سے اخلاقی کمی کرتے تھے، اپنے اصحاب سے لوگوں کے حالات پوچھتے تھے اور جو صحابی سامنے نہ آتا اس کے متعلق بھی پوچھتے تھے، اچھائی کی تحسین کرتے اور بدی کو ناپسند قرار دیتے اور اس کی اہمیت گھٹا دیتے، میانہ روی کا حکم دیتے جس میں کسی کو اختلاف نہ ہوتا۔ لوگوں کے غفلت کرنے یا تھک جانے سے بے خبر نہ رہتے، ہر حالت کے لیے آپ ﷺ کی عادت تھی حق پہنچانے میں کمی نہ کرتے، جو لوگ آپ ﷺ کے آس پاس تھے اُن سے تجاوز نہ کرتے، جو لوگوں میں سے افضل اور بہتر ہوتا وہ نصیحت کا حقدار زیادہ ہوتا اور آپ کے نزدیک اُس کا بڑا مرتبہ ہوتا، آپ کی خیر خواہی اور ملاقات لوگوں سے بہت اچھی رہتی۔

حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے آپ ﷺ کے بیٹھنے کے بارے میں سوال کیا تو میرے والد نے کہا: آپ ﷺ بیٹھتے اور اُٹھتے وقت ذکر کرتے تھے، اپنے لیے جگہ مخصوص نہیں کرتے تھے، اور اس چیز سے دوسروں کو بھی منع کرتے تھے۔ جب کسی قوم کے پاس جاتے تو جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے اور اس کا دوسروں کو بھی حکم دیتے، مجلس میں شریک ہر آدمی کو اُسکا حصہ دیتے اور اہل مجلس میں سے کوئی شخص یہ خیال نہ کرتا کہ اُس سے زیادہ کسی دوسرے کا اکرام کیا گیا ہے، ہر انسان سے اُس کی ضرورت کے مطابق صبر و تحمل سے پیش آتے، یہاں تک کہ کوئی خود ہی واپس ہو جاتا، جو آپ ﷺ سے سوال کرتا تو لے کر جاتا یا آپ اُس کو آسان بات کہہ دیتے، آپ ﷺ کی وسعت اور اخلاق سب کے لیے وسیع تھے۔ آپ ﷺ لوگوں کے لیے باپ کی طرح تھے اور حق لینے میں آپ کے نزدیک سب

صخاب ولا فا حش ولا عياب ولا مداح يتغافل عما لا يشتهي' ولا يوئس منه ولا يخيب فئة قد ترك نفسه من ثلاث' المراء والإكثار ومالا يعنيه وترك الناس من ثلاث: كان لا يذم أحدا ولا يعيره' ولا يطلب عورته ولا يتكلم إلا فيما يرجوثوابه إذا تكلم أطرق جلساؤه كأنما على رؤسهم الطير' وإذا سكت تكلموا ولا يتنازعون عنده الحديث' من تكلم عنده أنصتواله حتى يفرغ حديثهم حديث أولهم يضحك مما يضحكون منه ويتعجب بما يتعجبون منه ويصبر للغريب على الجفوة فى منطقة ومسألته' حتى إن كان أصحابه يستجلبونهم' ويقول: إذا رأيتهم طالب الحاجة فأرشدوه' ولا يقبل الثناء إلا من مكافئ' ولا يقطع على أحد حديثه حتى يتجوزه فيقطعه بانتهاء أوقيام . قال: قلت: كيف كان سكوته؟ قال: كان سكوته ﷺ على أربع: على الحلم والحذر والتقدير والتفكر فأما تقديره: ففي تسوية النظر والإستماع بين الناس وأما تذكره أوقال تفكره ففيما يبقى ويفنى وجمع له الحلم فى الصبر' فكان لا يغضبه شيء' ولا يستفزه' وجمع له الحذر فى أربع' أخذه

برابر تھے، آپ ﷺ کی مجلس صبر وتحمل، شرم وحیا اور امانت ودیانت کی محفل تھی۔ اس میں آوازیں بلند نہ ہوتیں، ناجائز چیز کا ذکر نہ آتا، نہ گپ لگتی، سب لوگ تقویٰ وتوازن اور خیر خواہی کا نمونہ بن کر بیٹھتے تھے۔ بڑوں کی عزت کی جاتی اور چھوٹوں پر رحم کیا جاتا، ضرورت مند کو لوگ اپنے اوپر ترجیح دیتے اور مسافر کی حفاظت کرتے۔

حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ اہل محفل کے ساتھ آپ ﷺ کی سیرت کیا تھی؟ تو انہوں نے کہا: نبی ﷺ ہمیشہ چہرہ کھلا رکھتے، آپ ﷺ کے اخلاق عمدہ اور پہلو نرم رہتا تھا، آپ ﷺ سخت خو والے، بلند آواز سے بولنے والے، فحش باتیں کرنے والے، نکتہ چینی کرنے والے اور بلاوجہ تعریف کرنے والے نہیں تھے۔ جو چیز پسند نہ کرتے اُس سے بے خبر رہتے۔ نہ اُس سے اُنس اختیار کرتے اور نہ کسی کو مایوس کرتے۔ تین امور سے اجتناب کرتے، تکبر سے، احسان جتانے سے، اور بے فائدہ بات کرنے سے، لوگوں کو تین باتوں سے آپ ﷺ نے روک رکھا تھا، کسی کی بدگوئی نہ کرتے، کسی کو عیب نہ لگاتے اور کسی کے مخفی راز تلاش نہ کرتے، کلام کرتے تو وہی جس میں ثواب ہوتا، جب آپ ﷺ کلام کرتے تو اہل مجلس سر جھکا دیتے گویا ان کے سر پر پرندہ ہے۔ جب آپ ﷺ خاموش ہوتے تو لوگ بات کرتے اور کسی بات میں آپ ﷺ کے سامنے جھگڑا نہ کرتے۔ آپ ﷺ کے پاس جو شخص بات کرتا اس کے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے۔ ان کی گفتگو وہی ہوتی جو پہلا شخص کرتا، آپ ﷺ ہنستے تھے جس بات پر لوگ ہنستے اور آپ ﷺ اسی بات پر تعجب کرتے (خوشی کا اظہار کرتے) جس پر لوگوں کو تعجب ہوتا،

بالحسن ليقتدي به . وتركه القبيح لينتهي عنه، واجتهاد الرأي فيما أصلح أمته، والقيام لهم بما جمع لهم الدنيا والآخرة. (للكبير: ٢٢/ ١٥٥ـ ١٦٣)

اور اجنبی شخص کی گفتگو اور سوال کرنے میں جیسی بھی جاہلیت ہوتی آپ ﷺ اس پر صبر کرتے تھے اور بعض اوقات آپ کے صحابہ ایسے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: ضرورت مند کو طریقہ بتاؤ، کسی کی ثنا قبول نہیں کرتے تھے مگر جو صحیح بات کرتا، آپ ﷺ کسی کی بات نہیں کاٹتے تھے، جب تک وہ حد سے تجاوز نہیں کرتا، پس آپ ﷺ رکنے یا اُٹھ جانے کے ساتھ بات ختم کر دیتے تھے۔

حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا: آپ ﷺ کی خاموشی کیسی تھی؟ تو میرے والد نے کہا: آپ ﷺ کی خاموشی چار قسم کی تھی۔ یا تو تحمل مزاجی سے، یا بچاؤ کرنے سے، یا اندازہ کرنے سے، یا غور وفکر کرنے سے خاموش رہ کر مقصد پورا کرتے تھے۔ اندازہ کرنا یہ تھا کہ لوگوں کے درمیان مساوات اور یکساں بات سننا اور آپ ﷺ کا فکر کرنا یہ تھا کہ کیا باقی رہے گا اور کیا فنا ہوگا؟ اور آپ ﷺ کے لیے صبر میں حلیمی جمع کر دی گئی تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ کو کوئی چیز غصہ نہیں دلاتی تھی۔ چار چیزوں میں آپ ﷺ تحفظ ملحوظ رکھتے تھے۔ اچھا طریقہ اختیار کرنا تاکہ آپ کی پیروی کی جائے بری چیز ترک کر دینا تاکہ اُس سے لوگ دور رہیں، اپنی امت کے لیے اصلاح کی سوچ بچار کرنا اور اُن کے لیے وہ چیز پیش کرنا جو ان کی دنیا وآخرت کے لیے مفید ہو۔'' (الکبیر)

٨٤٢٤ـ عَنْ أَنَسٍ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا مَرَّ فِي طَرِيْقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ، وُجِدَ مِنْهُ رَائِحَةُ الْمِسْكِ، فَيُقَالُ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي هٰذَا الطَّرِيْقِ. (للموصلي: ٣١٢٥، والبزار والأوسط)

٨٤٢٤۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جب نبی کریم ﷺ مدینے کے راستے پر چلتے تو راستوں پر آپ کی خوشبو پائی جاتی اور کہا جاتا کہ رسول اللہ ﷺ اس راستے سے گذرے ہیں۔'' (الموصلی، البزار، الاوسط)

من علاماته ﷺ غير ما تفرق في الكتاب

کتاب میں آپ ﷺ کی متفرق طور پر جو علامات مذکور ہوئی ہیں ان کے علاوہ دیگر علامات کا بیان

٨٤٢٥ـ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنهما قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي

٨٤٢٥۔ ''عطاء بن یسار نے کہا: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ کی وہ صفات بتا دو جو تورات میں منقول ہیں تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! تورات

(٨٤٢٤) موصلي: ٣١٢٥ـ بزار، طبراني اوسط، الا نه قال كنا نعرف رسول اللّٰه ﷺ بطيب رأحته اذا اقبل الينا ورجال ابي يعلى وثقوا و هيثمي: ١٤٠٥٣.

(٨٤٢٥) بخاري: ٢١٢٥ـ احمد: ٦٥٨٥.

التَّوْرَاةِ . قَالَ: أَجَلْ وَاللّٰهِ! إِنَّهُ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ: ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيْرًا﴾ وَحِرْزًا لِلأُمِّيِّيْنَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُوْلِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلاَ غَلِيْظٍ وَلاَسَخَّابٍ فِي الأَسْوَاقِ وَلاَ يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتَّى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُوْلُوْا لاَإِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَيُفْتَحُ بِهَا أَعْيُنٌ عُمْيٌ وَآذَانٌ صُمٌّ وَقُلُوْبٌ غُلْفٌ. (رواه البخاري: ٢١٢٥)

میں آپ ﷺ کی بعض وہ صفات ہیں جو قرآن میں بھی موجود ہیں۔اے نبی!ہم نے آپ کو شاہد، بشارت دینے والا، ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اُمی لوگوں کو تحفظ دینے والا بنا کر بھیجا ہے ۔تو میرا بندہ اور میرا رسول ہے۔ میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے۔ وہ تندخو،سخت دل نہیں ہے، نہ بازاروں میں چیخنے والا، نہ بدی کا بدلہ بدی سے دینے والا ہے،لیکن وہ معاف کرتا اور درگزر کرتا ہے اور اللہ اس کو نہیں اُٹھائے گا یہاں تک کہ ٹیڑھی ملت کو سیدھا کر دے گا اور اس کے ذریعے نابینا آنکھ کھول دے گا، بہرے کانوں کو سننے والا بنا دے گا اور پردے میں پڑے دِلوں کو حق کی طرف مائل کر دے گا۔'' (بخاری)

شرح: ...... بازاروں میں شور مچانا اچھی عادت نہیں اور یہ بھی پتہ چلا کہ حاکم کا بازار میں کسی ضرورت کے تحت جانا اس کے مرتبہ میں کمی نہیں کرتا۔ (فتح الباری: ۴/۳۴۳)

٨٤٢٦ــ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، رَفَعَهُ: صِفَتِي أَحْمَدُ الْمُتَوَكِّلُ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلاَ غَلِيْظٍ، يَجْزِي بِالْحَسَنَةِ الْحَسَنَةَ، وَلاَ يُكَافِئُ بِالسَّيِّئَةِ، مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ وَمُهَاجِرُهُ بِطَيْبَةَ، وَأُمَّتُهُ الْحَامِدُوْنَ، يَأْتَزِرُوْنَ عَلَى أَنْصَافِهِمْ، وَيُوَضِّئُوْنَ أَطْرَافَهُمْ، أَنَا جِيْلُهُمْ فِي صُدُوْرِهِمْ، يَصُفُّوْنَ لِلصَّلاَةِ كَمَا يَصُفُّوْنَ لِلْقِتَالِ . قُرْبَانُهُمُ الَّذِي يَتَقَرَّبُوْنَ بِهِ إِلَيَّ دِمَاؤُهُمْ، رُهْبَانٌ بِاللَّيْلِ لُيُوْثٌ بِالنَّهَارِ . (للكبير: ١٠٠٤٦، بخفى)

۸۴۲۶۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''میری صفت احمد متوکل ہے۔وہ تندخو ،اور سخت دِل نہیں ہے۔وہ نیکی کا بدلہ نیکی سے دیتا ہے اور بدی کا بدلہ نہیں دیتا۔ اُس کی جائے پیدائش مکہ ہے، اور ہجرت کی جگہ طیبہ ہے، اُس کی امت حمدوثنا بیان کرنے والی ہے،وہ پنڈلی تک ازار بلند رکھتے ہیں اور جسم کے اطراف کو دھوتے ہیں۔اُن کی کتاب اُن کے سینے میں ہوگی،وہ نماز کی ایسی صفیں بنائیں گے جیسے لڑائی کے لیے صفیں بنائی جاتی ہیں، اُن کی قربانی وہ ہے جو اپنے خون سے قُرب حاصل کرتے ہیں،وہ رات کو ذکر کرنے والے زاہد بن جاتے ہیں اور دن کو شیر بن جاتے ہیں۔'' (الکبیر)

٨٤٢٧ــ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

۸۴۲۷۔ ''سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: تورات میں

(٨٤٢٦) طبراني كبير: ١٠٠٤٦۔ وفيه من لم اعرفهم و هيثمي: ١٤٠١٨.

(٨٤٢٧) ترمذي: ٣٦١٧۔ ضعيف (البانى): ٧٤٣۔ دارمي: ٦.

بْـنِ سَلاَمٍ عَـنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: مَكْتُوْبٌ فِـي التَّـوْرَاةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ وَصِفَةُ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهُ فَقَالَ أَبُوْمَوْدُوْدٍ وَقَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ. (رواه الترمذي: ٣٦١٧)

محمد ﷺ کی صفات لکھی ہوئی ہیں، اور لکھا ہے کہ: عیسیٰ علیہ السلام آپ کے ساتھ دفن کیے جائیں گے۔ پس ابومودود مدنی نے کہا: اُس گھر میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔'' (ترمذی)

٨٤٢٨ـ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: مَا سَـمِـعْتُ عُمَرَلِشَيْءٍ قَطُّ يَقُوْلُ: إِنِّي لَاَظُنُّهُ كَذَا إِلاَّكَانَ كَمَا يَظُنُّ، بَيْنَمَا عُمَرُجَالِسٌ إِذْ مَـرَّبِـهِ رَجُـلٌ جَمِيْلٌ فَقَالَ عُمَرُ: لَقَدْ أَخْطَأَ ظَـنِّي أَوْ إِنَّ هٰذَا عَلَى دِيْنِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَوْ لَقَدْ كَانَ كَاهِنَهُمْ، عَلَيَّ الرَّجُلَ، فَدُعِيَ لَهُ فَـقَـالَ لَـهُ ذٰلِكَ، فَـقَـالَ: مَا رَأَيْتَ كَالْيَوْمِ اسْتُـقْبِـلَ بِـهِ رَجُـلٌ مُسْلِمٌ قَالَ: فَإِنِّي أَعْزِمُ عَـلَيْكَ إِلاَّ مَـا أَخْبَـرْتَنِي قَالَ كُنْتُ كَاهِنَهُمْ فِـي الْـجَـاهِـلِيَّةِ، قَالَ: فَمَا أَعْجَبُ مَا جَاءَ تْكَ بِـه جِـنِّيَّتُكَ؟ قَـالَ: بَيْـنَـمَا أَنَا يَوْمًا فِي السُّـوْقِ جَـاءَ تْـنِـي أَعْـرِفُ فِيْهَـا الْفَزَعَ، فَـقَـالَـتْ: أَلَمْ تَرَالْجِنَّ وَإِبْـلَا سَهَا وَيَأْسَهَا مِـنْ بَـعْـدِ إِنْـكَـا سِهَا وَلُحُوْقَهَا بِالْقِلاَصِ وَأَحْلاَسِهَـا قَالَ عُمَرُ صَدَقَ، بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ عِـنْـدَ آلِهَتِهِـمْ إِذَا جَاءَ رَجُلٌ بِعِجْلٍ فَذَبَحَهُ فَـصَـرَخَ بِـهِ صَـارِخٌ لَمْ أَسْمَعْ صَارِخًا قَطُّ أَشَـدَّ صَـوْتًـا مِنْهُ يَقُوْلُ يَا جَلِيْحْ أَمْرٌنَجِيْحْ رَجُـلٌ فَـصِيْـحْ يَـقُوْلُ لاَإِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ فَوَثَبَ الْقَوْمُ قُلْتُ لاَأَبْرَحُ حَتَّى أَعْلَمَ مَا وَرَاءَ هٰذَا

٨٤٢٨ـ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سنا جب وہ کسی چیز کے بارے میں کہتے کہ یوں ہوگا تو ایسا ہی ہوتا جیسا عمر رضی اللہ عنہ گمان کرتے۔ اتفاقاً عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے کہ ایک خوبصورت آدمی گزرا، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آدمی یا تو جاہلیت میں اپنے دین پر تھا یا اپنی قوم کا کاہن تھا (عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) آدمی کو میرے پاس لاؤ۔ اسے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو انہوں نے اس کے سامنے اپنی بات دہرائی۔ اس آدمی نے کہا: آج کے دن جیسی چیز میں نے نہیں دیکھی کہ ایک مسلمان شخص کو اس طرح کی باتیں سننی پڑ رہی ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم اپنے بارے میں سچ سچ بتاؤ۔ اس نے کہا: میں اپنی قوم کا کاہن تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بتاؤ عہد جاہلیت میں جب تم کاہن تھے تو تیرا جن جو تیرے پاس عجیب خبر لایا تھا وہ کیا تھی؟ اُس نے کہا: ایک دن میں بازار میں تھا کہ جن میرے پاس آیا۔ وہ خوفزدہ تھا۔ اُس نے کہا: کیا تو نے دیکھا کہ جن کس طرح چھپتے اور مایوس پھرتے ہیں؟ جب کہ وہ مانوس ہو چکے تھے اور اپنی سواریوں اور ان کے ٹاٹوں کے ساتھ جا ملے ہیں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ سچ کہتا ہے۔ اتفاقاً میں بھی بتوں کے درمیان سو رہا تھا کہ ایک مرد آیا اور ایک بچھڑے کو لایا اور اُس کو ذبح کر دیا تو میں نے ایک چیخ سُنی جتنی چیخ میں نے کبھی نہ سُنی تھی تو اس نے کہا: اے دشمن! نجات کا وقت آ گیا، ایک فصیح انسان

(٨٤٢٨) بخاری: ٣٨٦٦.

ثُمَّ نَادٰى: يَا جَلِيْحْ أَمْرٌ نَجِيْحْ رَجُلٌ فَصِيْحْ يَقُوْلُ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ، فَقُمْتُ فَمَا نَشِبْنَا أَنْ قِيْلَ هٰذَا نَبِيٌّ. (رواه البخاري: ٣٨٦٦)

کہتا ہے: لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ۔ تو لوگ چونک گئے اور اچھل کر دوڑنے لگے اور میں ٹھہر گیا تا کہ معلوم کروں کہ اس کا انجام کیا ہے۔ تو اُس نے پھر آواز دی: اے دشمن! کامیابی کا وقت آ گیا ہے۔ ایک فصیح انسان کہتا ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ یہ سُن کر میں اُٹھ گیا اور تھوڑا وقت نہیں گذرا تھا کہ چرچا ہونے لگا کہ نبی آ گیا ہے۔'' (بخاری)

شرح: ......سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب بیان ہوا ہے۔ دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا چرچا جنوں میں بھی تھا اور کی نبوت کے بعد ابلیس اور جنوں کو بڑی مایوسی ہوئی تھی۔ (فتح الباری: ۷/ ۱۷۸)

٨٤٢٩ــــ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ: خَرَجْتُ تَاجِرًا إِلَى الشَّامِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا كُنْتُ بِأَدْنَى الشَّامِ لَقِيَنِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَقَالَ: هَلْ عِنْدَكُمْ رَجُلٌ تَنَبَّأَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: هَلْ تَعْرِفُ صُوْرَتَهُ إِذَا رَأَيْتَهَا؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَأَدْخَلَنِي بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ، فَلَمْ أَرَ صُوْرَةَ النَّبِيِّ ﷺ، فَبَيْنَا أَنَا كَذٰلِكَ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ عَلَيْنَا، فَقَالَ: فِيْمَ أَنْتُمْ؟ فَأَخْبَرْنَاهُ، فَذَهَبَ بِنَا إِلَى مَنْزِلِهِ، فَسَاعَةً دَخَلْتُ نَظَرْتُ إِلَى صُوْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ، وَإِذَا رَجُلٌ أَخَذَ بِعَقِبِهِ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الْقَابِضُ عَلَى عَقِبِهِ؟ قَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ إِلَّا كَانَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ إِلَّا هٰذَا، فَإِنَّهُ لاَنَبِيَّ بَعْدَهُ، وَهٰذَا الْخَلِيْفَةُ بَعْدَهُ، وَإِذَا صِفَةُ أَبِي بَكْرٍ. (للكبير: ١٥٣٧، والأوسط بخفى)

۸۴۲۹۔ ''سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں تجارت کے لیے عہد جاہلیت میں شام گیا۔ جب میں شام کے قریب پہنچا تو مجھے اہل کتاب میں سے ایک آدمی ملا اور اُس نے کہا: تمہارے ہاں ایک آدمی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، اُس نے کہا: اگر تو اس کی صورت دیکھے تو پہچان لے گا؟ میں نے کہا: ہاں۔ تو اس نے مجھے تصاویر والے گھر میں داخل کیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت نظر نہیں آئی۔ پھر ان میں سے ایک آدمی داخل ہوا اور پوچھا کہ تم کیا کرتے ہو؟ ہم نے اس کو خبر دی تو وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا۔ داخل ہوتے ہی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت دیکھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک مرد دیکھا جس نے آپ کی ایڑھی پکڑ رکھی تھی۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ اس آدمی نے کہا: ہر نبی کے بعد دوسرا نبی آتا رہا تھا۔ مگر یہ جو نبی ہے اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور اس کے بعد خلیفہ ہوگا۔ میں نے دیکھا تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔'' (الکبیر، الاوسط، سند مخفی ہے)

(٨٤٢٩) طبراني كبير: ١٥٣٧ـ طبراني اوسط، وفيه من لم اعرفهم و هيثمى: ١٣٨٩٠.

۸۴۳۰ـــ عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ سَلاَمٍ: لَمَّا أَرَادَ اللّٰـهُ هَـدْیَ زَیْـدِ بْنِ سَعْنَةَ قَالَ زَیْدٌ:مَا مِنْ عَلاَمَـاتِ الـنُّبُوَّةِ شَیْءٌ إِلاَّ وَقَدْ عَرَفْتُهَا فِی وَجْـهِ مُـحَمَّدٍ إِلاَّ اثْنَتَیْنِ:یَسْبُقُ حِلْمُهُ جَهْلَهُ، وَلاَ یَـزِیْـدُهُ شِـدَّةُ الْـجَهْلِ عَلَیْهِ اِلاَّ حِلْمًا، فَخَرَجَ ﷺ یَوْمًا مِنَ الْحُجُرَاتِ وَمَعَهُ عَلِیٌّ، فَـأَتَاهُ رَجُلٌ كَالْبَدْوِی فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ نَـفَـرِی قَـدْ أَسْلَمُوْا، وَكُنْتُ حَدَّثْتُهُمْ إِنْ أَسْـلَمُوْا أَتَاهُمُ الرِّزْقُ رَغَدًا، وَقَدْ أَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ فَأَخْشَى یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ یَخْرُجُوْا مِنَ الإِسْلاَمِ طُـعْـماً كَمَا دَخَلُوْا فِیْهِ طَمَعًا، فَإِنْ رَأَیْـتَ أَنْ تُـرْسِـلَ اِلَیْهِـمْ شَیْـئًـا تُعِیْنُهُمْ بِهِ فَـعَـلْتُ، فَنَظَرْتُ إِلَى رَجُلٍ أَرَاهُ عَلِیًّا فَقَالَ: یَـارَسُـوْلَ اللّٰهِ! مَابَقِیَ مِنْهُ شَیْءٌ، فَقَالَ زَیْدُ بْـنُ سَـعْـنَةَ: فَـقُلْتُ: یَا مُحَمَّدُ! هَلْ لَكَ أَنْ تَبِیْـعَـنِـی تَمْرًا مَعْلُوْماً فِی حَائِطِ بَنِی فُلاَنَ إِلَـى أَجَـلِ كَـذَا وَكَـذَا؟ قَالَ: لاَ یَایَهُوْدِیُّ! وَلٰـكِنْ أَبِیْعُكَ وَلاَ تُسَمِّی حَائِطَ بَنِی فُلاَنَ، قُـلْتُ: نَعَمْ، فَبَاعَنِی فَأَعْطَیْتُهُ ثَمَانِیْنَ مِثْقَالاً مِـنْ ذَهَـبٍ، فَـأَعْـطَـى الـرَّجُلَ، قَالَ اعْدِلْ عَلَیْهِمْ وَأَغِثْهُمْ بِهَا، قَالَ زَیْدٌ: فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ مَـحِـلِّ الْاَجَـلِ بِیَوْمَیْنِ أَوْ ثَلاثَةٍ، خَرَجَ ﷺ وَمَـعَـهُ أَبُـوْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فِی نَفَرٍ مِنْ أَصْـحَـابِـهِ، فَلَمَّا صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ وَدَنَا

۸۴۳۰۔''سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :جب اللہ نے ارادہ کیا زید بن سعنہ کو ہدایت دینے کا تو زید نے کہا: میں نے نبوت کی تمام علامات محمد ﷺ میں دیکھ لی ہیں۔البتہ دو صفات ابھی نہیں دیکھیں، ایک یہ کہ اُن کی بردباری دوسروں کی جہالت پر غالب آئے گی۔اور بڑی سے بڑی جہالت بھی اُن کی تحمل مزاجی میں فرق پیدا نہیں کرے گی۔ایک دن آپ ﷺ اپنے حجرات سے نکلے اور آپ کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ تھے۔آپ ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا۔یا رسول اللہ! ﷺ میری قوم کے لوگ اسلام لا چکے ہیں اور میں ان کے سامنے بیان کرتا رہا ہوں کہ تم اسلام قبول کرو، تمہیں وسیع رزق ملے گا۔اب اُن کو قحط کا سامنا ہے تو یارسول اللہ! میں ڈرتا ہوں کہ جیسے وہ لالچ میں آ کر اسلام میں داخل ہوئے ہیں اسی طرح لالچ میں آ کر اسلام سے خارج ہونگے۔لہٰذا اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو بطورِ امداد ان کے پاس کچھ ارسال فرما دیں۔آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ!اُس میں سے کچھ نہیں بچا تو زید بن سعنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے محمد! ﷺ فلاں قوم کے باغ میں جو کھجوریں ہیں وہ مجھے فروخت کردیں اور اتنا اور اتنا مال فی الحال لے لیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:اے یہودی !اسطرح نہیں ہے۔تو فلاں باغ کی شرط نہ رکھ تو میں تیرے ساتھ سودا کردوں گا، میں نے کہا: ٹھیک ہے۔پس میں نے اَسی (۸۰) مثقال سونا آپ ﷺ کو دے دیا۔آپ ﷺ نے وہ اس مرد کو دے دیئے۔فرمایا: جا کر برابر برابر تقسیم کر اور اس مال کے ذریعے اُن کی مدد کر۔زید کہتا ہے: مقررہ وقت سے دو یا تین دن پہلے آپ باہر

(۸٤۳۰) طبرانی کبیر: ۵۱٤۷۔ ورجاله ثقات و هیثمی: ۱۳۸۹۸.

إِلَى الْجِدَارِ لِيَجْلِسَ إِلَيْهِ أَتَيْتُهُ فَأَخَذْتُ بِمَجَامِعِ قَمِيْصِهِ وَرِدَائِهِ، وَنَظَرْتُ إِلَيْهِ بِوَجْهٍ غَلِيْظٍ، قُلْتُ لَهُ: يَا مُحَمَّدُ! أَلاَ تَقْضِيْنِي حَقِّي؟ فَوَاللّٰهِ! مَا عَلِمْتُكُمْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِلاَّ مُطِلاً، وَنَظَرْتُ إِلَى عُمَرَ وَعَيْنَاهُ تَدُوْرَانِ فِي وَجْهِهِ، ثُمَّ رَمَانِي بِبَصَرِهِ فَقَالَ: يَا عَدُوَّ اللّٰهِ! أَتَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا أَسْمَعُ وَتَصْنَعُ بِهِ أَرَى، فَلَوْلاَ مَا أُحَاذِرُ لَضَرَبْتُ بِسَيْفِي رَأْسَكَ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْظُرُ إِلَيَّ فِي سُكُوْنٍ وَتُؤَدَةٍ، وَقَالَ: يَا عُمَرُ! أَنَا وَهُوَ كُنَّا أَحْوَجَ إِلَى غَيْرِ هٰذَا، أَنْ تَأْمُرَنِي بِحُسْنِ الأَدَاءِ، وَتَأْمُرَهُ بِحُسْنِ اتِّبَاعِهِ، اذْهَبْ بِهِ يَا عُمَرُ! فَأَعْطِهِ حَقَّهُ، وَزِدْهُ عِشْرِيْنَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ مَكَانَ مَا رَوَّعْتَهُ، فَذَهَبَ بِي عُمَرُ فَأَعْطَانِي حَقِّي وَزَادَنِي عِشْرِيْنَ صَاعًا، فَقُلْتُ: مَا هٰذِهِ الزِّيَادَةُ يَا عُمَرُ؟ قَالَ أَمَرَنِي ﷺ أَنْ أَزِيْدَكَ، قَالَ: وَتَعْرِفُنِي يَا عُمَرُ؟ قَالَ: لاَ، قُلْتُ: أَنَا زَيْدُ بْنُ سَعْنَةَ، قَالَ: الْحِبْرُ؟ قُلْتُ الْحِبْرُ، قَالَ: فَمَا دَعَاكَ إِلَى أَنْ فَعَلْتَ وَقُلْتَ مَا قُلْتَ؟ قُلْتُ: يَا عُمَرُ! لَمْ يَكُنْ مِنْ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ شَيْءٌ إِلاَّ عَرَفْتُهُ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ نَظَرْتُ إِلَيْهِ إِلاَّ اثْنَتَيْنِ لَمْ أُخْبَرْهُمَا مِنْهُ، يَسْبِقُ حِلْمُهُ جَهْلَهُ، وَلاَ يَزِيْدُهُ شِدَّةُ الْجَهْلِ عَلَيْهِ إِلاَّ حِلْمًا، وَقَدْ خَبَّرْتُهُمَا، فَأُشْهِدُكَ يَا عُمَرُ! أَنِّي

تشریف لائے اور آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر، عمر، عثمان اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ایک جنازہ پڑھا اور دیوار کے قریب بیٹھنے کے لیے گئے۔ میں آپ ﷺ کے پاس گیا۔ میں نے آپ کی قمیص اور چادر یکجا کر کے پکڑی اور درشت چہرے کے ساتھ آپ کی طرف دیکھا اور میں نے کہا: یا محمد! ﷺ آپ میرا حق کیوں نہیں ادا کرتے۔ اللہ کی قسم! جہاں تک میں جانتا ہوں تم عبدالمطلب کے بیٹے قرض دینے میں ٹال مٹول سے کام لیتے ہو۔ میں نے دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں چکرا گئیں اور مجھے گھور کر دیکھنے لگا: پھر اُس نے کہا: اے دشمن خدا! تو میرے سامنے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات کہتا ہے اور اس طرح کرتا ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ کو نقصان پہنچنے کا ڈر نہ ہوتا تو تلوار سے تیرا سر اُڑا دیتا۔ رسول اللہ ﷺ سکون اور آہستگی کے ساتھ میری طرف دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! میں اور یہ شخص تیری اس بات کے علاوہ اور چیز کے زیادہ محتاج ہیں، اور وہ یہ ہے کہ تو مجھے اچھی طرح قرض ادا کرنے کا کہہ اور اس کو اچھی طرح تقاضا کرنے کا کہہ دے۔ اے عمر! جا کر اُس کا حق ادا کر دے اور بیس پیمانہ کھجوریں اس کو اس لیے زیادہ دے دے کہ تو نے اِس کو دھمکی دی ہے۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے میرا حق بھی دیا اور بیس پیمانے زائد بھی دیا۔ میں نے کہا: اے عمر! یہ اضافہ کیسا ہے؟ تو اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تجھے زیادہ دینے کا مجھے حکم دیا۔ پھر اس نے کہا: اے عمر! تو مجھے پہچانتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ تو میں نے کہا: میں زید بن سعنہ ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یہود کا عالم؟ تو میں نے کہا: ہاں یہودی عالم، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے جو کچھ کیا وہ کیوں کیا ہے؟ میں نے کہا: اے

قَدْ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، وَأُشْهِدُكَ أَنَّ شَطْرَ مَالِي صَدَقَةٌ عَلَى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ، قَالَ عُمَرُ: أَوْ عَلَى بَعْضِهِمْ فَإِنَّكَ لاَ تَسَعُهُمْ، قُلْتُ: أَوْعَلَى بَعْضِهِمْ، فَرَجَعَ عُمَرُوَزَيْدٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ زَيْدٌ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. وَآمَنَ بِهِ وَصَدَّقَهُ، وَبَايَعَهُ وَشَهِدَ مَعَهُ مَشَاهِدَكَثِيْرَةً، ثُمَّ تُوُفِّيَ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ مُقْبِلاًغَيْرَمُدْبِرٍ. (للكبير: ٥١٤٧)

عمر! میں نے نبی ﷺ کے چہرہ اقدس میں نبوت کی تمام علامات پہچان لیں تھیں۔سوائے اس کے کہ دو چیزیں میں نے نہیں دیکھی تھیں اور نہ ان دونوں کی کسی نے مجھے خبر دی تھی۔ایک یہ کہ آپ کی بردباری دوسروں کی جہالت پر غالب آئے گی، اور شدید جہالت بھی آپ کی بردباری کو زیادہ ہی بڑھائے گی۔تو میں نے دونوں باتوں کا امتحان لے لیا اور میں تجھے گواہ بناتا ہوں اے عمر! کہ میں راضی ہو گیا اللہ کے ربّ ہونے پر اور اسلام کو اپنا دین بنا کر اور محمد ﷺ کو اپنا نبی مان کر اور میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میرا نصف مال محمد ﷺ کی امت پر صدقہ ہے۔ تو عمر نے کہا: بعض امت کا کہو۔تو سب کے لیے وسعت نہیں رکھتا۔ میں نے کہا: ان کے بعض پر صدقہ ہے۔پھر عمر رضی اللہ عنہ زید کو لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے تو زید نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کا بندہ اور اس کے رسول ہیں۔وہ آپ پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کی تصدیق کی اور آپ کے ساتھ بہت سے غزوات میں شریک ہوا اور غزوۂ تبوک کے موقع پر مدینہ واپسی کے وقت وفات پا گیا۔'' (الکبیر)

٨٤٣١۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، بَيْنَمَا عُمَرُقَاعِدٌ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ مَرَّبِهِ رَجُلٌ فَقِيْلَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! تَعْرِفُ هٰذَا الْمَارَّ؟ قَالَ:فَمَنْ هُوَ؟ قَالَ: هٰذَا سَوَادُ بْنُ قَارِبٍ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ لَهُ فِيْهِمْ شَرَفٌ وَهُوَ الَّذِي أَتَاهُ رَئِيُّهُ بِظُهُوْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ:عَلَيَّ بِهِ فَدَعٰي فَقَالَ: أَنْتَ سَوَادُ بْنُ قَارِبٍ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: أَنْتَ الَّذِي أَتَاكَ رَئِيُّكَ بِظُهُوْرِالنَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَأَنْتَ عَلَى مَا كُنْتَ عَلَيْهِ مِنْ كَهَانَتِكَ؟ فَغَضِبَ غَضَبًا شَدِيْدًا وَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

۸۴۳۱۔''محمد بن کعب القرظی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے تھے۔ایک شخص گزرا، آپ سے پوچھا گیا: اے امیر المؤمنین! اس گزرنے والے کو آپ جانتے ہیں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ کون ہے؟ کہنے والے نے کہا: یہ سواد بن قارب ہے۔ یہ اہل یمن سے ہے۔ یہ ان میں سردار ہے۔یہ وہی ہے جس کے پاس اس کا خبر دینے والا جن آیا کرتا تھا اور نبی ﷺ کے ظاہر ہونے کی خبر دی تھی۔عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کو میرے پاس لے آو۔اسے لایا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا تو سواد بن قارب ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا نبی ﷺ کے ظاہر ہونے کی خبر تیرا مخبر جن لایا تھا؟ اُس نے کہا: ہاں۔عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اسی وجہ سے تو کہانت کرتا تھا؟

(٨٤٣١) طبراني كبير: ٦٤٧٥۔ و هيثمي: ١٣٩١٢.

مَـا اسْتَـقْبَلَنِي بِهٰذَا أَحَدٌ مُنْذُ أَسْلَمْتُ فَقَالَ عُـمَـرُ: يَـا سُبْـحَـانَ الـلّٰهِ! مَا كُنَّا عَلَيْهِ مِنَ الشِّـرْكِ أَعْـظَمُ مِمَّا كُنْتَ عَلَيْهِ مِنْ كَهَانَتِكَ أَخْبِـرْنِـي بِـإِتْيَـانِكَ رَئِيكَ بِظُهُوْرِالنَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: بَيْنَا أَنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ إِذْ أَتَـانِي رِئِي فَضَرَبَنِي بِرِجْلِهِ وَقَالَ: قُمْ يَا سَـوَادُ بْـنُ قَـارِبٍ! فَافْهَمْ وَاعْقِلْ إِنْ كُنْتَ تَـعْـقِلْ إِنَّهُ بُعِثَ رَسُوْلٌ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ يَدْعُوْإِلَى اللّٰهِ وَإِلَى عِبَادَتِهِ ثُمَّ أَنْشَأَيَقُوْلُ:

عَـجِبْـتُ لِـلْـجِـنِّ وَبَـحْسَـاسِهَـا
وَشَـدِّهَـا الْـعِيْـسَ بِـأَحْلاَسِهَـا
تَـأْوِي إِلَـى مَـكَّةَ تَبْـغِـي الْهُـدَى
مَـا خَيِّـرُ الْـجِـنِّ كَـأَنْـجَـاسِهَـا
فَـارْحَـلْ إِلَـى الـصَّـفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ
وَاسْـمُ بِـعَيْـنَيْكَ إِلَـى رَاسِهَـا

قَـالَ: فَـلَـمْ أَرْفَـعْ بِـقَـوْلِـهِ رَأْسًـا، وَقُـلْتُ:دَعْنِى فَإِنِّى أَمْسَيْتُ نَاعِسًا فَلَمَّا كَـانَـتِ الـلَّيْـلَةُ الثَّـانِيَةُ أَتَانِى، فَضَرَبَنِى بِـرِجْـلِـهِ، وَقَالَ لِى: اَلَمْ اَقُلْ لَكَ يَاسَوَادُ بْـنُ قَـارِبٍ قُـمْ وَافْهَـمْ وَاعْقِلْ إِنْ كُنْتَ تَـعْـقِلُ، إِنَّهُ قَدْ بُعِثَ رَسُوْلٌ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَـالِـبٍ يَدْعُوْ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى عِبَادَتِهِ، ثُمَّ أَنْشَأَ الْجِنِّيُّ يَقُوْلُ:

عَـجِبْـتُ لِـلْـجِـنِّ وَتِـطْلاَبِهَـا
وَشَـدِّهَـا الْـعِيْـسَ بِـأَقْتَـابِهَـا

اُس آدمی کو بہت غصہ آیا اور اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! جب سے میں مسلمان ہوا ہوں یہ طعنہ مجھے کسی نے نہیں دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم تو تیرے کاہن ہونے سے بھی بڑے گناہ شرک میں مبتلا تھے۔اپنے ان اشعار کی مجھے خبر دے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہوتے وقت تیرے جن نے کہے تھے۔اُس نے کہا: ایک رات میں نیند اور بیداری کی حالت کے درمیان تھا کہ میرے پاس میرا جن آیا اور مجھے پاؤں کے ساتھ مارا اور کہا: اے سواد ابن قارب! اٹھ اور سمجھ اگر تو سمجھ سکتا ہے۔لوی بن غالب کی اولاد سے ایک پیغمبر مبعوث ہوا ہے۔ جو اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہے۔ پھر اُس نے یہ اشعار پڑھے:

مجھے جن اور اس کی معلومات پر تعجب ہوا ہے۔ اور اس کے اونٹ پر کجاوہ باندھنے پر تعجب آتا ہے۔

وہ مکہ جا کر ہدایت تلاش کرتے ہیں، جنات میں ان کے تلاش کرنے والوں سے بہتر کوئی نہیں ہے۔

تو بنو ہاشم کی برگزیدہ اور پاک ہستی کی پاس جا۔

اور تو اپنی دونوں آنکھیں اُس کے سر کی طرف اُٹھا۔

اس نے کہا: میں نے اس کے قول پر کوئی توجہ نہ دی اور میں نے کہا: مجھے چھوڑ، چنانچہ میں نے سستی کا مظاہرہ کیا۔ دوسری رات آئی تو وہ جن پھر میرے پاس آیا اور مجھے پاؤں سے مارا اور اس نے کہا: اے سواد بن قارب! کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ کھڑا ہو اور اس بات کو سمجھ اگر سمجھ سکتا ہے کہ اولاد لوی بن غالب سے ایک نبی مبعوث ہوا ہے جو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے اور اسی کی عبادت کی طرف بلاتا ہے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

مجھے جن کی تلاش اور اس کے اونٹ پر کجاوہ باندھنے پر تعجب ہے۔

وہ مکہ کی طرف ہدایت کی تلاش میں جا رہا ہے اور سچے جن

تَهْـوِإِلَـى مَـكَّةَ تَبْـغِـى الْـهُـدٰى
مَـا صَـادِقَ الْـجِـنُّ كَـكَـذَّابِهَـا
فَـارْحَـلْ إِلَـى الـصَّـفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ
لَيْـسَ قُـدَامَـاهَـا كَـأَذْنَـابِهَـا

قَـالَ: فَـلَـمْ أَرْفَـعْ بِـقَوْلِهِ رَأْسًا' فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الثَّالِثَةُ أَتَانِي وَضَرَبَنِي بِرِجْلِهِ . وَقَالَ: أَلَـمْ أَقُلْ لَكَ يَاسَوَادُ بْنُ قَارِبٍ افْهَمْ وَعَقْلٌ إِنْ كُـنْـتَ تَـعْـقِـلُ' إِنَّهُ قَدْ بُعِثَ رَسُوْلٌ مِنْ لُـؤَيِّ بْـنِ غَـالِـبٍ' يَـدْعُـوْ إِلَى اللّٰـهِ وَإِلٰى عِبَادَتِهِ' ثُمَّ أَنْشَأَ الْجِنُّ يَقُوْلُ:

عَـجِبْـتُ لِـلْـجِـنِّ وَأَخْبَـارِهَـا
وَشَـدِّهَـاالْـعِيْـسَ بِـأَكْـوَارِهَـا
تَهْـوِي إِلَـى مَـكَّةَ تَبْـغِـى الْـهُـدَى
مَـا مُـؤْمِـنُ الْـجِـنِّ كَـكُـفَّـارِهَـا
فَـارْحَـلْ إِلَـى الـصَّـفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ
بَيْـنَ رَوَابِيْهَـا وَأَحْـجَـارِهَـا

فَوَقَعَ فِي نَفْسِي حُبُّ الإِسْلَامِ وَرَغِبْتُ فِيْهِ' فَـلَمَّا أَنْ أَصْبَحْتُ شَدَدْتُ عَلَى رَاحِلَتِي وَ انْـطَـلَـقْتُ إِلَى مَكَّةَ' فَلَمَّا أَنْ كُنْتُ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ أُخْبِرْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ هَاجَرَإِلَى الْـمَـدِيْنَةِ' فَأَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَقِيْلَ لِـي فِـي الْـمَسْجِدِ' فَأَنْتَهَيْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَـعَـقَلْتُ رَاحِلَتِي' وَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ وَالنَّاسُ حَـوْلَهُ' فَقُلْتُ: اسْمَعْ مَقَالَتِي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَـقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: أُدْنُهُ أُدْنُهُ' فَلَمْ يَزَلْ بِي حَتَّى

جھوٹے جنوں کی طرح نہیں ہیں۔
تو بنی ہاشم کے اس برگزیدہ شخص کی طرف چل۔جس کا آئندہ کا زمانہ گذشتہ کی طرح نہیں ہے۔

میں نے اس کے قول کی طرف پھر کوئی توجہ نہ دی اور جب تیسری رات آئی تو اس نے مجھے پاؤں کے ساتھ مارا اور کہا: کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ اے سواد بن قارب! اٹھ کر اچھی طرح بات سمجھ لے کہ اولا دلوی بن غالب سے ایک نبی مبعوث ہوا ہے۔ وہ اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے اور اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہے، پھر اس جن نے یہ اشعار پڑھے:

مجھے جن کے خبر دینے پر تعجب ہے۔ اور اس کے اونٹ پر کجاوا باندھنے پر تعجب ہے۔
وہ ہدایت کی تلاش میں مکہ کی طرف دوڑے جاتے ہیں اور مؤمن جن کافر جنوں کی طرح نہیں ہیں۔
پس تو برگزیدہ ہاشمی کی طرف چل۔
ٹیلوں اور پتھروں کے درمیان۔

میرے دل میں اسلام کی محبت ورغبت پیدا ہوگئی۔ میں نے صبح اُٹھ کر سواری تیار کی اور مکہ کی طرف چل پڑا۔ جب میں مکہ کے راستے میں تھا تو مجھے خبر ملی کہ نبی ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت کر چکے ہیں۔ پس میں مدینہ آیا اور آپ ﷺ کے بارے میں پوچھا۔ مجھے بتایا گیا کہ آپ ﷺ مسجد میں ہیں۔ میں مسجد پہنچا، اپنی سواری کو باندھا۔ تب مسجد میں نبی ﷺ کے اردگرد لوگ جمع تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری بات سنیے۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ کے قریب ہو جاؤ۔ اور قریب ہو جاؤ۔ وہ بار بار کہتے رہے حتیٰ کہ میں آپ ﷺ کے بالکل سامنے آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

صِرْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: هَاتِ، فَأَخْبِرْنِي بِإِتْيَانِكَ رِئْيكَ، فَقُلْتُ.

أَتَانِي نَجِيِّي بَعْدَ هُدءٍ وَرَقْدَةٍ
وَلَمْ يَكُ فِيمَا قَدْ بَلَوْتُ بِكَاذِبِ
ثَلَاثَ لَيَالٍ كُلُّهُنَّ يَقُولُ لِي
أَتَاكَ رَسُوْلٌ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ
فَشَمَّرْتُ عَنْ ذَيْلِ الإِزَارِ وَوَسَّطَتْ
بِيَ الذِّعْلِبُ الْوَجنَاءُ بَيْنَ السَّبَاسِبِ
فأشهد أن اللّٰه لارب غيره
وأنك مأمون على كل غائب
وأنك أدنى المرسلين وسيلة
إلى اللّٰه يابن الأكرمين الأطايِبِ
فمرنا بما يأتيكَ ياخير مَنْ مَشَى
وإن كان فيما جاء شيب الذوائب
وكن لي شفيعًا يوم لا ذوشفاعة
سواك بمغنٍ عن سواد بن قاربِ

قَالَ: فَفَرِحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهُ بِإِسْلَامِي فَرَحًا شَدِيدًا حَتَّى رُؤِيَ في وجوههم. قَالَ: فَوَثَبَ عُمَرُ إِلَيْهِ وَالْتَزَمَهُ. وَقَالَ: قَدْ كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَ هٰذَا مِنْكَ. (للكبير: ٦٤٧٥)

کہو! میرے جن نے تیرے متعلق تجھے کیا خبر دی ہے؟ میں نے کہا:

اونگھ اور سونے کے بعد مجھ سے سرگوشی کرنے والا میرے پاس آیا۔
میں نے اس کو آزمایا ہے، وہ جھوٹا نہیں ہے۔
وہ مسلسل تین راتوں سے مجھ سے یہ کہتا آ رہا ہے کہ لوی بن غالب کی اولاد سے تیرے پاس ایک رسول آ چکا ہے۔
تب میں نے اپنی ازار کا ذیل تھام لیا۔
اور میں نے اپنا کمر بند باندھ لیا۔
اور مجھے تیز رو اونٹنی پہاڑوں کے درمیان لے چلی۔
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی ربّ نہیں ہے۔
اور اے اللہ کے رسول! ہر غائب سے تو امن میں ہے۔
اے صاحبِ عزت پاکیزہ لوگوں کی اولاد! اللہ کی طرف سب رسولوں میں سے قریب ترین وسیلہ ہے۔
اے اللہ کے بہتر رسول!
جو تیرے پاس احکامات آئے ہیں اُن کا ہمیں حکم دیجیے۔
اگر چہ اُن احکامات کی شدت سے چٹیا سفید ہو جائیں۔
آپ اس دن میری شفاعت کریں جس دن آپ کی سفارش کے سوا کسی دوسرے کی سفارش سواد بن قارب کے کام نہ آئے گی۔

پس رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب میرے اسلام لانے پر بہت خوش ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ نے اُٹھ کر مجھے گلے لگالیا۔ اور کہا: مجھے یہ پسند تھا کہ یہ اشعار میں تجھ سے سنوں۔'' (الکبیر، سند ضعیف)

٨٤٣٢ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ سُفْيَانَ مِنْ فِيْهِ إِلَى فِيَّ، قَالَ: انْطَلَقْتُ فِي

۸۴۳۲۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ابوسفیان بن حرب نے میرے رو برو حدیث بیان کی اور اس نے کہا: جس عرصے

(٨٤٣٢) بخاری: ٤٥٥٣ـ مسلم: ١٧٧٣ـ ابو داؤد: ٥١٣٦ـ ترمذی: ٢٧١٧ـ احمد: ٢٣٦٦.

الْـمُـدَّةِ الَّتِـي كَـانَـتْ بَيْـنِي وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَـالَ: فَبَيْـنَـا أَنَـا بِالشَّأمِ إِذْ جِيْءَ بِكِتَابٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى هِرَقْلَ قَالَ: وَكَانَ دِحْيَةُ الْـكَـلْبِـيُّ جَـاءَ بِهِ فَدَ فَعَهُ إِلَى عَظِيْمِ بُـصْـرَى فَـدَفَـعَهُ عَظِيْمُ بُصْرَى إِلَى هِرَقْلَ قَـالَ: فَقَالَ هِرَقْلُ: هَلْ هَا هُنَا أَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هٰـذَا الـرَّجُـلِ الَّذِي يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالُوْا: نَـعَـمْ قَالَ: فَدُعِيْتُ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَدَخَلْنَا عَلَى هِرَقْلَ فَأَجْلَسَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: أَيُّـكُـمْ أَقْـرَبُ نَسَبًـا مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَـزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ: فَقُلْتُ: أَنَا فَـأَجْـلَسُوْنِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَجْلَسُوْا أَصْحَابِي خَلْفِي ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهِ فَقَالَ: قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَـائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوْهُ، قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ وَايـمُ الـلّٰـهِ! لَـوْلاَ أَنْ يُـؤْثَرَ عَلَيَّ الْكَذِبُ لَـكَـذَبْـتُ، ثُـمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: سَلْهُ كَيْفَ حَسَبُـهُ فِيْـكُـمْ؟ قَـالَ: قُـلْـتُ: هُـوَفِيْنَـا ذُوْحَسَـبٍ، قَالَ: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ؟ قَـالَ: قُـلْـتُ: لاَ قَـالَ: فَهَـلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِـالْـكَـذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ مَا قَالَ؟ قُلْتُ: لاَ قَـالَ: أَيَتَّبِـعُهُ أَشْرَافُ النَّاسِ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ قَـالَ: قُـلْتُ: بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ، قَالَ: يَزِيْدُوْنَ أَوْ يَـنْـقُـصُـوْنَ قَالَ: قُلْتُ: لاَبَلْ يَزِيْدُوْنَ، قَـالَ: هَـلْ يَـرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِيْنِهِ بَعْدَ أَنْ

میں میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صلح تھی اس وقت میں شام تجارت کے لیے گیا، اور وہاں رسول اللہ ﷺ کا ہرقل کے نام خط پہنچا ہوا تھا اور دحیۃ الکلبی لے کر آیا تھا۔ اس نے بصریٰ کے حاکم کو خط پہنچایا اور اس نے ہرقل روم کو دے دیا تھا۔ ہرقل نے کہا: کیا اس مرد کی قوم کا کوئی آدمی یہاں موجود ہے جو کہتا ہے کہ وہ نبی ہے؟ تو اس کے لوگوں نے کہا: موجود ہے اور وہ مجھے اور قریش کے دیگر افراد کو بلا کر لے گئے، جب ہم ہرقل کے پاس گئے تو اس نے ہمیں اپنے سامنے بٹھا دیا اور اس نے کہا: وہ شخص جو کہتا ہے کہ وہ نبی ہے اس کا قریبی رشتے دار تم میں کون ہے؟ تو میں نے کہا: میں ہوں۔ تب اس نے مجھے اپنے سامنے بٹھایا اور میرے پیچھے میرے رفقاء بٹھائے، اور پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا: ان لوگوں کو کہہ دے میں اس آدمی سے سوال کروں گا اور اس شخص کے بارے میں پوچھوں گا جو کہتا ہے کہ وہ نبی ہے تو اگر یہ مجھے غلط بتائے تو تم اس کی تکذیب کر دینا۔ اور قسم اللہ کی! اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ میرے رفقاء میرا جھوٹ ظاہر کریں گے تو میں ضرور جھوٹ کہتا۔ پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا: اس سے سوال کر کہ اس شخص کا تمہارے درمیان حسب ونسب کیسا ہے؟ میں نے کہا: وہ ہمارے درمیان بہتر صاحب حسب ہے۔ اس نے کہا: اس کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ بھی گذرا ہے؟ تو میں نے کہا: نہیں۔

اس نے کہا: کیا تم اس پر جھوٹ بولنے کا الزام لگاتے تھے پہلے اس کے کہ جو کچھ اس نے کہا؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا: اُس کی پیروی مالدار لوگ کرتے ہیں یا کمزور اور ضعیف؟ میں نے کہا: بلکہ ضعیف۔ اُس نے کہا: کیا وہ بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟ میں نے کہا: بلکہ زیادہ ہو رہے ہیں۔ اُس نے کہا:

يَدْخُلَ فِيْهِ سَخَطَةً لَهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: تَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالاً يُصِيبُ مِنَّا وَنُصِيبُ مِنْهُ قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لاَ وَنَحْنُ مِنْهُ فِي هٰذِهِ الْمُدَّةِ لاَ نَدْرِي مَاهُوَ صَانِعٌ فِيْهَا قَالَ وَاللّٰهِ مَا أَمْكَنَنِي مِنْ كَلِمَةٍ أَدْخُلُ فِيْهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهِ قَالَ: فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ؟ قُلْتُ: لاَ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: قُلْ لَهُ: إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهِ فِيْكُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ فِيْكُمْ ذُوْحَسَبٍ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي أَحْسَابِ قَوْمِهَا ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِي آبَائِهِ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَّ فَقُلْتُ: لَوْكَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلَكٌ قُلْتُ: رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ آبَائِهِ وَسَأَلْتُكَ عَنْ أَتْبَاعِهِ أَضُعَفَاؤُهُمْ أَمْ أَشْرَافُهُمْ فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبُ فَيَكْذِبُ عَلَى اللّٰهِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِيْنِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَهُ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ وَكَذٰلِكَ الإِيْمَانُ إِذَا خَالَطَ بَشَاشَةَ الْقُلُوْبِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ أَمْ يَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ الإِيْمَانُ حَتَّى يَتِمَّ

اُس کے دین کو ناپسند کر کے کوئی دین سے پھرتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ اُس نے کہا: تم نے اُس سے جنگیں لڑی ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ اُس نے کہا: تمہاری جنگیں کیسی رہیں؟ میں نے کہا: ہمارے اور اُس کے درمیان لڑائی ڈول کی مثل ہے۔ کبھی وہ ہمیں شکست دیتا ہے اور کبھی ہم کامیاب ہوتے ہیں۔ اس نے کہا: کیا وہ وعدے کے خلاف کرتا ہے؟ میں نے کہا نہیں، اور اب ایک مدت تک ہم نے اُس سے معاہدہ کیا ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ وہ اُس کے بارے میں کیا کرے گا۔ ابوسفیان کہتا ہے: اللہ کی قسم! ان کلمات کے سوا اُن کے خلاف میں کچھ نہ کہہ سکا، اُس نے کہا: کیا یہ قول (نبوت کا دعویٰ) اس سے پہلے کسی نے کہا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔

پھر اُس نے اپنے ترجمان سے کہا اس کو کہہ دے: میں نے تجھ سے اُس کا تمہارے درمیان نسب پوچھا، تو تیرا کہنا ہے کہ وہ تمہارے درمیان صاحب حسب ونسب ہے اور رسول اپنی قوم کے بہتر حسب ونسب میں مبعوث کیے جاتے تھے۔

اور میں نے تجھ سے پوچھا تھا کہ اُس کے باپ دادا میں سے کوئی شخص بادشاہ گذرا ہے؟ تو تیرا کہنا ہے کہ نہیں۔ تو میں نے کہا: اگر اس کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ گذرا ہے تو پھر یہ شخص اپنے باپ دادا کا ملک حاصل کرنا چاہتا ہے۔

میں نے تجھ سے سوال کیا کہ اس کی پیروی کمزور لوگ کرتے ہیں یا اشراف (سردار) اور دولت مند؟ پس تو نے کہا کہ کمزور لوگ اور انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کے پیروکار یہی لوگ ہوتے ہیں اور میں نے تجھ سے سوال کیا کہ کیا اس قول سے پہلے تم اس شخص کو جھوٹا کہتے تھے؟ تو تیرا کہنا ہے کہ نہیں۔ پس میں نے جانا کہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص لوگوں سے جھوٹ کہنے سے تو رکا رہے مگر اللہ پر

وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَزَعَمْتَ أَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَتَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِجَالاً يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُوْنَ مِنْهُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلَى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ لاَ يَغْدِرُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لاَ تَغْدِرُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ فَقُلْتُ: لَوْكَانَ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ: رَجُلٌ ائْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهُ قَالَ: ثُمَّ قَالَ بِمَ يَأْمُرُكُمْ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَأْمُرُنَا بِالصَّلاَةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ قَالَ: إِنْ يَكُ مَا تَقُوْلُ فِيْهِ حَقًّا فَإِنَّهُ نَبِيٌّ وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ وَلَمْ أَكُ أَظُنُّهُ مِنْكُمْ وَلَوْأَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي أَخْلُصُ إِلَيْهِ لَاَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ، قَالَ: ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلاَمٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الإِسْلاَمِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الأَرِيْسِيِّيْنَ وَ ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لاَ نَعْبُدَ إِلاَّ اللّٰهَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ

جھوٹ باندھنے کو چل پڑے، اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کوئی شخص اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد ناپسند کرتے ہوئے اس کے دین سے پھرا ہے، اور تیرا کہنا تھا کہ نہیں۔ ایمان کی یہی حالت ہے کہ وہ خوش انداز طور پر دلوں میں داخل ہوجاتا ہے، اور میں نے پوچھا کہ وہ بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں۔ تیرا کہنا ہے کہ وہ بڑھ رہے ہیں، اور ایمان ایسے ہی بڑھتے بڑھتے مکمل ہو جاتا ہے۔ اور میں نے جب پوچھا کہ کیا تم نے اس سے لڑائیاں کیں اور تو نے گمان ظاہر کیا کہ لڑائیاں تو تم نے کی ہیں اور نتیجہ کے لحاظ سے جنگیں برابر رہی ہیں انہوں نے تمہیں نقصان پہنچایا اور تم نے انہیں، اور یونہی رسول آزمائے جاتے رہے ہیں پھر انجام کار ان کے حق میں ہو جاتا ہے، اور میں نے سوال کیا کہ کیا وہ وعدہ خلافی کرتے ہیں؟ تیرا خیال ہے کہ انہوں نے وعدہ خلافی نہیں کی، اور رسولوں کی یہی سیرت ہے کہ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ اور میں نے پوچھا کہ کیا اس سے قبل بھی کسی نے نبی ہونے کی بات کی ہے؟ تیرا کہنا ہے کہ نہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ اگر آپ ﷺ سے پہلے بھی کسی نے یہ بات کہی ہوتی تو میں کہتا کہ اس نے پہلے کی پیروی میں بات کی ہے۔ بعدازاں اس نے پوچھا، تمہیں کس چیز کا حکم دیتا ہے؟ ہم نے کہا: وہ ہمیں نماز، زکوۃ، صلۂ رحمی، اور پاکدامنی کا حکم دیتا ہے۔ اس نے کہا: اگر تیرا کہا سچ ہے تو وہ نبی ہے، اور میں جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والا ہے اور میرا گمان نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا، اور اگر میں جانتا کہ میں اس کے پاس جا سکوں گا تو اس کی ملاقات کو پسند کرتا، اور اگر میں اس کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اس کے قدموں کو دھوتا، اور اس کی حکومت لازمی طور پر میرے قدموں کے نیچے کی زمین تک پہنچے

قِـرَاءَـةِ الْـكِتَابِ ارْتَفَعَتِ الأَصْوَاتُ عِنْدَهُ وَكَثُـرَالـلَّـغَطُ وَأُمِرِبْنَا فَأُخْرِجْنَا قَالَ فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي حِيْنَ خَرَجْنَا لَقَدْ أَمِرَأَمْرُابْنُ أَبِي كَبْشَةَ إِنَّـهُ لَيَـخَـافُـهُ مَلِكُ بَنِي الأَصْفَرِفَمَا زِلْـتُ مُـوْقِـنًـا بِـأَمْـرِ رَسُوْلِ اللّٰـهِ ﷺ أَنَّـهُ سَيَـظْهَرُحَتَّى أَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ الإِسْلَامَ قَالَ الـزُّهْـرِيُّ: فَـدَعَـا هِـرَقْـلُ عُظَمَـاءَ الرُّوْمِ فَـجَـمَعَهُمْ فِي دَارِلَهُ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الرُّوْمِ! هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرُّشْدِ آخِرَالْأَبَدِ وَأَنْ يَثْبُـتَ لَـكُمْ مُلْكُكُمْ قَالَ: فَحَاصُوْا حَيْصَةَ حُـمُرِالْوَحْشِ إِلَى الأَبْوَابِ فَوَ جَدُوْهَا قَدْ غُـلِّـقَـتْ فَقَالَ: عَلَيَّ بِهِمْ فَدَعَا بِهِمْ فَقَالَ: إِنِّي إِنَّمَا اخْتَبَرْتُ شِدَّتَكُمْ عَلَى دِيْنِكُمْ فَقَدْ رَأَيْـتُ مِـنْـكُـمُ الَّـذِي أَحْبَبْتُ فَسَجَدُوْا لَهُ وَرَضُوْا عَنْهُ. (رواه البخاري: ٤٥٥٣)

گی۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا نامۂ مبارک منگوایا، اور پڑھنے لگا،اس میں یہ لکھا تھا: اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے روم کے عظیم بادشاہ ہرقل کے نام ،اس شخص پر سلامتی ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی۔امّا بعد! میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔اسلام لے آ ،سلامت رہے گا۔اسلام لا، کہ اللہ تجھے دو اجر دے گا ،اگر تو نے روگردانی کی تو اریسوں (رعایا) کا گناہ بھی تجھی پر ہوگا۔''اوراے اہل کتاب! آؤایسے کلمہ کی طرف جو ہمارے تمہارے مابین یکساں ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں گے ،اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے ،اور ہمارے بعض بعض کو اللہ کے سوا معبود نہیں بنائیں گے ۔اگر تم نے منہ پھیرا تو کہہ دو ،گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں۔'' جب بادشاہ پڑھ چکا تو اس کے اردگرد شور مچ گیا اور طرح طرح کی آوازیں بلند ہوئیں۔اس نے ہمارے بارے میں حکم دیا تو ہم باہر نکال دیئے گئے، دربار سے نکلتے ہوئے میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابو کبشہ کے بیٹے کا معاملہ اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ بنی الاصفر کا بادشاہ اس سے خائف ہے۔تب سے ہمیں یقین رہا کہ نبی ﷺ کا معاملہ عنقریب غالب آئے گا،حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ میں اسلام داخل کردیا۔

زھری نے کہا: پس ہرقل نے روم کے بڑے بڑے اشخاص کو بلا کر ایک گھر میں جمع کیا اور کہا: اے جماعت روم! کیا تم ہمیشہ کے لیے کامیاب وکامران ہونا چاہو گے اور یہ کہ تمہارا کل سلامت رہے؟'' تو سب لوگ گدھے کی مثل غصے اور وحشت سے منتشر ہوکر دروازوں کی طرف لپکے ،اور انہوں نے اسے بند پایا۔اس نے کہا: ان کو میرے پاس لاؤ،اور اس نے کہا: میں نے تمہارے دین میں تمہاری پختگی کا امتحان لیا تو تمہیں ایسا ہی پایا جیسا مجھے پسند ہے تو انہوں نے اس کو سجدہ کیا اور اس سے راضی ہو گئے۔''

٨٤٣٣ــ وَفِـي رِوَايَةٍ:فَـمَـا زِلْتُ مُوْقِنًا أَنَّهُ

۸۴۳۳۔''ایک روایت میں ہے وہ کہتے ہیں: اس کے بعد مجھے

(٨٤٣٣) بخاری: ٧۔ مسلم: ١٧٧٣۔ ابو داؤد: ٥١٣٦۔ ترمذی: ٢٧١٧۔ احمد: ٢٣٦٦.

سَيَظْهَرُ حَتَّى أَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ الإِسْلاَمَ وَكَانَ ابْنُ النَّاطُوْرِ صَاحِبُ إِيْلِيَاءَ وَهِرَقْلَ أُسْقُفًّا عَلَى نَصَارَى الشَّأمِ يُحَدِّثُ أَنَّ هِرَقْلَ حِيْنَ قَدِمَ إِيْلِيَاءَ أَصْبَحَ يَوْمًا خَبِيْثَ النَّفْسِ فَقَالَ بَعْضُ بَطَارِقَتِهِ قَدِ اسْتَنْكَرْنَا هَيْئَتَكَ قَالَ ابْنُ النَّاطُوْرِ وَكَانَ هِرَقْلُ حَزَّاءً يَنْظُرُ فِي النُّجُوْمِ فَقَالَ لَهُمْ حِيْنَ سَأَلُوْهُ إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ حِيْنَ نَظَرْتُ فِي النُّجُوْمِ مَلِكَ الْخِتَانِ قَدْ ظَهَرَ فَمَنْ يَخْتَتِنُ مِنْ هٰذِهِ الأُمَّةِ قَالُوْا لَيْسَ يَخْتَتِنُ إِلَّا الْيَهُوْدُ فَلاَ يُهِمَّنَّكَ شَأْنُهُمْ وَاكْتُبْ إِلَى مَدَايِنِ مُلْكِكَ فَيَقْتُلُوْا مَنْ فِيْهِمْ مِنَ الْيَهُوْدِ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى أَمْرِهِمْ أُتِيَ هِرَقْلُ بِرَجُلٍ أَرْسَلَ بِهِ مَلِكُ غَسَّانَ يُخْبِرُ عَنْ خَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا اسْتَخْبَرَهُ هِرَقْلُ قَالَ اذْهَبُوْا فَانْظُرُوْا أَمُخْتَتِنٌ هُوَ أَمْ لاَ فَنَظَرُوْا إِلَيْهِ فَحَدَّثُوْهُ أَنَّهُ مُخْتَتِنٌ وَسَأَلَهُ عَنِ الْعَرَبِ فَقَالَ هُمْ يَخْتَتِنُوْنَ فَقَالَ هِرَقْلُ هٰذَا مَلِكُ هٰذِهِ الأُمَّةِ قَدْ ظَهَرَ ثُمَّ كَتَبَ هِرَقْلُ إِلَى صَاحِبٍ لَهُ بِرُوْمِيَّةَ وَكَانَ نَظِيْرُهُ فِي الْعِلْمِ وَسَارَ هِرَقْلُ إِلَى حِمْصَ فَلَمْ يَرِمْ حِمْصَ حَتَّى أَتَاهُ كِتَابُ مِنْ صَاحِبِهِ يُوَافِقُ رَأْيَ هِرَقْلَ عَلَى خُرُوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَّهُ نَبِيٌّ فَأَذِنَ هِرَقْلُ لِعُظَمَاءِ الرُّوْمِ فِي دَسْكَرَةٍ لَهُ بِحِمْصَ ثُمَّ أَمَرَ بِأَبْوَابِهَا فَغُلِّقَتْ ثُمَّ اطَّلَعَ فَقَالَ يَا

یہ یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ کا دین اور طریقہ عنقریب کامیاب ہو گا یہاں تک کہ اللہ نے میرے دل میں اسلام داخل کر دیا۔ ایلیاء کا حاکم ابن ناطور اور ہرقل دونوں شام کے نصاریٰ کے مذہبی پیشوا تھے۔ ابن ناطور کا بیان ہے کہ ہرقل جب ایلیاء میں آیا تو ایک دن صبح کے وقت بہت بری حالت میں اُٹھا تو اس کے بعض رفقاء نے کہا: آج ہم تمہاری صورت بہت تبدیل پاتے ہیں۔ ابن ناطور کہتے ہیں کہ ہرقل علم نجوم میں ماہر تھا تو جب لوگوں نے اس کی حالت پوچھی تو اس نے کہا: میں نے آج رات ستاروں میں دیکھا ہے کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ ظاہر ہو چکا ہے، تو بتاؤ اس دور کے انسانوں میں ختنہ کرنے والی کون سی قوم ہے؟ انہوں نے کہا: یہود قوم کے سوا ختنہ کوئی قوم نہیں کرتی اور ان کو زیادہ اہمیت نہ دو بلکہ اپنے ملک کے شہروں میں حکم جاری کر دو کہ جو یہودی پایا جائے اس کو قتل کر دیا جائے۔ وہ اس بحث میں مصروف تھے کہ اتنے میں ہرقل کے پاس ایک مرد لایا گیا جسے غسانیوں کے بادشاہ نے بھیجا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی خبر سنائی۔ جب ہرقل آپ ﷺ کی خبر سن چکا تو اس نے حکم دیا کہ اس عرب کو دیکھو، کیا یہ مختون ہے؟ انہوں نے دیکھ کر کہا کہ وہ مختون ہے تب اس نے عربوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ سب ختنہ کراتے ہیں تو ہرقل نے کہا: وہ بادشاہ اسی قوم میں سے ہے۔

پھر ہرقل نے اپنے جیسے نجوم کے ماہر کو روم میں خط لکھا اور خود ہرقل حمص چلا گیا۔ وہ ابھی حمص نہیں پہنچا تھا کہ اس کے ساتھی کا جواب آ گیا اور اس کی رائے ہرقل کے موافق تھی کہ نبی کریم ﷺ ظاہر ہو چکے ہیں اور یہ کہ وہ سچے نبی ہیں۔

حمص میں ہرقل نے اپنے خاص محل میں رومی سرداروں کو طلب

مَعْشَرَ الرُّوْمِ هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرُّشْدِ وَأَنْ يَثْبُتَ مُلْكُكُمْ فَتُبَايِعُوْا لِهٰذَا النَّبِيِّ فَحَاصُوْا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ إِلَى الأَبْوَابِ فَوَجَدُوْهَا قَدْ غُلِّقَتْ فَلَمَّا رَأَى هِرَقْلُ نَفْرَتَهُمْ وَأَيِسَ مِنَ الإِيْمَانِ قَالَ رُدُّوْهُمْ عَلَيَّ وَقَالَ إِنِّي قُلْتُ مَقَالَتِي آنِفًا أَخْتَبِرُبِهَا شِدَّتَكُمْ عَلَى دِيْنِكُمْ فَقَدْ رَأَيْتُ فَسَجَدُوْا لَهُ وَرَضُوْا عَنْهُ فَكَانَ ذٰلِكَ آخِرَ شَأْنِ هِرَقْلَ . (رواه البخاري: ٨)

کیا محل کے دروازے بند کرنے کا حکم دیا اور ان کو تالے لگوا دیئے۔ پھر اس نے کہا: اے اہل روم! تمہیں اپنی اصلاح کی اور ہدایت حاصل کرنے کی اگر غرض ہے اور یہ کہ تمہارا ملک بھی قائم رہے تو اس آنے والے نبی کی بیعت کرلو، تو وہ لوگ بدکنے لگے۔ باقی روایت مثل سابقہ روایت کے ہے اور اس کے آخر میں ہے کہ ہرقل کی آخری حالت یہ تھی۔'' (الشیخان)

شرح: ...... ہرقل نے رسول اکرم ﷺ کی رسالت کا اقرار کیا تو یہ وحی کا نتیجہ تھا اگرچہ بعد میں حکومت کا لالچ ہرقل کے لیے ایمان میں رکاوٹ بن گیا، ہرقل بھی غیر مسلم ہے اس وقت ابوسفیان بھی غیر مسلم تھے۔ یہ دونوں غیر مسلم شخصیات نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی کی عظمت اور آپ کی رسالت کی صداقت اور امانت و دیانت کی رفعت کا اعتراف کر رہی ہیں۔ (فتح الباری: ۱/ ۴۷)

یورپ کس منہ سے پیغمبر ﷺ پر اعتراض کرتا ہے۔

٨٤٣٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْجِنُّ يَصْعَدُوْنَ إِلَى السَّمَاءِ يَسْتَمِعُوْنَ الْوَحْيَ فَإِذَا سَمِعُوْا الْكَلِمَةَ زَادُوْا فِيْهَا تِسْعًا فَأَمَّا الْكَلِمَةُ فَتَكُوْنُ حَقًّا وَأَمَّا مَا زَادُوْهُ فَيَكُوْنُ بَاطِلاً فَلَمَّا بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنَعُوْا مَقَاعِدَهُمْ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِإِبْلِيْسَ وَلَمْ تَكُنِ النُّجُوْمُ يُرْمَى بِهَا قَبْلَ ذٰلِكَ لَهُمْ إِبْلِيْسُ مَا هٰذَا إِلَّا مِنْ أَمْرٍ قَدْ حَدَثَ فِي الأَرْضِ فَبَعَثَ جُنُوْدَهُ فَوَجَدُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا يُصَلِّي بَيْنَ جَبَلَيْنِ أُرَاهُ قَالَ بِمَكَّةَ

۸۴۳۴۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جن آسمان کی طرف چڑھ جاتے تھے اور وحی سنتے تھے اور جب ایک کلمہ سنتے تو کاہن نو کلمات زائد ملا کر پیش کرتے، ایک کلمہ سچا ہوتا اور زائد کلمات باطل ہوتے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ کی بعثت ہوئی تو شہابی شعلے مار کر جنات کو آسمان کی طرف جانے سے روک دیا گیا۔ وہ اپنے ٹھکانوں میں اب نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ انہوں نے ابلیس سے اس کا ذکر کیا، جبکہ اس سے پہلے ان پر شعلے نہیں پھینکے جاتے تھے۔ ابلیس نے ان سے کہا: یہ زمین پر کسی نئی چیز کی وجہ سے ہے۔ پس اس نے اپنی افواج روانہ کیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو مکہ کے دو پہاڑوں کے

(٨٤٣٤) ترمذي: ٣٣٢٤ـ صحيح (الباني): ٢٦٤٨ـ بخاري: ٧٧٣ـ مسلم: ٤٤٩ـ احمد: ٢٢٧١.

فَـلَـقُوْهُ فَأَخْبَرُوْهُ فَقَالَ هٰذَا الَّذِي حَدَثَ فِي الأَرْضِ . (رواه الترمذی: ٣٣٢٤، ومرت رواية آخرى فى تفسيرسورة الجن)

درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا تو ابلیس کو جا کر بتایا، پس اس نے کہا: یہی چیز زمین پر نئی ظاہر ہوئی ہے۔" (ترمذی، دیگر روایات سورت جن کی تفسیر میں گذر چکی ہیں)

٨٤٣٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ قُرَيْشًا أَتَوُا امْرَأَةً كَاهِنَةً فَقَالُوْا لَهَا أَخْبِرِيْنَا أَشْبَهَنَا أَثَرًا بِصَاحِبِ الْمَقَامِ فَقَالَ إِنْ أَنْتُمْ جَرَرْتُمْ كِسَاءً عَلَى هٰذِهِ السِّهْلَةِ ثُمَّ مَشَيْتُمْ عَلَيْهَا أَنْبَأْتُكُمْ قَالَ فَجَرُّوْا كِسَاءً ثُمَّ مَشَى النَّاسُ عَلَيْهَا فَأَبْصَرَتْ أَثَرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: أَقْرَبُكُمْ إِلَيْهِ شَبَهًا۔ ثُمَّ مَكَثُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ عِشْرِيْنَ سَنَةً، أَوْ مَاشَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا ﷺ . (ابن ماجه: ٢٣٥)

۸۴۳۵۔ "سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: قریش ایک کاہن عورت کے پاس گئے اور اس سے کہا: ہمیں بتاؤ کہ ہم میں سے کون صاحب المقام (مقام ابراہیم) کے زیادہ مشابہ ہے؟ اس نے کہا: اگر اس میدان میں ایک چادر پھیلاؤ پھر اس پر چلو تو تمہیں بتادوں گی۔ تو انہوں نے ایک چادر پھیلائی، پھر لوگ اس پر چلے تو عورت نے آپ ﷺ کے نشان قدم دیکھے اور کہا: وہ مشابہت میں تم سے قریب تر ہیں۔ اس واقعہ کے بیس سال بعد یا جتنا اللہ نے چاہا محمد ﷺ مبعوث ہوئے۔"

شرح: ...... نبی کریم ﷺ کی نبوت کی دہائی کاہنوں میں بھی گونج رہی تھی اور یہ تو زمین پر تھے۔ ادھر آسمان بھی میں انقلاب برپا تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے بھی ستارے ٹوٹتے تھے لیکن آپ کی بعثت کے بعد ان میں شدت آ گئی تھی تا کہ جن وحی چرا نہ سکیں پہرہ سخت کر دیا گیا تھا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۳۹۵)

الإسراء

واقعہ معراج

٨٤٣٦ـ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةٍ أُسْرِيَ بِهِ بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَطِيْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا إِذْ أَتَانِي آتٍ فَقَدَّ۔ قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ۔

۸۴۳۶۔ "قتادہ نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں حطیم میں، یا آپ نے کہا: میں مقام حجر میں لیٹ رہا تھا۔ بعض روایات میں ہے: میں نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا۔ میرے پاس آنے والا آیا۔ اس نے میرا سینہ

(٨٤٣٥) ترمذی: ٣٣٢٤ـ صحيح.

(٨٤٣٦) بخاری: ٣٨٨٧ـ مسلم: ١٦٢ـ ترمذی: ٣٣٤٦ـ نسائی: ٤٤٨ـ احمد: ١٧٣٧٨.

فَشَـقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهِ إِلَى هٰذِهِ فَقُلْتُ لِلْجَارُوْدِ وَهُـوَإِلَـى جَنْبِي: مَايَعْنِي بِهِ؟ قَالَ: مِنْ ثُغْرَةِ نَـحْرِهِ إِلَى شِعْرَتِهِ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: مِنْ قَصِّهِ إِلَـى شِـعْـرَتِـهِ فَـاسْتَـخْرَجَ قَلْبِي ثُمَّ أُتِيْتُ بِـطَسْـتٍ مِـنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءَةٍ إِيْمَاناً فَغُسِلَ قَلْبِي ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ أُعِيْدَ ثُمَّ أُتِيْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَـغْـلِ وَفَـوْقَ الْـحِـمَـارِأَبْيَضَ فَقَـالَ لَـهُ الْجَارُوْدُ: هُوَالْبُرَاقُ يَا أَبَا حَمْزَةَ؟ قَالَ أَنَسٌ: نَـعَـمْ . يَـضَـعُ خَـطْـوَهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرَفِـهِ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِي جِبْرِيْلُ حَتَّى أَتَى السَّـمَـاءَ الدُّنْيَا، فَاسْتَفْتَحَ فَقِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَـالَ: جِبْرِيْلُ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قِيْلَ: مَرْحَبًا بِـهِ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَـإِذَا فِيْهَـا آدَمُ فَـقَـالَ: هٰذَا أَبُوْكَ آدَمُ فَسَلَّمْ عَـلَيْـهِ فَسَـلَّـمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ: مَـرْحَبًـا بِالِابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْـلَ: مَـنْ هٰـذَا؟ قَـالَ: جِبْـرِيْلُ قِيْلَ: وَمَنْ مَـعَكَ؟ قَـالَ: مُحَمَّدُ قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَـالَ: نَـعَـمْ قِيْـلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَـاءَ، فَـفُتِـحَ فَـلَـمَّـا خَلَصْتُ إِذَا يَحْيَ وَعِيْسَـى وَهُـمَـا ابْنَا الْخَالَةِ قَالَ هٰذَا يَحْيَ وَعِيْسَـى فَسَلِّـمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَـالاَ مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ

چیرا اور دل نکالا۔ سونے کی تشتری ایمان سے بھر کر لائی گئی اور میرا دل دھویا گیا، پھر ایمان سے معمور کر کے اپنی جگہ پر لوٹا دیا گیا، پھر میرے پاس سواری کا جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا۔اس کا رنگ سفید تھا۔ وہ اپنا قدم وہاں رکھتا جہاں اس کی نگاہ جاتی، مجھے اس پر سوار کیا گیا اور جبریل علیہ السلام مجھے لے کر روانہ ہو گئے۔ آسمان دنیا تک پہنچے اور دروازہ کھولنے کا کہا تو کہا گیا: کون ہو؟ اس نے کہا: جبریل علیہ السلام ہوں۔ کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا گیا تھا؟ اس نے کہا: ہاں کہا گیا: آنے والے کو مرحبا، بہتر آنے والا آیا۔ جب میں آسمان پر گیا تو آدم علیہ السلام کو موجود پایا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ آپ کے والد آدم علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام کہو! میں نے سلام کہا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا: مرحبا آنے والے نیک بیٹے اور نیکوکار نبی۔ پھر مجھے ساتھ لے کر جبریل علیہ السلام دوسرے آسمان تک گئے اور دروازہ کھولنے کا کہا تو کہا گیا: کون ہے؟ کہا جبریل علیہ السلام ہوں۔ کہا گیا: ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا: کیا ان کے لیے بھیجا گیا تھا؟ اس نے کہا: ہاں، کہا: بہت بہتر مرحبا بہت اچھا آنے والا آیا ہے۔اور دروازہ کھول دیا۔ جب میں اوپر چلا گیا تو جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ یحییٰ اور عیسٰی علیہما السلام ہیں ان کو سلام کہو تو میں نے سلام کہا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا، اور دونوں نے کہا نیک بھائی نیک پیغمبر کو خوش آمدید، پھر مجھے ساتھ لے کر جبریل امین علیہ السلام تیسرے آسمان پر چلے گئے اور دروازہ کھولنے کا کہا: تو کہا گیا: یہ کون ہے؟ کہا: جبریل علیہ السلام ہوں۔ کہا ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا: ان کی طرف پیغام بھیجا گیا تھا؟ کہا: ہاں کہا گیا:

ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ، فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يُوْسُفُ قَالَ: هٰذَا يُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ قِيْلُ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيلَ: أَوَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمُجِيءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِلَى إِدْرِيْسَ قَالَ هٰذَا إِدْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قِيْلَ: مَرْحَباً بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ قِيْلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيْلَ؟

بہت بہتر آنے والا آیا ہے خوش آمدید۔ جب میں اوپر پہنچا تو یوسف علیہ السلام کو دیکھا۔ کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں۔ان کو سلام کہو! تو میں نے سلام کہا اور انہوں نے جواب دیا اور کہا: نیک بھائی اور نیک نبی کو آنا مبارک ہو۔ پھر چوتھے آسمان پر گئے اور دروازہ کھولنے کا کہا تو کہا گیا: کون ہو؟ کہا جبریل علیہ السلام ہوں کہا تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ ہیں۔ کہا گیا کیا ان کے لانے کے لیے پیغام بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ کہا گیا: مرحبا، بہت اچھا آنے والا آیا اور دروازہ کھول دیا۔ جب میں اوپر گیا تو ادریس علیہ السلام کو موجود پایا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ ادریس علیہ السلام ہیں ان کو سلام کہو تو میں نے سلام کہا اور انہوں نے جواب دیا اور کہا: نیک بھائی اور صالح نبی کو مرحبا۔

جبریل علیہ السلام مجھے ساتھ لے کر پانچویں آسمان پر گئے اور دروازہ کھولنے کا کہا تو کہا گیا کون ہو؟ کہا جبریل علیہ السلام ہوں۔ کہا تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ ہیں۔ کہا گیا کیا ان کے لانے کے لیے بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ کہا گیا: مرحبا، بہت بہتر آنے والا آیا۔ جب اوپر گیا تو ہارون علیہ السلام موجود تھے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ ہارون علیہ السلام ہیں انکو سلام کہو! تو میں نے سلام کہا اور انہوں نے جواب دیا پھر کہا: مرحبا، بہت نیک بھائی اور صالح نبی ہیں۔

جبریل علیہ السلام مجھے ساتھ لے کر چھٹے آسمان پر گئے اور دروازہ کھولنے کا کہا تو کہا گیا: کون ہو؟ کہا جبریل علیہ السلام ہوں۔ کہا تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ ہیں۔ کہا گیا کیا ان کے لانے کے لیے بھیجا گیا تھا؟ کہا ہاں۔ کہا گیا مرحبا، بہت اچھا آنے والا آیا۔ جب میں اوپر گیا تو موسیٰ علیہ السلام موجود تھے۔ کہا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں ان کو سلام کہو تو میں نے سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا: نیک

وَقَـدْ أُرْسِـلَ إِلَيْـهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِـعْـمَ الْـمَـجِيْءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُـوْسٰـى قَـالَ: هٰـذَا مُـوْسٰـى فَسَلِّمْ عَلَيْـهِ فَسَـلَّـمْـتُ عَـلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالأَخِ الـصَّـالِـحِ وَالـنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَـكَـى قِيْـلَ لَـهُ مَا يُبْكِيْكَ؟ قَالَ: أَبْكِي لِأَنَّ غُلامـاً بُـعِـثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَكْثَـرَمِـمَّـنْ يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَـى السَّماءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ: مَـنْ هٰـذَا؟ قَـالَ: جِبْـرِيْلُ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَـالَ: مُحَمَّدٌ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قَـالَ: مَـرْحَبًـا بِـهِ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِبْرَاهِيْمُ قَالَ: هٰذَا أَبُوْكَ فَسَلِّمْ عَـلَيْـهِ قَالَ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّالسَّلاَمَ قَالَ: مَـرْحَبًـا بِالاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِـعَـتْ إِلَيَّ سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى فَإِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلاَلِ هَجَرَوَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيلَةِ قَالَ: هٰذِهِ سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى وَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَـاطِـنَـانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ فَقُلْتُ مَا هٰذَانِ يَاجِبْرِيْلُ قَالَ أَمَا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْـتُ الْـمَـعْـمُـوْرُ ثُـمَّ أُتِيْـتُ بِـإِنَـاءٍ مِنْ خَمْرٍوَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ وَإِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ فَأَخَذْتُ الـلَّبَـنَ فَـقَـالَ هِيَ الْفِطْرَةُ الَّتِي أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ ثُـمَّ فُـرِضَـتْ عَـلَـيَّ الـصَّلَوَاتُ

بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ جب میں ان سے آگے گذرا تو وہ رونے لگے۔ کہا گیا: کیوں روتے ہو؟ کہا: میں روتا ہوں کہ میرے بعد ایک نوجوان مبعوث کیا گیا ہے اور اس کی امت میری امت سے زیادہ تعداد میں جنت میں جائے گی۔ جبریل علیہ السلام مجھے لے کر ساتویں آسمان پر گئے اور دروازہ کھولنے کا کہا تو کہا گیا کون ہو؟ کہا جبریل علیہ السلام ہوں۔ کہا تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ ہیں۔ کہا گیا: کیا ان کے لانے کے لیے بھیجا گیا تھا؟ کہا ہاں۔ کہا گیا: مرحبا بہت اچھا آنے والا آیا جب میں اوپر گیا تو ابراہیم علیہ السلام موجود تھے۔ کہا یہ تیرا باپ ابراہیم علیہ السلام ہے ان کو سلام کہو تو میں نے سلام کہا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا اور پھر کہا: مرحبا نیک بیٹا اور نیک نبی ہے۔

پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ پر لے جایا گیا۔ اس کا پھل یعنی بیر مقام حجر کے مٹکوں کی مانند تھے، اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں سے چار دریا نکلتے دیکھے دو باطن میں جانے والے اور دو ظاہر میں نے کہا: اے جبریل علیہ السلام یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: جو بند اور باطن میں جا رہے ہیں وہ جنت میں جاتے ہیں اور جو ظاہر میں جا رہے ہیں ان میں سے ایک دریائے نیل ہے اور دوسرا دریائے فرات ہے۔ پھر میرے لیے بیت المعمور سامنے کیا گیا۔ پھر میرے پاس برتن لائے گئے۔ ایک میں شراب اور ایک میں دودھ تھا اور ایک میں شہد تھا تو میں نے دودھ لیا پس مجھے کہا گیا: فطرت یہی ہے جس پر آپ ﷺ اور آپ کی امت قائم رہے گی، پھر میرے اوپر دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ میں واپس آیا تو موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا: تجھے کیا حکم دیا گیا؟ میں نے کہا: ہر روز پچاس نمازیں ادا کرنے

خَـمْسِيْنَ صَلاَةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَـلَـى مُـوسٰى فَقَالَ بِمَا أُمِرْتُ قَالَ أُمِرْتَ بِـخَـمْسِيْـنَ صَلاَـةً كُلَّ يَوْمٍ قَـالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لاتَسْتَـطِيْـعُ خَـمْسِيْنَ صَلاَةً كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّي وَالـلّٰـهِ قَـدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَـنِـي إِسْـرَائِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَـاسْـأَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ فَـرَجَعْتُ فَـوَضَـعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوْسٰى فَـقَـالَ مِثْـلَهُ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا فَـرَجَعْتُ إِلَى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَـوَضَـعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوْسٰى فَــقَــالَ مِثْــلَـــهُ فَـرَجَـعْـتُ فَـأُمِـرْتُ بِـعَشْـرِ صَـلَـوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مِثْـلَـهُ فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُـلَّ يَـوْمٍ فَـرَجَعْتُ إِلَى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَ أُمِـرْتَ قُلْتُ أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَـوْمٍ قَــالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لاتَسْتَـطِيْـعُ خَمْـسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّي قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْـلَكَ وَعَــالَـجْـتُ بَـنِـي إِسْرَائِيْلَ أَشَدَّ الْـمُـعَـالَـجَةِ فَـارْجِـعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّـخْـفِيْفَ لِأُمَّتِكَ قَالَ سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَـحْيَيْـتُ وَلَـكِـنِّي أَرْضَى وَأُسَلِّمُ قَالَ فَـلَـمَّـــا جَــاوَزْتُ نَـادَى مُنَـادٍ أَمْضَيْتُ فَـرِيْـضَتِـي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِيْ . (رواه البخاري: ٣٨٨٧)

کا حکم ملا ہے۔انہوں نے کہا: تیری امت پچاس نمازیں دن میں ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھے گی۔ اللہ کی قسم! میں نے لوگوں کا تجربہ کر دیکھا ہے اور میں نے بنی اسرائیل پر بڑی محنت کی ہے۔لہٰذا تو اپنے ربّ کریم کے پاس لوٹ کر جا اور امت کے لیے تخفیف کا سوال کر۔ میں واپس گیا تو دس نمازیں معاف کی گئیں ۔میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر وہی کہا۔پس لوٹ کر گیا تو مجھے مزید دس نماز معاف کی گئیں، میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر وہی کہا۔الغرض چار مرتبہ آنے جانے کے بعد پانچویں بار میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: تجھے کیا حکم ملا؟ میں نے کہا: ہر دن میں پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔انہوں نے کہا: تیری امت پانچ نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھے گی۔ میں نے تیرے سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کے ساتھ بڑی محنت کی ہے پس تو واپس اپنے ربّ تعالیٰ کے پاس جا کر تخفیف طلب کر امت کے لیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے بہت کچھ سوال کیا ہے اور مجھے اپنے ربّ تعالیٰ سے شرم آتی ہے،تو اب میں راضی ہوں اور تسلیم کرتا ہوں۔

جب میں اس مقام سے آگے گذرا تو منادی کرنے والے نے منادی کی: میں نے اپنا حکم نافذ کیا اور بندوں پر تخفیف بھی کر دی ہے۔'' (الشیخان، الترمذی، النسائی)

٨٤٣٧ـ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوْحىٰ إِلَيْهِ وَهُوَنَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ أَوَلُهُمْ أَيُّهُمْ هُوَفَقَالَ أَوْسَطُهُمْ هُوَخَيْرُهُمْ فَقَالَ آخِرُهُمْ خُذُوْا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتَّى أَتَوْهُ لَيْلَةً أُخْرَى فِيْمَا يَرَى قَلْبُهُ وَتَنَامُ عَيْنُهُ وَلاَ يَنَامُ قَلْبُهُ وَكَذٰلِكَ الأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلاَ تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ فَلَمْ يُكَلِّمُوْهُ حَتَّى احْتَمَلُوْهُ فَوَضَعُوْهُ عِنْدَ بِئْرِ زَمْزَمَ فَتَوَلَّاهُ مِنْهُمْ جِبْرِيْلُ فَشَقَّ جِبْرِيْلُ مَا بَيْنَ نَحْرِهِ إِلَى لُبَّتِهِ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَدْرِهِ وَجَوْفِهِ فَغَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ بِيَدِهِ حَتَّى أَنْقَى جَوْفَهُ ثُمَّ أَتَي بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيْهِ تَوْرٌمِنْ ذَهَبٍ مَحْشُوًّا إِيْمَاناً وَحِكْمَةً فَحَشَابِهِ صَدْرَهُ وَلَغَادِيْدَهُ يَعْنِي عُرُوْقَ حَلْقِهِ ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَضَرَبَ بَاباً مِنْ أَبْوَابِهَا فَنَادَاهُ أَهْلُ السَّمَاءِ مِنْ هٰذَا فَقَالَ جِبْرِيْلُ قَالُوْا وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مَعِيَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ قَالَ نَعَمْ قَالُوْا فَمَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلاً فَيَسْتَبْشِرُبِهِ أَهْلُ السَّمَاءِ لاَ يَعْلَمُ أَهْلُ السَّمَاءِ بِمَايُرِيْدُ اللّٰهُ بِهِ فِي الأَرْضِ حَتَّى يُعْلِمَهُمْ فَوَجَدَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا آدَمَ فَقَالَ

٨٤٣٧ـ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے وہ واقعہ بیان کیا جس رات رسول اللہ ﷺ کو مسجد کعبہ سے اسراء کے لیے لے جایا گیا تھا۔ وحی آنے سے پہلے آپ ﷺ کے پاس تین فرشتے آئے جبکہ آپ مسجد حرام میں سوئے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ دوسرے نے جواب دیا: ان میں جو سب سے بہتر ہیں۔ تیسرے نے کہا: ان میں جو بہتر ہے اسے لے لو۔ اس رات تو اتنا ہی واقعہ پیش آیا۔ آپ ﷺ نے اس کے بعد انہیں نہیں دیکھا حتیٰ کہ وہ دوسری رات آئے جبکہ آپ کا دل دیکھ رہا تھا اور آپ کی آنکھیں سو رہی تھیں لیکن دل نہیں سو رہا تھا۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کا یہی حال ہوتا ہے کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن ان کے دل بیدار رہتے ہیں، چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ سے کوئی بات نہ کی بلکہ آپ کو اٹھا کر چاہ زمزم کے پاس لے آئے۔ پھر جبریل علیہ السلام نے آپ سے متعلقہ کام سنبھال لیا، اس نے آپ کے گلے سے لے کر دل سے نیچے تک سینہ چاک کیا، پھر اسے آب زمزم کے ساتھ اپنے ہاتھ سے دھویا حتیٰ کہ آپ کا سینہ اور پیٹ خوب صاف کر دیا، چنانچہ آپ کا اندر پاک ہو گیا۔ پھر آپ کے پاس سونے کا طشت لایا گیا جس میں ایمان و حکمت سے بھرا ہوا سونے کا ایک برتن تھا۔ اس سے آپ کا سینہ مبارک اور حلق کی رگیں بھر دیں، پھر اسے برابر کر دیا۔ اس کے بعد وہ (فرشتے) آپ کو لے کر آسمان دنیا پر چڑھے اور اس کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر دستک دی۔ آسمان والوں نے ان سے پوچھا: کون ہیں؟ جواب دیا: جبریل ہوں۔ انہوں نے پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا: میرے ساتھ

(٨٤٣٧) بخاری: ٧٥١٧ـ مسلم: ١٦٢ـ ابو داؤد: ٧٨٤ـ ترمذی: ٣٣٥٩ـ نسائی: ٤٤٩ـ احمد: ١٣٣٦٥.

لَهُ جِبْرِيْلُ هٰذَا أَبُوْكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَرَدَّعَلَيْهِ آدَمُ وَقَالَ مَرْحَبًا وَأَهْلاً بِابْنِي نِعْمَ الِابْنُ أَنْتَ فَإِذَا هُوَفِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِنَهَرَيْنِ يَطَّرِ دَانِ فَقَالَ مَا هٰذَانِ النَّهْرَانِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا النِّيْلُ وَالْفُرَاتُ عُنْصُرُهُمَا ثُمَّ مَضَى بِهِ فِي السَّمَاءِ فَإِذَا هُوَ بِنَهَرٍ آخَرَعَلَيْهِ قَصْرٌمِنْ لُؤْلُؤٍوَزَبَرْجَدٍ فَضَرَبَ يَدَهُ فَإِذَا هُوَ مِسْكٌ أَذْفَرُقَالَ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُالَّذِي خَبَأَلَكَ رَبُّكَ ثُمَّ عُرِجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتْ لَهُ الأُوْلٰى مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قَالُوْا وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ قَالُوْا وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالُوْا مَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلاًثُمَّ عُرِجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ وَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتْ الأُوْلٰى وَالثَّانِيَةُ ثُمَّ عُرِجَ بِهِ إِلَى الرَّابِعَةِ فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ عُرِجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَقَالُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ عُرِجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ عُرِجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ كُلُّ سَمَاءٍ فِيْهَا أَنْبِيَاءُ قَدْسَمَّاهُمْ فَأَوْعَيْتُ مِنْهُمْ إِدْرِيْسَ فِي الثَّانِيَةِ وَهَارُوْنَ فِي الرَّابِعَةِ وَآخَرَفِي الْخَامِسَةِ لَمْ أَحْفَظْ اسْمَهُ وَإِبْرَاهِيْمَ فِي السَّادِسَةِ وَمُوْسٰى فِي السَّابِعَةِ بِتَفْضِيْلِ كَلاَمِ اللّٰهِ فَقَالَ مُوْسٰى

حضرت محمد ﷺ ہیں۔ انہوں نے پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا کہ ہاں۔ آسمان والوں نے انہیں خوش آمدید کہا کہ تم اپنے ہی لوگوں میں آئے ہو۔ آسمان والے اس سے بہت خوش ہوئے، ان میں سے کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ زمین میں کیا کرنا چاہتا ہے جب تک وہ انہیں بتا نہیں دیتا۔ آپ ﷺ نے آسمان دنیا پر حضرت آدم علیہ السلام کو پایا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا: یہ آپ کے والد محترم آدم ہیں، انہیں سلام کریں۔ آپ نے انہیں سلام کیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کے سلام کا جواب دیا اور کہا: میرے پیارے بیٹے! آپ کا آنا مبارک ہو۔ آپ کیا ہی اچھے بیٹے ہیں۔ پھر آپ نے اچانک آسمان دنیا پر دو نہریں دیکھیں جو جاری تھیں۔ آپ نے پوچھا: ''اے جبریل! یہ نہریں کیسی ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا: یہ نیل اور فرات کا اصل منبع ہیں۔ پھر آپ آسمان پر مزید سیر کرنے لگے تو ایک اور نہر دیکھی جس کے اوپر موتیوں اور زبرجد سے تیار شدہ ایک محل ہے۔ اس پر آپ نے ہاتھ مارا تو پتا چلا کہ وہ تو مشک ہے۔ پوچھا: ''اے جبریل یہ کیا ہے؟'' جواب دیا: یہ کوثر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے محفوظ کر رکھا ہے۔ پھر آپ دوسرے آسمان پر چڑھے تو فرشتوں نے یہاں بھی وہی سوال کیا جو پہلے آسمان پر کیا تھا، یعنی کون ہیں؟ انہوں نے کہا: میں جبریل ہوں۔ انہوں نے پوچھا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: حضرت محمد ﷺ! پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا: ہاں۔ فرشتے بولے: انہیں خوش آمدید اور بشارت ہو۔ پھر وہ آپ کو لے کر تیسرے آسمان پر چڑھے۔ یہاں کے فرشتوں نے بھی وہی سوال کیا جو پہلے اور دوسرے آسمان والوں نے کیا

رَبِّ لَمْ أَظُنَّ أَنْ يُرْفَعَ عَلَيَّ أَحَدٌ ثُمَّ عَلاَبِهِ فَوْقَ ذٰلِكَ بِمَالاَيَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ حَتَّى جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى وَدَنَا لِلْجَبَّارِرَبِّ الْعِزَّةِ فَتَدَلَّى حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْأَدْنٰى فَأَوْحَى اللّٰهُ فِيْمَا أَوْحَى إِلَيْهِ خَمْسِيْنَ صَلاَةً عَلَى أُمَّتِكَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثُمَّ هَبَطَ حَتَّى بَلَغَ مُوْسٰى فَاحْتَبَسَهُ مُوْسٰى فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَاذَا عَهِدَ إِلَيْكَ رَبُّكَ قَالَ عَهِدَ إِلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلاَةً كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لاتَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى جِبْرِيْلَ كَأَنَّهُ يَسْتَشِيْرُهُ فِي ذٰلِكَ فَأَشَارَإِلَيْهِ جِبْرِيْلُ أَنْ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَعَلَابِهِ إِلَى الْجَبَّارِفَقَالَ وَهُوَمَكَانَهُ يَارَبِّ خَفِّفْ عَنَّا فَإِنَّ أُمَّتِي لاتَسْتَطِيْعُ هٰذَا فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرَصَلَوَاتٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مُوْسٰى فَاحْتَبَسَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُرَدِّدُهُ مُوْسٰى إِلَى رَبِّهِ حَتَّى صَارَتْ إِلَى خَمْسِ صَلَوَاتٍ ثُمَّ احْتَبَسَهُ مُوْسٰى عِنْدَ الْخَمْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاوَدْتُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ قَوْمِي عَلَى أَدْنٰى مِنْ هٰذَا فَضَعُفُوْا فَتَرَكُوْهُ فَأُمَّتُكَ أَضْعَفُ أَجْسَادًا وَقُلُوْبًا وَأَبْدَانًا وَأَبْصَارًا وَأَسْمَاعاً فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ كُلَّ ذٰلِكَ يَلْتَفِتُ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى جِبْرِيْلَ لِيُشِيْرَ عَلَيْهِ وَلاَ يَكْرَهُ ذٰلِكَ جِبْرِيْلُ فَرَفَعَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ فَقَالَ يَا

تھا۔ پھر چوتھے آسمان پر لے گئے اور یہاں بھی وہی سوال ہوا۔ پھر پانچویں آسمان پر آپ کو لے چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال ہوا۔ پھر چھٹے آسمان پر آپ کو لے گئے اور یہاں بھی وہی سوال ہوا۔ پھر آپ کو لے کر ساتویں آسمان پر چڑھے تو یہاں بھی وہی سوال ہوا۔ ہر آسمان پر انبیاء علیہم السلام ہیں۔ راوی کہتا ہے: ان کے نام آپ نے لیے، مجھے اتنا یاد ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام دوسرے آسمان پر، حضرت ہارون علیہ السلام چوتھے آسمان پر، پانچویں آسمان پر بھی کسی نبی کا نام لیا لیکن مجھے اب یاد نہیں۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ساتویں آسمان پر۔ انہیں اللہ تعالیٰ سے شرف ہم کلامی کی وجہ سے یہ فضیلت ملی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی مجھ سے زیادہ بلندی پر پہنچے گا۔ پھر (جبریل علیہ السلام) آپ کو لے کر اس سے بھی اوپر گئے جس کا علم اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں یہاں تک آپ سدرۃ المنتہیٰ پر آئے اور اللہ رب العزت کے قریب ہوئے اور اتنے قریب جیسا کہ کمان کے دونوں کنارے یا اس سے بھی زیادہ قریب۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جو وحی بھیجی اس میں آپ کی امت پر دن اور رات میں پچاس نمازیں (فرض) تھیں۔ پھر آپ ﷺ نیچے تشریف لائے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے آپ کو روک لیا اور پوچھا: اے محمد! تمہارے رب نے تم سے کیا عہد لیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میرے رب نے مجھ سے دن رات میں پچاس نمازیں ادا کرنے کا عہد لیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: یقیناً آپ کی امت میں انہیں ادا کرنے کی ہمت نہیں، واپس جائیں، اپنی اور اپنی امت کی طرف سے ان میں کمی کی درخواست

رَبِّ إِنَّ أُمَّتِي ضُعَفَاءُ أَجْسَادُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَأَبْدَانُهُمْ فَخَفِّفْ عَنَّا فَقَالَ الْجَبَّارُ يَا مُحَمَّدُ قَالَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ إِنَّهُ لاَ يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ كَمَا فَرَضْتُهُ عَلَيْكَ فِي أُمِّ الْكِتَابِ قَالَ فَكُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا فَهِيَ خَمْسُوْنَ فِي أُمِّ الْكِتَابِ وَهِيَ خَمْسٌ عَلَيْكَ فَرَجَعَ إِلَى مُوْسٰى فَقَالَ كَيْفَ فَعَلْتَ فَقَالَ خَفَّفَ عَنَّا أَعْطَانَا بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا قَالَ مُوْسٰى قَدْ وَاللّٰهِ رَاوَدْتُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ عَلَيْهِ أَدْنَى مِنْ ذٰلِكَ فَتَرَكُوْهُ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ أَيْضًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا مُوْسَى قَدْ وَاللّٰهِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي مِمَّا اخْتَلَفْتُ إِلَيْهِ قَالَ فَاهْبِطْ بِاسْمِ اللّٰهِ قَالَ وَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ فِي مَسْجِدِ الْحَرَامِ. (رواه البخاري: ٧٥١٧)

کریں۔'' تب نبی ﷺ حضرت جبریل کی طرف مشورہ لینے کے لیے متوجہ ہوئے تو انہوں نے اشارہ کیا کہ اگر آپ چاہیں تو بہتر ہے۔ پھر آپ انہیں لے کر اللہ جبار کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنے مقام پر کھڑے ہو کر عرض کی: ''اے میرے رب! ہم سے تخفیف کر دے کیونکہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دس نمازوں کی کمی کر دی۔ پھر آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کو روکا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ کو بار بار اللہ کی طرف بھیجتے رہے یہاں تک کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ پانچ نمازوں کی ادائیگی پر بھی انہوں نے آپ ﷺ کو روکا اور کہا: اے محمد! میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے اپنی قوم بنی اسرائیل کا اس سے کم نماز ادا کرنے کا تجربہ کیا ہے، وہ انتہائی ناتواں ثابت ہوئے اور انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ کی امت تو جسم، دل، بدن، نظر اور سماعت کے اعتبار سے بہت کمزور ہے۔ آپ واپس تشریف لے جائیں اور اپنے رب سے مزید تخفیف کی درخواست کریں۔ نبی ﷺ ہر مرتبہ حضرت جبریل کی طرف متوجہ ہوتے رہے تاکہ وہ آپ کو اس کے متعلق مشورہ دیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام بھی اسے ناپسند نہیں کرتے تھے۔ آخر کار وہ پانچویں بار آپ کو اوپر لے گئے تو آپ نے عرض کی: ''اے میرے رب! میری امت جسم، دل، کان ہر حیثیت سے کمزور ہے، لہٰذا ہم سے مزید تخفیف فرما۔'' اللہ جبار نے فرمایا: اے محمد! آپ نے کہا: ''میں حاضر ہوں، اس حاضری میں میری سعادت ہے۔'' فرمایا: میرے ہاں وہ قول بدلا نہیں جاتا جیسا کہ میں نے تم پر ام الکتاب میں فرض کیا ہے۔ مزید فرمایا: ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے، یہ ام الکتاب میں پچاس ہیں مگر تم پر فرض پانچ ہی ہیں۔ پھر جب آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آئے تو انہوں نے پوچھا: اب کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا: ''اب اللہ تعالیٰ نے ہم سے یہ تخفیف کر دی ہے کہ ہر نیکی کے بدلے دس گنا ثواب ملے گا۔'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے بنی اسرائیل کا اس سے کم نمازوں کا تجربہ کیا ہے، انہوں نے اسے بھی چھوڑ دیا تھا۔ آپ اپنے رب کی طرف واپس جائیں اور ان میں مزید کمی کی درخواست کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے موسیٰ! اللہ کی قسم! اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے کہ بار بار ایک کام کے لیے اس کی طرف جاؤں۔'' انہوں نے کہا:

پھر اللہ کا نام لے کر (زمین پر) اتر جائیں۔

راوی کہتا ہے: اس کے بعد آپ ﷺ بیدار ہو گئے جبکہ آپ مسجد حرام ہی میں تھے۔"

٨٤٣٨۔ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهَى طَرَفِهِ قَالَ: فَرَكِبْتُهُ حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدَسِ قَالَ: فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهِ الأَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيْلُ ﷺ اخْتَرْتَ الفِطْرَةَ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ، بِنَحْوِ حَدِيْثِ قَتَادَةَ. وَفِيْهِ: فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيْمَ ﷺ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَإِذَا هُوَيَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ لاَ يَعُوْدُوْنَ إِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلاَلِ قَالَ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا. وَفِيْهِ: قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَبَيْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلاَمُ حَتَّى قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلاَةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلاَةً. (رواه مسلم: ١٦٢)

٨٤٣٨۔ "ثابت البنانی رحمہ اللہ سے منقول ہے، وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے پاس بُراق لایا گیا جو سفید رنگ کا تھا اور گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ وہ قدم وہاں رکھتا جہاں اس کی نگاہ پہنچتی تھی، میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس گیا اور میں نے اسے اس حلقے کے ساتھ باندھا جہاں انبیاء علیہم السلام اپنی سواریاں باندھتے تھے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی۔ وہاں سے باہر آیا تو جبریل علیہ السلام دو برتن لائے۔ ایک برتن میں شراب اور دوسرے برتن میں دودھ تھا، چنانچہ میں نے دودھ اختیار کیا، جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ نے فطرت کو پسند کیا پھر ہمیں لے جایا گیا۔ مثل حدیث قتادہ کے اور اس روایت ہے کہ میں ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے بیت المعمور سے ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر وہ کبھی دوبارہ اس کی طرف نہیں آتے اور مجھے سدرۃ المنتھیٰ پر لے جایا گیا۔ اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے اور اس کا پھل (بیر) مٹکوں جیسے تھے، جب اللہ کے احکامات نے اس کو ڈھانپ دیا جیسے بھی ڈھانپا تو اس پر تبدیلی آئی۔ اور اس کے حسن و جمال کو اللہ کی مخلوق میں کوئی بھی بیان نہیں کر سکتا۔ فرمایا: پھر میں اپنے ربّ تعالیٰ کے درمیان اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ اللہ ربّ العزت نے فرمایا: اے محمد! ﷺ یہ دن رات میں پانچ نمازیں ہیں، ہر نماز دس گنا شمار ہوگی اور یہ پچاس نمازیں قرار پائیں گی۔"

(٨٤٣٨) مسلم: ١٦٢۔ بخاری: ٣٤٩۔ ترمذی: ٢١٣۔ نسائی: ٤٤٨۔ احمد: ١٢٣٠.

٨٤٣٩ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَبُوْذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ ﷺ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيْمَانًا فَأَفْرَغَهُ فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِيْ فَعُرِجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَلَمَّا جِئْتُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ: افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِي مُحَمَّدٌ ﷺ فَقَالَ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فُتِحَ عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَإِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلَى يَمِيْنِهِ أَسْوِدَةٌ وَعَلَى يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ إِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَسَارِهِ بَكَى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالابْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا آدَمُ وَهٰذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَشِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيْهِ فَأَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِيْنِه ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى حَتَّى عُرِجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الأَوَّلُ فَفُتِحَ قَالَ أَنَسٌ فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمٰوَاتِ آدَمَ وَإِدْرِيْسَ وَمُوْسَى وَعِيْسَى وَإِبْرَاهِيْمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُثْبِتْ

٨٤٣٩ـ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے مکان کی چھت پھاڑی گئی جب میں مکہ میں تھا اور جبریل علیہ السلام اُترے، میرا سینہ کھول کر زمزم کے پانی کے ساتھ دھویا پھر سونے کی تشتری میں حکمت اور ایمان لا کر اس کو میرے سینے میں ڈال دیا اور پھر ملا دیا، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لے کر آسمان کی طرف بلند ہوئے۔ جب ہم آسمان دنیا پر پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے آسمان کے دربان سے اسی طرح دروازہ کھولنے کو کہا جیسے سابقہ روایات میں مذکور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب ہم آسمان دنیا پر گئے تو ایک محترم شخص ملا جس کے دائیں طرف بھی بہت سے نفوس تھے اور بائیں طرف بھی۔ جب وہ دائیں طرف دیکھتے تو ہنس پڑتے اور بائیں طرف دیکھ کر رو دیتے۔ انہوں نے کہا: میرے صالح بیٹے صالح نبی کو خوش آمدید۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: آدم علیہ السلام ہیں اور ان کے دائیں بائیں ان کی اولاد کی ارواح ہیں۔ دائیں طرف والے اہل جنت ہیں اور بائیں طرف والے اہل جہنم ہیں۔ اس روایت میں ہے: انس رضی اللہ عنہ نے کہا: بیان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے آسمانوں میں آدم، ادریس، عیسیٰ، موسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو موجود پایا۔ یہ بیان نہیں کیا کہ ان کی منازل کہاں کہاں ہیں البتہ آدم علیہ السلام آسمان دنیا پر اور ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر بیان کیے گئے ہیں۔

اس روایت میں ابن شہاب نے کہا: مجھے خبر دی ابن حزم نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوحبہ انصاری دونوں کہتے تھے کہ

(٨٤٣٩) بخاری: ٣٤٩ـ مسلم: ١٦٣ـ ترمذی: ٢١٣ـ نسائی: ٤٤٩ـ احمد: ٢٠٦٣٢.

كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَأَنَّهُ ذَكَرَأَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيْمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ. وَفِيْهِ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا حَبَّةَ الأَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُوْلاَنِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ عُرِجَ بِي حَتَّى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوَى أَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الأَقْلاَمِ

نبی ﷺ نے فرمایا: میں ایسے مقام تک جا پہنچا جہاں قلموں کے لکھنے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ اس میں یہ بھی بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی بار میرے لوٹ کر جانے پر نصف حصہ معاف کر دیا۔ دوسری بار میں نے اپنے ربّ سے رجوع کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ پانچ نمازیں ہیں اور یہ پچاس شمار کی جائیں گی۔'' (الشیخان)

قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِيْنَ صَلاَةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتَّى مَرَرْتُ عَلَى مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلَى أُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ خَمْسِيْنَ صَلاَةً قَالَ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوْسَى قُلْتُ وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيْقُ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُهُ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُوْنَ. (رواه البخاري: ٣٤٩)

٨٤٤٠ــــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ انْتُهِيَ بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ إِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُعْرَجُ بِهِ مِنَ الأَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَإِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُهْبَطُ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا۔ قَالَ: ﴿إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى﴾ قَالَ فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ فَأُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلاَثاً أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَأُعْطِيَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ. (رواه مسلم: ١٧٣)

۸۴۴۰۔ ''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو معراج کے لیے لے جایا گیا تو آپ ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے جایا گیا اور وہ چھٹے آسمان پر ہے۔ زمین سے جو چیز اوپر جاتی ہے وہ اس پر پہنچ جاتی ہے اور وہاں سے اس کو حاصل کر لیا جاتا ہے اور اوپر سے بھی جو کچھ اترتا ہے یہیں آ کر رک جاتا ہے، پھر وہاں سے اسے حاصل کر لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب ڈھانپا سدرہ کو جس چیز نے ڈھانپا فرمایا: وہ سونے کے پتنگے تھے، اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو تین عطیات دیئے گئے: پانچ نمازیں، سورت البقرہ کی آخری دو آیات اور بخشا گیا آپ ﷺ کی امت کا ہر وہ فرد جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائے (بڑے گناہوں میں سے)۔'' (مسلم، نسائی، ترمذی)

(٨٤٤٠) مسلم: ١٧٣۔ ترمذی: ٣٢٧٦۔ نسائی: ٤٥١۔ احمد: ٣٧٥٦.

٨٤٤١ــ عَـنِ ابْـنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى بَيْتِ الْمَقْدَسِ قَالَ جِبْرِيْلُ بِإِصْبَعِهِ فَخَرَقَ بِهِ الْحَجَرَ وَشَدَّ بِهِ الْبُرَاقَ . (رواه الترمذي: ٣١٢٣)

۸۴۴۱۔ ''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ہم بیت المقدس پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے اپنی انگلی سے پتھر میں سوراخ کر دیا اور اس کے ساتھ براق کو باندھ دیا۔'' (الترمذی)

٨٤٤٢ــ عَـنْ جَـابِـرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما أَنَّهُ سَـمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُـوْلُ لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلاَ اللّٰهُ لِي بَيْتَ الْـمَـقْـدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ . (رواه البخاري: ٣٨٨٦)

۸۴۴۲۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''جب قریش نے میری تکذیب کر دی تو میں مقام حجر میں کھڑا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے بیت المقدس کو کر دیا تو میں نے اس کی علامات بتانا شروع کر دیں گویا میں اس وقت بیت المقدس کو دیکھ رہا تھا۔'' (الشیخان، ترمذی)

٨٤٤٣ــ وَلأحمد والبزار والكبير والأوسط عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا كَـانَ لَيْـلَةُ أُسْـرِيَ بِـي وَأَصْبَـحْـتُ بِمَكَّةَ فَـظِعْتُ بِأَمْرِي وَعَرَفْتُ أَنَّ النَّاسَ مُكَذِّبِيَّ فَـقَـعَـدَ مُـعْتَزِلاً حَزِيْنًا قَالَ: فَمَرَّ عَدُوُّ اللّٰهِ أَبُـوْ جَهْـلٍ فَـجَـاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ كَـالْـمُسْتَهْـزِئِ هَـلْ كَـانَ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: نَـعَـمْ قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَ إِنَّهُ أُسْرِيَ بِي اللَّيْلَةَ قَالَ إِلَى أَيْنَ قَالَ إِلَى بَيْتِ الْـمَـقْـدِسِ قَالَ ثُمَّ أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا قَـالَ نَـعَـمْ قَـالَ فَلَمْ يَرَأَنَّهُ يُكَذِّبُهُ مَخَافَةَ أَنْ يَـجْـحَـدَهُ الْحَدِيْثَ إِذَا دَعَا قَوْمَهُ إِلَيْهِ قَالَ

۸۴۴۳۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے اسراء (ومعراج) کرایا گیا میں صبح کے وقت مکہ میں آیا تو میں اپنے اس معاملے پر بہت پریشان ہوا کہ لوگ میری اس بارے میں تصدیق نہیں کریں گے۔ آپ ﷺ پریشانی کے عالم میں ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے کہ اللہ کے دشمن ابوجہل کا وہاں سے گزر ہوا تو وہ آپ کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور مذاق کے طور پر نبی کریم ﷺ سے کہا: کیا آج بھی کوئی نئی خبر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: وہ کیا ہے؟ فرمایا: آج رات مجھے لے جایا گیا تھا۔ اس نے کہا: کہاں تک؟ فرمایا: بیت المقدس تک۔ اس نے کہا: پھر صبح آپ ﷺ یہاں ہمارے درمیان پہنچ آئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: اگر میں

(٨٤٤١) ترمذی: ٣١٣٢۔ صحیح الاسناد: ٢٥٠٤.

(٨٤٤٢) بخاری: ٣٨٨٦.

(٨٤٤٣) احمد: ٢٨١٥۔ بزار، طبرانی، کبیر، اوسط، رجال احمد رجال الصحیح.

أَرَأَيْـتَ إِنْ دَعَـوْتَ قَـوْمَكَ تُـحَدِّثُهُمْ مَـا حَـدَّثْتَنِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: نَعَمْ فَقَالَ؟ هَيَّـا مَـعْشَـرَ بَـنِـي كَـعْـبِ بْنُ لُؤَيِّ قَـالَ فَـانْتَـفَـضَتْ إِلَيْهِ الْمَجَالِسُ وَجَاءُ وا حَتَّى جَـلَسُـوْا إِلَيْهِـمَـا قَـالَ حَـدِّثْ قَوْمَكَ بِمَا حَـدَّثْتَـنِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي أُسْرِيَ بِـيَ الـلَّيْـلَةَ قَالُوْا إِلَى أَيْنَ؟ قُلْتُ: إِلَى بَيْتِ الْـمَـقْدِسِ قَالُوْا ثُمَّ أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا قَـالَ نَـعَـمْ قَـالَ فَمِنْ بَيْنِ مُصَفِّقٍ وَمَنْ بَيْنِ وَاضِـعٍ يَـدَهُ عَـلَـى رَأْسِهِ مُتَعَجِّبًالِلْكَذِبِ زَعَـمَ قَـالُـوْا وَهَـلْ تَسْتَـطِيْـعُ أَنْ تَنْعَتَ لَنَا الْمَسْجِدَ وَفِي الْقَوْمِ مَنْ قَدْ سَافَرَإِلَى ذٰلِكَ الْبَـلَدِ وَرَأَى الْمَسْجِدَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَذَهَبْتُ أَنْـعَتُ فَمَا زِلْتُ أَنْعَتُ حَتَّى الْتُبِسَ عَـلَـيَّ بَـعْضُ النَّعْتِ قَالَ فَجِيءَ بِالْمَسْجِدِ وَأَنَا أَنْظُرُحَتَّى وُضِعَ دُوْنَ دَارِعِقَالٍ أَوْعَقِيْلٍ فَـنَـعَتُّـهُ وَأَنَا أَنْظُرُإِلَيْهِ وَكَانَ مَعَ هٰذَا نَعْتٌ لَمْ أَحْـفَـظْـهُ قَالَ فَقَالَ الْقَوْمُ أَمَّا النَّعْتُ فَوَاللّٰهِ! لَقَدْ أَصَابَ. (رواه أحمد: ٢٨١٥)

آپ کی قوم کو بلاؤں تو ان کے سامنے آپ یہ بات بیان کریں گے جو میرے سامنے بیان کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ابوجہل نے کہا: اے بنوکعب بن لؤی کی جماعت! سب جلدی آؤ پس لوگ آ گئے تو ابوجہل نے کہا: آپ ﷺ نے جو میرے سامنے بیان کیا ہے وہ ان سب کے سامنے بیان کریں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات مجھے لے جایا گیا ہے۔انہوں نے کہا: کہاں تک؟ فرمایا: بیت المقدس تک۔ انہوں نے کہا: صبح کو آپ ﷺ ہمارے درمیان بھی آ گئے؟ فرمایا: ہاں۔تو بعض نے تالیاں بجائیں اور بعض نے تعجب اور تکذیب کے لیے اپنے ہاتھ سر پر رکھ دیئے۔اور انہوں نے کہا: کیا آپ بیت المقدس کی علامات ہم سے بیان کر سکتے ہیں؟ ان میں سے بعض لوگ بیت المقدس کا سفر کر چکے تھے اور مسجد انہوں نے دیکھی ہوئی تھی۔

رسول اللہ ﷺ ان کے سامنے بیان کرتے گئے اور فرمایا: بعض علامات مجھے یاد نہیں تھیں پس مسجد کو میرے سامنے لایا گیا یہاں تک کہ عقیل کے مکان کے قریب رکھا گیا تو میں نے اس کی علامات بیان کر دیں گویا میں اس کی طرف دیکھتا رہا ہوں۔ لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! علامات تو سب ہی درست بتادی ہیں۔'' (احمد، بزار، طبرانی کبیر اور اوسط)

٨٤٤٤ــ عَـنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِفَرَسٍ يَجْعَلُ كُلَّ خُطْوَةٍ مِنْهُ أَقْصَى بَصَرِهِ، فَسَـارَمَعَهُ جِبْرِيْلُ، فَأَتَى عَلَى قَوْمٍ يَزْرَعُوْنَ وَيَحْصُدُوْنَ فِي يَوْمٍ، كُلَّمَا حَصَدُوْا عَادَكَمَا كَـانَ، فَـقَـالَ: يَـا جِبْـرِيْلُ مَنْ هٰؤُلاَءِ؟ قَالَ:

۸۴۴۴۔''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک گھوڑا لایا گیا وہ اپنا قدم وہاں رکھتا جہاں نگاہ پہنچتی تھی، پس آپ ﷺ تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ جبریل علیہ السلام بھی تھے۔آپ ﷺ ایسی قوم پر گذرے جو ایک ہی دن میں بیج بو کر کاٹ لیتے تھے۔جب وہ کاٹتے تو کھیتی

(٨٤٤٤) بزار: ٥٥۔ ورجال موثقون الا ان الربيع بن انس عن ابى العالية او غيره متابعيه مجهول و هيثمى: ٢٣٥.

الْمُجَاهِدُوْنَ تُضَاعَفُ لَهُمُ الْحَسَنَةُ بِسَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ، وَمَا أَنْفَقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ، ثُمَّ أُتِيَ عَلَى قَوْمٍ تُرْضَخُ رُءُوْسُهُمْ بِالصَّخْرِ، كُلَّمَا رُضِخَتْ عَادَتْ كَمَا كَانَتْ، قَالَ مَنْ هٰؤُلاَءِ؟ قَالَ: الَّذِيْنَ تَثَاقَلَتْ رُءُوسُهُمْ عَنِ الصَّلاَةِ، ثُمَّ أُتِيَ عَلَى قَوْمٍ عَلَى أَدْبَارِهِمْ رِقَاعٌ، وَعَلَى أَقْبَالِهِمْ رِقَاعٌ، تَسْرَحُوْنَ كَمَاتَسْرَحُ الأَنْعَامُ إِلَى الضَّرِيْعِ وَالزَّقُّوْمِ وَرَضْفِ جَهَنَّمَ، قَالَ مَنْ هٰؤُلاَءِ؟قَالَ: الَّذِيْنَ لاَ يُؤَدُّوْنَ صَدَقَةَ أَمْوَالِهِمْ، ثُمَّ أُتِيَ عَلَى قَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ لَحْمٌ فِي قِدْرٍنَضِيْجٌ، وَلَحْمٌ آخَرُنِيءٌ خَبِيْثٌ، فَجَعَلُوْا يَأْكُوْنَ الْخَبِيْثَ وَيَدَعُوْنَ النَّضِيْجَ، قَالَ مَنْ هٰؤُلاَءِ؟ قَالَ: الرَّجُلُ مِنْ أُمَّتِكَ يَقُوْمُ مِنْ عِنْدِ امْرَأَتِهِ فَيَأْتِي الْمَرْأَةَ الْخَبِيْثَةَ فَيَبِيْتُ مَعَهَا، وَالْمَرْأَةُ تَقُوْمُ مِنْ عِنْدِ زَوْجِهَا فَتَأْتِي الرَّجُلَ الْخَبِيْثَ فَتَبِيْتُ عِنْدَهُ، ثُمَّ أُتِيَ عَلَى رَجُلٍ قَدْ جَمَعَ حُزْمَةً عَظِيْمَةً لاَيَسْتَطِيْعُ حَمْلَهَا، وَهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يَزِيْدَ عَلَيْهَا، فَقَالَ مَا هٰذَا الرَّجُلُ؟ قَالَ: رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِكَ عَلَيْهِ أَمَانَةُ النَّاسِ لاَيَسْتَطِيْعُ أَدَاءَ هَا وَهُوَ يَزِيْدُ عَلَيْهَا، ثُمَّ أُتِيَ عَلَى قَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ وَأَلْسِنَتُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ حَدِيْدٍ، كُلَّمَاقُرِضَتْ عَادَتْ، قَالَ مَنْ هٰؤُلاَءِ؟ قَالَ خُطَبَاءُ الْفِتْنَةِ، ثُمَّ أُتِيَ عَلَى جَحْرٍ صَغِيْرٍ،

اسی طرح پھر سے کامل ہو جاتی جیسے پہلے تھی پس آپ ﷺ نے پوچھا: اے جبریل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا: یہ مجاہدین ہیں۔ان کا عمل سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے اور یہ جو خرچ کرتے ہیں اس کا بدلے اللہ مزید دیتا ہے۔

پھر آپ ﷺ کا ان لوگوں پر گذر ہوا جن کے سر پتھر مار کر کچلے جاتے تھے اور جب ان کے سر کچلے جاتے تو دوبارہ پہلی حالت پر آجاتے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کون ہیں؟عرض کیا گیا: یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر سجدہ کرنے میں بوجھ محسوس کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ کا ایک قوم پر گذر ہوا ان کی دبر پر بھی نشان تھا اور ان کے آگے کی طرف بھی نشان تھا۔وہ حیوانات کی طرح ضریع اور زقوم کھا رہے تھے اور جہنم کی پیپ کے تالاب پر اُترتے تھے۔ پوچھا: یہ کون ہیں؟ کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ ایک قوم کے پاس سے گذرے جن کے سامنے پکائے گئے تیار گوشت کی ہنڈیا موجود تھی، دوسری جانب ناپاک گوشت موجود تھا تو وہ خبیث گوشت کھاتے اور عمدہ نفیس گوشت چھوڑ دیتے تھے۔ پوچھا: یہ کون ہیں؟ کہا یہ آپ ﷺ کی امت کے مرد ہیں جو اپنی بیوی کے پاس سے اُٹھ کر خبیث عورت کے پاس رات بسر کرتے تھے اور یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے خاوند کے پاس سے اُٹھ کر خبیث مرد کے پاس جاتی اور اس کے پاس ذات بسر کرتی تھیں۔

پھر آپ ﷺ کا ایسے مرد پر گذر ہوا جس نے بہت ساری لکڑیاں جمع کی ہوتی تھیں جو وہ اٹھا نہیں سکتا تھا اور اس کا ارادہ مزید بوجھ بھاری کرنے کا تھا۔ پوچھا: یہ کون ہے؟ عرض کیا: یہ آپ ﷺ کی امت کا وہ مرد ہے جس کے پاس لوگوں کی

يَخْرُجُ مِنْهُ ثَوْرٌ عَظِيْمٌ، فَيُرِيْدُ الثَّوْرُ أَنْ يَدْخُلَ مِنْ حَيْثُ خَرَجَ فَلاَ يَسْتَطِيْعُ، قَالَ مَا هٰذَا؟ قَالَ: الرَّجُلُ يَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ الْعَظِيْمَةِ فَيَنْدَمُ، فَيُرِيْدُ أَنْ يَرُدَّهَا فَلاَ يَسْتَطِيْعُ، ثُمَّ أُتِيَ عَلَى وَادٍ، فَوَجَدَ رِيْحًا طَيِّبَةً وَرِيْحَ مِسْكٍ مَعَ صَوْتٍ، قَالَ مَا هٰذَا؟ قَالَ: صَوْتُ الْجَنَّةِ، تَقُوْلُ: يَا رَبِّ! ائْتِنِي بِأَهْلِي وَبِمَا وَعَدْتَّنِي، فَقَدْ كَثُرَ غَرْسِي وَحَرِيْرِي وَسُنْدُسِي وَاسْتَبْرَقِي وَعَبْقَرِيِّي وَمَرْجَانِي وَفِضَّتِي وَذَهَبِيْ وَأَكْوَابِي وَصِحَافِي وَأَبَارِيْقِيْ وَفَوَاكِهِيْ وَعَسَلِيْ وَثِيَابِيْ وَلَبَنِي وَخَمْرِي ائْتِنِي بِمَا وَعَدْتَّنِي، قَالَ: لَكِ كُلُّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ، وَمُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ، وَمَنْ آمَنَ بِيْ وَبِرُسُلِي، وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَمْ يُشْرِكْ بِي شَيْئًا، وَلَمْ يَتَّخِذْ مِنْ دُوْنِي أَنْدَاداً فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ سَأَلَنِي أَعْطَيْتُهُ، وَمَنْ أَقْرَضَنِي جَزَيْتُهُ، وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَيَّ كَفَيْتُهُ إِنِّي أَنَا اللّٰهُ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ أَنَا، لاَ خُلْفَ لِمِيْعَادِي، قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ، تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ، فَقَالَتْ قَدْ رَضِيْتُ، ثُمَّ أُتِيَ عَلَى وَادٍ فَسَمِعَ صَوْتًا مُنْكَرًا، فَقَالَ مَا هٰذَا؟ قَالَ: صَوْتُ جَهَنَّمَ، تَقُوْلُ يَارَبِّ ائْتِنِي بِأَهْلِي وَبِمَا وَعَدْتَّنِي، فَقَدْ كَثُرَتْ سَلاَسِلِي وَأَغْلاَلِي وَسَعِيْرِي وَحَمِيْمِيْ وَغَسَّاقِي وَغِسْلِيْنِي، وَقَدْ بَعُدَ قَعْرِي وَاشْتَدَّ حَرِّي، ائْتِنِي بِمَا

امانتیں موجود ہیں جن کو وہ ادا کرنے سے قاصر ہے اور وہ مزید امانتوں کی ذمہ داری اپنے ذمہ ڈال رہا ہے۔

پھر آپ ﷺ اس قوم پر سے گذرے جن کے لب اور زبان لوہے کی قینچی سے کاٹے جا رہے ہیں۔ جب ایک دفعہ کٹ تو لب اور زبان پھر پہلے کی طرح ہو جاتے، پوچھا: یہ کون ہیں؟ کہا یہ فتنہ پیدا کرنے والے خطیب ہیں۔

پھر آپ ﷺ ایک بل (سوراخ) پر آئے۔ اس سے ایک بڑا بیل خارج ہو رہا تھا۔ بیل نے پھر اپنی سوراخ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو وہ داخل نہ ہو سکا۔ پوچھا: یہ کیا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: جب ایک مرد بہت بڑی بات کہتا ہے اور پھر اس پر پشیمان ہو جاتا ہے اور اپنے الفاظ واپس لینا چاہتا ہے تو وہ واپس لینے پر قدرت نہیں رکھتا۔ پھر ایک وادی پر پہنچے اور نہایت عمدہ کستوی کی خوشبو محسوس کی اور ساتھ ہی آواز سُنی تو پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ جنت کی آواز ہے وہ کہتی ہے: یا اللہ! میرے اندر رہنے والوں کو داخل کر دو۔ میرے درخت، ریشم، سفید ریشم، زربفتی لباس، میرے قالین، میرے مرجان، میری چاندی اور میرا سونا، میرے کپ، میرے پیالے، میرے آبخورے، میرے پھل، میرا شہد، میرے کپڑے، میرا دودھ، میری شراب الغرض ہر چیز تیار ہے۔ اے اللہ! وہ وعدہ پورا کر جو تو نے میرے ساتھ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تیرے لیے ہر وہ مسلمان مرد اور عورت ہے، مؤمن مرد اور مؤمن عورت ہے جو میرے اُوپر ایمان لایا اور میرے رسول پر اور اس نے نیک اعمال کیے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا اور میرے سوا کسی کو اپنا حاجت روا نہ بنایا تو وہ امن میں ہوگا۔ جو مجھ سے مانگے گا اس کو میں دوں گا

وَعَدْتَّنِی، قَالَ لَكِ كُلُّ مُشْرِكٍ وَمُشْرِكَةٍ، وَخَبِيثٍ وَخَبِيثَةٍ، وَكُلُّ جَبَّارٍ لاَيُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ، قَالَتْ: قَدْ رَضِيْتُ، ثُمَّ سَارَ حَتَّى أَتَى بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَنَزَلَ فَرَبَطَ فَرَسَهُ إِلَى صَخْرَةٍ فَصَلَّى مَعَ الْمَلاَئِكَةِ، فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلاَةَ، قَالُوْا: يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هٰذَا الَّذِی مَعَكَ؟ قَالَ: هٰذَا مُحَمَّدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، قَالُوْا وَقَدْ أُرْسِلَ اِلَيْهِ؟ قَالَ نَعَمْ، قَالُوْا حَيَّاهُ اللّٰهُ مِنْ أَخٍ وَخَلِيْفَةٍ، فَنِعْمَ الْأَخُ وَنِعْمَ الْخَلِيْفَةُ، ثُمَّ لَقُوْا أَرْوَاحَ الأَنْبِيَاءِ فَأَثْنَوْا عَلَى رَبِّهِمْ فَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اتَّخَذَنِی خَلِيْلاً وَآتَانِی مُلْكًا عَظِيْمًا وَجَعَلَنِی أُمَّةً قَانِتًا، وَاصْطَفَانِی بِرِسَالاَتِهِ وَأَنْقَذَنِی مِنَ النَّارِ، وَجَعَلَهَا عَلَیَّ بَرْدًا وَسَلاَمًا، ثُمَّ قَالَ مُوْسٰى: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی كَلَّمَنِی تَكْلِيْمًا وَاصْطَفَانِی، وَأَنْزَلَ عَلَیَّ التَّوْرَاةَ، وَجَعَلَ هَلاَكَ فِرْعَوْنَ وَنَجَاةَ بَنِی اِسْرَائِيْلَ عَلَى يَدِی، وَقَالَ دَاوُدُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی جَعَلَ لِی مُلْكًا وَأَنْزَلَ عَلَیَّ الزَّبُوْرَ، وَأَلاَنَ لِیَ الْحَدِيْدَ، وَسَخَّرَ لِیَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ مَعِیَ وَالطَّيْرَ، وَآتَانِیَ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ، وَقَالَ سُلَيْمَانُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی سَخَّرَ الرِّيَاحَ وَالْجِنَّ وَالإِنْسَ، وَسَخَّرَ لِیَ الشَّيَاطِيْنَ يَعْمَلُوْنَ مَا شِئْتُ مِنْ مَحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ

اور جو مجھے قرض دے گا میں اس کو بدلہ دوں گا اور جو میرے اوپر توکل کرے گا۔ میں اس کے لیے کافی ہوگا۔ میں ہی اللہ ہوں، نہیں کوئی معبود مگر میں ہوں، میرے وعدے کے خلاف نہیں ہوتا۔ ایمان والے کامیاب ہوگئے۔ برکت والا ہے اللہ بہتر پیدا کرنے والا۔ جنت کہتی ہے: میں راضی ہوں۔

پھر آپ ﷺ ایک وادی پر آئے اور آپ نے بری آواز سنی تو دریافت فرمایا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ جہنم کی آواز ہے۔ جہنم کہتی ہے: یا رب! میرے رہنے والے داخل کر دے جن کا تو نے وعدہ کیا ہے۔ میری زنجیر، میرے طوق، میری آگ، میرا گرم پانی، میری پیپ، اور گندگی بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ میری گہرائی زیادہ ہو چکی ہے اور میری گرمی بڑھ چکی ہے پس داخل کر جن کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔

اللہ نے فرمایا: تیرے لیے ہر مشرک مرد اور مشرک عورت ہے، ہر خبیث مرد اور خبیث عورت ہے اور تیرے لیے ہے ہر سرکش جو حساب کے دن پر یقین نہیں رکھتا۔ تو جہنم کہتی ہے: اے ربّ! میں راضی ہوں۔ پھر آپ ﷺ آگے گئے اور بیت المقدس پہنچے اور اُتر کر براق کو پتھر کے ساتھ باندھا اور فرشتوں کے ساتھ نماز ادا کی اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرشتوں نے جبریل علیہ السلام سے کہا: اے جبریل! تیرے ساتھ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ محمد ﷺ ہیں۔ جو سب نبیوں کو ختم کرنے والے (سب سے آخر میں آنے والے) ہیں۔ انہوں نے کہا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا: اللہ ان کو زندہ تابندہ رکھے، بہترین بھائی اور بہترین خلیفہ ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے ملاقات کی تو

وَقُـدُوْرٍ رَاسِيَـاتٍ، وَعَـلَّـمَنِى مَنْطِقَ الطَّيْرِ، وَأَسَـالَ لِـى عَيْنَ الْقِطْرِ، وَأَعْطَانِى مُلْكًا لاَ يَـنْبَـغِـى لِاَحَـدٍ مِنْ بَعْدِى، وَقَالَ عِيْسَى: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِى عَلَّمَنِى التَّوْرَاةَ وَالإِنْجِيْلَ، وَجَـعَلَنِى أُبْرِیءُ الأَكْمَهَ وَالأَبْرَصَ وَأُحْيِ الْـمَوْتٰى بِإِذْنِهِ، وَرَفَعَنِى وَطَهَّرَنِى مِنَ الَّذِيْنَ كَـفَـرُوْا، وَأَعَــاذَنِـى وَأُمِّـى مِنَ الشَّيْطَـانِ الـرَّجِيْمِ، وَلَمْ يَجْعَلْ لِلشَّيْطَانِ عَلَيْنَا سَبِيْلًا، وَقَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: كُلُّكُمْ أَثْنٰى عَلَى رَبِّهِ، وَأَنَا مُثْـنٍ عَـلَـى رَبِّى، الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِى أَرْسَلَنِى رَحْـمَةً لِـلْـعَـالَـمِيْـنَ، وَكَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيْرًا وَنَـذِيْـرًا، وَأَنْـزَلَ عَلَيَّ الْقُرْآنَ فِيْهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَـيْءٍ، وَجَـعَـلَ أُمَّتِـى خَيْـرَ أُمَّةٍ أُخْـرِجَتْ لِـلـنَّاسِ، وَجَعَلَ أُمَّتِى وَسَطًا، وَجَعَلَ أُمَّتِى هُـمُ الأَوَّلُـوْنَ وَهُـمُ الآخِرُوْنَ، وَشَرَحَ لِى صَـدْرِى وَوَضَـعَ عَـنِّـى وِزْرِى، وَرَفَعَ لِى ذِكْـرِى، وَجَـعَـلَـنِـى فَـاتِحًا وَخَاتِمًا، فَقَالَ اِبْـرَاهِيْمُ: بِهٰذَا فَضَّلَكُمْ مُحَمَّدٌ ﷺ، ثُمَّ أُتِىَ بِـآنِيَةٍ ثَلاَثَةٍ مُـغْـطَـاـةٌ، فَدُفِعَ لَهُ إِنَاءٌ فِيْهِ مَاءٌ فَـقِيْـلَ لَـهُ اشْـرَبْ، ثُمَّ دَفَعَ لَهُ آخَرُ فِيْهِ لَبَنٌ، فَشَـرِبَ مِـنْهُ حَتّٰى رَوِىَ، ثُمَّ دُفِعَ لَهُ آخَرُ فِيْهِ خَـمْرٌ، فَقَالَ قَدْ رَوِيْتُ لاَ أَذُوْقُهُ، فَقِيْلَ لَهُ قَدْ أَصَبْـتَ، أَمَــا إِنَّهَـا سَتُحَـرَّمُ عَلَـى أُمَّتِكَ، وَلَـوْ شَـرِبْتَهَا لَمْ يَتَّبِعْكَ مِنْ أُمَّتِكَ إِلاَّ قَلِيْلٌ، ثُمَّ صَعِدَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ بِنَحْوِ حَدِيْثِ قَتَادَةَ

انہوں نے اپنے ربّ کی صفت وثنا بیان کی۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا: سب تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے اپنا خلیل بنایا اور مجھے بہت بڑی بادشاہت عطا کی اور مجھ اکیلے کو فرمانبردار جماعت قرار دیا، مجھے اپنی رسالت اور پیغام رسانی کے لیے منتخب کیا، مجھے آگ سے بچایا اور اس کو میرے اوپر ٹھنڈی اور سلامتی والی بنا دیا۔

پھر موسیٰ علیہ السلام نے گفتگو کی: تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھ سے کلام کیا اور مجھے برگزیدہ بنایا اور میرے اوپر تورات نازل کی اور فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ پر رکھی۔

داؤد علیہ السلام نے کہا: تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے بادشاہت عطا کی، میرے اوپر زبور نازل کی، میرے لیے لوہا نرم کیا اور میرے لیے پہاڑ مسخر کر دیے جو میرے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے اور پرندے بھی، اور مجھے حکمت عطا کی، فیصلہ کن خطاب کی توفیق بخشی اور سلیمان علیہ السلام نے کہا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے میرے لیے ہوا، جن اور انسان فرمانبردار اور مسخر کر دیے۔ اور شیاطین مسخر کیے کہ میں جو چاہتا کام لیتا۔ محراب، تصاویر، صحنک، تالاب کے مثل اور دیگ اور ہنڈیاں جو ایک جگہ رکھی جاتیں، بناتے تھے۔ اور مجھے پرندوں کی بولیاں سکھا دیں اور میرے لیے تانبے کے چشمے بہا دیے اور مجھے وہ ملک وبادشاہی عطا کی جو میرے بعد کسی کے لیے مناسب نہیں رکھی۔

پھر عیسیٰ علیہ السلام نے گفتگو کی: تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے تورات اور انجیل سکھائی اور بنا دیا درست کرنے والا پیدائشی اندھے کو اور برص والے کو اور میں اس کے حکم سے

اِلَّاأَنَّـهُ قَـالَ فِـي آدَمَ عَنْ يَمِيْنِهِ بَابٌ تَخْرُجُ مِنْهُ رِيْحٌ طَيِّبَةٌ، وَعَنْ شِمَالِهِ بَابٌ تَخْرُجُ مِنْهُ رِيْـحٌ خَبِيْثَةٌ، إِذَا نَـظَـرَإِلَى الْبَابِ الَّذِى عَنْ يَمِيْنِهِ ضَحِكَ، وَإِلَى الَّذِى عَنْ يَسَارِهِ بَكَى، فَـقَـالَ: يَـا جِبْـرِيْلُ مَا هٰذَا؟ قَالَ: أَبُوْكَ آدَمُ وَهٰـذَا الْبَـابُ الَّـذِى عَنْ يَمِيْنِهِ بَابُ الْجَنَّةِ، وَإِذَا رَآى مَـنْ يَـدْخُـلُـهُ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَـظَرَإِلَى الْبَابِ الَّذِى عَنْ شِمَالِهِ بَابُ جَهَـنَّـمَ وَمَنْ يَدْخُلُهُ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ بَكَى، وَقَالَ فِـي اِبْـرَاهِيْـمَ: فَـإِذَا هُوَبِرَجُلٍ أَشْمَطُ عَلَى كُـرْسِـيٍّ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ، وَعِنْدَهُ قَوْمٌ سُوْدُ الْـوُجُـوْهِ، يَـعْـنِى بَعْضُهُمْ، فَقَامُوْا فَدَخَلُوْا نَهْرًا يُقَالُ لَهُ نِعْمَةُ اللّٰهِ، فَاغْتَسَلُوْا فَخَرَجُوْا، وَقَدْخَلَّصَ مِنْ أَلْوَانِهِمْ شَيْءٌ، فَدَخَلُوْا نَهْرًا آخَرَيُقَالُ لَهُ رَحْمَةُ اللّٰهِ، فَاغْتَسَلُوْا فَخَرَجُوْا وَقَـدْ خَـلَّـصَ مِـنْ أَلْوَانِهِمْ شَيْءٌ، فَدَخَلُوْا نَهْـرًا آخَـرَفَـذٰلِكَ قَـوْلُـهُ﴿وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَـرَابًـا طَهُـوْرًا﴾ فَـخَـرَجُوْا، وَقَدْ خَلَّصَ أَلْـوَانُهُـمْ مِـنْ أَلْـوَان أَصْـحَـابِهِمْ، فَقَالَ يَا جِبْـرِيْـلُ! مَـا هٰذَا؟ قَالَ: أَبُوْكَ اِبْرَاهِيْمُ أَوَّلُ مَـنْ شَـمَـطَ عَلَى الأَرْضِ، وَهٰؤُلاَءِ الْبِيْضُ الْـوُجُـوْهِ، قَـوْمٌ لَـمْ يَلْبَسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ، وَهٰـؤُلاَءِ قَـدْ خَـلَـطُـوْا عَـمَلاًصَـالِـحًـا وَآخَـرَسَيِّـئًـا، تَـابُـوْا فَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ مَـضَى إِلَى السِّدْرَةِ يَخْرُجُ مِنْ أَصْلِهَا أَنْهَارٌ

مردے زندہ کرتا تھا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے ”آسمانوں پر“ اُٹھایا اور مجھے ان لوگوں کے طعنوں سے پاک کیا جو کافر تھے اور مجھے اور میری ماں کو شیطان مردود کے شر سے محفوظ رکھا اور شیطان کو ہمارے اوپر کوئی راہ نہیں دی۔

محمد ﷺ نے فرمایا: تم سب نے اپنے رب کی تعریف کی ہے اور میں بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرتا ہوں۔ تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کی ہیں جس نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث کیا ہے، تمام انسانوں کے لیے خوشخبری دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، میرے اوپر قرآن نازل کیا ہے جس میں ہر چیز کا بیان موجود ہے، میری امت کو سب امتوں سے بہتر امت قرار دیا ہے جو تمام انسانوں کے لیے مبعوث کی گئی ہے، میری امت کو بہترین امت بنایا ہے، میری امت جنت میں سب سے پہلے داخل ہوگی، حالانکہ دنیا میں وہ سب سے آخری امت بھی بنایا ہے اور میرا سینہ کھول دیا اور میرا بوجھ اُتار دیا اور میرا ذکر بلند کر دیا اور مجھے فاتح بنایا اور مجھے نبیوں کو ختم کرنے والا بنایا۔

پس ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ان عنایات ربانی کی وجہ سے تم پر محمد ﷺ فضیلت لے گئے ہیں۔ اس کے بعد تین سر پوش برتن لائے گئے اور کہا گیا: اس میں پانی ہے پی لو، پھر دوسرا برتن دیا گیا جس میں دودھ تھا پس اس سے آپ ﷺ نے سیر ہو کر پیا: پھر آپ ﷺ کو ایک برتن دیا گیا اور اس میں شراب تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں سیر ہو چکا ہوں اس کو نہیں چکھوں گا۔ تو آپ ﷺ کو کہا گیا: آپ نے ٹھیک کیا ہے۔ اس کو عنقریب آپ کی امت پر حرام کر دیا جائے گا اور اگر آپ پیتے تو آپ کی امت آپ کی پیروی بہت کم کرتی

مِنْ مَاءٍ غَيْرَ آسِنٍ، وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ، وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةَ لِلشَّارِبِيْنَ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى، وَهِيَ شَجَرَةٌ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا سَبْعِيْنَ عَاماً، وَإِنَّ وَرَقَةً مِنْهَا مُظِلَّةُ الْخَلْقِ، فَغَشِيَهَا نُوْرٌ وَغَشِيَتْهَا الْمَلائِكَةُ، وَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى﴾، فَقَالَ لَهُ تَعَالٰى: سَلْ، فَقَالَ: إِنَّكَ اتَّخَذْتَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلاً وَكَلَّمْتَ مُوْسَى تَكْلِيْمًا، وَأَعْطَيْتَ دَاوُدَ مُلْكًا عَظِيْمًا، وَأَلَنْتَ لَهُ الْحَدِيْدَ، وَسَخَّرْتَ لَهُ الْجِبَالَ، وَأَعْطَيْتَ سُلَيْمَانَ مُلْكًا عَظِيْمًا، وَسَخَّرْتَ لَهُ الْجِنَّ وَالإِنْسَ وَالشَّيَاطِيْنَ وَالرِّيَاحَ، وَعَلَّمْتَ عِيْسَى التَّوْرَاةَ وَالانْجِيْلَ وَجَعَلْتَهُ يُبْرِىءُ الأَكْمَهَ وَالأَبْرَصَ، فَقَالَ تَعَالَى قَدِ اتَّخَذْتُكَ خَلِيْلاً، وَمَكْتُوْبٌ فِي التَّوَارَاةِ: مُحَمَّدٌ حَبِيْبُ الرَّحْمٰنِ، وَأَرْسَلْتُهُ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً، وَجَعَلْتُ أُمَّتَكَ الأَوَّلِيْنَ وَالآخِرِيْنَ، وَلاَ تَجُوْزُ لَهُمْ خُطْبَةٌ حَتَّى يَشْهَدُوْا أَنَّكَ عَبْدِي وَرَسُوْلِي، وَجَعَلْتُكَ أَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ خَلْقًا وَآخِرَهُمْ بَعْثًا، وَأَعْطَيْتُكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَلَمْ أُعْطِهَا نَبِيًّا قَبْلَكَ، وَأَعْطَيْتُكَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ لَمْ أُعْطِهَا نَبِيًّا قَبْلَكَ وَجَعَلْتُكَ فَاتِحًا وَخَاتِماً، ثُمَّ ذَكَرَ فَرْضَ الصَّلاةِ وَمُرَاجَعَةَ مُوْسٰى، فَحَطَّ عَشْرًا ثُمَّ عَشْرًا ثُمَّ عَشْرًا ثُمَّ

پھر آپ ﷺ کو آسمانوں کی طرف اُٹھایا گیا مثل حدیث قتادہ (۸۴۳۶) مگر اس روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام کے دائیں طرف ایک دروازہ ہے جس سے عمدہ خوشبو مہک رہی تھی اور اس کے بائیں طرف دروازہ ہے جس سے خبیث بدبو اُٹھ رہی تھی۔ جب وہ دائیں طرف کے دروازے کی طرف دیکھتے تو ہنس دیتے اور بائیں طرف والے کو دیکھتے تو رو دیتے پس آپ ﷺ نے فرمایا: اے جبریل علیہ السلام یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ آپ کا باپ آدم علیہ السلام ہے۔ ان کے دائیں طرف کا جنت کا دروازہ ہے اور جب اس سے اپنی اولاد داخل ہوتے دیکھتے ہیں تو ہنس دیتے ہیں اور جب بائیں طرف کے جہنم کے دروازے کو دیکھتے ہیں اور ان لوگوں کو دیکھتے ہیں جو ان کی اولاد میں سے ہیں اور جہنم میں داخل ہوتے ہیں تو روتے ہیں۔

اور فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام جنت کے دروازے پر کرسی پر بیٹھے ہیں اور ان کے پاس کچھ لوگ سیاہ چہروں والے آتے ہیں اور پھر وہ ایک نہر میں داخل ہوتے ہیں جس کو ''نعمت اللہ'' اللہ کی نعمت کہا جاتا ہے اور وہ اس میں غسل کر کے نکلتے ہیں تو ان کا رنگ ایک گونا درست ہو جاتا ہے پھر وہ دوسری نہر میں داخل ہوتے ہیں اور یہ تفسیر ہے اللہ کے قول کی: ''اور ان کے ربّ نے انہیں پاکیزہ پانی پلایا''، جب اس نہر سے باہر آئے تو ان کے رنگ دیگر اہل جنت کی مانند صاف شفاف ہو گئے۔ آپ ﷺ نے سوال کیا: اے جبریل علیہ السلام یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ آپ کا باپ ابراہیم علیہ السلام ہے جو سب سے پہلے زمین پر بیٹھا ہے اور یہ سفید چہروں والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا، اور یہ دوسرے وہ لوگ تھے جنہوں نے نیک اور بداعمال ملے جلے کیے ہیں پھر توبہ کی تو اللہ نے

عَشْراً ثُمَّ خَمْساً . (رواه البزار: ٥٥) توبہ قبول فرمائی۔ فللّٰہ الحمد!

پھر سدرہ المنتھیٰ پر گئے اور اس کی جڑ سے دریا نکل رہے ہیں۔ایک وہ دریا جس کا پانی باسی نہیں ہوتا، اور ایک دریا دودھ کا ہے جس کا ذائقہ تبدیل نہیں ہوتا، اور ایک دریا شراب کا جو پینے والوں کے لیے انتہائی لذیذ ہے،اور ایک دریا صاف شفاف شہد کا ہے۔سدرہ وہ درخت ہے جس کے سائے تلے سوار ستر سال تک چلتا رہے تو ختم نہ ہو اور اس کا ایک پتہ ایک مخلوق کو ڈھانپ سکتا ہے۔اس کو نور نے ڈھانپ لیا تھا اور اس پر فرشتوں کا ہجوم تھا۔یہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں مذکور ہے: ''جب ڈھانپا سدرہ کو جس چیز نے ڈھانپا'' اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! ﷺ مانگو جو مانگنا ہے۔تو آپ ﷺ نے دعا کی: یا اللہ! تو نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور داؤد علیہ السلام کو ملک عظیم عطا کیا اور لوہا اس کے لیے نرم کر دیا اور اس کے ساتھ پہاڑ مسخر کر دیئے اور سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم دیا اور اس کے لیے جن انسان اور شیاطین سب مسخر کر دیئے اور ہوائیں بھی مسخر کر دیں اور تو نے عیسیٰ علیہ السلام کو تورات اور انجیل سکھائی اور اس کے ہاتھ پر پیدائشی اندھے اور برص والے مریض درست کر دیئے۔

پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے آپ کو بھی خلیل بنایا ہے، اور تورات میں لکھا ہے: ''محمد رحمٰن کا حبیب ہے اور میں نے تجھے تمام انسانوں کے لیے مبعوث فرمایا ہے اور میں نے تیری امت کو پہلی اور آخری امت قرار دیا ہے،اور ان کا خطبہ جائز نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ تو اے محمد میرا بندہ اور میرا رسول ہے اور تخلیق میں تجھے میں نے سب سے پہلے پیدا کیا ہے۔اور تجھے میں نے سب سے آخر میں مبعوث کیا ہے،اور میں نے تجھے وہ سات بار بار لوٹائی جانے والی آیات دی ہیں جو کسی نبی کو تجھ سے پہلے نہیں دیں۔'' اور سورت البقراہ کی آخری دو آیات دی ہیں جو عرش کے نیچے کا خزانہ ہیں وہ تجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں اور میں نے فاتح بنایا ہے،اور خاتم قرار دیا ہے۔پھر نمازوں کی فرضیت اور موسیٰ علیہ السلام کا لوٹانا اور پھر دس اور دس پھر دس اور دس اور پھر پانچ نمازوں کی تخفیف کا ذکر ہے۔'' (البزار)

٨٤٤٥۔ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ: قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ أُسْرِيَ بِكَ، قَالَ: صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي الْعَتَمَةَ بِمَكَّةَ مُعْتِمًا فَأَتَانِي جِبْرِيْلُ بِدَابَّةٍ بَيْضَاءَ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ، فَاسْتَصْعَبَ عَلَيَّ، فَأَدَارَهَا بِأُذْنِهَا حَتَّى حَمَلَنِي عَلَيْهَا، فَانْطَلَقْتُ حَتَّى انْتَهَيْنَا

٨٤٤٥۔''سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ کو معراج کیسے کرائی گئی، فرمایا: میں نے مکہ میں نے اپنے اصحاب کو عشاء کی نماز پڑھائی، پھر میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور سفید حیوان جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا ساتھ لائے۔اس پر میرے لیے سوار ہونا مشکل تھا، پس جبریل علیہ السلام نے اس کو کان سے پکڑ کر گھمایا

(٨٤٤٥) بزار، طبرانی کبیر، الا ان الطبرانی قال فیه قد احذ صاحبك الفطرة وانه لمهدی وقال فی وصف جهنم کیف وجدتها مثل الحمة السخنة، وفیه، اسحق بن ابراهیم بن العلاء وثقة یحییٰ بن معین وضعفه النسائی و هیثمی: ٢٣٦.

إِلَى أَرْضٍ ذَاتِ نَخْلٍ، قَالَ انْزِلْ فَنَزَلْتُ، ثُمَّ قَالَ صَلِّ فَصَلَّيْتُ، قَالَ لِي: أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ؟ قُلْتُ: اللّٰهُ أَعْلَمُ، قَالَ صَلَّيْتَ بِيَثْرِبَ، ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى بَلَغْنَا أَرْضًا بَيْضَاءَ، قَالَ لِي أَنْزِلْ فَنَزَلْتُ، ثُمَّ قَالِي صَلِّ فَصَلَّيْتُ، ثُمَّ رَكِبْنَا، قَالَ أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ؟ قُلْتُ: اللّٰهُ أَعْلَمُ، قَالَ صَلَّيْتَ بِمَدْيَنَ، صَلَّيْتَ عِنْدَ شَجَرَةِ مُوْسٰى، ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى قَالَ أَنْزِلْ فَنَزَلْتُ، فَقَالَ صَلِّ فَصَلَّيْتُ، ثُمَّ رَكِبْنَا، فَقَالَ أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ؟ قُلْتُ اللّٰهُ أَعْلَمُ، قَالَ صَلَّيْتَ بِبَيْتِ لَحْمٍ حَيْثُ وُلِدَ عِيْسَى، ثُمَّ انْطَلَقَ بِنَا حَتَّى دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ فَأَتَى قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ فَرَبَطَ دَابَّتَهُ وَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَصَلَّيْتُ ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَائَيْنِ بِنَحْوِهِ . وَفِيْهِ: ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّى أَتَيْتُ الْوَادِيَ الَّذِي بِالْمَدِيْنَةِ، فَإِذَا جَهَنَّمُ تَنْكَشِفُ عَنْ مِثْلِ الزَّرَابِي، قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ وَجَدْتَهَا، قَالَ: مِثْلَ، وَذَكَرَ شَيْئًا ذَهَبَ عَنِّي، ثُمَّ مَرَرْنَا بِعِيْرٍ لِقُرَيْشٍ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا قَدْ: أَضَلُّوا بَعِيْرًا لَهُمْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: هٰذَا صَوْتُ مُحَمَّدٍ، ثُمَّ أَتَيْتُ أَصْحَابِي قَبْلَ الصُّبْحِ بِمَكَّةَ، فَأَتَانِي أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيْنَ كُنْتَ اللَّيْلَةَ؟ قَدِ الْتَمَسْتُكَ فِي مَكَانِكَ فَلَمْ أَجِدْكَ، قَالَ: أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ اللَّيْلَةَ،

اور پھر مجھے سوار کیا اور وہ مجھے لے کر چل دیا اور ہم نخلستان میں پہنچ گئے تو انہوں نے کہا: اُتر کر نماز پڑھو۔ میں نے نماز پڑھی اور پھر سوار ہو کر چل دیئے۔ انہوں نے کہا: معلوم ہے تم نے نماز کس جگہ پڑھی ہے؟ میں نے کہا: اللہ کو خوب علم ہے، انہوں نے کہا: یثرب میں پڑھی ہے۔ پھر سفید زمین پر پہنچے اور انہوں نے کہا: اُتر کر نماز پڑھو تو میں نے نماز پڑھی پھر ہم سوار ہو گئے اور انہوں نے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ تم نے نماز کہاں پڑھی ہے؟ میں نے کہا: واللہ اعلم۔ انہوں نے کہا: مدین میں موسیٰ علیہ السلام کے درخت کے پاس! ہم آگے گئے اور انہوں نے اتارا اور میں اُترا اور انہوں نے کہا: نماز پڑھو تو میں نے نماز پڑھی۔ ہم سوار ہو کر چلنے لگے تو انہوں نے کہا: تمہیں علم ہے کہ تم نے نماز کس جگہ پڑھی ہے؟ میں نے کہا: اللہ کو بہتر علم ہے۔ انہوں نے کہا بیتِ لحم میں جہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں۔ پھر ہم جا کر شہر میں داخل ہوئے اور مسجد کے قبلہ کی طرف جا کر انہوں نے سواری کو باندھ دیا اور مسجد میں داخل ہوا اور میں نے نماز پڑھی۔ پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے۔ مثل سابقہ روایات کے ہے۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ پھر ہم اس وادی میں آئے جو مدینہ میں ہے اور اس جگہ میرے سامنے جہنم کو قالین کی مانند بچھا یا ہوا مکشوف کیا گیا۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیسا پایا؟ فرمایا: اس طرح۔ راوی نے کہا: مجھے یہ یاد نہیں رہا۔ پھر ہم قریش کے قافلے کے قریب سے گذرے اور وہ فلاں جگہ تھا۔ ان کا ایک اونٹ گم ہوا تھا، میں نے ان کو سلام کہا تو انہوں نے آپس میں کہا: یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آ رہی ہے، پھر فجر سے پہلے مکہ آ گئے اور اپنے اصحاب سے آ ملے۔

میرے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ!

قَـالَ: يَـارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهُ مَسِيْرَةُ شَهْرٍ فَصِفْهُ لِـی' فَـفَـتَـحَ لِـی شِـرَاكٌ كَـأَنِّـی أَنْظُرُ اِلَيْـهِ' لاَيَسْـأَلُوْنِی عَنْ شَیْءٍ اِلاَّ أَنْبَأْتُهُمْ عَنْهُ' فَقَالَ أَبُـوْبَـكْـرٍ: أَشْهَـدُ أَنَّكَ رَسُـوْلُ اللّٰـهِ' فَقَالَ الْـمُشْـرِكُـوْنَ: اُنْـظُـرُوْا اِلَی ابْنَ أَبِی كَبْشَةَ يَزْعَمُ أَنَّهُ أَتَی بَيْتَ الْمَقْدِسِ اللَّيْلَةَ' قَالَ نَعَمْ وَلَـقَـدْ مَـرَرْتُ بِعِيْرٍلَكُمْ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا' وَقَـدْ أَضَـلُّـوْا بَعِيْرًالَهُمْ' وَأَنَا مُسِيْرُهُمْ لَكُمْ يَنْزِلُوْنَ بِكَذَا' ثُمَّ يَأْتُوْنَكُمْ يَوْمَ كَذَا' يَقْدُمُهُمْ جَـمَـلٌ عَـلَيْـهِ مَسَـحَ أَسْـوَدُ وَغَـرَارَتَـانِ سَـوْدَاوَانِ' فَـلَـمَّـا كَانَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ أَشْرَفَ الـنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ حَتّٰی كَانَ قَرِيبًا مِنْ نِصْفِ الـنَّهَـارِ' أَقْبَلَتِ الْعِيْرُ يَقْدُمُهُمْ ذٰلِكَ الْجَمَلَ الَّذِی وَصَفَ ﷺ. (رواه البـزار الطبراني في والكبير بلين)

آپ ﷺ آج رات کہاں تھے؟ میں نے آپ ﷺ کی جگہ پر تلاش کیا تھا اور آپ نہیں تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا: میں آج رات بیت المقدس گیا تھا، انہوں نے کہا: یارسول اللہ وہ ایک ماہ کی مسافت پر ہے آپ ﷺ اس کی علامات بیان کریں۔تو میرے لیے اس کو مکشوف کیا گیا گویا میں اس کو آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ وہ مجھ سے جو پوچھتے میں بتا دیتا پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔مشرکین نے کہا: ابن ابی کبشہ کو تو دیکھو!وہ کہتے ہیں میں راتوں رات بیت المقدس گیا اور واپس بھی آ گیا جب کہ وہ ایک مہینے کی مسافت پر واقع ہے۔فرمایا: ہاں بات یہ ہے کہ میں گیا بھی اور آیا بھی اور تمہارا فلاں قافلہ فلاں جگہ تھا اور یہ بھی بتائے دیتا ہوں کہ وہ فلاں جگہ ٹھہریں گے اور وہ فلاں دن تمہارے پاس آئیں گے اور سب سے آگے وہ اونٹ ہوگا جس پر سیاہ کمبل ہوگا اور اس پر دو سیاہ بورے ہوں گے۔
جب وہ دن آیا تو لوگ قافلہ دیکھنے کے لیے آئے اور دن کا نصف وقت آیا تو قافلہ آ گیا اور اس میں سب سے آگے وہی اونٹ تھا جس کو آپ ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔'' (البزار، المعجم الکبیر سند کمزور ہے)

٨٤٤٦ــــ إِنَّ الْبُـرَاقَ إِذَا أَتَـی عَـلَـی جَبَلٍ ارْتَـفَـعَتْ رِجْلَاهُ' وَإِذَا هَبَطَ ارْتَفَعَتْ يَدَاهُ' وَإِنَّـهُ ﷺ صَـلَّـی بِـالأَنْبِيَـاءِ فِـی بَيْـتِ الْمَقْدِسِ. (رواه البزار)

۸۴۴۶۔ ''البزار، الموصلی اور الکبیر کی روایت میں ہے کہ براق پہاڑ پر چڑھنے لگتا تو اس کے پاؤں طویل ہو جاتے اور جب اترائی پر چلنے لگتا تو اس کے ہاتھ (اگلے پاؤں) طویل ہو جاتے اور یہ کہ آپ ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کو بیت المقدس میں نماز پڑھائی۔''

٨٤٤٧ـ عَنْ أَنَسٍ' رَفَعَهُ: بَيْنَا أَنَا قَاعِدٌ إِذْجَاءَ

۸۴۴۷۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''اس

(٨٤٤٧) بزار، طبراني اوسط، رجاله رجال الصحيح و هيثمی: ٢٣٨.

جِبْـرِيْلُ فَوكَزَبَيْنَ كَتِفِي، فَقُمْتُ إِلَى شَجَرَةٍ فِيْهَـا كـوكـرى الـطَّيْـرِ، فَقَعَدَ فِي أَحَدِهِمَا وَقَعَدْتُ فِي الآخَرَ، فَنِمْتُ، وَارْتَفَعْتُ حَتَّى سَدَّتِ الْخَافِقِيْنَ، وَأَنَا أَقْلَبَ طَرَفِي، وَلَوْشِئْتُ أَنْ أَمُسَّ السَّمَاءَ لَمَسَسْتُ، فَالْتَفَتُّ اِلَى جِبْرِيْلَ كَأَنَّهُ حَلَسَ لَاطَيءٌ، فَعَرَفْتُ فَضَلَ عِلْمِهِ بِاللّٰهِ عَلَى، وَفَتْح بَابِ مِنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ، وَرَأَيْتُ النُّوْرَالأَعْظَمَ، وَإِذَا دُوْنَ الْحِجَابُ رَفْرَفَةُ الدُّرُّوَالْيَاقُوْتُ، فَأَوْحَى إِلَيَّ مَا شَاءَ أَنْ يُوْحَى . (رواه البزاروالأوسط)

دوران کہ ایک مرتبہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ جبریل علیہ السلام آئے اور میرے دوشانوں کے درمیان ہاتھ رکھا تو میں اُٹھا اور ہم ایک درخت کے پاس گئے۔ اس کے ساتھ پرندے کے گھونسلے کی مانند بنائی گئی جگہ تھی ایک میں میں بیٹھا اور ایک میں جبریل علیہ السلام بیٹھے پس میں سویا رہا، درخت بلند ہوا اور آسمان کے کنارے اس نے ڈھانپ دیئے۔ میں نے نظر دوڑا کر دیکھا۔ اگر میں چاہتا تو آسمان کو ہاتھ لگا سکتا تھا۔
میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا تو وہ گویا خوف کے مارے زمین کی طرف جھک کر چمٹ رہے تھے تو مجھے اپنے اوپر ان کی فضیلت ظاہر ہوئی کہ ان کو اللہ کی معرفت کس قدر ہے آسمان کا ایک باب اس کے ابواب میں سے کھولا گیا تو میں نے نورِ اعظم کو دیکھا اور حجاب سے پہلے ایک تخت رکھا تھا، جو موتی اور یاقوت سے بنایا گیا تھا، پس میری طرف وحی کی گئی جو بھی وحی کی گئی۔" (البزار، الاوسط)

شرح: ......(۱)......معراج کے وقت کے متعلق اندازہ یہی ہے کہ یہ آپ ﷺ کی ہجرت سے تقریباً ایک سال پہلے ہوئی اور علامہ منصور پوری رحمہ اللہ کے نزدیک (۲۷) رجب تھی۔ (رحمۃ للعالمین)

(۲)...... حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح قول کے مطابق رسول اللہ ﷺ کو آپ کے جسم مبارک سمیت براق پر سوار کر کے حضرت جبریل علیہ السلام کی معیت میں مسجد حرام سے بیت المقدس تک سیر کرائی گئی (اسے اسراء کہتے ہیں) اور وہاں اتر کر آپ نے انبیائے کرام علیہم السلام کی امامت کرائی اور براق کو مسجد اقصیٰ کے دروازے پر باندھ دیا اور بیت المقدس سے آسمان تک گئے۔ (اسے معراج کہتے ہیں)۔ (زادالمعاد: ۲/ ۴۷)

(۳)......ایک بات یہ بھی وضاحت طلب ہے کہ نبی ﷺ نے اللہ پاک کو دیکھا ہے یا نہیں دیکھا۔

صحیح بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نبی ﷺ نے نہیں دیکھا اور سورت نجم میں جو آتا ہے کہ دو کمان کا فاصلہ تھا۔ یہ سیدنا جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی حالت میں دیکھنے کا ذکر ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو اصلی حالت میں دو مرتبہ دیکھا ہے، ایک مرتبہ زمین پر اور ایک مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ پر جس کا ذکر سورت نجم میں ہوا۔ (زادالمعاد: ۲/ ۴۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مسروق رحمہ اللہ نے پوچھا تھا کہ کیا آپ ﷺ نے معراج کی رات اللہ کو دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا: تیری بات سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔ جو کہتا ہے کہ آپ نے اللہ کو دیکھا تھا وہ ایک جھوٹا

ہے۔ (بخاری: ۱/ ۴۵۵)

(۴)...... نبی کریم ﷺ نے حالت بیداری میں اور ذاتی آنکھوں سے معراج کی ہے یہ خواب میں نہ تھا۔

(۵)...... ان مذکورہ احادیث میں جو آپ ﷺ نے نشانیاں دیکھی تھیں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ اصل مقصد معراج یہی تھا۔ آپ ﷺ کو جو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے صدمہ ہوا تھا اور دوسری جانب مخالفوں نے جو دلآزار کاروائیاں شروع کر رکھی تھیں ان کی مرہم کے لیے معراج کرائی گئی اور اس کا دوسرا اہم مقصد یہی تھا کہ آپ کو آسمانوں کی بلندی پر بلا کر یہ عبرت ناک اور دلکش مناظر دکھائے جائیں تا کہ آپ امت کو یقین دلا کر ان سے خبردار کریں۔

(۶)...... اس میں اختلاف ہے کہ انبیاء کی امامت واپس آتے تھی یا جاتے ہوئے تھی۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ بیت المقدس میں جاتے ہوئے تحیۃ المسجد پڑھے تھے۔ جماعت آپ نے آتے ہوئے کی ہے اور یہ بھی اختلاف ہے کہ شراب اور دودھ وغیرہ جاتے ہوئے پیش ہوا یا آتے ہوئے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بھی آتے جاتے پیش ہوا جیسا کہ مہمان کو آتے جاتے میزبانی پیش کی جاتی ہے۔

(۷)...... اس پر مخالفوں نے طوفان بدتمیزی برپا تو کیا مگر اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس آپ کے سامنے پیش کر کے ان کے منہ بند کر دیئے۔ آپ نے سب اعتراضات کے تسلی بخش جواب دیئے۔ اس بارے میں سورت اسراء کے شروع میں اور سورت نجم کی ابتدائی دس بارہ آیات میں اشارہ دیا ہے اور ان احادیث میں اسی کی تفصیل ہے۔ مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ نے نہایت موزوں لکھا ہے۔ معراج کے فلسفہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اب وقت آگیا ہے کہ روحانی قیادت ایک امت سے دوسری امت کو منتقل کر دی جائے۔ یعنی ایک ایسی امت سے جس کی تاریخ غدر و خیانت اور ظلم و بدکاری سے بھری ہوئی ہے۔ یہ قیادت چھین کر ایسی امت کے حوالے کر دی جائے جس سے نیکیوں اور بھلائیوں کے چشمے پھوٹیں گے اور جس کا پیغمبر ﷺ سب سے زیادہ درست راہ بتانے والے قرآن کی وحی سے بہرہ ور ہے۔ (الرحیق: ۲۰۳)

من أخباره ﷺ بالمغيبات

رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ غیبی خبریں

٨٤٤٨۔ عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلاَكِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلاَقَيْصَرَبَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَتُنْفِقُنَّ كُنُوْزَهُمَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. (رواه البخاري: ٣١٢١)

۸۴۴۸۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! تم ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کروگے۔“ (الشیخان)

(٨٤٤٨) بخاری: ٣١٢١۔ مسلم: ٢٩١٨۔ احمد: ٢٠٤٣٣.

شرح:......اس کے خزانے مال غنیمت میں خرچ ہوئے تھے۔ (فتح الباری: ۶/ ۲۲۱)

کسریٰ فارس کے ہر بادشاہ کا لقب ہوتا تھا اور روم کے ہر بادشاہ کا نام قیصر ہوتا تھا۔ نبی ﷺ کے اس فرمان کا پس منظر یہ ہے کہ قریش کے لوگ شام اور عراق میں تجارت کے لیے جاتے تھے۔ جب قریش کے لوگ مسلمان ہوئے تو انہیں یہ خوف لاحق ہوا کہ اب ان کا یہ سفر تجارت نہ ہو سکے گا کیونکہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ اب یہ قیصر و کسریٰ کافر ہیں، ہمیں ادھر آنے کی اجازت نہ دیں گے۔ تو نبی ﷺ نے انہیں خوشخبری دی کہ ان دونوں کا ملک عنقریب زوال پذیر ہوگا اور تم ان کے خزانے مال غنیمت کے طور پر حاصل کر کے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اور ایسا ہی ہوا تھا۔

(فتح الباری: ۶/ ۶۲۶)

٨٤٤٩ــ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ أَتَاهُ آخَرُ فَشَكَا إِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيْلِ، فَقَالَ: يَا عَدِيُّ! هَلْ رَأَيْتَ الْحِيْرَةَ؟ قُلْتُ: لَمْ أَرَهَا وَقَدْ أُنْبِئْتُ عَنْهَا، قَالَ: فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتَّى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لاَ تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ قُلْتُ: فِيْمَا بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِي فَأَيْنَ دُعَّارُطَيِّءٍ الَّذِيْنَ قَدْ سَعَّرُوْا الْبِلاَدَ، وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوْزُكِسْرَى، قُلْتُ: كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ؟ قَالَ: كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ، وَلَئِن طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْفِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلاَ يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ، وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ فَلَيَقُوْلَنَّ لَهُ أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ

۸۴۴۹۔ ''سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا کہ اتنے میں ایک مرد نے حاضر ہوکر نبی کریم ﷺ کے پاس فقر و فاقہ کی شکایت کی۔ پھر دوسرا آیا اور اس نے راستے میں لوٹ مار جانے کی شکایت کی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے عدی! کیا تو نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی: میں نے تو نہیں دیکھا۔ مگر مجھے اس کی خبر دی گئی ہے۔ فرمایا: اگر تیری عمر طویل ہوئی تو ایک اونٹنی پر سوار عورت کو دیکھے گا وہ مقام حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کرے گی اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گی۔ میں نے اپنے دل میں کہا: میری برادری بنو طے کے ڈاکو اس وقت کہاں ہوں گے جنہوں نے شہروں میں لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ فرمایا: اگر تیری عمر طویل ہوگئی تو کسری کے خزانے مفتوح ہوں گے۔ میں نے کہا: کسریٰ بن ہرمز؟ فرمایا: ہاں کسری بن ہرمز۔ اور اگر تیری زندگی طویل ہوئی تو تو ایک مرد کو مٹھی بھر کر چاندی یا سونے کے گھر سے نکلتے دیکھے گا اور وہ تلاش کرے گا اور اس کو قبول کرنے والا کوئی نہیں ملے گا۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تم میں سے ہر ایک سے ملاقات

(٨٤٤٩) بخاری: ٣٥٩٥ـ مسلم: ١٠١٦ـ نسائی: ٢٥٥٢ـ احمد: ١٧٧٨٢.

رَسُولًا فَيُبَلِّغَكَ؟ فَيَقُوْلُ بَلَى فَيَقُوْلُ: أَلَمْ أُعْطِكَ مَالاً وَأُفْضِلْ عَلَيْكَ؟ فَيَقُوْلُ بَلَى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِيْنِهِ فَلاَ يَرَى إِلاَّ جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهِ فَلاَيَرَى إِلاَّ جَهَنَّمَ، قَالَ عَدِيٌّ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: اتَّقُوْا النَّارَوَلَوْبِشِقَّةِ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شِقَّةَ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ، قَالَ عَدِيٌّ: فَرَأَيْتُ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتَّى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لاتَخَافُ إِلاَّ اللّٰهَ وَكُنْتُ فِيْمَنِ افْتَتَحَ كُنُوْزَكِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوْنَ مَا قَالَ النَّبِيُّ أَبُوْ القَاسِمِ ﷺ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ. (رواه البخاري: ٣٥٩٥)

کرے گا اور اس کے اور تمہارے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا۔ پھر فرمائے گا: کیا میں نے تیری طرف رسول نہیں بھیجا تھا تاکہ وہ تجھے تبلیغ کردے تو بندہ کہے گا: ہاں اے میرے رب! پھر فرمائے گا: میں نے تجھے مال نہیں دیا تھا اور کیا تجھے فضیلت نہیں دی تھی؟ وہ کہے گی ہاں۔ پھر وہ دائیں طرف نظر دوڑائے گی تو جہنم ہی نظر آئے گا اور بائیں طرف دیکھے گا تو جہنم نظر آئے گا۔ اور میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگ سے بچو! خواہ کھجور کا نصف حصہ دے کر اور جو یہ بھی نہ پائے تو پاکیزہ بات ہی کر کے بچے۔ عدی رضی اللہ عنہ نے کہا: پس میں نے اونٹنی پر سوار عورت بھی حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کرتے دیکھی، جو اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی تھی۔ اور کسریٰ کے خزانے فتح کرنے میں، میں بھی شریک تھا۔ اور اگر تمہاری عمر طویل ہوئی تو وہ بھی دیکھو گے جو ابو القاسم ﷺ نے فرمایا ہے کہ کوئی آدمی صدقہ دینے مٹھی بھر کر نکلے گا۔'' (البخاری)

شرح: ...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جیسے نبی ﷺ نے اس حدیث میں پیش گوئی کی تھی ایسا ہی ہوا تھا اور سیدنا عدی رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ یہ دیکھ کر ایمان لائے تھے۔ (فتح الباری: ۶/۶۱۳)

٨٤٥٠ــــ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ زَوَى لِيَ الأَرْضَ أَوْقَالَ: إِنَّ رَبِّي زَوَى لِيَ الأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ مُلْكَ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مَا زَوَي لِي مِنْهَا وَأُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الأَحْمَرَ وَالأَبْيَضَ وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي أَنْ لاَ يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ بِعَامَّةٍ وَلاَ يُسَلِّطُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا

۸۴۵۰۔ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے زمین لپیٹی گئی تو میں نے مشرق اور مغرب کو دیکھا اور میری امت کا ملک مشرق ومغرب تک جائے گا، جہاں تک زمین میرے لیے سمیٹی گئی ہے۔ اور مجھے دو خزانے دیے گئے ہیں سونا اور چاندی اور میں نے اپنی امت کے لیے اپنے رب سے سوال کیا کہ ان کو عام قحط سے ہلاک نہ کرے اور ان پر غیروں کو مسلط نہ کرے کہ وہ ان کو بالکل ہلاک

(٨٤٥٠) ابو داؤد: ٤٢٥٢۔ صحيح (البانی): ٣٥٧٧۔ مسلم: ١٩٢٠۔ ترمذی: ٢١٧٦۔ ابن ماجه: ٣٩٥٢۔ دارمی: ٢٠٩۔ احمد: ٢١٩٤٦.

مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ، وَإِنَّ رَبِّي قَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لاَيُرَدُّ، وَلاَ أُهْلِكُهُمْ بِسَنَةٍ بِعَامَّةٍ وَلاَ أُسَلِّطُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحُ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِاجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِ أَقْطَارِهَا أَوْقَالَ: بِأَقْطَارِهَا حَتَّى يَكُوْنَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَحَتَّى يَكُوْنَ بَعْضُهُمْ يَسْبِي بَعْضًا، وَإِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الأَئِمَّةِ الْمُضِلِّيْنَ وَإِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يَرْفَعْ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلاَتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِيْنَ وَحَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الأَوْثَانَ وَإِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُوْنَ ثَلاَثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لاَنَبِيَّ بَعْدِي وَلاَ تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ. قَالَ ابْنُ عِيسَى: ظَاهِرِيْنَ ثُمَّ اتَّفَقَا لاَيَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُاللّٰهِ. (رواه أبوداود: ٤٢٥٢، قَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِي:هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيْثِ)

کردے۔ میرے رب نے فرمایا: یا محمد ﷺ! جب میں فیصلہ کردیتا ہوں تو وہ ردّ نہیں کیا جاتا اور میں تجھے یہ چیز دیتا ہوں کہ تیری امت کو عام قحط سے ہلاک نہیں کروں گا اور ان پر غیروں کو بھی مسلط نہیں کروں گا جو ان کو کلی طور پر ختم ہی کردے خواہ غیر قومیں ان کے خلاف چاروں اطراف سے جمع ہوکر حملہ آور ہوں، البتہ وہ خود آپس میں ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔ اور میں اپنی امت کے لیے گمراہ حکمرانوں کا خطرہ محسوس کرتا ہوں اور جب میری امت میں ایک بار تلوار چل پڑے گی تو ان سے قیامت تک نہیں اٹھائی جائے گی۔

اور قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے بعض قبائل مشرکین کے ساتھ جا ملیں گے حتیٰ کہ میری امت کے بعض قبائل بتوں کی پوجا شروع کردیں گے اور میری امت میں سے تیس جھوٹے ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک گمان کرتا ہوگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں سب انبیاء کے لیے ختم کرنے والا ہوں، میرے بعد کوئی نہیں آئے گا۔ میری امت میں سے ایک جماعت حق پر قائم رہے گی اور غالب رہے گی۔ کوئی نقصان نہیں پہنچاسکے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔'' ابن مدینی نے کہا: وہ محدّثین کی جماعت ہے۔

شرح:...... زمین سمیٹے جانے کا مطلب ہے کہ قبضے میں ہوگی۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جتنی بھی پیش گوئیاں ہیں وہ سب پوری ہوئی ہیں اور جو آپ نے فرمایا تھا اس امت کا فلک مشرق اور مغرب کی جہت پھیلے گا اسی طرح ہوا ہے۔ جنوب اور شمال کی بہ نسبت، مشرق اور مغرب میں زیادہ پھیلا ہے اور سرخ اور سفید خزانے سے مراد سونا اور چاندی کے خزانے ہیں اور آپ کی امت کی مجموعی بربادی نہیں ہوتی جزوی ہوتی ہے اور نہ کبھی مسلمانوں کے سارے علاقوں میں قحط سالی ہوئی ہے۔ (شرح مسلم: ۱۸/۱۳)

٨٤٥١ـ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ قُلْتُ وَأَنَّى يَكُوْنُ لَنَا الأَنْمَاطُ قَالَ: أَمَا إِنَّهُ سَيَكُوْنُ لَكُمُ الأَنْمَاطُ فَأَنَا أَقُوْلُ لَهَا يَعْنِي امْرَأَتَهُ أَخِّرِيْ عَنِّي أَنْمَاطَكِ فَتَقُوْلُ أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّهَا سَتَكُوْنُ لَكُمُ الأَنْمَاطُ فَأَدَعُهَا. (رواه البخاري: ٣٦٣١)

۸۴۵۱۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تیرے ہاں قالین ہے؟ میں نے عرض کی: ہمارے ہاں قالین کیسے؟ فرمایا: عنقریب تمہارے لیے قالین ہوں گے۔ پس جیسے فرمایا تھا ایسا ہی ہوا۔ اور میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں: مجھ سے اپنے قالین کو دور رکھا کرتو وہ کہتی ہیں: کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ تمہارے لیے قالین ہوں گے؟ پھر میں رہنے دیتا ہوں۔''

شرح: ......اَنْـمَاط ایک باریک چادر ہے۔ بعض کہتے ہیں قالین کو کہتے ہیں۔ نبی ﷺ نے اس کی پیش گوئی کی جو پوری ہوئی۔

اور آپ ﷺ نے اس کے استعمال پر پابندی نہیں لگائی بظاہر اسے استعمال کرنا جائز معلوم ہوتا ہے۔

(فتح الباری: ۶/ ۶۳۰)

٨٤٥٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِيْمَا أَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُلَهَا دِيْنَهَا. (رواه أبو داود: ٤٢٩١)

۸۴۵۲۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر سو سال کے آخر میں ایک مصلح بھیجے گا جو اس کے لیے دین کی تجدید کرے گا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......صدی کے سرے سے مراد ہے صدی کے آخر میں۔ جب صدی ختم ہونے کے قریب ہوگی تو عالم با عمل موجود ہوگا جس نے کتاب وسنت کی ترویج کی ہوگی، شرک و بدعت کو توڑا ہوگا اور وسیع پیمانے پر کام کرے گا جس سے اہل بدعت مات کھا جائیں گے اور اہل سنت مضبوط ہوں گے۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۸۰)

٨٤٥٣ـ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَقَاماً مَاتَرَكَ شَيْئًا يَكُوْنُ فِي مَقَامِهِ ذٰلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّثَ بِهِ حَفِظَهُ

۸۴۵۳۔ ''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس مقام سے تا قیامت جو کچھ ہونے والا تھا وہ سب بیان کر دیا۔

(٨٤٥١) بخاري: ٣٦٣١ـ مسلم: ٢٠٨٣ـ ابو داؤد: ٤١٤٥ـ ترمذي: ٢٧٧٤ـ نسائي: ٣٣٨٦ـ احمد: ١٣٧١٨.

(٨٤٥٢) ابو داؤد: ٤٢٩١ـ صحيح (الباني): ٣٦٠٦.

(٨٤٥٣) مسلم: ٢١٩١ـ بخاري: ٦٦٠٤ـ ابو داؤد: ٤٢٤٠ـ احمد: ٢٢٧٨٠.

مَـنْ حَـفِـظَـهُ وَنَسِيَـهُ مَنْ نَسِيَـهُ قَدْعَلِمَـهُ أَصْـحَابِي هٰؤُلاَءِ إِنَّهُ لَيَكُوْنُ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ نَسِيْتُـهُ فَـأَرَاهُ فَأَذْكُرُهُ كَمَايَذْكُرُالرَّجُلُ وَجْهَ الـرَّجُـلُ إِذَا غَـابَ عَـنْهُ ثُمَّ إِذَا رَآهُ عَرَفَهُ . (رواه مسلم: ٢٨٩١)

جس نے یاد رکھا تو اس کو یاد رہا اور جو بھول گیا سو بھول گیا۔ میرے تمام رفقاء اس بات کو جانتے ہیں۔ میں جب ان امور میں سے کسی امر کو بھول جاتا ہوں اور پھر اس کو وقوع پذیر ہوتا دیکھتا ہوں تو وہ مجھے یاد آ جاتا ہے جیسے کوئی آدمی کسی غائب شخص کا چہرہ بھولا ہوتا ہے اور دیکھتا ہے تو پھر اس کو یاد آ جاتا ہے اور پہچان جاتا ہے۔'' (الشیخان، ابوداوٗد)

شــرح: ......اس میں نبی ﷺ کا علمی کمال بیان ہوا ہے اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے علمی اہتمام کا بھی پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے آپ کے اس اثاثہ کو کتنا محفوظ رکھا اور فتنوں اور آفات سے خود کو بچایا۔

یہ جتنی بھی پیش گوئیاں ہیں ان سے بعض اہل بدعت نے نبی ﷺ کے غائب دان ہونے کی دلیل لی ہے۔

یہ بالکل جہالت ہے کیونکہ آپ ﷺ نے جتنی بھی خبریں دی ہیں وہ اللہ سے وحی کے بعد دی ہیں۔ یہ آپ کی نبوت کی صداقت پر دلیل ہیں، اس سے غائب دانی کا نظریہ ثابت کرنا احادیث اور قرآنی آیات کا انکار کرنا ہے۔

(عون المعبود: ۴/ ۱۵۱)

٨٤٥٤ـــ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ تَدُوْرُرَحَى الإِسْلاَمِ لِخَمْسٍ وَثَلاثِيْـنَ أَوْسِـتٍّ وَثَلاثِيْنَ أَوْسَبْعٍ وَثَلاثِيْنَ فَـإِنْ يَهْلِكُوْا فَسَبِيْلَ مَنْ هَلَكَ وَإِنْ يَقُمْ لَهُمْ دِيْنُهُمْ يَقُمْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ عَامًا قَالَ قُلْتُ: أَمِمَّا بَـقِـيَ أَوْمِمَّا مَضَى قَالَ مِمَّا مَضَى . (رواه أبوداود: ٤٢٥٤)

۸۴۵۴۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ''اسلام کی چکی گھومتی رہے گی، پینتیس سال یا چھتیس سال یا سینتیس سال، پھر اگر ہلاک ہوئے تو ہلاک ہونے والوں کا یہی راستہ ہوگا اور ان کا دین مضبوط رہا تو ستر سال تک استوار رہے گا۔'' میں نے کہا: کیا یہ ستر سال مزید ہوں گے یا سابقہ مدت بھی اسی میں شامل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''گزشتہ مدت کے ساتھ۔''

شــرح: ......اسلام کی چکی چلتی رہنے سے مراد ہے کہ خلافت ونبوت کا معاملہ، والیوں کی درستی، حدود کا قیام اور احکام شریعت میں فتور نہ آئے گا۔ صحیح چلتے رہیں گے۔ یہ آپ نے اپنی وفات سے تقریباً پانچ یا چھ برس پہلے کہا تھا۔ اس وقت سے لے کر تیس برس سے اوپر تک آپ نے فرمایا تھا۔

اگر ان میں تبدیلی آ گئی یا لوگوں نے تحریف کی، امام پر بغاوت کی، نافرمانیاں اور مظالم کیے اور دین میں کمزوری

(٨٤٥٤) ابو داؤد: ٤٢٥٤ـ صحيح (البانی): ٣٥٧٨ـ احمد: ٣٧٢٢.

پیدا کی تو یہ ہلاکت مول لیں گے۔ اگر یہ خرابی پیدا بھی ہوئی تو پھر معاملہ درست ہو جائے گا اور ستر (۷۰) برس تک درست رہے گا۔

اس سے عباسی یا اموی دور مراد لینا درست نہیں۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۵۹)

٨٤٥٥ــــ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنِّي لأَرْجُوْ أَنْ لاَ تَعْجَزَ أُمَّتِي عِنْدَ رَبِّهَا أَنْ يُؤَخِّرَهُمْ نِصْفَ يَوْمٍ . قِيْلَ لِسَعْدٍ وَكَمْ نِصْفُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ قَالَ خَمْسَ مِائَةِ سَنَةٍ . (رواه أبوداود: ٤٣٥٠)

۸۴۵۵۔ ''سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں امید کرتا ہوں کہ میری امت اپنے رب کے سامنے اس بات سے عاجز نہ ہوگی کہ ان کو نصف دن تک نہ کر دے۔'' سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: نصف دن کتنا ہے؟ کہا: پانچ سو سال۔''

شــرح: ...... نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت اللہ کے ہاں بڑا مقام ومرتبہ رکھتی ہے۔ وہ میری امت کے فقراء کو جنت میں پانچ سو سال پہلے بھیجے گا۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۲۱)

٨٤٥٦ــــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ شَاةٌ فِيْهَا سُمٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اجْمَعُوْا إِلَيَّ مَنْ كَانَ هَا هُنَامِنْ يَهُوْدٍ فَجَمَعُوْا لَهُ فَقَالَ إِنِّي سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ أَبُوْكُمْ قَالُوْا فُلاَنٌ فَقَالَ كَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوْكُمْ فُلاَنٌ قَالُوْا صَدَقْتَ قَالَ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ وَإِنْ كَذَبْنَا عَرَفْتَ كِذْبَنَاكَمَا عَرَفْتَهُ فِي أَبِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ أَهْلُ النَّارِقَالُوْا نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًاثُمَّ تَخْلُفُوْنَا فِيْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَاللّٰهِ لاَنَخْلُفُكُمْ فِيْهَا أَبَدًاثُمَّ قَالَ هَلْ أَنْتُمْ

۸۴۵۶۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: خیبر فتح کرنے کے دن رسول اللہ ﷺ کو زہر آلود بکری تحفہ دی گئی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: یہاں جو لوگ یہودی ہیں ان کو میرے سامنے جمع کرو، تو صحابہ نے جمع کر دیئے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے ایک چیز کے بارے میں پوچھتا ہوں تو کیا تم سچ سچ بتادو گے؟ انہوں نے کہا: ہاں اے ابو القاسم! پس آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا: فلاں ہے۔ فرمایا: تم جھوٹ بولتے ہو۔ تمہارا باپ فلاں شخص ہے۔ انہوں نے کہا: آپ ﷺ بالکل درست فرماتے ہیں۔ فرمایا: کیا تم سچ بتاؤ گے اگر میں تم سے سوال کروں گا؟ انہوں نے کہا: اگر ہم نے جھوٹ کہا تو آپ پہچان جائیں گے جیسے پہلے آپ ﷺ پہچان چکے ہیں، ہمارے باپ کے بارے میں۔

(٨٤٥٥) ابو داؤد: ٤٣٥٠۔ صحیح (البانی): ٣٦٥٦۔ احمد: ١٤٦٧.

(٨٤٥٦) بخاری: ٣١٦٩۔ دارمی: ٦٩۔ احمد: ٢٧٢٣١.

صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَـعَـمْ يَـا أَبَـا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هٰذِهِ الشَّاةِ سُمًّا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَـلٰـى ذٰلِكَ قَـالُـوْا أَرَدْنَـا إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا نَسْتَـرِيْحُ وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرُّكَ. (رواه البخاری: ۳۱۶۹)

آپ ﷺ نے فرمایا: جہنم والے کون ہیں؟ انہوں نے کہا: تھوڑا وقت ہم لوگ جہنم میں جائیں گے اور پھر تم لوگ ہی ہمارے بعد اس میں رہو گے۔ فرمایا: دفع ہو جاؤ، تم ہی اس میں رہو گے۔ قسم اللہ کی! ہم تمہارے بعد اس میں کبھی نہیں رہیں گے۔ فرمایا: کیا مجھے سچ بتاؤ گے اگر میں کسی چیز کے بارے میں تم سے سوال کروں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟ انہوں نے کہا: ہم نے یہ ارادہ کیا کہ اگر آپ ﷺ جھوٹے ہیں تو ہم آپ سے چھٹکارا پائیں گے اور اگر آپ سچے ہیں تو یہ آپ ﷺ کو کوئی نقصان نہیں دے گی۔'' (البخاری)

شـرح: ......اس میں نبی ﷺ کی پیش گوئی کا بیان ہے کہ آپ نے بتا دیا کہ کھانے میں زہر ملا ہے اس حدیث سے دیگر مسائل بھی اخذ ہوتے ہیں۔ کفار سے محترم مہینے میں ضرورت کے تحت لڑنا جائز ہے اور جس تک دعوت پہنچ چکی ہو اسے آگاہ کیے بغیر حملہ کرنا بھی جائز ہے، اور گھریلو گدھوں کا گوشت حرام ہے اور نکاح متعہ بھی حرام ہے اور اہل کتاب کا کھانا اور ان کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۷/ ۴۸۹)

۸٤٥٧ـــ عَـنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ مِـنْ سَـفَـرٍ فَلَمَّا كَانَ قُرْبَ الْمَدِيْنَةِ هَاجَتْ رِيْـحٌ شَـدِيْدَةٌ تَكَادُ أَنْ تَدْفِنَ الرَّاكِبَ فَزَعَمَ أَنَّ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ بُـعِثَتْ هٰذِهِ الرِّيْحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَإِذَا مُنَافِقٌ عَـظِيْـمٌ مِـنَ الْـمُـنَـافِقِيْنَ قَدْمَاتَ. (رواه مسلم: ۲۷۸۲)

۸۴۵۷۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سفر سے واپس آئے اور جب آپ ﷺ مدینہ کے قریب آئے تو تند ہوا چلی۔ قریب تھا کہ سوار ہلاک ہوجاتے اور دفنائے جاتے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ہوا ایک منافق کی موت کے لیے چلی ہے۔ چنانچہ جب مدینہ آئے تو بہت بڑا منافق مر چکا تھا۔'' (مسلم)

۸٤٥٨ـــ عَـنْ عَـاصِـمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَـنْ رَجُـلٍ مِـنَ الأَنْـصَارِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ

۸۴۵۸۔ ''عاصم بن کلیب اپنے باپ سے وہ ایک انصاری شخص سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک

(۸٤٥٧) مسلم: ۲۷۸۲۔ احمد: ۱۳۹۶۹.

(۸٤٥۸) ابو داؤد: ۳۳۳۲۔ صحیح (البانی): ۳۸۵۰۔ احمد: ۲۲۹۵۵.

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي جَنَازَةٍ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُوْصِي الْحَافِرَ أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ دَاعِي امْرَأَةٍ فَجَاءَ وَجِيْءَ بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ يَدَهُ ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ فَأَكَلُوْا فَنَظَرَ آبَاؤُنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَلُوْكُ لُقْمَةً فِي فَمِهِ ثُمَّ قَالَ أَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ أُخِذَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا فَأَرْسَلَتِ الْمَرْأَةُ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أَرْسَلْتُ إِلَى الْبَقِيْعِ يَشْتَرِي لِي شَاةً فَلَمْ أَجِدْ، فَأَرْسَلْتُ إِلَى جَارٍ لِي قَدِ اشْتَرَى شَاةً أَنْ أَرْسِلَ إِلَيَّ بِهَا بِثَمَنِهَا فَلَمْ يُوْجَدْ فَأَرْسَلْتُ إِلَى امْرَأَتِهِ فَأَرْسَلَتْ إِلَيَّ بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَطْعِمِيْهِ الأُسَارَى. (رواه أبوداود: ٣٣٣٢)

جنازے میں حاضر تھے، پس نبی ﷺ قبر کے کنارے پر کھودنے والے کو فرما رہے تھے: پاؤں کی طرف سے وسیع کر۔ سر کی طرف سے وسیع کر۔ جب آپ ﷺ واپس آئے تو ایک عورت کی طرف سے دعوت دینے والے نے دعوت دی تو آپ ﷺ نے قبول فرمائی اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ کھانا لایا گیا اور آپ ﷺ نے اس میں ہاتھ رکھا، پھر لوگوں نے ہاتھ ڈالے اور کھایا۔ ہمارے بڑے سمجھ گئے کہ آپ ﷺ ایک لقمہ منہ میں چباتے ہیں اور اتارتے نہیں ہیں۔ فرمایا: محسوس کرتا ہوں کہ بکری کا گوشت مالک کی اجازت کے بغیر لیا گیا ہے۔ تو عورت نے پیغام بھیجا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے بکری خریدنے بقیع میں آدمی روانہ کیا تھا۔ وہاں بکریاں فروخت کی جاتی ہیں۔ تاکہ میرے لیے بکری خرید کر لائے اور وہاں بکری میسر نہیں آئی۔ پس میں نے اپنے ہمسائے کی طرف رقم بھیجی کہ وہ اپنی خریدی گئی بکری اسی قیمت پر ہمیں دے دے تو مالک سے ملاقات نہ ہو سکی۔ میں نے اس کی بیوی کو پیغام بھیجا تو اس نے بکری دے دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ قیدیوں کو کھلا دو۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... یہ کھانا آپ کے لیے مناسب نہ تھا اس لیے ضائع بھی نہیں کرنا تھا اس لیے فرمایا کہ قیدیوں کو کھلا دو۔ اس میں پیش گوئی یہ تھی کہ آپ نے اطلاع دی تھی کہ یہ بکری بغیر مالکہ کی رضا کے ذبح کی گئی ہے۔

(عون المعبود: ۳/ ۲۴۹)

٨٤٥٩۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَيُّنَا أَسْرَعُ بِكَ لُحُوْقًا قَالَ أَطْوَلُكُنَّ يَدًا فَأَخَذُوْا قَصَبَةً يَذْرَعُوْنَهَا فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا

۸۴۵۹۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم میں سے کون آپ ﷺ سے جلدی جا ملاقات کرے گی؟ فرمایا: وہ جس کے ہاتھ طویل ہیں، تو ایک لکڑی لے کر انہوں نے اپنے

(٨٤٥٩) بخاری: ١٤٢٠۔ مسلم: ٢٤٥٢۔ نسائی: ٢٥٤١۔ احمد: ٢٤٣٧٨.

فَعَلِمْنَا بَعْدُ أَنَّمَا كَانَتْ طُوْلُ يَدِهَا الصَّدَقَةُ وَكَانَتْ أَسْرَعُنَا لُحُوْقًا بِهِ وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ. (رواه البخاري: ١٤٢٠)

ہاتھوں کی پیمائش کی تو سودا رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے طویل تھے۔ اس کے بعد ہمیں علم ہوا کہ طویل ہاتھ سے مراد صدقہ دینا تھا اور وہی ہم میں سے سب سے پہلے جا پہنچی (زینب رضی اللہ عنہا) اور وہ صدقہ دینا پسند کرتی تھیں۔'' (الشیخان)

٨٤٦٠۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَسْرَعُكُنَّ لَحَاقًا بِيْ أَطْوَلُكُنَّ يَدًا قَالَتْ فَكُنَّ يَتَطَاوَلْنَ أَيَّتُهُنَّ أَطْوَلُ يَدًا قَالَتْ فَكَانَتْ أَطْوَلُنَا يَدًا زَيْنَبُ لِأَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَتَصَدَّقُ. (رواه مسلم: ٢٤٥٢)

٨٤٦٠۔'' ایک روایت میں ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تم ازواجِ مطہرات میں سے طویل ہاتھ والی ہے وہی سب سے پہلے مجھے آ ملے گی۔ چنانچہ امہات المومنین اپنے ہاتھ ماپا کرتی تھیں کہ کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں اور ہم میں طویل ہاتھ والی زینب رضی اللہ عنہا تھیں اس لیے کہ وہ ہاتھ سے کما کر صدقہ دیتی تھیں۔''

شرح: ...... ہاتھ لمبے ہونے سے مراد سخاوت ہے۔ یہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تھیں صحیح یہی ہے۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا نام غلطی سے آیا ہے کیونکہ آپ ﷺ کی بیویوں میں سے سب سے جلدی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا فوت ہوئی تھیں۔

(فتح الباری: ٣/ ٢٨٨)

٨٤٦١۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَرَاءِ النَّهْرِ يُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ بْنُ حَرَّاثٍ عَلَى مُقَدِّمَتِهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَنْصُوْرٌ يُوَطِّىءُ أَوْ يُمَكِّنُ لِآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا مَكَّنَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجَبَ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهُ أَوْ قَالَ إِجَابَتُهُ. (رواه أبوداود: ٤٢٩٠)

٨٤٦١۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وراء النہر (دریا کے پیچھے سے یا دریائے جیحون کے علاقے) سے ایک مرد نکلے گا۔ اس کو حارث کہا جائے گا اور اس کے مقدمۃ الجیش میں ایک مرد ہوگا جسے منصور کہا جائے گا۔ وہ آل محمد ﷺ کے لیے اسی طرح تعاون کرے گا جیسے قریش نے نبی ﷺ کے ساتھ بالآخر تعاون کیا ہے۔ اور اس کی مدد ونصرت اور اطاعت ہر مسلمان پر واجب ہوگی۔'' (ابوداؤد)

٨٤٦٢۔ عَنِ ابْنِ أَبِي كَثِيْرٍ، قَالَ: قَالَ أَبُوْ سَهْمٍ:

٨٤٦٢۔'' ابن ابی کثیر نے کہا: ابو سہم نے بیان کیا کہ مدینہ میں

(٨٤٦٠) مسلم: ٢٤٥٢۔ بخاری: ١٤٢٠۔ نسائی: ٢٥٤١۔ احمد: ٢٤٣٧٨.

(٨٤٦١) ابو داؤد: ٤٢٩٠۔ ضعیف (البانی): ٩٢٤.

(٨٤٦٢) رزین.

مَرَّتْ بِي امْرَأَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ فَأَخَذْتُ بِكَشْحِهَا ثُمَّ أَطْلَقْتُهَا، فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ يُبَايِعُ النَّاسَ فَأَتَيْتُهُ، فَقَالَ: أَلَسْتَ صَاحِبَ الْجَبْذَةِ بِالأَمْسِ؟ قُلْتُ بَلَى، فَإِنِّي لاأَعُوْدُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَبَايَعَنِي. (رزين)

میرے پاس سے ایک عورت گذری تو میں نے اس کو کمر سے پکڑا، پھر اسے چھوڑ دیا۔ اگلے دن نبی ﷺ نے لوگوں سے بیعت لی تو میں بھی حاضر ہوا۔آپ ﷺ نے فرمایا: تو کل کپڑا پکڑ کر کھینچنے والانہیں تھا؟ میں نے عرض کی کہ ہاں اے اللہ کے رسول! میں ایسا آئندہ نہیں کروں گا۔ پس آپ ﷺ نے مجھ سے بیعت لے لی۔'' (رزین)

٨٤٦٣ـ عَنْ أَنَسٍ:كَانَ وَهْبُ بْنُ عُمَيْرٍ شَهِدَ أُحُدًا كَافِرًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ، فَكَانَ فِي الْقَتْلَى؟ فَمَرَّبِهِ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَعَرَفَهُ فَوَضَعَ سَيْفَهُ فِيْ بَطْنِهِ حَتَّى خَرَجَ مِنْ ظَهْرِهِ ثُمَّ تَرَكَهُ، وَلَمَّا دَخَلَ اللَّيْلُ وَأَصَابَهُ الْبَرْدُلَحِقَ بِمَكَّةَ فَبَرَأَ، فَاجْتَمَعَ هُوَوَصَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ فِي الْحِجْرِ، فَقَالَ لِصَفْوَانَ: لَوْلاعِيَالِي وَدَيْنٌ عَلَيَّ لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا الَّذِي أَقْتُلُ مُحَمَّدًا بِنَفْسِي، فَقَالَ صَفْوَانُ: فَعِيَالُكَ وَدَيْنُكَ عَلَيَّ، فَخَرَجَ فَشَحَّذَ سَيْفَهُ وَسَمَّهُ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَلَمَّا قَدِمَهَا رَآهُ عُمَرُفَهَالَهُ ذٰلِكَ وَشَقَّ عَلَيْهِ وَقَالَ لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: إِنِّي رَأَيْتُ وَهْبًا قَدِمَ فَرَابَنِي قُدُوْمُهُ، وَهُوَرَجُلٌ غَادِرٌ، فَأَطِيْفُوْا بِنَبِيِّكُمْ، فَأَطَافُوْا بِهِ، فَجَاءَ وَهْبٌ فَوَقَفَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ: أَنْعِمْ صَبَاحاً يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ: قَدْأَبْدَلَنَا اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهَا، وَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: مَا أَقْدَمَكَ؟ قَالَ: جِئْتُ

٨٤٦٣۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہب بن عمیر اُحد میں کفار کی طرف سے شریک جنگ تھا۔ اسے کافی زخم پہنچے تھے، اس لیے وہ مقتولین میں پڑا ہوا تھا۔ اس کے قریب سے ایک انصاری کا گذر ہوا اور وہ اسے پہچان گیا تو اس کے پیٹ پر تلوار رکھ کر آر پار کردی اور پھر اس کو چھوڑ دیا۔ جب رات آئی اور اس کو ٹھنڈک پہنچی تو وہ بھاگ کر مکہ چلا گیا اور صحت یاب ہوگیا۔ وہ اور صفوان بن امیہ مقام حجر (حطیم) میں بیٹھے ہوئے تھے کہ وہب نے صفوان سے کہا: میرا قرض اور میرا عیال نہ ہوتا تو میں تنہا ہی محمد ﷺ کو قتل کرنا پسند کرتا ہوں۔ صفوان نے کہا: تیرا عیال اور قرض میرے ذمہ رہا۔ چنانچہ عمیر چل پڑا، اپنی تلوار تیز کی، زہر میں بجھائی اور مدینہ کی طرف چلا گیا۔ جب مدینہ داخل ہوا تو عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو ان کو اس سے خطرہ محسوس ہوا اور اس نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے کہا: میں نے وہب کو آتا ہوا دیکھا ہے۔ اور مجھے اس کا آنا مشکوک لگتا ہے۔ وہ اچانک حملہ کرنے والا آدمی ہے۔تم نبی کریم ﷺ کے گرد گھیرا بنالوتو صحابہ نے نبی کریم ﷺ کے گرد گھیرا بنالیا۔ وہ نبی ﷺ کے سامنے آیا تو کہا: تمہاری صبح اچھی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے اس کے بدلے بہت عمدہ

(٨٤٦٣) طبراني كبير: ١٧/ ٦١ـ ورجاله رجال الصحيح: ١٤٠٦٥.

أَفْـدِی أُسَـارَاکُمْ قَالَ: مَابَالُ السَّیْفِ؟ قَالَ: أَمَا أَنَا قَدْحَمَلْنَاهَا یَوْمَ بَدْرٍ فَلَمْ یُفْلِحْنَ وَلَمْ یُـنْـجِـحْـنَ، قَالَ: فَمَا شَیْءٌ قُلْتَ لِصَفْوَانَ وَأَنْتُـمْ بِالْحِجْرِ؟ لَوْلاَ عِیَالِی وَدَیْنِی لَکُنْتُ أَنَـا الَّـذِی أَقْتُلُ مُحَمَّدًا بِنَفْسِی، فَأَخْبَرَهُ ﷺ الْـخَبَرَ، فَقَالَ وَهْبٌ:هَاهُ کَیْفَ قُلْتَ؟ فَأَعَادَ عَـلَیْـهِ، قَالَ وَهْبٌ:قَدْکُنْتَ تُخْبِرُنَا خَبَرَأَهْلَ الأَرْضِ فَـنُـکَـذِّبُکَ، فَـأَرَاکَ تُخْبِرُخَبَرَأَهْلِ السَّـمَـاءِ، أَشْهَـدُ أَنْ لاَإِلَـهَ إِلاَّاللّٰـهُ وَأَنَّکَ رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَعْطِنِی عَـمَـامَتَکَ، فَأَعْطَاهُ ﷺ عَـمَـامَتَهُ، ثُمَّ خَرَجَ رَاجِـعًـاإِلَـی مَـکَّةَ، فَقَالَ عُمَرُ: لَقَدْ قَدِمَ إِنَّهُ لَأَبْـغَـضُ إِلَـیَّ مِـنَ الْـخِـنْـزِیْـرِثُمَّ رَجَعَ وَهُـوَأَحَـبُّ إِلَـیَّ مِـنْ وَلَدِیْ. (للکبیـر: ١٧/ ٦١، ٦٢)

کلمات ہمیں عطا کیے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے آنے کا مقصد کیا ہے؟ اس نے کہا: تمہارے قیدی چھڑانے آیا ہوں۔فرمایا: تلوار کیسی ہے؟ اس نے کہا: ہم نے بدر کے دن بھی تلواریں اٹھائی تھیں، نہ تو ہمیں کامیابی دی اور نہ نجات دی۔فرمایا: وہ کیا بات ہے جوتو نے صفوان سے کہی ہے۔ جب تم مقام حجر میں بیٹھے تھے۔اگر میرا عیال اور میرا قرض نہ ہوتا تو میں تنہا محمد ﷺ کوقتل کر دیتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو پوری بات کی خبر دی ، تو وہب نے کہا: میں نے کیا کہا تھا؟ آپ ﷺ نے پھر اس کی گفتگو کا اعادہ کیا تو وہب نے کہا: آپ ﷺ ہمیں اہل زمین کی خبریں سناتے تھے اور ہم تکذیب کرتے تھے۔ پس میں دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ اہل آسمان کی خبر دیتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ مجھے اپنی دستار مبارک عنایت فرمائیں۔ پس آپ ﷺ نے دستار دے دی۔ پھر وہ مکہ لوٹ گیا۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ آیا تھا تو مجھے خنزیر سے بدتر معلوم ہوتا تھا اور واپس گیا ہےتو مجھے اپنے بیٹے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔'' (المعجم الکبیر)

٨٤٦٤ــ عَـنْ أَبِي حُمَیْدٍ قَالَ انْطَلَقْنَا حَتَّی قَـدِمْـنَـا تَبُوْکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَتَهُبُّ عَـلَیْـکُـمُ الـلَّیْـلَةَ رِیْـحٌ شَـدِیْدَةٌ فَلاَ یَقُمْ فِیْهَا أَحَدٌمِنْکُمْ فَمَنْ کَانَ لَهُ بَعِیْرٌفَلْیَشُدَّ عِقَالَهُ فَهَبَّتْ رِیْـحٌ شَـدِیْدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْهُ الرِّیْحُ حَتَّی

٨٤٦٤۔''سیدنا ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم گئے اور تبوک پہنچے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: آج رات تمہارے اوپر شدید ہوا چلے گی۔ اس میں کوئی اوپر نہ اٹھے۔جس کا اونٹ ہے مضبوط رسی سے باندھے۔ چنانچہ رات کو ہوا چلی تو ایک مرد اٹھا اور ہوا نے اس کو اٹھا کر بنو طے کے پہاڑوں میں لے جاکر

(٨٤٦٤) مسلم: ١٣٩٢۔ بخاری: ١٤٨٢۔ ابو داؤد: ٣٠٧٩۔ دارمی: ٢٤٩٥۔ احمد: ٢٣٠٩٣.

أَلْقَتْهُ بِجَبَلَيْ طَيِّءٍ. (رواه مسلم: ١٣٩٢)

پھینک دیا۔''

٨٤٦٥۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الفَغْوَاءِ الْخُزَاعِيّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَعَانِي رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ وَقَدْ أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَنِي بِمَالٍ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ يَقْسِمُهُ فِي قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ بَعْدَ الْفَتْحِ فَقَالَ الْتَمِسْ صَاحِبًا قَالَ فَجَاءَنِي عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ فَقَالَ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُرِيْدُ الْخُرُوْجَ وَتَلْتَمِسُ صَاحِباً قَالَ قُلْتُ أَجَلْ قَالَ فَأَنَا لَكَ صَاحِبٌ قَالَ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ قَدْ وَجَدْتُ صَاحِباً قَالَ فَقَالَ مَنْ قُلْتُ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ قَالَ إِذَا هَبَطْتَ بِلادَ قَوْمِهِ فَاحْذَرْهُ فَإِنَّهُ قَدْ قَالَ الْقَائِلُ أَخُوْكَ الْبِكْرِيُّ فَلا تَأْمَنْهُ فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِالأَبْوَاءِ قَالَ إِنِّي أُرِيْدُ حَاجَةً إِلَى قَوْمِي بِوَدَّانَ فَتَلَبَّثْ لِي قُلْتُ رَاشِدًا فَلَمَّا وَلَّى ذَكَرْتُ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ فَشَدَدْتُ عَلَى بَعِيْرِي حَتَّى خَرَجْتُ أُوْضِعُهُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِالأَصَافِرِ إِذَا هُوَ يُعَارِضُنِي فِي رَهْطٍ قَالَ وَأَوْضَعْتُ فَسَبَقْتُهُ فَلَمَّا رَآنِي قَدْ فُتُّهُ انْصَرَفُوْا وَجَاءَنِي فَقَالَ كَانَتْ لِي إِلَى قَوْمِي حَاجَةٌ قَالَ قُلْتُ أَجَلْ وَمَضَيْنَا حَتَّى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَدَفَعْتُ الْمَالَ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ. (رواه أبوداود: ٣٨٦١)

٨٤٦٥۔ ''عبداللہ بن عمرو الخزاعی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور آپ ﷺ نے ابوسفیان کے پاس مکہ میں کچھ مال بھیجنے کا ارادہ کیا تھا، تاکہ وہ مکہ میں قریش میں تقسیم کردے۔ یہ فتح مکہ کے بعد کی بات ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی رفیق بھی تلاش کر جو تیرے ساتھ جائے۔

پس میرے پاس عمرو بن امیہ الضمری آئے اور کہا: مجھے خبر دی گئی ہے کہ تو مکہ جانے کا ارادہ رکھتا ہے اور تو کسی کی تلاش میں ہے جو تیرے ساتھ جائے؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: میں تیرا رفیق ہوں۔ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا: مجھے رفیق مل چکا ہے۔ فرمایا: کون ہے؟ میں نے عرض کی: عمرو بن امیہ الضمری ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو اس کی قوم کے علاقے میں پہنچے تو اس سے بچاؤ اختیار کرنا۔ کہنے والے نے کہا ہے کہ تیرا بھائی بکر قبیلے سے ہے، لہٰذا اس سے بے خوف نہ ہونا۔ ہم نکل کر چل پڑے اور مقام ابواء میں پہنچے تو اس نے کہا: مجھے اپنی قوم سے کام ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تو میرے لیے یہاں ٹھہر جائے۔ میں نے کہا: ہدایت کے ساتھ جاؤ۔ جب وہ چل پڑا تو مجھے آپ ﷺ کا قول یاد آیا۔ میں نے اپنا اونٹ تیز کردیا اور میں اس کی سرزمین سے نکل گیا۔ جب میں مقامِ اصافر میں پہنچا تو اس کو اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ وہاں موجود پایا۔ وہ سامنے سے آنکلا تو میں نے اونٹ تیز کردیا اور ان سے آگے نکل گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ میں اس کی زد سے باہر جاچکا ہوں تو میرے پاس آ گیا اور کہا: مجھے اپنی قوم سے کام تھا۔ میں نے کہا: بہت بہتر۔ پھر ہم مکہ گئے اور مال ابوسفیان کو پہنچادیا۔'' (ابوداؤد)

(٨٤٦٥) ابو داؤد: ٤٨٦١۔ ضعیف (البانی): ١٠٣٦۔ احمد: ٢١٩٨٦.

شــرح: ...... نبی کریم ﷺ نے پیش گوئی کی تھی ہوا چلے گی یہ آدمی قصداً اٹھا تھا اس لیے تکلیف میں آیا۔ دو آدمی تھے جرطئی پر گرے اوران پہاڑوں کے نام اَجَّـــا اور سلمٰی تھا جن پر یہ گرے تھے۔ ایک کے لیے نبی ﷺ نے دعا کی اسے شفا ملی اور دوسرا نبی ﷺ کو تبوک میں ملا تھا۔ (فتح الباری: ۳/ ۳۴۵)

من كلام الحيوانات والجمادات له ﷺ

آپ ﷺ کا حیوانات اور جمادات کے ساتھ کلام کرنے کا بیان

٨٤٦٦ـ عَـنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ عَدَا الـذِّئْـبُ عَـلَى شَاةٍ فَأَخَذَهَا فَطَلَبَهُ الرَّاعِي فَـانْتَـزَعَهَا مِنْهُ فَأَقْعَى الذِّئْبُ عَلَى ذَنْبِهِ قَالَ أَلَاتَتَّـقِي اللّٰهَ تَنْزَعُ مِنِّي رِزْقًا سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيَّ فَـقَـالَ يَـا عَـجَبِي ذِئْـبٌ مُـقْعٍ عَلَى ذَنْبِـهِ يُـكَـلِّـمُـنِـي كَلَامَ الإِنْسِ فَقَالَ الذِّئْبُ أَلَا أُخْبِـرُكَ بِـأَعْـجَـبَ مِـنْ ذٰلِكَ مُحَمَّدٌ ﷺ بِيَثْـرِبَ يُـخْبِـرُالنَّاسَ بِأَنْبَاءِ مَاقَدْ سَبَقَ قَالَ فَـأَقْبَـلَ الـرَّاعِـي يَسُـوْقُ غَنَمَهُ حَتَّى دَخَلَ الْـمَـدِيْنَةَ فَزَوَاهَا إِلَى زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهَا ثُمَّ أَتَـى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَـأَخْبَـرَهُ فَأَمَرَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَـنُـوْدِيَ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ ثُمَّ خَرَجَ فَـقَـالَ لِـلرَّاعِي أَخْبِرْهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ . (رواه أحمد: ١١٣٨٣)

۸۴۶۶۔ ''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بھیڑیئے نے بکری پر حملہ کیا اور اسے لے بھاگا۔ چرواہے نے اس کا تعقب کرکے بکری چھڑالی تو بھیڑیا اپنی دم کے بل بیٹھ کر کہنے لگا: کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا۔ میرا رزق مجھ سے چھین لیا ہے۔ یہ تو اللہ نے میری طرف بھیجا تھا؟ چرواہا کہنے لگا: مقام تعجب ہے، بھیڑیا انسانوں کی زبان میں میرے ساتھ کلام کرتا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا: کیا اس سے زیادہ تعجب کی بات نہ بتاؤں؟ محمد ﷺ مدینہ میں اقوام ماضیہ کی خبریں لوگوں کو بتارہے ہیں۔ پس چرواہا اپنی بکریاں لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ مدینہ کے اطراف میں بکریاں ٹھہرا کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچا، آپ ﷺ کو خبر دی۔ پس آپ ﷺ نے اعلان کرا دیا کہ نماز اجتماعی پڑھی جائے گی۔ پھر لوگوں کے سامنے یہ واقعہ بیان کرنے کا چرواہے کو حکم دیا تو چرواہے نے سارا قصہ بیان کیا۔'' (احمد)

شرح: ...... شیر، باز اور وحشی جانور اور کوڑا اور تسمے تک کی بات کرنا آپ کا عظیم معجزہ ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۴۶۱)

٨٤٦٧ـ عَـنْ عُـمَـرَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَدْ صَادَ ضَبًّا وَجَعَلَهُ فِي كُمِّهِ، فَأَقْبَلَ

۸۴۶۷۔ ''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک اعرابی آیا جو قوم بنوسلیم میں سے تھا۔ اس نے ایک ضب شکار کی اور اپنے

(٨٤٦٦) احمد: ١١٣٨٣ـ ترمذی: ٢١٨١.

(٨٤٦٧) طبرانی اوسط، صغير، عن شيخه محمد بن على بن الوليد البصرى وقال البيهقى والحمل فى هذا الحديث عليه قلت وبقية رجاله رجال الصحيح و هيثمی: ١٤٠٨٦.

عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مَا اشْتَمَلَتِ النِّسَاءُ عَلَى ذِي لَهْجَةٍ أَكْذَبُ مِنْكَ وَأَنْقَصُ، وَلَوْلاَأَنْ تُسَمِّيْنِي الْعَرَبُ عَجُوْلاً لَعَجِلْتُ عَلَيْكَ فَقَتَلْتُكَ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! دَعْنِي أَقْتُلُهُ، فَقَالَ ﷺ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْحَلِيْمَ كَادَ أَنْ يَكُوْنَ نَبِيًّا، فَقَالَ ﷺ: يَا أَعْرَابِيُّ! مَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ قُلْتَ غَيْرَالْحَقِّ وَلَمْ تُكْرِمْ مَجْلِسِيْ؟ فَقَالَ الأَعْرَابِيُّ وَاللاَّتِ. وَالْعُزَّى لاآمَنْتُ بِكَ حَتَّى يُؤْمِنَ هٰذَا الضَّبُّ، فَقَالَ ﷺ: يَاضَبُّ مَنْ تَعْبُدُ؟ فَقَالَ الضَّبُّ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِيْنٍ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَعْبُدُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ عَرْشُهُ، وَفِي الأَرْضِ سُلْطَانُهُ، وَفِي الْبَحْرِ سَبِيْلُهُ، وَفِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهُ، وَفِي النَّارِعَذَابُهُ، قَالَ: فَمَنْ أَنَا؟ قَالَ: أَنْتَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، قَدْأَفْلَحَ مَنْ صَدَّقَكَ، وَقَدْخَابَ مَنْ كَذَّبَكَ، فَقَالَ الأَعْرَابِيُّ: أَشْهَدُأَنْ لاَّإِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا، وَاللّٰهِ! لَقَدْ أَتَيْتُكَ وَمَا عَلَى الأَرْضِ أَبْغَضُ إِلَيَّ مِنْكَ، وَاللّٰهِ! لأَنْتَ السَّاعَةَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَمِنْ وَلَدِي، فَقَدْ آمَنْتُ بِكَ بِشَعْرِي وَبَشَرِي وَدَاخِلِي وَخَارِجِي وَسِرِّي وَعَلاَنِيَتِي. الْحَدِيْثَ. وَفِيْهِ: أَنَّهُ أَخْبَرَبِهٰذَا أَلْفًامِنْ قَوْمِهِ فَأَسْلَمُوْا جَمِيْعًا. (للأوسط: ٩٤٨،

دامن میں رکھی اور نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یا محمد ﷺ! عورتیں بھی اپنی گفتگو میں اتنا جھوٹ نہیں بولتیں جتنا آپ ﷺ کہتے ہیں اور اگر میرا نام عرب لوگ جلد باز نہ رکھ دیتے تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! اجازت ہو تو میں اس کو قتل کر دوں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ بردبار انسان قریب ہے کہ نبی قرار پائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اعرابی! تو نے میری محفل کا لحاظ کیوں نہیں رکھا اور تو نے خلافِ حقیقت بات کیوں کہہ دی؟ اعرابی نے کہا: قسم ہے لات اور عزیٰ کی! میں آپ ﷺ پر ایمان نہیں لاؤں گا۔ یہاں تک کہ یہ ضب تیرے اوپر ایمان لے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ضب! تو کس کی عبادت کرتی ہے؟ تو ضب نے فصیح عربی زبان میں کہا: یا رسول اللہ! میں حاضر خدمت۔ میں اس اللہ کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمانوں پر ہے اور زمین پر اس کی سلطنت ہے۔ اور سمندروں میں اس کے راستے ہیں اور جنت میں اس کی رحمت ہے اور جہنم میں اس کا عذاب ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میں کون ہوں؟ اس نے کہا: آپ ﷺ رب العالمین کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ وہ کامیاب ہوا جس نے آپ ﷺ کی تصدیق کی اور وہ ناکام ہوا جس نے آپ کی تکذیب کی۔ پس اعرابی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ قسم اللہ کی! جب میں آیا تھا تو روئے زمین پر آپ ﷺ سے زیادہ میرے دل میں کسی کی عداوت نہیں تھی اور قسم اللہ کی! اب میرے دل میں آپ ﷺ مجھے اپنی جان اور اپنی اولاد سے زیادہ محبوب ہیں۔ میرا بال بال اور میری کھال، میرا اندر

والصغير مطولا، قُلْتُ: الْحَدِيْثَ وَهَاهُ الذّهبى فى الميزان)

اور میرا باہر میرا پوشیدہ اور میرا ظاہر آپ ﷺ پر ایمان لاچکا ہے۔'' (الحدیث)

اوراس روایت میں ہے کہ: ''اس نے یہ خبر ایک ہزار انسانوں کو دی تو وہ سب ایمان لے آئے اور وہ سب اس کی قوم کے تھے۔'' (المعجم الاوسط، الجامع الصغیر میں یہ روایت مفصل بیان ہوئی ہے۔ میں کہتا ہوں ذہبی نے میزان میں اس روایت کو کمزور کہا ہے۔)

٨٤٦٨ــ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الصَّحْرَاءِ، فَإِذَا مُنَادٍ يُنَادِي: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَالْتَفَتَ فَلَمْ يَرَ أَحَدًا ثُمَّ الْتَفَتَ فَإِذَا ظَبْيَةٌ مُوَثَّقَةٌ، قَالَ: إِنَّ لِي خِشْفَيْنِ فِي هٰذَا الْجَبَلِ، فَحَلِّنِي حَتَّى أُرْضِعُهُمَا ثُمَّ أَرْجِعَ إِلَيْكَ، فَأَطْلَقَهَا فَذَهَبَتْ فَأَرْضَعَتْ خِشْفَيْهَا ثُمَّ رَجَعَتْ فَأَوْثَقَهَا، فَأَتَاهُ الأَعْرَابِيُّ فَقَالَ: أَلَكَ حَاجَةٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:نَعَمْ، تُطَلِّقْ هٰذِهِ، فَأَطْلَقَهَا، فَخَرَجَتْ تَعْدُوْ وَتَقُوْلُ: أَشْهَدُ أَنْ لاإِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ. (للكبير: ٢٣/ ٣٣١، بضعف)

٨٤٦٨۔ ''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ صحراء میں تھے۔ پس آواز دینے والے نے آواز دی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے دیکھا تو کوئی نظر نہیں آیا۔ پھر دیکھا تو ایک ہرن باندھی ہوئی نظر آئی۔ اس نے کہا: میرے دو چھوٹے بچے ہیں جو اس پہاڑ میں ہیں۔ آپ ﷺ مجھے کھول دیں تاکہ میں ان کو دودھ پلاکر آپ کے پاس لوٹ آؤں۔ آپ ﷺ نے وہ کھول دی۔ وہ گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلایا۔ پھر وہ آ گئی اور آپ ﷺ نے اس کو باندھ دیا۔ پھر آپ ﷺ کے پاس اعرابی آیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ کا کوئی کام ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اس کو آزاد کردے، چنانچہ اس نے آزاد کر دی۔ وہ رسی سے نکلی اور کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔'' (الکبیر سند ضعیف)

٨٤٦٩ــ عَنْ شِمْرِبْنِ عَطِيَّةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ أَوْ جُهَيْنَةَ قَالَ ﷺ الْفَجْرَفَإِذَا هُوَبِقَرِيْبٍ مِنْ مِائَةِ ذِئْبٍ قَدْ أَقْعَيْنَ وُفُوْدُ الذِّئَابِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ لِلّٰهِ ﷺ تَرْضَخُوْا لَهُمْ شَيْئًا مِنْ طَعَامِكُمْ وَتَأْمَنُوْنَ عَلَى مَا

٨٤٦٩۔ ''قبیلہ مزینہ یا سے جُہینہ کے شخص شمر بن عطیہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھی تو دیکھا کہ بھیڑیوں کی طرف سے ایک سو بھیڑیوں کا وفد آ نکلا۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: تھوڑا تھوڑا ان کو اپنے کھانے میں سے دے دو اور بقیہ کھانے کو محفوظ بنا لو۔ تو

(٨٤٦٨) طبراني كبير: ٢٣/ ٣٣١۔ وفيه اغلب بن تميم وهو ضعيف و هيثمي: ١٤٠٨٨.
(٨٤٦٩) دارمي: ٢٢.

سِوَى ذٰلِكَ فَشَكَوْا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْحَاجَةَ قَالَ فَآذِنُوْهُنَّ قَالَ فَآذَنُوْهُنَّ فَخَرَجْنَ وَلَهُنَّ عُوَاءٌ. (رواه الدارمي: ٢٢)

بھیڑیوں نے اپنی ضروریات کی شکایت کی۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: ان کے لیے جانے کا راستہ بناؤ، تو لوگوں نے راستہ دیا اور وہ اپنی آواز بلند کرتے چلے گئے۔'' (الدارمی)

٨٤٧٠ـــ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّ يَهُوْدِيَّةً مِنْ أَهْلِ خَيْبَرَ سَمَّتْ شَاةً مَصْلِيَّةً ثُمَّ أَهْدَتْهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الذِّرَاعَ فَأَكَلَ مِنْهَا وَأَكَلَ رَهْطٌ مِنْ أَصْحَابِهِ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ارْفَعُوْا أَيْدِيَكُمْ وَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْيَهُوْدِيَّةِ فَدَعَاهَا فَقَالَ لَهَا أَسَمَمْتِ هٰذِهِ الشَّاةَ؟ قَالَتِ الْيَهُوْدِيَّةُ مَنْ أَخْبَرَكَ قَالَ أَخْبَرَتْنِي هٰذِهِ فِي يَدِي الذِّرَاعُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَمَا أَرَدْتِ إِلَى ذٰلِكَ قَالَتْ قُلْتُ إِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَنْ يَضُرُّهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا اسْتَرَحْنَا مِنْهُ فَعَفَا عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يُعَاقِبْهَا وَتُوُفِّيَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ أَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَاحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى كَاهِلِهِ مِنْ أَجْلِ الَّذِي أَكَلَ مِنَ الشَّاةِ. (رواه أبوداود: ٤٥١٠)

٨٤٧٠۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے بھونی ہوئی بکری میں زہر ملا کر نبی ﷺ کو تحفہ دیا۔ پس آپ ﷺ نے اس کی دستی لی اور اس سے کھایا اور آپ ﷺ کے چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی کھایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ہاتھ اٹھالو! اور یہودی عورت کو طلب فرمایا اور پوچھا: تو نے بکری میں زہر ملائی ہے؟ اس نے کہا: آپ کو کس نے خبر دی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے بکرے کے اس بازو نے خبر دی ہے جو میرے ہاتھ میں ہے۔ عورت نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا: میں نے دل میں سوچا کہ اگر آپ ﷺ نبی ہیں تو آپ کو کوئی نقصان نہ ہوگا اور اگر نبی نہیں ہیں تو ہمیں آزادی حاصل ہوگی۔ آپ ﷺ کے وہ صحابہ فوت ہوگئے جنہوں نے آپ کے ساتھ بکری کا گوشت کھایا تھا۔ اور آپ ﷺ نے اپنی گردن کے نیچے پچھنے لگوائے اس وجہ سے کہ آپ ﷺ نے زہر آلود کھانا کھایا تھا۔

٨٤٧١ـــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَأَمَرَبِهَا ﷺ فَقُتِلَتْ. (رواه أبوداود: ٤٥١١)

٨٤٧١۔ ''ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے حکم دیا اور وہ عورت قصاص میں قتل کردی گئی۔'' (ابوداؤد)

٨٤٧٢ـ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ

٨٤٧٢۔ ''سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں

(٨٤٧٠) ابو داؤد: ٤٥١١۔ ضعیف (البانی): ٩٧٣۔ دارمی: ٦٨.

(٨٤٧١) ابو داؤد: ٤٥١١۔ حسن صحیح: ٣٧٨٣.

(٨٤٧٢) ترمذی: ٣٦٢٦۔ ضعیف (البانی): ٧٤٧۔ دارمی: ٢١.

مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِي بَعْضِ نَوَاحِيْهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلاَ شَجَرٌ إِلاَّ وَهُوَيَقُوْلُ السَّلاَمُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ. (رواه الترمذى: ٣٦٢٦)

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کے میں اطراف میں نکلا۔ پس جو درخت اور پہاڑ آپ ﷺ کے سامنے آتا وہ کہتا تھا: السلام علیک یا رسول اللہ۔'' (ترمذی)

٨٤٧٣ــ عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ بِمَكَّةَ حَجَرًاكَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ لَيَالِيَ بُعِثْتُ إِنِّي لَاَعْرِفُهُ الآنَ. (رواه الترمذى: ٣٦٢٤)

۸۴۷۳۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مکہ میں ایک پتھر ان راتوں کو جن میں میری بعثت ہوئی مجھے سلام کہا کرتا تھا اور میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں۔'' (مسلم وترمذی)

شــرح: ......اس میں نبی کریم ﷺ کا ظاہر معجزہ ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بعض جمادات میں تمیز ہے۔ یہ اللہ کے اس فرمان کی تفسیر ہے:

﴿وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ﴾ (البقرة: ٧٤)

''اور بعض پتھر اللہ کے ڈر سے گر جاتے ہیں۔''

اور یہ بھی آتا ہے:

﴿وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلاَّ يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ﴾ (الاسراء: ٤٤)

''ہر چیز اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔'' (جائزۃ الاحوذی: ۵۵۵)

٨٤٧٤ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بِمَ أَعْرِفُ أَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ إِنْ دَعَوْتُ هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتَّى سَقَطَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَعَادَفَأَسْلَمَ الأَعْرَابِيُّ. (رواه الترمذى: ٣٦٢٨)

۸۴۷۴۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: میں کیسے معلوم کروں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا: اگر میں اس کھجور کے گچھے کو بلاؤں کہ آجا تو وہ آئے گا اور گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو کیا تم مان جاؤ گے؟ چنانچہ آپ ﷺ نے آواز دی تو گچھا درخت سے اترا اور آپ کے قریب آ کر گر گیا اور آپ کو سلام کہا اور کہا: السلام علیک یا رسول اللہ! اے اللہ کے رسول ﷺ آپ پر

(٨٤٧٣) ترمذى: ٣٦٢٤ـ صحيح (البانى): ٢٨٦٥ـ مسلم: ٢٢٧٧ـ دارمى: ٢٠ـ احمد: ٢٠٣٨٧.

(٨٤٧٤) ترمذى: ٣٨٥٩ـ صحيح البانى: ٢٨٦٨ـ دارمى: ٢٤.

سلامتی نازل ہو۔ پھر اس کو آپ ﷺ نے فرمایا: واپس اپنی جگہ پر چلا جا تو وہ واپس اپنی جگہ پر چلا گیا اور درخت سے پیوستہ ہوگیا۔ پس اعرابی نے اسلام قبول کیا۔‘‘

٨٤٧٥۔ عَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَأَلْتُ مَسْرُوْقًا مَنْ آذَنَ النَّبِيَّ ﷺ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوْا الْقُرْآنَ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْكَ يَعْنِي عَبْدَ اللّٰهِ أَنَّهُ آذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ. (رواه البخاري: ٣٨٥٩)

٨٤٧٥۔ ’’معن بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ سے سنا، انہوں نے مسروق سے پوچھا کہ جنات کی آمد کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو کس نے دی تھی، جس رات جنات نے قرآن سنا تھا؟ اس نے کہا: مجھ سے تیرے باپ یعنی عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ درخت نے خبر دی تھی۔‘‘ (الشیخان)

شرح: ...... یہ جنوں کا وفد مدینہ اور مکہ میں متعدد بار آیا تھا۔ کبھی قرآن سننے آیا کبھی احکام معلوم کرنے آیا۔ (فتح الباری: ۷/ ۱۷۱)

٨٤٧٦۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلاَ أَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ فَإِنَّ لِي غُلاَمًا نَجَّارًا قَالَ إِنْ شِئْتِ قَالَ فَعَمِلَتْ لَهُ الْمِنْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ ﷺ الْمِنْبَرَ الَّذِي صُنِعَ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتَّى كَادَتْ تَنْشَقُّ. (رواه البخاري: ٢٠٩٥)

٨٤٧٦۔ ’’سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انصار کی ایک عورت نے نبی ﷺ سے عرض کی: کیا میں آپ ﷺ کے لیے کوئی چیز نہ بنادوں جس پر آپ بیٹھا کریں؟ میرا ایک غلام بڑھئی ہے۔ فرمایا: اگر تو چاہتی ہے تو بنا دے۔ چنانچہ اس نے منبر تیار کرایا اور جب جمعے کا دن آیا تو آپ ﷺ اس منبر پر بیٹھے جو بنایا گیا تھا اور اسی پر آپ ﷺ نے خطبہ بھی دیا تو کھجور کا وہ ستون جس کے قریب کھڑے ہوکر آپ خطبہ دیا کرتے تھے وہ رونے لگا، قریب تھا کہ پھٹ جاتا۔‘‘

٨٤٧٧۔ وَفِي رِوَايَةٍ: فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ صِيَاحَ الصَّبِيِّ ثُمَّ نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ تَئِنُّ أَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّنُ قَالَ كَانَتْ تَبْكِي عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَهَا. (رواه البخاري: ٣٥٨٤)

٨٤٧٧۔ ’’ایک روایت میں ہے: وہ ایسا رویا جیسا بچہ روتا ہے۔ پس آپ ﷺ منبر سے اترے اور اپنے ساتھ لگایا تو وہ اس طرح کراہتا تھا جیسے بچہ آہ آہ کرتا ہے، جس کو خاموش کرایا جاتا ہے۔ پھر وہ سکون میں آ گیا۔ وہ رویا اس لیے تھا کہ وہ آپ ﷺ کا بیان سنتا تھا۔‘‘

(٨٤٧٥) بخاری: ٣٨٥٩۔ مسلم: ٤٥٠۔ ابو داؤد: ٨٤۔ ترمذی: ١٨۔ ابن ماجه: ٣٨٤۔ احمد: ٤٣٤٠.
(٨٤٧٦) بخاری: ٢٠٩٥۔ ابن ماجه: ١٤١٧۔ دارمی: ٢٣۔ احمد: ١٣٨٧٠.
(٨٤٧٧) بخاری: ٣٥٨٤۔ ابن ماجه: ١٤١٧۔ دارمی: ٢٣۔ احمد: ١٣٨٧٠.

٨٤٧٨ـــ عَـنْ جَـابِـرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ يَسْتَنِدُإِلَى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صُنِعَ الْمِنْبَرُ وَاسْتَـوَى عَـلَيْـهِ اضْـطَرَبَتْ تِلْكَ السَّارِيَةُ كَـحَـنِيْنِ النَّاقَةِ حَتَّى سَمِعَهَا أَهْلُ الْمَسْجِدِ حَتَّـى نَـزَلَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَـاعْتَنَقَهَا فَسَكَتَتْ . (رواه النسائى: ١٣٩٦)

٨٤٧٨۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب خطبہ دیتے تھے تو آپ ﷺ ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگاتے تھے جو کھجور کا تھا اور وہ مسجد کا ستون تھا۔ جب منبر بنایا گیا اور آپ ﷺ اس پر تشریف لے گئے تو وہ ستون پریشان ہوکر آواز دینے لگا جیسے اونٹنی آواز نکالتی ہے۔ اہل مسجد نے اس کی آواز سنی۔ آپ ﷺ اس کی طرف اترے اور اس کو گلے لگایا۔'' (بخاری ونسائی)

شرح:......اس میں نبی ﷺ کا معجزہ ہے کہ ستون رونے لگا اور آپ نے سینہ اطہر سے لگایا تو وہ خاموش ہوگیا۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ منبر پر خطبہ دینا مسنون ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ مقتدیوں کی تعلیم احکام کے لیے نماز کے افعال عملاً پیش کرنا مسنون ہے۔ (فتح الباری: ٣/ ٤٠٠)

٨٤٧٩ـــ عَـنِ ابْـنِ بُـرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ' نَحْوَهُ وَفِيْهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ سَمِعَ حَنِيْنَ الْجِذْعِ رَجَـعَ إِلَيْـهِ فَـوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَقَالَ اخْتَرْأَنْ أَغْرِسَكَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي كُنْتَ فِيْهِ فَتَكُوْنَ كَـمَاكُنْتَ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ أَغْرِسَكَ فِي الْجَنَّةِ فَتَشْـرَبَ مِـنْ أَنْهَـارِهَـا وَعُيُـوْنِهَا فَيَحْسُنَ نَبْتُكَ وَتُثْـمِـرَ فَيَأْكُلَ أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ مِنْ ثَمَرَتِكَ وَنَـخْـلِكَ فَـعَـلْـتُ فَـزَعَـمَ أَنَّـهُ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُـوَ يَـقُـوْلُ لَـهُ نَعَمْ قَدْ فَعَلْتُ مَـرَّتَيْـنَ فَسُـئِلَ النَّبِيُّ ﷺ فَـقَـالَ اخْتَارَأَنْ أَغْرِسَهُ فِي الْجَنَّةِ . (رواه الدارمى: ٣٢)

٨٤٧٩۔ ''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے اس کے مثل حدیث بیان کی گئی ہے اور اس میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے جب تنے کے رونے کی آواز سنی تو اس کی طرف گئے اور اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور فرمایا: دو امور میں سے ایک اختیار کر، ایک یہ کہ میں تجھے اس جگہ لگادوں جہاں تو پہلے تھا اور اس طرح تو درخت بن جائے گا، جیسا پہلے تھا اور اگر تو چاہے تو میں تجھے جنت میں لگادوں گا۔ تو جنت کے دریاؤں اور چشموں کا پانی پیئے گا، تیری نباتات اگے گیں، تیرے ساتھ پھل لگیں گے اور اولیاء اللہ تیرا پھل کھائیں گے تو میں ایسا کردیتا ہوں۔ راوی کا گمان ہے اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا دوبار فرمایا: ہاں میں نے کردیا، ہاں میں نے کردیا۔ پھر آپ ﷺ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اس نے یہ پسند کیا اور چنا ہے کہ اس کو میں جنت میں لگاؤں۔''

(٨٤٧٨) نسائی: ١٣٩٦۔ صحیح (البانی): ١٣٢٣۔ احمد: ١٣٧٢٩.

(٨٤٧٩) دارمی: ٣٢.

٨٤٨٠ـ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، نَحْوُهُ وَفِيْهِ: فَلَمَّا هُدِمَ الْمَسْجِدُ وَغُيِّرَ أَخَذَ ذٰلِكَ الْجِذْعَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَكَانَ عِنْدَهُ فِي بَيْتِهِ حَتَّى بَلِيَ فَأَكَلَتْهُ الأَرْضَةُ وَعَادَ رُفَاتًا. (رواه ابن ماجة: ١٤١٤)

٨٤٨٠۔ ''سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سابقہ روایت کی مانند مروی ہے اور اس میں بیان ہے کہ جب مسجد کو منہدم کیا گیا اور اسے دوبارہ تعمیر کیا گیا تو اس تنے کو ابی رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور وہ انہی کے پاس رہا۔ یہاں تک کہ اس کو دیمک نے کھا لیا اور وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔''

٨٤٨١ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوُهُ وَفِيْهِ: فَلَمَّا الْتَزَمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَكَنَ ثُمَّ قَالَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْلَمْ أَلْتَزِمْهُ لَمَازَالَ هٰكَذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ حُزْنًا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدُفِنَ. (رواه الدارمي: ٤١)

٨٤٨١۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی سابقہ روایات کی مانند مروی ہے اور اس میں ہے کہ جب اس کو نبی کریم ﷺ نے گلے لگایا تو وہ خاموش ہو گیا اور فرمایا: قسم اللہ کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر میں اس کو گلے نہ لگاتا تو وہ اسی طرح روتا رہتا، یہاں تک کہ قیامت آ جاتی اور آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس کو دفن کر دیا گیا۔''

٨٤٨٢ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَقْبَلَ أَعْرَابِيٌّ، فَلَمَّا دَنَا قَالَ لَهُ ﷺ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ إِلَى أَهْلِي قَالَ: هَلْ لَكَ فِي خَيْرٍ؟ قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ تَشْهَدُ أَنْ لَّآإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، وَقَالَ مَنْ يَشْهَدُ عَلَى مَا تَقُوْلُ؟ قَالَ هٰذِهِ الشَّجَرَةُ، فَدَعَاهَا ﷺ وَهِيَ بِشَاطِىءِ الْوَادِيْ، فَأَقْبَلَتِ تَخُدُّ الأَرْضَ خُدًّا حَتَّى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلَاثًا، فَشَهِدَتْ أَنَّهُ كَمَاقَالَ، ثُمَّ رَجَعَتْ إِلَى مَنْبَتِهَا، وَرَجَعَ الأَعْرَابِيُّ إِلَى قَوْمِهِ، فَقَالَ إِنْ

٨٤٨٢۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ہم لوگ ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک اعرابی آیا اور جب قریب آ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: اپنے گھر جانے کا۔ فرمایا: کیا تجھے بھلائی میں دلچسپی ہے؟ اس نے کہا: بھلائی کیا چیز ہے؟ فرمایا: تو گواہی دے کہ کوئی معبود نہیں ہے اللہ کے سوا، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس نے کہا: جو آپ ﷺ کہتے ہیں اس پر گواہ کون ہے؟ فرمایا: یہ درخت۔ پھر آپ ﷺ نے درخت کو بلایا۔ وہ وادی کے کنارے پر تھا۔ درخت زمین کو چیرتا آیا اور آپ ﷺ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس نے تین بار کلمۂ

(٨٤٨٠) ابن ماجه: ١٤١٤ـ حسن (البانی)، دارمی: ٣٦ـ احمد: ٢٠٧٤١.

(٨٤٨١) دارمی: ٤١ـ ترمذی: ٣٦٢٧ـ ابن ماجه: ١٤١٥ـ احمد: ٢٣٩٦.

(٨٤٨٢) طبرانی کبیر: ١٣٥٨٢ـ ورجاله رجال الصحیح ورواه ابو یعلی ایضا والبزار و هیثمی: ١٤٠٨٥.

يَتَّبِعُوْنِي آتِكَ بِهِمْ وَإِلَّا رَجَعْتُ إِلَيْكَ فَكُنْتُ مَعَكَ. (للكبير: ١٣٥٨٢)

شہادت پڑھا اور گواہی دی کہ حقیقت وہی ہے جو آپ ﷺ بیان فرما رہے ہیں۔ پھر درخت اپنی اگنے کی جگہ پر واپس چلا گیا اور اعرابی لوٹ کر اپنی قوم کے پاس گیا اور اس نے کہا: اگر میری قوم مان گئی تو میں ان کو یہاں آپ ﷺ کے ہاں لاؤں گا ورنہ میں خود آپ کے پاس لوٹ آؤں گا اور آپ کے ساتھ ہی رہوں گا۔'' (الکبیر الموصلی، البزار)

٨٤٨٣ـ عَنْ أَبِي ذَرٍّ: أَنَّهُ تَبِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمًا، فَجَلَسَ، قَالَ فَجَلَسْتُ عِنْدَهُ، فَقَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ، مَا جَاءَ بِكَ؟ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، فَجَاءَ أَبُوْبَكْرٍ فَسَلَّمَ وَجَلَسَ عَنْ يَمِيْنِهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ مَا جَاءَ بِكَ يَا أَبَابَكْرٍ؟ قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، فَجَاءَ عُمَرُ فَجَلَسَ عَنْ يَمِيْنِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: يَا عُمَرُ، مَا جَاءَ بِكَ؟ قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ عَنْ يَمِيْنِ عُمَرَ، فَقَالَ، يَا عُثْمَانُ، مَاجَاءَ بِكَ؟ قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، فَتَنَاوَلَ ﷺ سَبْعَ حَصَيَاتٍ فَسَبَّحْنَ فِي يَدِهِ حَتَّى سَمِعْتُ لَهُنَّ حَنِيْنًا كَحَنِيْنِ النَّحْلِ، ثُمَّ وَضَعَهُنَّ فَخَرَسْنَ، ثُمَّ وَضَعَهُنَّ فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ فَسَبَّحْنَ فِي يَدِهِ حَتَّى سَمِعْتُ لَهُنَّ حَنِيْنًا كَحَنِيْنِ النَّحْلِ، ثُمَّ وَضَعَهُنَّ فَخَرِسْنَ، ثُمَّ تَنَاوَلَهُنَّ فَوَضَعَهُنَّ فِي يَدِ عُمَرَ فَسَبَّحْنَ

٨٤٨٣ـ ''سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن وہ آپ ﷺ کے پیچھے چل رہے تھے۔ آپ ﷺ بیٹھ گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ذر! کس غرض سے آئے ہو؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے۔ اس نے کہا: پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور آپ ﷺ کے دائیں طرف بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! کیوں آئے ہو؟ کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے۔ پھر عمر آئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دائیں طرف بیٹھ گئے۔ پس فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ! کیوں آئے ہو؟ کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور عمر رضی اللہ عنہ کے دائیں طرف بیٹھ گئے۔ پس فرمایا: اے عثمان! کیوں آئے ہو؟ عرض کی: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے سات کنکر ہاتھ میں لیے تو وہ تسبیح پڑھنے لگے، یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز سنی جس طرح شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے، پھر انہیں نیچے رکھ دیا تو وہ خاموش ہوگئے۔ پھر اٹھا کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ

(٨٤٨٣) بزار: ٢٤١٤ـ باسنادين ورجال احدهما ثقات وفي بعضهم ضعف، قلت، وقد تقدم في الخلافة له طريق عن ابي ذر ايضا، وقال الزهري فيها يعني الخلافة۔ رواها الطبراني في الاوسط، وزاد في احدى طرفيه يسمع تسبيحهن من في الحلقة في كل واحد، وقال، ثم دفعهن الينا فلم يسبحن مع احد منا۔ هيثمي: ١٤١٠٣.

فِـي يَـدِهِ حَتَّـى سَـمِعْتُ لَهُنَّ حَنِيْنًاكَحَنِيْنِ النَّحْلِ، ثُمَّ وَضَعَهُنَّ فَخَرِسْنَ، ثُمَّ تَنَاوَلَهُنَّ فَوُضِعْنَ فِي يَدِ عُثْمَانَ فَسَبَّحْنَ فِي يَدِهِ حَتَّى سَمِعْتُ لَهُنَّ حَنِيْنًاكَحَنِيْنِ النَّحْلِ، ثُمَّ وَضَعَهُنَّ فَخَرِسْنَ. (رواه البزار: ٢٤١٤/ ٢٤١٣، وَقَالَ الزُّهْرِيُّ يَعْنِي الْخِلاَفَةَ)

دیئے، تو وہ پھر تسبیح پڑھنے لگے، یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح سنی۔ پھر ان کو زمین پر رکھ دیا تو وہ خاموش ہوگئے۔ آپ ﷺ نے وہ پھر اٹھائے اور عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دیئے۔ تو وہ پھر تسبیح کہنے لگے، یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح سنی۔ پھر زمین پر رکھ دیئے تو وہ خاموش ہوگئے۔ اور آپ ﷺ نے پھر اٹھائے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دیئے تو وہ تسبیح پڑھنے لگے، یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح سنی۔ پھر زمین پر رکھ دیے تو وہ خاموش ہوگئیں۔'' (البزار، زہری نے کہا: مراد خلافت ہے۔)

من زيادة الطعام والشراب ببركته ﷺ

آپ ﷺ کی برکت سے کھانے پینے میں اضافے کا بیان

٨٤٨٤ـ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَإِنَّا أَسْرَيْنَا حَتَّى كُنَّا فِي آخِرِ اللَّيْلِ وَقَعْنَا وَقْعَةً وَلا وَقْعَةً أَحْلَى عِنْدَ الْمُسَافِرِ مِنْهَا فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ وَكَانَ أَوَّلُ مَنِ اسْتَيْقَظَ فُلاَنٌ ثُمَّ فُلاَنٌ ثُمَّ فُلاَنٌ يُسَمِّيهِمْ أَبُو رَجَاءٍ فَنَسِيَ عَوْفٌ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الرَّابِعُ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا نَامَ لَمْ يُوْقَظْ حَتَّى يَكُوْنَ هُوَ يَسْتَيْقِظُ لِأَنَّا لاَ نَدْرِي مَا يَحْدُثُ لَهُ فِي نَوْمِهِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ وَرَأَى مَا أَصَابَ النَّاسَ وَكَانَ رَجُلاً جَلِيْدًا فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيْرِ فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيْرِ حَتَّى اسْتَيْقَظَ

٨٤٨٤۔ ''سیدنا عمران بن حُصین رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، ہم رات بھر چلتے رہے۔ یہاں تک کہ رات کے آخری حصے میں پڑاؤ ڈالا۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب کسی مسافر کو نیند سے پیاری کوئی شے نہیں ہوتی۔ سورج چڑھے ہم بیدار ہوئے تو ابھی کچھ لوگ ہی بیدار ہوئے تھے۔ ابورجاء (راوی) نے ان کے نام بتائے تھے جو عوف (راوی) بھول گیا ہے، پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے۔ نبی کریم ﷺ جب آرام فرما ہوتے تو آپ کو بیدار نہیں کیا جاتا تھا بلکہ آپ خود ہی بیدار ہوتے تھے کیونکہ ہمیں کیا معلوم کہ نیند میں آپ کو کیا وحی کی جا رہی ہے۔ بہر حال جب عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے اور انہوں نے لوگوں کی نیند دیکھی تو بلند آواز سے تکبیر کہی۔ اور وہ بہت بلند آواز تھے۔ چنانچہ وہ بار بار اللہ اکبر، اللہ اکبر کہتے رہے

(٨٤٨٤) بخاری: ٣٤٤۔ مسلم: ٦٨٢۔ ابو داؤد: ٤٤٣۔ احمد: ١٩٣٩٧.

بِصَوْتِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ شَكَوْا إِلَيْهِ الَّذِي أَصَابَهُمْ قَالَ لاَضَيْرَأَوْلاَ يَضِيْرُ ارْتَحِلُوْا فَارْتَحَلَ فَسَارَغَيْرَبَعِيْدٍ ثُمَّ نَزَلَ فَدَعَا بِالْوَضُوْءِ فَتَوَضَّأَوَنُوْدِيَ بِالصَّلاَةِ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلاَتِهِ إِذَا هُوَبِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فُلاَنُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلاَ مَاءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيْكَ ثُمَّ سَارَالنَّبِيُّ ﷺ فَاشْتَكَى إِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَافُلاَنًا كَانَ يُسَمِّيْهِ أَبُوْرَجَاءٍ نَسِيَهُ عَوفٌ وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ اذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا امْرَأَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ أَوْسَطِيْحَتَيْنِ مِنْ مَاءٍ عَلَى بَعِيْرٍلَهَا فَقَالاَ لَهَا أَيْنَ الْمَاءُ قَالَتْ عَهْدِي بِالْمَاءِ أَمْسِ هٰذِهِ السَّاعَةَ وَنَفَرُنَا خُلُوْفًا قَالاَلَهَا انْطَلِقِي إِذًا قَالَتْ إِلَى أَيْنَ قَالاَإِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتِ الَّذِي يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ قَالاَهُوَالَّذِي تَعْنِيْنَ فَانْطَلِقِي فَجَاءَ ابِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَحَدَّثَاهُ الْحَدِيْثَ قَالَ فَاسْتَنْزَلُوْهَا عَنْ بَعِيْرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِإِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِيْهِ مِنْ أَفْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ أَوْسَطِيْحَتَيْنِ وَأَوْكَأَ أَفْوَاهَهُمَا وَأَطْلَقَ الْعَزَالِيَ وَنُوْدِيَ فِي النَّاسِ اسْقُوْا وَاسْتَقُوْا فَسَقَى مَنْ شَاءَ وَاسْتَقَى مَنْ شَاءَ وَكَانَ آخِرُذَاكَ أَنْ أَعْطَى الَّذِي أَصَابَتْهُ الْجَنَابَةُ

یہاں تک کہ ان کی آواز سن کر نبی کریم ﷺ بھی بیدار ہو گئے۔ جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو لوگوں نے اپنی پریشانی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: پریشان نہ ہو، اس جگہ سے نکل چلو۔ آپ صحابہ کے ساتھ چل پڑے۔ تھوڑی دور جا کر پڑاؤ ڈال دیا۔ پانی منگوا کر وضو کیا اور اذان کہی گئی۔ پھر لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص کو علیحدہ کھڑے دیکھا۔ اس نے نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ نے پوچھا: بھئی تو نے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز کیوں نہیں پڑھی؟ اس نے کہا: میں جنبی ہو گیا ہوں اور پانی میسر نہیں۔ آپ نے فرمایا: پاک مٹی سے تیمّم کر لیتا، وہی تجھے کافی ہوتا۔ پھر نبی ﷺ مدینہ کی طرف چل پڑے۔ راستے میں صحابہ نے پیاس کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے پھر پڑاؤ ڈال دیا اور آپ ﷺ نے فلاں کو اور علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: دونوں جا کر پانی تلاش کرو تو وہ دونوں گئے اور ان کی ایک عورت سے ملاقات ہوئی جو دو مشکیزے پانی کے اونٹ پر رکھ کر درمیان میں خود بھی سوار ہو کر جا رہی تھی۔ انہوں نے پوچھا: پانی کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں کل اس وقت پانی کے پاس سے چلی ہوں اور ہمارے دیگر لوگ پیچھے آ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: ہمارے ساتھ آ جا۔ اس نے کہا: کہاں تک؟ کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ اس نے کہا: وہ جس کو صابی کہا جاتا ہے؟ کہا: وہی جن کا تو ذکر کر رہی ہے، پس چلی آ۔ وہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے اور آپ کو سارا قصہ سنایا۔ پس عورت کو اونٹ سے اتارا گیا۔ نبی ﷺ نے برتن طلب کیا اور اس میں دو مشکیزوں سے پانی نکالا۔ پھر ان کا منہ باندھ دیا اور لوگوں میں اعلان کیا گیا کہ پانی خود پیو اور حیوانوں کو پلاؤ۔ پس جس

إِنَاءً مِنْ مَاءٍ قَالَ اذْهَبْ فَأَفْرِغْهُ عَلَيْكَ وَهِيَ قَائِمَةٌ تَنْظُرُ إِلَى مَا يُفْعَلُ بِمَائِهَا وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ أُقْلِعَ عَنْهَا وَإِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْنَا أَنَّهَا أَشَدُّ مِلْأَةً مِنْهَا حِيْنَ ابْتَدَأَ فِيْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِجْمَعُوْا لَهَا فَجَمَعُوْا لَهَا مِنْ بَيْنِ عَجْوَةٍ وَدَقِيْقَةٍ وَسَوِيْقَةٍ حَتَّى جَمَعُوْا لَهَا طَعَامًا فَجَعَلُوْهَا فِي ثَوْبٍ وَحَمَلُوْهَا عَلَى بَعِيْرِهَا وَوَضَعُوْا الثَّوْبَ بَيْنَ يَدَيْهَا قَالَ لَهَا تَعْلَمِيْنَ مَا رَزِئْنَا مِنْ مَائِكِ شَيْئًا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ هُوَالَّذِي أَسْقَانَا فَأَتَتْ أَهْلَهَا وَقَدِ احْتَبَسَتْ عَنْهُمْ قَالُوْا مَا حَبَسَكِ يَا فُلَانَةُ! قَالَتِ الْعَجَبُ لَقِيَنِي رَجُلَانِ فَذَهَبَا بِي إِلَى هٰذَا الَّذِي يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ فَفَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَوَاللّٰهِ! إِنَّهُ لَأَسْحَرُ النَّاسِ مِنْ بَيْنِ هٰذِهِ وَهٰذِهِ وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهَا الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ فَرَفَعَتْهُمَا إِلَى السَّمَاءِ تَعْنِي السَّمَاءَ وَالأَرْضَ أَوْإِنَّهُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَذٰلِكَ يُغِيْرُوْنَ عَلَى مَنْ حَوْلَهَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَلَا يُصِيْبُوْنَ الصِّرْمَ الَّذِي هِيَ مِنْهُ فَقَالَتْ يَوْمًا لِقَوْمِهَا مَاأَرَى أَنَّ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ يَدَعُوْنَكُمْ عَمْدًا فَهَلْ لَكُمْ فِي الإِسْلَامِ فَأَطَاعُوْهَا فَدَخَلُوْا فِي الإِسْلَامَ.

(رواه البخاري: ٣٤٤)

٨٤٨٥ـــ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَتْ أَيْهَاهْ! لَا مَاءَ

نے چاہا پیا اور پلایا اور آخر کار جو جنابت سے تھا اس کو پانی کا ایک برتن غسل کے لیے دیا اور فرمایا: جا کر اپنے اوپر پانی ڈال۔ عورت کھڑی دیکھتی رہی کہ اس کے پانی اور مشکیزوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جا رہا ہے۔ اور قسم اللہ کی! مشکیزے پانی لینے کے بعد زیادہ بھرے ہوئے تھے اور ہمارے دیکھنے میں ان کے پانی میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اس عورت کے لیے کچھ خوراک جمع کرو، تو صحابہ نے کھجور، آٹا اور ستو جمع کیے اور اچھی خاصی مقدار میں کھانا جمع ہوا تو کپڑے میں باندھ کر عورت کو سوار کیا اور اس کے آگے یہ سامان رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے عورت سے فرمایا: کیا تو جانتی ہے کہ ہم نے تیرے پانی میں تو کوئی کمی نہیں کی، مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں پانی پلا دیا ہے۔ وہ اپنے گھر تاخیر سے پہنچی تو اس سے پوچھا گیا: اے فلاں! تو نے کیوں تاخیر کی؟ اس نے کہا: تعجب کی بات سامنے آئی ہے۔ مجھے دو مرد لے گئے اور اس صابی کے پاس پہنچا دیا۔ اور اس نے ایسا اور ایسا کام کیا اور اللہ کی قسم! یا تو وہ آسمان و زمین کے درمیان سب سے بڑے جادوگر ہیں اور یا پھر وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اس واقعہ کے بعد مسلمان اس علاقے میں مشرکین پر فوجی کاروائی کرتے تو اس عورت کے گاؤں والوں سے کوئی تعرض نہیں کرتے تھے۔ ایک دن عورت نے اپنے لوگوں سے کہا: میرا خیال ہے کہ اسلامی فوج اور مسلمان قوم جان بوجھ کر تمہارے خلاف کوئی تعرض نہیں کرتے اور تمہیں نظر انداز کر جاتے ہیں۔ اس عورت کی قوم نے اس کی اطاعت کی اور اسلام میں داخل ہو گئے۔''

۸۴۸۵۔ ''ایک روایت میں ہے: اس عورت نے کہا: پانی بہت

(٨٤٨٥) مسلم: ٦٨٢۔ بخاری: ٣٤٤۔ ابو داؤد: ٤٤٣۔ نسائی: ٣٢١۔ دارمی: ٧٤٣۔ احمد: ١٩٤٦٢۔

لَكُمْ . وَفِيهِ: أَخبَرَتْهُ أَنَّهَا مُوْتِمَةٌ لَهَا صِبْيَانٌ أَيْتَامٌ فَأَمَرَبِرَاوِيَتِهَا فَأُنِيخَتْ فَمَجَّ فِي الْعَزْلَاوَيْنِ الْعُلْيَاوَيْنِ ثُمَّ بَعَثَ بِرَاوِيَتِهَا فَشَرِبْنَا وَنَحْنُ أَرْبَعُوْنَ رَجُلاً عِطَاشًا حَتَّى رَوِيْنَا وَمَلأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَإِدَاوَةٍ وَغَسَّلْنَا صَاحِبَنَا غَيْرَأَنَّا لَمْ نَسْقِ بَعِيْرًاوَهِيَ تَكَادُ تَنْضَرِجُ مِنَ الْمَاءِ يَعْنِي الْمَزَادَتَيْنِ . مطولا . (رواه مسلم: ٦٨٢)

دور ہے اور بہت زیادہ دور ہے، تمہارے لیے پانی نہیں ہے۔ اس روایت میں ہے کہ اس عورت نے آپ ﷺ کو بتایا کہ وہ یتیموں کی ماں ہے تو آپ ﷺ نے پانی لانے والی اونٹنی کے متعلق حکم دیا تو وہ بیٹھائی گئی اور اس پر لادی ہوئی دو مشکوں میں آپ ﷺ نے اپنے منہ مبارک میں پانی لے کر ان میں ڈال دیا۔ ہم چالیس آدمیوں کو بہت پیاس لگی ہوئی تھی۔ ہم سب نے پانی پیا اور ہمارے پاس پانی کے لیے جو برتن تھے، ان سب کو پانی سے بھر بھی لیا اور جنبی ساتھی کو نہانے کے لیے بھی دیا، مگر اونٹوں کو پانی نہیں پلایا۔ وہ دو مشکیزے اسی طرح پانی سے بھرے رہے اور زیادہ پانی کی وجہ سے پھٹے جا رہے تھے۔'' (الشیخان، مولولاً)

٨٤٨٦ــ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّكُمْ تَسِيْرُوْنَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ وَتَأْتُوْنَ الْمَاءَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ غَدًا فَانْطَلَقَ النَّاسُ لاَيَلْوِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، قَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ فَبَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُحَتَّى ابْهَارَّ اللَّيْلُ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ قَالَ فَنَعَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَالَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَأَتَيْتُهُ فَدَعَمْتُهُ مِنْ غَيْرِأَنْ أُوْقِظَهُ حَتَّى اعْتَدَلَ عَلَى رَاحِلَتِهِ قَالَ ثُمَّ سَارَحَتَّى تَهَوَّرَاللَّيْلُ مَالَ عَنْ رَاحِلَتِهِ قَالَ فَدَعَمْتُهُ مِنْ غَيْرِأَنْ أُوْقِظَهُ حَتَّى اعْتَدَلَ عَلَى رَاحِلَتِهِ قَالَ ثُمَّ سَارَحَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ السَّحَرِ

٨٤٨٦۔ ''سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: تم پچھلے پہر اور آئندہ رات بھی چلتے رہو گے تو ان شاء اللہ تم پانی پر پہنچ جاؤ گے۔ پس لوگ چلنے لگے۔ کوئی کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا۔ رات کے نصف میں رسول اللہ ﷺ کو چلتے ہوئے اونگھ آ گئی اور آپ ﷺ سواری پر ایک جانب جھک گئے تو میں آیا اور بیدار کیے بغیر تھام کر سیدھا کر دیا اور آپ ﷺ سواری پر سیدھے ہو گئے اور چلتے رہے۔ پھر جب رات آدھی سے زیادہ ہوئی تو آپ ﷺ اونگھ سے ایک بار پھر جھک گئے۔ میں نے آگے بڑھ کر آپ کو سہارا دیا تو آپ پھر سیدھے ہو گئے اور چلتے رہے۔ چلتے ہوئے رات کے آخری حصے میں آپ ﷺ ایک دفعہ پھر ایک جانب مائل ہو گئے اور یہ پہلی دو بار سے زیادہ

(٨٤٨٦) مسلم: ٦٨١۔ بخاری: ٥٩٥۔ ابو داؤد: ٤٣٧۔ ترمذی: ١٧٧۔ نسائی: ٦١٧۔ ابن ماجہ: ٣٤٣٤۔ دارمی: ٢١٣٥۔ احمد: ٢٢١٠٥.

مَال مَيْلَةً هِيَ أَشَدُّ مِنَ الْمَيْلَتَيْنِ الأُوْلَيَيْنِ حَتَّى كَادَ يَنْجَفِلُ فَأَتَيْتُهُ فَدَعَمْتُهُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ مَنْ هٰـذَا قُـلْتُ أَبُوْقَتَادَةَ قَالَ مَتى كَانَ هٰذَا مَسِيْرُكَ مِـنّـِي قُـلْتُ مَازَالَ هٰذَا مَسِيْرِيْ مُنْذُاللَّيْلَةِ قَالَ حَـفِـظَكَ الـلّٰهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهِ نَبِيَّهُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَـرَانَـا نَخْفى عَلَى النَّاسِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَرَى مِنْ أَحَدٍ قُلْتُ هٰذَا رَاكِبٌ ثُمَّ قُلْتُ هٰذَا رَاكِبٌ آخَرُ حَتَّـى اجْتَـمَـعْـنَـا فَكُنَّاسَبْعَةَ رَكْبٍ قَالَ فَمَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَـنِ الطَّرِيْقِ فَوَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَـالَ احْـفَـظُـوْا عَـلَيْنَا صَلاتَنَا فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْـقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالشَّـمْسُ فِي ظَهْرِهِ قَـالَ فَـقُمْنَا فَزِعِيْنَ ثُمَّ قَالَ ارْكَبُوْا فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِيْضَأَةٍ كَـانَتْ مَعِيَ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ قَالَ فَتَوَضَّأَمِنْهَا وُضُوْءًا دُوْنَ وُضُوْءٍ قَالَ وَبَقِيَ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ مَـاءٍ ثُـمَّ قَالَ لِأَبِي قَتَادَةَ احْفَظْ عَلَيْنَا مِيْضَأَتَكَ فَسَيَـكُـوْنُ لَهَا نَبَأٌثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ فَصَنَعَ كَـمَـاكَـانَ يَـصْنَعُ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ وَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَكِبْنَا مَعَهُ قَالَ فَجَعَلَ بَعْضُنَا يَهْمِسُ إِلَـى بَـعْـضٍ مَـا كَفَّارَةُ مَا صَنَعْنَا بِتَفْرِيْطِنَا فِي صَلاتِنَا ثُمَّ قَالَ أَمَا لَكُمْ فِيَّ أُسْوَةٌ ثُمَّ قَالَ أَمَاإِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيْطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيْطُ عَلَى مَنْ لَمْ يُـصَـلِّ الـصَّلَاةَ حَتَّـى يَجِيْءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ الأُخْـرَى فَـمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَلْيُصَلِّهَا حِيْنَ يَنْتَبِهُ

جھکاؤ تھا، قریب تھا کہ گر جاتے۔ میں پھر آگے بڑھا اور آپ ﷺ کو سہارا دیا۔ آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا: کون ہے؟ میں نے کہا: ابو قتادہ ہوں۔ فرمایا: کس وقت سے تو میرے ساتھ اس طرح چل رہا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں پوری رات اسی طرح چلتا رہا ہوں۔ فرمایا: اللہ تیری حفاظت کرے، جیسے تو نے اس کے نبی کی حفاظت کی ہے۔ فرمایا: کیا ہم لوگوں سے مخفی ہیں؟ پھر فرمایا: دیکھ کوئی نظر بھی آتا ہے؟ میں نے کہا: یہ ایک سوار جا رہا ہے۔ پھر میں نے کہا: یہ دوسرا سوار جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ ہم سات افراد جمع ہوگئے۔ تو آپ ﷺ راستے سے ایک طرف دور جا کر لیٹ گئے اور سرزمین پر رکھ دیا اور فرمایا: نماز کا وقت ہمیں بروقت بتاؤ۔

پھر سب سے پہلے آپ ﷺ ہی بیدار ہوئے اور سورج اوپر آچکا تھا۔ ہم خوف زدہ ہوکر اٹھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: سوار ہو جاؤ۔ پس ہم سوار ہوگئے اور سورج بلند ہوگیا تو آپ ﷺ اترے اور وضو کا برتن طلب کیا۔ میرے پاس تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا اور مختصر سا وضو کیا اور تھوڑا سا پانی بچ رہا تو فرمایا: یہ وضو کا برتن مع پانی محفوظ رکھو، عنقریب اس کی عمدہ خبر ظاہر ہوگی۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ کی اذان اور آپ ﷺ کی نماز کا ذکر کیا۔ پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ لوگوں نے کیا کیا ہے؟ پھر فرمایا: جب صبح ہوئی تو لوگوں نے اپنے نبی کو نہیں پایا تو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: نبی ﷺ تم سے پیچھے ہوں گے۔ آپ ﷺ تمہیں پیچھے چھوڑ کر نہیں جائیں گے اور دیگر لوگوں نے کہا: آپ ﷺ ہم سے آگے جا چکے ہیں۔ اگر تم ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بات مان کر چلتے رہو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

لَهَا فَإِذَا كَانَ الْغَدُ فَلْيُصَلِّهَا عِنْدَ وَقْتِهَا ثُمَّ قَالَ مَاتَرَوْنَ النَّاسَ صَنَعُوْا قَالَ ثُمَّ قَالَ أَصْبَحَ النَّاسُ فَقَدُوْا نَبِيَّهُمْ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَكُمْ لَمْ يَكُنْ لِيُخَلِّفَكُمْ وَقَالَ النَّاسُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَإِنْ يُطِيْعُوْا أَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ يَرْشُدُوْا قَالَ فَانْتَهَيْنَا إِلَى النَّاسِ حِيْنَ امْتَدَّ النَّهَارُ وَحَمِيَ كُلُّ شَيْءٍ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْنَا عَطِشْنَا فَقَالَ لَا هُلْكَ عَلَيْكُمْ ثُمَّ قَالَ أَطْلِقُوْا لِي غُمَرِي قَالَ وَدَعَا بِالْمَيْضَأَةِ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُبُّ وَأَبُوْ قَتَادَةَ يَسْقِيْهِمْ فَلَمْ يَعْدُ أَنْ رَأَى النَّاسُ مَاءً فِي الْمِيْضَأَةِ تَكَابُّوْا عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَحْسِنُوْا الْمَلَأَ كُلُّكُمْ سَيَرْوَى قَالَ فَفَعَلُوْا فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُبُّ وَأَسْقِيْهِمْ حَتَّى مَا بَقِيَ غَيْرِي وَغَيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ثُمَّ صُبَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي اشْرَبْ فَقُلْتُ لَا أَشْرَبُ حَتَّى تَشْرَبَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا قَالَ فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَأَتَى النَّاسُ الْمَاءَ جَامِّيْنَ رِوَاءً. (رواه مسلم: ٦٨١)

راوی نے کہا: جب ہم لوگوں تک پہنچے تو دن نصف ہو چکا تھا اور ہر چیز گرم ہو چکی تھی اور لوگ کہتے تھے: یا رسول اللہ! ہم پیاس سے ہلاک ہو گئے ہیں۔ فرمایا: آج کوئی ہلاکت نہیں ہے۔ پھر فرمایا: میرے سامان کے پاس چلو اور وضو کا بچا ہوا پانی طلب فرمایا۔ آپ ﷺ نے پانی ڈالنا شروع کر دیا اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ پلانے لگے۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ پانی صرف اس برتن میں ہے تو وہ پانی پر گرنے لگے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے اخلاق اچھے رکھو، یہ پانی سب کو سیر کر دے گا۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ پلاتے رہے، یہاں تک کہ میرے اور آپ ﷺ کے سوا سب نے پی لیا، پھر پانی ڈال کر فرمایا: تو بھی پانی پی۔ میں نے عرض کی: پہلے آپ ﷺ ہی پئیں۔ فرمایا: قوم کو پلانے والا آخر میں پیا کرتا ہے۔ پس میں نے پیا اور پھر آپ ﷺ نے پیا اور پھر لوگ وسیع پانی پر پہنچ آئے۔'' (مسلم مطولاً)

٨٤٨٧ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوْءَ فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي

۸۴۸۷۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ نماز عصر کا وقت آ گیا اور نبی ﷺ کے ساتھ جو لوگ تھے ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ انہوں نے پانی تلاش کیا تو وہ نہ ملا۔ آپ ﷺ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا اور آپ نے

(٨٤٨٧) بخاری: ١٦٩ـ مسلم: ٢٢٧٩ـ ترمذی: ٣٦٣١ـ نسائی: ٧٦ـ احمد: ١٣١٨٣ـ مالك: ٦٤.

ذٰلِكَ الإِنَاءِ يَدَهُ وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّئُوا مِنْهُ قَالَ فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ حَتَّى تَوَضَّئُوْا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ. (رواه البخاري: ١٦٩)

اس میں اپنا دست مبارک ڈالا اور لوگوں کو اس سے وضو کرنے کا حکم دیا۔ پس میں نے آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کا چشمہ جاری ہوتے دیکھا اور تمام لوگوں نے اول تا آخر وضو کیا۔'' (بخاری)

٨٤٨٨ـ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا بِمَاءٍ فَأُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فَجَعَلَ الْقَوْمُ يَتَوَضَّئُوْنَ فَحَزَرْتُ مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ إِلَى الثَّمَانِيْنَ. (رواه مسلم: ٢٢٧٩)

۸۴۸۸۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پانی طلب کیا، پس ایک پیالے میں پانی لایا گیا اور لوگوں نے وضو کرنا شروع کیا۔ میں نے شمار کیا تو ساٹھ تا اسی آدمیوں نے وضو کیا۔'' (مسلم)

٨٤٨٩ـ عَنْ أَنَسٍ قَالَ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيْبُ الدَّارِإِلَى أَهْلِهِ وَبَقِيَ قَوْمٌ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فِيْهِ مَاءٌ فَصَغُرَالْمِخْضَبُ أَنْ يَبْسُطَ فِيْهِ كَفَّهُ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ قُلْنَاكَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَمَانِيْنَ وَزِيَادَةً. (رواه البخاري: ١٩٥)

۸۴۸۹۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کا وقت حاضر ہو گیا تو جن لوگوں کے گھر قریب تھے وہ وضو کرنے چلے گئے اور کچھ لوگ ٹھہر گئے۔ پس آپ ﷺ کے پاس پتھر کے برتن میں پانی لایا گیا۔ برتن کا منہ تنگ تھا۔ اس لیے آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک اس میں سما نہ سکا۔ اس سے تمام لوگوں نے وضو کیا۔ ہم نے سوال کیا: لوگ تعداد میں کتنے تھے؟ انہوں نے کہا: اسی افراد سے کچھ زیادہ تھے۔''

٨٤٩٠ـ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِإِنَاءٍ وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ. قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِأَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلَاثُ مِائَةٍ أَوْزُهَاءَ ثَلَاثِ مِائَةٍ. (رواه البخاري: ٣٥٧٢)

۸۴۹۰۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مقام زوراء میں تھے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک برتن لایا گیا تو آپ نے اپنا دست مبارک اس میں رکھا تو آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کا چشمہ جاری ہوا اور سب لوگوں نے وضو کیا۔ قتادہ تابعی رحمہ اللہ نے کہا: تم اس وقت کتنے تھے؟ انہوں نے کہا: تین سو کے لگ بھگ تھے۔''

(٨٤٨٨) مسلم: ٢٢٧٩ـ بخاری: ٣٥٧٤ـ ترمذی: ٣٦٣١ـ نسائی: ٧٨ـ احمد: ١٣١٨٣ـ مالك: ٦٤.

(٨٤٨٩) بخاری: ١٩٥ـ مسلم: ٢٢٧٩ـ ترمذی: ٣٦٣١ـ نسائی: ٧٦ـ احمد: ١٣٦٦٧ـ مالك: ٦٤.

(٨٤٩٠) بخاری: ٣٥٧٢ـ مسلم: ٢٢٧٩ـ ترمذی: ٣٦٣ـ نسائی: ٧٦ـ احمد: ١٣١٨٣ـ مالك: ٦٤.

٨٤٩١ـ عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكُمْ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُبِهِ وَلاَ نَشْرَبُ إِلاَّ مَافِي رَكْوَتِكَ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُمِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا فَقُلْتُ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ لَوْكُنَّامِائَةَأَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّاخَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً. (رواه البخاري: ٤١٥٢)

۸۴۹۱۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن لوگ پیاس میں مبتلا ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک برتن میں پانی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو کیا، پھر لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ تو لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! نہ وضو کے لیے پانی ہے اور نہ پینے کے لیے ہے صرف یہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برتن میں ہے اور بس۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ برتن میں رکھ دیا اور پانی آپ کی انگلیوں سے فوارے مارنے لگا۔ جیسے چشمے ابلتے ہیں۔ پس ہم نے پانی پیا اور وضو کیا۔ ہم نے سوال کیا: تم کتنے تھے؟ کہا: ہم لاکھ ہوتے تب بھی پانی پورا ہوتا اور اس دن ہم پندرہ سو تھے۔'' (الشیخان)

٨٤٩٢ـ عَنِ الْبَرَاءِ رضي الله عنه قَالَ تَعُدُّوْنَ أَنْتُمُ الْفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ وَقَدْ كَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا وَنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ كُنَّامَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌفَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيْهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَاهَا فَجَلَسَ عَلَى شَفِيْرِهَا ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيْهَا فَتَرَكْنَاهَا غَيْرَبَعِيْدٍ ثُمَّ إِنَّهَا أَصْدَرَتْنَا مَا شِئْنَا نَحْنُ وَرِكَابَنَا. (رواه البخاري: ٤١٥٠)

۸۴۹۲۔ ''سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے کہا: تم لوگ فتح سے مراد مکہ کی فتح سمجھتے ہو اور مکہ کی فتح بھی یقیناً فتح ہی تھی اور ہم لوگ تو بیعت الرضوان اور حدیبیہ کی فتح سمجھتے ہیں۔

ہماری تعداد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تقریباً چودہ سو تک تھی اور حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے، ہم نے اس کا پانی نکال دیا اور ایک قطرہ بھی باقی نہ رہنے دیا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی اور آپ تشریف لائے، کنویں کے کنارے پر بیٹھے، ایک برتن میں پانی طلب فرمایا اور وضو کیا اور منہ میں پانی ڈالا اور وہ کنویں میں ڈال کر دعا مانگی اور تھوڑی دیر ہم نے رہنے دیا پھر وہ ہمارے لیے اور ہمارے حیوانات کے لیے نکالا جاتا رہا۔'' (بخاری)

(٨٤٩١) بخاري: ٤١٥٢ـ مسلم: ١٨٥٦ـ نسائي: ٧٧ـ دارمي: ٢٧ـ احمد: ١٤٤٤٦.

(٨٤٩٢) بخاري: ٤١٥٠ـ احمد: ١٨٠٩١.

٨٤٩٣ـــ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِبْنِ وَاثِلَةَ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ تَبُوْكَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَالَ فَأَخَّرَ الصَّلاةَ يَوْمًا ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا ثُمَّ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَأْتُوْنَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَيْنَ تَبُوْكَ وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوْهَا حَتَّى يَضْحَى النَّهَارُ فَمَنْ جَاءَ هَا فَلاَ يَمَسَّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتَّى آتِيَ فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا إِلَيْهَا رَجُلاَنِ وَالْعَيْنُ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ فَسَأَلَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ مَسِسْتُمَا مِنْ مَائِهَا شَيْئًا فَقَالاَ نَعَمْ فَسَبَّهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ لَهُمَا مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ ثُمَّ غَرَفُوْا بِأَيْدِيْهِمْ مِنَ الْعَيْنِ قَلِيْلاً قَلِيْلاً حَتَّى اجْتَمَعَ فِي شَيْءٍ ثُمَّ غَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ أَعَادَهُ فِيْهَا فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ كَثِيْرٍ فَاسْتَقَى النَّاسُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْشِكُ يَا مُعَاذُ إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ أَنْ تَرَىٰ مَاهَاهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَاناً. (رواه مالك: ٣٣٠)

٨٤٩٣۔ ''سیدنا ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر تبوک میں گئے۔ رسول اللہ ﷺ دو دو نمازیں ظہر، عصر اور مغرب، عشاء اکٹھی کر کے پڑھ رہے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ نے کچھ تاخیر فرمائی اور ظہر اور عصر کی نماز جمع کر کے پڑھی، پھر آپ اپنے خیمے میں چلے گئے۔ پھر باہر تشریف لائے اور مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے ادا فرمائی۔ پھر فرمایا: کل تم دوپہر تک تبوک کے چشمے تک پہنچ جاؤ گے۔ جو وہاں پہلے پہنچے وہ اس پانی کو ہاتھ نہ لگائے یہاں تک کہ میں آجاؤں۔ معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: دو آدمی ہم سے پہلے وہاں پہنچ گئے۔ اس چشمے کا پانی قطرہ قطرہ رس رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے پوچھا: کیا تم نے اس پانی کو ہاتھ لگایا ہے؟ ان دونوں نے ہاں میں جواب دیا تو آپ ﷺ ان پر شدید ناراض ہوئے اور جو اللہ نے چاہا آپ نے ان سے کہا۔ پھر صحابہ کرام نے ہاتھوں سے چلو بھر کر تھوڑا سا پانی جمع کیا اور اس میں نبی ﷺ نے ہاتھ اور منہ مبارک دھویا اور وہ پانی چشمے میں ڈال دیا تو پانی جاری ہوگیا اور تمام لوگوں نے پیا اور استعمال کیا۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ! اگر تیری زندگی کچھ عرصہ تک باقی رہی تو تو یہاں باغات دیکھے گا۔'' (موطا امام مالک)

٨٤٩٤ـــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الآيَاتِ

٨٤٩٤۔ ''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم تو آیات

(٨٤٩٣) مالك: ٣٣٠.

(٨٤٩٤) بخاري: ٣٥٧٩۔ ترمذي: ٣٦٣٣۔ نسائي: ٧٧۔ دارمي: ٣٠۔ احمد: ٣٧٩٧.

بَـرَكَةً وَأَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا كُنَّامَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِـي سَـفَـرٍفَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اطْلُبُوْا فَـضْـلَةً مِـنْ مَاءٍ فَجَاءُ وْا بِإِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌ قَلِيْلٌ فَـأَدْخَـلَ يَـدَهُ فِـى الإِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الـطَّهُـوْرِالْـمُبَـارَكِ وَالْبَـرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَأَيْـتُ الْـمَـاءَ يَـنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُوْلِ الـلّٰهِ ﷺ وَلَـقَـدْ كُـنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ . (رواه البخاری: ۳۵۷۹)

نبوت کو برکت تصور کرتے تھے اور تم خوف تصور کرتے ہو۔ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور پانی کی قلت تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تلاش کرو کسی کے پاس بچا ہوا پانی ہے تو لاؤ۔ لوگ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے اور آپ ﷺ نے پانی میں ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا: آ کر اللہ کے دیئے پاک پانی سے وضو کرتے جاؤ۔ میں نے آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے ابلتے دیکھے اور بعض اوقات کھانا کھایا جاتا تھا اور اس سے تسبیح پڑھنے کی آواز ہم سنتے رہتے تھے۔'' (بخاری، ترمذی، نسائی)

شــرح: ...... (۱) ...... پانی میں برکت کے متعلقہ معجزات کی مدت کا تعین یوں ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے جو بیان کیا ہے یہ معجزہ غزوۂ ذات الرقاع میں وادی افیح میں رونما ہوا تھا۔ ۷ھ ماہ محرم تھا۔

(۲) ...... ۶ھ ماہ ذی قعدہ میں رونما ہوا تھا اور یہ حدیبیہ کے مقام پر رونما ہوا تھا۔ حدیبیہ میں چونکہ آپ ﷺ ایک ہفتہ ٹھہرے تھے یہاں دو مرتبہ یہ معجزہ رونما ہوا تھا۔

(۳) ...... ۹ھ یہ سفر تبوک کے دوران رونما ہوا تھا۔ یہ وہی واقعہ ہے جو عورت سے پانی لیا تھا۔ اس نے واپس جا کر کہا تھا یا تو نبی کریم ﷺ جادوگر ہیں یا پھر سچے نبی ہیں۔

(۴) ...... مقام قبا پر بھی نبی کریم ﷺ کی انگلیوں سے پانی پھوٹ پھوٹ کر نکلا تھا۔

(۵) ...... مقام زوراء پر مدینہ میں بھی یہ معجزہ رونما تھا۔

یاد رہے کہ ایسے معجزات سے نبی ﷺ کا مختار کل ہونے کا ثبوت نہیں ملتا، نہ آپ نے یہ دعویٰ ہی کیا ہے۔ اسے اللہ کی برکت قرار دیا ہے اور جو ان معجزات کا انکار کرتے ہیں یہ اللہ کی قدرت کا انکار کرتے ہیں۔

نبی ﷺ کی انگلیوں کا چشمہ بن جانا ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے پانی طلب کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لاٹھی پتھر پر مارو۔ تو پتھر سے (۱۲) چشمے جاری ہو گئے۔ (بقرہ: ۶۰)

یہ واقعہ بیابان سور میں تین دن سفر کرنے کے بعد رونما ہوا (۲۱/ ۱۵ خروج) یہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ایک عظیم معجزہ ہے۔ لیکن پتھریلی زمین سے بذریعہ عصا پانی نکالنا اہم معجزہ ہے اگرچہ پتھریوں سے پانی نکل آتا ہے، اس کی بجائے گوشت پوست کی انگلیوں سے پانی نکلنا عجیب ترین معجزہ ہے۔ نبی ﷺ کا یہ معجزہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ پر اتنا ہی بلند ہے جتنا زندگی بچانے میں کھانے پر پانی کو فوقیت حاصل ہے۔ (رحمۃ للعالمین: ۳/ ۱۶۱ تا ۱۶۷)

٨٤٩٥ـــ عَـنْ أَبِـيْ رَجَاءٍ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ حَـائِـطًا لِبَعْضِ الأَنْصَارِ، فَقَالَ لَهُ مَا تَجْعَلُ لِـي إِنْ أَرْوَيْـتُ حَـائِطَكَ هٰذَا؟ قَالَ لَهُ إِنِّي أَجْهَـدُأَنْ أَرْوِيَــهُ فَلاأُطِيْقُ ذٰلِكَ، قَـالَ ﷺ: تَـجْـعَـلُ لِي مِائَةَ تَمْرَةٍ أَخْتَارُهَا مِنْ تَمْرِكَ؟ قَـالَ: نَـعَمْ، فَأَخَذَالْغَرْبَ، فَمَا لَبِثَ أَنْ أَرْوَاهُ حَتَّـى قَـالَ الـرَّجُـلُ: غَرِقَتْ عَلَيَّ حَائِطِي، فَاخْتَارَ مِائَةَ تَمْرَةٍ، فَأَكَلَ هُوَوَأَصْحَابُهُ حَتَّى شَبِـعُـوْا، ثُمَّ رَدَّعَلَيْهِ مِائَةَ تَمْرَةٍ كَمَاأَخَذَهَا . (للكبير: ١٨/ ٢٤٤)

٨٤٩٥۔ ''سیدنا ابو رجاء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے اور فرمایا: تو مجھے کیا اجرت دے گا اگر میں تیرا سارا باغ سیراب کردوں؟ اس نے کہا: میں بڑی کوشش کرتا ہوں کہ اس کو سیراب کروں اور سیراب نہیں کر پاتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو میرے لیے سو کھجوریں اجرت مقرر کردے اور ان کو منتخب میں خود کروں گا۔ اس نے کہا: درست ہے۔ پس آپ ﷺ نے بڑا ڈول پکڑا اور تب ہی بس کیا جب باغ کے مالک نے کہا: میرا باغ پانی میں ڈوب چکا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک سو کھجوریں پسند کرکے وصول کیں۔ آپ ﷺ نے اور آپ کے اصحاب نے کھائیں اور سب سیر ہوگئے اور پھر سو کھجوریں واپس اسی کو دے دیں جتنی وصول کی تھیں۔'' (الکبیر)

٨٤٩٦ـــ عَـنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ خَـرَجْـنَـا مَـعَ رَسُوْلِ اللّٰـهِ ﷺ فِـي غَزْوَةٍ فَـأَصَـابَنَا جَهْدٌحَتَّى هَمَمْنَا أَنْ نَنْحَرَبَعْضَ ظَهْـرِنَـا فَأَمَرَنَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَـجَمَعْنَا مَزَاوِدَنَا فَبَسَـطْـنَـا لَهُ نِطْعًا فَاجْتَمَعَ زَادُ الْقَوْمِ عَلَى الـنِّـطَـعِ قَـالَ فَتَـطَـاوَلْـتُ لِأَحْـزِرَهُ كَمْ هُوَفَحَزَرْتُهُ كَرَبْضَةِ الْعَنْزِوَنَحْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِـائَةٍ قَـالَ فَـأَكَـلْـنَـا حَتَّى شَبِعْنَا جَمِيْعًاثُمَّ حَشَـوْنَـا جُرُبَنَا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَهَلْ مِنْ وَضُوْءٍ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ بِإِدَاوَةٍ لَهُ فِيهَا نُطْفَةٌ فَـأَفْـرَغَهَـا فِي قَدَحٍ فَتَوَضَّأْنَا كُلُّنَا نُدَغْفِقُهُ

٨٤٩٦۔ ''سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور راشن ختم ہونے سے ہمیں بہت تکلیف پہنچی، یہاں تک کہ ہم نے اپنی سواریاں ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ آپ ﷺ نے حکم دیا اور ہم سب نے زادِ راہ جمع کرادیا۔ آپ ﷺ نے چمڑے کا دستر خوان بچھا دیا تھا۔ جب سب کا زادِ راہ دستر خوان پر جمع ہوگیا تو میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ اس کی مقدار کیا ہے تو وہ ایک بکری کے گوشت برابر تھا اور ہماری چودہ سو تک تعداد تھی۔ پس ہم نے کھایا اور سب سیر ہوگئے۔ پھر ہم نے اپنے اپنے تھیلے اور بوریاں بھر لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر کسی کے پاس پانی ہے تو لاؤ۔ ایک مرد برتن لایا جس میں قطرے کے

(٨٤٩٥) طبرانی کبیر: ١٨/ ٢٤٤۔ ورجاله وثقوا وقد ذكر لابی عمران ترجمة و هیثمی: ١٤١٠٨.

(٨٤٩٦) مسلم: ١٧٢٩۔ بخاری: ٢٤٨٤.

دَغْفَقَةً. (رواه مسلم: ١٧٢٩)

بقدر پانی تھا۔ آپ نے برتن میں ہاتھ ڈالا اور پانی استعمال کر کے ہم نے وضو کیا۔'' (الشیخان)

شــرح: ......اس میں نبی ﷺ کی دعا کی برکت ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ سارے کھانے کی چیز حسب استطاعت جمع کر لیں اور آپس میں شرکت سے اسے تقسیم کر کے کھائیں تو جائز ہے۔ اگر چہ کوئی زیادہ کھائے اور کوئی کم کھائے۔ (فتح الباری: ۵/ ۱۳۰)

٨٤٩٧ــ عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ شَكَّ الأَعْـمَـشُ قَـالَ لَـمَّاكَانَ غَزْوَةُ تَبُوْكَ أَصَـابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَـوْأَذِنْتَ لَنَافَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَأَكَلْنَا وَادَّهَنَّا فَـقَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ افْـعَـلُوْا قَالَ فَجَاءَ عُـمَـرُ فَـقَـالَ يَـارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الـظَّهْـرُ وَلٰـكِنِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ الـلّٰـهَ لَهُـمْ عَـلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَـجْعَلَ فِي ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ قَـالَ فَـدَعَـا بِـنِـطَعٍ فَبَسَطَهُ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ أَزْوَادِهِـمْ قَـالَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ قَـالَ وَيَـجِـيءُ الآخَـرُ بِـكَفِّ تَمْرٍ قَالَ وَيَـجِـيْءُ الآخَـرُ بِكَسْرَةٍ حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَى الـنِّـطَـعِ مِـنْ ذٰلِكَ شَـيْءٌ يَسِيْرٌ قَـالَ فَدَعَـا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِـي أَوْعِيَتِـكُـمْ قَـالَ فَـأَخَذُوْا فِي أَوْعِيَتِهِمْ حَتَّـى مَـاتَـرَكُوْا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً إِلَّامَلَئُوْهُ قَـالَ فَـأَكَـلُوْا حَتَّى شَبِعُوْا وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَشْهَدُ أَنْ لَّآإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ

۸۴۹۷۔ ''سیدنا ابو ہریرہ یا سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں لوگوں کو بھوک کا سامنا تھا۔ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو ہم اپنے سواری کے اونٹ ذبح کر کے کھائیں اور چربی کا گھی بنا لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر چاہو تو کر سکتے ہو۔ پس عمر رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! اگر ایسا کیا تو سواریاں کم ہوں گی۔ آپ ﷺ ان کو زادِ راہ جمع کرنے کا حکم دیں۔ جو بھی کسی کے پاس بچا ہو جمع کرا دے اور اس پر ان کے لیے آپ ﷺ دعا کر دیں تا کہ برکت ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں بہتر ہے۔ پس ایک چمڑا طلب کیا اور بچھا دیا اور پھر ان کو اپنی خوردنی اشیاء لانے کا حکم دیا۔ چنانچہ کوئی مکئی لایا تو کوئی کھجور اور کوئی صرف روٹی کا ٹکڑا لایا۔ یہاں تک کہ چمڑے پر کچھ اشیاء جمع ہو گئیں اور نبی کریم ﷺ نے برکت کی دعا کی۔ لوگوں کو حکم دیا کہ اپنے اپنے برتن بھرتے جاؤ۔ پس پوری فوج میں کوئی برتن خالی نہ چھوڑا گیا سب بھر دیئے گئے۔ سب نے سیر ہو کر کھایا اور پھر بھی بچ رہا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ عبادت کے لائق اللہ کے سوا کوئی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں (محمد ﷺ) اللہ کا رسول ہوں۔ جو شخص یہ دو گواہیاں لے کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے

(٨٤٩٧) مسلم: ٢٧ـ احمد: ٩١٧٠.

وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ لَايَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ. (رواه مسلم: ٢٧)

گا اور اس میں کوئی شک نہ کرتا ہوگا تو اس کے لیے جنت کو حجاب میں نہیں رکھا جائے گا۔''

٨٤٩٨۔ وَفِي رِوَايَةٍ: فَجَاءَ ذُوالْبُرِّ بِبُرِّهِ وَذُوالتَّمْرِ بِتَمْرِهِ قَالَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَذُوالنَّوَاةِ بِنَوَاةٍ قُلْتُ وَمَاكَانُوا يَصْنَعُونَ بِالنَّوَى قَالَ كَانُوا يَمُصُّونَهُ وَيَشْرَبُونَ عَلَيْهِ الْمَاءَ. (رواه مسلم: ٢٧)

٨٤٩٨۔''ایک روایت میں ہے کہ گندم والا اپنی گندم لایا، کھجور والا اپنی کھجور لایا، گٹھلی والا اپنی گٹھلیاں لایا۔ میں نے کہا: گٹھلیوں کو کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: چوستے اور اوپر سے پانی پیتے تھے۔'' (مسلم)

شرح: ......اس میں نبوت کی علامت کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ لشکر والے اپنی سواریاں ضائع نہ کریں۔ اگر کوئی ضرورت پڑ جائے تو امام وقت سے مشورہ کے بعد کوئی قدم اٹھایا جائے۔

اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کم درجہ کا آدمی بڑے کو یا اپنے امام کو مصلحت کا مشورہ دے سکتا ہے۔

(شرح مسلم: ١/٤٢)

٨٤٩٩۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ خَمَصًا شَدِيْدًا فَانْكَفَأْتُ إِلَى امْرَأَتِي فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَمَصاً شَدِيْدًا فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جِرَاباً فِيهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ وَلَنَابَهِيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ فَفَرَغَتْ إِلَى فَرَاغِي وَقَطَعْتُهَا فِي بُرْمَتِهَا ثُمَّ وَلَّيْتَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ لَاتَفْضَحْنِي بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِمَنْ مَعَهُ فَجِئْتُهُ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَبَحْنَا بَهِيْمَةً لَنَاوَطَحَنَّا صَاعاً مِنْ شَعِيرٍ كَانَ عِنْدَنَا فَتَعَالَ أَنْتَ

٨٤٩٩۔''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خندق کھودنے کے موقع پر میں نے رسول اللہ ﷺ کو بھوکا دیکھا تو میں اپنی بیوی کے پاس علیحدگی میں گیا اور میں نے کہا: تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بھوک کی حالت میں دیکھا ہے تو اس نے ایک تھیلہ سامنے کیا۔ جس میں ایک صاع (تقریباً دوکلو) جو تھے اور ہمارے پاس ایک گھریلو بکری تھی۔ میں نے وہ ذبح کی اور بیوی نے جَو پیس کر آٹا تیار کر دیا۔ میں نے گوشت کاٹ کر ہنڈیا میں پکایا اور میرے فارغ ہونے تک عورت بھی اپنے کام سے فارغ ہوگئی۔

پھر میں رسول اللہ ﷺ کی طرف جانے لگا تو عورت نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زیادہ افراد بلا کر مجھے شرمندہ مت کرنا۔ پس میں آپ ﷺ کے پاس گیا اور سرگوشی کے انداز

(٨٤٩٨) مسلم: ٢٧۔ احمد: ٩١٠.

(٨٤٩٩) بخاری: ٤١٠٢۔ مسلم: ٢٠٣٩۔ ترمذی: ٢٨٤٢۔ احمد: ١٣٨٠٨۔ دارمی: ٤٢.

وَنَفَرٌ مَعَكَ فَصَاحَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلاً بِهَلِّكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاتُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلاتَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتَّى أَجِيْءَ فَجِئْتُ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْدُمُ النَّاسَ حَتَّى جِئْتُ امْرَأَتِي فَقَالَتْ بِكَ وَبِكَ فَقُلْتُ قَدْ فَعَلْتُ الَّذِي قُلْتِ فَأَخْرَجَتْ لَهُ عَجِيْنًا فَبَصَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ ادْعُ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعِي وَاقْدَحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلاَ تُنْزِلُوْهَا وَهُمْ أَلْفٌ فَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَقَدْ أَكَلُوْا حَتَّى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا وَإِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَإِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ. (رواه البخاري: ٤١٠٢)

میں عرض کی: ہم نے اپنی بکری ذبح کی ہے اور ایک صاع جَو پیس کر آٹا تیار کیا ہے۔ پس آپ ﷺ اپنے ساتھ چند افراد لے کر تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا: اے اہل خندق! جابر رضی اللہ عنہ نے مہمانی تیار کر دی ہے، پس سب ہی آؤ۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ہانڈی چولہے سے نہ اتارو اور آٹا میرے آنے تک نہ پکایا جائے۔ پس آپ ﷺ آگے آگے تشریف لائے اور لوگ بھی آئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا تو اس نے کہا: تو ایسا اور ویسا ہے۔ میں نے کہا: میں نے تو دعوت مخفی دی تھی جیسے تو نے کہا تھا۔ عورت آٹا لائی تو آپ ﷺ نے اس میں لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دعا کی، پھر ہماری ہنڈیا کے پاس گئے اور اس میں لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دعا کی، پھر فرمایا: روٹیاں پکانے والی کوئی دوسری عورت بھی بلاؤ جو تیرے ساتھ روٹیاں پکائے اور ہنڈیا سے نکالتے جاؤ اور اس کو نہ اتارو۔ لوگ تعداد میں ایک ہزار تھے پس میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ سب نے سیر ہو کر کھایا اور کھانا سامنے چھوڑ کر واپس ہو گئے اور ہماری ہنڈیا ویسی ہی بھری پڑی رہی اور ہمارا آٹا جتنا تھا، پکانے کھانے کے بعد بھی اتنے کا اتنا ہی رہا۔" (الشیخان)

٨٥٠٠ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ قَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ضَعِيْفًا أَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ أَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ

٨٥٠٠۔ "سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا: میں نے نبی ﷺ کی آواز میں ضعف محسوس کیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ بھوکے ہیں تو کیا تیرے پاس کھانے کے لیے کوئی چیز ہے؟ انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکال دکھائیں۔ اپنی چادر میں روٹیاں لپیٹ کر میرے کپڑے کے نیچے رکھ کر چادر کا بعض

(٨٥٠٠) مسلم: ٢٠٤٠۔ بخاری: ٣٥٧٨١۔ ترمذی: ٣٦٣٠۔ دارمی: ٤٣۔ احمد: ١٣٠١٥۔ مالك: ١٧٢٥۔

تَحْتَ ثَوْبِي وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرْسَلَكَ أَبُوْطَلْحَةَ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ أَلِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهُ قُوْمُوْا قَالَ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُوْطَلْحَةَ يَاأُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَانْطَلَقَ أَبُوْطَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ حَتَّى دَخَلاَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ هَلُمِّي مَا عِنْدَكِ يَاأُمَّ سُلَيْمٍ فَأَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَبِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَأَدَمَتْهُ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتَّى شَبِعُوْاثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتَّى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْاثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ حَتَّى أَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ رَجُلاًأَوْ ثَمَانُوْنَ . (رواه مسلم: ٢٠٤٠)

حصہ میرے اوپر ڈال دیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کردیا۔ میں گیا تو آپ ﷺ کو لوگوں سمیت مسجد میں موجود پایا۔ میں جا کر کھڑا ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: کھانا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے تمام موجود لوگوں سے فرمایا: آؤ چلیں: میں ان سے آگے گیا اور ابوطلحہ کو جا کر اطلاع دی۔ انہوں نے کہا: اے ام سلیم! رسول اللہ ﷺ تو تشریف لے آئے ہیں اور ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو بخوبی علم ہے۔ پس ابوطلحہ استقبال کے لیے گئے اور آپ ﷺ ان کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلیم! تیرے پاس جو چیز ہے حاضر کردے، چنانچہ وہ وہی روٹیاں لائیں۔ آپ ﷺ نے حکم دیا اور کھول دی گئیں اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان پر گھی والا مشکیزہ نچوڑ کر تر کر دیا، پھر ان پر رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اور کہا جو اللہ نے چاہا اور پھر فرمایا: دس افراد کو بلاؤ۔ وہ آئے اور انہوں سیر ہو کر کھایا۔ وہ گئے تو دوسرے دس افراد کو بلایا گیا۔ وہ آئے اور انہوں نے کھایا اور سیر ہو کر چلے گئے۔ پھر فرمایا دس افراد کو بلایا جائے۔ وہ آئے تو انہوں نے بھی کھایا اور سیر ہو کر چلے گئے۔ اسی طرح لوگ آتے رہے اور سیر ہو کر جاتے رہے۔ اور وہ ستر یا اسی افراد تھے۔''

٨٥٠١۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَأَى أَبُوْطَلْحَةَ

۸۵۰۱۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

(٨٥٠١) مسلم: ٢٠٤٠۔ بخاری: ٦٦٨١۔ ترمذی: ٣٦٣٠۔ دارمی: ٤٣۔ احمد: ١٣١٣٥۔ مالك: ١٧٢٥.

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُضْطَجِعًا فِي الْمَسْجِدِ يَتَقَلَّبُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ فَأَتَى أُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُضْطَجِعًا فِي الْمَسْجِدِ يَتَقَلَّبُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ وَأَظُنُّهُ جَائِعًا وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَقَالَ فِيْهِ ثُمَّ أَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْطَلْحَةَ وَأُمُّ سُلَيْمٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَأَهْدَيْنَاهُ لِجِيْرَانِنَا .

(رواه مسلم: ٢٠٤٠)

٨٥٠٢ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ: آللّٰهِ الَّذِيْ لاَإِلٰهَ إِلاَّهُوَإِنْ كُنْتُ لَأَعْتَمِدُ بِكَبِدِي عَلَى الأَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ وَإِنْ كُنْتُ لَأَشُدُّالْحَجَرَعَلَى بَطْنِي مِنَ الْجُوْعِ وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلَى طَرِيْقِهِمُ الَّذِي يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ فَمَرَّأَبُوْبَكْرٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلاَّ لِيُشْبِعَنِي فَمَرَّوَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّبِي عُمَرُفَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلاَّلِيُشْبِعَنِي فَمَرَّفَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّبِي أَبُوْ الْقَاسِمِ ﷺ فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَآنِي وَعَرَفَ مَا فِي نَفْسِي وَمَافِي وَجْهِي ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا هِرٍّ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ الْحَقْ وَمَضَى فَتَبِعْتُهُ فَدَخَلَ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لِي فَدَخَلَ فَوَجَدَ لَبَنًافِي قَدَحٍ فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ قَالُوْا أَهْدَاهُ لَكَ فُلاَنٌ أَوْفُلاَنَةٌ قَالَ أَبَاهِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو مسجد میں (بھوک کی وجہ سے) لوٹنیاں لیتے دیکھا۔ وہ جلدی سے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں لوٹنیاں لیتے دیکھا ہے۔ میرا خیال یہی ہے کہ آپ ﷺ کو بھوک نے ستایا ہوگا۔ اور آگے وہی حدیث بیان کی ہے۔ اور اس روایت میں ہے کہ سب کے بعد نبی کریم ﷺ، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ، ام سلیم رضی اللہ عنہا اور انس رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا۔ کھانا پھر بھی بچ رہا تو ہمسائیوں کو تحفہ دیا گیا۔'' (الشیخان، موطا، ترمذی)

٨٥٠٢۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں اپنا جگر زمین پر بھوک کی وجہ سے دباتا تھا۔ اور میں پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھتا تھا۔ ایک دن میں اغنیا کے اس راستے میں بیٹھا جس سے وہ جاتے تھے۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ گذرے تو میں نے ایک آیت کا مفہوم پوچھا۔ میں نے تو اس لیے پوچھا تھا کہ مجھے ساتھ لے جائیں گے، لیکن وہ ساتھ نہیں لے گئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ گذرے تو میں نے ان سے اللہ کی کتاب کی ایک آیت کا مفہوم پوچھا، تاکہ مجھے ساتھ لے جائیں، تو وہ گذر گئے اور ساتھ نہیں لے گئے۔ پھر ابوالقاسم ﷺ تشریف لائے اور مجھے دیکھ کر ہنس دیئے اور میرے چہرے سے میرے دل کا راز جان گئے۔ پھر فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے عرض کی: حاضر خدمت ہوں اے اللہ کے رسول! فرمایا: میرے ساتھ آؤ۔ آپ ﷺ چلے تو میں آپ کے پیچھے چل پڑا۔ آپ ﷺ داخل ہوئے تو میں نے اجازت طلب کی اور آپ نے اجازت دے دی۔ آپ ﷺ دولت کدہ میں داخل ہوئے تو دودھ کا پیالہ موجود پایا۔ فرمایا: یہ

(٨٥٠٢) بخاری: ٦٤٥٢۔ ترمذی: ٢٤٧٧۔ احمد: ١٠٣٠١.

الْحَقْ إِلَى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِي قَالَ وَأَهْلُ الصَّفَةِ أَضْيَافُ الإِسْلاَمِ لاَيَأْوُوْنَ إِلَى أَهْلٍ وَلاَمَالٍ وَلاَعَلَى أَحَدٍإِذَا أَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَاإِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا وَإِذَا أَتَتْهُ هَدْيَةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ وَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ فِيهَا فَسَاءَ نِي ذٰلِكَ فَقُلْتُ وَمَا هٰذَا اللَّبَنُ فِي أَهْلِ الصُّفَّةِ كُنْتُ أَحَقُّ أَنَا أَنْ أُصِيْبَ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً أَتَقَوّى بِهَا فَإِذَا جَاءَ أَمَرَنِي فَكُنْتُ أَنَا أُعْطِيْهِمْ وَمَا عَسَى أَنْ يَبْلُغَنِي مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهِ ﷺ بُدٌّ، فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوْا فَاسْتَأْذَنُوْا فَأَذِنَ لَهُمْ وَأَخَذُوْا مَجَالِسَهُمْ مِنَ الْبَيْتِ قَالَ يَاأَبَا هِرٍّ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ خُذْ فَأَعْطِهِمْ قَالَ فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ أُعْطِيْهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى ثُمَّ يَرُدُّعَلَيَّ الْقَدَحَ فَأُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدْحَ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْرَوِيَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلَى يَدِهِ فَنَظَرَإِلَيَّ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ أَبَاهِرٍّ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ بَقِيْتُ أَنَا وَأَنْتَ قُلْتُ: صَدَقْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ اقْعُدْفَاشْرَبْ فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ فَقَالَ اشْرَبْ فَشَرِبْتُ

کہاں سے؟ گھر کے افراد نے کہا: فلاں مرد یا فلاں عورت نے آپ ﷺ کے لیے تحفہ دیا ہے۔ فرمایا: اے ابوہریرہ! اہل صفہ کے پاس جاؤ اور ان کو میرے پاس بلالاؤ۔ اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے۔ وہ اپنے اہل وعیال اور مال کی طرف نہیں جاتے تھے، نہ دوسرے کسی آدمی کے پاس جاتے۔ جب آپ ﷺ کے پاس صدقہ آتا تو آپ ﷺ ان کے پاس ارسال فرماتے تھے اور خود نہ کھاتے تھے۔ اور جب تحفہ آتا تو خود بھی کھاتے اور ان کو بھی شامل کرتے تھے۔ جب مجھے ان کو لانے کا حکم دیا تو اس پر میں پریشان ہوا۔ میں نے کہا: یہ دودھ کتنا ہے اور اہل صفہ کو کیا کام دے گا۔ میں اس دودھ کا زیادہ حقدار تھا، میں پیتا اور کچھ قوت حاصل ہوتی۔ جب وہ آئیں گے تو آپ ﷺ مجھے ہی حکم دیں گے اور میں ان کو پلاؤں گا۔ مجھے اس میں سے کچھ نہیں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو تسلیم کرنے کے بغیر کوئی چارۂ کار بھی نہیں تھا۔ پس میں ان کے پاس گیا اور ان کو دعوت دی۔ وہ آ گئے اور انہوں نے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی اور وہ گھر میں بیٹھ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے کہا: یا رسول اللہ! حاضر ہوں۔ فرمایا: یہ پیالہ لے اور ان کو پلا دے۔ میں نے پیالہ پکڑا، جس کو دیتا وہ سیر ہوکر پیتا اور پھر پیالہ واپس کرتا تو میں دوسرے کو دیتا اور وہ بھی سیر ہوکر پیتا اور پھر پیالہ مجھے واپس کرتا۔ یہاں تک کہ میں نبی ﷺ کے پاس سب کو پلا کر حاضر ہوا اور وہ سب سیر ہو چکے تھے۔ پس میں نے پیالہ لے جا کر آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں دیا۔ آپ ﷺ نے میری طرف دیکھا، تبسم فرمایا اور فرمایا: ابوہریرہ! میں نے

فَـمَازَالَ يَقُوْلُ اشْرَبْ حَتّٰى قُلْتُ لاَوَالَّذِي بَـعَثَكَ بِـالْحَقِّ مَاأَجِدُلَهُ مَسْلَكًا قَالَ فَأَرِنِي فَأَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَسَمّٰى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ. (رواه البخاري: ٦٤٥٢)

عرض کی: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ فرمایا: میں اور تو باقی رہتے ہیں۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ صحیح فرما رہے ہیں۔ فرمایا: بیٹھ اور پی۔ میں بیٹھا اور میں نے پیا۔ فرمایا: پھر پی۔ پس آپ ﷺ فرماتے رہے: مزید پی۔ یہاں تک کہ میں نے عرض کی: قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اب دودھ کے لیے کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے دکھا۔ تو میں نے پیالہ آپ ﷺ کو دے دیا، تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور بچا ہوا دودھ نوش فرمایا۔'' (بخاری و ترمذی)

٨٥٠٣ــــ عَـنْ عَبْـدِ الـرَّحْـمٰـنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہما قَالَ كُنَّامَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلاَثِيْنَ وَمِائَةً فَـقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَـلْ مَـعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ فَـإِذَا مَـعَ رَجُـلٍ صَـاعٌ مِـنْ طَـعَامٍ أَوْنَحْوُهُ فَعُجِنَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌ طَوِيْلٌ بِـغَنَمٍ يَسُوْقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْعًاأَمْ عَطِيَّةً أَوْ قَـالَ أَمْ هِبَةً قَـالَ لاَبَـلْ بَيْعٌ فَاشْتَرَى مِنْهُ شَـاةً فَصُنِعَتْ وَأَمَرَالنَّبِيُّ ﷺ بِسَوَادِ الْبَطْنِ أَنْ يُشْـوَى وَايْمُ اللّٰهِ مَافِي الثَّلاَثِيْنَ وَالْمِائَةِ إِلَّاقَدْ حَزَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ حُزَّةً مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا إِنْ كَـانَ شَـاهِدًا أَعْطَاهَاإِيَّاهُ وَإِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَـأَلَـهُ فَـجَـعَـلَ مِـنْهَـا قَصْعَتَيْنِ فَأَكَلُوْا أَجْـمَـعُـوْنَ وَشَبِـعْـنَـا فَفَضَلَتِ الْقَصْعَتَانِ فَـحَـمَـلْنَاهُ عَلَى الْبَعِيْرِ أَوْ كَمَا قَالَ. (رواه البخاري: ٢٦١٨)

٨٥٠٣۔ ''سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ہم ایک سو تیس (١٣٠) افراد نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کے پاس کھانا موجود ہے؟ ایک مرد کے پاس ایک پیمانہ گندم تھی۔ یا اس کی مثل کچھ تھا تو آٹا گوندھ کر اس کا خمیر بنایا گیا۔ پھر ایک پراگندہ بالوں والا لمبے قد کا مشرک آیا۔ اس کے پاس بکریاں تھیں اور وہ انہیں ہانک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فروخت کرے گا یا تحفہ دے گا؟ اس نے کہا: فروخت کروں گا۔ پس آپ ﷺ نے اس سے ایک بکری خرید لی۔ آپ ﷺ نے حکم دیا تو وہ ذبح کی گئی اور آپ ﷺ نے اس کا جگر وغیرہ بھوننے کا حکم دیا۔ پس ایک سو تیس افراد میں سے ہر ایک کو جگر میں سے حصہ دیا۔ جو حاضر تھا اس کو دیا اور جو غائب تھا اس کے لیے رکھ چھوڑا۔ پھر بکری کو دو بڑے برتنوں میں نکال کر دیا گیا اور سب نے سیر ہو کر کھایا اور وہ برتن اسی طرح مالا مال تھے اور ہم نے برتن ایک اونٹ پر لاد دیئے۔'' (الشیخان)

٨٥٠٤ــ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كُنَّامَعَ

٨٥٠٤۔ ''سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم صبح تا

(٨٥٠٣) بخاری: ٢٦١٨۔ مسلم و احمد: ١٧١٣.

(٨٥٠٤) ترمذی: ٣٦٢٥۔ صحیح: ٢٨٦٦۔ احمد: ١٩٢٦٦۔ دارمی: ٥٦.

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَتَـدَاوَلُ فِي قَصْعَةٍ مِنْ غَدْوَةٍ حَتَّى اللَّيْلِ يَقُوْمُ عَشَرَةٌ وَيَقْعُدُ عَشَرَةٌ قُلْنَا فَمَاكَانَتْ تُمَدُّقَالَ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ تَعْجَبُ مَـاكَانَتْ تُمَدُّ إِلَّا مِنْ هَاهُنَا وَأَشَارَبِيَدِهِ إِلَى السَّمَاءِ . (رواه الترمذى: ٣٦٢٥)

رات ایک برتن کا کھانا کھلاتے رہے۔ دس افراد اٹھتے تو دوسرے دس بیٹھ جاتے تھے۔ راوی نے کہا: ہم نے سوال کیا کہ مزید کہاں سے برتن میں کھانا آ جاتا تھا؟ اس نے کہا: تم تعجب کیوں کرتے ہو، یہاں سے آتا تھا اور آسمان کی طرف اشارہ کیا۔'' (ترمذی)

٨٥٠٥ـ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَطْعِمُهُ فَأَطْعَمَهُ شَطْرَ وَسْقٍ شَعِيْرٍ فَمَا زَالَ الـرَّجُـلُ يَـأْكُلُ مِنْهُ وَامْرَأَتُهُ وَضِيفُهُمَا حَتَّى كَالَهُ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَوْلَمْ تَكِلْهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ . (رواه مسلم: ٢٢٨١)

٨٥٠٥۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مرد نے حاضر ہو کر کھانا طلب کیا، تو آپ ﷺ نے نصف وسق جو دے دیئے۔ پس وہ مرد، اس کی بیوی اور اس کا مہمان اس سے کھاتے رہے یہاں تک کہ اس نے ناپ دیا تو وہ ختم ہو گیا۔ پس وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو نہ ناپتا تو تم اس سے کھاتے رہتے اور وہ تمہارے لیے باقی رہتا۔''

٨٥٠٦ـ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ أُمَّ مَالِكٍ كَانَتْ تُهْدِي لِلنَّبِيِّ ﷺ فِي عُكَّةٍ لَهَا سَمْناً فَيَأْتِيْهَا بَنُوْهَا فَيَسْأَلُوْنَ الأُدْمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ شَيْءٌ فَتَعَمَّدَ إِلَى الَّذِي كَانَتْ تَهْدِي فِيْهِ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَتَجِدُفِيْهِ سَمْنًا فَمَازَالَ يُقِيْمُ لَهَا أُدْمُ بَيْتِهَا حَتَّى عَصَرَتْهُ فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ عَصَرْتِيْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَوْتَرَكْتِيْهَا مَا زَالَ قَائِمًا . (رواه مسلم: ٢٢٨٠)

٨٥٠٦۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام مالک نامی ایک عورت نبی کریم ﷺ کو گھی کے ایک ڈبے سے تحفہ دیا کرتی تھی، پھر جب اس کے بیٹے سالن مانگتے اور اس کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو وہ اس ڈبے کی طرف جاتی جس سے نبی ﷺ کو تحفہ دیا کرتی تھی تو اس میں گھی موجود پاتی۔ پس ہمیشہ اس کے بیٹوں کو سالن میسر آتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک بار عورت نے چمڑے کے ڈبے کو نچوڑ دیا (اور گھی ختم ہو گیا)۔ پھر نبی ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس کو نچوڑا تھا؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: اگر تو نہ نچوڑتی تو وہ ہمیشہ تیرے پاس قائم رہتا۔''

٨٥٠٧ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ

٨٥٠٧۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں

(٨٥٠٥) مسلم: ٢٢٨١ـ احمد: ١٤٢١١.
(٨٥٠٦) مسلم: ٢٢٨٠ـ احمد: ١٤٢٥٤.
(٨٥٠٧) ترمذی: ٣٨٣٩ـ حسن الاسناد: ٣٠١٥ـ البانی، احمد: ٨٤١٤.

بِتَمَرَاتٍ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، فَضَمَّهُنَّ ثُمَّ دَعَا لِي فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، فَقَالَ: خُذْهُنَّ وَاجْعَلْهُنَّ فِي مِزْوَدِكَ هٰذَا أَوْفِي هٰذَا الْمِزْوَدِ كُلَّمَا أَرَدْتَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَأَدْخِلْ فِيْهِ يَدَكَ فَخُذْهُ وَلاَتَنْثُرْهُ نَثْرًا فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذٰلِكَ التَّمْرِكَذَا وَكَذَا مِنْ وَسَقٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ وَكَانَ لاَيُفَارِقُ حِقْوِي حَتَّى كَانَ يَوْمَ قَتْلِ عُثْمَانَ فَإِنَّهُ انْقَطَعَ. (رواه الترمذی: ۳۸۳۹)

نبی ﷺ کے پاس چند کھجوریں لے کر حاضر ہوا اورعرض کی: یا رسول اللہ! ان میں برکت کی دعا کر دیں۔ آپ ﷺ نے وہ اپنے ساتھ لگا کر دعا کر دی اور فرمایا: یہ اپنے توشہ دان میں رکھ دے۔ جب تو لینے کا ارادہ کرے تو ہاتھ ڈال کر لیا کر اور اس کو الٹا کر کے نہ جھاڑنا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا تو ان سے میں نے کتنی بار غازیوں کو فی سبیل اللہ کئی کئی وسق کھجوریں دے دیں اور ہم ان سے کھاتے۔ یہ کھلاتے رہے اور تھیلا میری کمر کے ساتھ بندھا رہتا۔ یہاں تک کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن وہ میرے ہاتھ سے جاتا رہا۔‘‘

۸۵۰۸۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوْدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فِيْهِمْ رَهْطٌ كُلُّهُمْ يَأْكُلُ الْجَذَعَةَ وَيَشْرَبُ الْفَرَقَ قَالَ فَصَنَعَ لَهُمْ مُدًّا مِنْ طَعَامٍ فَأَكَلُوْا حَتَّى شَبِعُوْا قَالَ وَبَقِي الطَّعَامُ كَمَا هُوَ كَأَنَّهُ لَمْ يُمَسَّ ثُمَّ دَعَابِغُمَرٍ فَشَرِبُوْا حَتَّى رَوَوْا وَبَقِيَ الشَّرَابُ كَأَنَّهُ لَمْ يُمَسَّ أَوْلَمْ يَشْرَبْ فَقَالَ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنِّي بُعِثْتُ لَكُمْ خَاصَّةً وَإِلَى النَّاسِ بِعَامَّةٍوَقَدْرَأَيْتُمْ مِنْ هٰذِهِ الآيَةِ مَارَأَيْتُمْ فَأَيُّكُمْ يُبَايِعُنِي عَلَى أَنْ يَكُوْنَ أَخِي وَصَاحِبِي قَالَ فَلَمْ يَقُمْ إِلَيْهِ أَحَدٌ قَالَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ وَكُنْتُ أَصْغَرَالْقَوْمِ قَالَ فَقَالَ اجْلِسْ قَالَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ أَقُوْمُ

۸۵۰۸۔ ’’سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بنوعبد المطلب کی ایک جماعت کو کھانے پر مدعو کیا۔ ان میں سے ہر ایک شخص ایک بکری کھا جاتا اور ایک بڑا برتن دودھ پی جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے ایک مُد (تقریباً آدھا کلو) جَو کا کھانا تیار کرایا اور وہ کھا کر سیر ہوگئے۔ برتن میں دودھ دیا تو وہ سب پی کر سیر ہوگئے اور کھانا اور مشروب اسی طرح باقی رہا۔ گویا اس میں سے نہ کھایا پیا گیا ہے اور نہ کسی نے ہاتھ لگایا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنو عبدالمطلب! میں تمہاری طرف خاص طور پر اور دیگر انسانوں کی طرف عام طور پر رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ تم نے میری نبوت کی علامت بھی دیکھ لی ہے، جو ابھی دیکھی ہے۔ تو تم میں سے میری بیعت کون کرتا ہے اس شرط پر کہ وہ میرا بھائی اور میرا صحابی قرار پائے گا۔

آپ ﷺ کی طرف کوئی نہ اٹھا اور میں آپ ﷺ کی

(۸۵۰۸) احمد: ۱۳۷۵۔ ورجالہ ثقات و ھیثمی: ۱٤۱۰۹.

إِلَيْـهِ فَيَقُوْلُ لِي اجْلِسْ حَتَّى كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ضَـرَبَ بِيَـدِهِ عَـلَـى يَـدِيْ . (رواه أحمد: ١٣٧٥)

طرف اٹھا اور میں ان سب میں چھوٹی عمر کا تھا۔ آپ ﷺ نے تین بار دعوت دی اور ہر بار میں ہی اٹھتا تھا اور آپ ﷺ مجھے فرماتے تھے: بیٹھ جاؤ۔ اور تین بار دعوت دے چکے تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مار دیا (بیعت کرلی)۔" (احمد)

٨٥٠٩ــ عَـنْ أَبِـي رَافِعٍ قَالَ صُنِعَ لِرَسُوْلِ الـلّٰهِ ﷺ شَـاةٌ مَـصْـلِيَّةٌ فَأُتِيَ بِهَا فَقَالَ لِي يَـاأَبَـارَافِـعِ نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ فَتَنَاوَلْتُهُ فَقَالَ يَا أَبَـارَافِعِ نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ فَنَاوَلْتُهُ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا رَافِـعِ نَـاوِلْنِي الذِّرَاعَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَـلْ لِـلشَّـاةِ إِلَّا ذِرَاعَـان فَقَالَ لَوْسَكَتَّ لَـنَـاوَلْتَـنِـي مِـنْهَـا مَا دَعَوْتُ بِهِ قَالَ وَكَانَ رَسُـوْلُ اللّٰـهِ ﷺ يُـعْـجِبُـهُ الذِّرَاعُ . (رواه أحمد: ٢٣٣٤٧ ، والكبير)

٨٥٠٩۔ "سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کے لیے وہ بکری بھون کر آپ ﷺ کے پاس لایا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو رافع! ایک بازو مجھے پکڑا دے تو میں بازو پکڑا دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو رافع! مجھے بازو پکڑا دے تو میں نے دوسرا بازو پکڑا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو رافع! مجھے اور بازو پکڑا دے۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! بکری کے تو دو ہی بازو ہوا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں بازو طلب کرتا رہتا تو نکال نکال کر دیتا رہتا۔ رسول اللہ ﷺ کو گوشت میں سے بکری کا بازو پسند تھا۔" (احمد، الکبیر)

٨٥١٠ــ عَـنْ سَـلَـمَةَ السَّكُوْنِيِّ قَالَ بَيْنَمَا نَـحْـنُ عِنْدَرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ قَـالَ قَائِلٌ يَا رَسُـوْلَ اللّٰهِ! هَلْ أُتِيْتَ بِطَعَامٍ مِنَ السَّمَاءِ؟ قَالَ: نَعَمْ أُتِيْتُ بِطَعَامٍ قَالَ: يَا نَبِيَ اللّٰهِ! هَلْ كَانَ فِيْهِ مِنْ فَضْلٍ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَمَا فُعِلَ بِهِ؟ قَالَ: رُفِعَ إِلَى السَّمَاءِ . (رواه الدارمى: ٥٥ ، مطولا بلين)

٨٥١٠۔ "سلمہ السکونی بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے تو ایک مرد نے سوال کیا: یارسول اللہ! کیا آپ ﷺ کو آسمان سے کبھی کھانا دیا گیا؟ فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: یا نبی اللہ! کیا اس میں سے کچھ آپ ﷺ سے بچا تھا؟ فرمایا: ہاں۔ اس نے عرض کی: اس کو کیا کیا گیا؟ فرمایا: آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔" (الدارمی نے ایک لمبی حدیث کے تحت بیان کیا ہے اور سند کمزور ہے۔)

شرح: ......ان میں کھانے اور دودھ میں برکت کے معجزات بیان ہوئے ہیں کہ ایک ایک پیالہ دودھ پوری پوری جماعت کو سیراب کر رہا ہے اور چند آدمیوں کا کھانا ہزاروں کو کفایت کر رہا ہے۔ علامہ منصور پوری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

(٨٥٠٩) احمد: ٢٣٣٤٧۔ طبرانی کبیر من طرق وقال فی بعضها امرنی رسول اللّٰہ ﷺ ان اصلی له شاة مصليتها۔ ورواه فی الاوسط باختصار واحد اسنادی احمد حسن و هیثمی: ١٤١٣٣.

(٨٥١٠) دارمی: ٥٥۔ نسائی: ٣٥٦١۔ احمد: ١٦٥١٦.

انجیل کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان سے یعنی عیسیٰ علیہ السلام سے اس معجزہ کا ظہور ہوا۔ انہوں نے چار روٹیوں اور تین مچھلیوں سے بہت بڑی جماعت کو سیر کیا۔ (رحمۃ للعالمین: ۳/ ۱۷۱)

مگر ان مذکورہ واقعات پر غور فرمائیں کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت کی نشانیاں بکثرت ہیں۔ نبی ﷺ کا گھر ہے اس میں غذا نام کی کوئی چیز نہیں۔ کبھی کسی نے چند جو کی روٹیوں پر بلا لیا، کبھی کسی نے دودھ کا پیالہ بھیج دیا۔ نبی ﷺ چھ سات آدمیوں کے کھانے یا دودھ کے ایک پیالہ پر سب ساتھیوں کو بلا لیتے ہیں جو گھر بار اور اہل وعیال کو چھوڑ کر اور مال و منال سے منہ موڑ کر دبستان نبوت پر پہنچ گئے ہیں۔ اس سے نبی ﷺ کے کریمانہ اخلاق کا علم ہوتا ہے۔ اب نبی ﷺ کی نبوت کی علامات مشاہدہ کریں کہ ہر شخص سیر ہو ہو کر کھاتا ہے اور دودھ نوش کرتا ہے، برتن دودھ اور سالن اور کھانے سے اسی طرح بھرے ہیں۔ کیا کوئی اس برکت والے کھانے اور دودھ کو ختم کر سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ یہ تو سینکڑوں یا ہزاروں کی تعداد میں تھے جو اسے ختم نہ کر سکے اگر دس لاکھ بھی ہوتے تو یہ چیزیں ختم نہ ہوتیں۔ جب ان میں برکت کرنے والا رب انہیں ختم نہ کرتا یہ ختم نہ ہوتیں اور پھر نبی ﷺ نے تعلیم نبوت کی روح سے امت کو آگاہ کیا کہ اللہ کی حمد کی اپنی بڑائی کا نعرہ بلند نہیں کیا۔ اگر کوئی غیر نبی ہوتا تو اسے اپنی بڑائی خیال کرتا اور ذاتی کمالات گردانتا لیکن نبی ﷺ اپنے مالک وقادر کی حمد کے نغمات الاپ رہے ہیں اور تمام عطیات کو اللہ کی عطاء قرار دیتے ہیں۔

یہ ان احادیث میں بھی ہے اور ام معبد کے پاس سفر ہجرت میں ان کے سارے برتن ایک بکری کے دودھ سے بھر جاتے ہیں اور پہلے اپنے ساتھیوں کو پلاتے ہیں اور آخر میں نبی ﷺ نوش کرتے ہیں۔ یہ بات بھی ایمان افروز ہے۔

اس سے ایک تو آپ ﷺ کے اخلاق و ایثار کا پتہ چلتا ہے جو ایک اہم معجزہ ہے اور دوسرا ان کھانے اور پینے والی چیزوں میں برکت ایک خاص حیرت انگیز معجزہ ہے۔ (رحمۃ للعالمین بتصرف: ۳/ ۱۷۰،۱۷۱)

من إجابة دعائه ﷺ وكف الأعداء عنه

رسول اللہ ﷺ کی دعاء کے قبول ہونے اور آپ ﷺ سے دشمنوں کو روکنے کا بیان

٨٥١١ــ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًا فَأَسْلَمَ وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَعَادَ نَصْرَانِيًا فَكَانَ يَقُوْلُ مَا يَدْرِي مُحَمَّدٌ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ فَأَمَاتَهُ اللّٰهُ فَدَفَنُوْهُ فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ فَقَالُوْا هٰذَا فَعَلَ مُحَمَّدٌ وَأَصْحَابُهُ

۸۵۱۱۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک نصرانی مرد بظاہر ایمان لایا اور اس نے سورت البقرہ اور آل عمران پڑھی۔ وہ نبی ﷺ پر جو وحی آتی اس کو لکھتا بھی تھا۔ پھر وہ نصرانیت میں واپس چلا گیا۔ وہ کہتا رہتا تھا: محمد ﷺ کو تو کچھ معلوم نہیں ہوتا، مگر وہ جو میں لکھ دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر موت وارد کر دی اور اس کو دفن کر دیا گیا، صبح کو دیکھا تو زمین نے اس کو

(٨٥١١) بخاري: ٣٦١٧۔ مسلم: ٢٧٨١۔ احمد: ١٢٩١١.

لَـمَّـا هَرَبَ مِنْهُمْ نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ فَحَفَرُوْا لَـهُ فَأَعْمَقُوْا فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ فَقَالُوْا هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابُهُ نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوْهُ فَحَفَرُوْا لَـهُ وَأَعْمَقُوْا لَهُ فِي الأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوْا فَأَصْبَحَ وَقَدْلَفَظَتْهُ الأَرْضُ فَعَلِمُوْا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَأَلْقَوْهُ. (رواه البخاري: ٣٦١٧)

باہر پھینک دیا تھا، تو نصاریٰ نے کہا: یہ محمد ﷺ اور ان اصحاب کا فعل ہے، اس لیے کہ یہ ان سے بھاگ کر آیا ہے۔ انہوں نے ہمارے آدمی کی قبر کھودی اور اس کو باہر پھینک دیا۔ انہوں نے دوبارہ قبر اتنی گہری کر کے کھودی جس قدر وہ گہری کر سکتے تھے۔ اور اگلے دن دیکھا تو پھر زمین نے باہر پھینک دیا تھا۔ انہوں نے پھر یہی کہا کہ یہ فعل محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کا ہے۔ اس لیے کہ یہ ان سے بھاگ آیا تھا۔ پس انہوں نے قبر اکھاڑ کر ہمارے آدمی کو باہر پھینک دیا ہے۔ اب تیسری بار انہوں نے قبر بہت گہری کھودی جتنی وہ کھود سکتے تھے، تو زمین نے تیسری بار اس کو باہر نکال پھینکا اور ان لوگوں نے اب پہچان لیا کہ یہ انسانی فعل نہیں۔ پس اس کو دو پتھروں کے درمیان رکھا اور اس پر پتھر پھینک دیئے۔'' (الشیخان)

شرح: ...... یہ نصرانی بنونجار میں سے تھا۔ یہ مسلمان ہو کر پھر عیسائی ہو گیا اور اہل کتاب سے جا کر مل گیا۔ انہوں نے اسے بہت سر بلند کیا اور اس نے جھوٹ کہا کہ میں لکھ کر دیتا تھا اس لیے محمد ﷺ نے لوگوں کو کتاب سکھائی ہے۔ آپ نے اس کے لیے بد دعا کی، اللہ نے اس کی گردن توڑ دی تو زمین نے بھی اسے قبول نہ کیا۔

(فتح الباری: ٦/ ٦٣٥)

٨٥١٢ــ عَـنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَـاهُ تُـوُفِّيَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِيْنَ وَسْقًـا لِـرَجُـلٍ مِـنَ الْيَهُـوْدِ فَـاسْتَنْظَـرَهُ جَـابِـرٌ فَـأَبٰـى أَنْ يَـنْظُرَهُ فَكَلَّمَ جَابِرٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِيَشْفَعَ لَهُ إِلَيْهِ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَـلَّـمَ الْيَهُـوْدِيَّ لِيَأْخُذَ ثَمَرَنَخْلِهِ بِالَّذِي لَهُ فَأَبٰى فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّخْلَ فَمَشَى فِيْهَـا ثُمَّ قَالَ لِجَابِرٍ جُدَّلَهُ فَأَوْفِ لَهُ الَّذِي لَهُ فَـجُدَّهُ بَعْدَمَا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَوْفَاهُ

٨٥١٢۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ان کے والد اُحد میں شہید ہوئے اور اپنے اوپر ایک یہودی کی تیس وسق کھجور قرض چھوڑ گئے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے مہلت طلب کی تو یہودی نے مہلت دینے سے انکار کر دیا۔ پس جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ آپ یہودی سے سفارش کر دیں، چنانچہ آپ ﷺ یہودی کے پاس گئے اور فرمایا: جابر کے باغ کی کھجور وصول کر کے بقیہ مہلت دے دے، تو اس نے انکار کر دیا۔ پس آپ ﷺ جابر کے باغ میں گئے اور پھر گھوم کر جابر کو فرمایا: یہ پھل اتار کر یہودی کا قرض ادا کر دے تو آپ ﷺ

(٨٥١٢) بخاري: ٢٣٩٦۔ ابو داؤد: ٢٨٨٤۔ نسائي: ٤٥٩٠۔ ابن ماجه: ٢٤٣٤۔ احمد: ١٤٨٣٣.

ثَلَاثِيْنَ وَسْقًا وَفَضَلَتْ لَهُ سَبْعَةَ عَشَرَ وَسْقًا فَجَاءَ جَابِرٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِيُخْبِرَهُ بِالَّذِي كَانَ فَوَجَدَهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخْبَرَهُ بِالْفَضْلِ فَقَالَ: أَخْبِرْ ذٰلِكَ ابْنَ الْخَطَّابِ فَذَهَبَ جَابِرٌ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ عَلِمْتُ حِيْنَ مَشَى فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُبَارَكَنَّ فِيْهَا. (رواه البخاري: ٢٣٩٦)

کے لوٹنے کے بعد جابر رضی اللہ عنہ نے پھل اتار کر یہودی کے تیس وسق پورے پورے ادا کر دیئے اور اس کو سترہ وسق بچ رہے۔ پس جابر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو خبر دینے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ نمازِ عصر ادا کر رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو انہوں نے آپ کو خبر دی کہ قرض ادا ہوگیا ہے اور کھجوریں ابھی باقی ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھی خبر دے دے۔ تو انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو بھی خبر دی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ باغ میں چلے پھرے تھے تو میں اسی وقت جان چکا تھا کہ برکت نازل ہوگی۔''

٨٥١٣ــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ إِذَا جَدَدْتَهُ فَوَضَعْتَهُ فِي الْمِرْبَدِ آذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ وَمَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَدَعَا بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ غُرَمَاءَكَ فَأَوْفِهِمْ فَمَا تَرَكْتُ أَحَدًا لَهُ عَلَى أَبِي دَيْنٌ إِلَّا قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَسْقًا سَبْعَةٌ عَجْوَةٌ وَسِتَّةٌ لَوْنٌ أَوْ سِتَّةٌ عَجْوَةٌ وَسَبْعَةٌ لَوْنٌ. (رواه البخاري: ٢٧٠٩)

٨٥١٣۔''ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کھجور توڑ کر کھلواڑ میں رکھ دو اور مجھے اطلاع دو۔ جب انہوں نے توڑ کر مربد (کھلواڑ) میں رکھ دیا تو آپ ﷺ کو خبر دی۔ آپ ﷺ آئے اور آپ کے ساتھ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی آئے۔ آپ ﷺ ڈھیر پر بیٹھے اور برکت کی دعا کی۔ پھر فرمایا: اپنے تمام قرض خواہ کو بلا کر سب کا قرض ادا کر دے۔ پس میں نے اپنے باپ پر کسی کا قرض باقی نہ رکھا سب ادا کر دیا اور تیرہ وسق کھجوریں بچ گئیں۔ عجوہ چھ وسق اور دیگر متفرق سات وسق یا عجوہ سات وسق اور متفرق چھ وسق بچ رہیں۔''

٨٥١٤ـ وَفِي أُخْرَى: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ وَالِدِي اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا كَثِيْرًا وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَرَاكَ الْغُرَمَاءُ قَالَ: اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلَى نَاحِيَتِهِ فَفَعَلْتُ ثُمَّ

٨٥١٤۔''دوسری روایت ہے: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ میرا والد اُحد میں شہید ہو چکا ہے اور بہت زیادہ قرض چھوڑا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ادائیگی کے وقت قرض خواہ آپ ﷺ کو دیکھیں۔ فرمایا: جا کر ڈھیر لگا دے اور ہر قسم کی کھجوریں الگ الگ جمع کر۔ میں نے ایسا ہی

(٨٥١٣) بخاري: ٢٧٠٩۔ ابو داؤد: ٣٣٤٧۔ نسائي: ٤٥٩٠۔ ابن ماجه: ٢٤٣٤۔ احمد: ١٤٨٥٧.
(٨٥١٤) بخاري: ٢٧٨١۔ ابو داؤد: ٢٨٨٤۔ نسائي: ٤٥٩١۔ ابن ماجه: ٢٤٣٤۔ احمد: ١٤٨٣٣.

دَعَـوْتُـهُ فَـلَـمَّـا نَظَرُوْا إِلَيْهِ أُغْرُوْا بِي تِلْكَ السَّـاعَةَ فَلَمَّا رَأَى مَايَصْنَعُوْنَ أَطَافَ حَوْلَ أَعْـظَمِهَا بَيْدَرًاثَلاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُـمَّ قَـالَ ادْعُ أَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتَّـى أَدَّى الـلّـٰهُ أَمَـانَةَ وَالِـدِي وَأَنَا وَاللّٰهِ! رَاضٍ أَنْ يُـؤَدِّيَ الـلّٰـهُ أَمَـانَةَ وَالِدِي وَلاَ أَرْجِـعُ إِلَـى أَخَـوَاتِي بِتَمْرَةٍ، فَسَلِمَ وَاللّٰهِ! الْبَيَـادِرُ كُلُّهَاحَتَّى أَنِّي أَنْظُرُإِلَى الْبَيْدَرِالَّذِي عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَـأَنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ تَمْرَةً وَاحِدَةً. (رواه البخاري: ٢٧٨١)

کیا اور پھر میں آپ ﷺ کو بلا لایا۔ اور جب قرض خواہوں نے دیکھا تو میرے اوپر ناراض ہوئے۔ جب آپ ﷺ نے قرض خواہوں کی یہ کیفیت دیکھی تو ایک بڑے ڈھیر کے آس پاس تین بار چکر لگا کر پھر اسی ڈھیر کے پاس آپ ﷺ بیٹھ گئے، اور فرمایا: اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ۔ پس آپ ﷺ وزن کراتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے باپ کی امانت ادا کردی اور میں تو اس بات پر بھی راضی تھا کہ اللہ میرے باپ کا قرض ادا کردے اور میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی لیکر نہ جاؤں۔ پس اللہ تعالیٰ نے سب ڈھیر سلامت رکھے۔ یہاں تک کہ وہ ڈھیر جس پر رسول اللہ ﷺ موجود تھے اس کو دیکھا تو یوں معلوم ہوا کہ اس سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔'' (بخاری، ابوداؤد، نسائی)

شرح: ......ان میں نبی ﷺ کی نبوت کی علامت ہے کہ اتنی برکت ہوئی کہ تمام قرض خواہوں کو ان کا قرض ادا کر دیا اور ڈھیر میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔ (فتح الباری: ۵/۶۰)

٨٥١٥۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ أَدْعُوْأُمِّي إِلَـى الإِسْلاَمِ وَهِـيَ مُشْرِكَةٌ فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَـأَسْـمَـعَـتْـنِي فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَـاأَكْرَهُ فَـأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَـا أَبْكِي، قُلْتُ: يَـارَسُـوْلَ الـلّٰـهِ! إِنِّـي كُنْتُ أَدْعُوْأُمِّي إِلَى الإِسْلَامِ فَتَـأْبٰـى عَـلَـيَّ فَـدَعَوْتُهَـا الْيَوْمَ فَأَسْمَعَتْنِي فِيْكَ مَا أَكْرَهُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَهْدِيَ أُمَّ أَبِـي هُـرَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اللّٰهُمَّ اهْـدِأُمَّ أَبِـي هُـرَيْـرَةَ فَـخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّاجِئْتُ فَصِرْتُ إِلَى

٨٥١٥۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف دعوت دیتا تھا، اور وہ ابھی مشرکہ تھی۔ پس ایک دن میں نے دعوت دی تو اس نے نبی ﷺ کی شان میں نازیبا الفاظ مجھے سنائے جو میرے لیے بہت پریشان کن تھے۔ پس میں نبی ﷺ کی خدمت میں روتا ہوا حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف دعوت دیتا تھا۔ آج میں نے دعوت دی تو اس نے آپ ﷺ کے بارے میں ناپسندیدہ الفاظ مجھے سنا دیے۔ پس آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دے۔ آپ ﷺ نے دعا کی: یا اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا

(٨٥١٥) مسلم: ٢٤٩١۔ احمد: ٨٠٦٠.

الْبَابِ فَإِذَا هُوَ مُجَافٌ فَسَمِعَتْ أُمِّي خَشْفَ قَدَمَيَّ فَقَالَتْ مَكَانَكَ يَا أَبَاهُرَيْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ قَالَ فَاغْتَسَلَتْ وَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ يَا أَبَاهُرَيْرَةَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ وَأَنَا أَبْكِي مِنَ الْفَرَحِ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَبْشِرْ قَدِاسْتَجَابَ اللّٰهُ دَعْوَتَكَ وَهَدَى أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ خَيْرًا قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُحَبِّبَنِي أَنَا وَأُمِّي إِلَى عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَيُحَبِّبَهُمْ إِلَيْنَا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يَعْنِي أَبَا هُرَيْرَةَ وَأُمَّهُ إِلَى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحَبِّبْ إِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَمَا خُلِقَ مُؤْمِنٌ يَسْمَعُ بِي وَلَايَرَانِي إِلَّاأَحَبَّنِي. (رواه مسلم: ٢٤٩١)

فرما۔ میں آپ ﷺ کی دعا سن کر بہت خوش ہوا اور واپس گیا۔ جب میں نے آ کر دروازہ کھولنا چاہا تو دروازہ اندر سے بند تھا۔ میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سنی تو کہا: ابوہریرہ! باہر ہی ٹھہر جاؤ۔ میں نے پانی بہانے کی آواز بھی سنی۔ میری ماں نے غسل کیا، لباس پہنا اور کہا: اے ابوہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق اللہ کے سوا اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پس میں خوشی کی وجہ سے روتے روتے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کو بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کی اور ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دی۔ آپ ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا: بہتر ہوا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دعا کیجیے اللہ تعالیٰ مجھے اور میری ماں کو اہل ایمان کی محبت عطا فرمادے اور اہل ایمان کو ہماری محبت دے دے۔

آپ ﷺ نے دعا کی: یا اللہ! اپنے اس بندے اور اس کی ماں کو ایماندار بندوں کے لیے پسندیدہ کردے اور ان کے دل میں اہل ایمان کی محبت ڈال دے۔ پس ہر مسلمان جو مجھے دیکھتا یا میری بابت سنتا ہے وہ میرے ساتھ محبت کرتا ہے۔'' (مسلم)

شرح: ......اس میں نبی کریم ﷺ کی دعا کی قبولیت کا بیان ہے کہ آپ کی دعا سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ اسلام لے آئیں اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ محبوب جہاں ہو گئے۔ (گوندلوی)

٨٥١٦ــــ عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَأَيْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ ابْنَ أَرْبَعٍ وَتِسْعِيْنَ جَلْدًا مُعْتَدِلًا فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ مَا مُتِّعْتُ بِهِ سَمْعِي وَبَصَرِي إِلَّابِدُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

٨٥١٦۔ ''جعید بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں نے سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کو چورانویں سال کی عمر میں بھی توانا اور صحت مند دیکھا تو وہ کہنے لگے: مجھے معلوم ہے کہ میری سماعت اور بصارت نے رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت خوب

(٨٥١٦) بخاری: ٣٥٤٠۔ مسلم: ٢٣٤٥۔ ترمذی: ٣٦٤٣.

إِنَّ خَالَتِي ذَهَبَتْ بِي إِلَيْهِ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنَ أُخْتِي شَاكٍ فَادْعُ اللّٰهَ لَهُ قَالَ فَدَعَالِي ﷺ. (رواه البخاري: ٣٥٤٠)

حاصل کی ہے۔ امر واقع یہ ہے کہ میری خالہ مجھے لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں گئی اور عرض کی: یا رسول اللہ میری بہن کے بیٹے کو درد رہتا ہے۔ آپ ﷺ اس کے لیے دعا کریں تو آپ ﷺ نے میرے لیے دعا کی۔'' (الشیخان، الترمذی)

٨٥١٧۔ عَنْ أَبِي زَيْدِ بْنِ أَخْطَبَ قَالَ مَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ عَلَى وَجْهِي وَدَعَا لِي. قَالَ عَزْرَةُ إِنَّهُ عَاشَ مِائَةً وَعِشْرِيْنَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ إِلَّا شُعَيْرَاتٌ بِيْضٌ. (رواه الترمذي: ٣٦٢٩)

۸۵۱۷۔ ''ابوزید بن اخطب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے سر پر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ پھیرا اور میرے لیے دعا کی۔ عزرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب میں نے انہیں دیکھا تو وہ ایک سو بیس سال کی عمر کے تھے اور ان کی داڑھی میں گنتی کے چند بال سفید تھے۔'' (الترمذی)

٨٥١٨۔ عَنْ جَابِرٍ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالسُّوْقِ إِذَا امْرَأَةٌ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ: إِنَّ زَوْجِي لاَ يَقْرُبُنِي، فَفَرِّقْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، وَمَرَّ زَوْجُهَا، فَدَعَاهُ ﷺ وَأَخْبَرَهُ، قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَالَّذِي أَكْرَمَكَ إِنَّ عَهْدَي بِهَا لِهٰذِهِ اللَّيْلَةِ، فَبَكَتِ الْمَرْأَةُ وَقَالَ: كَذَبَ، فَرِّقْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَإِنَّهُ مِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَيَّ، فَتَبَسَّمَ ﷺ، ثُمَّ أَخَذَ بِرَأْسِهِ وَرَأْسِهَا. فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ: اللّٰهُمَّ أُدْنِ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ فَلَبِثْنَا مَاشَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ مَرَّ ﷺ، بِالسُّوْقِ فَإِذَا نَحْنُ بِالْمَرْأَةِ، فَلَمَّا رَأَتْهُ أَقْبَلَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَاخَلَقَ مِنْ

۸۵۱۸۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم بازار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک عورت نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرا خاوند میرے قریب نہیں آتا۔ آپ ﷺ میرے اور اس کے درمیان تفریق کرا دیں۔ اس کا خاوند گذرا تو آپ ﷺ نے بلا کر اس کو خبر دی۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو عزت عطا کی ہے! آج رات میں اس کے ساتھ رہا ہوں۔ وہ روئی اور اس نے کہا: غلط کہتا ہے۔ آپ ﷺ میرے اور اس کے درمیان تفریق کر دیں، یہ مجھے اللہ کی ساری مخلوق میں سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ پس نبی ﷺ مسکرائے اور مرد اور عورت کا سر پکڑا اور ایک دوسرے کے قریب کر کے دعا کی: یا اللہ! ان میں سے ہر ایک کو دوسرے کے قریب کر دے۔ پس جتنا اللہ نے چاہا وقت گذرا اور پھر آپ ﷺ بازار سے گذرے تو ہمیں وہی

(٨٥١٧) ترمذی: ٣٦٢٩۔ صحيح (البانی: ٢٨٦٩۔ احمد: ٢٢٣٧٤.

(٨٥١٨) موصلی: ١٨٦٨۔ ورجاله رجال الصحيح غير يوسف بن المنكد روثقه ابو زرعة وغيره وضعفه جماعة و هيثمی: ١٣٩٩٩.

بَشَرٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهُ الآنَ. (رواه الموصلي: ١٨٦٨)

عورت نظر آئی اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! کوئی انسان مجھے اب اپنے خاوند سے زیادہ پسند نہیں ہے۔'' (الموصلی)

٨٥١٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُوْجَهْلٍ هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ قَالَ فَقِيْلَ نَعَمْ فَقَالَ وَاللاَّتِ وَالْعُزَّى لَئِنْ رَأَيْتُهُ يَفْعَلُ ذٰلِكَ لاَطَأَنَّ عَلَى رَقَبَتِهِ أَوْلاُعَفِّرَنَّ وَجْهَهُ فِي التُّرَابِ قَالَ فَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَيُصَلِّي زَعَمَ لِيَطَأَ عَلَى رَقَبَتِهِ قَالَ فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ إِلَّا وَهُوَيَنْكُصُ عَلَى عَقِبَيْهِ وَيَتَّقِي بِيَدَيْهِ فَقِيْلَ لَهُ مَالَكَ فَقَالَ إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَهُ لَخَنْدَقًا مِنْ نَارٍ وَهَوْلاً وَأَجْنِحَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْدَنَا مِنِّي لاَخْتَطَفَتْهُ الْمَلاَئِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لاَنَدْرِي فِي حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْشَيْءٌ بَلَغَهُ: ﴿كَلاَّ إِنَّ الإِنْسَانَ لَيَطْغَى أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَى إِنَّ إِلَى رَبِّكَ الرُّجْعَى أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى عَبْدًا إِذَا صَلَّى أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰى أَوْأَمَرَبِالتَّقْوَى أَرَأَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى﴾ يَعْنِي أَبَا جَهْلٍ ﴿أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللّٰهَ يَرَى كَلاَّ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَّةَ كَلاَّ لاَتُطِعْهُ﴾. (رواه مسلم: ٢٧٩٧)

٨٥١٩۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا: کیا تم لوگوں کے سامنے محمد ﷺ اپنا چہرہ خاک آلود کرتا ہے؟ تو کہا گیا کہ ہاں۔ اس نے کہا: مجھے لات اور عزیٰ کی قسم! اگر میں نے اس کو ایسا کرتے دیکھ لیا تو میں اس کی گردن پر پاؤں رکھوں گا اور اس کا سارا چہرہ خاک میں ڈبو دوں گا۔ پھر ایک موقع پر وہ نبی ﷺ کی طرف آیا۔ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ آپ ﷺ کی گردن پر پاؤں رکھنے آیا۔ وہ پیچھے ہٹتا اور اپنے چہرے کا ہاتھوں سے دفاع کرتا لوٹ گیا۔ اس کو کہا گیا: تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: میرے اور محمد ﷺ کے درمیان آگ کی خندق حائل ہوگئی اور پرندوں جیسے پر حرکت میں آ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میرے قریب آ تا تو فرشتے اس کا جوڑ جوڑ جدا کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (معلوم نہیں کہ آیت کا حوالہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے یا یہ بات کسی اور سے پہنچی ہے) ہرگز نہیں، انسان سرکشی کرتا ہے۔ تا قولہ تعالیٰ: خبردار! اس کی پیروی نہ کرو۔'' (مسلم)

(٨٥١٩) مسلم: ٢٧٩٧۔ احمد: ٨٦١٣.

۸۵۲۰ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةً قِبَلَ نَجْدٍفَأَدْرَكْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي وَادٍ كَثِيْرِالْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ سَيْفَهُ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا قَالَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْوَادِيِّ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ رَجُلاًأَتَانِي وَأَنَا نَائِمٌ فَأَخَذَ السَّيْفَ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَقَائِمٌ عَلَى رَأْسِي فَلَمْ أَشْعُرْ إِلَّا وَالسَّيْفُ صَلْتًا فِي يَدِهِ فَقَالَ لِي مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّانِيَةِ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ قَالَ فَشَامَ السَّيْفَ فَهَا هُوَذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يَعْرِضْ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم. (رواه مسلم: ۸۴۳)

۸۵۲۰۔''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نجد کی طرف نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوے میں تھے۔ بہت زیادہ نباتات کے مقام پر ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ قیلولہ کیا۔ آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے ٹھہرے اور اپنی تلوار درخت کی ایک شاخ سے لٹکا دی۔ لوگ وادی میں منتشر ہوکر درختوں کے سائے تلے آرام کرنے لگے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آواز دی اور فرمایا: یہ مرد میرے پاس جب میں سویا تھا تو اس نے میری تلوار پکڑ لی اور اتنے میں میں بیدار ہوگیا۔ یہ مرد میرے سر کے پاس ہاتھ میں ننگی تلوار لے کر کھڑا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ۔ پس اس نے تلوار نیام میں ڈال دی اور وہ یہ بیٹھا ہوا ہے۔ پھر اس سے آپ ﷺ نے کوئی تعرض نہ کیا اور نہ کوئی سزا دی۔'' (الشیخان)

۸۵۲۱ـ وَعَنْهُ رَفَعَهُ: دَخَلْتُ الْبَيْتَ فَإِذَا شَيْطَانٌ خَلْفَ الْبَابِ فَخَنَقْتُهُ حَتَّى وَجَدْتُّ بَرْدَلِسَانِهِ عَلَى يَدِي، فَلَوْلاَدَعْوَةُ الْعَبْدِالصَّالِحِ لأَصْبَحَ مَرْبُوْطًا يَرَاهُ النَّاسُ. (للأوسط)

۸۵۲۱۔''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ ہی مرفوعاً روایت کرتے ہیں:''میں گھر میں داخل ہوا تو دروازے کی آڑ میں شیطان تھا۔ میں نے اس کو گرفت میں لے کر اس کا گلہ دبایا۔ یہاں تک کہ اس کی زبان کی ٹھنڈک میرے ہاتھ پر محسوس ہوئی۔ مجھے (سلیمان علیہ السلام) بندۂ صالح کی دعا کا خیال نہ آتا تو میں اس کو باندھ دیتا اور کل کو تمام لوگ اس کو دیکھتے۔'' (الاوسط)

شرح: ...... نبی کریم ﷺ پر ابوجہل بھی حملہ کی جرأت نہ کر سکا اور یہ تلوار والے آدمی کے ہاتھ سے اللہ کے نام لینے کی وجہ سے تلوار گر گئی کیونکہ جب اس آدمی نے دیکھا کہ آپ کی ثابت قدمی اتنی بڑی ہے تو اس نے تلوار پھینک کر

(۸۵۲۰) مسلم: ۸۴۳۔ بخاری: ۴۱۳۷۔ احمد: ۱۳۹۲۵.

(۸۵۲۱) طبرانی و اسناده حسن و هیثمی: ۱۳۸۷۷.

خود کو آپ کے حوالے کر دیا۔ یہ بھی منقول ہے کہ جبریل علیہ السلام نے دھکا مارا تھا تب تلوار گری اور آپ نے پکڑ لی۔ بعد میں یہ مسلمان ہو گیا تھا۔ (فتح الباری: ۷/ ۴۲۷)

مما سأله عنه أهل الكتاب وصدقوه فى جوابه ﷺ

ان امور کا بیان جن کے متعلق اہل کتاب نے آپ ﷺ سے سوال کیے اور آپ ﷺ نے جواب دیا، اور اہل کتاب نے آپ ﷺ کے جوابات کی تصدیق کی

٨٥٢٢ـ عَـنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ كُنْتُ قَائِمًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ حِبْرٌ مِنْ أَحْبَارِ الْيَهُوْدِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُـحَـمَّدُ فَدَفَعْتُهُ دَفْعَةً كَادَ يُصْرَعُ مِنْهَا فَقَالَ لِـمَ تَـدْفَـعُنِي فَقُلْتُ أَلَا تَقُوْلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَـقَـالَ الْيَهُـوْدِيُّ إِنَّـمَا نَدْعُوْهُ بِاسْمِهِ الَّذِي سَـمَّـاهُ بِـهِ أَهْـلُـهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اسْـمِيْ مُحَمَّدُ الَّذِي سَمَّانِي بِهِ أَهْلِي فَقَالَ الْيَهُـوْدِيُّ جِـئْـتُ أَسْـأَلُكَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ الـلّٰهِ ﷺ أَيَـنْـفَـعُكَ شَيْءٌ إِنْ حَدَّثْتُكَ قَالَ أَسْـمَـعُ بِـأُذُنَـيَّ فَـنَـكَـتَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ بِـعُـوْدٍ مَـعَـهُ فَـقَالَ سَلْ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ أَيْنَ يَـكُـوْنُ الـنَّـاسُ ﴿يَـوْمَ تُبَـدَّلُ الأَرْضُ غَيْـرَ الأَرْضِ وَالسَّـمٰـوَاتُ﴾ فَـقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُـمْ فِـي الظُّلْمَةِ دُوْنَ الْجِسْرِ قَالَ فَـمَـنْ أَوَّلُ الـنَّـاسِ إِجَـازَةً؟ قَـالَ: فُقَرَاءُ الْـمُهَـاجِرِيْنَ، قَالَ الْيَهُوْدِيُّ: فَمَا تُحْفَتُهُمْ حِيْـنَ يَـدْخُـلُـوْنَ الْـجَـنَّةَ؟ قَالَ: زِيَادَةُ كَبِدِ النُّوْنِ، قَالَ: فَمَا غَذَاؤُهُمْ عَلَى إِثْرِهَا؟ قَالَ:

٨٥٢٢۔ ''نبی کریم ﷺ کے خادم ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس کھڑا تھا۔ پس یہود کے علماء میں سے ایک عالم آیا۔ اس نے کہا: السلام علیک یا محمد! میں نے اس کو دھکا دیا۔ قریب تھا کہ وہ گر پڑتا۔ اس نے کہا: تو نے مجھے دھکا کیوں دیا؟ میں نے کہا: تو نے یارسول اللہ کیوں نہیں کہا؟ اس نے کہا: ہم آپ کو اس نام سے بلاتے ہیں جو آپ کے گھر والوں نے رکھا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: میرے گھر والوں نے میرا نام محمد ہی رکھا ہے۔ یہودی نے کہا: میں آپ کے پاس کچھ پوچھنے آیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں تجھے بتادوں تو تجھے کچھ فائدہ ہوگا؟ اس نے کہا: میں اپنے کانوں سے سنوں گا۔ نبی ﷺ نے اس لکڑی کے ساتھ زمین کریدی جو آپ کے ہاتھ میں تھی۔ پھر فرمایا: پوچھ۔ یہودی نے سوال کیا: لوگ کہاں ہوں گے جب اس زمین کو کسی اور زمین میں تبدیل کر دیا جائے گا اور آسمان بھی تبدیل کر دیے جائیں گے؟ فرمایا: جہنم کے پل سے پہلے کی تاریکی میں ہوں گے۔ اس نے کہا: سب سے پہلے پل سے کون لوگ گذریں گے؟ فرمایا: فقراء مہاجرین۔ یہودی نے سوال کیا: جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو انہیں کیا تحفہ دیا جائے گا؟ فرمایا: مچھلی کے جگر کا زائد ٹکڑا۔ اس نے کہا: اس کے بعد ان کی

(٨٥٢٢) مسلم: ٣١٥.

يُـنْـحَـرُلَهُـمْ ثَوْرُالْجَنَّةِ الَّذِي كَانَ يَأْكُلُ مِنْ أَطْـرَافِهَا: قَالَ: فَمَا شَرَابُهُمْ عَلَيْهِ؟ قَالَ: مِنْ عَيْنٍ فِيْهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيْلاً ، قَالَ: صَدَقْتَ ، قَـالَ: وَجِـئْـتُ أَسْـأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ لاَيَعْلَمُهُ أَحَـدٌمِـنْ أَهْـلِ الأَرْضِ إِلاَّ نِبِـيٌّ أَوْرَجُـلٌ أَوْرَجُلاَنِ قَـالَ يَـنْـفَعُكَ إِنْ حَدَّثْتُكَ قَـالَ أَسْـمَـعُ بِأُذُنَيَّ قَالَ جِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنِ الْوَلَدِ قَـالَ مَـاءُ الـرَّجُـلِ أَبْيَضُ وَمَـاءُ الْمَـرْأَةِ أَصْـفَـرُفَـإِذَا اجْتَمَعَا فَعَلاَمَنِيُّ الرَّجُلِ مَنِيَّ الْـمَرْأَةِ أَذْكَرَا بِإِذْنِ اللّٰهِ وَإِذَا عَلاَمَنِيُّ الْمَرْأَةِ مَـنِيَّ الرَّجُلِ آنَثَا بِإِذْنِ اللّٰهِ ، قَالَ الْيَهُوْدِيُّ: لَـقَـدْ صَـدَقْـتَ وَإِنَّكَ لَـنَبِـيٌّ ثُـمَّ انْصَرَفَ فَـذَهَـبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَـقَدْ سَأَلَنِي هٰـذَا عَـنِ الَّـذِي سَـأَلَـنِي عَنْهُ وَمَا لِي عِلْمٌ بِشَـيْءٍ مِـنْـهُ حَتَّـى أَتَـانِـي اللّٰهُ بِهِ . (رواه مسلم: ٣١٥)

غذا کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت کا وہ بیل جو جنت کے اطراف میں چرتا رہا ہے۔ وہ ان کے لیے ذبح کیا جائے گا۔ اس نے کہا: اس پر ان کا مشروب کیا ہوگا؟ فرمایا: اس چشمے سے جسے سلسبیل کہتے ہیں۔ اس نے کہا: آپ ﷺ نے درست فرمایا ہے۔ پھر اس نے کہا: میں آپ کے پاس اس چیز کے بارے میں پوچھنے کے لیے آیا ہوں جس کو یا تو نبی جانتا ہے یا پھر ایک یا دو مرد۔ فرمایا: اگر میں بتادوں تو تجھے کوئی فائدہ ہوگا؟ اس نے کہا: میں اپنے کانوں سے سنوں گا۔ اس نے کہا: میں آپ سے پوچھنے آیا ہوں بچے کے بارے میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مرد کا پانی سفید اور عورت کا پانی زرد ہوتا ہے۔ جب وہ جمع ہوں اور مرد کی منی عورت کی منی پر غالب ہو تو اللہ کے حکم سے لڑکا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی غالب آ جائے تو وہ دونوں اللہ کے حکم سے اسے مؤنث بنا دیتے ہیں۔ یہودی نے کہا: آپ ﷺ سچ کہتے ہیں۔ آپ اللہ کے نبی ہیں۔ پھر وہ واپس لوٹ گیا۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب اس نے مجھ سے سوال کیا تھا، اس وقت اس کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں تھا، پھر اللہ نے مجھے علم دے دیا۔'' (مسلم)

٨٥٢٣ــ عَـنْ صَـفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ قَالَ قَالَ يَهُوْدِيٌّ لِصَاحِبِهِ اذْهَبْ بِنَا إِلَى هٰذَا النَّبِيّ ، قَـالَ لَـهُ صَاحِبُهُ لاتَقُلْ نَبِيٌّ لَوْسَمِعَكَ كَانَ لَـهُ أَرْبَعَةُ أَعْيُنٍ فَأَتَيَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَسَأَلاهُ عَـنْ تِسْعِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَقَالَ لَهُمْ لاتُشْرِكُوْا بِـاللّٰهِ شَيْئًا وَلاتَسْرِقُوْا وَلاتَزْنُوْا وَلا تَقْتُلُوْا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلاَّبِالْحَقِّ وَلاتَمْشُوْا

٨٥٢٣۔ ''صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہود میں سے ایک شخص نے اپنے ساتھی سے کہا: ہمیں اس نبی کے پاس لے چلو۔ تو اس کے ساتھی نے کہا: نبی نہ کہا کرو، اگر وہ تیری بات سن لیں گے تو ان کی چار آنکھیں ہوجائیں گی۔ پھر وہ دونوں نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے آیات بینات کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے انہیں جواب دیا: اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، چوری نہ کرو،

(٨٥٢٣) نسائی: ٤٠٧٨۔ ضعیف (البانی): ٢٧٥۔ ترمذی: ٢٧٣٣۔ ابن ماجہ: ٣٧٠٥.

بِبَرِيءٍ إِلَى ذِي سُلْطَانٍ وَلاَ تَسْحَرُوْا وَلاَ تَأْكُلُوْا الرِّبَا وَلاَتَقْذِفُوْا الْمُحْصَنَةَ وَلاَ تَوَلَّوْا يَوْمَ الزَّحْفِ وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةً يَهُوْدُ أَنْ لاَتَعْدُوْا فِي السَّبْتِ فَقَبَّلُوْا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَقَالُوْا نَشْهَدُأَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ فَمَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَتَّبِعُوْنِي قَالُوْا إِنَّ دَاوُدَ دَعَا بِأَنْ لاَيَزَالَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ وَإِنَّا نَخَافُ إِن اتَّبَعْنَاكَ أَنْ تَقْتُلَنَا يَهُوْدُ. (رواه النسائی: ٤٠٧٨)

زنا نہ کرو، اس نفس کو قتل نہ کرو جس کا حق کے بغیر قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے، بے گناہ کو بادشاہ کے پاس نہ لے جاؤ (تاکہ وہ اس کو قتل کردے)، جادو نہ کرو، سود نہ کھاؤ، پاکدامن عورت کو تہمت نہ لگاؤ، لڑائی کے دن پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو اور اے یہودیو! تمہارے لیے خصوصی حکم یہ ہے کہ تم ہفتے کے دن زیادتی نہ کرو۔'' تو ان دونوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں چوم لیے اور دونوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں میری پیروی کرنے سے کون سی چیز منع کرتی ہے؟ انہوں نے کہا: داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ ہمیشہ اس کی اولاد میں نبی آئے اور ہم ڈرتے ہیں کہ اگر ہم آپ کی پیروی کریں تو یہود ہمیں قتل کردیں گے۔'' (ترمذی ونسائی)

٨٥٢٤ــ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ بَلَغَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلاَمٍ مَقْدَمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ فَأَتَاهُ فَقَالَ إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلاَثٍ لاَيَعْلَمُهُنَّ إِلاَّ نَبِيٌّ، قَالَ: مَاأَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟ وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ الْوَلَدُإِلَى أَبِيْهِ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ إِلَى أَخْوَالِهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: خَبَّرَنِي بِهِنَّ آنِفًاجِبْرِيْلُ قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: ذَاكَ عَدُوُّالْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلاَئِكَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَمَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌتَحْشُرُالنَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِحُوْتٍ وَأَمَّا الشَّبَهُ فِي الْوَالِدِ فَإِنَّ

٨٥٢٤۔ ''سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری کی خبر پہنچی اور وہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: میں آپ ﷺ سے تین باتیں پوچھنا چاہتا ہوں جس کو نبی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کی سب سے پہلی نشانی کیا ہے؟ اور اہل جنت سب سے پہلے کیا کھائیں گے؟ اور کون سی چیز بچے کو باپ کے مشابہ کردیتی ہے اور کون سی چیز ماموؤں کی طرف کھینچ لیتی ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ان باتوں کی خبر ابھی ابھی مجھے جبرائیل علیہ السلام نے دی ہے۔ عبداللہ نے کہا: وہ تو یہود کا دشمن ہے۔ فرمایا: قیامت کی پہلی شرط وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی۔ اور سب سے پہلا کھانا جو اہل جنت کھائیں گے وہ مچھلی کے جگر کا گوشہ ہے۔ اور بچے کی مشابہت اس طرح ہے کہ جب مرد عورت کو ڈھانپتا ہے اور مرد کا پانی سبقت لے جاتا

(٨٥٢٤) بخاری: ٣٣٢٩۔ احمد: ١٢٧٩٣.

الـرَّجُـلَ إِذَا غَشِي الْمَرْأَةَ فَسَبَقَهَا مَاؤُهُ كَانَ الشَّبَـهُ لَـهُ وَإِذَا سَبَـقَ مَاؤُهَا كَانَ الشَّبَهُ لَهَا قَـالَ: أَشْهَدُأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ الـلّٰـهِ إِنَّ الْيَهُـوْدَ قَـوْمٌ بُهْــتٌ إِنْ عَـلِمُوْا بِـإِسْلاَمِـي قَبْـلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ بَهَتُوْنِي عِنْدَكَ فَـجَـاءَ تِ الْيَهُـوْدُ وَدَخَـلَ عَبْدُ اللّٰهِ الْبَيْتَ فَـقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ رَجُلٍ فِيْكُمْ عَبْدُ الـلّٰـهِ بْنِ سَلاَمٍ؟ قَالُوْا: أَعْلَمُنَا وَابْنُ أَعْلَمِنَا وَأَخْيَرُنَا وَابْنُ أَخْيَرِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ؟ قَالُوْا: أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّآإِلٰـهَ إِلَّاالـلّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ الـلّٰـهِ فَـقَـالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَاوَوَقَعُوْافِيْهِ .

(رواه البخاری: ۳۳۲۹)

ہے تو بچہ اس کے مشابہ ہو جاتا ہے اور جب عورت کا پانی سبقت لے جائے تو بچہ عورت کے مشابہ ہوتا ہے۔اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اس نے کہا: یا رسول اللہ! یہود بہتان تراش قوم ہے۔ جب انہیں میرے اسلام کا علم ہوگا پہلے اس سے کہ آپ ﷺ میرے بارے میں ان سے پوچھ لیں تو وہ آپ کے پاس میرے اوپر بہتان لگائیں گے۔ پھر یہود لوگ آ گئے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوگئے۔ پس نبی ﷺ نے پوچھا: اے قومِ یہود! تمہارے درمیان عبداللہ بن سلام کیسا آدمی ہے؟ انہوں نے کہا: ہم میں سے بڑا عالم ہے، بڑے عالم کا بیٹا ہے، ہمارا بہترین سردار ہے اور ہمارے بہترین سردار کا بیٹا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: یہ بتاؤ اگر عبداللہ اسلام لے آئے تو...... انہوں نے کہا: اس بات سے اللہ اُسے بچائے۔ پس عبداللہ ان کی طرف نکلے اور انہوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔تو یہود نے کہا: یہ ہم میں سے برا آدمی اور برے آدمی کا بیٹا ہے۔اور اسے طعنے مارنے لگے۔

ایک اور روایت میں یہ اضافہ ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: یہود کی اسی چیز سے میں ڈرتا تھا، اے اللہ کے رسول! (البخاری)

شــــرح: ...... نبی کریم ﷺ کی نبوت کی علامات بیان ہوئی ہیں کہ یہودی سوال کر رہے ہیں اور آپ جواب دے رہے ہیں اور وہ پھر ان کی تصدیق کر رہے ہیں کہ آپ درست کہتے ہیں۔

(۱) جنتی سب سے پہلے مچھلی کا جگر کھائیں گے جو نہایت ہی لذیذ ہوگا۔

(۲) آدمی کا آب جوہر آگے بڑھ جائے تو لڑکا ہوتا ہے اور غالب ہو جائے تو شکل ددھیال پر جاتی ہے اور اگر عورت کا آب جوہر سبقت لے جائے تو لڑکی ہوتی ہے اور غلبہ پا جائے تو پھر اس کی شکل ننھیال پر جاتی ہے اور قیامت کی علامت بھی بتائی۔ یہ علامات عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا باعث بن گئیں۔

یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اکثر یہودیوں کو مدینہ میں آنے کے بعد آپ ﷺ نے ان کے معاملات پر برقرار رکھا

تھا۔ (فتح الباری: ۷/۲۷۴)

معجزات متنوعة له وذكر عمره وأولاده ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے معجزات، آپ ﷺ کی عمر شریف اور آپ ﷺ کی اولاد کا بیان

٨٥٢٥۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى نَزَلْنَا وَادِيًا أَفْيَحَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْضِي حَاجَتَهُ فَاتَّبَعْتُهُ بِإِدَاوَةٍ مِنْ مَاءٍ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا يَسْتَتِرُ بِهِ فَإِذَا شَجَرَتَانِ بِشَاطِئِ الْوَادِيْ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى إِحْدَاهُمَا فَأَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِي عَلَيَّ بِإِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَالْبَعِيْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِي يُصَانِعُ قَائِدَهُ حَتَّى أَتَى الشَّجَرَةَ الأُخْرَى فَأَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا فَقَالَ: انْقَادِي عَلَيَّ بِإِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَذٰلِكَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ مِمَّا بَيْنَهُمَا لَأَمَ بَيْنَهُمَا يَعْنِي جَمَعَهُمَا فَقَالَ: الْتَئِمَا عَلَيَّ بِإِذْنِ اللّٰهِ فَالْتَأَمَتَا قَالَ جَابِرٌ: فَخَرَجْتُ أُحْضِرُ مَخَافَةَ أَنْ يُحِسَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقُرْبِي فَيَبْتَعِدَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ: فَيَتَبَعَّدَ فَجَلَسْتُ أُحَدِّثُ نَفْسِي فَحَانَتْ مِنِّي لَفْتَةٌ فَإِذَا أَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُقْبِلاً وَإِذَا الشَّجَرَتَانِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا عَلَى سَاقٍ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَفَ وَقْفَةً فَقَالَ

٨٥٢٥۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک وسیع وادی میں جا ٹھہرے۔ آپ ﷺ رفع حاجت کے لیے گئے تو میں برتن میں پانی لے کر آپ ﷺ کے پیچھے گیا۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو پردہ کرنے کی کوئی چیز نہ دیکھی اور دیکھا کہ وادی کے کنارے پر دو درخت موجود ہیں۔ آپ ﷺ ان میں سے ایک کے پاس گئے اور اس کی شاخ پکڑ کر فرمایا: اللہ کے حکم سے میرے پیچھے چلا آ۔ تو وہ درخت اس اونٹ کی مثل چلا آیا جس کی ناک میں نکیل ہو اور مہار پکڑنے والے کے پیچھے چلتا رہے۔ پھر آپ دوسرے درخت کے پاس آ گئے اور دوسرے درخت سے فرمایا: میرے پیچھے بحکم خدا چلا آ، تو وہ بھی چلا آیا۔ جب دو درخت ایک جگہ آ گئے تو فرمایا: اللہ کے حکم سے دونوں میرے لیے مل کر کھڑے رہو تو وہ دونوں مل گئے۔ میں فاصلے پر چلا گیا تا کہ آپ ﷺ کو میرے قریب موجود ہونے کا احساس نہ رہے۔ میں بیٹھ کر دل میں باتیں سوچنے لگا۔ اچانک میں نے دیکھا تو آپ ﷺ میرے قریب آ گئے اور درخت جدا ہو کر اپنے اپنے تنے پر سیدھے کھڑے ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے تھوڑے وقفے کے بعد اپنے سر سے اشارہ کیا کہ چلے جاؤ۔ راوی نے دائیں بائیں سر سے اشارہ کر کے وضاحت کی۔ درخت تو اپنی اپنی جگہ چلے گئے اور آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے جابر! تو نے میرا

(٨٥٢٥) مسلم: ٣٠١٤۔ ابن ماجه: ٢٤١٩۔ احمد: ١٥٠٩٤۔ دارمی: ٢٥٨٨.

بِرَأْسِهِ هٰكَذَا، وَأَشَارَ أَبُوْإِسْمٰعِيْلَ بِرَأْسِهِ يَمِيْنًا وَشِمَالاً ثُمَّ أَقْبَلَ فَلَمَّا انْتَهَى إِلَيَّ قَالَ: يَا جَابِرُ! هَلْ رَأَيْتَ مَقَامِي؟ قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ فَانْطَلِقْ إِلَى الشَّجَرَتَيْنِ فَاقْطَعْ مِنْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا غُصْنًا فَأَقْبِلْ بِهِمَا حَتَّى إِذَا قُمْتَ مَقَامِي فَأَرْسِلْ غُصْنًا عَنْ يَمِيْنِكَ وَغُصْنًا عَنْ يَسَارِكَ، قَالَ جَابِرٌ: فَقُمْتُ فَأَخَذْتُ حَجَرًا فَكَسَرْتُهُ وَحَسَرْتُهُ فَانْذَلَقَ لِي فَأَتَيْتُ الشَّجَرَتَيْنِ فَقَطَعْتُ مِنْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا غُصْنًا ثُمَّ أَقْبَلْتُ أَجُرُّهُمَا حَتَّى قُمْتُ مَقَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرْسَلْتُ غُصْنًا عَنْ يَمِيْنِي وَغُصْنًا عَنْ يَسَارِي ثُمَّ لَحِقْتُهُ فَقُلْتُ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَعَمَّ ذَاكَ قَالَ إِنِّي مَرَرْتُ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَأَحْبَبْتُ بِشَفَاعَتِي أَنْ يُرَفَّهَ عَنْهُمَا مَادَامَ الْغُصْنَانِ رَطْبَيْنِ . قَالَ فَأَتَيْنَا الْعَسْكَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا جَابِرُ! نَادِ بِوَضُوْءٍ فَقُلْتُ أَلاَوَضُوْءَ أَلاَ وَضُوْءَ أَلاَ وَضُوْءَ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا وَجَدْتُ فِي الرَّكْبِ مِنْ قَطْرَةٍ وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يُبَرِّدُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَاءَ فِي أَشْجَابٍ لَهُ عَلَى حِمَارَةٍ مِنْ جَرِيْدٍ، قَالَ: فَقَالَ لِي: انْطَلِقْ إِلَى فُلاَنَ ابْنِ فُلاَنَ الأَنْصَارِيِّ فَانْظُرْهَلْ فِي أَشْجَابِهِ مِنْ شَيْءٍ قَالَ: فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهِ فَنَظَرْتُ فِيْهَا فَلَمْ أَجِدْ فِيْهَا إِلاَّقَطْرَةً فِي عَزْلاَءِ شَجْبٍ مِنْهَا لَوْأَنِّي أُفْرِغُهُ لَشَرِبَهُ يَابِسُهُ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ

مرتبہ دیکھا؟ میں نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول! فرمایا: ان دو درختوں کے پاس جاؤ اور ہر ایک سے ایک ایک شاخ کاٹ کر میرے پاس لاؤ اور جہاں میں کھڑا تھا وہاں آ کر دائیں بائیں ایک ایک شاخ چھوڑ دو۔ میں نے پتھر لے کر توڑا اور تیز پتھر سے ہر دو درختوں کی ایک ایک شاخ کاٹی اور کھینچ کر اس جگہ لایا جہاں آپ ﷺ تھے۔ اور دائیں بائیں وہ شاخیں پھینک دیں۔ پھر آپ ﷺ کے پاس آ گیا اور عرض کی کہ میں تعمیل کر آیا ہوں اور یہ کس بنا پر کیا گیا ہے؟ فرمایا: میں نے وہاں دو مُردوں کو قبروں میں عذاب میں دیکھا ہے اور میری شفاعت سے اتنا وقت ان کو عذاب سے مہلت دی جائے گی۔ جب تک وہ شاخ تازہ رہیں گی۔

پھر ہم فوج میں لوٹ آئے اور فرمایا: اعلان کر دے لوگ وضو کا پانی لے کر آئیں۔ اور میں نے منادی کی: لوگو! وضو کے لیے پانی ہے......لوگو! وضو کے لیے پانی لاؤ......لوگو! وضو کے لیے حاضر کرو۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! فوج کے پاس ایک قطرہ پانی نہیں ہے۔ انصار میں سے ایک آدمی آپ ﷺ کے لیے پانی ٹھنڈا رکھتا تھا اور ایک بڑا خاص ڈول گدھے پر لاد کر ساتھ لے جاتا تھا۔فرمایا: فلاں انصاری کے پاس جا کر دیکھ اس کے ڈول میں پانی ہے؟ میں نے دیکھا تو ڈول کے نچلے حصے میں تھوڑا سا پانی تو موجود تھا، البتہ اگر ڈول کو انڈیلا جائے تو ڈھول کا خشک حصہ اسے جذب کر لے۔ میں نے آپ کو بتایا تو فرمایا: میرے پاس لاؤ۔ میں ڈول لایا اور آپ ﷺ کے سامنے رکھا اور آپ اسے پکڑ کر کچھ پڑھا، مجھے نہیں معلوم کیا پڑھا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ اپنے ہاتھ سے اسے دباتے بھی رہے۔ پھر ڈول مجھے پکڑا دیا اور فرمایا:

اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي لَمْ أَجِدْ فِيْهَا إِلَّاقَطْرَةً فِي عَزْلاءِ شَجْبٍ مِنْهَا لَوْأَنِّي أُفْرِغُهُ لَشَرِبَهُ يَابِسُهُ قَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهِ فَأَتَيتُ بِهِ فَأَخَذَهُ بِيَدِهِ فَجَعَلَ يَتَكَلَّمُ بِشَيْءٍ لاأَدْرِي مَاهُوَوَيَغْمِزُهُ بِيَدَيْهِ ثُمَّ أَعْطَانِيْهِ فَقَالَ: يَاجَابِرُ! نَادِ بِجَفْنَةٍ فَقُلْتُ يَا جَفْنَةَ الرَّكْبِ فَأَتَيْتُ بِهَا تُحْمَلُ فَوَضَعْتُهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ فِي الْجَفْنَةِ هٰكَذَا فَبَسَطَهَا وَفَرَّقَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ وَضَعَهَا فِي قَعْرِالْجَفْنَةِ وَقَالَ: خُذْ يَا جَابِرُ! فَصُبَّ عَلَيَّ وَقُلْ بِاسْمِ اللّٰهِ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ بِاسْمِ اللّٰهِ فَرَأَيْتُ الماءَ يَفُوْرُمِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ فَارَتِ الْجَفْنَةُ وَدَارَتْ حَتَّى امْتَلأَتْ فَقَالَ: يَا جَابِرُ! نَادِ مَنْ كَانَ لَهُ حَاجَةٌ بِمَاءٍ قَالَ فَأَتَى النَّاسُ فَاسْتَقَوْا حَتَّى رَوَوْا قَالَ: فَقُلْتُ: هَلْ بَقِيَ أَحَدٌ لَهُ حَاجَةٌ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ مِنَ الْجَفْنَةِ وَهِيَ مَلْأَى، وَشَكَا النَّاسُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْجُوْعَ فَقَالَ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يُطْعِمَكُمْ فَأَتَيْنَا سِيفَ الْبَحْرِ فَزَخَرَ الْبَحْرُ زَخْرَةً فَأَلْقَى دَابَّةً فَأَوْرَيْنَا عَلَى شِقِّهَا النَّارَفَاطْبَخْنَا وَاشْتَوَيْنَا وَأَكَلْنَا حَتَّى شَبِعْنَا، قَالَ جَابِرٌ: فَدَخَلْتُ أَنَا وَفُلاَنٌ وَفُلاَنٌ حَتَّى عَدَّخَمْسَةَ فِي حِجَاجِ عَيْنِهَا مَايَرَانَا أَحَدٌ حَتَّى خَرَجْنَا فَأَخَذْنَا ضِلَعًا مِنْ أَضْلاعِهِ فَقَوَّسْنَاهُ ثُمَّ دَعَوْنَا بِأَعْظَمِ رَجُلٍ فِي الرَّكْبِ وَأَعْظَمِ جَمَلٍ فِي الرَّكْبِ وَأَعْظَمِ

اے جابر! لشکر کا پیالہ لاؤ۔ میں نے پیالے والے کو آواز دی تو وہ پیالہ اٹھائے چلا آیا۔ میں نے وہ پیالہ آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے ڈول میں اپنا دستِ مبارک ڈال کر انگلیاں پھیلا دیں۔ پھر وہ پیالے کے اندر رکھ دیں۔ فرمایا: اے جابر! بسم اللہ پڑھ کر اس سے میرے اوپر پانی ڈال دے، تو میں نے بسم اللہ پڑھ کر پانی ڈالنا شروع کر دیا پس آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کے فوارے نکلتے، میں نے دیکھا کہ بڑا ٹب پانی سے بھر گیا تھا، پھر فرمایا: لوگوں میں منادی کرو، جس کو پانی کی ضرورت ہو وہ آ جائے۔ لوگوں نے آ کر پانی حاصل کیا۔ میں نے پھر آواز دی کہ کیا کوئی ضرورت مند باقی ہے؟ اور آپ ﷺ نے ٹب میں سے ہاتھ اٹھایا تو ٹب پانی سے بھرا تھا۔

لوگوں نے آپ ﷺ سے بھوک کی شکایت کی تو فرمایا: عنقریب اللہ تمہیں رزق دے گا، پھر ہم سمندر کے کنارے پر تھے کہ سمندر کی لہر آئی اور ایک سمندری حیوان باہر پھینک دیا۔ ہم نے سمندر کے ساحل پر آگ جلائی، گوشت پکایا، بھونا، کھایا اور سیر ہو گئے۔

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں اور فلاں فلاں، انہوں نے پانچ آدمیوں کا نام لیا، ہم اس حیوان کی آنکھ کے خول میں بیٹھ گئے تو ہم لوگوں کی نگاہ سے چھپ گئے، پھر باہر نکل آئے، اور لشکر میں سب سے بڑے جسم والے اونٹ اور بڑے قد والے سوار کو اس پسلی کے نیچے سے گزارا تو وہ نیچے سے گزر گیا اور اس کا سر ہڈی کو چھو نہ سکا۔'' (مسلم کی طویل روایت)

كِفْلٍ فِي الرَّكْبِ فَدَخَلَ تَحْتَهُ مَا يُطَأْطِئُ رَأْسَهُ. (رواه مسلم: ٣٠١٢)

٨٥٢٦ـ وَفِي رِوَايَةٍ: زَادَ: فَرَكِبْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ بَيْنَنَا كَأَنَّمَا عَلَيْنَا الطَّيْرُ تُظِلُّنَا فَعَرَضَتْ لَهُ امْرَأَةٌ مَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنِي هٰذَا يَأْخُذُهُ الشَّيْطَانُ كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثَ مِرَارٍ قَالَ فَتَنَاوَلَ الصَّبِيَّ فَجَعَلَهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مُقَدَّمِ الرَّحْلِ ثُمَّ قَالَ اخْسَأْ عَدُوَّ اللّٰهِ أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اخْسَأْ عَدُوَّ اللّٰهِ أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثًا ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَيْهَا فَلَمَّا قَضَيْنَا سَفَرَنَا مَرَرْنَا بِذٰلِكَ الْمَكَانِ فَعَرَضَتْ لَنَا الْمَرْأَةُ مَعَهَا صَبِيُّهَا وَمَعَهَا كَبْشَانِ تَسُوْقُهُمَا فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اقْبَلْ مِنِّي هَدِيَتِي فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَاعَادَ إِلَيْهِ بَعْدُ فَقَالَ خُذُوْا مِنْهَا وَاحِدًا وَرُدُّوْا عَلَيْهَا الآخَرَ.

(رواه الدارمی: ١٧)

٨٥٢٦ـ ''یہ اضافہ ہے: ہم سوار ہوکر چلے تو راستے میں آپ ﷺ کے سامنے ایک بچے والی عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے اس بیٹے کو ہر روز تین بار شیطان اپنی گرفت میں لیتا ہے۔ پس آپ ﷺ نے بچہ پکڑ کر اپنے سامنے پالان کے آگے بٹھایا۔ پھر فرمایا: اے اللہ کے دشمن! بھاگ جا میں اللہ کا رسول ہوں۔ تین بار فرمایا۔ جب ہم سفر سے واپس آ کر اس جگہ سے گذرے تو عورت اپنے بچے سمیت حاضر ہوئی اور دو مینڈھے ساتھ لائی اور عرض کی: یارسول اللہ! میرا ہدیہ قبول کیجئے۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! اس دن کے بعد شیطان نہیں لوٹا۔ فرمایا: ''ایک مینڈھا وصول کرو اور ایک اس عورت کو واپس کردو۔''

٨٥٢٧ـ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَمَّا أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِحَفْرِ الْخَنْدَقِ عَرَضَتْ لَهُمْ صَخْرَةٌ حَالَتْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْحَفْرِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَخَذَ الْمِعْوَلَ وَوَضَعَ رِدَاءَهُ نَاحِيَةَ الْخَنْدَقِ وَقَالَ: ﴿تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ

٨٥٢٧ـ ''ایک صحابی سے مروی ہے: جب نبی کریم ﷺ نے خندق کھودنے کا حکم دیا تو لوگوں کے سامنے ایک چٹان ظاہر ہوئی اور ان کی کھدائی کے درمیان رکاوٹ بن گئی۔ پس آپ ﷺ اُٹھے اور کدال پکڑا اور اپنی چادر خندق کے کنارے پر چھوڑی اور پڑھا: ''اور تیرے رب کے کلمات سچائی اور عدل کے ساتھ پورے ہوگئے، اس کے کلمات کو کوئی

(٨٥٢٦) دارمی: ١٧ـ ابو داؤد: ٢ـ ابن ماجه: ٣٣٥.

(٨٥٢٧) نسائی: ٣١٧٦ـ حسن (البانی): ٢٩٧٦ـ ابو داؤد: ٤٣٠٢.

لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ فَنَدَرَ ثُلُثُ الْحَجَرِ وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَائِمٌ يَنْظُرُ فَبَرَقَ مَعَ ضَرْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَرْقَةٌ ثُمَّ ضَرَبَ الثَّانِيَةَ وَقَالَ: ﴿تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ فَنَدَرَ الثُّلُثُ الْآخَرُ فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ فَرَآهَا سَلْمَانُ ثُمَّ ضَرَبَ الثَّالِثَةَ وَقَالَ: ﴿تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ فَنَدَرَ الثُّلُثُ الْبَاقِي وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ وَجَلَسَ. قَالَ سَلْمَانُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! رَأَيْتُكَ حِيْنَ ضَرَبْتَ مَا تَضْرِبُ ضَرْبَةً إِلَّا كَانَتْ مَعَهَا بَرْقَةٌ، قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا سَلْمَانُ! رَأَيْتَ ذٰلِكَ فَقَالَ: إِيْ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَإِنِّي حِيْنَ ضَرَبْتُ الضَّرْبَةَ الْأُوْلٰى رُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ كِسْرَى وَمَا حَوْلَهَا وَمَدَائِنُ كَثِيْرَةٌ حَتَّى رَأَيْتُهَا بِعَيْنِي، قَالَ لَهُ مَنْ حَضَرَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَفْتَحَهَا عَلَيْنَا وَيُغَنِّمَنَا دِيَارَهُمْ وَيُخَرِّبَ بِأَيْدِيْنَا بِلَادَهُمْ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِذٰلِكَ، ثُمَّ ضَرَبْتُ الضَّرْبَةَ الثَّانِيَةَ فَرُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ قَيْصَرَ وَمَا حَوْلَهَا حَتَّى رَأَيْتُهَا بِعَيْنِي، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَفْتَحَهَا عَلَيْنَا وَيُغَنِّمَنَا دِيَارَهُمْ وَيُخَرِّبَ

تبدیل نہیں کرسکتا ہے وہ سننے جاننے والا ہے۔'' تیسرا حصہ چٹان ٹوٹنے سے چمک ظاہر ہوئی۔ سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ کی ضرب کے ساتھ ایک چمک ظاہر ہوئی، پھر مذکورہ آیت پڑھ کر ضرب لگائی تو دوسرا ثلث چٹان بھی ٹوٹ گئی۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ چمک ظاہر ہوئی اور تیسری بار وہی آیت تلاوت کر کے ضرب لگائی تو چمک کے ساتھ بعینہٖ تیسرا حصہ بھی ٹوٹ پھوٹ گیا۔ آپ ﷺ خندق سے باہر آ گئے اور چادر لے کر خندق کے کنارے پر بیٹھ رہے۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض: یا رسول اللہ! جب آپ نے ضرب لگائی تو ہر ضرب کے ساتھ میں نے ایک چمک دیکھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے وہ دیکھی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ قسم اس کی جس نے حق کے ساتھ آپ ﷺ کو مبعوث کیا ہے! فرمایا: میں نے پہلی مرتبہ ضرب لگائی تو میرے سامنے کسریٰ کے محلات لائے گئے اور بہت سے شہر اور علاقے ظاہر ہوئے۔ تو صحابہ جو حاضر تھے انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمارے ہاتھوں وہ ملک فتح کرائے اور ان کی دولت ہمارے لیے مالِ غنیمت بنادے اور ہمارے ہاتھ سے ان کی حکومتیں ختم کرادے۔ پس آپ ﷺ نے یہ دعا کردی۔ فرمایا: میں نے دوسری ضرب لگائی تو میرے لیے قیصر کے شہر اور علاقے دکھائے گئے اور میں نے ان کے ملک کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ تو صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! دعا کریں کہ ہمارے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ ان کا ملک فتح کرادے اور ان کی دولت ہمارے لیے غنیمت بنادے۔ پس آپ ﷺ نے دعا کردی۔ جب تیسری ضرب لگائی تو ملک حبشہ وغیرہ کے شہر مجھے دکھائے گئے اور شہروں کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ پس

بِـأَيْـدِيْـنَـا بِلاَدَهُـمْ ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِـذٰلِكَ ، ثُـمَّ ضَـرَبْـتُ الثَّـالِثَةَ فَرُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ الْحَبَشَةِ وَمَا حَوْلَهَا مِنَ الْقُرَى حَتَّى رَأَيْتُهَـا بِـعَيْـنِي ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: دَعُـوْا الْـحَبَشَةَ مَا وَدَعُوْكُمْ وَاتْرُكُوْا التُّرْكَ مَاتَرَكُوْكُمْ . (رواه النسائی: ٣١٧٦)

اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: تم حبشہ کو چھوڑے رکھو۔ جب تک وہ تمہیں چھوڑے رہیں اور ترک قوم کو بھی چھوڑے رکھو، جب تک وہ تمہیں چھوڑے رہیں۔'' (النسائی)

٨٥٢٨۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَيْنَمَا نَـحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِـمِنًى إِذَا انْفَلَقَ الْـقَـمَـرُ فِـلْـقَتَيْنِ فَكَانَتْ فِلْقَةٌ وَرَاءَ الْجَبَلِ وَفِـلْـقَةٌ دُوْنَـهُ فَـقَـالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ اشْهَدُوْا . (رواه مسلم: ٢٨٠٠)

٨٥٢٨۔''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ مقامِ منیٰ میں تھے۔ جب چاند دوٹکڑے ہوا، ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس جانب نظر آیا اور دوسرا ٹکڑا اس کے دوسری طرف تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گواہ رہو۔''

٨٥٢٩۔ عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَـالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّـهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمْ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ . (رواه البخاری: ٣٦٣٧)

٨٥٢٩۔''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اہل مکہ نے نبی ﷺ سے کوئی نشانی (معجزے) کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے ان کو چاند دوٹکڑے ہوتا دکھایا۔''

٨٥٣٠۔ وَلَـهُ عَـنْ جُبَيْـرِبْنِ مُطْعِمٍ: انْشَقَّ الْـقَمَرُعَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَصَارَفِرْقَتَيْنِ . (رواه البخاری: ٤٨٦٥)

فَـقَـالَـتْ قُـرَيْـشٌ: سَحَرَ مُحَمَّدٌ أَعْيُنَنَا فَقَالَ بَـعْـضُـهُـمْ: لَـئِـنْ كَـانَ سَحَرَنَا مَايَسْتَطِيْعُ أَنْ يَسْحَرَالنَّاسَ كُلَّهُمْ . (رواه أحمد: ١٦٣٠٨) (زاد رزيـن: فَـكَـانُـوْا يَتَـلَقَّوْنَ الـرُّكْبَـانَ فَيُخْبِرُوْنَهُمْ بِأَنَّهُمْ قَدْرَأَوْهُ فَيُكَذِّبُوْنَهُمْ) .

٨٥٣٠۔''سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں چاند دوٹکڑے ہوا تو قریش نے کہا: ہماری آنکھوں پر محمد (ﷺ) نے جادو کیا ہے۔ بعض نے کہا: اگر ہمارے اوپر جادو کیا ہے تو تمام لوگوں پر تو جادو نہیں کرسکتے۔ زرین رحمہ اللہ نے اضافہ کیا: کفار آنے والے قافلوں سے مل کر سوال کرتے تو قافلے والے ان کو خبر دیتے تھے کہ ہم نے دیکھا ہے تو کفار ان کی بھی تکذیب کردیتے تھے۔''

(٨٥٢٨) مسلم: ٢٨٠٠۔ بخاری: ٤٨٦٤۔ ترمذی: ٣٢٨٥۔ احمد: ٤٢٥٨.
(٨٥٢٩) بخاری: ٣٦٣٧۔ مسلم: ٢٨٠٢۔ ترمذی: ٣٢٨٦۔ احمد: ١٣٥٠٦.
(٨٥٣٠) بخاری: ٤٨٦٥.

٨٥٣١ـــ عَـنْ أَسْـمَـاءَ بِـنْتِ عُمَيْسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَـلَّى الظُّهْرَ بِالصَّهْبَاءِ ثُمَّ أَرْسَلَ عَـلِيًّا فِي حَاجَةٍ، فَرَجَعَ وَقَدْ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الْـعَـصْـرَ فَـوَضَعَ رَأْسَهُ فِي حُجْرِ عَلِيٍّ فَنَامَ فَـلَـمْ يُـحَـرِّكْهُ حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهُمَّ إِنَّ عَبْدَكَ عَـلِيًّـا حَبَسَ نَـفْسَـهُ عَـلَـى نَبِيِّهِ فَرُدَّ عَلَيْهِ الشَّـمْـسَ، قَـالَـتْ أَسْـمَـاءُ: فَطَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّـمْسُ حَتَّى وَقَعَتْ عَلَى الْجِبَالِ وَعَلَى الأَرْضِ، وَقَـامَ عَـلِـيٌّ فَتَـوَضَّـأَ وَصَـلَّـى الْـعَـصْـرَ ثُـمَّ غَـابَتْ، وَذٰلِكَ بِـالصَّـبْـهَـاءِ. (للكبير: ٢٤/ ١٤٤ـ١٤٥)

٨٥٣١۔ ''سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے مقام صہباء میں نمازِ ظہر ادا کی، پھر علی رضی اللہ عنہ کو اپنے کام کے لیے روانہ کیا۔ وہ واپس آئے تو آپ ﷺ نمازِ عصر پڑھا چکے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک علی رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھا اور آپ ﷺ سو گئے۔ پس علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو حرکت کر کے بیدار نہیں کیا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ پس نبی ﷺ نے دعا کی: یا اللہ! تیرے بندے علی رضی اللہ عنہ نے اپنا آپ تیرے نبی کی وجہ سے روکے رکھا۔ پس اس پر سورج لوٹا دے۔ اسماء نے کہا: سورج علی رضی اللہ عنہ کے لیے طلوع ہوا۔ یہاں تک کہ پہاڑی پر دھوپ ظاہر ہوئی۔ زمین پر دھوپ پھیلی اور علی رضی اللہ عنہ اُٹھے، وضو کیا اور عصر کی نماز ادا کی اور پھر سورج غروب ہو گیا اور یہ واقعہ مقام صہباء میں پیش آیا۔''

٨٥٣٢ـــ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أُنْـزِلَ عَـلَيْـهِ الْـوَحْيُ يَكَادُ يُغْشَى عَلَيْهِ، فَـأُنْزِلَ عَلَيْهِ يَوْمًا وَهُوَفِي حِجْرِ عَلِيٍّ، فَقَالَ لَهُ ﷺ: صَـلَّـيْـتَ الْعَصْرَ؟ قَالَ: لَا، فَدَعَا اللّٰهَ فَـرَدَّ عَـلَـيْـهِ الشَّـمْـسَ حَتَّـى صَـلَّـى الْـعَـصْـرَ، قَـالَـتْ: فَرَأَيْتُ الشَّمْسَ طَلَعَتْ بَـعْـدَمَـا غَـابَـتْ حِيْـنَ رُدَّتْ حَتَّى صَلَّى الْعَصْرَ. (للكبير)

٨٥٣٢۔ ''ایک روایت میں ہے، اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب نبی ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو قریب قریب آپ ﷺ پر غشی کی حالت ہو جاتی تھی۔ ایک بار وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ کا سر علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا۔ پھر آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تو نے نماز ادا کی؟ عرض کیا: نہیں یا رسول اللہ! پس آپ ﷺ نے اللہ سے دعا کی اور اللہ نے سورج واپس کر دیا اور علی رضی اللہ عنہ نے نمازِ عصر ادا کی۔ وہ کہتی ہیں: میں نے دیکھا کہ سورج غروب ہو چکا تھا، پھر وہ واپس کیا گیا۔ یہاں تک کہ علی رضی اللہ عنہ نے نمازِ عصر ادا کی۔'' (الکبیر)

(٨٥٣١) احـمـد: ٦٣٠٨ـ طبـراني: ٢٤/ ١٤٤ـ باسانيد ورجال احمدهما رجال الصحيح عن ابراهيم بن حسن وهو ثقة وثقه ابن حبان وفاطمة بنت على بن ابى طالب لم اعرفهما وهيثمي: ١٤٠٩٧.

(٨٥٣٢) احـمـد: ٦٣٠٨ـ طبـراني: ٢٤/ ١٤٤ـ باسانيد ورجال احمدهما رجال الصحيح عن ابراهيم بن حسن وهو ثقة وثقه ابن حبان وفاطمة بنت على بن ابى طالب لم اعرفهما وهيثمي: ١٤٠٩٧.

٨٥٣٣۔ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ لِآلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَحْشٌ فَإِذَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَعِبَ وَاشْتَدَّ وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ فَأَذَا أَحَسَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَدْ دَخَلَ رَبَضَ فَلَمْ يَتَرَمْرَمْ مَادَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي الْبَيْتِ كَرَاهِيَةَ أَنْ يُؤْذِيَهُ. (رواه أحمد: ٢٤٢٩٧، والموصلی والبزاروالأوسط)

٨٥٣٣۔ ''عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کی آل کے کچھ وحشی حیوان تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر نکل جاتے تو وہ کھیل کود میں لگ جاتے اور اِدھر اُدھر آتے جاتے تھے۔ جب آپ ﷺ کی آمد محسوس کرتے تو دبک جاتے اور حرکت تک نہ کرتے۔ جب تک آپ ﷺ گھر میں رہتے آپ کو ایذا پہنچانا وحشی حیوان پسند نہ کرتے تھے۔'' (احمد، الموصلی، البزار، الاوسط)

شرح:......قرآن مجید میں بھی ہے:

﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ (القمر: ١)

''قیامت قریب ہوئی اور چاند پھٹ گیا۔''

اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ چاند پھٹا نہ تھا، قریش کو دوٹکڑے نظر آیا تھا۔ یہ غلط ہے کہ انہوں نے صحیح دوٹکڑے ہونے کا مطالبہ کیا تھا جو دکھا دیا گیا۔ ایک شبہ یہ بھی کیا جاتا ہے کہ چاند کے پھٹنے کی مستقبل میں اطلاع دی گئی ہے۔ اس کے لیے ماضی کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ انہوں نے یہ معجزہ دیکھنے کے باوجود اسے مستقل جادو قرار دیا۔ کیا یہ ماضی میں دیکھ کر کہا تھا؟ انہوں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ یہ ٹھہرا ہوا جادو ہوگا بلکہ کہا کہ یہ جادو ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی عقلی اعتراض کرتے ہیں کہ چاند دوٹکڑے ہوا اور دوسروں کو علم نہ ہوا۔

یہ بھی غلط ہے۔ علامہ منصور پوری رحمہ اللہ نے باقاعدہ ہر ملک کا نام اور مدت بھی بتائی ہے جن میں یہ چاند کا دوٹکڑے ہونا دیکھا گیا۔ (رحمۃ للعالمین: ۳/۱۸۳)

(۲) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے آفتاب کا لوٹ آنا اور وقتی نماز پڑھنا، اس کے متعلق امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ صحیح سند سے ثابت نہیں۔ (منہاج السنۃ)

٨٥٣٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوْحَى إِلَيْهِ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا وَمَاتَ وَهُوَابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ سَنَةً. (لمسلم: ٢٣٥١)

٨٥٣٤۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ بعد نبوت تیرہ سال مکہ میں ٹھہرے۔ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی رہی اور دس سال مدینہ میں رہے اور فوت ہوئے تو آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔''

(٨٥٣٣) احمد: ٢٤٢٩٧۔ موصلی، بزار، اوسط، رجاله رجال الصحيح غير حفص بن اخي انس وهو ثقة و هيثمی: ١٤١٥٢.

(٨٥٣٤) مسلم: ٢٣٥١۔ بخاری: ٤٤٦٥۔ ترمذی: ٣٦٥٢.

٨٥٣٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشَرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِيْنَ وَلَا يَرَى شَيْئًا وَثَمَانَ سِنِيْنَ يُوْحَى إِلَيْهِ وَأَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا. (رواه مسلم: ٢٣٥٣)

٨٥٣٥۔ ''ایک روایت میں ہے مکہ میں پندرہ سال ٹھہرے، آواز سنتے، روشنی دیکھتے اور کوئی چیز سات سال تک نہ دیکھی تھی۔ اور آٹھ سال وحی آتی رہی اور مدینہ میں دس سال رہے۔ آپ ﷺ فوت ہوئے تو آپ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔''

٨٥٣٦ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوْحَى إِلَيْهِ ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ. (رواه البخاري: ٣٩٠٢)

٨٥٣٦۔ ''دوسری ایک روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو اس وقت آپ کی عمر مبارک چالیس سال کی تھی۔ پھر مکہ میں تیرہ سال ٹھہرے رہے۔ پھر آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم ملا تو آپ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور مدینہ میں دس سال ٹھہرے۔''

٨٥٣٧ـ عَنْ عَمْرٍو قَالَ: قُلْتُ لِعُرْوَةَ: كَمْ لَبِثَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ؟ قَالَ عَشْرًا، قُلْتُ: فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ بِضْعَ عَشَرَةَ؟ قَالَ: فَغَفَّرَهُ وَقَالَ إِنَّمَا أَخَذَهُ مِنْ قَوْلِ الشَّاعِرِ. (رواه مسلم: ٢٣٥٠)

٨٥٣٧۔ ''عمرو بن دینار کہتے ہیں: میں نے عروہ سے سوال کیا کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں بعد نبوت کتنا عرصہ ٹھہرے ہیں؟ اس نے کہا: دس سال۔ میں نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں تیرہ سال۔ تو اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دعائے مغفرت کی اور کہا: انہوں نے شاعر کے قول سے یہ بات اخذ کی ہے۔ (الشیخان، الترمذی)

٨٥٣٨ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ وَأَبُوْبَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ وَعُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ. (رواه مسلم: ٢٣٤٨)

٨٥٣٨۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے وصال فرمایا تو اس وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو اُن کی عمر تریسٹھ سال تھی اور عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ان کی عمر بھی تریسٹھ سال تھی۔'' (مسلم)

٨٥٣٩ـ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ قَالَ

٨٥٣٩۔ ''سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے تقریر کی اور کہا:

(٨٥٣٥) مسلم: ٢٣٥٣۔ ترمذی: ٣٦٥٠۔ احمد: ٢٥١٩.

(٨٥٣٦) بخاری: ٣٩٠٩۔ مسلم: ٢٣٤٩۔ ترمذی: ٣٦٥٢.

(٨٥٣٧) مسلم: ٢٥٥٠۔ بخاری: ٤٩٧٩۔ ترمذی: ٣٦٥٤.

(٨٥٣٨) مسلم: ٢٣٤٨.

(٨٥٣٩) ترمذی: ٣٦٥٣۔ صحیح (البانی): ٢٨٨٧۔ مسلم: ٢٣٥٢۔ احمد: ١٦٤٤٠.

سَمِعْتُهُ يَخْطُبُ يَقُوْلَ مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَابْنُ ثَلاثٍ وَسِتِّيْنَ وَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُوَأَنَا ابْنُ ثَلاثٍ وَسِتِّيْنَ . (رواه الترمذي: ٣٦٥٣)

٨٥٤٠ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:إِنَّ قُرَيْشًا تَوَاصَتْ بَيْنَهَا بَالتَّمَادِي فِي الْغِنَى وَالْكُفْرِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ أَحَقُّ مِمَّاهُوَعَلَيْهِ هٰذَا الصَّنْبُوْرُ الْمُنْبَتِرُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى:﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَفَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ إِلَى آخِرِهَا، وَأَتَاهُ بَعْدَ ذٰلِكَ خَمْسَةُ أَوْلادٍ ذُكُوْرٍأَرْبَعَةٌ مِنْ خَدِيْجَةَ، عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَأَكْبَرُهُمْ، وَالطَّاهِرُ،وَقِيْلَ إِنَّ الطَّاهِرَهُوَعَبْدُ اللّٰهِ، فَهُمْ ثَلاثَةٌ، وَالطَّيِّبُ وَالْقَاسِمُ وَإِبْرَاهِيْمُ مِنْ مَارِيَةَ، وَكَانَ لَهُ ﷺ أَرْبَعُ بَنَاتٍ مِنْهُنَّ زَيْنَبُ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ، وَرُقَيَّةُ وَأُمُّ كُلْثُوْمٍ، كَانَتَا تَحْتَ عُتْبَةَ وَعُتَيْبَةَ ابْنَي أَبِي لَهَبٍ، فَلَمَّا نَزَلَتْ:﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ﴾أَمَرَهُمَا بِفِرَاقِهِمَا، وَتَزَوَّجَ عُثْمَانُ أَوَّلاً رُقَيَّةَ، وَهَاجَرَتْ مَعَهُ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ، وَوَلَدَتْ هُنَاكَ عَبْدَ اللّٰهِ، وَبِهِ كَانَ يُكَنَّى، ثُمَّ مَاتَتْ وَتَزَوَّجَ بَعْدَهَا أُمَّ كُلْثُوْمٍ، وَفَاطِمَةُ، وَكَانَتْ تَحْتَ عَلِيٍّ، وَوَلَدَتْ لَهُ حَسَناً وَحُسَيْنًا وَمُحْسِنًا وَزَيْنَبَ كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَأُمُّ كُلْثُوْمٍ زَوَّجَهَا

رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تریسٹھ سال کی عمر مبارک میں اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم بھی اور اب میں بھی عمر میں تریسٹھ سال کا ہوں۔“

۸۵۴۰۔ ”سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: قریش نے ایک دوسرے کو گمراہی اور کفر کو طول دینے کے لیے پختہ عزم کیا: یہ (محمد ﷺ) بے اولاد مرنے والا ہے۔ پس اللہ نے یہ سورت نازل کی: (ترجمہ) ہم نے تجھے کوثر عطا کی۔ پس تو نماز پڑھ اپنے رب کے لیے اور قربانی دے۔ تا آخر۔ تو اس کے بعد آپ ﷺ کے پانچ بیٹے پیدا ہوئے۔ چار سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے، عبداللہ رضی اللہ عنہ یہ سب میں بڑے ہیں اور طاہر رضی اللہ عنہ اور کہا جاتا ہے کہ یہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کا لقب ہے۔ تو خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اس قول کے مطابق تین بیٹے پیدا ہوئے طیب اور قاسم رضی اللہ عنہم۔ اور ابراہیم رضی اللہ عنہ ماریہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے۔ اور آپ ﷺ کی بیٹیاں چار پیدا ہوئیں۔ ایک زینب رضی اللہ عنہا ہیں وہ ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں، رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما ابولہب کے بیٹے عتبہ اور عتیبہ کے عقد میں تھیں۔ جب سورۃ اللھب نازل ہوئی تو ابولہب نے بیٹوں کو طلاق دینے کا حکم دیا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلے رقیہ رضی اللہ عنہا سے عقد کیا۔ انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں جا کر عثمان رضی اللہ عنہ کا ان سے بیٹا پیدا ہوا اور اس کا نام عبداللہ ہے۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ اسی کی وجہ سے ہے۔ پھر مدینہ میں رقیہ رضی اللہ عنہا فوت ہوگئیں اور ان کے بعد خوش قسمت عثمان رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے عقد کیا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں اور ان کے بیٹے حسن، حسین اور محسن رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔ اور بیٹی

(٨٥٤٠) رزين.

عَلِیٌّ مِنْ عُمَرَ . (رواه رزین)

زینب رضی اللہ عنہا عبداللہ بن جعفر کے عقد میں تھیں۔ ام کلثوم کو علی رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دے دیا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔'' (الرزین)

٨٥٤١ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ ابْنِي وَإِنَّهُ مَاتَ فِي الثَّدْيِ وَإِنَّ لَهُ لَظِئْرَيْنِ تُكَمِّلَانِ رَضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ . (لمسلم: ٢٣١٦)

۸۵۴۱۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا بیٹا ابراہیم رضاعت کی عمر میں فوت ہوا ہے اور اس کو دودھ پلانے کے لیے دو عورتیں جنت میں مقرر کی گئی ہیں۔ تا کہ رضاعت کی مدت پوری کی جائے۔'' (مسلم)

٨٥٤٢ــ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قُلْتُ لِابْنِ أَبِي أَوْفَى رَأَيْتَ إِبْرَاهِيْمَ ابْنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَاتَ صَغِيْرًا وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ وَلٰكِنْ لَانَبِيَ بَعْدَهُ'(رواه البخاری: ٦١٩٤)

۸۵۴۲۔'' اسماعیل بن ابی خالد نے سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا تو نے ابراہیم بن نبی ﷺ کو دیکھا ہے تو انہوں نے کہا: ہاں۔ اور اگر نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ ﷺ کا یہ بیٹا زندہ رہتا۔ لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔'' (البخاری)

شرح: ...... نبی اکرم ﷺ سوموار کے دن (۹) ربیع الاوّل میں پیدا ہوئے اور مشہور قول کے مطابق (۱۲) ربیع الاوّل سوموار کو ہی آپ کی وفات ہوئی۔ وفات کے وقت آپ ﷺ کی عمر شریف کتنی تھی اس بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ (۶۵) برس تھی۔ ایک ہے تریسٹھ (۶۳) برس تھی۔ (۱۳) برس نبوت کے بعد آپ مکہ میں رہے اور (۱۰) برس نبوت کے آپ مدینہ میں رہے تیسرا قول ہے تقریباً ساٹھ برس تھی۔

ان میں موافقت یہ ہے کہ صحیح ترین قول یہ ہے کہ آپ کو (۴۰) برس کی عمر میں نبوت سے سرفراز کیا گیا اور (۱۳) برس نبوت کے آپ نے مکہ میں گزارے اور (۱۰) برس نبوت کے مدینہ میں گزارے یوں (۶۳) برس ساری عمر شریف ہوئی۔ جو (۶۵) برس کہتے ہیں وہ آپ کی ولادت کے سال اور وفات کے سال کو بھی شامل کرتے ہیں مگر صحیح (۶۳) برس ہی آپ کی عمر ہے۔ (شرح مسلم: ۱۵/ ۹۹)

اور جنھوں نے ساٹھ سے کچھ اوپر کہا ہے وہ جو چند ماہ کسر کے بنتے ہیں اس لحاظ سے تقریباً ساٹھ سے اوپر کہہ دیا ہے۔ عمر (۶۳) ہی ہے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو اپنے متعلق (۶۳) برس کا کہا ہے، یہ ان کی تمنا تھی جو پوری نہ ہوئی کیونکہ وہ تقریبا (۸۰) برس کی عمر میں فوت ہوئے تھے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۵۶۸)

(٨٥٤١) مسلم: ٢٣١٦ـ احمد: ١١٦٩٢.

(٨٥٤٢) بخاری: ٦١٩٤ـ ابن ماجه: ١٥١٠ـ احمد: ١٨٦٣٠.

اگر ابراہیم نبی ﷺ کے بیٹے زندہ رہتے اور نبوت جاری رہتی ہوتی تو یہ صدیق نبی ہوتے۔ لیکن نبوت کا دروازہ بند ہو چکا تھا اس لیے آپ کے یہ بیٹے (۱۶) یا (۱۸) ماہ کے فوت ہو گئے۔ جنت میں اللہ تعالیٰ نے دودھ پلانے والی کا بندوبست کر دیا جو دو سال کی مدت رضاعت کی تکمیل کرے گی۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۵۷۹)

من فضائل الصحابة المشتركة التى لاتخص واحدا منهم رضى الله عنهم اجمعين

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے وہ مشترکہ فضائل جو کسی ایک فرد سے مخصوص نہیں ہیں

۸۵۴۳۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ، قَالَ عِمْرَانُ: لاأَدْرِي أَذَكَرَالنَّبِيُّ ﷺ بَعْدُ قَرْنَيْنِ أَوْثَلاثَةً ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَخُوْنُوْنَ وَلايُؤْتَمَنُوْنَ وَيَشْهَدُوْنَ وَلايُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَنْذِرُوْنَ وَلايَفُوْنَ وَيَظْهَرُفِيْهِمُ السِّمَنُ . (رواه البخاری: ۲۶۵۱)

۸۵۴۳۔ ”سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر میرے عہد کے مسلمان ہیں۔ پھر وہ جوان صحابہ سے ملاقات کریں گے اور پھر وہ جو تابعین سے ملاقات کریں۔ اور مجھے یاد نہیں کہ تین گروہ بیان کیے یا دو بیان کیے۔ فرمایا: ان کے بعد ایک قوم آئے گی، وہ شہادت دیتے پھریں گے اور ان سے شہادت طلب نہیں کی جائے گی، وہ خیانت کریں گے، امانت داری نہیں کریں گے۔ اور منت مانیں گے اور پوری نہیں کریں گے۔ اور ان میں جسمانی موٹاپا آ جائے گا۔“

شرح: ......اس امت میں سے افضل ترین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، پھر تابعین ہیں ان کے بعد تبع تابعین ہیں۔ اس میں نبی ﷺ کا معجزہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ آپ ﷺ نے فرمایا وہی ہوا۔

نذر پوری کرنے اور خیانت سے بچنے کی ترغیب ہے اور مسلمان مرد ہو یا عورت ہو اس کے لیے مناسب نہیں کہ موٹاپے کا لالچ کرے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اسلام میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ اس میں زمانہ کی افضلیت کا تعین بھی ہوتا ہے۔ سب سے افضل زمانہ نبی اکرم ﷺ والا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس میں شامل ہیں۔

پھر ان کے شاگردوں تابعین کا زمانہ ہے۔ پھر تبع تابعین کا ہے۔ چوتھی صدی میں اختلاف کا آغاز ہوا۔ کئی دین سے منحرف ہوئے، بدعات نے جنم لیا، صحیح عقیدہ کے نشانات تبدیل ہوئے اور اسلام کے حسن کے نکھار پر بدعملی کی پرچھائیں چھا گئیں۔

۸۵۴۴۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ

۸۵۴۴۔ ”سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

(۸۵۴۳) بخاری: ۲۶۵۱۔ ۲۶۰۲۔ مسلم: ۲۵۳۵۔ ابو داؤد: ۴۶۵۷۔ ترمذی: ۲۲۲۱۔ نسائی: ۳۸۰۹۔ احمد: ۱۹۴۰۵.
(۸۵۴۴) ترمذی: ۳۸۵۸۔ ضعیف (البانی): ۸۰۷.

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لاتَمَسُّ النَّارُمُسْلِمًا رَآنِي أَوْرَأَى مَنْ رَآنِي قَالَ طَلْحَةُ فَقَدْ رَأَيْتُ جَابِرَبْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَقَالَ مُوْسٰى: وَقَدْ رَأَيْتُ طَلْحَةَ، قَالَ يَحْي: وَقَالَ لِي مُوْسٰى: وَقَدْ رَأَيْتَنِي وَنَحْنُ نَرْجُوْ اللّٰهَ. (رواہ الترمذی: ۳۸۵۸)

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا: اس مسلمان کو آگ نہیں جلائے گی جس نے مجھے دیکھا یا اس نے اس صحابی کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا۔طلحہ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے جابر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ اور موسیٰ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے طلحہ رحمہ اللہ کو دیکھا ہے۔ یحییٰ رحمہ اللہ نے کہا: مجھ سے موسیٰ رحمہ اللہ نے کہا: اپنے آپ کو ہم نے اس حال میں دیکھا اور خیال کیا ہے کہ ہم اللہ سے اُمید رکھتے ہیں۔'' (الترمذی)

٨٥٤٥ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْفِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيَقُوْلُوْنَ: فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْفِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ: هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْفِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ. (رواہ البخاری: ٣٦٤٩)

۸۵۴۵۔ ''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی جماعتیں جہاد کریں گی تو لوگ کہیں گے: کیا تم میں سے کوئی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا ہو؟ تو لوگ کہیں گے: ہاں۔ پس ان کو فتح دی جائے گی۔ پھر لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ لوگ جہاد کریں گے تو کہا جائے گا: کیا تمہارے درمیان کوئی وہ شخص ہے جس نے نبی ﷺ کے کسی صحابی کے ساتھ رفاقت رکھی اور مصاحبت کی ہو تو کہا جائے گا: جی ہاں۔ پس ان کو بھی فتح ہوگی۔ پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ جہاد کریں گے اور کہیں گے: کیا تمہارے درمیان کوئی ہے جو نبی ﷺ کے صحابی کے رفیق کا رفیق ہو۔تو کہا جائے گا: جی ہاں۔تو ان کے لیے بھی فتح دی جائے گی۔''

٨٥٤٦ـ وَفِي رِوَايَةٍ بِنَحْوِهِ وَزَادَ: ثُمَّ يَكُوْنُ الْبَعْثُ الرَّابِعُ فَيُقَالُ: انْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ فِيْهِمْ أَحَدًا رَأَى مَنْ رَأَى أَحَدًا رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَيُوْجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ

۸۵۴۶۔ ''اور ایک روایت میں اس کی مثل ہے اور اس میں کچھ اضافہ بھی ہے: پھر چوتھے عہد میں فوج جائے گی تو کہا جائے گا کہ دیکھو، کیا تمہارے درمیان ہے کوئی شخص جس نے وہ شخص دیکھا ہو جس نے دیکھا ہو اس شخص کو جس نے کوئی

(٨٥٤٥) بخاری: ٣٦٤٩ـ مسلم: ٢٥٣٢ـ احمد: ١٠٦٥٧.

(٨٥٤٦) مسلم: ٢٥٣٢ـ بخاری: ٢٨٩٧ـ احمد: ١٠٦٥٧.

لَهُمْ بِهِ. (رواه مسلم: ٢٥٣٢)

شخص دیکھا ہو اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے تو ایسا انسان مل جائے گا اور ان کو فتح دی جائے گی۔'' (الشیخان، الترمذی)

شرح: ......صحابی رضی اللہ عنہ کی تعریف یہ ہے کہ جس نے نبی ﷺ کو حالت اسلام میں دیکھا ہو اور موت تک اسی پر قائم رہا ہو اور درمیان میں اگر چہ مرتد بھی ہو گیا ہو، پھر پختہ توبہ کر کے اسلام میں داخل ہوا ہو اور موت تک اسلام پر قائم رہا ہو۔ اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برکت بیان ہوئی ہے۔ (فتح الباری: ۷/ ۵)

٨٥٤٧۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ وَبَيْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَيْءٌ فَسَبَّهُ خَالِدُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاتَسُبُّوْا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِي فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْأَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَانَصِيْفَهُ. (رواه مسلم: ٢٥٤١)

۸۵۴۷۔ ''سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی تنازعہ تھا اور خالد رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے اصحاب کو گالی نہ دو۔ اگر تم (بعد میں آنے والے) صحابہ نے سابقین کے سیر کے مقابلے میں اُحد کے برابر سونا خرچ کر دیا تب بھی تم ان کے برابر نہیں ہو سکتے، نہ نصف سیر کے برابر ہو سکتے ہو۔'' (الشیخان، ابوداؤد، الترمذی)

٨٥٤٨۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اللّٰهَ اللّٰهَ فِي أَصْحَابِي اللّٰهَ اللّٰهَ فِي أَصْحَابِي لَاتَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِي فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللّٰهَ وَمَنْ أَذَى اللّٰهَ يُوْشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ. (رواه الترمذي: ٣٨٦٢)

۸۵۴۸۔ ''سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے اصحاب کو میرے بعد نشانہ نہ بناؤ۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے میری وجہ سے ان سے محبت کی، اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میری وجہ سے ان سے بغض رکھا۔ اور جس نے ان کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو ناراض کیا۔ اور جس نے اللہ کو ناراض کیا تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی گرفت فرمائے۔''

٨٥٤٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ أَصْحَابِي

۸۵۴۹۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کو گالی

(٨٥٤٧) مسلم: ٢٥٤١۔ بخاری: ٣٦٧٣۔ ابو داؤد: ٤٦٥٨۔ ترمذی: ٣٨٦١۔ احمد: ١١١٢٤۔

(٨٥٤٨) ترمذی: ٣٨٦٢۔ ضعیف (البانی): ٨٠٨۔ احمد: ١٦٣٦١۔

(٨٥٤٩) ترمذی: ٣٨٦٦۔ ضعیف جدًا: ٨١١۔ البانی۔

فَقُولُوا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى شَرِّكُمْ. (رواه الترمذي: ٣٨٦٦)

دیتے ہوں تو کہا کرو کہ اللہ کی لعنت ہو تمہارے شر پر۔'' (یہ دو روایات ترمذی کی ہیں۔)

٨٥٥٠ـ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَتْ لِي عَائِشَةُ: يَا ابْنَ أُخْتِي! أُمِرُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَبُّوهُمْ. (رواه مسلم: ٣٠٢٢)

٨٥٥٠۔ ''عروہ نے کہا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا: اے میری بہن کے بیٹے! لوگوں کو حکم دیا گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے لیے مغفرت طلب کریں تو لوگوں نے ان کو گالی دینا اپنا وتیرہ بنالیا ہے۔'' (مسلم)

٨٥٥١ـ عَنْ جَابِرٍ قِيلَ لِعَائِشَةَ: إِنَّ نَاسًا يَتَنَاوَلُونَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقَالَتْ: وَمَا تَعْجَبُونَ مِنْ هٰذَا؟ انْقَطَعَ عَنْهُمُ الْعَمَلُ، فَأَحَبَّ اللّٰهُ أَنْ لَا يَقْطَعَ عَنْهُمُ الأَجْرُ. (رواه رزين)

٨٥٥١۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ کچھ لوگ اصحاب رسول پر طعن وتشنیع کرتے ہیں یہاں تک کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو بھی معاف نہیں کرتے۔ تو انہوں نے کہا: تمہیں اس بات پر تعجب کیوں آتا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فوت ہونے سے ان کے اعمال کا سلسلہ بند ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا اجر منقطع ہونا پسند نہیں کیا۔'' (رزین)

شـــرح: ......ان احادیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شرف وفضل بیان ہوا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دینا ایک نہایت بے ہودہ حرکت ہے اس لیے اس سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس طرح اسلام پر قدغن آتی ہے۔ کیونکہ یہ اسلام کا اوّلین سرمایہ ہیں اور ان کو کوئی برا کہے تو نبی ﷺ بھی اذیت میں آتے تھے۔

ایک قول تو یہ ہے کہ یہ صحابہ کرام کو آپس میں کہا گیا ہے کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان کوئی تو تکار ہوئی تو سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں برا کہا تو نبی ﷺ نے سبقت لے جانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف بولنے سے منع کیا۔

لیکن اس میں ساری امت کے لوگ بھی مخاطب ہیں کہ کوئی بھی بدعتی فرقہ یہ حرکت نہ کرے، نہ انہیں گالی دے، نہ طعن وتشنیع کرے کیونکہ یہ بلند و بالا شرف پا چکے ہیں تم میں سے کوئی روزانہ احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کرے ان کے آدھا کلو اناج کے خرچ کرنے کے برابر بھی نہیں۔ (مرقاۃ: ۲۷۲/۱۱)

٨٥٥٢ـ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ صَلَّيْنَا الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قُلْنَا

٨٥٥٢۔ ''سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے ایک دن مغرب نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی، پھر ہم

(٨٥٥٠) مسلم: ٣٠٢٢. (٨٥٥١) رزين.
(٨٥٥٢) مسلم: ٢٥٣١ـ احمد: ١٩٠٧٢.

لَوْجَلَسْنَا حَتَّى نُصَلِّي مَعَهُ الْعِشَاءَ قَالَ فَجَلَسْنَا فَخَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ مَازِلْتُمْ هَاهُنَا قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّيْنَا مَعَكَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ قُلْنَا نَجْلِسُ حَتَّى نُصَلِّيَ مَعَكَ الْعِشَاءَ قَالَ أَحْسَنْتُمْ أَوْأَصَبْتُمْ قَالَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَكَانَ كَثِيْرًا مِمَّا يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ النُّجُوْمُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوْعَدُ وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَايُوْعَدُوْنَ وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَايُوْعَدُوْنَ. (رواه مسلم: ٢٥٣١)

نے سوچا اگر تھوڑی دیر ٹھہر جائیں اور عشاء کی نماز بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہی ادا کر لیں۔ چنانچہ ہم بیٹھ گئے تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ابھی تک تم یہیں ہو۔ ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم نے نماز مغرب ادا کی تو سوچا کہ ہم یہیں بیٹھ جاتے ہیں اور نماز عشاء آپ کے ساتھ ادا کر کے چلے جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اچھا اقدام کیا، پھر نبی ﷺ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا: ستارے آسمان کے لیے امن کا ذریعہ ہیں اور جب ستارے چلے جائیں گے تو آسمان پر وہ حالت آئے گی، جس کا اُس کو وعدہ دیا گیا ہے۔ اور میں اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے لیے امن ہوں اور جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب رضی اللہ عنہم پر وہ چیز آئے گی، جس کا انہیں وعدہ دیا گیا ہے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میری اُمت کے لیے امن کا باعث ہیں۔ اور جب میرے اصحاب رضی اللہ عنہم دنیا سے رخصت ہوجائیں گے تو میری اُمت پر وہ چیز آئے گی، جس کا انہیں وعدہ دیا گیا ہے۔'' (مسلم)

شرح: ...... نبی کریم ﷺ نے ستاروں سے مثال دے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شرف بتایا اور انہیں امت کے لیے امن قرار دیا ہے۔ ستارے آسمان کی زینت ہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلام کی رونق ہیں اور جس طرح ستارے آسمان کے قائم رہنے کی علامت ہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی عذاب الٰہی سے اور دین میں فتنہ گری کے دفاع میں سامان امن ہیں۔

٨٥٥٣ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ أَحَدٍمِنْ أَصْحَابِي يَمُوْتُ بِأَرْضٍ إِلَّابُعِثَ قَائِدًا وَنُوْرًا لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه الترمذي: ٣٨٦٥)

٨٥٥٣۔ ''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا جو صحابی (رضی اللہ عنہ) جس سرزمین پر فوت ہوگا وہ ان لوگوں کے لیے روشنی کا مینار ہوگا اور ان کا قائد بن کر قیامت کے دن آئے گا۔'' (ترمذی)

(٨٥٥٣) ترمذی: ٣٨٦٥۔ ضعیف (البانی): ٨١٠.

٨٥٥٤ـ عَنْ عُمَرَ، رَفَعَهُ: سَأَلْتُ رَبِّی عَنِ اخْتِلاَفِ أَصْحَابِی مِنْ بَعْدِی، فَأَوْحَی إِلَیَّ: یَا مُحَمَّدُ! إِنَّ أَصْحَابَكَ عِنْدِی بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ مِنَ السَّمَاءِ بَعْضُهَا أَقْوَی مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُوْرٌ، فَمَنْ أَخَذَ بِشَیْءٍ مِمَّاهُمْ عَلَیْهِ مِنِ اخْتِلاَفِهِمْ فَهُوَعِنْدِی عَلَی هُدًی، وَقَالَ: أَصْحَابِی كَالنُّجُوْمِ بِأَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ. (رواه رزین)

۸۵۵۴۔ ''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے بعد اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے اختلاف کے بارے میں اپنے رب سے سوال کیا تو میری طرف وحی آئی یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تیرے اصحاب رضی اللہ عنہم میرے نزدیک آسمان کے ستاروں جیسے ہیں۔ ایک دوسرے سے بڑھ کر طاقتور ہیں اور ہر ایک میں نور ہے۔ جو بھی وہ طریقہ اختیار کرے گا جس پر صحابہ ہیں۔ اُن کے اختلاف میں سے تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہوگا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اصحاب رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں۔ جس کی تم اقتدا کروگے تم ہدایت پاؤگے۔'' (رزین)

٨٥٥٥ـ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ سَمِعَ مَنْ یَسُبُّ عَلِیًّا قَالَ أَلاَ أَرَی أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یُسَبُّوْنَ عِنْدَكَ ثُمَّ لاَ تُنْكِرُ وَلاَ تُغَیِّرُ أَنَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: وَإِنِّي لَغَنِيٌّ أَنْ أَقُوْلَ عَلَیْهِ مَالَمْ یَقُلْ فَیَسْأَلُنِي عَنْهُ غَدًا إِذَا لَقِیْتُهُ أَبُوْبَكْرٍفِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُفِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانَ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَیْرُبْنُ الْعَوَامِ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُبْنُ مَالِكٍ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنُ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَأَبُوْعُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ، وَسَكَتَ عَنِ الْعَاشِرِ، قَالُوْا: وَمَنْ هُوَالْعَاشِرُ؟ فَقَالَ سَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ، یَعْنِي نَفْسَهُ، ثُمَّ قَالَ لَمَشْهَدُ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَعَ

۸۵۵۵۔ ''سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو سنا جو علی رضی اللہ عنہ کو گالی دے رہا تھا۔ سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں نہیں دیکھتا کہ تمہارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو گالی دی جاتی ہے۔ پھر نہ تو تم منع کرتے ہو، نہ تبدیلی لاتے ہو۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا، اور میں اس بات سے غنی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ بات کہوں جو آپ نے نہیں فرمائی اور جب میں ان سے ملاقات کروں گا تو وہ مجھ سے پوچھیں گے اور سن لو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ جنت میں ہے، عمر رضی اللہ عنہ جنت میں ہے، عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں ہے، علی رضی اللہ عنہ جنت میں ہے، طلحہ رضی اللہ عنہ جنت میں ہے، زبیر رضی اللہ عنہ جنت میں ہے، سعد بن مالک رضی اللہ عنہ جنت میں ہے، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف جنت میں ہے، ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جنت میں ہے۔ اور دسویں سے خاموش رہ گئے، تو لوگوں نے

(٨٥٥٤) رزین.

(٨٥٥٥) ابو داؤد: ٤٦٤٩۔ صحیح (البانی): ٣٨٨٦۔ ترمذی: ٣٧٤٨۔ ابن ماجه: ١٣٤۔ احمد: ١٦٣٤.

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَغْبَرُّ فِيْهِ وَجْهُهُ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمْرَهُ وَلَوْعُمِّرَعُمُرَنُوْحٍ.
(رواه أبو داود: ٤٦٤٩ـ ٤٦٥٠)

کہا کہ دسواں کون ہے؟ تو انہوں نے اپنے بارے میں کہا کہ: سعید بن زید رضی اللہ عنہ ہے۔ پھر اس نے کہا: اللہ کی قسم! ان میں سے ہر مرد کا چہرہ جو گرد آلود ہوا نبی ﷺ کے ساتھ۔ تمہاری عمر اگر نوح علیہ السلام کی عمر جیسی ہو اور تم نیک اعمال کرتے رہو تو پھر بھی اس گرد و غبار کے برابر نہیں ہو سکتے۔''

٨٥٥٦ــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَعَدَّ هٰؤُلاَءِ التِّسْعَةَ وَسَكَتَ عَنِ الْعَاشِرِ فَقَالَ الْقَوْمُ: نَنْشُدُكَ اللّٰهَ يَا أَبَا الأَعْوَرِ مَنِ الْعَاشِرُ؟ قَالَ: نَشَدْتُّمُوْنِي بِاللّٰهِ أَبُوْالأَعْوَرِفِي الْجَنَّةِ.
(رواه الترمذی: ٣٧٤٨)

٨٥٥٦۔''ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے نو شمار کیے اور دسویں سے خاموش رہے تو لوگوں نے کہا: اے ابو اعور! ہم تمہیں اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کہ دسویں کو بھی بیان کر دیں کہ وہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: جب تم مجھے اللہ کا واسطہ دیتے ہو تو سن لو ابو اعور جنت میں ہے۔'' (ابو داؤد، ترمذی)

٨٥٥٧ــ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيّبِ أَخْبَرَنِي أَبُوْمُوْسَى الأَشْعَرِيّ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ لاَلْزَمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَأَكُوْنَنَّ مَعَهُ يَوْمِي هٰذَا، قَالَ: فَجَاءَ الْمَسْجِدَ فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا خَرَجَ وَجَّهَ هَاهُنَا قَالَ فَخَرَجْتُ عَلَى إِثْرِهِ أَسْأَلُ عَنْهُ حَتَّى دَخَلَ بِئْرَأَرِيْسٍ قَالَ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ وَبَابُهَا مِنْ جَرِيْدٍ حَتَّى قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَاجَتَهُ وَتَوَضَّأَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَقَدْجَلَسَ عَلَى بِئْرِأَرِيْسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلاَهُمَا فِي الْبِئْرِ، قَالَ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ لاَكُوْنَنَّ

٨٥٥٧۔''سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں وضو کر کے باہر نکل آئے اور دل میں کہا کہ آج میں رسول اللہ ﷺ سے جدا نہیں ہوں گا ساتھ ہی رہوں گا۔ پس وہ مسجد میں آئے اور آپ ﷺ کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے کہا: آپ ﷺ اس طرف نکلے ہیں، تو میں آپ ﷺ کے نشانِ قدم پر چل کر اریس نامی کنویں پر پہنچ گیا اور باغ کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ اس باغ کا دروازہ کھجور کی شاخوں سے بنایا گیا تھا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے، پھر وضو بنایا تو میں اٹھ کر آپ ﷺ کے پاس گیا تو آپ ﷺ بئر اریس پر بیٹھے تھے۔ اور اپنی دونوں پنڈلیاں ننگی کر کے کنویں میں اتاری ہوئی تھیں۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا اور پھر واپس آ کر دروازے پر بیٹھ رہا اور دل میں کہا: آج سارا دن نبی ﷺ کا دربان بنوں گا۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ

(٨٥٥٦) ترمذی: ٣٧٤٨۔ صحیح (البانی): ٤٠١٤۔ ابو داؤد: ٤٦٤٨۔ ابن ماجه: ١٣٣۔ احمد: ١٦٣٤.
(٨٥٥٧) مسلم: ٢٤٠٣۔ بخاری: ٧٠٩٧۔ ترمذی: ٣٧١٠۔ احمد: ١٩١٤٦.

بَوَّابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْيَوْمَ فَجَاءَ أَبُوْبَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ قَالَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا أَبُوْبَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ ادْخُلْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ فِي الْقُفِّ وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَقَدْتَرَكْتُ أَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِي فَقُلْتُ إِنْ يُرِدِاللّٰهُ بِفُلَانٍ يُرِيْدُأَخَاهُ خَيْرًا يَأْتِ بِهِ فَإِذَا إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ هٰذَا عُمَرُيَسْتَأْذِنُ فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجِئْتُ عُمَرَفَقُلْتُ أَذِنَ وَيُبَشِّرُكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهِ وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ إِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَعْنِي أَخَاهُ يَأْتِ بِهِ فَجَاءَ إِنْسَانٌ فَحَرَّكَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ قَالَ وَجِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُ

آئے اور دروازے کو دھکا دیا تو میں نے کہا: کون؟ انہوں نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں۔ میں نے کہا: اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ پھر میں گیا اور میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا: اس کو اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دے دو۔ میں لوٹا اور میں نے جا کر کہا: اے ابوبکر! داخل ہوجا اور نبی ﷺ تجھے جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ وہ داخل ہوئے اور نبی ﷺ کے ساتھ دائیں طرف بیٹھ گئے اور دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا دیئے اور دونوں پنڈلیوں سے ازار اوپر اٹھالی اور میں اپنی جگہ لوٹ کر بیٹھ گیا۔ میں اپنے بھائی کو وضو کرتے چھوڑ آیا تھا کہ وہ میرے پاس پہنچ آئے گا۔ تو میں نے دل میں کہا: اگر اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا تو اللہ اس کو لے آئے گا۔ اتنے میں ایک انسان آیا اور اس نے دروازہ ہلایا تو میں نے کہا: کون؟ اس نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ ہوں۔ میں نے کہا: یہیں ٹھہر جا۔ پھر میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور میں نے آپ ﷺ کو سلام کہا اور میں نے آپ سے عرض کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ آئے ہیں اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا: اس کو اجازت بھی دے اور جنت کی بشارت بھی دے دے۔ پس میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور میں نے کہا: داخل ہوجا اور آپ ﷺ تجھے جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ پس عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور نبی ﷺ کے ساتھ کنویں کے دہانے پر آپ ﷺ کے بائیں طرف بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا دیئے۔ پس میں واپس جا کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اور دل میں کہا: اگر اللہ تعالیٰ میرے بھائی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ رکھتا ہوگا تو اسے بھی لے آئے گا۔ اتنے میں ایک انسان آیا اور اس نے دروازہ ہلایا۔ تو میں نے کہا: کون؟ اس نے کہا:

وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوَى تُصِيبُهُ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ ادْخُلْ وَيُبَشِّرُكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوَى تُصِيبُكَ قَالَ فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْمُلِئَ فَجَلَسَ وِجَاهَهُمْ مِنَ الشَّقِّ الآخَرِ. قَالَ شَرِيكٌ: فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ: فَأَوَّلْتُهَا قُبُورَهُمْ. (رواه مسلم: ۲٤۰۳)

عثمان رضی اللہ عنہ ہوں۔ میں نے کہا: یہاں ٹھہر جاؤ۔ پھر میں نے آ کر نبی ﷺ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا: اس کو اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دے دو۔ ایک بلوے (آزمائش یا تکلیف) کے ساتھ جو اس کو پہنچے گا تو میں گیا اور میں نے کہا: داخل ہو جاؤ، آپ کو نبی ﷺ جنت کی بشارت دیتے ہیں ایک بلوے کے ساتھ جو آپ کو پہنچے گا۔ پس وہ داخل ہوئے اور دیکھا کہ وہ جگہ بھر چکی ہے تو وہ ان تینوں کے سامنے جا کر بیٹھ گئے۔ ابن مسیّب رحمہ اللہ نے کہا: میں اس واقعہ کی تعبیر ان کی قبریں لیتا ہوں کہ وہ تین اکٹھے ہو گئے اور عثمان رضی اللہ عنہ علیحدہ رہے۔''

۸۵۵۸ــ وَفِي رِوَايَةٍ: قُلْتُ لأَكُونَنَّ الْيَوْمَ بَوَّابَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَأْمُرْنِي.

۸۵۵۸۔ ''ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا: آج کا سارا دن میں نبی ﷺ کا دربان بنوں گا اور مجھے آپ ﷺ نے اس بات کا حکم نہیں دیا۔''

۸۵۵۹ــ عَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِي بِحِفْظِ بَابِ الْحَائِطِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا أَبُوبَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا عُمَرُ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ فَسَكَتَ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى سَتُصِيبُهُ فَإِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ. وَعَنْ أَبِي مُوسَى بِنَحْوِهِ وَزَادَ فِيهِ عَاصِمٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ قَاعِدًا فِي مَكَانٍ فِيهِ مَاءٌ قَدِانْكَشَفَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ أَوْرُكْبَتِهِ فَلَمَّا دَخَلَ عُثْمَانُ غَطَّاهَا. (رواه البخاري: ۳٦۹٥)

۸۵۵۹۔ ''سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ باغ میں داخل ہوئے اور مجھے دروازے کی حفاظت کرنے کا حکم دیا اور بقیہ روایت اسی کی مثل ہے اور اس میں یہ بھی ہے: جب عثمان رضی اللہ عنہ کو بشارت دی گئی تو انہوں نے کہا: اے اللہ! صبر دینا اور اللہ ہی مدد طلب کیا گیا ہے۔ اور اس روایت میں ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنے لیے بشارت سن کر الحمد للہ کہا۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے اپنے زانوں مبارک ڈھانپ دیے۔''

(۸۵۵۸) مسلم: ۲٤۰۳۔ بخاری: ۷۰۹۷۔ ترمذی: ۳۷۱۰۔ احمد: ۱۹۱٤٦.

(۸۵۵۹) بخاری: ۳٦۹٥۔ مسلم: ۲٤۰۳۔ ترمذی: ۳۷۱۰۔ احمد: ۱۹۱٥٦.

٨٥٦٠ـ وَفِي رِوَايَةٍ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَائِطٍ مِنْ حَائِطِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُتَّكِئٌ يَرْكُزُ بِعُوْدٍ مَعَهُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ. (رواه مسلم: ٢٤٠٣)

٨٥٦٠ـ ''دوسری روایت میں ہے: نبی ﷺ مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں بیٹھے ہوئے تھے جس میں پانی تھا، آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے اور آپ ﷺ گارے میں لکڑی گاڑ رہے تھے۔'' (الشیخان، الترمذی)

٨٥٦١ـ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ سَمِعَتْ أُذُنِي مِنْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِي الْجَنَّةِ. (رواه الترمذي: ٣٧٤١)

٨٥٦١ـ ''حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ فرما رہے تھے: ''طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما جنت میں میرے ہمسائے ہوں گے۔''

٨٥٦٢ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ الْجَنَّةَ لَتَشْتَاقُ إِلَى ثَلَاثَةٍ عَلِيٍّ وَعَمَّارٍ وَسَلْمَانَ. (رواه الترمذي: ٣٧٩٧)

٨٥٦٢ـ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت تین مردوں کی ملاقات کا شوق رکھتی ہے۔ علی رضی اللہ عنہ، عمار رضی اللہ عنہ، اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے لیے۔''

٨٥٦٣ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَلَى حِرَاءٍ هُوَ وَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْصِدِّيْقٌ أَوْشَهِيْدٌ. (لمسلم: ٢٤١٧)

٨٥٦٣ـ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ حرا پہاڑی پر چڑھے اور آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، اور زبیر رضی اللہ عنہ تھے۔ تو ایک چٹان حرکت میں آ گئی۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: اے چٹان! ٹھہر جا، تیرے اوپر نبی، صدیق اور شہید ہی تو ہیں۔''

٨٥٦٤ـ وَفِي رِوَايَةٍ: وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رضي الله عنه. (لمسلم: ٢٤١٧)

٨٥٦٤ـ ''اور ایک روایت میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔'' (مسلم، ترمذی)

٨٥٦٥ـ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رضي الله عنه حَدَّثَهُمْ

٨٥٦٥ـ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اُحد پر

(٨٥٦٠) مسلم: ٢٤٠٣ـ بخاري: ٧٢٦٢ـ ترمذي: ٣٧١٠ـ احمد: ١٩١٥٦.

(٨٥٦١) ترمذي: ٣٧٤١ـ ضعيف (البانی): ٧٨٢.

(٨٥٦٢) ترمذي: ٣٧٩٧ـ ضعيف (البانی): ٧٩٣.

(٨٥٦٣) مسلم: ٢٤١٧ـ ترمذي: ٣٦٩٦ـ احمد: ٩١٤٧.

(٨٥٦٤) مسلم: ٢٤١٧ـ ترمذي: ٣٦٩٦ـ احمد: ٩١٤٧.

(٨٥٦٥) بخاري: ٣٦٩٩ـ ترمذي: ٣٦٩٧ـ ابو داؤد: ٤٦٥١ـ احمد: ١١٦٩٦.

قَـالَ صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ أُحُدًا وَمَعَهُ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ وَقَالَ: اسْكُنْ أُحُدُ۔ أَظُنُّهُ ضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ۔ فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ . رواه البخاري: ٣٦٩٩)

چڑھے۔ ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے، تو پہاڑ کانپ گیا۔ پس آپ ﷺ نے اپنا پاؤں پہاڑ پر مارا اور فرمایا: ''اے اُحد! ٹھہر جا، تیرے اوپر نبی ﷺ ہے۔ صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔'' (بخاری، ابوداؤد، ترمذی)

انتباہ:...... احد پہاڑ کو جب آپ نے ٹھہر جانے کا کہا تھا۔ اس میں متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی آئے ہیں۔ ان میں تعارض نہیں یہ واقعہ متعدد مرتبہ پیش آیا تھا اس لیے سب کے اسمائے گرامی درست ہیں۔
(فتح الباری: ۷/ ۵۸)

٨٥٦٦ــــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُوْبَكْرٍ وَأَشَدُّهُمْ فِي أَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَقْرَؤُهُمْ أُبَيٌّ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيْنٌ وَأَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ . (رواه الترمذي: ٣٧٩٠)

٨٥٦٦۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے میری اُمت کے ساتھ سب سے زیادہ مہربان ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، اللہ کے حکم میں سب سے زیادہ مضبوط عمر رضی اللہ عنہ ہیں، سب سے زیادہ باحیا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، سب سے زیادہ حلال وحرام جاننے والے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں، سب سے زیادہ میراث کے مسائل جاننے والے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں، سب سے زیادہ قرآن کے قاری اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور ہر اُمت کا امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔'' (ترمذی)

٨٥٦٧ــــ عَنْ مَسْرُوْقٍ ذَكَرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ، فَقَالَ: لَاأَزَالُ أُحِبُّهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: خُذُوْا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَالِمٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ . (رواه البخاري: ٤٩٩٩)

٨٥٦٧۔ ''مسروق رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر کر کے فرمایا: میں ہمیشہ ان (ابن مسعود) سے محبت کرتا رہا ہوں، کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: قرآن ان چار صحابہ سے سیکھو: عبداللہ بن مسعود، سالم (مولی ابوحذیفہ)، معاذ بن جبل اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہم۔''

(٨٥٦٦) ترمذی: ٣٧٩٠۔ صحیح (البانی): ٢٩٨١۔ بخاری: ٣٧٤٤۔ مسلم: ٢٤١٩۔ ابن ماجه: ١٥٥۔ احمد: ١٣٥٧٨.
(٨٥٦٧) بخاری: ٤٩٩٩۔ مسلم: ٢٤٦٤۔ ترمذی: ٣٨١٠۔ احمد: ٦٩٩٥.

٨٥٦٨ــ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عُمَيْرَةَ قَالَ لَمَّا حَضَرَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ الْمَوْتُ قِيْلَ لَهُ: يَاأَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! أَوْصِنَا، قَالَ: أَجْلِسُوْنِي فَقَالَ: إِنَّ الْعِلْمَ وَالإِيْمَانَ مَكَانَهُمَا مَنِ ابْتَغَاهُمَا وَجَدَهُمَا، يَقُوْلُ ذٰلِكَ ثَلاثَ مَرَّاتٍ وَالْتَمِسُوْا الْعِلْمَ عِنْدَ أَرْبَعَةِ رَهْطٍ عِنْدَ عُوَيْمِرٍ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَعِنْدَ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ وَعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلامٍ الَّذِي كَانَ يَهُوْدِيًّا فَأَسْلَمَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّهُ عَاشِرُ عَشَرَةٍ فِي الْجَنَّةِ. (رواه الترمذی: ٣٨٠٤)

٨٥٦٨۔ ''یزید بن عمیرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب آیا تو ان سے کہا گیا: ہمیں کوئی وصیت کردو تو انہوں نے کہا: مجھے بٹھا دو۔ پھر انہوں نے کہا: علم اور ایمان کا ٹھکانہ ہے، جو ان ٹھکانوں میں تلاش کرے گا تو وہ ان کو پالے گا۔ تین بار کہا: اور تلاش کرو علم چار آدمیوں سے۔ عویمر ابودرداء رضی اللہ عنہ سے، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے جو پہلے یہودی تھے، پھر اسلام لائے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ عبداللہ بن سلام جنت میں داخل ہونے والا دسواں آدمی ہے۔''

٨٥٦٩۔ عَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ أَبِي سَبْرَةَ قَالَ أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَسَأَلْتُ اللّٰهَ أَنْ يُيَسِّرَلِي جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَلِي أَبَا هُرَيْرَةَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي سَأَلْتُ اللّٰهَ أَنْ يُيَسِّرَلِي جَلِيْسًا صَالِحاً فَوُفِّقْتَ لِي، فَقَالَ لِي: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ جِئْتُ أَلْتَمِسُ الْخَيْرَ وَأَطْلُبُهُ قَالَ: أَلَيْسَ فِيْكُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ مُجَابُ الدَّعْوَةِ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ صَاحِبُ طَهُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَعْلَيْهِ وَحُذَيْفَةُ صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَمَّارٌ الَّذِي أَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ وَسَلْمَانُ صَاحِبُ

٨٥٦٩۔ ''خیثمہ بن ابی سبرہ نے کہا: میں مدینہ میں آیا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ مجھے اچھا ہمنشین عطا فرمائیے، تو مجھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مل گئے۔ میں ان کے پاس بیٹھ گیا اور میں نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میرے لیے نیک ہمنشین میسر کردے تو میرے لیے تم میسر آئے۔ تو انہوں نے پوچھا: تو کہاں سے آیا ہے؟ میں نے کہا: کوفہ سے نیکی کی تلاش میں آیا ہوں۔ انہوں نے کہا: کیا تمہارے پاس سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نہیں ہیں، جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نہیں ہیں، جن کے پاس رسول اللہ ﷺ کے وضو کا پانی بھی ہوتا اور وہی آپ ﷺ کے نعلین مبارک بھی اپنے پاس رکھتے تھے۔ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے رازدان ہیں۔ اور عمار رضی اللہ عنہ جنہیں رسول اللہ ﷺ کی زبان

(٨٥٦٨) ترمذی: ٣٨٠٤۔ صحیح: ٢٩٩١۔ احمد: ٢١٥٩٩.

(٨٥٦٩) ترمذی: ٣٨١١۔ صحیح (البانی): ٢٩٩٦.

الْـكِتَابَيْنِ . قَالَ قَتَادَةُ: وَالْكِتَابَانِ: الإِنْجِيْلُ وَالْفُرْقَانُ . (رواه الترمذي: ٣٨١١)

سے اللہ نے شیطان کے شر سے پناہ دی ہے۔ اور سلمان رضی اللہ عنہ جو دو کتابوں پر عمل پیرا رہے تھے۔ قتادہ نے کہا: دو کتابوں سے مراد انجیل اور قرآن ہے۔''

انتباہ:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ کہا ہے کہ قرآن کو چار آدمیوں نے جمع کیا ہے۔ اس پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ قرآن متواتر نہیں اسے صرف چار آدمیوں نے جمع کیا ہے۔ اس شبے کا حل یہ ہے کہ ایک تو یہ بات ہے کہ اس میں یہ صراحت نہیں کہ اور کسی نے نہیں کیا۔ یعنی دوسروں کی نفی نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے علاوہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بے شمار لوگوں نے اسے حفظ کیا تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ بالفرض ان چاروں نے ہی جمع کیا تھا مگر ان کے بعد لاتعداد افراد نے اسے بیان کیا ہے جو بعد میں تواتر کو پہنچ جاتے ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۶۲۵)

۸۵۷۰ــــ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: رَحِمَ اللّٰهُ أَبَابَكْرٍ زَوَّجَنِي ابْنَتَهُ وَحَمَلَنِي إِلَى دَارِالْهِجْرَةِ وَأَعْتَقَ بِلالًا مِنْ مَالِهِ ، رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَيَقُوْلُ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَا لَهُ صَدِيْقٌ ، رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ تَسْتَحْيِيْهِ الْمَلائِكَةُ رَحِمَ اللّٰهُ عَلِيًّا اللّٰهُمَّ أَدِرِالْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ . (رواه الترمذي: ٣٧١٤)

۸۵۷۰۔''سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے۔ اس نے اپنی بیٹی کا مجھ سے عقد کیا اور مجھے ہجرت کے گھر کی طرف سوار کر کے لے آیا اور غار میں میرے ساتھ رہا اور بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے مال سے آزاد کیا۔ اللہ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے وہ سچی بات کہتا ہے، خواہ کڑوی ہو۔ حق کہنے کی وجہ سے اُس کا کوئی دوست نہیں رہا۔ اللہ عثمان رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، اس سے فرشتے شرماتے ہیں۔ اللہ علی رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، یا اللہ! حق کو اس کا رفیق بنادے، یہ جہاں بھی جائے۔''

۸۵۷۱ــــ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّاجُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَ: إِنِّي لاأَدْرِي مَا قَدْرُبَقَائِي فِيْكُمْ فَاقْتَدُوْا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَوَاهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ وَمَا حَدَّثَكُمُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْهُ . (رواه الترمذي: ٣٧٩٩)

۸۵۷۱۔''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں کہ تمہارے درمیان میں کب تک باقی رہوں گا۔ پس میرے بعد ان دو کی اقتداء کرنا۔ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کیا۔ اور عمار رضی اللہ عنہ کی راہنمائی میں چلو اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ

(۸۵۷۰) ترمذي: ٣٧١٤۔ ضعيف جدًا: ٧٦٧۔ البانى.

(۸۵۷۱) ترمذي: ٣٣٩٩۔ صحيح (البانى): ٢٩٨٨۔ ابن ماجه: ٩٧۔ احمد: ٢٢٩١٠.

جو تم سے بیان کرے اس کی تصدیق کرو۔''

شرح: ......سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کا اپنے بعد اس لیے حکم دیا تھا کہ یہ دونوں خلیفہ اطاعت کے اہل تھے۔ اس لیے یہ جس چیز کا حکم دیں وہ کیا جائے اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہا جائے۔ ان کی سیرت نکھری ہوئی ہے، ان میں اخلاص تھا۔ پسندیدہ اخلاق سے آراستہ تھے اور ان کی طبیعت میں ہر عمدہ بھلائی قبول کرنے کی صلاحیت تھی بلکہ قبل از اسلام ہی ان کے نفوس کی زمین شاداب تھی۔ لیکن یہ ہدایت سے دوری کی وجہ سے بنجر تھی۔ جب یہ ہدایت سے آشنا ہوئیں تو نہایت عمدہ انداز پر پھلی پھولیں۔ اس لیے یہ انبیائے کرام کے بعد مخلوق میں سے افضل ترین قرار پائے۔

ایک سوال ہوسکتا ہے کہ جب نبی ﷺ نے ان کی اتباع کا حکم دیا تھا تو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان کی بیعت سے پیچھے کیوں رہے؟

اس کا حل یہ ہے کہ انہوں نے عذر کی وجہ سے بیعت نہ کی تھی پھر عذر دور ہوا تو بیعت کر لی اور ہمیشہ ان کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔ جمعہ و عید وغیرہ تمام معاملات ان کی اقتداء میں ادا کرتے رہے اور ان خلفا کی زندگی میں اور زندگی کے بعد بھی ان کی تعریف کرتے رہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱/۴۶۲)

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی سیرت اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات کی تصدیق کا کہہ کر نبی ﷺ نے ان کا عملی اور علمی مقام بیان فرمایا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۶۲۶)

۸۵۷۲ـ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ رُؤْيَا؟ فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا رَأَيْتُ كَأَنَّ مِيزَاناً نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَوُزِنْتَ أَنْتَ وَأَبُو بَكْرٍ فَرَجَحْتَ أَنْتَ بِأَبِي بَكْرٍ وَوُزِنَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَرَجَحَ أَبُو بَكْرٍ وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ ثُمَّ رُفِعَ الْمِيزَانُ فَرَأَيْنَا الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (رواه الترمذی: ۲۲۸۷)

۸۵۷۲۔ ''سیدنا ابوبکرہ ثقفی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آج رات خواب کس نے دیکھا ہے؟ ایک مرد نے عرض کی: میں نے دیکھا ہے کہ ایک ترازو آسمان سے اترا اور آپ ﷺ کا اور ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا موازنہ کیا گیا۔ آپ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ وزنی تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا موازنہ کیا گیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ بھاری تھے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کا موازنہ کیا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ بھاری ثابت ہوئے۔ پھر ترازو اٹھا لیا گیا۔ پس آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر ناگواری کے آثار ہم نے دیکھے۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

(۸۵۷۲) ترمذی: ۲۲۸۷ـ صحیح (البانی): ۱۸٦٤ـ ابو داؤد: ٤٦٣٤.

٨٥٧٣ــ عَـنْ سَـمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَجُلاً قَـالَ: يَـارَسُـوْلَ الـلّٰهِ! إِنِّي رَأَيْتُ كَأَنَّ دَلْوًا دُلِّـيَ مِـنَ السَّـمَـاءِ فَـجَـاءَ أَبُـوْبَكْرٍ فَأَخَذَ بِـعَـرَاقِيْهَـا فَشَـرِبَ شُـرْبًـا ضَعِيْفًا ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيْهَا فَشَرِبَ حَتّٰى تَضَلَّعَ ثُمَّ جَـاءَ عُثْـمَـانُ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيْهَا فَشَرِبَ حَتّٰى تَـضَـلَّـعَ ثُـمَّ جَـاءَ عَـلِـيٌّ فَـأَخَذَ بِعَرَاقِيْهَا فَـانْتَشَـطَـتْ وَانْتَـضَـحَ عَلَيْهِ مِنْهَا شَيْءٌ.
(رواه أبوداود: ٤٦٣٧)

٨٥٧٣۔ ''سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے خواب دیکھا، گویا ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا۔ پس ابوبکر آئے اور انہوں نے ڈول کی لکڑی پکڑی اور کمزوری کا مظاہرہ کرتے ہوئے پیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اس کی لکڑی پکڑی اور خوب سیر ہوکر پیا، پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی سیر ہوکر پیا۔ پھر علی رضی اللہ عنہ آئے اور ڈول کی لکڑی پکڑی تو ڈول ان پر چھلک پڑا اور کچھ چھینٹیں ان پر پڑیں۔'' (ابوداؤد)

شــــرح: ...... پہلے رتبہ کے مطابق خواب میں میزان کے ذریعہ دکھایا گیا تھا اور میزان کا اٹھنا فتنوں کے ظہور کا اشارہ تھا۔ اس وجہ سے اور پھر تین تک محدود رکھنے کی وجہ سے آپ کو پریشانی لاحق ہوئی تھی۔ آپ کو زیادہ آدمیوں کے میزان میں بیٹھنے کی تمنا تھی۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۵۲۳)

٨٥٧٤ــ عَـنْ جَـابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ رَأَيْتُـنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِـالـرُّمَيْـصَـاءِ امْـرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْـفَةً فَـقُـلْـتُ مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: هٰذَا بِلاَلٌ وَرَأَيْـتُ قَـصْـرًا بِـفَنَائِهِ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰـذَا؟ فَـقَـالَ: لِـعُـمَـرَ فَـأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَـهُ فَـأَنْـظُـرَ إِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ، فَقَالَ عُمَرُ: بِـأَبِـي وَأُمِّـي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَعَلَيْكَ أَغَارُ.
(رواه البخاري: ٣٦٧٩)

٨٥٧٤۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا، تو وہاں ابوطلحہ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا۔ میں نے اپنے پیچھے چلنے کی آہٹ سنی تو میں نے کہا: یہ کون ہے؟ کہا: یہ بلال ہے۔ اور میں نے ایک محل کے صحن میں ایک لڑکی دیکھی تو پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ تو انہوں نے کہا: یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔ پس میں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تاکہ اس کو دیکھوں۔ پھر مجھے تیری غیرت یاد آئی تو میں لوٹ آیا۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں آپ ﷺ پر غیرت کرتا۔'' (الشیخان)

شــــرح: ...... اس میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ ظاہر ہوتا ہے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ سن کر آبدیدہ ہونا یا تو

(٨٥٧٣) ابو داؤد: ٤٦٣٧۔ ضعیف (البانی): ١٠٠٤۔ احمد: ١٩٧٣٠.
(٨٥٧٤) بخاری: ٣٦٧٩۔ مسلم: ٢٣٩٤۔ احمد: ١٤٥٨٤.

مسرت کی وجہ سے تھا یا پھر اس کے شوق طلب کی وجہ سے تھا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی ﷺ اپنے ہمنشین ساتھیوں کی بہت زیادہ رعایت رکھتے تھے اور محل میں عورت کو وضو کرتے دیکھنا تکلیف کی بنا پر نہ تھا۔ نہ میل کی وجہ سے تھا۔ جنت میں یہ نہیں ہوتا یہ صرف نظافت کے لیے تھا اور سیدہ رمیصاء کی عبادت سے محبت کا اظہار تھا۔
(فتح الباری: ۷/ ۴۵)

٨٥٧٥ـــ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ فَقَالاَ: يَا أُسَامَةُ! اسْتَأْذِنْ لَنَا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ، فَقَالَ: أَتَدْرِي مَاجَاءَ بِهِمَا؟ قُلْتُ: لاَ أَدْرِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لٰكِنِّي أَدْرِي، فَأَذِنَ لَهُمَا فَدَخَلا؟ فَقَالاَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ أَيُّ أَهْلِكَ أَحَبَّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، فَقَالَ: مَا جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ أَهْلِكَ، قَالَ: أَحَبُّ أَهْلِي إِلَيَّ مَنْ قَدْأَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتُ عَلَيْهِ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالاَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ الْعَبَّاسُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! جَعَلْتَ عَمَّكَ آخِرَهُمْ، قَالَ: لِأَنَّ عَلِيًا قَدْ سَبَقَكَ بِالْهِجْرَةِ. (رواه الترمذي: ٣٨١٩)

۸۵۷۵۔ ''سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ آئے اور ان دونوں نے کہا: اے اسامہ! ہمارے لیے اجازت طلب کر۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! علی اور عباس رضی اللہ عنہما آئے ہیں، اجازت طلب کرتے ہیں۔ فرمایا: کیا تو جانتا ہے وہ کیوں آئے ہیں؟ میں نے عرض کی: مجھے معلوم نہیں ہے۔ فرمایا: لیکن مجھے معلوم ہے۔ اور ان کو اجازت دے دی۔ وہ داخل ہوئے تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم یہ پوچھنے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ﷺ کو اپنے اہل میں سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ سے۔ انہوں نے کہا: ہم آپ ﷺ کے اہل بیت کے متعلق سوال کرنے نہیں آئے۔ فرمایا: پھر وہ جس پر اللہ نے انعام کیا اور میں نے انعام کیا ہے اسامہ بن زید۔ دونوں نے کہا: پھر کون؟ فرمایا: علی رضی اللہ عنہ۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ نے اپنے چچا کو مؤخر کر دیا۔ فرمایا: علی رضی اللہ عنہ ہجرت میں تجھ پر سبقت رکھتا ہے۔''

٨٥٧٦ـــ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي بِحُبِّ أَرْبَعَةٍ وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ، قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!

۸۵۷۶۔ ''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے چار افراد سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ اللہ ان سے محبت

(٨٥٧٥) ترمذی: ٣٨١٩۔ ضعیف (البانی): ٨٠٠.

(٨٥٧٦) ترمذی: ٣٧١٨۔ ضعیف (البانی): ٧٧١۔ ابن ماجه: ١٤٩۔ احمد؛ ٢٢٥٠٥.

سَمِّهِمْ لَنَا، قَالَ: عَلِيٌّ مِنْهُمْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ ثَلاثًا وَأَبُوْ ذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ وَسَلْمَانُ أَمَرَنِي بِحُبِّهِمْ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ. (رواه الترمذي: ٣٧١٨)

کرتا ہے۔ کہا گیا: یا رسول اللہ! ان کے نام بتائیں۔ فرمایا: علی رضی اللہ عنہ ان میں سے ہے۔ تین بار یہی فرمایا۔ اور ابوذر، مقداد اور سلمان رضی اللہ عنہم۔ مجھے اللہ نے ان سے محبت کرنے کا حکم دیا اور خبر دی کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے۔''

٨٥٧٧ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ لا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ لا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ. (رواه البخاري: ٣٦٩٧)

٨٥٧٧۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ کسی کو برابر نہیں قرار دیتے تھے اور بقیہ صحابہ کے درمیان فضیلت کا موازنہ نہیں کرتے تھے۔''

شرح: ...... یہ ترتیب ہے مگر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو شمار کیا کرتے تھے۔ (فتح الباری: ٧/ ٥٨)

٨٥٧٨ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُوْبَكْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ، نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الجَرَّاحِ، نِعْمَ الرَّجُلُ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو ابْنِ الجَمُوْحِ. (رواه الترمذي: ٣٧٩٥)

٨٥٧٨۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین مرد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے، اچھا مرد عمر رضی اللہ عنہ ہے، اچھا مرد ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے، اچھا مرد اسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ ہے، اچھا مرد ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ ہے، اچھا مرد معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہے اور اچھا مرد معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ ہے۔''

٨٥٧٩ــ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ أُعْطِيَ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ أَوْنُقَبَاءَ وَأُعْطِيْتُ أَنَا أَرْبَعَةَ عَشَرَ، قُلْنَا: مَنْ هُمْ؟

٨٥٧٩۔ ''سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کو سات خالص رفقاء دیے گئے اور مجھے بارہ افراد دیے گئے ہیں۔ ہم نے کہا: وہ کون ہیں؟

(٨٥٧٧) بخاری: ٣٦٩٧۔ ابو داؤد: ٤٦٢٧۔ احمد: ٤٦١٢.

(٨٥٧٨) ترمذی: ٣٧٩٥۔ ضعیف (البانی): ٢٩٨٤.

(٨٥٧٩) ترمذی: ٣٧٨٥۔ ضعیف (البانی): ٧٩١۔ احمد: ١٢٦٦.

قَالَ: أَنَا وَابْنَايَ وَجَعْفَرُ وَحَمْزَةُ وَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَبِلاَلٌ وَسَلْمَانُ وَالْمِقْدَادُ وَحُذَيْفَةُ وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ. (رواہ الترمذی: ۳۷۸۵)

علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں میرے دو بیٹے، جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، مقداد، حذیفہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم۔''

۸۵۸۰۔ قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا مَعَهُ إِلاَّ خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَامْرَأَتَانِ وَأَبُوْبَكْرٍ. (رواہ البخاری: ۳۸۵۷)

۸۵۸۰۔ ''سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کے ساتھ صرف پانچ غلام، دو عورتیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہم تھے۔'' (بخاری)

شرح: ......اس میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قدیم الاسلام ہونے پر دلالت ہے کہ جب آپ ﷺ نے دعوت پیش کی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوراً اسے قبول کیا۔ اسی لیے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے مردوں میں سے نبی ﷺ کے ساتھ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی دیکھنے کا ذکر کیا ہے۔

پانچ غلام: بلال، زید، عمار، یاسر رضی اللہ عنہم ایک اور ہوگا دو خواتین خدیجہ اور سمیہ رضی اللہ عنہما تھیں۔ (فتح الباری: ۷/ ۱۷۰)

۸۵۸۱۔ عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَتَى عَلَى سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَبِلاَلٍ فِي نَفَرٍ فَقَالُوْا: وَاللّٰهِ! مَا أَخَذَتْ سُيُوْفُ اللّٰهِ عُنُقَ عَدُوِّ اللّٰهِ مَأْخَذَهَا، قَالَ: فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: أَتَقُوْلُوْنَ هٰذَا لِشَّيْخِ قُرَيْشٍ وَسَيِّدُهُمْ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: يَا أَبَابَكْرٍ! لَعَلَّكَ أَغْضَبْتَهُمْ لَئِنْ كُنْتَ أَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ أَغْضَبْتَ رَبَّكَ، فَأَتَاهُمْ أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ: يَا إِخْوَتَاهُ! أَغَضَبْتُكُمْ قَالُوْا: لاَيَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَاأَخِي. (رواہ مسلم: ۲۵۰٤)

۸۵۸۱۔ '' عائذ بن عمرو کا بیان ہے کہ ابو سفیان؛ سلمان، صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم کے پاس آیا، تو انہوں نے کہا: کیا اللہ کی تلواروں نے اللہ کے دشمن کی گردن پر پہنچنے تک رسائی نہیں حاصل کی؟ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: تم قریش کے سردار کو یہ بات کہتے ہو؟ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اپنی غلط بات کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! ہونہ ہو، تو نے ان کو ناراض کیا ہوگا، اگر تو نے ان کو ناراض کیا تو تیرا رب بھی تجھ سے ناراض ہوگا۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ ان صحابہ کے پاس گئے اور کہا: اے برادران! کیا میں نے تمہیں ناراض کردیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: نہیں۔ پھر انہوں نے کہا: اے بھائی! اللہ تیری مغفرت کرے۔'' (مسلم)

(۸۵۸۰) بخاری: ۳۸۵۷.

(۸۵۸۱) مسلم: ۲۵۰٤۔ احمد: ۲۰۱۱۷.

شرح: ......اس میں سیدنا صہیب، سیدنا بلال اور سیدنا سلمان رضی اللہ عنہم کی عظمت کا پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ان جانثاروں کی ناراضی کو رب کی ناراضی قرار دیا ہے اور اس میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جذبہ اطاعت نبوی اور ان کی صاف دلی کا بھی پتہ چلتا ہے۔

٨٥٨٢ـ عَنْ أَبِي مُوْسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعِرَّانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: أَلَا تُنْجِزُلِي مَاوَعَدْتَنِي فَقَالَ لَهُ أَبْشِرْ، فَقَالَ: قَدْأَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ أَبْشِرْ، فَأَقْبَلَ عَلَى أَبِي مُوْسَى وَبِلَالٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ، فَقَالَ: رَدَّالْبُشْرَى فَاقْبَلاأَنْتُمَا، قَالا قَبِلْنَا ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيْهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيْهِ وَمَجَّ فِيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اشْرَبَا مِنْهُ وَأَفْرِغَاعَلَى وُجُوْهِكُمَا وَنُحُوْرِكُمَا وَأَبْشِرَا فَأَخَذَ الْقَدْحَ فَفَعَلا، فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ: أَنْ أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً. (رواه البخاري: ٤٣٢٨)

٨٥٨٢ـ "سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا۔ آپ ﷺ اس وقت مقام جعرانہ میں تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ پس آپ ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا۔ اس نے کہا: اے محمد ﷺ! میرے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیوں نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے بشارت ہے۔ اس نے کہا: بہت دفعہ تم نے کہا ہے کہ تجھے بشارت ہو۔ پس آپ ﷺ میرے اور بلال رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اس نے بشارت رد کردی ہے، پس تم دونوں قبول کرو۔ ہم نے کہا: ہم نے بشارت قبول کی۔ پھر آپ ﷺ نے پانی کا پیالہ طلب فرما کر اس میں ہاتھ منہ دھویا اور کلی کی، پھر فرمایا: پی جاؤ اور اپنے چہروں اور سینوں پر انڈیل لو اور بشارت قبول کرو۔ تو ہم نے پیالہ لیا اور ایسا ہی کیا، تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے آواز دی کہ تم دونوں اپنے برتن میں اپنی ماں کے لیے بھی بچا کر رکھو۔ چنانچہ انہوں نے ان کے لیے بھی کچھ بچا لیا۔"

شرح: ......جعرانہ، طائف اور مکہ کے درمیان مقام ہے اور مکہ سے تقریباً (١٨) میل ہے۔

اصل میں یہ دیہاتی جلد بازی میں آ گیا تھا کہ مال غنیمت جلدی دیا جائے۔ نبی ﷺ نے جعرانہ میں غنیمتیں جمع کرنے کا حکم دیا تھا تاکہ لشکر کو وہاں اکٹھا کر کے غنیمت کا حصہ دیں۔ تو جو دیہاتی یا نومسلم تھے انہیں یہ تاخیر برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ اس لیے آپ نے اسے مال کی تقسیم جلدی ہونے کی اور ثواب کی تلقین کی۔ اس نے کہا وعدہ پورا کریں تو آپ نے ان صحابہ سے کہا کہ تم اس بشارت کو قبول کر کے مسرت اٹھاؤ۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہ بشارت سن کر حصہ دار بننا چاہا۔ اس حدیث میں سیدنا ابوعامر، سیدنا ابوموسیٰ، سیدنا بلال اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہم کی عظیم فضیلت بیان ہوئی ہے۔ (فتح الباری: ٨/ ٤٦)

(٨٥٨٢) بخاري: ٤٣٢٨ـ مسلم: ٥٠٣ـ ابو داؤد: ٦٨٨ـ نسائي: ٤٧٠ـ احمد: ١٨٢٦٨ـ دارمي: ١٤٠٩.

٨٥٨٣ــ عَنْ أَنَـسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُـلَيْنِ مِنْ أَصْـحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُـضِيْـئَانِ بَيْنَ أَيْدِيْهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَمَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتَّى أَتَى أَهْلَهُ . (رواه البخاري: ٣٦٣٩)

٨٥٨٣۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے دو صحابی رات کی تاریکی میں آپ ﷺ کے پاس اپنے گھروں کو لوٹے تو ان کے درمیان ایک مشعل روشن ہوکر ساتھ چلنے لگی۔ اور جب جدا جدا راستے پر چلنے لگے تو ہر ایک کے ساتھ اس کے گھر تک مشعل ساتھ گئی۔''

٨٥٨٤ــ عَـنْ أَنَـسٍ كَـانَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّـادُ بْـنُ بِشْرٍعِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَـخَرَجَا فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ، بِنَحْوِهِ . (رواه البخاري: ٣٨٠٥)

٨٥٨٤۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کے پاس تھے اور وہ تاریک رات گھر کو گئے۔ باقی روایت اس کے مثل ہے۔''

شرح: ......(۱) اسید بن حضیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل انصاری اوسی اشہلی۔ ابو یحییٰ کنیت تھی۔ ۲۰ھ میں خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے۔

اور عباد بن بشر بن وقش ہیں رضی اللہ عنہما۔ اس حدیث میں ان دونوں کی کرامت کا ذکر ہے۔ (فتح الباری: ۷/ ۱۲۵)

٨٥٨٥ـ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَـى ابْـنِ عُـمَرَفَسَأَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ فَذَكَرَعَنْ مَـحَـاسِنِ عَمَلِهِ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوْءُكَ قَالَ نَـعَـمْ قَـالَ فَأَرْغَمَ اللّٰهُ بِأَنْفِكَ ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ عَـلِيٍّ فَذَكَرَمَحَاسِنَ عَمَلِهِ قَالَ هُوَذَاكَ بَيْتُهُ أَوْسَـطُ بُيُوْتِ النَّبِيِّ ﷺ ثُـمَّ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُـوْءُكَ قَـالَ أَجَلْ قَالَ فَأَرْغَمَ اللّٰهُ بِأَنْفِكَ انْـطَـلِـقْ فَـاجْـهَـدْ عَـلَـيَّ جَهْدَكَ . (رواه البخاري: ٣٧٠٤)

٨٥٨٥۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک مرد آیا اور اس نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے محاسن بیان کیے اور پھر اس سے کہا: شاید تجھے عثمان رضی اللہ عنہ کی خوبیاں بیان کرنا پسند نہیں آیا؟ اس نے کہا: ہاں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تیری ناک خاک آلود کرے۔

پھر اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیا۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کی خوبیاں بیان کیں اور کہا: رسول اللہ ﷺ کے گھروں کے درمیان وہ ان کا گھر دیکھ لو۔ اور تجھے یہ چیز بھی پسند نہیں ہے۔ تو اس نے کہا: ہاں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تیری ناک خاک آلود کرے، تو یہاں سے چلا جا اور میرے خلاف جو کرسکتا ہے کر لے۔'' (بخاری)

(٨٥٨٣) بخاری: ٣٦٣٩۔ احمد: ١٢٥٦٨.

(٨٥٨٤) بخاری: ٣٨٠٥۔ احمد: ١٣٤٥٨.

(٨٥٨٥) بخاری: ٣٧٠٤۔ ترمذی: ٣٧٠٦۔ احمد: ٥٧٣٨.

شــــرح: ......ایک آدمی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بہترین محاسن بیان کیے کہ انہوں نے تبوک کا لشکر تیار کیا، اور رومہ کا کنواں خرید کر اللہ کی راہ میں وقف کر دیا۔

پھر اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حسن کارکردگی بیان کی کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے، خیبر کو فتح کیا اور ان کے ہاتھوں مرحب قتل ہوا۔ اس آدمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہوں تو اس سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھ سے بغض رکھے۔ (فتح الباری: ۷/۷۳)

٨٥٨٦۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ: هَمَمْتُ أَنْ أَبْعَثَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَسَالِمًا مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَابْنَ مَسْعُوْدٍ إِلَى الأُمَمِ كَمَابَعَثَ عِيْسَى الْحَوَارِيِّيْنَ، فَقَالَ رَجُلٌ: أَلَاتَبْعَثُ أَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ، فَإِنَّهُمَا أَبْلَغُ؟ فَقَالَ: لَاغِنَى لِي عَنْهُمَا إِنَّمَا مَنْزِلَتُهُمَا مِنَ الدِّيْنِ مَنْزِلَةُ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ. (للكبير برا ولم يسم)

٨٥٨٦۔ ''سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے قصد کیا ہے کہ میں معاذ بن جبل، سالم مولی ابی حذیفہ، اُبی بن کعب اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم کو قوموں کے پاس اس طرح روانہ کروں، جیسے عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواری ارسال کیے تھے۔ تو ایک آدمی نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو کیوں نہیں روانہ کرتے؟ وہ تو زیادہ بہتر مبلغ ثابت ہو سکتے ہیں۔ فرمایا: ان کی خود مجھے بھی ضرورت ہے۔ ان کا مقام دین میں کان اور آنکھ جیسا ہے۔'' (الکبیر۔ راوی کا نام ذکر نہیں کیا۔)

٨٥٨٧۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: لَمْ يَجْلِسْ أَبُوْ بَكْرٍفِي مَجْلِسِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِحَتَّى لَقِيَ اللّٰهَ، وَلَمْ يَجْلِسْ عُمَرُفِي مَجْلِسِ أَبِي بَكْرٍحَتَّى لَقِيَ اللّٰهَ، وَلَمْ يَجْلِسْ عُثْمَانُ فِي مَجْلِسِ عُمَرَحَتَّى لَقِيَ اللّٰهَ. (للأوسط)

٨٥٨٧۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر منبر پر نہیں بیٹھے، یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹھنے کی جگہ منبر پر نہیں بیٹھے۔ یہاں تک کہ اللہ سے جا ملے۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کی جگہ پر نہیں بیٹھے، یہاں تک کہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔'' (الاوسط)

٨٥٨٨۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا سَمِعْنَاأَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

٨٥٨٨۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک چرواہا اپنی بکریوں میں تھا کہ بھیڑیے نے ایک بکری پکڑ لی اور اس نے اس کو تلاش کر کے

(٨٥٨٦) طبراني كبير و فيه، را ولم يسم و هيثمي: ١٤٣٥٣.

(٨٥٨٧) طبراني اوسط، ورجاله ثقات وفي بعضهم خلاف و هيثمي: ١٤٣٧٠.

(٨٥٨٨) بخاري: ٣٦٩٠۔ مسلم: ٢٣٨٨۔ ترمذي: ٣٦٩٥۔ احمد: ٨٠٠٣.

بَيْـنَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ عَدَا الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَـاةً فَـطَلَبَهَا حَتَّى اسْتَنْقَذَهَا فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الـذِّئْـبُ فَـقَالَ لَهُ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ لَيْسَ لَهَـارَاعٍ غَيْـرِي فَـقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! فَـقَـالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَـإِنِّـي أُوْمِـنُ بِـهِ وَأَبُوْ بَـكْـرٍ وَعُـمَرُ وَمَا ثَمَّ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ. (رواه البخاری: ٣٦٩٠)

بکری چھڑوالی ، تو بھیڑیئے نے اس کی طرف دیکھا اور کہا: درندوں والے دن اس کی نگرانی کون کرے گا۔ جب میرے علاوہ اس کا چرواہا کوئی نہ ہوگا؟ لوگوں نے سبحان اللہ کہا۔ تعجب کیا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: میں اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اس پر یقین کرتے ہیں، حالانکہ ابوبکر اور عمر اس وقت وہاں نہیں تھے۔'' (الشیخان، الترمذی)

٨٥٨٩ـــ وَفِـي رِوَايَةٍ: بَيْـنَمَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَـقَـرَةً قَدْحَمَلَ عَلَيْهَا فَالْتَفَتَت إِلَيْهِ فَكَلَّمَتْهُ فَـقَـالَ إِنِّـي لَـمْ أُخْلَقْ لِهٰذَا وَلٰكِنِّي خُلِقْتُ لِـلْـحَـرْثِ قَـالَ الـنَّـاسُ: سُبْـحَانَ اللّٰهِ! قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَـإِنِّي أُوْمِنُ بِذٰلِكَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنهما . (رواه البخاری: ٣٦٦٣)

٨٥٨٩۔''ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد بیل پر بوجھ لاد کر لے جا رہا تھا، تو بیل نے اس کی طرف منہ پھیر کر کہا: مجھے بوجھ اٹھانے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا، مگر مجھے ہل چلانے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ۔ لوگوں نے تعجب کیا اور کہا کہ بیل کلام کرتا ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم اس واقعہ پر ایمان رکھتے ہیں۔''

٨٥٩٠ـــ وَفِي رِوَايَةٍ:بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَقَرَةً إِذْ رَكِبَهَـا فَضَرَبَهَا فَقَالَ: إِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا' بِـنَـحْـوِهِ . وَفِيْـهِ: فَـإِنِّي أُوْمِنُ بِهٰذَا أَنَا وَأَبُوْ بَـكْـرٍ وَعُـمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ . (رواه البخاری: ٣٤٧١)

٨٥٩٠۔''دوسری روایت میں کہ ایک مرد بیل پر سوار ہو کر اس کو مار رہا تھا کہ بیل نے کہا: ہمیں اس لیے نہیں پیدا کیا گیا۔ بقیہ حدیث مثل سابق ہے اور اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اس پر یقین کرتے ہیں۔'' اور وہ محفل میں موجود نہیں تھے۔''

٨٥٩١ـــ عَـنْ أَبِـيْ سَـعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَهْـلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى لَيَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ كَمَاتَرَوْنَ النَّجْمَ الطَّالِعَ فِي أُفُقِ السَّـمَـاءِ وَإِنَّ أَبَـابَكْرٍ وَعُمَرَمِنْهُمْ وَأَنْعَمَا . (رواه الترمذی: ٣٦٥٨)

٨٥٩١۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اعلیٰ درجات والوں کو نیچے والے اس طرح دیکھیں گے، جیسے تم کسی ستارے کو آسمان کے کنارے پر طلوع ہوتے دیکھتے ہو۔ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم ان لوگوں میں سے اعلیٰ ترین اور بہتر ہیں۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

(٨٥٨٩) بخاری: ٣٦٦٣۔ مسلم: ٢٣٨٨۔ ترمذی: ٣٦٩٥۔ احمد: ٨٧٣٩.
(٨٥٩٠) بخاری: ٣٤٧١۔ مسلم: ٢٣٨٨۔ ترمذی: ٣٦٩٥۔ احمد: ٨٧٣٩.
(٨٥٩١) ترمذی: ٣٦٥٨۔ صحیح (البانی): ٢٨٩٢۔ ابو داؤد: ٣٩٨٧۔ ابن ماجه: ٩٦.

٨٥٩٢ـ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ طَلَعَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الأَوَّلِيْنَ وَالآخِرِيْنَ إِلاَّ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ يَا عَلِيُّ لاَتُخْبِرْهُمَا. (رواه الترمذی: ٣٦٦٥)

٨٥٩٢۔ ''سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نظر آئے تو آپ نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا: یہ دونوں جنت کے بوڑھوں کے سردار ہوں گے۔ تمام اہل جنت کے اگلے اور پچھلے سب لوگوں کے۔ انبیاء اور رسولوں کے علاوہ۔ اے علی! ان کو اطلاع نہ دینا۔''

٨٥٩٣ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُأَحَدُهُمَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَالآخَرُعَنْ شِمَالِهِ وَهُوَآخِذٌ بِأَيْدِيْهِمَا وَقَالَ: هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه الترمذی: ٣٦٦٩)

٨٥٩٣۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی ﷺ گھر سے نکل کر مسجد میں داخل ہوئے اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما میں سے ایک آپ ﷺ کے دائیں اور ایک بائیں طرف تھے۔ آپ نے ان میں سے ہر ایک کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔''

٨٥٩٤ـ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ عَلَى أَصْحَابِهِ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالأَنْصَارِوَهُمْ جُلُوْسٌ فِيْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍوَعُمَرُفَلاَيَرْفَعُ إِلَيْهِ أَحَدٌ مِنْهُمْ بَصَرَهُ إِلاَّأَبُوْ بَكْرٍوَعُمَرُفَإِنَّهُمَا كَانَا يَنْظُرَانِ إِلَيْهِ وَيَنْظُرُإِلَيْهِمَا وَيَتَبَسَّمَانِ إِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ إِلَيْهِمَا. (رواه الترمذی: ٣٦٦٨)

٨٥٩٤۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ انصار ومہاجرین کے پاس تشریف لائے جبکہ وہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ ان دونوں کے علاوہ کوئی بھی نگاہ اٹھا کر آپ کی طرف دیکھتا نہ تھا۔ وہ دونوں آپ ﷺ کی طرف اور آپ ان دونوں کی طرف دیکھتے تھے۔ اور وہ دونوں آپ ﷺ کی طرف اور آپ ان دونوں کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے اور پھر سب کی طرف عمومی توجہ فرماتے۔''

٨٥٩٥ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلاَّ لَهُ وَزِيْرَانِ

٨٥٩٥۔ ''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے لیے دو وزیر آسمان والوں سے

(٨٥٩٢) ترمذی: ٣٦٦٥۔ صحیح (البانی): ٢٨٩٧۔ ابن ماجہ: ٩٥۔ احمد: ٦٠٣.
(٨٥٩٣) ترمذی: ٣٦٦٩۔ ضعیف (البانی): ٧٥٥۔ ابن ماجہ: ٩٩.
(٨٥٩٤) ترمذی: ٣٦٦٨۔ ضعیف (البانی): ٧٥٤۔ احمد: ١٢١٠٧.
(٨٥٩٥) ترمذی: ٣٦٨٠۔ ضعیف (البانی): ٧٥٨.

مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيْرَانِ مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ، فَأَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَأَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ. (رواه الترمذي: ٣٦٨٠)

اور دو وزیر اہل زمین سے لیے جاتے ہیں۔ میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے جبریل و میکائیل علیہما السلام ہیں اور میرے دو وزیر اہل زمین میں سے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں۔''

٨٥٩٦۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأَرْضُ، ثُمَّ أَبُوْبَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ آتِي أَهْلَ الْبَقِيْعِ فَيُحْشَرُوْنَ مَعِيَ، ثُمَّ أَنْتَظِرُ أَهْلَ مَكَّةَ حَتَّى أُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ. (رواه الترمذي: ٣٦٩٢)

٨٥٩٦۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے قیامت کے دن میری (قبر کی) زمین شق کی جائے گی، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ، پھر عمر رضی اللہ عنہ اٹھائے جائیں گے۔ پھر میں بقیع میں مدفون لوگوں کے پاس آؤں گا اور انہیں میرے ساتھ جمع کیا جائے گا۔ پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا، یہاں تک کہ میرا حشر حرمین شریفین کے درمیان ہوگا۔''

٨٥٩٧۔ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: أَبُوْبَكْرٍ، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ، قَالَ: ثُمَّ خَشِيْتُ أَنْ أَقُوْلَ ثُمَّ مَنْ فَيَقُوْلُ عُثْمَانُ، فَقُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ يَا أَبَةِ! قَالَ: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. (رواه أبو داود: ٤٦٢٩)

٨٥٩٧۔ ''محمد ابن حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے اپنے باپ سے عرض کی: نبی ﷺ کے بعد سب سے بہتر انسان کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا: پھر کون ہے؟ انہوں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ۔ پھر مجھے خوف پیدا ہوا کہ اگر میں کہوں گا کہ پھر کون تو وہ کہیں گے عثمان رضی اللہ عنہ، اس لیے میں نے کہا: پھر تو آپ بہتر انسان ہیں، تو انہوں نے کہا: میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام سا آدمی ہوں۔''

٨٥٩٨۔ عَنْ عَائِشَةَ: بَيْنَا رَأْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي حِجْرِي فِي لَيْلَةٍ ضَاحِيَةٍ، إِذْ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! يَكُوْنُ لأَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُومِ السَّمَاءِ؟ قَالَ: نَعَمْ

٨٥٩٨۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: معمول کے مطابق ایک رات کو رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ اس رات مطلع صاف تھا میں نے کہا: کیا کسی انسان کی نیکیاں تعداد میں ستاروں کے برابر بھی ہوں گی؟ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ کی۔

(٨٥٩٦) ترمذی: ٣٦٩٢۔ ضعیف (البانی): ٧٦١.

(٨٥٩٧) ابو داؤد و صحیح (البانی): ٣٨٧٢۔ بخاری: ٣٦٧١۔ ابن ماجہ: ١٠٦.

(٨٥٩٨) رزین.

عُمَرُ، قُلْتُ فَأَيْنَ حَسَنَاتُ أَبِي بَكْرٍ؟ قَالَ إِنَّمَا جَمِيْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ. (رواه رزين)

میں نے عرض کیا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں کہاں گئیں؟ فرمایا: ''عمر رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی جیسی ہیں۔'' (رزین)

٨٥٩٩۔ عَنْ أَنَسٍ، رَفَعَهُ: السُّبَّاقُ أَرْبَعَةٌ: أَنَا سَابِقُ الْعَرَبِ، وَصُهَيْبُ سَابِقُ الرُّوْمِ، وَسَلْمَانُ سَابِقُ الْفُرْسِ، وَبِلَالٌ سَابِقُ الْحَبَشَةِ. (للكبير: ٧٢٨٨)

٨٥٩٩۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''پہل کرنے والے چار ہیں۔ عربوں میں سے، میں ہوں۔ اہل روم میں سے، صہیب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اہل فارس میں سے، سلمان رضی اللہ عنہ ہیں اور اہل حبشہ میں سے بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔'' (الکبیر)

٨٦٠٠۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ أَوَّلُ مَنْ أَظْهَرَ إِسْلَامَهُ سَبْعَةٌ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْبَكْرٍ وَعَمَّارٌ وَأُمُّهُ سُمَيَّةُ وَصُهَيْبٌ وَبِلَالٌ وَالْمِقْدَادُ، فَأَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَنَعَهُ اللّٰهُ بِعَمِّهِ أَبِي طَالِبٍ وَأَمَّا أَبُوْبَكْرٍ فَمَنَعَهُ اللّٰهُ بِقَوْمِهِ وَأَمَّا سَائِرُهُمْ فَأَخَذَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ وَأَلْبَسُوْهُمْ أَدْرَاعَ الْحَدِيْدِ وَصَهَرُوْهُمْ فِي الشَّمْسِ فَمَا مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ وَاتَاهُمْ عَلَى مَا أَرَادُوْا إِلَّا بِلَالاً فَإِنَّهُ هَانَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ فِي اللّٰهِ وَهَانَ عَلَى قَوْمِهِ فَأَخَذُوْهُ فَأَعْطُوْهُ الْوِلْدَانَ فَجَعَلُوْا يَطُوْفُوْنَ بِهِ فِي شِعَابِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقُوْلُ: أَحَدٌ أَحَدٌ. (رواه ابن ماجة: ١٥٠)

٨٦٠٠۔ ''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: سب سے پہلے سات افراد نے اسلام ظاہر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے، عمار رضی اللہ عنہ نے، ان کی ماں سمیہ رضی اللہ عنہا نے، صہیب رضی اللہ عنہ نے، بلال رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ نے۔ رسول اللہ ﷺ کی اللہ نے آپ کے چچا ابوطالب کی وجہ سے حفاظت فرمائی۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ان کی قوم نے حمایت کی۔ اور بقیہ سب کو مشرکین نے پکڑا اور لوہے کی زرہ پہنائی گئیں اور دھوپ میں ڈالے گئے، تو ان میں سے ہر ایک نے وہ کچھ کہا جس کا کفار نے مطالبہ کیا، مگر بلال رضی اللہ عنہ نے اپنی جان ارزاں سمجھی، اللہ کی خاطر اپنی پروا نہیں کی اور لوگوں کو بھی اس کو سزا دینا مشکل نہیں تھا۔ پس انہوں نے پکڑا، باندھ کر لڑکوں کو دے دیا۔ تو وہ اس کو مکہ کی گلیوں میں پھیراتے تھے۔ اور اس کی زبان پر اَحد اَحد کا ورد جاری تھا۔''

شرح: ......مقصد یہ ہے کہ مشرکوں نے ان ناداروں پر اتنا ظلم کیا کہ بچاؤ کے لیے انہوں نے اوپر سے مشرکوں کی ہمنوائی کی دل میں ایمان تھا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عزیمت سے کام لیا اور دیگر بزرگوں نے رخصت سے کام لیا تھا۔ (انجاز الحاجہ: ١/ ٥٥٩)

(٨٥٩٩) طبرانی کبیر: ٧٢٨٨۔ ورجاله رجال الصحیح غیر عمارة بن زاذان وهو ثقة وفیه خلاف و هیثمی: ١٥٦٦٨.

(٨٦٠٠) ابن ماجه: ١٥٠۔ حسن (البانی): ١٢٢۔ احمد: ٣٨٢٢.

مناقب أبي بكر الصديق رضي الله عنه

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب ومحاسن کا بیان

٨٦٠١ـ عَنْ عُرْوَةَ أَبُوبَكْرٍ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَامِرِبْنِ عَمْرِو بْنِ كَعْبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ وَأُمُّهُ أُمُّ الْخَيْرِ سَلْمَى بِنْتِ صَخْرِ بْنِ عَامِرِبْنِ عَمْرِوبْنِ كَعْبٍ. (للكبير)

۸۶۰۱۔ ''عروہ نے کہا: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ ہے۔ ان کی والدہ ام الخیر سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن عمرو بن کعب ہیں۔'' (الکبیر مطولاً)

٨٦٠٢ـ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَنْتَ عَتِيْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيْقًا. (رواه الترمذى: ٣٦٧٩)

۸۶۰۲۔ ''ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے بشارت ہو، تجھے اللہ تعالیٰ نے آگ سے آزاد کردیا ہے۔'' چنانچہ اس دن سے ان کو عتیق کہا جانے لگا۔''

٨٦٠٣ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِيْهِ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ وَلَوْكُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلاً لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلاً أَلَا وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ. (رواه الترمذى: ٣٦٦١)

۸۶۰۳۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے اوپر جس کا کوئی احسان تھا وہ ہم نے چکا دیا ہے، مگر ابوبکر کے احسان ہم پر باقی ہیں اور قیامت کے دن اللہ ان کے احسان چکائے گا۔ اور مجھے کسی کے مال سے اتنا نفع نہیں پہنچا، جتنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال سے فائدہ پہنچا ہے۔ اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو میں ابوبکر کو خلیل بناتا، مگر تمہارا یہ رفیق اللہ کا خلیل ہے۔

زاد رزين: وَمَا عَرَضْتُ الْإِسْلَامَ عَلَى أَحَدٍ إِلَّا كَانَتْ لَهُ كَبْوَةٌ إِلَّا أَبُوبَكْرٍ، فَإِنَّهُ لَمْ يَتَلَعْثَمْ فِي قَوْلِهِ.

رزین نے اضافہ کیا ہے: ''اور میں نے جس پر بھی اسلام پیش کیا اس کو کچھ تردد ہوا، البتہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کوئی توقف نہیں کیا اور فوری ایمان لے آیا۔''

٨٦٠٤ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

۸۶۰۴۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(٨٦٠١) طبرانى كبير واسناده حسن و هيثمى: ١٤٢٨٨.
(٨٦٠٢) ترمذى: ٣٦٧٩۔ صحيح (البانى): ٢٩٠٥.
(٨٦٠٣) ترمذى: ٣٦٦١۔ صحيح (البانى): ٢٨٩٤۔ ابن ماجه: ٩٤۔ احمد: ٧٣٩٧۔ رزين.
(٨٦٠٤) ابو داؤد: ٤٦٥٢۔ ضعيف (البانى): ١٠٠٨.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَتَانِي جِبْرِيْلُ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَرَانِي بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِي تَدْخُلُ مِنْهُ أُمَّتِي ، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ مَعَكَ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَا إِنَّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي . (رواه أبوداود: ٤٦٥٢)

نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے، انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں پسند کرتا ہوں کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا اور دیکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! تو میری امت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......آپ نے محبت کا اظہار بیویوں سے، بیٹیوں سے، نواسوں سے سیدنا صدیق اور اسامہ اور زید رضی اللہ عنہم سے بھی کیا ہے۔ لیکن یہ خُلت کا شرف کسب و اجتہاد سے نہیں حاصل کیا جاتا یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ یہ یا تو سیدنا خلیل الرحمٰن ابراہیم علیہ السلام کو دیا گیا ہے، یا پھر سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کے لیے حاصل ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۵۶۸)

٨٦٠٥ــــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الأَشْيَاءِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ يَعْنِي الْجَنَّةَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ وَبَابِ الرَّيَّانِ ، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: مَا عَلَى هٰذَا الَّذِي يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ وَقَالَ هَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: نَعَمْ وَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ يَا أَبَابَكْرٍ .

(رواه البخاري: ٣٦٦٦)

٨٦٠٥۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے: ''جس نے دو چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کیں تو اس کو جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ بہتر ہے۔ پس نمازی کو باب الصلوٰۃ سے، مجاہد کو باب الجہاد سے، صدقہ دینے والے کو باب الصدقات سے، روزے دار کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! جس کو ان دروازوں میں سے کسی ایک سے بلایا گیا تو اس کو تو کوئی ضرورت باقی نہیں رہے گی، مگر کوئی ایسا خوش نصیب بھی ہوگا، جس کو تمام ابواب سے بلایا جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اے ابوبکر! تو ان لوگوں میں سے ہوگا۔''

(٨٦٠٥) بخاری: ٣٦٦٦۔ مسلم: ١٠٢٧۔ ترمذی: ٣٦٧٤۔ نسائی: ٣١٨٣۔ احمد: ٧٥٧٧۔ مالك: ١٠٢١.

٨٦٠٦ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ ﷛: أَنَا قَالَ: فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ ﷛: أَنَا قَالَ: فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِيْنًا؟ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ ﷛: أَنَا قَالَ: فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا؟ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ ﷛: أَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِئٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ . (لمسلم: ١٠٢٨)

٨٦٠٦۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج تم میں سے کس نے روزہ رکھا ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ فرمایا: آج تم میں سے جنازے کے ساتھ کون چلا ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ فرمایا: آج مسکین کو کھانا کس نے کھلایا ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ فرمایا: تم میں سے آج مریض کی عیادت کس نے کی ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ تمام اوصاف جس شخص میں بھی جمع ہوں وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (مسلم)

شرح: ......کوئی جیسا عمل کرنے والا ہوگا اسی دروازہ سے اسے جنت میں داخلے کے لیے بلایا جائے گا۔ داخل تو ایک دروازے سے ہی ہونا ہے مگر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعظیم کے لیے ہر دروازے سے انہیں آواز دی جائے گی کہ ادھر سے آئیں۔

ان لوگوں کے لیے بھی شرف کی بات ہے کہ جس کی نماز کی کثرت ہوگی اسے اس دروازے سے اور جس کے روزوں کی کثرت ہوگی اسے باب الریان سے جس سے بھی خیر کو سرانجام دیتا رہا ہے اسی دروازے سے آواز آئے گی لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بلند مقام کا اندازہ کریں ان کی تکریم کے لیے ہر دروازہ سے آواز دی جائے گی۔
(فتح الباری:۴/ ۱۱۱)

دوسری حدیث میں جنازہ، مسکین کو کھانا کھلانے، بیمار کی تیمارداری کرنے اور نفلی روزہ رکھنے کی جزا جنت بیان ہوئی ہے۔ ان میں سے صرف نفلی روزہ کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اور باقی تین نیکیوں میں انسانی غمگساری پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا اس قدر گرانمایہ انعام دیا ہے۔

٨٦٠٧ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ: إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: فَدَيْنَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِآبَائِنَا

٨٦٠٧۔ ''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ منبر پر بیٹھے اور فرمایا: ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تازگی اور آسائش دے کر دنیا میں زندہ رہنے اور اپنے پاس بلانے کے درمیان اختیار دیا تو اس بندے نے اللہ تعالیٰ کے پاس جانے کو اختیار کرلیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ!

(٨٦٠٦) مسلم: ١٠٢٨.

(٨٦٠٧) ترمذی: ٣٦٦٠ـ صحیح (البانی): ٢٨٩٣ـ بخاری: ٤٦٦ـ مسلم: ٢٣٨٢ـ احمد: ١٠٧٥٠ـ دارمی: ٧٧.

وَأُمَّهَاتِنَا! قَالَ: فَعَجِبْنَا فَقَالَ النَّاسُ: انْظُرُوْا إِلَى هٰذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ وَهُوَ يَقُوْلُ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا قَالَ: فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرُ وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ هُوَ أَعْلَمُنَا بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُوْ بَكْرٍ وَلَوْكُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلاً لاَتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلاً وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الإِسْلاَمِ لاَ تُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلاَّ خَوْخَةُ أَبِي بَكْرٍ . (رواه الترمذی: ٣٦٦٠)

ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ لوگوں نے تعجب کرتے ہوئے کہا: اس بزرگ کی طرف تو دیکھو۔ نبی ﷺ کسی مرد کی خبر دیتے ہیں کہ یا تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کی تازگی دے دے اور وہ دنیا میں رہے اور یا وہ چاہے تو اللہ کے پاس آ جائے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارے باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اپنی خبر دے رہے تھے۔ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ آپ ﷺ کے کلام کو سمجھتے تھے۔ پس آپ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا: مجھ پر سب سے زیادہ احسانات ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے ہیں، رفاقت میں بھی اور مال خرچ کرنے میں بھی۔ اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا، مگر اسلام کی اخوت ہی کفایت کرتی ہے۔ اور کوئی دریچہ (کھڑکی) مسجد میں کھلا نہ رہنے دیا جائے، مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کھلی رہے۔'' (الترمذی)

شرح: ......اس سے ایک تو یہ پتہ چلا کہ مسجد میں کھڑکی رکھنا جائز ہے اور اس سے گزرنا جائز ہے۔ دوسرا یہ پتہ چلا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی بات سمجھنے میں کتنی زیادہ دور رس شناسائی تھی۔

اور اس میں یہ فرما کر کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی رہنے دو یہ اپنے بعد خلافت کا اشارہ دے دیا تھا اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جان اور مال نچھاور کرنے پر مہر ثبت کر دی ہے۔ (فتح الباری: ا/ ۵۵۹)

٨٦٠٨ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَتَصَدَّقَ فَوَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ مَالاً فَقُلْتُ الْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَبْقَيْتَ لأَهْلِكَ قُلْتُ مِثْلَهُ وَأَتَى أَبُوْبَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ:

۸۶۰۸۔ ''زید بن اسلم اپنے باپ اسلم سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا اور اتفاقاً اس وقت میرے پاس مال آیا ہوا تھا۔ میں نے دل میں سوچا کہ آج میں ابوبکر رضی اللہ عنہ پر سبقت حاصل کروں گا۔ اگر مجھے کبھی سبقت حاصل ہوسکتی ہو۔ چنانچہ میں اپنا نصف مال اٹھا لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑا؟ میں

(٨٦٠٨) ترمذی: ٣٦٧٥ـ حسن (البانی): ٢٩٠٢ـ ابو داؤد: ١٦٧٨ـ دارمی: ١٦٦٠.

يَـا أَبَـابَكْرٍ! مَا أَبْقَيْتَ لأَهْلِكَ؟ قَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُـمُ الـلّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، قُلْتُ: وَاللّٰهِ! لاأَسْبِقُهُ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا. (رواه الترمذي: ٣٦٧٥)

نے عرض کی: اس مال کی مثل چھوڑ آیا ہوں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا جمیع مال لے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے اپنے اہل خانہ کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ آیا ہوں۔ تو میں جان گیا اور دل میں کہا کہ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسی چیز میں سبقت نہیں حاصل کر سکوں گا۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

شرح: ......اس سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل کثیرہ کا پتہ چلتا ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے نیک انسان یہ تمنا رکھتے تھے کہ میں ان سے نیکی کے کسی میدان میں آگے بڑھ جاؤں۔ تو ان کی آرزو پوری نہیں ہوتی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مالی حالت بہتر نہ تھی وہ پھر بھی ان کا مقابلہ نہ کر سکے تو خوشحالی کی صورت میں کوئی اور کون صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بڑھ سکتا تھا۔ (مرقاۃ: ۱۱/ ۲۸۷)

٨٦٠٩ــ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضي الله عنه قَـالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ آخِذًا بِـطَـرَفِ ثَوْبِهِ حَتَّى أَبْدَى عَنْ رُكْبَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَمَّـا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ، فَسَلَّمَ وَقَـالَ: إِنِّـي كَـانَ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَـيْءٌ فَـأَسْرَعْتُ إِلَيْهِ ثُمَّ نَدِمْتُ فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَـغْـفِـرَلِي فَأَبَى عَلَيَّ فَأَقْبَلْتُ إِلَيْكَ، فَقَالَ يَـغْـفِـرُ الـلّٰـهُ لَكَ يَـاأَبَـابَكْرٍ! ثَلاثًا، ثُمَّ إِنَّ عُـمَـرَنَـدِمَ فَـأَتَـى مَنْزِلَ أَبِي بَكْرٍ فَسَأَلَ أَثَّمَ أَبُـوْبَـكْرٍ؟ فَقَالُوْا: لاَ، فَأَتَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَسَـلَّـمَ فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ يَتَـمَعَّـرُحَتَّى أَشْـفَقَ أَبُوْبَكْرٍ فَجَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُـوْلَ الـلّٰهِ! أَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ مَرَّتَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ الـلّٰـهَ بَـعَـثَـنِـي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ

٨٦٠٩۔ ''سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کی ایک طرف اٹھائے ہوئے حاضر ہوئے جبکہ ان کے دو زانو ننگے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا رفیق کسی خاص وجہ سے غصہ میں آ رہا ہے۔ انہوں نے سلام کہا اور عرض کیا کہ میرے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی بات تھی تو میں نے پہل کر دی اور پھر میں پشیمان ہوا اور میں نے ان سے مطالبہ کیا کہ مجھے معاف کر دیں تو انہوں نے انکار کر دیا ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: اے ابوبکر! تجھے اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نادم ہو کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر گئے اور کہا: یہاں ابوبکر ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: گھر میں نہیں ہیں۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس متغیر ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو زانوں ہو کر بیٹھے اور عرض کی:

(٨٦٠٩) بخاري: ٣٦٦١.

كَذَبْتَ وَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ صَدَقَ وَوَاسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْا لِي صَاحِبِي، مَرَّتَيْنِ، فَمَا أُوْذِيَ بَعْدَهَا. (رواه البخاري: ٣٦٦١)

یا رسول اللہ! میں نے ان پر زیادتی کی ہے، دوبار کہا۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے تم سب کی طرف مبعوث کیا۔ تو تم نے کہا: تو جھوٹ کہتا ہے۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ سچ کہتے ہیں۔ اس نے اپنی جان اور مال کے ذریعے میرے ساتھ ہمدردی کی۔ تو کیا تم میری وجہ سے میرے صحابی کو ستانے سے باز رہو گے، دوبار فرمایا۔ لہٰذا اس دن کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کسی نے کوئی ایذا نہیں پہنچائی۔'' (البخاری)

شرح: ......اس سے ثابت ہوا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں اور فاضل آدمی کو اپنے سے افضل آدمی کو غصہ دلانے والی بات نہیں کرنی چاہیے اور اگر ضرورت ہو اور دوسرے کے گمراہ ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور نہ فتنہ میں پڑنے کا خطرہ ہو تو سامنے تعریف کرنا جائز ہے۔

اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ کبھی طبعی غلبہ سے اچھا انسان بھی چھوٹی حرکت کر بیٹھتا ہے۔ لیکن اچھائی اسی میں ہے کہ جلدی رجوع کر لیا جائے۔ کیونکہ نبی ﷺ کے سوا اور کوئی بھی معصوم نہیں۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مظلوم سے مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ استغفار کرے اور ظلم معاف کر دے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ گھٹنے ستر میں سے نہیں۔ (فتح الباری: ۷/ ۲۶)

٨٦١٠ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَايَنْبَغِي لِقَوْمٍ فِيْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ. (رواه الترمذي: ٣٦٧٣)

۸۶۱۰۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی قوم کے لیے مناسب نہیں کہ ان کے درمیان سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود ہوں اور کوئی دوسرا امامت کرائے۔'' (ترمذی)

٨٦١١ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ لَمَّا اسْتُعِزَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا عِنْدَهُ فِي نَفَرٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، دَعَاهُ بِلَالٌ إِلَى الصَّلَاةِ، فَقَالَ: مُرُوْا مَنْ يُصَلِّي لِلنَّاسِ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَمْعَةَ فَإِذَا عُمَرُ فِي النَّاسِ وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ غَائِبًا، فَقُلْتُ: يَا عُمَرُ! قُمْ فَصَلِّ

۸۶۱۱۔ ''سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر مرض غالب آ گیا تو دیگر چند اصحاب سمیت میں آپ ﷺ کے پاس تھا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی دعوت دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ میں گیا تو عمر رضی اللہ عنہ لوگوں میں موجود تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ غائب تھے تو میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔

(٨٦١٠) ترمذی: ٣٦٧٣ـ ضعيف جدًا (البانی): ٧٥٧.

(٨٦١١) ابو داؤد: ٤٦٦٠ـ حسن، صحیح: ٣٨٩٥ـ احمد: ١٨٤٢٧.

بِالنَّاسِ فَتَقَدَّمَ فَكَبَّرَ فَلَمَّا سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَوْتَهُ، وَكَانَ عُمَرُ رَجُلاً مُجْهِرًا، قَالَ: فَأَيْنَ أَبُوْ بَكْرٍ يَأْبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ وَالْمُسْلِمُوْنَ يَأْبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ وَالْمُسْلِمُوْنَ فَبَعَثَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَجَاءَ بَعْدَ أَنْ صَلَّى عُمَرُ تِلْكَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ . (رواه أبوداود: ٤٦٦٠)

عمر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور تکبیر کہی تو آپ ﷺ نے ان کی آواز سنی۔ عمر رضی اللہ عنہ بلند آواز سے بولنے والے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ اللہ اور مسلمان انکار کرتے ہیں۔ اللہ اور مسلمان انکار کرتے ہیں، دوبار فرمایا۔ یہ نماز عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلایا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ کے نماز پڑھانے کے بعد حاضر ہوئے، پھر انہوں نے دوبارہ نماز پڑھائی۔''

٨٦١٢ـ وَفِي رِوَايَةٍ: لَمَّا سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ صَوْتَ عُمَرَ قَالَ ابْنُ زَمْعَةَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَطْلَعَ رَأْسَهُ مِنْ حُجْرَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: لَا لَا لَا، لِيُصَلِّ لِلنَّاسِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ، يَقُوْلُ ذٰلِكَ مُغْضَبًا. (رواه أبوداود: ٤٦٦١)

٨٦١٢۔ ''ایک روایت میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک حجرے سے باہر نکالا اور پھر فرمایا: نہیں، نہیں، نہیں۔ لوگو! ابن ابی قحافہ نماز پڑھائے۔ یہ بات آپ ﷺ نے غصے سے فرمائی۔'' (ابوداؤد)

٨٦١٣ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتِ الأَنْصَارُ: مِنَّا أَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ، فَأَتَاهُمْ عُمَرُ، فَقَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ؟ فَأَيُّكُمْ تَطِيْبُ نَفْسُهُ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ؟ قَالُوْا: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ أَنْ نَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ. (رواه النسائي: ٧٧٧)

٨٦١٣۔ ''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جب نبی ﷺ کا وصال ہوا تو انصار نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ایک امیر تم (مہاجرین) میں سے ہوگا۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور کہا: کیا تم نہیں جانتے کہ نبی ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے تو تم میں سے کس کو یہ پسند ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھے۔ تو انہوں نے کہا: ہم اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں کہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھیں۔'' (النسائی)

٨٦١٤ـ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فِي مَرَضِهِ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ: إِنَّ

٨٦١٤۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مرض الوصال میں فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ میں نے عرض کی: اگر ابوبکر آپ ﷺ کی جگہ کھڑے

(٨٦١٢) ابو داؤد: ٤٦٦١۔ صحيح (البانی): ٣٨٩٦۔ احمد: ١٨٤٢٧.

(٨٦١٣) نسائی: ٧٧٧۔ حسن الاسناد: ٧٤٩۔ احمد: ١٣٤.

(٨٦١٤) بخاری: ٧١٦۔ مسلم: ٤١٨۔ ترمذی: ٣٦٧٢۔ ابن ماجه: ١٢٣٣۔ احمد: ٢٥٦٠٦۔ دارمی: ١٢٥٧۔ مالك: ٤١٤.

أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ، فَقَالَ: مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ، قَالَتْ عَائِشَةُ لِحَفْصَةَ: قُوْلِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ، فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَهْ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ، قَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ: مَا كُنْتُ لِأُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا. (رواه البخاري: ٧١٦)

ہوئے تو روئیں گے اور لوگ ان کی آواز نہیں سن پائیں گے۔ آپ ﷺ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیں وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ نبی ﷺ سے کہہ دیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی جگہ نماز پڑھانے کھڑے ہوں گے تو وہ لوگوں کو رونے کی وجہ سے اپنی آواز سنا نہیں پائیں گے، لہٰذا آپ عمر رضی اللہ عنہ سے فرمائیں کہ وہ پڑھائیں۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہی کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: رک جاؤ تم ان عورتوں کی مانند ہو جو یوسف علیہ السلام کے ساتھ داؤ کھیلتی تھیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ چنانچہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: مجھے تیرے ہاتھوں کبھی بھلائی نہیں پہنچ سکتی۔'' (بخاری)

٨٦١٥ــ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَتْ لَقَدْ رَاجَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ وَمَا حَمَلَنِي عَلَى كَثْرَةِ مُرَاجَعَتِهِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَقَعْ فِي قَلْبِي أَنْ يُحِبَّ النَّاسُ بَعْدَهُ رَجُلًا قَامَ مَقَامَهُ أَبَدًا وَإِلَّا أَنِّي كُنْتُ أَرَى أَنَّهُ لَنْ يَقُوْمَ مَقَامَهُ أَحَدٌ إِلَّا تَشَاءَمَ النَّاسُ بِهِ فَأَرَدْتُ أَنْ يَعْدِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ. (رواه مسلم: ٤١٨)

٨٦١٥۔'' ایک روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس معاملے میں تکرار کی۔ آپ ﷺ کی بکثرت بات لوٹانے کی اصل وجہ یہ تھی کہ میرے دل میں یہ بات نہ تھی کہ جو شخص آپ ﷺ کے مقام پر کھڑا ہوگا، اس کو لوگ پسند کریں۔ بلکہ میری رائے تھی کہ اس سے لوگ نفرت کریں گے اور برا شگون لیں گے۔ اس لیے میں چاہتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پھیر دیا جائے۔''

٨٦١٦ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَسْلَمَتْ أُمُّ أَبِي بَكْرٍ وَعُثْمَانَ وَأُمُّ طَلْحَةَ وَأُمُّ الزُّبَيْرِ وَأُمُّ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَأُمُّ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، وَإِنَّمَا سُمِّيَ عَتِيْقَ ابْنَ عُثْمَانَ لِحُسْنِ وَجْهِهِ. (للكبير: ٣، بضعف)

٨٦١٦۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ماں، عثمان رضی اللہ عنہ کی ماں، طلحہ رضی اللہ عنہ کی ماں، زبیر رضی اللہ عنہ کی ماں، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی ماں اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی ماں ایمان لائی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو، عتیق بن عثمان اس لیے کہا گیا کہ ان کا چہرہ خوبصورت تھا۔'' (الکبیر، سند ضعیف)

(٨٦١٥) مسلم: ٤١٨۔ بخاري: ٦٨٧۔ ترمذی: ٣٦٢۔ نسائی: ٨٣٣۔ ابن ماجه: ١٢٣٣۔ احمد: ٢٧٦٦٧۔ دارمی: ٨٢۔ مالك: ٤١٤.

(٨٦١٦) طبرانی کبیر: ٣ وفيه، عبدالله بن شبيب وهو ضعيف و هيثمی: ١٤٢٩١.

٨٦١٧ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ: عُرِجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ فَمَا مَرَرْتُ بِسَمَاءٍ إِلَّا وَجَدْتُ فِيْهَا اسْمِي مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَأَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ مِنْ خَلْفِي. (للموصلى: ٦٦٠٧، والأوسط بضعف)

٨٦١٧ـ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ مجھے آسمان پر اٹھایا گیا تو آسمان میں جہاں سے گذرا اپنا نام پایا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور میرے پیچھے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ ہے۔'' (الموصلی، الاوسط، سند ضعیف)

٨٦١٨ـ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ: لَانَعْلَمُ أَرْبَعَةٌ أَدْرَكُوْا النَّبِيَّ ﷺ وَأَبْنَاؤُهُمْ إِلَّا هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةِ: أَبُوْقَحَافَةَ، وَأَبُوْ بَكْرٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَأَبُوْعَتِيْقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَاسْمُهُ مُحَمَّدٌ. (للكبير: ١١، بخفى)

٨٦١٨ـ ''موسیٰ بن عقبہ نے کہا: چار افراد نے ہمارے علم کے مطابق ایک نسل سے اسلام کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا، مگر اس گھرانے نے دیکھا۔ ابو قحافہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور ابوعتیق بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اور اس کا نام محمد ہے۔'' (الکبیر سند خفی ہے۔)

٨٦١٩ـ عَنْ عَائِشَةَ: تُوُفِّيَ أَبُوْ بَكْرٍ لَيْلَةَ الثُّلَاثَاءِ وَدُفِنَ لَيْلًا. (للكبير: ٤٠)

٨٦١٩ـ ''ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ منگل کی رات فوت ہوئے اور رات ہی دفن کر دیے گئے۔'' (الکبیر)

٨٦٢٠ـ عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ عِمْرَانَ: سَمِعْتُ جَدِّي يَقُوْلُ: تُوُفِّيَ أَبُوْ بَكْرٍ وَفِيْهِ طَرَفٌ مِنَ السَّلِّ، وَوَلَّى سَنَتَيْنِ وَنِصْفًا. (للكبير: ٤١)

٨٦٢٠ـ ''الہیثم بن عمران نے کہا: میں نے اپنے دادا سے سنا کہ اس نے کہا: ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ان کو سل کی بیماری کا اثر تھا اور انہوں نے دو سال چھ ماہ خلافت کے فرائض انجام دیے۔''

شرح:...... ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں بآواز بلند رونا آ جائے تو نماز خراب نہیں ہوتی۔ (فتح الباری: ۲/ ۲۰۶)

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نہ تو نماز میں کمی تھی اور نہ ان کی شان میں کوتاہی تھی، ان سے کم تر شان والا بھی نماز پڑھاتا تو نماز درست تھی۔ یہ نماز کسی نقص کی وجہ سے نہیں لوٹائی گئی تھی یہ صرف اس لیے دہرائی گئی تھی کہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت اور نیابت کا معاملہ تھا کہ امت کو علم ہو جائے کہ میرے بعد میری امت کے معاملے کے بست و کشاد کی ذمہ داری سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہے۔

(٨٦١٧) موصلی: ٦٦٠٧ـ طبرانی اوسط وفيه عبداللّٰه بن ابراهيم الغفاری وهو ضعيف و هيثمی: ١٤٢٩٦.

(٨٦١٨) طبرانی كبير: ١١ـ وفيه محمد بن عبداللّٰه بن عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد و لم اعرفه.

(٨٦١٩) طبرانی كبير: ٤٠ـ ورجاله رجال الصحيح و هيثمی: ١٤٣٩٥.

(٨٦٢٠) طبرانی كبير: ٤١ـ ورجاله ثقات و هيثمی: ١٤٣٩٦.

یہ حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی واضح دلیل ہے۔ اس کی اہمیت کی وجہ سے آپ غصہ میں آ گئے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو جماعت کرائیں۔ (عون المعبود: ۴/ ۳۴۸)

مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب کا بیان

٨٦٢١ــ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: هُوَعُمَرُبْنِ الْخَطَّابِ بِنُ نُفَيْلِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنُ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطِ بْنِ رِزَاحِ بْنِ عَدِيّ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيّ، وَأُمُّهُ خَيْثَمَةَ بِنْتُ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِوبْنِ مَخْزُوْمٍ. (للكبير: ٤٩)

۸۶۲۱۔ ''مؤرخ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ یہ ہے: عمر بن خطاب بن نقیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی۔ اور ان کی ماں خیثمہ بنت ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن محزوم ہے۔'' (الکبیر)

٨٦٢٢ــ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ يَا خَيْرَالنَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: أَمَا إِنَّكَ إِنْ قُلْتَ ذَاكَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رَجُلٍ خَيْرٍ مِنْ عُمَرَ. (رواه الترمذی: ٣٦٨٤)

۸۶۲۲۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے سب سے بہتر انسان رسول اللہ ﷺ کے بعد۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو نے یہ کہا ہے تو سن کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: ''عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر کسی مرد پر سورج کبھی طلوع نہیں ہوا۔''

٨٦٢٣ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اللّٰهُمَّ أَعِزَّ الإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ أَوْبِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: وَكَانَ أَحَبَّهُمَا إِلَيْهِ عُمَرُ. (رواه الترمذی: ٣٦٨١)

۸۶۲۳۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: یا اللہ! ان دو مردوں میں سے ایک کے ساتھ، جو تجھے زیادہ محبوب ہے، اسلام کو غالب کر دے۔ ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ساتھ اور اللہ کو ان دونوں میں سے عمر رضی اللہ عنہ ہی زیادہ پسند تھے۔''

شرح: ......اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ صبح ہوئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے پاس گئے اور مسلمان ہو گئے۔ ان میں قوت تھی، اللہ کے معاملہ میں نہایت مضبوط تھے، اس لیے اسلام کو عزت ملی۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۵۷۹)

(٨٦٢١) طبرانی کبیر: ٤٩ـ وهو صحيح عن ابن اسحق و هیثمی: ١٤٣٩٨.

(٨٦٢٢) ترمذی: ٣٦٨٤ـ موضوع (البانی): ٧٦٠.

(٨٦٢٣) ترمذی: ٣٦٨١ـ صحیح (البانی): ٢٩٠٧ـ احمد: ٥٦٦٣.

٨٦٢٤ـ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عِنْدَ دَارِهِ وَقَالُوْا صَبَا عُمَرُ، وَأَنَا غُلَامٌ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِي، فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْ دِيْبَاجٍ، فَقَالَ: قَدْ صَبَا عُمَرُ فَمَا ذَاكَ فَأَنَا لَهُ جَارٌ، قَالَ: فَرَأَيْتُ النَّاسَ تَصَدَّعُوْا عَنْهُ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ. (رواه البخاری: ٣٨٦٥)

۸۶۲۴۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جب عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو لوگ ان کے گھر پر جمع ہو گئے اور کہا: عمر صابی (بے دین) ہو گئے۔ میں اس وقت لڑکا ہی تھا اور گھر کی چھت پر تھا۔ اتنے میں ایک مرد آیا، اس پر ریشم کی چادر تھی۔ اس نے کہا: صابی ہوا تو تب کیا ہوا میں اس کو پناہ دیتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر منتشر ہو گئے۔ تو میں نے پوچھا: یہ کون تھا؟ تو لوگوں نے کہا: یہ عاص بن وائل ہے۔'' (البخاری)

شرح: ......سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بعثت کے چھٹے یا ساتویں سال ایمان لائے تھے۔ اس سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے معزز ہونے کا پتہ چلتا ہے کہ ان کے اسلام لانے سے مکہ میں تہلکہ مچ گیا تھا۔ (فتح الباری: ۷/ ۱۷۸)

٨٦٢٥ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوْا فِيْهِ وَقَالَ فِيْهِ عُمَرُ أَوْ قَالَ ابْنُ الْخَطَّابِ فِيْهِ شَكَّ خَارِجَةُ إِلَّا نَزَلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ عَلَى نَحْوِ مَا قَالَ عُمَرُ. (رواه الترمذی: ٣٦٨٢)

۸۶۲۵۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر رکھ دیا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: جب لوگوں کے درمیان کوئی بات چلتی ہے اور لوگ اس میں کوئی رائے ظاہر کرتے ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ کوئی دوسری رائے دیتے ہیں تو قرآن اس قول کی تائید میں نازل ہوتا ہے، جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہوتا ہے۔'' (ترمذی)

شرح: ......مطلب ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے حق ظاہر ہوتا تھا اور ان کی زبان پر حق کا غلبہ تھا اور حق ان میں پیدائشی اور مستقل عادت بن چکا تھا۔ (مرقاۃ: ۱۱/ ۲۸۹)

٨٦٢٦ـ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: قَدْ كَانَ يَكُوْنُ فِي الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُوْنَ، فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهُمْ. (رواه مسلم: ٢٣٩٨)

۸۶۲۶۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے کی امتوں میں کچھ لوگ محدَّث (صاحب الہام) ہوتے تھے۔ (اور وہ نبی نہیں تھے۔) اگر میری امت سے کوئی محدّث ہے تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔'' (الشیخان)

(٨٦٢٤) بخاری: ٣٨٦٥.

(٨٦٢٥) ترمذی: ٣٦٨٢۔ صحیح (البانی): ٢٩٠٨۔ احمد: ٥١٢٣.

(٨٦٢٦) مسلم: ٢٣٩٨۔ ترمذی: ٣٦٩٣۔ احمد: ٢٣٧٦٤.

٨٦٢٧۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه قَالَ مَـا زِلْـنَـا أَعِـزَّةً مُـنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ. (رواه البخاري: ٣٨٦٣)

٨٦٢٧۔ ''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ہم مسلسل باعزت ہوتے چلے گئے جب سے عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔'' (البخاری)

شرح: ......محدث اسے کہتے ہیں جس کے دل میں الہام ہو جائے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی محدث ہونے کی خاص وجہ یہ ہے کہ ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور بعد میں متعدد بار درست الہام ہوئے ہیں جن کے مطابق قرآن اترا اور درست فیصلے ہوئے۔ (فتح الباری: ۷/ ۵۱)

٨٦٢٨۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: بَيْـنَـا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّـدِيَّ وَمِـنْهَـا مَا دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُـمَـرُ بْـنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهُ، قَـالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟! قَالَ: الدِّيْنُ. (رواه البخاري: ٢٣)

٨٦٢٨۔ ''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں معمول کے مطابق سویا ہوا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ انہوں نے قمیص پہن رکھی ہیں۔ کسی کی قمیص اس کی چھاتیوں تک ہے، اور بعض کی کچھ اس سے نیچے ہے۔ اور میرے سامنے عمر رضی اللہ عنہ پیش کیے گئے اور وہ اپنی قمیص زمین پر کھینچتے جا رہے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ نے کیا تعبیر فرمائی ہے؟ فرمایا: دین مراد ہے۔'' (الشیخان، الترمذی، النسائی)

٨٦٢٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: بَيْـنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَـرِبْـتُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِي أَظْفَـارِي ثُـمَّ أَعْـطَيْـتُ فَـضْـلِي عُمَرَ بْنَ الْـخَـطَّابِ، قَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: الْعِلْمَ. (رواه البخاري: ٨٢)

٨٦٢٩۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا، میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا اور میں نے اس سے دودھ پیا۔ یہاں تک کہ دودھ کی تری (سیرابی) میں نے ناخنوں سے نکلتی دیکھی۔ اور بچا ہوا دودھ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ لوگوں نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تعبیر فرمائی؟ فرمایا: ''علم۔''

٨٦٣٠۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَـقُـوْلُ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى

٨٦٣٠۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''میں معمول کے مطابق

(٨٦٢٧) بخاري: ٣٨٦٣.

(٨٦٢٨) بخاري: ٢٣۔ مسلم: ٢٣٩٠۔ ترمذي: ٢٢٨٥۔ نسائي: ٥٠١١۔ احمد: ١١٤٠٥۔ دارمي: ٢١٥١.

(٨٦٢٩) بخاري: ٨٢۔ مسلم: ٢٣٩١۔ ترمذي: ٢٢٨٤۔ احمد: ٦٣٠٧۔ دارمي: ٢١٥٤.

(٨٦٣٠) بخاري: ٣٦٦٤۔ مسلم: ٢٣٩٢۔ احمد: ٢٧٢٢٨.

قَـلِيْـبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُـمَّ أَخَـذَهَـا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوْبًا أَوْذَنُـوْبَيْـنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُلَهُ ضَـعْـفَـهُ ثُـمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَعَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُـمَـرَحَتَّـى ضَـرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ. (رواه البخاري: ٣٦٦٤)

سویا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ میں کنویں کے دھانے پر ہوں اور اس پر ڈول بھی موجود ہے۔تو میں نے جس قدر اللہ نے چاہا ڈول کھینچا اور پھر اس کو ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ نے پکڑا اور اس نے کھینچا۔ایک یا دو ڈول نکالے اور اس کے کھینچنے میں کچھ کمزوری تھی۔ اللہ اس کو بخشے گا۔ پھر وہ ڈول بہت بڑا ہوگیا اور اس کو ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے پکڑا۔ میں نے کوئی طاقت ور انسان عمر کے ڈول کھینچنے کی مثل نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ سب لوگ سیر ہوکر اپنی جگہ بیٹھ گئے۔''

شرح:......سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ڈول میں کمزوری کا مطلب دین کے پھیلانے میں کمزوری نہیں۔ یہ مدت کی کمی کا اشارہ ہے کہ انہیں تقریباً ڈھائی سال خلافت کا موقع ملا۔فتوحات کی بنیاد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہی رکھی تھی۔

اس حدیث میں خلافت کی طرف اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے اور اسلام کی بنیاد مضبوط کریں گے اور ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے جو دین کی اشاعت کا اچھا موقع پائیں گے اور فتوحات ان کے دور میں کثرت سے ہوں گی۔لوگ برکات حاصل کریں گے۔ ڈول کھینچنے کا یہی مطلب ہے کہ اسلام پھیلے گا۔ (فتح الباری:۱۲/۴۱۲)

دودھ کی تعبیر علم سے کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا نفع زیادہ ہے۔ دودھ، گوبر اور خون کے درمیان سے پاکیزہ رزق کے طور پر اللہ نے عطا کیا ہے اسی طرح علم ایک ایسا نور ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جہالت کی تاریکی میں ظاہر کرتے ہیں۔ (فتح الباری:۱۲/۳۹۴)

لباس اور قمیض کو دین سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دنیا میں پردہ پوشی کے کام آتا ہے اور دین آخرت میں پردہ پوشی کرے گا۔ (فتح الباری:۱۲/ ۳۹۶)

٨٦٣١ـــ عَـنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَـالَ: اسْتَـأْذَنْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْعُمْرَةِ فَأَذِنَ لِي وَقَالَ: لَا تَنْسَنَا يَـا أُخَـيَّ مِنْ دُعَائِكَ، فَقَالَ: كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الدُّنْيَا. (رواه أبو داؤد: ١٤٩٨)

۸۶۳۱۔''سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی اور فرمایا: اے چھوٹے بھائی! دعا میں ہمیں نہ بھولنا یا فرمایا: اپنی دعا میں ہمیں شامل کرنا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (میرے لیے) ایسا جملہ فرمایا جس کے بدلے ساری دنیا لے کر میں راضی نہیں ہوں گا۔'' (ترمذی وابوداؤد بلفظہٖ)

(٨٦٣١) ابو داؤد: ١٤٩٨ـ ضعيف (البانی): ٣٢٢ـ ترمذی: ٣٥٦٢ـ ابن ماجه: ٢٨٩٤.

شــرح: ......اس میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی عظمت شان کا اظہار ہوتا ہے اور سامعین کو آپ نے یہ درس دیا ہے کہ یہ مستجاب الدعوات ہیں۔ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خشوع اور خضوع کا بھی پتہ چلتا ہے اور امت کو آپ نے رغبت دلائی ہے کہ عبادت گزار اور صالح لوگوں سے دعا کروایا کریں۔ (انجاز الحاجہ: ۸/ ۴۷۰)

٨٦٣٢ـ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِـي بَـعْـضِ مَـغَـازِيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ جَائَتْ جَـارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي كُنْتُ نَـذَرْتُ إِنْ رَدَّكَ الـلّٰـهُ سَـالِمًا أَنْ أَضْرِبَ بَيْنَ يَـدَيْكَ بِـالـدُّفِّ وَأَتَـغَـنَّى فَقَـالَ لَهَـا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنْ كُـنْـتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِيْ وَإِلَّا فَلاَ، فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ. (رواه الترمذى: ٣٦٩٠)

زادرزين: وتقول:

طَـلَـعَ الْبَـدْرُ عَـلَيْنَـا
مِـنْ ثَـنَيَـاتِ الْوَدَاعِ
وَجَـبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَـا دَعَـا لِلّٰـهِ دَاعٍ

ثُـمَّ اتَّـفَقَا، فَدَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَـلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِـيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَأَلْقَتِ الدُّفَّ تَـحْـتَ اسْتِهَا وَقَعَدَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ ﷺ: إِنَّ الشَّيْـطَـانَ لَيَـخَافُ مِنْكَ يَاعُمَرُ، إِنِّي كُنْتُ جَـالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ، فَدَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ وَهِيَ تَـضْـرِبُ، ثُـمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَـلَ عُثْـمَـانُ وَهِيَ تَضْرِبُ، فَلَمَّا دَخَلْتَ أَنْتَ يَا عُمَرُ أَلْقَتِ الدُّفَّ وَجَلَسَتْ عَلَيْهِ.

٨٦٣٢۔ ''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں گئے تو واپس آنے پر ایک چھوٹی لڑکی سیاہ رنگ کی حاضر ہوئی اور اس نے کہا: میں نے نذر مانی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح سلامت واپس لے آیا تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور اشعار گاؤں گی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو نے منت مانی ہے تو دف بجا ورنہ نہیں۔ تو اس نے کہا: میں نے نذر مانی ہے۔ اور وہ دف بجانے لگی۔ رزین رحمہ اللہ نے زیادہ کہا کہ اس نے یوں بھی کہا:

ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا
الوداع کی گھاٹی سے
ہم پر شکر واجب ہوا
جب تک دعا مانگنے والے اللہ سے دعا مانگتے رہیں

پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو وہ دف بجاتی رہی۔ پھر علی رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو وہ بجاتی رہی اور پھر عثمان رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو وہ بجاتی رہی اور پھر عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو دف اپنے نیچے لے کر بیٹھ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! تیرے سے شیطان ڈرتا ہے۔ میں بیٹھا ہوا تھا تو یہ دف بجاتی رہی، ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو بجاتی رہی۔ پھر علی رضی اللہ عنہ آئے تو بجاتی رہی۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو وہ بجاتی رہی۔ اور اے عمر! جب تو داخل ہوا تو اس نے دف پھینک دیا اور نیچے رکھ کر اس پر بیٹھ گئی۔''

(٨٦٣٢) ترمذی: ٣٦٩٠ـ صحيح (البانى): ٢٩١٣ـ احمد: ٢٢٤٨٠.

٨٦٣٣ــ عَـنْ عَـائِشَةَ: ذَكَرَتْ قِصَّةَ لَعْبِ الْـحَبَشَةِ وَفِيْـهِ: فَقَالَ ﷺ: إِنِّـي لَأَنْـظُرُ إِلَى شَيَـاطِيْنِ الْجِنِّ وَالإِنْسِ يَفِرُّوْنَ مِنْ عُمَرَ. (رواه الترمذي: ٣٦٩١)

٨٦٣٣۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حبشہ والوں کے کھیل کا قصہ بیان کیا اور اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ جنات اور انسانوں میں سے شیاطین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگتے ہیں۔'' (الترمذی)

٨٦٣٤ــ عَـنْ سَـعْـدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: اسْتَـأْذَنَ عُـمَرُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ نِسَـاءٌ مِـنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْـوَاتُهُنَّ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ يَبْتَدِرْنَ الْـحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضْحَكُ، فَقَالَ عُمَرُ: أَضْحَكَ اللّٰهُ سِـنَّكَ يَـارَسُـوْلَ الـلّٰــهِ! قَالَ: عَجِبْتُ مِنْ هٰـؤُلَاءِ اللَّاتِـي كُـنَّ عِـنْـدِي فَلَمَّا سَمِعْنَ صَـوْتَكَ ابْتَـدَرْنَ الْـحِـجَـابَ، قَالَ عُمَرُ: فَأَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كُنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ ثُمَّ قَــالَ: أَيْ عَـدُوَّاتِ أَنْـفُسِهِـنَّ أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قُـلْنَ: نَعَمْ أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْـلَـظُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ رَسُوْلُ الـلّٰهِ ﷺ: وَالَّـذِي نَـفْسِـي بِيَدِهِ! مَـا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكاً فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ. (رواه البخاري: ٣٢٩٤)

٨٦٣٤۔ ''سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ کے پاس قریش کی خواتین بیٹھی تھیں اور بلند آواز سے گفتگو کر رہی تھیں۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو وہ جلدی جلدی پردے کے پیچھے چلی گئیں۔ آپ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت دی۔ وہ اندر داخل ہوئے تو آپ ﷺ ہنس رہے تھے۔ عرض کی: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں، اللہ آپ کو خوش و خرم رکھے۔ آپ ﷺ کیوں ہنستے ہیں؟ فرمایا: مجھے ان خواتین پر تعجب ہے، وہ میرے پاس تھیں اور جب تیری آواز سنی تو جلد بھاگ کر پردے میں چلی گئیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اپنی جان کی دشمن خواتین! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں؟ انہوں نے کہا: بات ایسی ہی ہے۔ تو سخت خو اور سخت طبیعت آدمی ہے اور رسول اللہ ﷺ تو نرم مزاج ہیں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن خطاب! قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تو جو راستہ اختیار کرتا ہے شیطان تیرا راستہ ترک کر کے دوسرے راستے پر چلنے لگتا ہے۔''

شــرح: ......ثابت ہوا کہ دف بجانا جائز ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نذر پوری کی جائے اور نبی ﷺ کی غزوہ سے آمد پر اظہار مسرت کرنا ایک نیکی ہے اور شیطان سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے دور بھاگتا ہے اور ثابت ہوا کہ

(٨٦٣٣) ترمذي: ٣٦٩١ـ صحيح (الباني): ٢٩١٤.

(٨٦٣٤) بخاري: ٣٢٩٤ـ مسلم: ٢٣٩٧ـ احمد: ١٥٨٥.

عید یا شادی یا کسی خاص مسرت کے موقع پر دف بجانا جائز ہے۔ عام حالات میں اس سے بھی اجتناب کیا جائے۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/۵۸۲)

دف بجانے سے آلات موسیقی کا جواز لینا اور ان سے رقص کرنے کا جواز لینا نہایت غلط ہے۔ کیونکہ ان احادیث میں جنگی مشق کا ذکر ہے۔ آلات موسیقی بجانا مقصد نہ تھا۔ (فتح الباری:۶/۵۵۳)

٨٦٣٥ــــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ: وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوِاتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ: (وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى) وَآيَةَ الْحِجَابِ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْأَمَرْتَ نِسَاءَ كَ أَنْ يَحْتَجِبْنَ فَإِنَّهُ يُكَلِّمُهُنَّ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ، وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ (عَسٰى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ) فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ. (رواه البخاري: ٤٠٢)

٨٦٣۵۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا قول تین مرتبہ رب تعالیٰ کے فرمان کے موافق ثابت ہوا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! اگر آپ ﷺ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: ''تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔'' اور میں نے عرض کی: یا رسول اللہ آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے پاس نیک بد ہر طرح کے لوگ آتے ہیں، تو اگر آپ ﷺ ان کو حجاب کا حکم دے دیں۔ تو پردے کی آیت نازل ہوئی: اور نبی ﷺ کی ازواجِ مطہرات مجتمع ہوکر ضد پر اڑ گئیں تو میں نے کہا: ''قریب ہے کہ اگر آپ ﷺ تمہیں طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے بدلے آپ ﷺ کو ایسی ازواج عطا فرمائے جو تم سے بہتر ہوں۔'' پس اسی انداز پر آیت نازل ہوئی۔''

٨٦٣٦ــــ وَفِي رِوَايَةٍ: حَتَّى أَتَيْتُ إِحْدَى نِسَائِهِ قَالَتْ: يَا عُمَرُ! أَمَا فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا يَعِظُ نِسَاءَ هُ حَتَّى تَعِظَهُنَّ أَنْتَ؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: (عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ) الآيَةَ. (رواه البخاري: ٤٤٨٣)

٨٦٣٦۔ ''ایک روایت میں ہے کہ میں آپ ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ کے پاس گیا تو انہوں نے کہا: اے عمر! کیا رسول اللہ ﷺ خود ہمیں نصیحت نہیں کر سکتے کہ تو ہمیں نصیحت کرنے آ پہنچا ہے۔ پس اللہ نے یہ آیت نازل فرمادی: ''قریب ہے کہ اس کا رب، اگر وہ تمہیں طلاق دے دے تو تمہارے بدلے آپ ﷺ کے لیے ایسی بیویاں عطا کرے جو تم سے بہتر ہوں اور وہ مسلمان ہوں۔''

(٨٦٣٥) بخاري: ٤٠٢۔ مسلم: ٢٣٩٩۔ ترمذي: ٢٩٥٩۔ ابن ماجه: ١٠٠٩۔ احمد: ٥٨٠۔ دارمي: ١٨٤٩.

(٨٦٣٦) بخاري: ٤٤٨٣۔ مسلم: ٢٣٩٩۔ ترمذي: ٢٩٦٠۔ ابن ماجه: ١٠٠٩۔ احمد: ١٥٨۔ دارمي: ١٨٤٩.

٨٦٣٧ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلاَثٍ فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيْمَ وَفِي الْحِجَابِ وَفِي أُسَارَىٰ بَدْرٍ. (رواه مسلم: ٢٣٩٩)

٨٦٣٧۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا قول تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کے قول کے موافق ثابت ہوا۔ مقام ابراہیم کے متعلق، پردے کے متعلق اور بدر کے قیدیوں کے متعلق۔'' (مسلم)

شرح:......موافقت کا مطلب یہ ہے کہ میری رائے کے مطابق قرآنِ پاک اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے۔

ان کی تعداد کا تعین مطلوب نہیں، زیادہ کا بھی امکان ہے۔ ان میں سے ایک مقام ابراہیم پر نماز پڑھنا ہے اور جنگ بدر کا واقعہ ہے جو کہ قیدیوں سے فدیہ لیا تھا اور منافقوں پر نماز نہ پڑھنے کا مطالبہ کیا تھا اور پردے کے متعلق جو حکم نازل ہوا تھا اور سورت تحریم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویوں کو اختیار دیا تھا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں اللہ ان سے بہتر بیویاں دے گا۔ (فتح الباری: ۱/ ۵۰۵)

٨٦٣٨ــ عَنْ يَحْيَ بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَحْمِلُ فِي الْعَامِ الْوَاحِدِ عَلَى أَرْبَعِيْنَ أَلْفَ بَعِيْرٍ يَحْمِلُ الرَّجُلَ إِلَى الشَّامِ عَلَى بَعِيْرٍ وَيَحْمِلُ الرَّجُلَيْنِ إِلَى الْعِرَاقِ عَلَى بَعِيْرٍ فَجَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ: احْمِلْنِي وَسُحَيْمًا، فَقَالَ لَهُ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ: نَشَدْتُكَ اللّٰهَ أَسُحَيْمٌ زِقٌّ؟ قَالَ لَهُ: نَعَمْ. (رواه مالك: ١٠١٠)

٨٦٣٨۔ ''یحییٰ بن سعید نقل کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سال میں چالیس ہزار اونٹ روانہ کرتے تھے۔ شام کو ایک اونٹ پر ایک مرد اور عراق کو ایک اونٹ پر دو مرد روانہ کرتے تھے۔ پس اہل عراق میں سے ایک مرد آیا اور اس نے کہا: مجھے اور سحیم کو ایک اونٹ پر سوار کردو۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تجھے اللہ کا واسطہ ہے سچ بتا کیا سحیم بوری (مشک) ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔'' (مالک)

٨٦٣٩ــ عَنِ الْمِسْوَرِبْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: لَمَّا طُعِنَ عُمَرُجَعَلَ يَأْلَمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَأَنَّهُ يُجَزِّعُهُ: يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَئِنْ كَانَ ذَاكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَعَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ أَبَا بَكْرٍ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَهُ

٨٦٣٩۔ ''مسور کہتے ہیں: جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو زخم آیا تو درد سے کراہنے لگے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا: اے امیر المؤمنین! ہرگز خطرہ نہیں تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے تو تم نے اس رفاقت کا حق ادا کر دیا، پھر تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر راضی تھے۔ پھر ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے رفاقت رہی اور اس میں تم

(٨٦٣٧) مسلم: ٢٣٩٩۔ بخاری: ٤٠٢۔ ترمذی: ٢٩٥٩۔ ابن ماجه: ١٠٠٩۔ احمد: ١٥٨۔ دارمی: ١٨٤٩.
(٨٦٣٨) مالك: ١٠١٠. (٨٦٣٩) بخاری: ٣٦٩٢.

وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ صَحَبَتَهُمْ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِن فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُونَ، قَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَى مَنَّ بِهِ عَلَيَّ وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ أَبِي بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ مَنَّ بِهِ عَلَيَّ وَأَمَّا مَا تَرَى مِنْ جَزَعِي فَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ وَأَجْلِ أَصْحَابِكَ، وَاللّٰهِ! لَوْ أَنَّ لِي طَلَاعَ الْأَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ. (رواه البخاري: ٣٦٩٢)

بہت بہتر رفیق ثابت ہوئے، پھر تم ان سے جدا ہوئے تو وہ تم پر راضی تھے۔ پھر مسلمانوں کی محبت میں بہتر طریق پر چلتے رہے اور ان سے اچھائی کے ساتھ رفاقت کی۔ اب اگر تم ان سے جدا ہو گے تو وہ تم سے راضی ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی صحبت اور آپ کی خوشنودگی تو ایک عطیۂ خداوندی تھا، جس کا تو نے ذکر کیا ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اور خوشنودگی بھی اللہ تعالیٰ کا احسان تھا اور مجھے جو پریشانی ہے تو وہ تیری طرف سے اور تیرے رفقاء کی طرف سے ہے۔ اللہ کی قسم! اگر میرے پاس زمین بھر سونا موجود ہو اور میں سب دے کر اللہ کے عذاب سے بچ جاؤں اور اس عذاب کو نہ دیکھوں تو مجھے یہی پسند ہے۔'' (بخاری)

٨٦٤٠ــ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: وُضِعَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ عَلَى سَرِيْرِهِ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُوْنَ وَيُثْنُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيْهِمْ قَالَ: فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا بِرَجُلٍ قَدْ أَخَذَ بِمَنْكِبِي مِنْ وَرَائِي فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عَلِيٌّ فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ وَذَاكَ أَنِّي كُنْتُ أَكْثَرَ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: جِئْتُ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُوْ أَوْ لَأَظُنُّ أَنْ

٨٦٤٠۔ ''ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرما رہے تھے: عمر رضی اللہ عنہ کو چارپائی پر لٹایا گیا تھا اور لوگ گھیرا ڈال کر ان کے لیے دعا کرتے، ان کی تعریفیں کرتے اور اللہ سے رحمت مانگ رہے تھے۔ ابھی جنازہ نہیں اٹھایا گیا تھا تو اچانک ایک آدمی نے میرے شانے کو پکڑا۔ میں نے دیکھا تو وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت طلب کی اور کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! تو نے اپنے بعد کوئی نہ چھوڑا کہ میں اس جیسے اعمال کرنا پسند کرتا اور اس جیسے اعمال لے کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کی خواہش کرتا۔ اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے تیرے دو احباب سے ملا دے گا۔ اس لیے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اکثر سنا کرتا تھا کہ میں گیا اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما، میں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما داخل ہوئے اور میں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نکلے اور میں یہ اُمید رکھتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ

(٨٦٤٠) مسلم: ٢٣٨٩۔ بخاری: ٣٦٧٧۔ ابن ماجه: ٩٨۔ احمد: ٩٠٠.

يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَهُمَا. (رواه مسلم: ٢٣٨٩)

اللہ تعالیٰ تجھے ان دو کے ساتھ ملا دے گا۔'' (الشیخان)

٨٦٤١ــ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ عُمَرُبْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لِأَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ: مِنْ أَوَّلِ مِنْ كُتُبِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ فَقَالَ أَخْبَرَتْنِي الشَّفَاءُ بِنْتُ عَبْدِ اللّٰهِ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الأُوَلِ، أَنَّ لَبِيْدَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَعَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ قَدِمَا الْمَدِيْنَةَ، فَأَتَيَا الْمَسْجِدَ فَوَجَدَا عَمْرَوبْنَ الْعَاصِ، فَقَالا لَهُ اسْتَأْذِنْ لَنَا عَلَى أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَقَالَ: أَنْتُمَا وَاللّٰهِ! أَصَبْتُمَا اسْمَهُ فَهُوَ الأَمِيْرُ وَنَحْنُ الْمُؤْمِنُوْنَ، فَدَخَلَ عَلَى عُمَرَ فَقَالَ: السَّلامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: أَنْتَ الأَمِيْرُ وَنَحْنُ الْمُؤْمِنُوْنَ، فَجَرَى الْكِتَابُ مِنْ يَوْمَئِذٍ. (للكبير: ٤٨)

٨٦٤١۔ ''ابن شہاب نے کہا: عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ابوبکر بن سلیمان سے پوچھا: سب سے پہلے کس کو امیر المؤمنین لکھا گیا؟ تو اس نے کہا: مجھے خبر دی شفاء بنت عبداللہ نے اور وہ پہلی ہجرت کرنے والی خواتین میں سے تھیں کہ لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ مدینہ میں آئے اور مسجد میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمارے لیے امیر المؤمنین سے اجازت طلب کرو۔ تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! تم نے ان کا صحیح نام منتخب کیا ہے۔ وہ امیر ہیں اور ہم مومن ہیں۔ وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا: السلام علیک یا امیر المؤمنین! تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کیسا نام ہے؟ انہوں نے کہا: آپ امیر ہیں اور ہم مومن ہیں۔ پس اسی دن سے یہ لکھا جانے لگا۔''

٨٦٤٢۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: رَكِبَ عُمَرُ فَرَسًا فَرَكَضَهُ فَانْكَشَفَتْ فَخِذُهُ فَرَأَى أَهْلُ نَجْرَانَ عَلَى فَخِذِهِ شَأْمَةً سَوْدَاءَ، قَالُوْا: هٰذَا الَّذِي نَجِدُ فِي كِتَابِنَا أَنَّهُ يُخْرِجُنَا مِنْ أَرْضِنَا. (للكبير: ٥٣)

٨٦٤٢۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے تو ان کی ران سے کپڑا اٹھ گیا تو اہل نجران نے سیاہ داغ دیکھ کر کہا: یہی ہے وہ شخص جس کو ہم اپنی کتاب میں لکھا ہوا پاتے ہیں جو ہمیں ہماری زمین نجران سے نکال دے گا۔'' (یہ دو الکبیر کی مرویات ہیں۔)

٨٦٤٣ــ عَنْ عُمَرَ: كُنْتُ أَشَدَّ النَّاسِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَبَيْنَا أَنَا فِي بَعْضِ طُرُقِ مَكَّةَ إِذَا رَآنِي رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالَ أَيْنَ تَذْهَبُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ قُلْتُ أُرِيْدُ هٰذَا الرَّجُلَ،

٨٦٤٣۔ ''سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کا شدید مخالف تھا۔ میں مکہ کے ایک راستے پر تھا کہ ایک قریشی مرد نے دیکھ کر مجھے کہا: ابن خطاب! کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا: اس مرد کی طرف جا رہا ہوں۔ اس نے کہا: تو یہ بات کہہ رہا

(٨٦٤١) طبرانى كبير: ٤٨۔ ورجاله رجال الصحيح و هيثمى: ١٤٣٩٩.

(٨٦٤٢) طبرانى كبير: ٥٣۔ واسناده حسن: ١٤٤٠٠.

(٨٦٤٣) بزار وفيه، اسامة بن زيد بن اسلم وهو ضعيف و هيثمى: ١٤٤١٣.

قَالَ تَقُوْلُ هٰذَا وَقَدْ ذَهَبَتْ اِلَيْهِ أُخْتُكَ، فَرَجَعْتُ مُغْضَبًا حَتَّى قَرَعْتُ عَلَيْهَا الْبَابَ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَسْلَمَ بَعْضُ مَنْ لَاشَيْءَ لَهُ ضَمَّ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَيْنِ إِلَى الرَّجُلِ يُنْفِقُ عَلَيْهِ، وَكَانَ ضَمَّ الرَّجُلَيْنِ إِلَى زَوْجِ أُخْتِي فَقَرَعْتُ الْبَابَ فَقِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قُلْتُ عُمَرُ، وَقَدْكَانُوْا يَقْرَءُوْنَ كِتَاباً فِي أَيْدِيْهِمْ، فَلَمَّا سَمِعُوْا صَوْتِي قَامُوْا حَتَّى اخْتَبَئُوْا فِي مَكَانٍ وَتَرَكُوْا الْكِتَابَ، فَلَمَّا فَتَحَتْ لِي أُخْتِي قُلْتُ يَاعَدُوَّةَ نَفْسِهَا صَبَوْتِ؟ فَأَضْرِبُ رَأْسَهَا، فَبَكَتْ وَقَالَتْ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! اصْنَعْ مَاكُنْتَ صَانِعًا، فَقَدْأَسْلَمْتُ، فَذَهَبْتُ فَجَلَسْتُ عَلَى السَّرِيْرِ فَإِذَا الصَّحِيْفَةُ فَقُلْتُ مَاهٰذِهِ الصَّحِيْفَةُ؟ فَقَالَتْ دَعْنَا عَنْكَ فَإِنَّكَ لَاتَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَلَا تَتَطَهَّرُ، وَهٰذَا لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ، فَمَا زِلْتُ بِهَا حَتَّى أَعْطَتْنِيْهَا، فَإِذَا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، فَلَمَّا قَرَأْتُ الرَّحْمٰنَ الرَّحِيْمَ تَذَكَّرْتُ مِنْ أَيْنَ أَشْتَقُّ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى نَفْسِي فَقَرَأْتُ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَافِي السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ وَهُوَالْعَزِيْزُالْحَكِيْمُ حَتَّى بَلَغَ آمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَأَنْفِقُوْا مِمَّاجَعَلَكُمْ مُسْتَخْلِفِيْنَ فِيْهِ، قُلْتُ: أَشْهَدُ أَنْ لَّآإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَخَرَجَ

ہے جبکہ تیری اپنی بہن بھی اس پر ایمان لا چکی ہے۔ میں غصے کی حالت میں لوٹ آیا اور بہن کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ نبی کریم ﷺ پر جب کوئی ایمان لاتا تو جس کے پاس مال وغیرہ نہ ہوتا تو غنی مرد کے ذمے ایک دو غریب لگا دیتے تھے، تاکہ وہ اس پر خرچ کرے۔ آپ ﷺ نے میرے بہنوئی کے ذمے بھی دو مرد لگائے ہوئے تھے۔ جب میں نے دروازے پر دستک دی تو کہا گیا: کون ہے؟ میں نے کہا: عمر۔ ان کے ہاتھوں میں کوئی کتاب تھی جس کو وہ پڑھ رہے تھے۔ جب میری آواز سنی تو اٹھ کر مکان میں چھپ گئے اور کتاب چھوڑ دی۔ میری بہن نے دروازہ کھولا تو میں نے کہا: اے اپنی جان کی دشمن! تو صابی بن چکی ہے؟ پھر میں نے اس کے سر پر مارا تو وہ رو دیں اور کہا: اے ابن خطاب! جو چاہو کر لو میں تو مسلمان ہو چکی ہوں۔ میں جا کر چارپائی پر بیٹھا تو وہاں ایک صحیفہ دیکھا۔ میں نے کہا: یہ کیسی کتاب ہے؟ اس نے کہا: ہم سے دور ہو جاؤ۔ تو نہ تو جنابت سے غسل کرتا ہے اور نہ طہارت حاصل کرتا ہے۔ اس کتاب کو صرف وہی ہاتھ لگاتا ہے جو طہارت سے ہو۔ پس میں طلب کرتا رہا، یہاں تک کہ میں نے کتاب پکڑی اور اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی تو میں سوچ بچار میں پڑ گیا کہ اس کے ماخذ کیا ہیں۔ پھر میں اپنے خیال سے باہر آیا اور آگے آیت پڑھی: ''تسبیح کہتی ہے اللہ کی ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہ بہت بڑا غالب حکمت والا ہے۔'' ......اور یہاں تک پہنچا...... ''پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور خرچ کرو اس چیز میں سے جس میں تمہیں اللہ نے خلیفہ بنایا ہے۔'' تو میں کہہ اٹھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا اور میں گواہی

الْقَوْمُ مُبَادِرِيْنَ فَكَبَّرُوْا وَاسْتَبْشَرُوْا، ثُمَّ قَالُوْا أَبْشِرْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا يَوْمَ الاثْنَيْنِ: اللّٰهُمَّ أَعِزَّ الدِّيْنَ بِأَحَبِّ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ وَأَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ، وَإِنَّا نَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ دَعْوَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَكَ، فَقُلْتُ دُلُّوْنِي عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَيْنَ هُوَ؟ فَلَمَّا عَرَفُوْا الصِّدْقَ دَلُّوْنِي عَلَيْهِ، فَجِئْتُ حَتَّى قَرَعْتُ الْبَابَ، فَقَالَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ: عُمَرُ وَقَدْ عَلِمُوْا شِدَّتِي عَلَيْهِ، وَلَمْ يَعْلَمُوْا بِإِسْلاَمِي، فَمَا اجْتَرَأَ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَنْ يَفْتَحَ لِي حَتَّى قَالَ لَهُمْ افْتَحُوْا لَهُ، فَإِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يَهْدِهِ، فَفُتِحَ لِي، فَأَخَذَ رَجُلاَنِ بِعَضُدِي حَتَّى دَنَوْتُ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُمْ أَرْسِلُوْهُ فَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَخَذَ بِمَجَامِعِ قَمِيْصِي، ثُمَّ قَالَ: أَسْلِمْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اللّٰهُمَّ اهْدِهِ، فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ. فَكَبَّرَ الْمُسْلِمُوْنَ تَكْبِيْرَةً سُمِعَتْ فِي طُرُقِ مَكَّةَ وَقَدْ كَانُوْا سَبْعِيْنَ قَبْلَ ذٰلِكَ، وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَسْلَمَ فَعَلِمَ بِهِ النَّاسُ يَضْرِبُوْنَهُ وَيَضْرِبُهُمْ، فَجِئْتُ إِلَى رَجُلٍ فَقَرَعْتُ عَلَيْهِ الْبَابَ فَخَرَجَ إِلَيَّ، فَقُلْتُ أَعَلِمْتَ أَنِّي صَبَوْتُ؟ فَقَالَ لاَ تَفْعَلْ وَدَخَلَ الْبَيْتَ وَأَجَافَ الْبَابَ دُوْنِي، فَذَهَبْتُ إِلَى

دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تو چھپے ہوئے لوگ تکبیر کہتے ہوئے باہر آ گئے اور وہ بڑے خوش تھے۔ انہوں نے کہا: ابن خطاب! تجھے مبارک ہو نبی ﷺ نے سوموار کے دن یہ دعا مانگی ہے۔ یا اللہ! ان دو میں سے جو تجھے پسند ہے عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام، ان میں سے ایک کے ساتھ اسلام کو عزت اور غلبہ عطا کر۔ اور ہمارا گمان ہے کہ آپ ﷺ کی دعا تجھے پہنچ چکی ہے۔ میں نے کہا: بتاؤ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ جب ان کو میری سچائی پر یقین آ گیا تو انہوں نے بتادیا۔ پس میں دروازے پر گیا اور دستک دی تو کہا گیا: کون؟ میں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ۔ لوگوں کو میری مخالفت کا علم تھا اور میرے اسلام قبول کرنے کا علم نہیں تھا، لہٰذا کسی نے دروازہ کھولنے کی جرأت نہ کی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے خود فرمایا: دروازہ کھول دو، اگر اللہ اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے گا تو اس کو ہدایت بھی دے دیگا۔ دروازہ میرے لیے کھولا گیا اور دو مردوں نے میرے بازو پکڑے، پھر مجھے نبی ﷺ کے قریب لے گئے تو آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: اس کو چھوڑ دو۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے میرا گریبان پکڑ کر فرمایا: اے ابن خطاب! اسلام قبول کر۔ اور دعا کی: یا اللہ! اس کو ہدایت دے دے، تو میں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ (محمد ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ مسلمانوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور مکہ کے راستے تک آواز پہنچی اور اس سے پہلے ستر افراد اسلام لا چکے تھے۔ جب کوئی مرد مسلمان ہوتا تو لوگ اس کو مارتے تھے اور وہ بھی لوگوں کو مارتا تھا۔ پس میں ایک مرد

آخَـرَ فَـقُـلْـتُ لَـهُ وَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَأَجَافَ الْبَابَ دُوْنِي، فَقُلْتُ مَاهٰذَا بِشَيْءٍ، فَقَالَ لِي رَجُلٌ أَتُحِبُّ أَنْ يُعْلَمَ إِسْلاَمُكَ؟ قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ إِذَا جَلَسَ النَّاسُ فِي الْحِجْرِ فَأْتِ فُلاَنًا فَقُلْ لَـهُ فِيْـمَـا بَيْـنَكَ وَبَيْنَهُ أَشَعَرْتَ أَنِّي صَبَـوْتُ؟ فَـإِنَّـهُ قَـلَّـمَا يَكْتُمْ شَيْئًا فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ، فَـقَامَ الرَّجُلُ فَنَادٰى بِأَعْلَى صَوْتِهِ أَلاَ إِنَّ عُـمَـرَقَدْ صَبَأَ، فَثَارَإِلَيَّ النَّاسُ فَمَا زَالُوْا يَـضْـرِبُـوْنَـنِي وَأَضْرِبُهُمْ حَتَّى أَتَى خَالِي، فَـقِيْـلَ لَهُ إِنَّ عُمَرَقَدْ صَبَأَ، فَقَامَ فِي الْحِجْرِ فَنَـادَى: أَلاَ إِنِّـي قَدْ أَجَـرْتُ ابْنَ أُخْتِـي، فَـانْـكَشَـفُـوْا عَنِّي، فَكُنْتُ لاَ أَشَاءُ أَنْ أَرَى أَحَـدًا مِـنَ الْـمُسْـلِـمِيْنَ يُضْرَبُ إِلَّارَأَيْتُـهُ، فَـقُـلْـتُ مَا هٰذَا بِشَيْءٍ إِنَّ النَّاسَ يُضْرَبُوْنَ وَلاَ أُضْـرَبُ، فَـلَـمَّـا جَـلَـسَ النَّـاسُ فِي الْـحِـجْـرِ جِئْتُ إِلَى خَالِي فَقُلْتُ: جِوَارُكَ عَـلَيْكَ رَدٌّ، فَقَالَ لاَ تَفْعَلْ، فَأَبَيْتُ، فَمَا زِلْتُ أَضْـرِبُ وَأُضْـرَبُ حَتَّـى أَظْهَـرَاللّٰهُ تَعَالَى الإِسْلاَمَ . (رواه البزاربضعف)

کے پاس گیا اور اس کے دروازے پر دستک دی۔ وہ باہر آیا تو میں نے کہا: تجھے علم ہے کہ میں صابی (مسلمان) بن چکا ہوں۔ اس نے کہا: ایسا نہ کرنا۔ پھر وہ گھر میں داخل ہو گیا اور دروازہ بند کردیا۔ میں دوسرے مرد کے پاس گیا اور اس سے بھی وہی بات کہی تو اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا اور دروازہ بند کردیا۔ میں نے کہا: اس سے تو کچھ نہیں بنے گا۔ پس مجھے ایک آدمی نے کہا: کیا تو چاہتا ہے کہ تیرے اسلام قبول کرنے کی لوگوں کو اطلاع مل جائے؟ تو میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: جب لوگ مقامِ حجر (حطیم) میں جمع ہوں تو اس وقت فلاں آدمی کے پاس جاؤ اور اس کو کہو: یہ تیرے اور اس کے درمیان بات ہے۔ کیا تو جان چکا ہے کہ میں صابی ہو چکا ہوں تو وہ آدمی بہت کم کسی کا راز مخفی رکھتا ہے۔ میں نے جا کر اس سے کہا تو وہ فوراً کھڑا ہوا اور اس نے بلند آواز سے کہا: سن لو۔ ابن خطاب صابی بن چکا ہے۔ تو لوگ میری طرف دوڑے آئے اور وہ مجھے مارنے لگے۔ میں بھی ان کو مارتا رہا۔ یہاں تک کہ میرا ماموں آ گیا۔ اس سے کہا گیا کہ ابن خطاب صابی ہو چکا ہے۔ وہ مقام حجر میں گئے اور انہوں نے کہا: خبردار! میں بھانجے کو پناہ دے چکا ہوں، چنانچہ لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر جس مسلمان کو دیکھو تو اسے مار پڑ رہی ہے۔ میں نے کہا: یہ بھی کوئی بات ہے کہ لوگوں کو تو مار پڑ رہی ہے اور مجھے نہیں پڑتی۔ جب لوگ حطیم میں جمع تھے تو میں اپنے ماموں کے پاس آیا اور میں نے کہا: میں تمہاری پناہ تمہیں واپس کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا: ایسا نہ کرنا۔ پس میں نے ان کی پناہ میں رہنے سے انکار کردیا، پھر میں لوگوں کو مارتا رہا اور خود مار کھاتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ نے اسلام کو غالب کردیا۔'' (البزار، سند ضعیف ہے)

٨٦٤٤ـ عَنْ عِصْمَةَ، رَفَعَهُ: لَوْكَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ . (للكبير: ١٧/ ١٨٠، بضعف)

۸۶۴۴۔ عصمہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''اگر میرے بعد نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔'' (الکبیر سند ضعیف)

(٨٦٤٤) طبراني كبير: ١٧/ ١٨٠ـ وفيه الفضل بن مختار وهو ضعيف: ١٤٤٣٣ .

انتباہ:...... صحیح سنن ترمذی: ۲۹۰۹۔ لہٰذا یہ صحیح یا حسن ہے۔

٨٦٤٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى بَاهَى مَلائِكَتَهُ بِعَبِيْدِهِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ عَامَةً، وَبَاهَى بِعُمَرَ خَاصَّةً. (للأوسط: ١٢٧٣، بلين)

۸۶۴۵۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر اپنے تمام بندوں کا علی العموم فخر ظاہر فرمایا اور عمر رضی اللہ عنہ پر خاص طور پر فخر فرمایا۔'' (الاوسط سند کمزور ہے)

٨٦٤٦۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَسَارٍ: شَهِدْتُ مَوْتَ عُمَرَ، فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَئِذٍ. (للكبير: ٧٩)

۸۶۴۶۔ ''عبدالرحمٰن بن یسار بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر میں حاضر تھا اور اس دن سورج کو گرہن لگا تھا۔''

٨٦٤٧۔ عَنْ عُرْوَةَ: لَمَّا قُتِلَ عُمَرُ مَحَا الزُّبَيْرُ اسْمَهُ مِنَ الدِّيْوَانِ. (للكبير: ٢٤٠)

۸۶۴۷۔ ''عروہ کہتے ہیں: جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنا نام رجسٹر سے کٹوا دیا۔''

٨٦٤٨۔ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ: وَلِيَ عُمَرُ عَشْرَ سِنِيْنَ ثُمَّ تُوُفِّيَ. (للكبير: ٦٣)

۸۶۴۸۔ ''مسور بن مخرمہ کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دس سال خلافت کی، پھر وہ فوت ہو گئے۔''

٨٦٤٩۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ عُمَرَ قُبِضَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَخَمْسِيْنَ. (للكبير: ٦٩)

۸۶۴۹۔ ''سالم بن عبداللہ نے بیان کیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پچپن سال کی عمر میں وفات پائی۔''

٨٦٥٠۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: هَلْ تَدْرِي مَا قَالَ أَبِي لِأَبِيْكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا قَالَ: فَإِنَّ أَبِي قَالَ لِأَبِيْكَ: يَا أَبَا مُوْسَى! هَلْ يَسُرُّكَ إِسْلَامُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهِجْرَتُنَا مَعَهُ وَجِهَادُنَا مَعَهُ وَعَمَلُنَا كُلُّهُ

۸۶۵۰۔ ''ابوبردہ بن ابی موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کیا تجھے علم ہے کہ میرے باپ نے تیرے باپ کو کیا کہا تھا؟ میں نے کہا: مجھے علم نہیں ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے باپ نے کہا: اے ابوموسیٰ! کیا تو اس بات پر راضی ہوگا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اسلام، ہجرت، جہاد اور تمام اعمال تو ہمارے لیے باقی رکھے جائیں اور وہ تمام

(٨٦٤٥) طبرانی اوسط: ١٢٧٣۔ وفيه، عبدالرحمٰن بن ابراهيم القاص وثقه احمد وضعفه الجمهور و هيثمی: ١٤٤٤٠.

(٨٦٤٦) طبرانی کبير: ٧٩۔ ورجاله ثقات و هيثمی: ١٤٤٧٥.

(٨٦٤٧) طبرانی کبير: ٢٤٠۔ ورجاله ثقات و هيثمی: ١٤٤٧٦.

(٨٦٤٨) طبرانی کبير: ٦٣۔ واسناده حسن و هيثمی: ١٤٤٧٧.

(٨٦٤٩) طبرانی کبير: ٦٣۔ ورجاله ثقات و هيثمی: ١٤٤٨١.

(٨٦٥٠) بخاری: ٣٩١٥.

مَعَهُ بَرَدَلَنَا وَأَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافاً رَأْساً بِرَأْسٍ، فَقَالَ أَبِي: لاَ وَاللّٰهِ! قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَصَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيْرًا وَأَسْلَمَ عَلَى أَيْدِيْنَا بَشَرٌكَثِيْرٌوَإِنَّا لَنَرْجُوْ ذٰلِكَ فَقَالَ أَبِي: لٰكِنِّي أَنَا وَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ ذٰلِكَ بَرَدَلَنَا؟ وَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًارَأْساً بِرَأْسٍ، فَقُلْتُ: إِنَّ أَبَاكَ وَاللّٰهِ! خَيْرٌمِنْ أَبِي. (رواه البخاري: ٣٩١٥)

اعمال جو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کیے ہیں ان سے ہم پورے پورے بچ جائیں، نہ اجر دیا جائے نہ عذاب ہو؟ تو تیرے باپ ابوموسیٰ نے کہا: اللہ کی قسم! ہم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد جہاد کیا، ہم نے نمازیں پڑھیں، ہم نے روزے رکھے، ہم نے بہت سے نیک اعمال کیے اور ہمارے ہاتھوں پر بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہوئے اور ہم ان تمام اعمال پر اجر وثواب کے امیدوار ہیں۔ پس میرے باپ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! جس کے ہاتھ میں عمر رضی اللہ عنہ کی جان ہے! میں پسند کرتا ہوں کہ آپ ﷺ کے ساتھ جو اعمال کیے وہ بچ جائیں اور ان کے بعد کے اعمال سے ہم صرف گرفت سے بچ جائیں اور برابر سرابر چھوٹ جائیں۔ تو میں نے کہا: تیرے والد میرے باپ سے افضل تھے۔'' (بخاری)

شرح: ...... یہ تو اتفاقی بات ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ کسی ایک عادت میں فضیلت کا ہونا مجموعی فضیلت کو لازم نہیں اور اس میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تواضع کا بھی ذکر ہے۔ (فتح الباری: ۷/ ۲۵۵)

٨٦٥١ـ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُهُ الْحَقُّ عُمَرُ، وَأَوَّلُ مَنْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَأْخُذُ بِيَدِهِ، فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ. (رواه ابن ماجة: ١٠٤، بضعف)

۸۶۵۱۔ ''سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے حق تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کرے گا اور سب سے پہلے اس کو سلامتی کا پیغام دے گا۔ اور سب سے پہلے اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا۔'' (ابن ماجہ، سند ضعیف ہے)

مناقب عثمان بن عفان رضي الله عنه

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مناقب

٨٦٥٢ـ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، قَالَ: هُوَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ بْنِ أَبِى الْعَاصِ بْنِ

۸۶۵۲۔ ''مصعب بن عبداللہ بن زبیر نے کہا: وہ عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف بن قصی

(٨٦٥١) ابن ماجه: ١٠٤ـ منكر جدًا: ٢٠.

(٨٦٥٢) طبرانيكبير: ٩٠ـ ورجاله ثقات و هيثمي: ١٤٤٨٩.

أُمَيَّةَ بْنُ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيٍّ، وَأُمُّهُ أَرْوَى بِنْتُ كَرِيزِبْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ حَبِيْبِ بْنِ عَبْدِشَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَأُمُّهَا أُمُّ حَكِيْمِ الْبَيْضَاءُ بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمَّةُ النَّبِيِّ ﷺ. (للكبير: ٩٠)

ہیں۔ ان کی ماں اَرْوٰی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدالشمس بن عبد مناف ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب ہیں، جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی ہیں۔'' (الکبیر)

٨٦٥٣ـ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ لَابِسٌ مِرْطَ عَائِشَةَ، فَأَذِنَ لِأَبِي بَكْرٍ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَقَضَى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، فَقَضَى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ، قَالَ عُثْمَانُ: ثُمَّ اسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَجَلَسَ وَقَالَ لِعَائِشَةَ: اجْمَعِي عَلَيْكِ ثِيَابَكِ فَقَضَيْتُ إِلَيْهِ حَاجَتِي، ثُمَّ انْصَرَفْتُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالِي لَمْ أَرَكَ فَزِعْتَ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما كَمَا فَزِعْتَ لِعُثْمَانَ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ وَإِنِّي خَشِيْتُ إِنْ أَذِنْتُ لَهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ أَنْ لَا يَبْلُغَ إِلَيَّ فِي حَاجَتِهِ. (رواه مسلم: ٢٤٠٢، وفي رواية: قَالَ لَهَا أَلَّا أَسْتَحْيِ مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ)

٨٦٥٣۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی۔ اس وقت نبی ﷺ اپنے بستر پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر میں لیٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی اور آپ ﷺ اپنی اسی حالت پر رہے۔ انہوں نے اپنی ضرورت (یا اپنا کوئی کام کیا) اور وہ لوٹ گئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو ان کو اجازت دے دی اور آپ ﷺ اپنی اسی حالت پر رہے اور ان کی ضرورت بھی پوری کی اور وہ بھی واپس چلے گئے۔ ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو پہلے آپ ﷺ اٹھ کر بیٹھے، اپنا لباس درست کیا اور مجھے بھی حکم دیا کہ اپنا لباس درست کرلوں اور پھر ان کو اجازت دی اور ان کی ضرورت پوری کی اور وہ واپس گئے۔ میں نے عرض کی: آپ ﷺ کو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی کوئی پروا کرتے میں نے نہیں دیکھا۔ اور عثمان کے لیے آپ نے اتنا اہتمام کیا۔ فرمایا: اے عائشہ! عثمان ایک حیادار آدمی ہے اور مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ اگر اسی حالت میں اس کو اجازت دی گئی جس پر میں تھا تو وہ اپنی حاجت پیش نہیں کر سکے گا۔ اور ایک روایت میں ہے: ''میں اس انسان سے حیا کیوں نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔'' (مسلم)

شـــــرح: ......اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ کر عالم آدمی پاؤں لٹکا کر بیٹھ سکتا ہے۔

(٨٦٥٣) مسلم: ٢٤٠٢ـ احمد: ٢٤٨١١.

یہ بھی ثابت ہوا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آدمیوں کے ہاں تو شرف والے تھے ہی ان کا فرشتوں کے ہاں بھی بہت اعلیٰ مقام تھا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ صفتِ حیا بہت خوبصورت نیکی ہے۔ (شرح مسلم: ۲/ ۲۷۷)

٨٦٥٤ـ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَأَى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ: مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ؟ فَقَالُوْا هٰؤُلَاءِ قُرَيْشٌ، قَالَ: فَمَنِ الشَّيْخُ؟ قَالُوْا: عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ! إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي هَلْ تَعْلَمْ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّيَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ! قَالَ ابْنُ عُمَرُ: تَعَالَ أُبَيِّنُ لَكَ: أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَفَاعَنْهُ وَغَفَرَلَهُ، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْكَانَ أَحَدٌأَعَزَّبِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ، فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ الْيُمْنَى: هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ: هٰذِهِ لِعُثْمَانَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ:

۸۶۵۴۔ ''عثمان بن موہب کہتے ہیں: ایک مصری آدمی حج کے لیے آیا۔ اس نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ قریش خاندان کے لوگ ہیں۔ اس نے پوچھا: یہ بزرگ کون ہیں: انہوں نے کہا: یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ پھر اس نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: میں تجھ سے ایک بات پوچھتا ہوں وہ مجھے بتادو، کیا تم جانتے ہو کہ عثمان رضی اللہ عنہ اُحد کے دن فرار ہوگئے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: تمہیں علم ہے کہ وہ بدر سے بھی غائب رہے تھے اور حاضر نہیں تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ بیعت رضوان سے بھی وہ غائب رہے تھے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: اللہ اکبر۔ پس ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: آؤ تمہیں بتاؤں اُحد سے ان کا فرار ہونا اللہ نے معاف کردیا ہے۔ میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔ اور ان کا بدر میں غیر حاضر رہنا اس لیے تھا کہ ان کے عقد میں نبی ﷺ کی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں اور وہ بیمار تھیں، تو نبی ﷺ نے فرمایا: تجھے بدر میں حاضری کا اجر بھی ہوگا اور مال غنیمت میں سے حصہ بھی دیا جائے گا۔ اور بیعت رضوان سے غیر حاضری کا باعث یہ ہے: عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ مؤثر اہل مکہ کے پاس روانہ کرنے کے لیے دوسرا کوئی صحابی موزوں نہیں تھا، ورنہ اس کو روانہ کرتے۔ پس عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے روانہ کیا اور عثمان کے جانے کے بعد بیعت رضوان منعقد ہوئی تو نبی ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے ہاتھ

(٨٦٥٤) بخاری: ٣٦٩٨ـ ترمذی: ٣٧٠٦ـ احمد: ٥٧٣٨.

اذْهَبْ بِهَا الآنَ مَعَكَ . (رواه البخاري: ٣٦٩٨)

پر رکھا اور فرمایا: یہ عثمان کے قائم مقام ہے۔ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اب اپنے ساتھ یہ تفصیل لیتے جاؤ۔" (بخاری و ترمذی)

شرح: ......اس آدمی کے دل میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں تعصب تھا۔ ان تین اعتراضات کے ذریعے وہ اپنے متعصّبانہ عقیدہ کو ثابت کرنا چاہتا تھا۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان تینوں اعتراضات کے جوابات دیئے اور اس کے تعصب خیز عقیدہ پر حجت قائم رک دی کہ تیری غیبت کا جواب مل گیا ہے اب تو جان تیرا کام جانے۔ (فتح الباری: ۷/ ۵۹)

٨٦٥٥ـ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: جَاءَ عُثْمَانُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَلْفِ دِيْنَارٍ ، قَالَ الْحَسَنُ بْنُ وَاقِعٍ وَكَانَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَمِنْ كِتَابِي فِي كُمِّهِ حِيْنَ جَهَّزَجَيْشَ الْعُسْرَةِ فَيَنْثُرُهَا فِي حِجْرِهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُقَلِّبُهَا فِي حِجْرِهِ وَيَقُوْلُ مَاضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ . (رواه الترمذي: ٣٧٠١)

٨٦٥٥۔ "عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار آستین میں لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور جیش العسرۃ (تبوک) کے لیے فنڈ دیا اور آپ ﷺ کی گود میں دینار ڈال دیے۔ میں نے آپ ﷺ کو دینار پلٹتے دیکھا اور آپ نے فرمایا: "آج کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کوئی عمل نہ کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔ دوبار فرمایا۔"

٨٦٥٦ـ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَحُثُّ عَلَى جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيْرٍ بِأَحْلاَسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ ، فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلَيَّ مِائَتَا بَعِيْرٍ بِأَحْلاَسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ ، فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا

٨٦٥٦۔ "سیدنا عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں حاضر تھا، جب آپ ﷺ نے تنگی کے لشکر کے لیے مال خرچ کرنے کی ترغیب دی، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا: یا رسول اللہ! ایک سو اونٹ رسی اور کجاوے سمیت اللہ کی راہ میں دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے پھر ترغیب دی تو عثمان رضی اللہ عنہ پھر اُٹھے اور کہا: دوسو اونٹ مع رسی و پالان فی سبیل اللہ حاضر کروں گا۔ آپ ﷺ نے پھر ترغیب دی تو عثمان رضی اللہ عنہ تیسری مرتبہ اُٹھے اور عرض کیا: تین سو اونٹ مع رسی و پالان حاضر کرتا ہوں۔ پس میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منبر سے اترتے ہوئے

(٨٦٥٥) ترمذی: ٣٧٠١۔ حسن (البانی): ٢٩٢٠۔ احمد: ٢٠١٠٧.

(٨٦٥٦) ترمذی: ٣٧٠٠۔ ضعیف (البانی): ٧٦٣.

رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلَيَّ ثَلاَثُ مِائَةِ بَعِيْرٍ بِأَحْلاَسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهِ مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهِ. (رواه الترمذی: ٣٧٠٠)

فرمارہے تھے: عثمان آج کے بعد کوئی عمل نہ کرے تو اس پر کوئی حرج نہ ہوگا۔'' دوبار فرمایا۔

٨٦٥٧ــ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ وَرَفِيْقِيْ يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ. (رواه الترمذی: ٣٦٩٨)

٨٦٥٧۔ ''سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کا رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق جنت میں عثمان رضی اللہ عنہ ہے۔''

٨٦٥٨ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ عُثْمَانَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ! هٰذَا جِبْرِيْلُ أَخْبَرَنِي أَنَّ اللّٰهَ قَدْ زَوَّجَكَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ بِمِثْلِ صِدَاقِ رُقَيَّةَ عَلَى مِثْلِ صُحْبَتِهَا. (رواه ابن ماجة: ١١٠)

٨٦٥٨۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے مسجد کے دروازے پر ملاقات ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا: اے عثمان! یہ جبرائیل علیہ السلام آئے ہوئے ہیں اور انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا نکاح ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے رقیہ رضی اللہ عنہا کے مہر کے مثل مہر پر کر دیا ہے کہ معاشرت کی شرط بھی وہی ہے جو رقیہ کے لیے تھی۔''

٨٦٥٩ــ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صَهْبَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ: مَا تَغَنَّيْتُ وَلاَ تَمَنَّيْتُ وَلاَ مَسِسْتُ ذَكَرِي بِيَمِيْنِي مُنْذُ بَايَعْتُ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (رواه ابن ماجة: ٣١١)

٨٦٥٩۔ ''سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نہ میں نے کبھی گانا گایا اور نہ میں نے کوئی تمنا کی اور نہ میں نے دایاں ہاتھ ذکر کے ساتھ لگایا، جب سے اس ہاتھ کے ساتھ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔''

شرح: ......سیدنا عثمان نے رضی اللہ عنہ اس لشکر کے لیے جو ہزار دینار دیا ہے یہ ایک ایسی نیکی ہے جس سے گناہوں کی بخشش ہو چکی ہے گناہ مٹ چکے ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۵۸۸)

(٨٦٥٧) ترمذی: ٣٦٩٨۔ ضعیف (البانی): ٧٦٣.

(٨٦٥٨) ابن ماجه: ١١٠۔ضعیف (البانی): ٢٢.

(٨٦٥٩) ابن ماجه: ٣١١۔ ضعیف جدًا: ٦٥۔ البانی.

٨٦٦٠ـ عَنِ الأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: خَرَجْنَا حُجَّاجاً فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَنَحْنُ نُرِيْدُ الْحَجَّ فَبَيْنَا نَحْنُ فِي مَنَازِلِنَا نَضَعُ رِحَالَنَاإِذْ أَتَانَا آتٍ فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اجْتَمَعُوْا فِي الْمَسْجِدِ وَفَزِعُوْا، فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا النَّاسُ مُجْتَمِعُوْنَ عَلَى نَفَرٍفِي وَسَطِ الْمَسْجِدِ وَفِيْهِمْ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَإِنَّا لَكَذٰلِكَ إِذْجَاءَ عُثْمَانُ ﷺ عَلَيْهِ مَلاءَةٌ صَفْرَاءُ قَدْ قَنَّعَ بِهَا رَأْسَهُ فَقَالَ: أَهَا هُنَا طَلْحَةُ؟ أَهَا هُنَا الزُّبَيْرُ؟ أَهَا هُنَا سَعْدٌ؟ قَالُوْا: نَعَمْ قَالَ: فَإِنِّي أُنْشِدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي لاَ إِلٰهَ إِلَّا هُوَأَتَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ يَبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِي فُلاَنٍ غَفَرَاللّٰهُ لَهُ فَابْتَعْتُهُ بِعِشْرِيْنَ أَلْفًا أَوْبَخَمْسَةٍ وَعِشْرِيْنَ أَلْفًا فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: اجْعَلْهُ فِي مَسْجِدِنَا وَأَجْرُهُ لَكَ، قَالُوْا: اللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ أُنْشِدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي لاَإِلٰهَ إِلَّا هُوَ أَتَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنِ ابْتَاعَ بِئْرَرُوْمَةَ غَفَرَاللّٰهُ لَهُ، فَابْتَعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: قَدِ ابْتَعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا، قَالَ: اجْعَلْهَا سِقَايَةً لِلْمُسْلِمِيْنَ وَأَجْرُهَا لَكَ قَالُوْا: اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ: أُنْشِدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي لاَإِلٰهَ إِلَّا هُوَ أَتَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

٨٦٦٠ـ ''احنف بن قیس نے کہا: میں حج کرنے گیا تو مدینہ میں آیا۔ ہم اپنے سامان سواریوں سے اتارنے میں مصروف تھے کہ ہمیں کہا گیا کہ لوگ مسجد میں جمع ہوئے ہیں تو ہم ڈر گئے اور وہاں گئے تو دیکھا کہ لوگ تھوڑے سے افراد کے گرد جمع ہیں۔ ان میں علی، زبیر، طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ ان پر زرد چادر تھی اور اس سے اپنا سر لپیٹا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا: تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ کیا تمہیں علم ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: یہ باڑا کون خریدتا ہے؟ اس کے لیے مغفرت ہے تو میں نے وہ پچیس ہزار میں خریدا اور آپ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ ﷺ فرمایا: اس جگہ کو مسجد میں شامل کردے اور اس کا تجھے ثواب ہوگا۔ تو انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بئر رومہ کو کون خریدتا ہے؟ اللہ اس کی مغفرت کرے گا۔ تو میں نے اتنی اتنی رقم دے کر خریدا اور آپ ﷺ کو آکر خبر دی تو فرمایا: اس کو مسلمانوں کے پانی پینے کے لیے وقف کردے اور تجھے اجر دیا جائے گا۔ تو انہوں نے کہا: ہاں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اس اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ بے سروسامان لوگوں کے پریشان چہرے دیکھے تو فرمایا: جیش العسرۃ (تبوک کے لشکر) کے لیے ان لوگوں کو کون سامان جہاد مہیا کرے گا؟ اس کی اللہ تعالیٰ مغفرت کرے گا؟ تو میں نے ان کو سامان دیا۔ یہاں تک کہ ان کو نہ رسی کی ضرورت رہی نہ لگام کی۔ تو انہوں نے کہا:

(٨٦٦٠) نسائی: ٣١٨٢ـ ضعیف (البانی): ٢٠٤ـ احمد: ٥١٣.

نَظَرَ فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ فَقَالَ: مَنْ يُجَهِّزُ هٰؤُلاَءِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ يَعْنِي جَيْشَ الْعُسْرَةِ، فَجَهَّزْتُهُمْ حَتَّى لَمْ يَفْقِدُوْا عِقَالاً وَلاَ خِطَاماً فَقَالُوْا: اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ: اللّٰهُمْ اشْهَدْ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ اللّٰهُمْ اشْهَدْ. (رواه النسائی: ٣١٨٢)

ہاں۔عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! تو بھی گواہ رہ، اے اللہ! تو بھی گواہ رہ، اے اللہ تو بھی گواہ رہ۔'' (النسائی)

٨٦٦١۔ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حَزْنِ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ: شَهِدْتُ الدَّارَحِيْنَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ: ائتُوْنِي بِصَاحِبَيْكُمُ اللَّذَيْنِ أَلَّبَاكُمْ عَلَيَّ قَالَ فَجِيْءَ بِهِمَا فَكَأَنَّهُمَا جَمَلاَنِ أَوْ كَأَنَّهُمَا حِمَارَانِ قَالَ فَأَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالإِسْلاَمْ، بِنَحْوِهِ. وَزَادَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالإِسْلاَمِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَلَى ثَبِيْرِمَكَّةَ وَمَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتَّى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهُ بِالْحَضِيْضِ قَالَ فَرَكَضَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ اسْكُنْ ثَبِيْرٌ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ قَالُوْا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ شَهِدُوْا لِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ أَنِّي شَهِيْدٌ ثَلاَثًا. (رواه الترمذی: ٣٧٠٣)

٨٦٦١۔'' ثمامہ بن حزن القشیری نے کہا: میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں محصور ہونے کے دن حاضر تھا۔ جب عثمان مکان پر سے سامنے آئے اور کہا: جن دو افراد نے تمہیں میرے خلاف ابھارا ہے، ان کو سامنے لاؤ تو وہ دو افراد لائے گئے۔ گویا وہ اونٹ یا بڑے بڑے گدھے ہوں۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ سامنے آئے اور لوگوں کو کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ آگے سابقہ روایت کے مانند ہے۔ اور یہ اضافہ کیا کہ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ مکہ میں کوہ ثبیر پر میں، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کے سمیت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھا، تو پہاڑ کانپنے لگا۔ یہاں تک کہ اس سے پتھر گرنے لگے تو آپ ﷺ نے اس پر اپنی ایڑھی ماری اور فرمایا: اے ثبیر! ٹھہر جا۔ تیرے اوپر نبی ﷺ ہے، صدیق رضی اللہ عنہ ہے اور دو شہید ہیں۔ تو انہوں نے کہا: یہ درست ہے۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ اکبر! رب کعبہ کی قسم! انہوں نے میرے جنتی ہونے کی گواہی دے دی ہے عثمان رضی اللہ عنہ نے تین بار یہ جملہ کہا۔'' (الترمذی، النسائی)

٨٦٦٢۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِجَنَازَةِ رَجُلٍ لِيُصَلِّي عَلَيْهِ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ فَقِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا رَأَيْنَاكَ تَرَكْتَ الصَّلاَةَ

٨٦٦٢۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا، تاکہ آپ ﷺ اس کا جنازہ پڑھیں۔ پس آپ ﷺ نے جنازہ نہیں پڑھا۔ آپ سے عرض کی

(٨٦٦١) ترمذی: ٣٧٠٣۔ حسن (البانی): ٢٩٢١۔ نسائی: ٣٦٠٨.

(٨٦٦٢) ترمذی: ٣٧٠٩۔ موضوع: ٧٦٦.

عَـلَـى أَحَـدٍ قَبْـلَ هٰـذَا؟ قَالَ: إِنَّهُ كَانَ يُبْغِضُ عُثْمَانَ فَأَبْغَضَهُ اللّٰهُ . (رواه الترمذي: ٣٧٠٩)

گئی، یا رسول اللہ! آج سے پہلے آپ کو کسی کا جنازہ ترک کرتے نہیں دیکھا۔فرمایا: ''یہ عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا۔''

شرح: ......ان میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت جب کوئی فائدہ ہو یا نقصان دور کرنا مقصود ہو تو آدمی خود اپنے فضائل بتا سکتا ہے۔فخریہ، یا خود پسندی کی صورت میں نہ ہوں۔(جائزۃ الاحوذی:۴/ ۵۸۹)

٨٦٦٣ـ عَـنِ ابْـنِ عُـمَرَ قَالَ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِتْنَةً ، فَقَالَ: يُقْتَلُ فِيْهَا هٰذَا مَظْلُوْمًا لِعُثْمَانَ . (رواه الترمذي: ٣٧٠٨)

۸۶۶۳۔''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فتنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ اس فتنے میں ظلماً قتل کیا جائے گا۔'' مراد عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔''

٨٦٦٤ـ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَنَّ الْـمِسْـوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الأَسْـوَدِ بْـنِ عَبْدِ يَغُوْثَ قَالاَ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ عُثْمَانَ لأَخِيْهِ الْوَلِيْدِ فَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيْهِ فَقَصَدْتُّ لِعُثْمَانَ حَتَّى خَرَجَ إِلَى الصَّلاَةِ قُلْتُ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً وَهِيَ نَصِيْحَةٌ لَكَ قَـالَ: يَـا أَيُّهَـا الْـمَـرْءُ! قَالَ مَعْمَرٌ أُرَاهُ قَالَ: أَعُـوْذُ بِـالـلّٰـهِ مِـنْكَ ، فَانْصَرَفْتُ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِمْ إِذْ جَاءَ رَسُوْلُ عُثْمَانَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ: مَا نَـصِيْـحَتُكَ؟ فَقُلْتُ: إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِـالْـحَـقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُـنْـتَ مِـمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ ﷺ فَهَـا جَـرْتَ الْهِـجْـرَتَيْنِ وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَرَأَيْـتَ هَدْيَهُ وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي شَأْنِ الْوَلِيْدِ ، قَالَ: أَدْرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

۸۶۶۴۔''عبیداللہ بن عدی بن خیار نے کہا کہ مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود نے اس سے کہا کہ تجھے ولید بن عقبہ کے بارے میں امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ سے کلام کرنے سے کیا چیز منع کرتی ہے؟ لوگوں نے اس کے بارے میں بہت زیادہ باتیں کی ہیں۔سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جب نماز کی طرف نکلے تو میں ان کے سامنے آیا اور میں نے کہا: میرے پاس آپ کے لیے ایک نصیحت ہے۔انہوں نے کہا: میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ چنانچہ میں وہاں سے چلا گیا، پھر عثمان رضی اللہ عنہ کا قاصد مجھے لینے آیا تو میں ان کے پاس چلا گیا۔ انہوں نے کہا: تیرے پاس کیا نصیحت ہے؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا اور آپ پر کتاب نازل کی اور اے عثمان! تو ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی بات تسلیم کی۔تو نے دو ہجرتیں کیں اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے اور آپ ﷺ کے طریقے سیکھے ہیں۔ولید کے بارے میں لوگ بکثرت باتیں کرتے ہیں۔

(٨٦٦٣) ترمذي: ٣٧٠٨۔ حسن الاسناد (البانی): ٢٥٢٩۔ احمد: ٥٩١٧.

(٨٦٦٤) بخاری: ٣٦٩٦۔ احمد: ٤٨٢.

قُلْتُ: لاَ وَلٰكِنْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهِ مَا يَخْلُصُ إِلَى الْعَذْرَاءِ فِي سِتْرِهَا قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ فَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَآمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهِ وَهَا جَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ كَمَا قُلْتَ وَصَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَبَايَعْتُهُ فَوَاللّٰهِ! مَا عَصَيْتُهُ وَلاَ غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، ثُمَّ أَبُوْبَكْرٍ مِثْلُهُ ثُمَّ عُمَرُ مِثْلُهُ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ أَفَلَيْسَ لِي مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِيْ لَهُمْ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَمَا هٰذِهِ الأَحَادِيْثُ الَّتِي تَبْلُغُنِي عَنْكُمْ؟ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيْدِ فَسَنَأْخُذُ فِيْهِ بِالْحَقِّ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ دَعَا عَلِيًّا فَأَمَرَهُ أَنْ يَجْلِدَهُ فَجَلَدَهُ ثَمَانِيْنَ . (رواه البخاری: ٣٦٩٦)

عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، مگر مجھے اس طرح آپ کا علم حاصل ہوا ہے، جیسے پردہ نشین خواتین کو پردے کے اندر بات پہنچ جاتی ہے۔ پس عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اما بعد! اللہ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اور میں نے اللہ اور اس کے رسول کے پیغام کو تسلیم کیا ہے اور میں اس چیز پر ایمان لایا ہوں جس کے ساتھ آپ کو بھیجا گیا ہے اور میں نے دو مرتبہ ہجرت کی ہے۔ جیسے تو نے کہا ہے اور میں آپ کی صحبت میں رہا۔ آپ ﷺ کی بیعت کی۔ اللہ کی قسم! نہ تو میں نے آپ کی نافرمانی کی اور نہ میں نے کوئی کھوٹ ملایا۔ یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دے دی، پھر میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ساتھ اور پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسی طرح رہا۔ پھر مجھے خلیفہ بنایا گیا۔ تو کیا مجھے وہ حقوق حاصل نہیں ہیں جو پہلے خلفاء کو حاصل تھے؟ میں نے کہا: ہاں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اور وہ جو تو نے ولید کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بارے میں عنقریب ہم حق کے ساتھ فیصلہ کریں گے۔ پس انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو درّے مارنے کا حکم دیا تو علی رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو اسی درّے مارے۔'' (بخاری)

٨٦٦٥ـــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلاَمٍ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ وَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلاَمٍ؟ قَالَ جِئْتُ لِأَثْبُتَ حَتَّى أُسْتُشْهِدَ أَوْيَفْتَحُ اللّٰهُ لَكَ وَلاَ أَرَى هٰؤُلاَءِ الْقَوْمِ إِلَّا قَاتِلِيْكَ فَإِنْ يَقْتُلُوْكَ فَذَاكَ خَيْرٌ لَكَ وَشَرٌّ لَهُمْ فَقَالَ عُثْمَانُ: أَسْأَلُكَ بِالَّذِى لِي

٨٦٦٥۔''سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس محصور ہونے کے وقت حاضر ہوئے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: عبداللہ بن سلام! کیسے آئے؟ انہوں نے کہا: میں آیا ہوں تا کہ تیرے ساتھ ثابت قدم رہوں یہاں تک کہ شہید کر دیا جاؤں یا آپ کو فتح حاصل ہو جائے۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ لوگ تجھے قتل کر کے رہیں گے۔ تجھے قتل کریں گے تو یہ تیرے لیے بہتر ہوگا اور ان کے لیے برا ہوگا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے

(٨٦٦٥) طبرانی کبیر ورجاله ثقات و هیثمی: ١٤٥٤٧.

عَـلَيْكَ مِـنَ الْحَقِّ لَمَّا خَرَجْتَ إِلَيْهِمْ خَيْرًا يَسُـوْقُـهُ الـلّـٰهُ بِكَ أَوْ شَـرًّا يَدْفَعُهُ اللّٰهُ بِكَ فَسَـمِـعَ وَأَطَـاعَ فَـخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ اجْتَـمَـعُوْا وَظَنُّوْا أَنَّهُ قَدْجَاءَ هُمْ بِبَعْضِ مَا يُسِـرُّوْنَ بِـهِ فَـقَـامَ خَـطِيْبًا وَقَالَ فِي جُمْلَةِ خُطْبَتِهِ: إِنَّهُ لَمْ يُقْتَلْ نَبِيٌّ فِيْمَا مَضَى إِلَّا قُتِلَ بِـهِ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مُقَاتِلٍ وَلاَ قُتِلَ خَلِيْفَةٌ قَطُّ إِلَّا وَقُتِـلَ بِـهِ خَـمْسَةٌ وَثَلاثُوْنَ أَلْفَ مُقَاتِلٍ فَلا تَـعْجَلُوْا عَلَى هٰذَا الشَّيْخِ بِقَتْلٍ فَوَاللّٰهِ! لاَ يَـقْتُـلُـهُ رَجُـلٌ مِـنْـكُمْ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَدُهُ مَقْطُوْعَةٌ مَشْلُوْلَةٌ وَاعْلَمُوْا أَنَّهُ لَيْـسَ لِوَالِدٍ عَلَى وَلَدٍ حَقٌّ إِلَّا وَهٰذَا الشَّيْخِ عَـلَيْـكُـمْ مِثْـلُهُ قَالَ: فَقَامُوْا فَقَالُوْا: كَذَبَتِ الْيَهُـوْدُ فَـقَالَ: كَذَبْتُمْ وَاللّٰهِ! مَا أَنَا بِيَهُوْدِيٍّ وَإِنِّـي لَأَحَـدُ الْـمُسْلِمِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ وَرَسُـوْلُـهُ وَالْـمُـؤْمِنُوْنَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِي الْقُرْآنِ ﴿قُلْ كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهِ عِلْمُ الْكِتَابِ﴾، ﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَـانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِـنْ بَـنِـي إِسْـرَائِيْـلَ عَـلَـى مِثْـلِـهِ فَـآمَنَ وَاسْتَـكْبَرْتُمْ﴾ فَقَامُوْا وَدَخَلُوْا عَلَى عُثْمَانَ فَـذَبَـحُـوْهُ فَـخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ سَلاَمٍ فَقَامَ عَـلَـى رَاحِـلَتِهِ فَقَالَ: يَا أَهْلَ مِصْرَ! يَا قَتَلَةَ عُثْـمَـانَ! قَتَلْتُمْ أَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ أَمَا وَاللّٰهِ! لاَ يَـزَالُ عَهْـدٌ مَـنْـكُـوْثٌ وَدَمٌ مَسْفُوْحٌ وَمَالٌ

کہا: میرا جو تیرے اوپر حق ہے، اس کی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ ان لوگوں کے پاس جا کر نصیحت کرو۔ شاید اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے بہتری کی صورت پیدا کردے یا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے شر کا دفاع کردے۔ انہوں نے سنا اور اطاعت کی اور لوگوں کی طرف نکلے تو ان کے آس پاس لوگ جمع ہوگئے اور گمان کیا کہ ان کے مطلب کی بات لائے ہیں۔ انہوں نے خطبہ دیا اور اس میں کہا: جب کوئی نبی قتل کیا جاتا ہے تو ستر ہزار انسان قتل ہوتے ہیں اور جب کوئی خلیفہ قتل کیا جائے تو پچاس ہزار انسان قتل ہوتے ہیں۔ پس تم اس شیخ کے بارے میں جلدی سے کام نہ لو۔ اللہ کی قسم! جو تم میں سے اس کو قتل کرے گا، جب وہ اللہ کے سامنے پیش ہوگا تو اللہ تعالیٰ کو ناراض پائے گا۔ خوب جان لو کہ جیسا کسی باپ کا بیٹے پر حق ہوتا ہے اسی طرح اس شیخ کا تم پر حق ہے۔ تو لوگ کھڑے ہوگئے اور کہا: یہودی غلط کہتا ہے۔ اس نے کہا: تم جھوٹ کہتے ہو، میں یہودی ہرگز نہیں ہوں۔ میں مسلمانوں میں سے ایک ہوں۔ اس بات کو اللہ، اس کا رسول اور مسلمان بخوبی جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے متعلق قرآن بھی نازل فرمایا ہے: ''کہہ دو: اللہ میرے اور تمہارے درمیان کافی ہے گواہ اور وہ شخص بھی گواہ ہے جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔'' نیز فرمایا: ''کہہ دو: اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے اور تم اس کا انکار کررہے ہو۔ اور گواہی دی ایک گواہی دینے والے نے بنو اسرائیل میں سے اور وہ ایمان لے آیا اور تم نے تکبر کیا۔'' تو وہ لوگ اٹھے اور عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا۔ پس عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سوار ہوکر چل دیے اور کہا: اے اہل مصر! اے عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلو! تم نے امیر المؤمنین کو قتل ہی کردیا۔ اللہ کی قسم! اب وعدے توڑے جائیں

مَقْسُوْمٌ. (للكبير)

گے، خون بہائے جائیں، مال تقسیم کیے جائیں گے۔'' (الکبیر کی طویل روایت ہے۔ اور مختصر طور پر ترمذی نے بھی نقل کیا ہے۔)

٨٦٦٦ــــ يَـزِيْـدُ بْـنُ أَبِي حَبِيْبٍ: أَنَّ عَامَّةَ الـرَّكْـبِ الَّـذِيْنَ سَارُوْا إِلَى عُثْمَانَ جنوا. (للكبير: ١٣٤)

٨٦٦٦۔ ''یزید بن ابی حبیب نے کہا: عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف جو لشکر آیا، وہ جنون کے مرض میں مبتلا ہو گیا تھا۔''

٨٦٦٧ــ عَـنْ مَـالِكِ بْنُ أَنَسٍ: قُتِلَ عُثْمَانُ فَأَقَامَ مَطْرُوْحًا عَلَى كُنَاسَةِ بَنِى فُلَانَ ثَلاثًا، وَأَتَـاهُ اثْنَا عَشَرَ رَجُلاً فِيهِمْ جَدِّيْ مَالِكُ بْنُ أَبِـى عَـامِـرٍ وَحُـوَيْـطِـبُ بْـنُ عَبْدِ الْعُزَّى وَحَـكِيْـمُ بْـنُ حِزَامٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وعَـائِشَةَ بِنْتِ عُثْمَانَ مَعَهُمْ مِصْبَاحٌ فِي حِقٍّ، فَـحَمَلُوْهُ عَلَى بَابٍ، وَإِنَّ رَأْسَهُ لَيَقُوْلُ عَلَى الْبَـابِ طـق طـق حَتَّـى أَتَـوْا بِــهِ الْبَقِيْعَ فَـاخْتَـلَـفُوْا فِي الصَّلَاةِ عَلَيْهِ، فَصَلَّى عَلَيْهِ حَـكِيْـمٌ أَوْحُـوَيْطِبٌ، ثُمَّ أَرَادُوْا دَفْنَهُ. فَقَامَ رَجُـلٌ مِنْ بَنِي مَازِنٍ فَقَالَ: لَئِنْ دَفَنْتُمُوْهُ مَعَ الْـمُسْـلِمِيْنَ لَأُخْبِرَنَّ النَّاسَ غَدًا، فَحَمَلُوْهُ حَتَّـى أَتَـوْا بِـهِ إِلَـى حُـشِّ كَوْكَبٍ فَدَفَنُوْهُ، وَكَـانَ عُثْمَانُ قَبْلَ ذٰلِكَ يَمُرُّ بِحُشِّ كَوْكَبٍ فَيَـقُـوْلُ لَيُـدْفِـنَـنَّ هٰـهُـنَـا رَجُلٌ صَـالِحٌ. (للكبير: ١٠٩، وَقَالَ الْحَشُّ الْبُسْتَانُ)

٨٦٦٧۔ ''مالک بن انس نے کہا: جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا گیا تو بنو فلاں کے مکان میں تین دن پڑے رہے۔ پھر بارہ آدمی آئے، جن میں میرے دادا مالک بن ابی عامر، حویطب بن عبدالعزیٰ، حکیم بن حزام، عبداللہ بن زبیر، عائشہ بنت عثمان بھی تھے اور ان کے پاس مشعل تھی۔ وہ اٹھا کر دروازے پر لائے گئے۔ سر سے آواز آ رہی تھی۔ وہ جنت البقیع میں لائے اور نماز جنازہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ یا حویطب نے پڑھایا۔ دفن کرنے لگے تو ایک آدمی آ نکلا اور اس نے کہا: اگر تم ان کو مسلمانوں کے ساتھ دفناؤ گے تو کل کو میں لوگوں کو خبر دوں گا اور وہ اس کو نکال پھینکیں گے۔ تو پھر وہاں سے اٹھا کر باغ اگنے کی جگہ لائے اور وہاں دفن کیا گیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پہلے جب اس جگہ سے گذرتے تھے تو کہا کرتے تھے: یہاں ایک صالح مرد دفن کیا جائے گا۔'' (الکبیر، حش باغ کو کہا جاتا ہے۔)

شرح: ......سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی معزولی کے بعد ۲۵ھ میں ولید امیر بنا۔ کوفہ کے امیر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ تھے اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیت المال پر مقرر تھے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے قرض لیا تھا۔ وہ لینے کے لیے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ

(٨٦٦٦) طبراني كبى: ١٣٤۔ واسناده حسن و هيثمي: ١٤٥٥٣.

(٨٦٦٧) طبراني كبير: ١٠٩۔ ورجاله ثقات و هيثمي: ١٤٥٥٨.

کے پاس آئے۔ یہ بات جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انہیں دونوں پر غصہ آیا اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو انہوں نے معزول کر دیا اور ولید کو حاضر کیا۔ یہ جزیرہ میں عامل تھے آپ نے انہیں کوفہ کا عامل بنا دیا۔

ولید پر الزام آیا کہ یہ شراب پیتا تھا گواہی بھی موجود ہے اس لیے اسے (۴۰) کوڑے مارے گئے۔ اگرچہ یہاں اسی (۸۰) کوڑے کا ذکر ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے شمار کیے تھے جو کہ (۴۰) کے قائل تھے۔ اس کے علاوہ یہ بہترین آدمی تھے۔ شروع سے آ رہے تھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ اسے معزول نہ کرنا۔ (فتح الباری: ۷/ ۵۶)

٨٦٦٨ـ عَنْ مُسْلِمٍ أَبِي سَعِيْدٍ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّان أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّان أَعْتَقَ عِشْرِيْنَ مَمْلُوْكاً وَدَعَا بِسَرَاوِيْلَ فَشَدَّهَا عَلَيْهِ وَلَمْ يَلْبَسْهَا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلاإِسْلاَمٍ وَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ البَارِحَةَ فِي الْمَنَامِ وَرَأَيْتُ أَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما وَإِنَّهُمْ قَالُوْا لِي اصْبِرْ فَإِنَّكَ تُفْطِرُ عِنْدَنَا الْقَابِلَةَ ثُمَّ دَعَا بِمُصْحَفٍ فَنَشَرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقُتِلَ وَهُوَ بَيْنَ يَدَيْهِ. (رواه أحمد: ٥٢٧، الموصلي)

۸۶۶۸۔ ''عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام مسلم ابوسعید نے بیان کیا کہ آخری دن عثمان رضی اللہ عنہ نے بیس غلام آزاد کیے اور شلوار طلب کی اور وہ مضبوط کر کے باندھی۔ اس سے پہلے کبھی شلوار نہیں پہنی تھی، نہ عہد جاہلیت میں نہ عہد اسلام میں۔ کہا: آج رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور ساتھ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم بھی تھے، انہوں نے مجھے فرمایا: صبر کر، تو ہمارے ساتھ آج رات روزہ افطار کرے گا۔ پھر انہوں نے قرآن طلب کیا اور کھول کر سامنے رکھا اور عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو قرآن سامنے تھا۔'' (احمد، الموصلی)

٨٦٦٩ـ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيّ، قَالَ: خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: لَوْأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَطْلُبُوْا بِدَمِ عُثْمَانَ لَرُجِمُوْا بِالْحِجَارَةِ مِنَ السَّمَاءِ. (للكبير: ١٢٢، والأوسط)

۸۶۶۹۔ ''زہدم الجرمی نے کہا: ہمیں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خطبہ دیا اور کہا: اگر لوگ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ نہ کرتے تو ان پر آسمان سے پتھر برسائے جاتے۔'' (الکبیر، الاوسط)

٨٦٧٠ـ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِتْنَةً فَقَرَّبَهَا فَمَرَّرَجُلٌ مُقَنَّعٌ رَأْسُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى فَوَثَبْتُ فَأَخَذْتُ بِضَبُعَي عُثْمَانَ ثُمَّ

۸۶۷۰۔ ''سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے قریب آنے والے فتنے کا ذکر کیا تو ایک مرد سر ڈھانپے وہاں سے گذرا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس دن ہدایت پر ہوگا۔'' میں دوڑ کر گیا اور میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے دو پہلو پکڑ کر

(٨٦٦٨) احمد: ٥٢٧ـ موصلي و رجالهما ثقات، وقد تقدمت لهٰذا طرق فى الفتن و هيثمى: ١٤٥٦٣.

(٨٦٦٩) طبرانى كبير: ١١٢٢ـ اوسط، ورجال الكبير رجال الصحيح و هيثمى: ١٤٥٦٥.

(٨٦٧٠) ابن ماجه: ١١١ـ صحيح: ٨٩ـ البانى، ترمذى: ٣٧٠٤.

اسْتَقْبَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا. (رواه ابن ماجة: ١١١)

آپ ﷺ کے سامنے کیا۔ اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ ہے؟ فرمایا: ''ہاں یہ ہے۔''

٨٦٧١ـــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا عُثْمَانُ إِنْ وَلَّاكَ اللّٰهُ هٰذَا الأَمْرَ يَوْمًا فَأَرَادَكَ الْمُنَافِقُوْنَ أَنْ تَخْلَعَ قَمِيْصَكَ الَّذِي قَمَّصَكَ اللّٰهُ فَلاَ تَخْلَعْهُ يَقُوْلُ ذٰلِكَ ثَلاثَ مَرَّاتٍ قَالَ النُّعْمَانُ: فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ: مَا مَنَعَكِ أَنْ تُعْلِمِي النَّاسَ بِهٰذَا؟ قَالَتْ: أُنْسِيْتُهُ. (رواه ابن ماجة: ١١٢)

٨٦٧١۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عثمان! اگر تجھے اس کام پر اللہ تعالیٰ متولی بنادے اور منافق تیری قمیص اتارنا چاہیں جو اللہ نے پہنائی ہے تو تو نہ اتارنا، تین بار فرمایا۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آپ کو کس نے منع کیا تھا کہ آپ نے لوگوں کو نہ بتایا؟ تو ام المؤمنین نے کہا: اللہ کی قسم! میں بھول گئی تھی۔''

٨٦٧٢ـ عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: أُخِذَ الْفَاسِقُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِى بَكْرٍ فِى شِعْبٍ مِنْ شِعَابِ مِصْرٍ، فَأُدْخِلَ فِى جَوْفِ حِمَارٍ فَأُحْرِقَ. (للكبير: ١٢٣)

٨٦٧٢۔ ''حسن رحمہ اللہ نے کہا: بدکار محمد بن ابی بکر کو مصر کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی سے پکڑا گیا اور گدھے کی کھال میں ڈال کر جلا دیا گیا۔'' (الکبیر)

٨٦٧٣ـــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ: كُنَّا جُلُوْساً عِنْدَ عَلِيٍّ وَعَنْ يَمِيْنِهِ عَمَّارٌ وَعَنْ يَسَارِهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، مَا تَقُوْلُ فِى عُثْمَانَ؟ فَبَدَرَهُ الرَّجُلاَنِ فَقَالاَ: تَسْأَلُ عَنْ رَجُلٍ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيْمَانِهِ وَنَافَقَ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ لَهُمَا: لَسْتُ إِيَّاكُمَا أَسْأَلُ، وَلاَ إِلَيْكُمَا جِئْتُ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: لَسْتُ أَقُوْلُ مَا قَالاَ، فَقَالاَ لَهُ جَمِيْعًا: فَلِمَ قَتَلْنَاهُ إِذًا؟ قَالَ: وُلِّيَ عَلَيْكُمْ

٨٦٧٣۔ ''عبداللہ بن سعید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: ہم لوگ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے، ان کے دائیں طرف عمار رضی اللہ عنہ اور بائیں طرف محمد بن ابی بکر تھے۔ پس ایک مرد آیا اور اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! تم عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو وہ دونوں مرد بول پڑے: کیا تو اس مرد کے بارے میں سوال کرتا ہے جس نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا اور وہ منافق تھا؟ اس آدمی نے کہا: میں نے تم سے کچھ نہیں پوچھا، نہ میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ پس علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں وہ بات نہیں کہتا جو ان دو افراد نے کہی ہے۔ تو ان

(٨٦٧١) ابن ماجه: ١١٢ـ صحيح (البانى): ٩٠ـ ترمذى: ٣٧٠٥.

(٨٦٧٢) طبرانى كبير: ١٢٣ـ ورجاله ثقات و هيثى: ١٤٥٦٨.

(٨٦٧٣) طبرانى كبير: ١١١ـ وفيه عبدالمنعم بن بشير ولا يحل الاحتجاج به و هيثمى: ١٤٥٦٦.

فَأَسَاءَ الْوَلَايَةِ فِي آخِرِ أَيَّامِهِ وَجَزَعْتُمْ فَأَسَأْتُمْ، وَاللّٰهِ إِنِّي لأَرْجُوْأَنْ أَكُوْنَ أَنَا وَعُثْمَانُ كَمَاقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى:﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَاناً عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِيْنَ﴾. (للكبير: ١١١، بضعف)

دونوں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہا: پھر ہم نے اس کو کیوں قتل کیا ہے؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ تم پر حاکم بنائے گئے اور آخری ایام میں اس نے تمہارے اوپر بری طرح حکومت کی اور تم نے جزع فزع کیا اور تم نے برائی کی ہے۔ اللہ کی قسم! میں امید کرتا ہوں کہ میرا اور عثمان کا معاملہ ایسا ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اور ہم ان کے دلوں سے کدورتیں نکال دیں گے اور وہ تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔'' (الکبیر سند ضعیف ہے)

٨٦٧٤۔ وَثَّابٌ: جَاءَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍفِي ثَلاثَةِ عَشَرَرَجُلاًحَتَّى انْتَهَوْا إِلَى عُثْمَانَ فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ، فَقَالَ بِهَا، وَقَالَ بِهَا، حَتَّى سَمِعْتُ وَقْعَ أَضْرَاسِهِ، فَقَالَ: مَا يُغْنِي عَنْكَ مُعَاوِيَةُ وَفُلانٌ وَفُلاَنٌ؟ فَقَامَ إِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ حَتَّى وَجَأَهُ بِهِ فِي رَأْسِهِ ثُمَّ تَعَاوَنُوْا عَلَيْهِ حَتَّى قَتَلُوْهُ. (للكبير: ١١٨)

۸۶۷۴۔ ''وثاب نے کہا: محمد بن ابی بکر تیرہ افراد لے کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا اور ان کی داڑھی پکڑی اور نازیبا الفاظ کہے۔ یہاں تک کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے دانت باہم ٹکرانے کی آواز میں نے سنی۔ اور اس نے کہا: تجھے آج معاویہ اور فلاں اور فلاں کام نہ آئے گا۔ اور ایک چھری لے کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے سر میں ضربات لگائیں۔ پھر سب نے مل کر ان کو شہید کر دیا۔''

٨٦٧٥۔ عَنْ يَحْيَ بْنِ بُكَيْرٍ: كَانَتِ الشُّوْرَى فَاجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَى عُثْمَانَ لِثَلاثٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ ثَلاثٍ وَعِشْرِيْنَ، وَقُتِلَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِثَمَانَ عَشَرَةَ خَلَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ خَمْسٍ وَّثَلاثِيْنَ، وَسِنُّهُ ثَمَانٌ وَثَمَانُوْنَ سَنَةً، وَكَانَ يُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ، وَوِلاَيَتُهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ سَنَةً. (للكبير: ١٠٧)

۸۶۷۵۔ ''یحییٰ بن بکیر نے کہا: مجلس شوریٰ بیٹھی اور لوگوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر اتفاق کیا۔ ستائیس ذوالحجہ سن تئیس ہجری کو آپ کو خلافت ملی۔ عثمان رضی اللہ عنہ جمعے کے دن اٹھارہ ذوالحجہ سن ۳۵ھ میں اٹھاسی سال کی عمر میں شہید کیے گئے۔ وہ اپنی داڑھی میں مہندی لگاتے تھے۔ ان کی خلافت کی مدت بارہ سال ہے۔'' (الکبیر)

٨٦٧٦۔ عَنِ الزُّبَيْرِ: قَتَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ

۸۶۷۶۔ ''زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: فتح مکہ کے دن ایک قریشی مرد کو

(٨٦٧٤) طبرانی کبیر وفیه سیاف عثمان ولم یسم وبقیة رجاله وثقوا و هیثمی: ١٤٥٥١.

(٨٦٧٥) طبرانی کبیر: ١٠٧۔ ورجاله ثقات و هیثمی: ١٤٥٧٣.

(٨٦٧٦) طبرانی اوسط: ١٦٧٤۔ بزارد باختصار وقالا لا يروى على النبي ﷺ الا بهذا الاسناد الطبرانی وفی اسناد الطبرانی ابو خيثمة مصعب بن سعيد وفي اسناد البزار عبدالله بن شعيب و كلاهما ضعيف و هيثمی: ١٤٥٨١.

الْفَتْحِ رَجُلاً مِنْ قُرَيْشٍ صَبْرًا، ثُمَّ قَالَ: لاَ يُقْتَلُ قُرَشِيٌّ بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ صَبْرًا إِلاَّ رَجُلٌ قَتَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَاقْتُلُوْهُ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا تُقْتَلُوْا قَتْلَ الشَّاءِ. (للأوسط: ١٦٧٤، والبزار بضعف)

نبی ﷺ نے باندھ کر قتل کرایا اور فرمایا: آج کے بعد کسی قریشی کو گرفتار کر کے قتل نہ کیا جائے، مگر وہ شخص جو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے، اس کو قتل کردو۔ اگر تم اس کو قتل نہیں کرو گے تو تمہیں ایسا ذبح کیا جائے گا، جیسے بکری ذبح کی جاتی ہے۔" (الاوسط، البزار، سند ضعیف)

٨٦٧٧۔ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ فَرُّوْخٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضي الله عنه دُفِنَ فِي ثِيَابِهِ بِدِمَائِهِ وَلَمْ يُغَسَّلْ. (رواه أحمد: ٥٣٢)

٨٦٧٧۔ "عبداللہ بن فروخ کہتے ہیں: میں عثمان رضی اللہ عنہ کی تدفین کے وقت حاضر تھا۔ ان کو انہی کے کپڑوں میں خون سمیت دفن کیا گیا اور غسل نہیں دیا گیا۔" (احمد)

شرح:...... ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل منافق تھے اور دوسری بات یہ ہے کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا بطور خلیفہ انتخاب کر کے سب سے پہلے ان سے بیعت کی تھی یہ ان کا فیصلہ بالکل درست تھا اور حق کی حمایت تھی۔

یہ بھی پتہ چلا کہ خلافت کو بطور استعارہ نبی ﷺ نے قمیص کے ساتھ مشابہت دی ہے اور نبی ﷺ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو حق والا خلیفہ قرار دیا تھا کہ آپ حق پر رہوں گے۔ انہیں دنیوی خلافت کا کوئی لالچ نہ تھا نبی ﷺ کے اس فرمان حق پر استقامت تھی۔ اسی لیے انہوں نے جام شہادت نوش کر لیا مگر خلافت حقہ سے دستبردار نہیں ہوئے۔ کیونکہ آپ حق پر تھے مخالفین باطل پر تھے۔ (انجاز الحاجہ: ١/ ٤٨٨)

مناقب الإمام على رضي الله عنه

محاسن ومناقب امام علی رضی اللہ عنہ

٨٦٧٨۔ عَنْ جَابِرٍ، رَفَعَهُ: النَّاسُ مِنْ شَجَرٍ شَتَّى، وَأَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ شَجَرَةٍ وَاحِدَةٍ. (للأوسط)

٨٦٧٨۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: "لوگ مختلف درختوں سے ہیں اور میں اور علی ایک ہی درخت سے ہیں۔" (الاوسط)

٨٦٧٩۔ وللكبير: هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ. وَقَالَ الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ:

٨٦٧٩۔ "المعجم الکبیر میں ہے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ہیں۔ زبیر بن بکار نے کہا: ان کی ماں

(٨٦٧٧) احمد: ٥٣٢.
(٨٦٧٨) طبرانی اوسط، ورجاله رجال الصحيح و هيثمی: ١٤٥٨٢.
(٨٦٧٩) طبرانی کبير: ١٥١۔ وهو صحيح و هيثمی: ١٤٥٨٥.

أُمُّـهُ فَـاطِـمَةُ بِـنْتُ أَسَدِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَـنَـافٍ، وَيُـقَـالُ: إِنَّهَا أَوَّلُ هَاشِمِيَّةٍ وُلِدَتْ لِهَـاشِـمِـيٍّ ، وَقَـدْ أَسْلَمَتْ وَهَاجَرَتْ إِلَى الْـمَـدِيْـنَةِ، وَمَـاتَـتْ وَدَفَـنَهَـا النَّبِيُّ ﷺ . (للكبير: ١٥١)

فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ پہلی ہاشمی خاتون ہیں جن سے ہاشمی پیدا ہوا ہے۔ وہ اسلام لائیں اور مدینہ کی طرف ہجرت کی اور فوت ہوئیں تو نبی کریم ﷺ نے انہیں دفنایا۔‘‘

٨٦٨٠ـــ عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَالِكٍ قَالَ: بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ يَـوْمَ الاثْـنَـيْـنِ وَصَلَّى عَلِيٌّ يَوْمَ الثُّلاثَاءِ . (رواه الترمذي: ٣٧٢٨)

٨٦٨٠۔ ’’سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کی بعثت سوموار کو ہوئی اور منگل کے دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔‘‘

٨٦٨١ـــ عَـنْ أَبِـي حَـمْـزَةَ رَجُـلٍ مِـنَ الأَنْـصَـارِ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ يَقُوْلُ: أَوَّلُ مَـنْ أَسْـلَمَ عَلِيٌّ ، قَالَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ: فَـذَكَـرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ فَأَنْكَرَهُ ، فَـقَـالَ: أَوَّلُ مَـنْ أَسْـلَمَ أَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقِ . (رواه الترمذي: ٣٧٣٥)

٨٦٨١۔ ’’سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا: سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا ہے۔ عمرو بن مرہ نے کہا: میں نے یہ حدیث ابراہیم نخعی کے سامنے بیان کی تو انہوں نے اس کو منکر قرار دیا۔ اور کہا: سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔‘‘

شرح: ...... اصل بات یہ ہے کہ بڑوں میں سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، خواتین میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، غلاموں میں سے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور بچوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے تھے۔ (ترمذی مع جائزہ: ۴/۶۰۳)

٨٦٨٢ـــ عَـنِ ابْـنِ عُـمَرَ قَالَ: آخَى رَسُوْلُ الـلّٰهِ ﷺ بَيْـنَ أَصْـحَـابِـهِ فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْـنَـاهُ فَـقَـالَ: يَـا رَسُوْلَ اللّٰهِ! آخَيْتَ بَيْنَ أَصْـحَابِكَ وَلَمْ تُؤَاخِ بَيْنِي وَبَيْنَ أَحَدٍ فَقَالَ لَـهُ رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ أَنْـتَ أَخِـي فِـي الدُّنْيَاوَالآخِرَةِ . (رواه الترمذي: ٣٧٢٠)

٨٦٨٢۔ ’’سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کے درمیان مواخات کرائی تو علی رضی اللہ عنہ آئے اور ان کی آنکھوں میں آنسو بھرے تھے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کے درمیان مواخات کرائی ہے اور میری کسی کے ساتھ مواخات نہیں کرائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔‘‘ (الترمذی)

(٨٦٨٠) ترمذی: ٣٧٢٨۔ ضعیف الاسناد (البانی): ٧٧٩.

(٨٦٨١) ترمذی: ٣٧٣٥۔ صحیح الاسناد: ٢٩٣٧۔ احمد: ١٨٧٩٥.

(٨٦٨٢) ترمذی: ٣٧٢٠۔ ضعیف (البانی): ٧٧٢.

٨٦٨٣ــ عَنْ عَامِرِبْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَـنْ أَبِيْـهِ قَـالَ أَمَـرَ مُـعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ سَـعْـدًا فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ فَـقَـالَ أَمَّـا مَاذَكَرْتَ ثَلاَثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَـلَـنْ أَسُبَّهُ لَأَنْ تَكُوْنَ لِي وَاحِدَةٌ مِـنْهُـنَّ أَحَـبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمُرِالنَّعَمِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُـوْلُ لَهُ خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَـغَـازِيْـهِ فَـقَـالَ لَـهُ عَـلِـيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! خَـلَّـفْتَـنِـي مَـعَ الـنِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ لَهُ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَـا تَـرْضَـى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِـمَـنْـزِلَةِ هَـارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى إِلاَّ أَنَّهُ لاَنُبُوَّةَ بَـعْـدِي وَسَـمِعْتُهُ يَقُوْلُ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلاًيُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، قَالَ: فَتَطَاوَلْنَا لَهَا، فَقَالَ: ادْعُوْا لِي عَلِيًّا فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ وَدَفَعَ الـرَّايَةَ إِلَيْهِ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿فَـقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ﴾ دَعَـا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَـلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْـنًـا، فَـقَـالَ: الـلّٰهُـمَّ! هٰؤُلاَءِ أَهْلِي. (رواه مسلم: ٢٤٠٤)

٨٦٨٣۔ ''سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوتراب (علی رضی اللہ عنہ) کو گالی دینے سے تجھے کون سی چیز منع کرتی ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین فرمان یاد آتے ہیں۔ اس لیے میں ان کو کبھی بدی سے یاد نہیں کروں گا۔ اگر ان میں سے ایک قول بھی میرے حق میں فرمایا ہوتا تو وہ مجھے سرخ اونٹوں کی دولت سے زیادہ پسند ہوتا۔ میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے غزوات میں سے بعض میں پیچھے چھوڑا تو علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟ تو آپ نے ان سے فرمایا: کیا تو راضی نہ ہوگا کہ میرے ساتھ وہی تعلق رکھے جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھا، مگر میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر کے دن فرماتے سنا ہے: کل کو میں جھنڈا اس شخص کے ہاتھ میں دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں تو ہم سب نے اس کام کے لیے اُمیدیں وابستہ کیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس علی رضی اللہ عنہ کو بلالاؤ۔ وہ آئے تو ان کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک لگایا اور انہیں جھنڈا دیا۔ اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح دے دی۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی: ''ہم بلاتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو'' تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور دعا کی: یا اللہ! میرے اہل بیت یہ ہیں۔'' (مسلم، ترمذی)

شرح: ...... گالی دینے کا مطلب یہ نہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو گالی کی ترغیب دلائی تھی بلکہ یہ

(٨٦٨٣) مسلم: ٢٤٠٤۔ بخاری: ٣٧٠٦۔ ترمذی: ٣٧٣١۔ ابن ماجہ: ١١٥۔ احمد: ١٦٠٣.

مقصد تھا کہ انہیں خطا کار قرار دیا جائے اور خود کو بہتر ثابت کیا جائے۔ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے تین اوصاف بتائے جن کی وجہ سے انہیں غلط نہیں قرار دیا جا سکتا۔

(۱) رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام کی مانند قرار دیا۔ اس سے بعض نے ان کے خلافت کا مستحق ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں خلیفہ تھے، وفات کے بعد نہ تھے۔ کیونکہ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے پہلے فوت ہوئے تھے۔ لہٰذا یہ دلیل مضبوط نہیں۔

(۲) سیدنا علی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے تھے۔

(۳) رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو اپنے اہل قرار دیا ہے۔ یہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی نہایت ہی عمدہ خوبیاں ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۵۹۹)

٨٦٨٤ــ عَـنْ حُبْشِـيِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: عَـلِـيٌّ مِنِّي وَأَنَا مِنْ عَلِيٍّ وَلاَ يُـؤَدِّي عَـنِّـي إِلَّاأَنَـا أَوْعَـلِـيٌّ . (رواه الترمذي: ٣٧١٩)

۸۶۸۴۔ ''حبشی بن جنادہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں اور میری طرف سے (مشرکوں سے براءت کا اعلان) میرے یا علی کے سوا کوئی نہیں ادا کرے گا۔''

شرح: ......اس میں نبی کریم ﷺ نے یہ اعزاز بخشا ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے میں سے قرار دیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کے چچا کے بیٹے تھے اور جو یہ کہا ہے کہ میں اور علی رضی اللہ عنہ براءت کا اعلان کریں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ عرب کی یہ عادت تھی کہ جب انہوں نے عہد و پیمان توڑنا ہوتا تو قوم کا سردار یہ اعلان کرتا تھا۔ یا پھر اس کا قرابت دار کرتا تھا۔ اسی اصول کے تحت آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حج کے موقع پر اعلان براءت کے لیے بھیجا تھا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۵۹۷)

٨٦٨٥ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ طَيْـرٌ فَـقَالَ: اللّٰهُـمَّ! ائْتِنِي بِأَحَبِّ خَـلْـقِكَ إِلَيْكَ يَـأْكُلُ مَعِيَ هٰذَا الطَّيْرَ فَجَاءَ عَلِيٌّ فَأَكَلَ مَعَهُ . (رواه الترمذي: ٣٧٢١، زاد رزيـن: أَنَّ أَنَسًـا قَـالَ لِـعَـلِيٍّ: اِسْتَغْفِرْلِي وَلَكَ عِنْدِيْ بِشَارَةٌ فَفَعَلَ ' فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِهِ ﷺ)

۸۶۸۵۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک پرندہ تھا۔ پس آپ ﷺ نے دعا کی: یا اللہ! تیری مخلوق میں جو سب سے زیادہ تجھے محبوب ہے، اس کو میرے پاس پہنچا دے تاکہ وہ یہ پرندہ میرے ساتھ کھائے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ آئے اور آپ ﷺ کے ساتھ کھایا۔''

(٨٦٨٤) ترمذي: ٣٧١٩ـ حسن: ٢٩٣١ـ ابن ماجه: ١١٩ـ احمد: ١٧٠٥١.

(٨٦٨٥) ترمذي: ٣٧٢١ـ ضعيف: ٧٧٣ـ رزين.

اور رزین نے یہ زائد بیان کیا ہے: انس رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے لیے دعا کرو، آپ کے لیے میرے پاس بشارت ہے۔ علی رضی اللہ عنہ نے دعا کی تو انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کو سنادی اور رسول اللہ ﷺ کی دعا کا ذکر کیا۔‘‘

٨٦٨٦ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ رَجُلاً يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ، قَالَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ: مَا أَحْبَبْتُ الإِمَارَةَ إِلَّا يَوْمَئِذٍ، قَالَ: فَتَسَاوَرْتُ لَهَا رِجَاءَ أَنْ أُدْعَى لَهَا، قَالَ: فَدَعَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا، وَقَالَ: امْشِ وَلاَ تَلْتَفِتْ حَتَّى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ قَالَ: فَسَارَعَلِيٌّ شَيْئًا ثُمَّ وَقَفَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ فَصَرَخَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَى مَاذَا أُقَاتِلُ النَّاسَ قَالَ قَاتِلْهُمْ حَتَّى يَشْهَدُوْا أَنْ لَّاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَقَدْ مَنَعُوْا مِنْكَ دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ. (رواه مسلم: ٢٤٠٥)

٨٦٨٦۔ ’’سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا: کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے امارت کی اس دن کے سوا کبھی خواہش نہیں رکھی۔ میں گردن اٹھا کر کھڑا رہا، اس امید سے کہ شاید میرا نام پکارا جائے۔ پس آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور جھنڈا ان کو دے دیا اور فرمایا: جاؤ اور کسی دوسری جانب توجہ نہ کرنا یہاں تک کہ اللہ تجھے فتح دے دے۔ پس علی رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر چلے اور پھر کھڑے ہوئے مگر ادھر ادھر نہیں دیکھا اور بلند آواز سے بولے: یا رسول اللہ! میں کس بات پر لوگوں سے جہاد کروں۔ فرمایا: ان سے لڑو یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو تجھ سے اپنا مال اور خون محفوظ کرلیں گے، مگر حق شرعی کے ساتھ اور ان کا معاملہ اللہ ہے۔‘‘ (مسلم)

شرح: ......اس میں نبی کریم ﷺ کے معجزات کا اظہار ہے۔ ایک قولی معجزہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ان کے ہاتھوں فتح ہوگی اور فعلی معجزہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر لب مبارک لگایا تو وہ صحت یاب ہو گئے اور اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ ان کی شجاعت اور رسول اکرم ﷺ کے حکم کی نگہبانی کرنا، اور اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کا ان سے محبت کرنا وغیرہ فضائل بیان ہوئے ہیں۔

اس میں علم کی فضیلت اور راہ ہدایت کی دعوت دینے کا شرف بھی بیان ہوا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ لڑائی سے پہلے یا بعد میں جو اسلام لائے اسے قبول کرلیا جائے۔ (شرح مسلم: ۲/ ۲۷۹)

(٨٦٨٦) مسلم: ٢٤٠٥.

٨٦٨٧ـ عَـنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: إِنَّا كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِيْنَ نَحْنُ مَعْشَرَ الأَنْصَارِ بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ. (رواه الترمذی: ٣٧١٧)

۸٦۸۷۔ ''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم انصار لوگ منافقوں کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کی وجہ سے پہچانتے تھے۔''

٨٦٨٨ـ عَنِ الْمُسَاوِرِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَمِعْتُهَا تَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لاَيُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلاَيُبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ. (رواه الترمذی: ٣٧١٧)

۸٦۸۸۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: ''منافق علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں کرتا اور مومن اس سے بغض نہیں رکھتا۔''

٨٦٨٩ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا، فَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَأْتِهِ مِنْ بَابِهِ.

۸٦۸۹۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں، جو علم حاصل کرنا چاہے وہ اس کے دروازے سے آئے۔''

٨٦٩٠ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ: يَا عَلِيُّ! لاَ يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُجْنِبَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرَكَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: قُلْتُ لِضِرَارِبْنِ صُرَدٍ: مَا مَعْنَى هٰذَا الْحَدِيْثِ؟ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يَسْتَطْرِقُهُ جُنُبًا غَيْرِي وَغَيْرَكَ. (رواه الترمذی: ٣٧٢٧، لكبير: ١١٠٦١)

۸٦۹۰۔ ''سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے علی! بحالت جنابت اس مسجد میں میرے اور تیرے سوا دوسرے کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔'' اس حدیث کی یہ تفسیر کی گئی ہے کہ اس مسجد کو گذرنے کا راستہ بنانا میرے اور تیرے سوا بحالت جنابت کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔''

٨٦٩١ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا يَوْمَ الطَّائِفِ فَانْتَجَاهُ فَقَالَ النَّاسُ: لَقَدْ

۸٦۹۱۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کے دن علیحدگی میں سرگوشی کی تو لوگوں نے کہا:

(٨٦٨٧) ترمذی: ٣٧١٧ـ ضعيف الاسناد جدًا: ٧٦٩.

(٨٦٨٨) ترمذی: ٣٧١٧ـ ضعيف (البانی): ٧٧٠.

(٨٦٨٩) طبرانی کبیر: ١١٠٦١ـ وفيه عبدالسلام بن صالح الهروی وهو ضعيف و هيثمی: ١٤٦٧٠.

(٨٦٩٠) ترمذی: ٣٧٢٧ـ ضعيف (البانی): ٧٧٨.

(٨٦٩١) ترمذی: ٣٧٦٦ـ ضعيف (البانی): ٧٧٧.

طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا انْتَجَيْتُهُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ. (رواه الترمذی: ٣٧٢٦)

آپ کا مشورہ اور سرگوشی اپنے چچا کے بیٹے سے طویل ہو چکی ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی بلکہ لیکن اللہ تعالیٰ نے سرگوشی کی ہے۔''

٨٦٩٢۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: أَمَرَ بِسَدِّ الْأَبْوَابِ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ. (رواه الترمذی: ٣٧٣٢)

٨٦٩٢۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے اندر کھلنے والے تمام دروازے بند کرا دیئے مگر علی رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھلا رکھا۔''

شرح: ......ایک حدیث میں جو آتا ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی بھی کھلی رکھنے کی اجازت تھی، اس حدیث میں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ والی اس حدیث میں تعارض نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ دیگر کھڑکیوں کے بند کرنے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کھلا رکھنے کا حکم شروع میں تھا اور آپ ﷺ نے وفات سے تقریباً تین دن پہلے ساری کھڑکیاں بند کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ صرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کھلی رکھنے کی اجازت دی تھی۔ (اللمحات)

٨٦٩٣۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: خَطَبَ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہما فَاطِمَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّهَا صَغِيْرَةٌ، فَخَطَبَهَا عَلِيٌّ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ. (رواه النسائی: ٣٢٢١)

٨٦٩٣۔ ''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے پیغام نکاح دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ چھوٹی ہیں۔ پھر علی رضی اللہ عنہ نے پیغام نکاح دیا تو آپ ﷺ نے اس سے عقد کر دیا۔''

شرح: ......اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیٹی کی شادی کے بارے میں نبی ﷺ کی وابستگی کا پتہ چلتا ہے اور شادی کے لیے عمر میں مناسبت اچھی چیز ہے۔ یہ الفت میں اضافے کا باعث ہے۔ لیکن یہ اصول نہیں نبی ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی جبکہ آپ کی اور سیدہ کی عمر میں بہت فرق تھا۔ (تعلیقات: ٦٢/٢)

٨٦٩٤۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُجَيٍّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيٌّ: كَانَتْ لِي مَنْزِلَةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَمْ تَكُنْ لِأَحَدٍ مِنَ الْخَلَائِقِ، فَكُنْتُ آتِيْهِ كُلَّ سَحَرٍ فَأَقُوْلُ:

٨٦٩٤۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا نبی ﷺ کے پاس خاص مقام تھا جو مخلوق میں سے کسی کو حاصل نہیں تھا۔ میں سحری شروع ہوتے ہی آپ ﷺ کے پاس آتا اور کہتا تھا، السلام علیک یا رسول اللہ! اگر آپ کھانس دیتے تو میں اپنے گھر

(٨٦٩٢) ترمذی: ٣٧٣٢۔ صحیح (البانی): ٢٩٣٥۔ احمد: ٣٠٥٢.

(٨٦٩٣) نسائی: ٣٢٢١۔ صحیح الاسناد: ٣٠٢٠.

(٨٦٩٤) نسائی: ١٢١٣۔ ضعیف الاسناد: ٦٠۔ البانی، ابن ماجہ: ٣٧٠٨۔ احمد: ٨٤٧.

السَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَإِنْ تَنَحْنَحَ انْصَرَفْتُ إِلَى أَهْلِي وَإِلاَّ دَخَلْتُ عَلَيْهِ. (رواه النسائی: ۱۲۱۳)

لوٹ جاتا ورنہ آپ کے پاس چلا آتا۔''

٨٦٩٥ــــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ بِبَرَاءَةَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ: لاَيَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَبْلُغَ هٰذَا إِلاَّ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِي فَدَعَا عَلِيًّا فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا. (رواه الترمذی: ۳۰۹۰)

۸۶۹۵۔''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے سورۂ برأۃ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اعلان کرنے کے لیے بھیجی۔ پھر ابوبکر کو بلایا اور فرمایا: کسی کے لیے اس سورۃ کی تبلیغ مناسب نہیں ہے، مگر اس مرد کے لیے جو میری آل میں سے ہے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ سورۃ انہیں دے دی۔''

٨٦٩٦ــــ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ جَيْشًا فِيهِمْ عَلِيٌّ، قَالَتْ: فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ! لاَ تُمِتْنِي حَتَّى تُرِيَنِي عَلِيًّا. (رواه الترمذی: ۳۷۳۷)

۸۶۹۶۔''سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی ﷺ نے ایک فوج روانہ کی جس میں علی رضی اللہ عنہ تھے۔ پس میں نے آپ ﷺ کو دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے سنا۔ یااللہ! مجھے موت نہ دے، یہاں تک کہ مجھے علی رضی اللہ عنہ کو دکھا دے۔''

٨٦٩٧ــــ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ: افْتَخَرَ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ وَشَيْبَةُ بْنُ عَبْدِ الدَّارِ فَقَالَ عَبَّاسٌ: أَنَا أَسْقِي حَاجَّ بَيْتِ اللّٰهِ وَقَالَ شَيْبَةُ: أَنَا أُعْمِرُ مَسْجِدَ اللّٰهِ وَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا هَاجَرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَزَلَتْ ﴿أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ﴾ الآية. (رواه رزين)

۸۶۹۷۔'' محمد بن کعب کہتے ہیں: علی رضی اللہ عنہ، عباس رضی اللہ عنہ اور شیبہ رضی اللہ عنہ بن عبدالدار نے ایک دوسرے پر فخر جتایا تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بیت اللہ کے حاجیوں کو پانی پلاتا رہا ہوں۔ اور شیبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بیت اللہ کو آباد کرتا رہا ہوں۔ اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ کیا تم حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر کرنا، اس شخص کے برابر قرار دیتے ہو جو اللہ پر ایمان لایا ہے۔''

٨٦٩٨ــــ عَنْ ذُوَيْبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا

۸۶۹۸۔''ذُوَیب بیان کرتے ہیں جب نبی ﷺ کی وفات

(٨٦٩٥) ترمذی: ٣٠٩٠۔ البانی، حسن الاسناد: ٢٤٦٧۔ احمد: ١٢٨٠٢۔
(٨٦٩٦) ترمذی: ٣٧٣٧۔ ضعيف (البانی): ٧٨١.
(٨٦٩٧) رزين.
(٨٦٩٨) طبرانی كبير: ٤٢١٤۔ و رجاله رجال الصحيح و هيثمی: ١٤٦٦٣.

احْتُضِرَ، قَالَتْ صَفِيَّةُ: لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِكَ أَهْلٌ تَلْجَأُ إِلَيْهِمْ وَإِنَّكَ أَجْلَيْتَ أَهْلِي، فَإِنَّ حَدَثَ حَدَثٌ فَإِلَى مَنْ؟ قَالَ: إِلَى عَلِيٍّ. (للكبير: ٤٢١٣)

کا وقت حاضر ہوا تو ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ آپ کی ہر بیوی کا خاندان موجود ہے۔ وہ اپنے خاندانوں میں چلی جائیں گی اور میرا خاندان آپ نے جلاوطن کر دیا ہے۔ پس اگر کوئی حادثہ پیش آ جائے تو میں کس کے پاس جاؤں گی۔ فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کے پاس۔'' (الکبیر)

٨٦٩٩ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَهِدَ إِلَى سَبْعِينَ عَهْدًا لَمْ يَعْهَدْهَا إِلَى غَيْرِهِ. (للصغير: ٩٥٦، بخفى)

٨٦٩٩۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے وہ ستر وعدے کیے ہیں جو دوسرے کسی سے نہیں کیے۔'' (الصغیر، سند مخفی)

٨٧٠٠ــ عَنْ أَنَسٍ، رَفَعَهُ: مَنْ سَيِّدُ الْعَرَبِ؟ قَالُوْا: أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ، وَعَلِيٌّ سَيِّدُ الْعَرَبِ. (للأوسط: ١٤٩١، بضعف)

٨٧٠٠۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: عرب کا سردار کون ہے؟ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تو تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں اور علی رضی اللہ عنہ عرب کے سردار ہیں۔'' (الاوسط، سند ضعیف ہے)

٨٧٠١ــ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، رَفَعَهُ: النَّظَرُ إِلَى عَلِيٍّ عِبَادَةٌ. (للكبير: ١٠٠٠٦، بلين)

٨٧٠١۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔'' (الکبیر، سند کمزور ہے)

٨٧٠٢ــ وَلَهُ بِضُعْفٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ مُحَمَّدٍ: رَأَيْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يَحُدُّ النَّظَرَ إِلَى عَلِيٍّ، فَقِيْلَ لَهُ: فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: النَّظَرُ إِلَى عَلِيٍّ عِبَادَةٌ. (للكبير: ١٨/ ١٠٩ــ١١٠)

٨٧٠٢۔ '' اور اس کی ضعیف سند کے ساتھ طارق بن محمد سے منقول ہے۔ اس نے کہا: میں نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو علی رضی اللہ عنہ کی طرف تیز نگاہوں سے دیکھتا ہوا پایا، تو ان سے پوچھا گیا، پس انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔''

(٨٦٩٩) طبراني صغير: ٩٥٦۔ وفيه من لم اعرفهم.

(٨٧٠٠) طبراني اوسط: ١٤٩١۔ وفيه خاقان بن عبدالله بن الاهتم ابو داؤد و هيثمى: ١٤٦٨٢.

(٨٧٠١) طبراني كبير: ١٠٠٠٦۔ وفيه احمد بن بديل اليامي وثقه ابن حبان وقال مستقيم الحديث وابن ابى حاتم وفيه ضعف و بقية رجاله رجال الصحيح و هيثمى: ١٤٦٩٤.

(٨٧٠٢) طبراني كبير: ١٨/ ١٠٩۔ وفيه عمران بن كالد الخزاعي وهو ضعيف و هيثمى: ١٤٦٩٥.

٨٧٠٣ـ عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّهُ قِيْلَ لَهُ: نَرَاكَ فِي الْحَرِّ الشَّدِيْدِ وَعَلَيْكَ ثِيَابُ الشِّتَاءِ، وَنَرَاكَ فِي الشِّتَاءِ وَعَلَيْكَ ثِيَابُ الصَّيْفِ وَتَمْسَحُ الْعَرَقَ، فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَزَقَ فِي عَيْنِي وَأَنَا أَرْمُدُ، فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ، وَدَعَا لِي فَقَالَ: اللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ، فَمَا وَجَدْتُ حَرًّا وَلاَ بَرْدًا حَتَّى يَوْمِي هٰذَا. (للأوسط)

۸۷۰۳۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: شدید گرمی میں ہم آپ پر سردی کا لباس، اور شدید سردی میں ہم آپ پر شدید گرمی کا لباس دیکھتے ہیں۔ پس انہوں نے پسینہ صاف کیا۔ پھر کہا: نبی ﷺ نے میری آنکھوں میں لعاب مبارک ڈالا، جب میری آنکھیں دکھتی تھیں تو آج تک مجھے آنکھوں کی تکلیف نہیں ہوئی۔ اور آپ ﷺ نے میرے لیے دعا کی: یا اللہ! اس سے سردی اور گرمی دور کر دے۔ پس آج کے دن تک نہ میں نے گرمی محسوس کی اور نہ سردی۔'' (الاوسط)

٨٧٠٤ـ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ أَنَّ عَلِيًّا رضي الله عنه قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَإِنِّي لَأَرْبُطُ الْحَجَرَ عَلَى بَطْنِي مِنْ الْجُوْعِ وَإِنَّ صَدَقَتِي الْيَوْمَ لَأَرْبَعُوْنَ أَلْفًا.

۸۷۰۴۔ ''محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس حال میں دیکھا ہے کہ بھوک کی وجہ سے میں نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا تھا اور آج میرے مال کی زکوٰۃ چالیس ہزار دینار تک پہنچ چکی ہے۔''

٨٧٠٥ـ وَعَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَقَالَ فِيهِ: وَإِنَّ صَدَقَةَ مَالِي لَتَبْلُغُ أَرْبَعِيْنَ أَلْفَ دِيْنَارٍ. (الأحمد: ١٣٧١)

۸۷۰۵۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک اور روایت ذکر کی، اس میں ہے کہ میری زکوٰۃ چالیس ہزار دینار تک ہے۔'' (احمد)

٨٧٠٦ـ قَالَ عَلِيٌّ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَأَخُوْ رَسُوْلِهِ ﷺ وَأَنَا الصِّدِّيْقُ الأَكْبَرُ لاَ يَقُوْلُهَا بَعْدِيْ إِلَّا كَذَّابٌ صَلَّيْتُ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ سِنِيْنَ. (رواه ابن ماجة: ١٢٠)

۸۷۰۶۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اللہ کا بندہ، رسول اللہ ﷺ کا بھائی اور صدیق اکبر ہوں۔ میرے بعد جو شخص یہ دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔ میں نے دوسرے لوگوں سے سات سال پہلے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

(٨٧٠٣) طبرانی اوسط و اسناده حسن و هيثمی: ١٤٧٠٧.

(٨٧٠٤) احمد: ١٣٧١.

(٨٧٠٥) احمد: ١٣٧١ـ رجال الروايتين رجال الصحيح غير شريك بن عبدالله النخعي وهو حسن الحديث ولكن اختلف في سماع محمد بن كعب بن علي والله اعلم و هيثمی: ١٤٧١١.

(٨٧٠٦) ابن ماجه: ١٢٠ـ البانی، باطل: ٢٣ـ وعباد بن عبدالله ضعيف قاله الذهبي في التلخيص.

٨٧٠٧ـــ عَنْ أَبِي رَافِعٍ، رَفَعَهُ: فِي شَأْنِ عَلِيٍّ: مَنْ أَبْغَضَهُ فَقَدْ أَبْغَضَنِي، وَمَنْ أَبْغَضَنِي فَقَدْ أَبْغَضَ اللّٰهَ، وَمَنْ أَحَبَّهُ فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي فَقَدْ أَحَبَّ اللّٰهَ. (رواه البزار: ٢٥٦٢، بلين)

٨٧٠٧۔ ''سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث علی رضی اللہ عنہ کی شان میں بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس (علی) سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا۔ اور جس نے مجھ سے بغض کیا، اس نے اللہ سے بغض کیا۔ اور جس نے اس سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے مجھ سے محبت کی، اس نے اللہ سے محبت کی۔'' (البزار، سند کمزور ہے)

٨٧٠٨ـــ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِي قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَتْ لِي: أَيُسَبُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيكُمْ؟ قُلْتُ: مَعَاذَ اللّٰهِ أَوْ سُبْحَانَ اللّٰهِ أَوْكَلِمَةً نَحْوَهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي. (رواه أحمد: ٢٦٢٠٨)

٨٧٠٨۔ ''ابوعبداللہ الجدلی نے کہا: میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو انہوں نے کہا: کیا تمہارے درمیان رسول اللہ ﷺ کو گالی دی جاتی ہے؟ میں نے کہا: اللہ کی پناہ۔ اُس نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے، جس نے علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی، اس نے مجھے گالی دی۔'' (احمد)

٨٧٠٩ـــ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ، يَقُوْلُ: عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ، لَا يَفْتَرِقَانِ حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ. (للأوسط: ٧٢٠، والصغير بضعف)

٨٧٠٩۔ ''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا مرفوع حدیث بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ رہے گا۔ یہ دونوں جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے ساتھ جمع ہو جائیں گے۔'' (الاوسط اور الصّغیر کی روایت ہے۔ سند ضعیف ہے۔)

٨٧١٠ـــ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، رَفَعَهُ: يَا عَلِيُّ مَنْ فَارَقَنِي فَارَقَ اللّٰهَ، وَمَنْ فَارَقَكَ يَا عَلِيُّ فَارَقَنِي. (رواه البزار: ٢٥٦٥)

٨٧١٠۔ ''سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں، فرمایا: اے علی! جو مجھ سے جدا ہوگا وہ اللہ کی رحمت سے جدا ہوگا اور جو تجھ سے جدا ہوگا تو وہ مجھ سے جدا ہوگا۔'' (البزار)

٨٧١١ـــ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ، رَفَعَهُ: يَا عَلِيُّ

٨٧١١۔ ''حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں،

(٨٧٠٧) بزار: ٢٥٦٢۔ وفيه رجال وثقوا على ضعفهم: ٨٧٠٧۔ هيثمى: ١٤٧٣٧.

(٨٧٠٨) احمد: ٢٦٢٠٨۔ ورجاله رجال الصحيح غير ابى عبدالله الجدلى وهو ثقة و هيثمى: ١٤٧٣٧.

(٨٧٠٩) طبرانى اوسط: ٧٢٠۔ صغير وفيه، صالح بن ابى الاسود وهو ضعيف و هيثمى: ١٤٧٦٧.

(٨٧١٠) بزار: ٢٥٦٥۔ ورجاله ثقات و هيثمى: ١٤٧٧١.

(٨٧١١) طبرانى اوسط، وفيه، سلام بن سليمان المدائنى وزيد العمى وهما ضعيفان وقد وثقا وبقية رجالهما ثقات و هيثمى: ١٤٧٧٢.

مَعَكَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ عَصًا مِنْ عَصَى الْجَنَّةِ تَذُوْدُ بِهَا الْمُنَافِقِيْنَ عَنْ حَوْضِى. (للأوسط بلين)

آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! قیامت کے دن جنت کے عصا میں سے تیرے پاس ایک عصاء ہوگا اور اس کے ساتھ منافقین کو میرے حوض سے تو دور کردے گا۔'' (الاوسط، سند کمزور ہے)

٨٧١٢ـــ عَنْ صَهُيْبٍ: أَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ: مَنْ أَشْقَى الأَوَّلِيْنَ؟ قَالَ: الَّذِى عَقَرَالنَّاقَةَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: صَدَقْتَ، فَمَنْ أَشْقَى الآخَرِيْنَ؟ قَالَ: لاَعِلْمَ لِى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: الَّذِىْ يَضْرِبُكَ عَلَى هٰذِهِ، وَأَشَارَإِلَى يَافُوْخِهِ، فَكَانَ عَلِىٌّ يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْعِرَاقِ: وَدِدْتُ أَنَّهُ قَدِ انْبَعَثَ أَشْقَاكُمْ فَيُخْضَبُ هٰذِهِ، يَعْنِى لِحْيَتَهُ، مِنْ هٰذِهِ، وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى مَقْدَمِ رَأْسِهِ. (للكبير: ٢٠٣٧، بلين)

٨٧١٢۔''سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا: پہلی قوموں کا بڑا بد بخت کون تھا؟ تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! وہ جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی پچھاڑ کاٹ ڈالی، آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے درست کہا ہے۔ اور یہ بتاؤ اس قوم کا بڑا بدنصیب کون ہوگا؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں نہیں جانتا۔ فرمایا: وہ شخص جو تیرے اس مقام پر ضرب لگائے گا، اور آپ نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ علی رضی اللہ عنہ اہل عراق سے کہتے تھے، مجھے پسند ہے کہ تمہارا بدنصیب اُٹھے اور اس داڑھی کو رنگین کردے اور اس جگہ سے خون بہائے۔ اور وہ سر کے اگلے حصے کی طرف اشارہ کرتے تھے۔'' (الکبیر، سند کمزور)

٨٧١٣ـــ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ رَاشِدٍ: أَنَّ ابْنَ مُلْجِمٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ، وَالْبَرْكَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَعَمْرَو بْنَ بَكْرِ التَّمِيْمِىَّ، اجْتَمَعُوْا بِمَكَّةَ فَعَابُوْا عَلَى النَّاسِ وَلاَتِهِمْ، وَقَالُوْا: وَاللّٰهِ! مَا نَصْنَعُ بِالْبَقَاءِ شَيْئًا بَعْدَ اِخْوَانِنَا أَهْلَ النَّهْرَوَانَ الَّذِيْنَ كَانُوْا لاَ يَخَافُوْنَ فِى اللّٰهِ لَوْمَةَ لاَئِمٍ، وَقَتَلَهُمْ عَلِىٌّ، فَلَوْ أَتَيْنَا أَئِمَّةَ الضَّلاَلَةِ فَقَتَلْنَاهُمْ فَأَرَحْنَا مِنْهُمُ الْبِلاَدَ، قَالَ ابْنُ مُلْجِمٍ وَكَانَ مِنْ أَهْلِ مِصْرٍ: أَنَا أَكْفِيْكُمْ

٨٧١٣۔''اسماعیل بن راشد بیان کرتے ہیں: ابن ملجم، اس پر اللہ کی لعنت ہو، اور برک بن عبداللہ اور عمرو بن بکر التمیمی مکہ میں جمع ہوئے اور حکمرانوں کی عیب جوئی کی۔ اور کہا: قسم اللہ کی! ہم اپنے ان بھائیوں کے بعد باقی رہنے سے کیا حاصل کریں گے؟ جو اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے۔ ان کو علی رضی اللہ عنہ نے مقام نہروان میں قتل کرا دیا ہے۔ ہم ان گمراہ حکمرانوں کے پاس جائیں اور انہیں قتل کردیں اور اللہ کے شہروں کو ان سے آرام پہنچائیں۔ ابن ملجم مصر کا رہنے والا تھا۔ اس نے کہا: علی رضی اللہ عنہ کے لیے میں

(٨٧١٢) طبرانی کبیر: ٢٠٣٧ـ ابو یعلی وفیه، رشد بن سعد و قد وثق وبقیة رجاله ثقات و هیثمی: ١٤٧٧٦.
(٨٧١٣) طبرانی کبیر: ١٦٦ـ وهو مرسل اسناده حسن و هیثمی: ١٤٧٩٣.

عَلِيًّا، وَقَالَ الْبَرْكُ: أَنَا أَكْفِيكُمْ مُعَاوِيَةَ، وَقَالَ عَمْرٌو: أَنَا أَكْفِيكُمْ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ، فَتَوَاثَقُوْا عَلَى قَتْلِهِمْ، فَسَمُّوْا أَسْيَافَهُمْ وَتَوَاعَدُوْا أَنَّ فِي سَبْعَ عَشْرَةَ مِنْ رَمَضَانَ يَثِبُ كُلٌّ مِنْهُمْ عَلَى صَاحِبِهِ، فَخَرَجَ عَلِيٌّ لِصَلَاةِ الْغَدَاةِ فَجَعَلَ يَقُوْلُ الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ، فَشَدَّ عَلَيْهِ ابْنُ مُلْجِمٍ فَضَرَبَهُ عَلَى قَرْنِهِ وَهَرَبَ، فَلُحِقَ وَأُخِذَ فَأُدْخِلَ عَلَى عَلِيٍّ فَقَالَ لَهُ: يَا عَدُوَّ اللّٰهِ أَلَمْ أُحْسِنْ إِلَيْكَ؟ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ شَحَذْتُهُ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحاً، فَسَأَلْتُ اللّٰهَ أَنْ يَقْتُلَ بِهِ شَرَّ خَلْقِهِ، قَالَ لَهُ عَلِيٌّ: مَا أُرَاكَ إِلَّا مَقْتُوْلاً بِهِ، وَمَا أَرَاكَ إِلَّا مِنْ شَرِّ خَلْقِهِ، فَقَالَ عَلِيٌّ لِلْحُسْنِ: إِنْ بَقِيْتُ رَأَيْتُ فِيْهِ رَأْيِي، وَإِنْ هَلَكْتُ فَاقْتُلُوْهُ وَلَا تُمَثِّلُوْا بِهِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُثْلَةِ وَلَوْ بِالْكَلْبِ الْعَقُوْرِ، فَلَمَّا قُبِضَ عَلِيٌّ، أُدْخِلَ ابْنُ مُلْجِمٍ عَلَى الْحَسَنِ، فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي خَصْلَةٍ إِنِّي كُنْتُ أَعْطَيْتُ عَهْدًا أَنْ أَقْتُلَ عَلِيًّا وَمُعَاوِيَةَ، فَإِنْ شِئْتَ خَلَّيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَلَكَ اللّٰهَ عَلَيَّ وَإِنْ لَمْ أَقْتُلْهُ أَنْ آتِيَكَ حَتَّى أَضَعَ يَدِي فِي يَدِكَ، فَقَالَ الْحَسَنُ: لَا وَاللّٰهِ، فَقَدَّمَهُ فَقَتَلَهُ فَأَحْرَقَهُ النَّاسُ، وَأَمَّا الْبَرْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَعَدَ لِمُعَاوِيَةَ فَخَرَجَ لِصَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَشَدَّ عَلَيْهِ فَأَدْبَرَ مُعَاوِيَةَ هَارِبًا، فَوَقَعَ السَّيْفُ فِي أَلْيَتِهِ،

کفایت کرتا ہوں۔ برک نے کہا: میں تمہاری طرف سے معاویہ کے لیے کفایت کرتا ہوں۔ اور عمرو نے کہا: میں عمرو بن العاص کے لیے تمہاری جانب سے کافی ہوں۔ پس ان کے قتل کرنے کے لیے انہوں نے پختہ عہد کیا اور اپنی تلواروں کو زہر میں بجھایا اور آپس میں سترہ رمضان کی تاریخ مقرر کی کہ ہر ایک اپنے مدمقابل پر حملہ آور ہوگا۔ علی رضی اللہ عنہ فجر کی نماز کے لیے آئے اور لوگوں سے کہتے آتے تھے: نماز کے لیے آؤ، نماز کے لیے آؤ۔ ابن ملجم نے ان پر حملہ کر دیا اور پیشانی پر تلوار مار کر بھاگ گیا۔ اس کو پکڑا گیا اور علی رضی اللہ عنہ کے سامنے لایا گیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے دشمن! میں نے تیرے ساتھ بھلائی نہیں کی تھی؟ اس نے کہا: یہ بات تو درست ہے، البتہ میں نے یہ تلوار چالیس ایام تک زہر میں بجھا کر اللہ سے سوال کیا ہے کہ اس کی ساری مخلوق میں جو بدترین انسان ہو، اس کو اس کے ساتھ قتل کر دے۔

علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے تو ہی اس سے قتل ہوگا اور میرا گمان ہے کہ بدترین مخلوق بھی تو ہی ہے۔ علی رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر میں زندہ رہا تو اس کے بارے میں خود ہی فیصلہ کروں گا اور اگر میں فوت ہو جاؤں تو اس آدمی کو قتل کر دینا اور کان، ناک وغیرہ کاٹ کر مثلہ نہ کرنا۔ میں نے نبی ﷺ کو مثلہ کرنے سے منع کرتے سنا ہے۔ خواہ وہ کاٹنے والا کتا ہی ہو۔ جب علی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو ابن ملجم کو حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے کہا: کیا تو میری ایک بات قبول کرتا ہے؟ میں نے علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا عہد کیا ہے، پس اگر تو چاہے تو مجھے اور معاویہ کو آزاد چھوڑ دے اور میں تجھے اللہ تعالیٰ دیتا ہوں کہ اگر میں اس کو قتل نہ کر سکا تو میں واپس

فَأُخِذَ الْبَرْكُ . فَقَالَ لِمُعَاوِيَةَ: عِنْدِي خَبَرٌ أُسِرُّكَ بِهِ أَنَافِعِيُ ذٰلِكَ عِنْدَكَ؟ قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: إِنَّ أَخاً لِي قَتَلَ عَلِيًّا اللَّيْلَةَ، قَالَ: فَلَعَلَّهُ لَمْ يَقْدِرْعَلَيْهِ؟ قَالَ: بَلَى إِنَّ عَلِيًّا يَخْرُجُ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ يَحرِسُهُ، فَأَمَرَبِهِ مُعَاوِيَةُ فَقُتِلَ، وَبَعَثَ إِلَى الطَّبِيْبِ فَنَظَرَإِلَيْهِ فَقَالَ: إِنَّ ضَرْبَتَكَ مَسْمُوْمَةٌ، فَاخْتَرْإِمَّا أَنْ أَحْمِيْ حَدِيْدَةً فَأَضَعُهَا فِي مَوْضِعِ السَّيْفِ، وَإِمَّا أَنْ أَسْقِيْكَ شَرْبَةً يَنْقَطِعُ مِنْهَا الْوَلَدُ، فَقَالَ: أَمَّا النَّارُفَلاَ صَبْرَلِي عَلَيْهَا، وَأَمَّا انْقِطَاعُ الْوَلَدِ فَفِي يَزِيْدَ وَعَبْدِ اللّٰهِ وَوَلَدِهِمَا مَا تُقِرُّبِهِ عَيْنِي، فَسَقَاهُ الشَّرْبَةَ فَبَرِىءَ فَلَمْ يُوْلَدْ لَهُ وَلَدٌ بَعْدُ، فَأَمَرَمُعَاوِيَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِالْمَقْصُوْرَاتِ وَقِيَامِ الشُّرُطِ عَلَى رَأْسِهِ . وَأَمَّا عَمْرُوبْنُ بَكْرٍ: فَقَعَدَ لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ وَاشْتَكَى، فَأَمَرَخَارِجَةَ ابْنَ حَبِيْبٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَشَدَّ عَلَيْهِ فَضَرَبَهُ بِالسَّيْفِ فَقَتَلَهُ، فَأُخِذَ فَأُدْخِلَ عَلَى عَمْرٍو، فَلَمَّا رَآهُمْ يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ بِالإِمَارَةِ، قَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: عَمْرُوبْنُ الْعَاصِ . قَالَ: مَنْ قَتَلْتُ؟ قَالُوْا: خَارِجَةَ، قَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ يَا فَاسِقُ مَا عَمَدْتُ غَيْرَكَ، قَالَ عَمْرٌو: أَرَدْتَنِي وَاللّٰهُ أَرَادَ خَارِجَةَ، فَقَدَّمَهُ وَقَتَلَهُ . (للكبير: ١٦٦، بإرسال وطولا)

آ کر تیرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دوں گا۔ حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں۔ پھر اس کو قتل کر دیا اور لوگوں نے اس کو جلا دیا۔

برک بن عبداللہ، معاویہ رضی اللہ عنہ کی راہ میں بیٹھا۔ وہ فجر کی نماز کے لیے آئے تو ان پر حملہ کیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور تلوار اس کی سرین پر پڑی۔ برک پکڑا گیا۔ اس نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے پاس خبر ہے جو تیرے لیے خوشی کا باعث ہے۔ تو کیا اگر میں بتاؤں تو تیرے پاس میرے لیے مفید ہوگی؟ انہوں نے کہا: وہ کیا خبر ہے؟ اس نے کہا: میرے ایک بھائی نے آج رات علی رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا: میرا گمان ہے کہ وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔ اس نے کہا: ایسا ہی ہوا ہوگا۔ علی رضی اللہ عنہ تنہا نکلا کرتا ہے اور ان کے ساتھ محافظ نہیں ہوتا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اور اس کو قتل کر دیا گیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے طبیب کو بلایا اور اس نے دیکھ کر کہا: آپ کا زخم زہر آلودہ ہو چکا ہے، لہٰذا دو میں سے ایک چیز اختیار کریں۔ ایک یہ کہ میں لوہا گرم کر کے تلوار کے زخم پر رکھوں گا، یا پھر آپ کو ایک شربت پلا دوں گا، مگر اس صورت میں آپ کے ہاں اولاد پیدا نہ ہو سکے گی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آگ پر تو میں صبر نہیں کر سکتا۔ اور اولاد نہ ہو تو یزید اور عبداللہ اور ان دونوں کے بیٹے میری آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے موجود ہیں۔ پس طبیب نے ان کو شربت پلایا اور وہ شفایاب ہو گئے۔ اس کے بعد ان کی اولاد پیدا نہ ہوئی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد حفاظتی کمرہ بنانے اور محافظ دستہ متعین کرنے کا حکم دے دیا، تاکہ وہ اس کے سر پر کھڑے رہیں۔ عمرو بن بکر نے اسی رات عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے لیے راستے پر اپنے آپ کو تیار رکھا۔ وہ اس

دن بیمار تھے، خود مسجد نہ آئے اور انہوں نے خارجہ بن حبیب کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ عمرو نے اس پر حملہ کر کے تلوار کے ساتھ اس کو قتل کر دیا اور وہ پکڑا گیا۔ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ جب اس نے سنا کہ اس کو امیر کہہ کر لوگ سلام کرتے ہیں تو اس نے کہا: یہ کون ہے؟ اس کو بتایا گیا کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس نے کہا: میں نے کس کو قتل کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: خارجہ کو۔ تو اس نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا: اے فاسق! اللہ کی قسم! تیرے سوا کسی کو قتل کرنے کا میرا ارادہ نہیں تھا۔ تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے میرا ارادہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے خارجہ کا ارادہ کیا۔ پس اس کو قتل کر دیا گیا۔'' (الکبیر کی طویل مرسل روایت ہے۔)

٨٧١٤۔ عَنْ مَحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، قَالَ: تُوُفِّيَ عَلِيٌّ وَهُوَابْنُ ثَمَانٍ وَخَمْسِيْنَ. (للكبير: ١٦٦)

۸۷۱۴۔'' محمد بن علی بن الحسین نے کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ اٹھاون سال کی عمر میں فوت ہوئے ہیں۔''

٨٧١٥۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ: قُتِلَ عَلِيٌّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَبْعَ عَشْرَةَ مِنْ رَمَضَانَ سَنَةَ أَرْبَعِيْنَ. (للكبير: ١٦٤)

۸۷۱۵۔'' یحییٰ بن بکیر نے کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سن چالیس ہجری سترہ رمضان جمعہ کے دن شہید کیا گیا۔''

٨٧١٦۔ عَنْ أَبِيْ بَكْرِبْنِ أَبِيْ شَيْبَةَ: قُتِلَ عَلِيٌّ سَنَةَ أَرْبَعِيْنَ، وَكَانَتْ خِلاَفَتُهُ خَمْسَ سِنِيْنَ وَسِتَّةَ أَشْهُرٍ. (للكبير: ١٧٢)

۸۷۱۶۔'' ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سن چالیس ہجری میں شہید کیے گئے اور ان کی خلافت پانچ سال چھ ماہ تھی۔''

مناقب بقية العشرة طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ وَسَعِيْدٍ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَأَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ

بقیہ عشرہ مبشرہ کے مناقب کا بیان

طلحہ، زبیر، سعد، سعید، عبدالرحمٰن بن عوف اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم

٨٧١٧۔ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدَةَ مَعْمَرِ بْنِ الْمُثَنَّى، قَالَ: طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَامِرِبْنِ كَعْبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ

۸۷۱۷۔'' ابوعبیدہ معمر بن مثنی نے بیان کیا: طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرّہ بن کعب ہے۔ ان کی ماں صعبہ بنت حضرمی بن عامر بن ربیعہ ہے اور وہ

(٨٧١٤) طبراني كبير: ١٦٦۔ ورجاله رجال الصحيح و هيثمي: ١٤٧٩٤.
(٨٧١٥) طبراني كبير: ١٦٤۔ ورجاله ثقات، هيثمي: ١٤٧٩٥.
(٨٧١٦) طبراني كبير: ١٧٢۔ ورجاله ثقات و هيثمي: ١٤٧٩٦.
(٨٧١٧) طبراني كبير و اسناده حسن و هيثمي: ١٤٨٠٠.

كَـعْـبٍ، وَأُمُّـهُ الصَّعْبَةُ بِنْتُ الْحَضْرَمِيِّ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ مِنْ كِنْدَةَ . (للكبير)

بنوکندہ سے ہے۔'' (الکبیر)

٨٧١٨ـ قَـالَ جَـابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُوْلُ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى شَهِيْـدٍ يَـمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ . (رواه الترمذي: ٣٧٣٩)

۸۷۱۸۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جو زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھنا چاہے تو وہ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔''

شــــرح: ......اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ان کے انجام کی جانب اشارہ ہے کہ ان کا خاتمہ حسن کمال پر ہوگا۔ ویسے بھی جنگ احد میں طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زبردست دفاع کیا تھا۔ ان کا جسم زخموں سے چور تھا، انہیں تیروں اور تلواروں کے اسی (۸۰) سے اوپر زخم آئے تھے حتیٰ کہ ان کی شرمگاہ تک زخمی تھی اور ان کا ہاتھ شل ہو گیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب بھی جنگ احد کا ذکر کرتے تو کہا کرتے تھے: یہ سارا دن طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے حصے میں جاتا ہے۔ اس لیے انہیں زندہ شہید کہا گیا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/۲۰۴)

٨٧١٩ـ عَـنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، قَالَ: كَانَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دِرْعَانِ يَوْمَ أُحُدٍ فَنَهَضَ إِلَى الـصَّخْرَةِ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَأَقْعَدَ طَلْحَةَ تَحْتَهُ فَـصَـعِـدَ الـنَّبِيُّ ﷺ حَتَّـى اسْتَـوَى عَـلَـى الـصَّخْرَةِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: أَوْجَبَ طَلْحَةُ . (رواه الترمذي: ١٦٩٢)

۸۷۱۹۔ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن دو زرہ پہن رکھی تھیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم چٹان پر چڑھنے لگے تو چڑھ نہ سکے، چنانچہ طلحہ رضی اللہ عنہ کو اپنے نیچے بیٹھایا اور چڑھ کر چٹان پر چلے گئے اور میں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے جنت کو واجب کرلیا۔''

شرح: ......اپنے اس حسن عمل سے طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے جنت کا حصول لازم کرلیا ہے۔

(جائزۃ الاحوزی: ۳/۱۵۰)

٨٧٢٠ـ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: رَأَيْتُ يَـدَ طَـلْـحَةَ الَّتِـي وَقَـى بِهَـا النَّبِيَّ ﷺ قَدْ شَلَّتْ . (رواه البخاري: ٣٧٢٤)

۸۷۲۰۔ ''قیس بن ابی حازم نے کہا: میں نے سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا ہے جس کے ساتھ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی اور ہاتھ شل ہوگیا تھا۔'' (البخاری)

(٨٧١٨) ترمذي: ٣٧٣٩ـ صحيح (الباني): ٢٩٤٠ـ ابن ماجه: ١٢٥.

(٨٧١٩) ترمذي: ١٦٩٢ـ حسن (الباني): ٢٩٣٩.

(٨٧٢٠) بخاري: ٣٧٢٤ـ ابن ماجه: ١٢٨ـ احمد: ١٣٨٨.

٨٧٢١۔ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ تِلْكَ الأَيَّامِ الَّتِي قَاتَلَ فِيهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيْثِهِمَا . (رواه البخاري: ٣٧٢٣)

۸۷۲۱۔ ’’ابو عثمان النہدی رحمہ اللہ نے کہا: بعض غزوات میں نبی ﷺ کے قریب شدید جنگ کے اوقات میں طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہما کے سوا کوئی نہیں تھا۔‘‘

٨٧٢٢۔ عَنْ طَلْحَةَ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا لأَعْرَابِيٍّ جَاهِلٍ: سَلْهُ عَمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ مَنْ هُوَ؟ وَكَانُوْا لاَ يَجْتَرِئُوْنَ هُمْ عَلَى مَسْأَلَتِهِ يُوَقِّرُوْنَهُ وَيَهَابُوْنَهُ فَسَأَلَهُ الأَعْرَابِيُّ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ إِنِّي اطَّلَعْتُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ وَعَلَيَّ ثِيَابٌ خُضْرٌ فَلَمَّا رَآنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ عَمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ قَالَ الأَعْرَابِيُّ أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هٰذَا مِمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ . (رواه الترمذي: ٣٧٤٢)

۸۷۲۲۔ ’’سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: صحابہ نے ایک نادان دیہاتی سے کہا: رسول اللہ ﷺ سے سوال کر کہ آیت ’’جس نے اپنا مقصد پورا کیا‘‘ سے مراد کون ہے؟ صحابہ خود سوال کرنے کی جرأت نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ کا وقار بھی ملحوظ رکھتے اور آپ ﷺ سے ڈرتے بھی تھے۔ پس اعرابی نے آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے اعراض فرمایا۔ دوسری بار دیہاتی نے سوال کیا تو آپ نے پھر اعراض فرمایا۔ اور جب میں سبز لباس میں ملبوس دروازے سے اندر آیا اور نبی ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: سائل کہاں ہے؟ جس نے آیت: مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ کے متعلق سوال کیا ہے؟ تو اعرابی نے کہا: میں یہ ہوں، اے اللہ کے رسول! ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’یہ ہے جس نے اپنا مقصد پورا کیا۔‘‘ (ترمذی)

شـــرح: ......اس میں سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کا عظیم مرتبہ بیان ہوا ہے کہ آپ زندہ چل رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ انہیں موت پر بھی نذر کے وفا کرنے والا قرار دے رہے ہیں کہ انہوں نے اللہ سے کیا وعدہ وفا کیا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱/۵۲۰)

٨٧٢٣۔ وَعَنْهُ: سَمَّانِي النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ: طَلْحَةَ الْخَيْرُ، وَفِي غَزْوَةِ الْعَشِيْرَةِ: طَلْحَةُ الْفَيَّاضُ، وَيَوْمَ حُنَيْنٍ: طَلْحَةُ الْجُوْدِ . (للكبير: ٢١٨/ ١٩٧ ، بخفى)

۸۷۲۳۔ ’’انہی سے روایت ہے کہ میرا نام اُحد کے دن نبی ﷺ نے طلحۃ الخیر (بہترین طلحہ) رکھا اور غزوہ العشیرہ میں طلحۃ الفیاض اور حنین کے دن طلحۃ الجود رکھا۔‘‘ (الکبیر، سند خفی ہے۔)

(٨٧٢١) بخاري: ٣٧٢٣۔ مسلم: ٢٤١٤.   (٨٧٢٢) ترمذي: ٣٧٤٢۔ حسن، صحيح: ٢٩٤٢۔ ابن ماجه: ١٢٧.
(٨٧٢٣) طبراني كبير: ٢١٨/ ١٩١۔ وقال بالسين والشين جميعا، من العسرة وبالشين موضع و فيه، من لم اعرفهم وسليمان بن ايوب الطحى وثق وضعف و هيثمي: ١٤٨٠٤.

٨٧٢٤ـــ عَنْ قَبِيْصَةَ: مَا رَأَيْتُ رَجُلاً قَطُّ أَعْطَى الْجَزِيْلَ مِنَ الْمَالِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ مِنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، وَكَانَ أَهْلُهُ يَقُوْلُوْنَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمَّاهُ الْفَيَّاضَ. (للكبير: ١٤)

٨٧٢٤۔ ''قبیصہ نے کہا: میں نے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ سوال کے بغیر اتنا کثیر مال دینے والا کوئی نہیں دیکھا۔ اور ان کے گھر والے کہتے تھے کہ ان کا نام نبی ﷺ نے فیاض رکھا ہے۔'' (الکبیر)

٨٧٢٥ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنْ يَوْمِ أُحُدٍ وَمَا مَعِيَ إِلَّا جِبْرِيْلُ عَنْ يَمِيْنِي وَطَلْحَةُ عَنْ يَسَارِي. (للأوسط وَفِيْهِ الْقَعْقَاعُ بْنُ زَكَرِيَّا الطَّلَحِي)

٨٧٢٥۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں اُحد کے دن کی خبر دوں؟ ایک وقت میرے دائیں طرف جبریل علیہ السلام اور بائیں طرف طلحہ رضی اللہ عنہ تھے۔'' (الاوسط، اس سند میں قعقاع بن زکریا طلحی ہے)

٨٧٢٦ـــ عَنْ يَحْيَي بْنِ بُكَيْرٍ: قُتِلَ طَلْحَةُ يَوْمَ الْجَمَلِ فِي جُمَادَى سَنَةَ سِتٍّ وَثَلَاثِيْنَ وَسِنُّهُ ثِنْتَانِ وَخَمْسُوْنَ أَوْ أَرْبَعٌ وَخَمْسُوْنَ سَنَةً. (للكبير: ٢٠٠)

٨٧٢٦۔ ''یحییٰ بن بکیر نے کہا: سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ بروزِ جمل قتل کیے گئے۔ سن چھتیس ہجری تھی اور ان کی عمر باون یا چون سال تھی۔''

٨٧٢٧ـــ عَنْ قَيْسِ بْنِ حَازِمٍ: رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ حِيْنَ رُمِيَ طَلْحَةُ بِسَهْمٍ فَوَقَعَ فِي عَيْنِ رُكْبَتِهِ، فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ إِلَى أَنْ مَاتَ. (للكبير: ٢٠١)

٨٧٢٧۔ ''قیس بن حازم نے کہا: میں دیکھتا تھا جب مروان نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو تیر مارا اور ان کے زانوں کی آنکھ میں پیوست ہوگیا۔ پس وہ تسبیح کہتے رہے، یہاں تک کہ فوت ہوگئے۔

٨٧٢٨ـــ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ: أَنَّ عَلِيًّا انْتَهَى إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَقَدْ مَاتَ فَنَزَلَ عَنْ دَابَّتِهِ وَأَجْلَسَهُ فَجَعَلَ يَمْسَحُ الْغُبَارَ عَنْ وَجْهِهِ وَلِحْيَتِهِ وَهُوَ يَتَرَحَّمُ عَلَيْهِ وَيَبْكِي وَيَقُوْلُ: لَيْتَنِي مُتُّ قَبْلَ هٰذَا الْيَوْمِ

٨٧٢٨۔ ''طلحہ بن مصرف کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو وہ فوت ہو چکے تھے، تو علی رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے اترے اور ان کو بٹھایا اور ان کی داڑھی اور چہرے سے گردوغبار دور کی اور ان کے لیے رحمت طلب کرتے اور روتے رہے، اور کہتے جاتے تھے: کاش! آج سے بیس سال

(٨٧٢٤) طبرانی کبیر: ١٩٤۔ واسناده حسن، هیثمی: ١٤٨٠٣.
(٨٧٢٥) طبرانی اوسط، وفیه القعقاع بن زكريا الطحی ولم اعرفه/ وبقیة رجاله رجال الصحیح و هیثمی: ١٤٨١١.
(٨٧٢٦) طبرانی کبیر: ٢٠٠۔ عن یحییٰ هٰكذا و هیثمی: ١٤٨٢١.
(٨٧٢٧) طبرانی کبیر: ٢٠١۔ ورجاله رجال الصحیح و هیثمی: ١٤٨٢٢.
(٨٧٢٨) طبرانی کبیر: ٢٠٢۔ واسناده حسن و هیثمی: ١٤٨٢٣.

بِعِشْرِيْنَ سَنَةً. (للكبير: ٢٠٢)

پہلے میں فوت ہو چکا ہوتا۔''

٨٧٢٩ـ الطَّبَرَانِي قَالَ فِي الْكَبِيْرِ: الزُّبَيْرُبْنُ الْعَوَّامِ بْنِ خُوَيْلِدِ بْنِ أَسَدِ بْنِ الْعُزَّى بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابٍ وَأُمُّهُ صَفِيَّةُ عَمَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (للكبير)

٨٧٢٩۔'' طبرانی الکبیر میں بیان کرتے ہیں: زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن العزیٰ بن قصی بن کلاب ہیں۔ ان کی ماں صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی ہیں۔

٨٧٣٠ـ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الأَحْزَابِ: مَنْ يَأْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟ فَقَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا: ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَأْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟ فَقَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَأْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟ فَقَالَ الزُّبَيْرِ: أَنَا، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ. (رواه البخاري: ٤١١٣)

٨٧٣٠۔''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے احزاب کے دن فرمایا: دشمن کی خبر ہمارے پاس کون لاتا ہے؟ تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ہمارے پاس دشمن کی خبر کون لائے گا؟ تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا: دشمن قوم کی خبر ہمارے پاس کون لاتا ہے؟ تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کا کوئی معاون ہوتا ہے اور میرا معاون زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔''

٨٧٣١ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: كُنْتُ يَوْمَ الأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُبْنُ أَبِي سَلَمَةَ فِي النِّسَاءِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلَى فَرَسِهِ يَخْتَلِفُ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاثًا فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ يَا أَبَتِ رَأَيْتُكَ تَخْتَلِفُ قَالَ أَوَهَلْ رَأَيْتَنِي يَا بُنَيَّ! قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ يَأْتِ بَنِي قُرَيْظَةَ فَيَأْتِيْنِي بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

٨٧٣١۔''سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: جنگ احزاب کے دن مجھے اور عمرو بن ابی سلمہ کو نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کے ساتھ رکھا گیا تھا۔ (اور ہمیں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بلند قلعہ میں رکھا گیا۔) میں نے دیکھا کہ زبیر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر بنو قریظہ کی طرف آتے جاتے ہیں۔ جب واپس آئے تو میں نے کہا: اے ابا جان! میں نے آپ کو آتے جاتے دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا: میرے بیٹے! تو نے مجھے دیکھا تھا؟ میں نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: بنو قریظہ کے پاس جا کر ان کی خبر کون لائے گا؟ چنانچہ میں گیا اور جب لوٹ کر آیا تو

(٨٧٢٩) طبرانی کبیر و هیثمی: ١٤٨٢٥.

(٨٧٣٠) بخاری: ٤١١٣۔ مسلم: ٢٤١٥۔ ترمذی: ٣٧٤٥۔ ابن ماجه: ١٢٢۔ احمد: ١٤٣٠٢.

(٨٧٣١) بخاری: ٣٧٢٠۔ مسلم: ٢٤١٦۔ ترمذی: ٣٧٤٣۔ ابن ماجه: ١٢٣۔ احمد: ١٤١١.

أَبَـوَيْـهِ فَـقَـالَ: فَـدَاكَ أَبِي وَأُمِّي . (رواه البخاري: ٣٧٢٠)

آپ ﷺ نے میرے اوپر اپنے ماں باپ جمع کیے اور فرمایا: تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔''

٨٧٣٢ـ عَـنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَوْصَى الـزُّبَيْـرُ إِلَـى ابْنِهِ عَبْدِ اللّٰهِ صَبِيْحَةَ الْجَمَلِ فَـقَـالَ مَـا مِـنِّـي عُضْوٌ إِلاَّ وَقَدْجُرِحَ مَعَ رَسُـوْلِ الـلّٰـهِ ﷺ حَتَّـى انْتَهَـى ذَاكَ إِلَـى فَرْجِهِ . (رواه الترمذي: ٣٧٤٦)

٨٧٣٢۔''عروہ نے کہا: سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو جنگ جمل کے دن صبح کو کہا: میرا کوئی عضو نہیں مگر وہ نبی ﷺ کے ساتھ زخمی ہو چکا ہے، یہاں تک کہ میری شرمگاہ میں بھی زخم آئے ہیں۔'' (ترمذی)

٨٧٣٣ـ عَـنْ مَـرْوَانَ بْـنِ الْـحَكَمِ قَـالَ: أَصَـابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيْدٌ سَنَةَ الـرُّعَـافِ حَتَّـى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصَى فَـدَخَـلَ عَـلَيْـهِ رَجُـلٌ مِـنْ قُرَيْـشٍ قَـالَ: اسْتَـخْـلِفْ، قَـالَ: وَقَالُوْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: وَمَـنْ؟ فَسَـكَـتَ فَـدَخَـلَ عَـلَيْـهِ رَجُـلٌ آخَرَأَحْسِبُهُ الْحَارِثَ فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ فَقَالَ عُثْـمَانُ: وَقَالُوْا؟ فَقَالَ: نَعَمْ قَالَ: وَمَنْ هُوَ؟ فَسَكَتَ قَالَ: فَلَعَلَّهُمْ قَالُوْا: الزُّبَيْرُ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَـلِـمْـتُ، وَإِنْ كَـانَ لَا حَبَّهِمْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . (رواه البخاري: ٣٧١٧)

٨٧٣٣۔''مروان بن حکم نے کہا: سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ایک سال نکسیر بہت زیادہ لاحق ہوئی اور وہ حج بھی نہیں کر سکے اور وصیت کر دی تو ان کے پاس قریش میں سے ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اپنا جانشین مقرر کر دیجیے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگ کہتے ہیں؟ تو اس نے کہا: ہاں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ کون ہونا چاہیے؟ تو وہ آدمی خاموش ہو رہا۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور آدمی ان کے پاس آیا۔ میرا خیال ہے وہ حارث تھا۔ اس نے بھی کہا: نائب مقرر کر دیجیے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا لوگوں نے یہ بات کہی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، تو انہوں نے پوچھا: کسے مقرر کریں؟ تو وہ آدمی خاموش ہو گیا۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے خود ہی کہا: شاید لوگ زبیر رضی اللہ عنہ کا کہتے ہوں گے؟ اس نے کہا: ہاں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ ان میں بہترین آدمی ہے، جہاں تک میں جانتا ہوں اور وہ رسول اللہ ﷺ کو بھی بہت پسند تھے۔''

٨٧٣٤ـ عَـنْ هِشَـامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ

٨٧٣٤۔''عروہ نے کہا: سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ میں ضرب کے تین نشان

(٨٧٣٢) ترمذی: ٣٧٤٦ـ صحيح الاسناد: ٢٩٤٥ـ البانی.
(٨٧٣٣) بخاری: ٣٧١٧ـ احمد: ٤٥٧.
(٨٧٣٤) بخاری: ٣٩٧٥ـ ترمذی: ٣٧٤٦.

أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا لِلزُّبَيْرِيَوْمَ الْيَرْمُوْكِ: أَلاتَشُدُّ فَنَشُدَّ مَعَكَ، فَقَالَ: إِنِّي إِنْ شَدَدْتُ كَذَبْتُمْ فَقَالُوْا: لَانَفْعَلُ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ حَتَّى شَقَّ صُفُوْفَهُمْ فَجَاوَزَهُمْ وَمَا مَعَهُ أَحَدٌ ثُمَّ رَجَعَ مُقْبِلاً فَأَخَذُوْا بِلِجَامِهِ فَضَرَبُوْهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلَى عَاتِقِهِ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ عُرْوَةُ: كُنْتُ أُدْخِلُ أَصَابِعِي فِي تِلْكَ الضَّرَبَاتِ أَلْعَبُ وَأَنَا صَغِيْرٌ، قَالَ عُرْوَةُ: وَكَانَ مَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِيَوْمَئِذٍ وَهُوَ ابْنُ عَشْرَسِنِيْنِ فَحَمَلَهُ عَلَى فَرَسٍ وَوَكَّلَ بِهِ رَجُلاً. (رواه البخاري: ٣٩٧٥)

تھے، ایک گردن میں تھا اور میں اس میں ہاتھ ڈال کر کھیلتا تھا۔ زبیر رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے جنگ یرموک کے دن کہا: اگر تم حملہ کرو تو ہم بھی تمہارے ساتھ حملہ آور ہوں گے۔ انہوں نے کہا: اگر میں نے حملہ کیا تو تم لوگ اپنا وعدہ پورا نہیں کرو گے۔ تو انہوں نے کہا: ہم ایسا نہیں کریں گے۔ پس زبیر رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا اور دشمن کی صفیں چیر ڈالیں اور ان سے آگے نکل گئے اور ان کے ساتھ کوئی غازی نہ جاسکا۔ جب دشمن کی صفوں میں وہ لوٹ رہے تھے تو دشمن نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر دو ضربیں لگائیں اور ان کے درمیان تیسری ضرب وہ تھی جو بدر کے دن لگی تھی۔ اس دن ان کا بیٹا عبداللہ بھی ان کے ساتھ تھا اور اس کی عمر دس سال تھی اور انہوں نے ان کو اپنے گھوڑے پر سوار کر کے ایک مرد ساتھ مقرر کیا۔''

٨٧٣٥۔ قَالَ عُرْوَةُ: وَقَالَ لِي عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ حِيْنَ قُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ: يَا عُرْوَةُ! هَلْ تَعْرِفُ سَيْفَ الزُّبَيْرِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَمَا فِيْهِ؟ قُلْتُ: فِيْهِ فَلَّةٌ فُلَّهَا يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ:

صَدَقْتَ بِهِنَّ فُلُوْلٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ

ثُمَّ رَدَّهُ عَلَى عُرْوَةَ قَالَ هِشَامٌ: فَأَقَمْنَاهُ بَيْنَنَا ثَلاثَةَ آلافٍ وَأَخَذَهُ بَعْضُنَا وَلَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ أَخَذْتُهُ. (رواه البخاري: ٣٩٧٤)

٨٧٣٥۔ '' عروہ نے کہا: مجھے عبدالملک بن مروان نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کے بعد کہا: کیا تو زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار پہچان سکتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس میں دندانہ ہے جو بدر کے دن پیدا ہوا تھا۔ اس نے کہا: تو نے سچ کہا۔ (مصرعہ) ان میں دندانے ہیں افواج کے ٹکرانے سے۔ پھر وہ تلوار عروہ کو واپس کر دی۔ ہشام بن عروہ کہتا ہے: ہم نے قیمت تین ہزار لگائی تو ہم وارثوں میں سے ایک نے لے لی اور میں نے خریدی ہوتی تو بہتر ہوتا۔''

٨٧٣٦۔ عَنْ عُمَرَ، قَالَ: وَاللّٰهِ! لَوْ عَهِدْتُ عَهْدًا أَوْتَرَكْتُ تَرِكَةً، لَكَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ

٨٧٣٦۔ ''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر میں معاہدہ کروں یا میں کوئی چیز امانت رکھوں تو مجھے یہ پسند ہے کہ میں زبیر بن

(٨٧٣٥) بخاری: ٣٩٧٤۔ ترمذی: ٣٧٤٦.

(٨٧٣٦) طبرانی کبیر: ٢٣٢۔ واسناده حسن و هيثمی: ١٤٨٣٢.

أَجْعَلَهَا إِلَيْهِ الزَّبُيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ، فَإِنَّهُ رُكْنٌ مِنْ أَرْكَانِ الدِّيْنِ . (للكبير: ٢٣٢)

عوام رضی اللہ عنہ کے پاس رکھوں، اس لیے کہ وہ دین کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔"

٨٧٣٧۔ عَنْ أَبِي الأَسْوَدِ: أَسْلَمَ الزُّبَيْرُ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِ سِنِيْنَ، وَهَاجَرَ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانَ عَشْرَةَ، وَكَانَ عَمُّهُ يُعَلِّقُ الزُّبَيْرَ فِي حَصِيْرٍ وَيُدَخِّنُ عَلَيْهِ بِالنَّارِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ارْجِعْ إِلَى الْكُفْرِ، فَيَقُوْلُ الزُّبَيْرُ: لاَ أَكْفُرُ أَبَدًا . (للكبير: ٢٣٩)

٨٧٣٧۔ "ابوالاسود نے کہا: سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ آٹھ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے اور اٹھارہ سال کی عمر میں انہوں نے ہجرت کی۔ زبیر رضی اللہ عنہ کا چچا ان کو چٹائی میں لپیٹ کر انہیں دھواں دیتا اور کہتا تھا: کفر کی طرف لوٹ آ۔ تو زبیر رضی اللہ عنہ کہتے: میں کبھی کفر نہیں کروں گا۔"

٨٧٣٨۔ عَنْ يَحْيَي بْنِ بُكَيْرٍ: قُتِلَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ الْجَمَلِ فِي جُمَادَى لاَأَدْرِي الأُوْلَى، أَوِ الآخِرَةُ سَنَةَ سِتٍّ وَثَلاثِيْنَ، وَأَسْلَمَ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانَ سِنِيْنَ، فَإِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَقَامَ بِمَكَّةَ ثَلاثَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَهُوَيَوْمَ قُتِلَ ابْنُ سَبْعٍ وَخَمْسِيْنَ، وَإِنْ أَقَامَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَالزُّبَيْرُ ابْنُ أَرْبَعٍ وَخَمْسِيْنَ . (للكبير: ٢٣٨)

٨٧٣٨۔ "یحییٰ بن بکیر نے کہا: سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ جمل کے دن ماہ جمادی میں قتل ہوئے۔ میں یہ نہیں جانتا کہ جمادی اولیٰ تھا یا جمادی ثانیہ تھا۔ سن چھتیس ہجری تھی۔ اور وہ آٹھ سال کی عمر میں اسلام لائے تھے۔ پس اگر نبی کریم ﷺ تیرہ سال بعد نبوت مکہ میں رہے ہیں تو زبیر رضی اللہ عنہ شہادت کے دن ستاون (۵۷) سال کے تھے اور آپ ﷺ اگر مکہ میں دس سال رہے ہیں تو زبیر رضی اللہ عنہ کی عمر بوقت شہادت چون سال بنتی ہے۔"

شرح: ...... ماں باپ فدا ہوں، اس میں عظیم قدر ومنزلت کا اظہار ہے کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا کردار قابل فخر ہے اور ان کا کارنامہ بہت معتبر ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب مخلص تھے مگر قوم کے پاس خطرناک حالات میں جانا اور پھر بار بار نبی ﷺ کی آواز پر فدویت کا مظاہرہ کرنا یہ زبردست مثالی اخلاص ہے اس لیے نبی ﷺ نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنا حواری قرار دیا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۲۰۵)

عام رعاف ونکسیر والا سال ۳۱ھ میں تھا۔ لوگوں کو کثرت سے نکسیر آئی تھی۔ (فتح الباری: ۷)

(٨٧٣٧) طبرانی کبیر: ٢٣٩۔ ورجاله ثقات الا انه مرسل و هیثمی: ١٤٨٣٣.

(٨٧٣٨) طبرانی کبیر: ٢٣٨۔ ورجاله ثقات و هیثمی: ١٤٨٤٣.

٨٧٣٩ــ عَنْ سَعْدٍ، أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ أَنَا؟ قَالَ: سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أُهَيْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، مَنْ قَالَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ . (للكبير والبزار)

۸۷۳۹۔ ''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ میں کون ہوں؟ فرمایا: ''سعد بن مالک بن اُہیب بن عبد مناف ہو، جو اس کے سوا کہے گا، پس اس پر اللہ کی لعنت ہو۔'' (الکبیر، البزار)

٨٧٤٠ـ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الزُّبَيْرِيِّ، قَالَ: أُمُّ سَعْدٍ حَمْنَةُ بِنْتُ سُفْيَانَ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ . (للكبير: ٢٩٢)

۸۷۴۰۔ ''مصعب بن عبداللہ بن الزبیری نے کہا: ام سعد حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف ہے۔'' (الکبیر)

٨٧٤١ــ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ يَوْمَ أُحُدٍ: يَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي . (رواه البخاري: ٤٠٥٩)

۸۷۴۱۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کو میں نے کسی کے لیے اپنے والدین کو جمع کرتے نہیں سنا، البتہ سعد رضی اللہ عنہ کے لیے اُحد کے دن فرمایا: ''تیرے اوپر میرے ماں باپ فدا ہوں تیر مار۔''

٨٧٤٢ــ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُوْلُ: مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيْهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ . (رواه البخاري: ٣٨٥٨)

۸۷۴۲۔ ''سیدنا سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے ہیں: میں بھی اس دن مسلمان ہوا جس دن دوسرے افراد ایمان لائے اور سات ایام تک ہم ٹھہرے رہے اور میں اسلام میں تیسرا تھا۔''

٨٧٤٣ــ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَقْبَلَ سَعْدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: هٰذَا خَالِي فَلْيُرِنِي امْرُؤٌ خَالَهُ . قَالَ الترمذي: وَكَانَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ وَكَانَتْ أُمُّ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ فَلِذٰلِكَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: هٰذَا خَالِي . (رواه الترمذي: ٣٧٥٢)

۸۷۴۳۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ پس سعد رضی اللہ عنہ آئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: یہ میرا ماموں ہے تو کوئی اپنا (ایسا) ماموں مجھے دکھائے۔'' (ترمذی)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: سعد رضی اللہ عنہ اور نبی کریم ﷺ کی والدہ بنوزہرہ میں سے تھے۔''

(٨٧٣٩) طبراني كبير، بزار، مسند او مرسلا، ورجال المسند وثقوا و هيثمي: ١٤٨٤٧.

(٨٧٤٠) طبراني كبير: ٢٩٢ـ هيثمي: ١٤٨٤٨.

(٨٧٤١) بخاري: ٤٠٥٩ـ مسلم: ٢٤١١ـ ترمذي: ٣٧٥٥ـ ابن ماجه: ١٢٩ـ احمد: ١١٥١.

(٨٧٤٢) بخاري: ٣٨٥٨.　(٨٧٤٣) ترمذي: ٣٧٥٢ـ صحيح (الباني): ٢٩٥١.

٨٧٤٤ــ عَـنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّـهُ نَـزَلَـتْ فِيْـهِ آيَـاتٌ مِـنَ الْقُرْآنِ، قَالَ: حَـلَـفَـتْ أُمُّ سَـعْـدٍ أَنْ لاَتُكَلِّمَهُ أَبَدًا حَتَّى يَـكْـفُرَبِدِيْنِهِ وَلاَ تَأْكُلَ وَلاَ تَشْرَبَ، قَالَتْ: زَعَـمْتَ أَنَّ اللّٰهَ وَصَّاكَ بِوَالِدَيْكَ وَأَنَا أُمُّكَ وَأَنَـا آمُـرُكَ بِهَـذَا، قَالَ: مَكَثَتْ ثَلاَثًا حَتَّى غُشِيَ عَلَيْهَا مِنَ الْجَهْدِ، فَقَامَ ابْنٌ لَهَا يُقَالُ لَـهُ عَـمَّـارَـةُ: فَسَـقَاهَا فَجَعَلَتْ تَدْعُوْعَلَى سَعْدٍ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِي الْقُرْآنِ هٰذِهِ الآيَةَ ﴿وَوَصَّيْـنَـا الإِنْسَـانَ بِـوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَـاهَـدَاكَ عَـلَى أَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِـهِ عِـلْمٌ فَـلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الـدُّنْيَـا مَـعْـرُوْفًـا﴾ قَـالَ وَأَصَابَ رَسُوْلُ الـلّٰهِ ﷺ غَـنِيْـمَةً عَـظِيْـمَةً فَإِذَا فِيْهَا سَيْفٌ فَأَخَذْتُهُ فَأَتَيْتُ بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ: نَـفِّـلْـنِـي هٰذَا السَّيْفَ، فَأَنَا مَنْ قَدْ عَلِمْتَ حَـالَــهُ، فَـقَـالَ: رُدَّهُ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَـهُ، فَـانْـطَـلَـقْـتُ حَتَّى إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أُلْقِيَـهُ فِي الْـقَبَـضِ لاَمَتْـنِـي نَفْسِي، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَـقُـلْـتُ: أَعْطِنِيْهِ، قَالَ: فَشَدَّ لِي صَوْتَهُ رُدَّهُ مِـنْ حَيْـثُ أَخَـذْتَــهُ، قَــالَ: فَـأَنْزَلَ اللّٰـهُ عَـزَّوَجَـلَّ: ﴿يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الأَنْفَالِ﴾ قَالَ: وَمَـرِضْتُ فَأَرْسَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَانِي

۸۷۴۴۔ ''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے بارے میں چار آیات نازل ہوئی ہیں۔ سعد کی ماں نے کہا: وہ اس سے کبھی کلام نہیں کرے گی یہاں تک کہ وہ اپنے اس دین کے ساتھ کفر کردے اور یہ کہ وہ نہ کھائے گی اور نہ پیئے گی اور اس نے یہ بھی کہا کہ تو کہتا ہے کہ اللہ نے تجھے تیرے والدین کے بارے میں حسن سلوک کی وصیت بھی کی ہے۔ اور میں تیری ماں ہوں اور تجھے اس دین کو ترک کرنے کا کہتی ہوں۔ پس وہ کھائے پیئے بغیر تین ایام تک رہی اور اس پر غشی طاری ہوگئی تو اس کے ایک عمارہ نامی بیٹے نے کھلایا پلایا تو وہ سعد کو بددعائیں دینے لگی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: ''ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے کی وصیت کی ہے۔ اور اگر وہ دونوں تیرے ساتھ جھگڑا کریں کہ تو شریک ٹھہرا میرے ساتھ ان چیزوں کو جن کا تجھے کوئی علم نہیں ہے تو ان دونوں کی اطاعت نہ کر اور ان دونوں سے دنیا میں اچھی مصاحبت اختیار کر۔'' اور سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بہت زیادہ غنیمت حاصل کی۔ جس میں ایک تلوار تھی، وہ میں نے لی اور آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور میں نے کہا: یہ تلوار نفلی طور پر مجھے عنایت فرما دیجیے۔ آپ کو میرے حالات کا پتہ ہے۔ آپ نے فرمایا: وہاں رکھ دے جہاں سے لی ہے۔ پس میں چلا گیا اور جا کر مقبوضہ مال میں رکھ دی۔ میرے نفس نے مجھے پھر ملامت کیا اور میں آپ کے پاس گیا اور عرض کی کہ وہ تلوار مجھے دے دیجیے، پس آپ نے اپنی آواز میں تھوڑی سی شدّت اختیار کی اور فرمایا: جہاں سے لی ہے وہیں رکھ دے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: ''اے رسول! تجھ

(٨٧٤٤) مسلم: ١٧٤٨۔ بخاری: ٦٣٧٣۔ ابو داؤد: ٢٨٦٤۔ ترمذی: ٣٠٧٩۔ نسائی: ٣٦٣٢۔ ابن ماجه: ٢٧٠٨۔ احمد: ٣١٩٥۔ دارمی: ٣١٩٦۔ مالك: ١٤٩٥.

فَقُلْتُ: دَعْنِي أَقْسِمْ مَالِي حَيْثُ شِئْتُ قَالَ: فَأَبَى قُلْتُ: فَالنِّصْفَ قَالَ: فَأَبَى قُلْتُ: فَالثُّلُثَ قَالَ: فَسَكَتَ فَكَانَ بَعْدُ الثُّلُثُ جَائِزًا . قَالَ: وَأَتَيْتُ عَلَى نَفَرٍ مِنَ الأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالُوْا : تَعَالَ نُطْعِمْكَ وَنَسْقِكَ خَمْرًا وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ قَالَ: فَأَتَيْتُهُمْ فِي حَشٍّ وَالْحَشُّ الْبُسْتَانُ فَإِذَا رَأْسُ جَزُوْرٍ مَشْوِيٌّ عِنْدَهُمْ وَزِقٌّ مِنْ خَمْرٍ ، قَالَ: فَأَكَلْتُ وَشَرِبْتُ مَعَهُمْ قَالَ فَذَكَرْتُ الأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ عِنْدَهُمْ فَقُلْتُ الْمُهَاجِرُوْنَ خَيْرٌ مِنَ الأَنْصَارِ قَالَ فَأَخَذَ رَجُلٌ أَحَدَ لَحْيَي الرَّأْسِ فَضَرَبَنِي بِهِ فَجَرَحَ بِأَنْفِي فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِي يَعْنِي نَفْسَهِ شَأْنَ الْخَمْرِ ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَنْصَابُ وَالأَزْلاَمُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾ . (رواه مسلم: ١٧٤٨ ، بعد الحديث: ٢٤١٢)

سے مال غنیمت کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔'' میں بیمار پڑ گیا اور میں نے آپ ﷺ کو پیغام بھیجا تو آپ میرے پاس آئے۔ میں نے عرض کی: مجھے اجازت دیں میں جیسے چاہوں اپنا مال تقسیم کردوں۔ پس آپ نے انکار کردیا۔ میں نے کہا: اچھا نصف دے دوں؟ آپ نے اس سے بھی انکار کردیا۔ میں نے کہا: تیسرا حصہ؟ تو آپ خاموش ہوگئے۔تو ثلث سے کم کی وصیت کرنا جائز ٹھہرا۔ اور میں انصار اور مہاجرین کی ایک جماعت کے پاس گیا تو انہوں نے کہا: آ تجھے کھانا کھلائیں اور شراب پلائیں۔ یہ واقعہ شراب کے حرام قرار پانے سے پہلے کا ہے۔ میں آیا تو اونٹوں کے سر بھونے ہوئے تھے اور شراب کا ایک مشکیزہ ان کے پاس موجود تھا۔ پس میں نے کھایا اور پیا۔ پھر انصار اور مہاجرین کی بحث ان میں چل پڑی تو میں نے کہا: مہاجرین، انصار سے بہتر ہیں۔ پس ایک مرد نے سر کی ایک ہڈی لی اور مار کر میری ناک زخمی کردی۔ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور میں نے آپ کو خبر دی تو شراب کے بارے میں حکم آ گیا: ''شراب اور جوا......'' (مسلم اور ترمذی)

٨٧٤٥ــ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: شَكَا أَهْلُ الْكُوْفَةِ سَعْدًا إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، فَعَزَلَهُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا ، فَشَكَوْا حَتَّى ذَكَرُوْا أَنَّهُ لاَ يُحْسِنُ يُصَلِّي ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَاأَبَا إِسْحَاقَ! إِنَّ هٰؤُلاَءِ يَزْعَمُوْنَ أَنَّكَ لاَتُحْسِنُ تُصَلِّي؟ قَالَ أَبُوْ :إِسْحَاقَ أَمَّاأَنَا وَاللّٰهِ! فَإِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ صَلاَةَ

٨٧٤٥۔ ''سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اہل کوفہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے سعد رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کردیا اور ان پر عمار رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر کردیا تو لوگوں نے سعد رضی اللہ عنہ کی شکایت کی اور یہ بھی کہا کہ وہ نماز اچھی طرح نہیں پڑھاتے۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور کہا: اے ابواسحاق! وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ تو اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتا؟ تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں ان کو اس طرح

(٨٧٤٥) بخاری: ٧٥٥۔ مسلم: ٥٤٣۔ ابو داؤد: ٨٠٣۔ ترمذی: ٢٣٦٥۔ نسائی: ١٠٠٢۔ ابن ماجه: ١٣١۔ احمد: ١٥٦٠.

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا أَخْرِمُ عَنْهَا أُصَلِّي صَلاةَ الْعِشَاءِ فَأَرْكُدُ فِي الأُوْلَيَيْنِ وَأُخِفُّ فِي الأُخْرَيَيْنِ قَالَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ يَاأَبَا إِسْحَاقَ! فَأَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلاً أَوْرِجَالاً إِلَى الْكُوْفَةِ فَسَأَلَ عَنْهُ أَهْلَ الْكُوْفَةِ وَلَمْ يَدَعْ مَسْجِداً إِلاَّ سَأَلَ عَنْهُ وَيَثْنُوْنَ مَعْرُوْفًا حَتَّى دَخَلَ مَسْجِدًا لِبَنِي عَبْسٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ أُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ يُكَنَّى أَبَا سَعْدَةَ قَالَ أَمَّاإِذْ نَشَدْتَنَا فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لاَ يَسِيْرُبِالسَّرِيَّةِ وَلاَ يُقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلاَ يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ قَالَ سَعْدٌ: أَمَا وَاللّٰهِ! لَأَدْعُوَنَّ بِثَلاثٍ اللّٰهُمَّ! إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا قَامَ رِيَاءً وَسُمْعَةً فَأَطِلْ عُمْرَهُ وَأَطِلْ فَقْرَهُ وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ وَكَانَ بَعْدُ إِذَا سُئِلَ يَقُوْلُ شَيْخٌ كَبِيْرٌمَفْتُوْنٌ أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِوَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِي فِي الطُّرُقِ يَغْمِزُهُنَّ . (رواه البخاري: ٧٥٥)

نماز پڑھاتا تھا جیسے رسول اللہ ﷺ کی نماز تھی۔ اس میں کمی بیشی نہیں ہونے دیتا تھا۔ جب میں انہیں عشاء کی نماز پڑھاتا تو پہلی دو رکعات کو طویل کرتا اور دوسری دو رکعات کو چھوٹی کرتا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابواسحٰق! تیرے بارے میں میرا یہی حسن ظن ہے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ چند آدمی کوفہ بھیجے، تاکہ اہل کوفہ سے پوچھیں اور کوئی مسجد ترک نہ کی اور سب میں پوچھا تو سب لوگ سعد کی تعریف کرتے تھے۔ اور جب بنوعبس کی مسجد میں گئے تو ان میں سے ایک شخص اٹھا۔ اس کو اسامہ بن قتادہ کہتے تھے اور اس کی کنیت ابوسعدہ تھی۔ اس نے کہا: جب تم ہمیں قسم ہی دیتے ہو تو یقیناً سعد فوج کی کمان نہیں کرتا تھا، مالِ غنیمت برابر تقسیم نہیں کرتا تھا اور فیصلوں میں انصاف نہیں کرتا تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں بھی تین دعائیں مانگوں گا: یا اللہ! اگر یہ تیرا بندہ جھوٹا ہے، ریاکاری اور سنانے کے لیے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر لمبی کر دے اور اس کی غربت طویل کر دے اور اس کو فتنوں میں ڈال دے۔ پھر یہ شخص کہا کرتا تھا، میں بہت بوڑھا ہوں اور فتنوں میں مبتلا ہوں۔ مجھے سعد کی بددعا لگ گئی ہے۔ عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں: اس شخص کو بعد میں میں نے دیکھا تھا۔ بڑھاپے کی وجہ سے اس کے ابرو اس کی آنکھوں پر گر چکے تھے اور یہ چھوٹی چھوٹی جوان لڑکیوں سے تعرض کرتا اور آنکھ مچولی کرتا۔'' (بخاری)

٨٧٤٦ـــ عَنْ سَعْدٍأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اللّٰهُمَّ! اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ إِذَا دَعَاكَ . (رواه الترمذي: ٣٧٥١)

٨٧٤٦۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یا اللہ! سعد جب دعا کرے تو اس کی دعا قبول فرما۔'' (الترمذی)

(٨٧٤٦) ترمذی: ٣٧٥١۔ صحیح (البانی): ٢٩٥٠.

٨٧٤٧ــ عَـنْ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ مَـالِكٍ يَـقُـوْلُ إِنِّـي أَوَّلُ رَجُـلٍ مِنَ الْعَرَبِ رَمَـى بِسَهْـمٍ فِـي سَبِيْـلِ الـلّٰـهِ وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا نَـغْزُوْمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَـا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا الْـحُبْلَةُ وَهٰذَا السَّمُرُ حَتَّى إِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَـمَـا تَـضَـعُ الشَّـاةُ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُوْأَسَدٍ يُـعَـزِّرُوْنِـي فِي الدِّيْنِ لَقَدْ خِبْتُ إِذًا وَضَلَّ عَمَلِي. (رواه الترمذی: ٢٣٦٦)

٨٧٤٧۔ ''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہا: میں پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں سب سے پہلا تیر مارا ہے۔ میں نے یہ حالت بھی دیکھی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں مصروف ہوتے اور ہماری خوراک صرف سمر درخت کے پتے ہوتے تھے۔ اور ہم جب قضائے حاجت کرتے تو بکری کی طرح مینگنی کرتے تھے اور اب بنو اسد مجھے اسلام سکھانے کے درپے ہیں۔ پھر تو میں ناکام رہا اور میرے اعمال ضائع ہو گئے۔''

٨٧٤٨ــ عَـنْ عَـائِشَةَ قَـالَتْ سَهِرَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَـقْـدَمَـهُ الْمَدِيْنَةَ لَيْلَةً، فَقَالَ: لَيْتَ رَجُلاً صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ، قَـالَـتْ: فَبَيْـنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ سَمِعْنَا خَشْخَشَةَ سَلاَحٍ، فَـقَـالَ: مَـنْ هٰذَا؟ قَالَ: سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّـاصٍ، فَـقَـالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَـا جَاءَ بِكَ؟ قَالَ: وَقَعَ فِي نَفْسِي خَوْفٌ عَلَى رَسُوْلِ الـلّٰهِ ﷺ فَـجِـئْـتُ أَحْـرِسُـهُ فَدَعَا لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ نَامَ. (رواه مسلم: ٢٤١٠)

٨٧٤٨۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آئے تو بیدار رہتے تھے۔ ایک رات فرمایا: میرے اصحاب میں سے کوئی مرد صالح آج رات پہرہ دیتا تو بہتر ہوتا۔ ہم یہی بات کر رہے تھے کہ ہمیں اسلحہ کی چھن چھناہٹ محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کون ہے؟ عرض کی: سعد ہوں۔ فرمایا: کیوں آئے ہو؟ کہا: میرے دل میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خطرہ پیدا ہوا تو میں پہرہ دینے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے ان کو دعا دی اور آرام سے سو گئے۔''

٨٧٤٩ــ عَـنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ: تُوُفِّيَ سَعْدٌ وَهُـوَ ابْنُ ثَلاَثٍ وَثَمَانِيْنَ سَنَةً، وَمَاتَ عَلَى عَشْـرَةِ أَمْيَـالٍ مِـنَ الْـمَدِيْنَةِ، وَحُمِلَ عَلَى رِقَـابِ الـرِّجَالِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، وَكَانَ مَرْوَانُ يَـوْمَئِذٍ الْوَالِيُّ عَلَيْهَا، وَأَسْلَمَ وَهُوَ ابْنُ سَبْعَ عَشْرَةَ سَنَةً. (للكبير: ٣٠٠)

٨٧٤٩۔ ''امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا سعد رضی اللہ عنہ تراسی سال کی عمر پا کر فوت ہوئے اور مدینہ سے دس میل کے فاصلے پر فوت ہوئے اور مرد اپنی گردن پر اٹھا کر مدینہ لائے۔ اس وقت مدینہ منورہ پر مروان حاکم تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے سترہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔'' (الکبیر)

(٨٧٤٧) ترمذی: ٢٣٦٦۔ صحيح: ١٩٢٨۔ بخاری: ٣٧٢٨۔ مسلم: ٢٩٦٦.
(٨٧٤٨) مسلم: ٢٤١٠۔ بخاری: ٢٨٨٥۔ ترمذی: ٣٧٥٦۔ احمد: ٢٤٥٦٩.
(٨٧٤٩) طبرانی کبیر: ٣٠٠۔ هيثمی: ١٤٨٧٠.

٨٧٥٠ـ وَلَهُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ بَكَّارٍ: مَاتَ سَعْدٌ بِالْعَقِيْقِ فِي قَصْرِهِ عَلَى عَشْرَةِ أَمْيَالٍ. بِنَحْوِهِ. (للكبير: ٣٠٢)

٨٧٥٠۔ ''زبیر بن بکار سے منقول ہے: سیدنا سعد رضی اللہ عنہ مقام عتیق میں اپنے محل میں مدینہ سے دس میل کے فاصل پر فوت ہوئے، مثل اس کے۔''

شرح: ......(۱) سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو اپنی جان سے بھی زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو سکون پہنچانے کی فکر تھی۔ یہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی سعادت ہے اور درجۂ صالحیت کو پایا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۶۰۹)

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے مستجاب الدعوات بن گئے تھے۔

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ بنو زہرہ قبیلہ سے تھیں اور ماں کے رشتہ دار ماموں ہی کہلواتے ہیں۔ یہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی سعادت ہے کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے ماموں ہونے کو آپ نہایت مسرت سے بیان فرماتے ہیں۔

(۴) سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر ماں باپ کی فدویت کا اظہار فرماتے ہیں۔ یہ آپ نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی کہا تھا تیر پھینکو! میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ دونوں میں موافقت کی یہ صورت ہے کہ شاید سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا۔ اس لیے انہوں نے صرف سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہی کہا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۶۰۸)

(۵) انہیں یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ ان کے بارے میں قرآنِ پاک کی آیات نازل ہوئی ہیں۔ یہ ان کے اترنے کا سبب بنے ہیں۔ ماں باپ سے حسن سلوک کرنے والی آیت اور مال غنیمت کی تقسیم والی آیت اور شراب کی حرمت والی آیت ہے۔

اور وصیت کی اصلاح بھی آپ ہی کی وجہ سے ہوئی اور سب سے عظیم خوبی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی عافیت کے لیے دعا کی ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۱۸۰)

٨٧٥١ـ شَبَابُ الْعُصْفُرِيُّ قَالَ: سَعِيْدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطِ بْنِ رَزَاحِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَأُمُّهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ بَعْجَةَ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ خُوَيْلِدٍ مِنْ خُزَاعَةَ. (للكبير: ٣٣٥)

٨٧٥١۔ ''شباب العُصفُری نے کہا: سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب ہیں اور ان کی ماں فاطمہ بنت بعجہ بن امیہ بن خویلد بنو خزاعہ سے ہیں۔'' (الکبیر)

(٨٧٥٠) طبراني كبير: ٣٠٢ـ هيثمي: ١٤٨٧٣.

(٨٧٥١) طبراني كبير: ٣٣٥ـ هيثمي: ١٤٨٧٤.

٨٧٥٢ــ عَنْ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ لِلْقَوْمِ لَوْرَأَيْتُنِي مُوثِقِي عُمَرُعَلَى الإِسْلاَمِ أَنَـا وَأُخْتُـهُ وَمَا أَسْلَمَ وَلَوْأَنَّ أُحُدًا انْـقَـضَّ لَمَّا صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ مَحْقُوْقًا أَنْ يَنْقَضَّ . (رواه البخاری: ٣٨٦٧)

٨٧٥٢۔ ''قیس بن حازم نے کہا: میں نے سعید بن زید سے مسجد کوفہ میں بیان کرتے سنا: اللہ کی قسم! اسلام کی پاداش میں عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اور اپنی بہن (میری اہلیہ) کو باندھ دیا تھا اور وہ اس وقت اسلام نہیں لائے تھے۔ اگر احد پہاڑ ٹوٹ پڑتا اس وجہ سے جو کچھ تم لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بدسلوکی کی ہے، تو اسے یہ حق تھا کہ وہ ٹوٹ جائے۔'' (بخاری)

شرح:......سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہما سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی تھے۔ سیدہ فاطمہ بنت خطاب کے شوہر تھے۔ انہوں نے گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کی تھی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سنی تھی اور مسلمان ہوئے تھے۔ دوسری بات انہوں نے یہ کہی ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل اتنا بڑا جرم تھا کہ احد پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو پھر بھی صدمہ کم تھا۔

(فتح الباری: ٧/ ١٧٦)

٨٧٥٣ــ عَـنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ:تُوُفِّيَ سَعِيْدُ بْـنُ زَيْدٍ سَنَةَ إِحْدَى وَخَمْسِيْنَ، وَسِنُّهُ بِضْعٌ وَسَبْـعُـوْنَ وَدُفِنَ بِالْمَدِيْنَةِ، وَمَاتَ بِالْعَقِيْقِ وَنَـزَلَ فِـي قَبْـرِهِ سَـعْـدُ بْنُ أَبِي وَقَّـاصٍ . (للكبير: ٣٤٠)

٨٧٥٣۔ '' یحییٰ بن بکیر نے کہا: سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سن اکیاون میں ستر سال سے زیادہ عمر پاکر فوت ہوئے۔ وہ مقام عتیق میں فوت ہوئے اور ان کو قبر میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اتارا۔'' (الکبیر)

٨٧٥٤ــ عَـنْ أَبِـيْ عُبَيْدَةَ مَعْمَرِبْنِ الْمُثَنَّى قَالَ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفِ بْنِ عَبْدِ عَوْفِ بْـنِ عَبْـدِ الْـحَـارِثِ بْنِ زُهْرَةَ بْنِ كِلاَبٍ . (للكبير: ٢٥٢)

٨٧٥٤۔ ''ابو عبیدہ معمر بن مثنی کہتے ہیں: سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدعوف بن عبدالحارث بن زہرہ بن کلاب ہیں۔'' (الکبیر)

٨٧٥٥ــ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَـقُـوْلُ: إِنَّ أَمْـرَكُنَّ مِمَّا يُهِمُّنِي بَعْدِي وَلَنْ يَـصْبِـرَ عَـلَيْـكُنَّ إِلَّا الصَّابِرُوْنَ ، قَالَ: ثُمَّ

٨٧٥٥۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ اپنی ازواج مطہرات کو فرماتے تھے، مجھے اپنے بعد تمہارے بارے میں بہت فکر ہے۔ اور تم پر خرچ نہیں کریں گے مگر بڑے صبر کرنے والے۔

(٨٧٥٢) بخاری: ٣٨٦٧.

(٨٧٥٣) طبرانی کبیر: ٣٤٠۔ وروی عن محمد بن عبدالله بن نمیر طرف منه و هیثمی: ١٤٨٧٩.

(٨٧٥٤) طبرانی کبیر: ٢٥٢۔ ورجاله ثقات و هیثمی: ١٤٨٨٢.

(٨٧٥٥) ترمذی: ٣٧٤٩۔ حسن (البانی): ٢٩٤٨۔ احمد: ٢٣٩٦٤.

تَـقُوْلُ عَائِشَةُ: فَسَقَى اللّٰهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ تُرِيْدُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَقَدْ كَانَ وَصَـلَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ بِـمَـالٍ يُقَالُ بِيْعَتْ بِأَرْبَعِيْنَ أَلْفًا . (رواه الترمذي: ٣٧٤٩)

پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کہا: اللہ تعالیٰ تیرے باپ کو جنت کے چشمہ سلسبیل سے مشروب پلائے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن پر ایک باغ وقف کیا تھا جو چالیس ہزار میں فروخت ہوا۔'' (ترمذی)

٨٧٥٦ـــ عَـنْ أَبِي سَلْمَةَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَـوْفٍ أَوْصَـى بِـحَـدِيْقَةٍ لِأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِيعَتْ بِأَرْبَعِ مِائَةِ أَلْفٍ . (رواه الترمذي: ٣٧٥٠)

٨٧٥٦۔ ''ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے لیے ایک باغ کی وصیت کی تھی جو چار لاکھ میں فروخت کیا گیا تھا۔''

شـــرح: ......اس میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی سخاوت کا تذکرہ ہے کہ ہزاروں درہم ودینار امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی معیشت میں مقرر کر رکھے تھے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے لیے دعا گو تھیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت کے سلسبیل چشمہ سے سیراب کریں جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔

﴿وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًاo عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًاo﴾ (الدهر: ١٧ـ١٨)

''وہ اس میں شراب کا پیالہ پلائے جائیں گے جس میں سونٹھ ملی ہوگی یہ اس چشمہ سے پلائے جائیں گے جس کا نام سلسبیل ہے۔''

نبی کریم ﷺ دنیا سے جاتے ہوئے بیویوں کے بارے میں اس لیے فکرمند تھے کہ میں نے جائیداد اور وراثت تو ان کے لیے چھوڑی نہیں اور میری خاطر انہوں نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں یہ بندوبست کر دیا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۶۰۷)

٨٧٥٧ـــ عَـنْ يَـحْيَـى بْنِ بُكَيْرٍ: وُلِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ بَعْدَ الْفِيْلِ بِعِشْرِيْنَ سَنَةً، وَمَـاتَ سَـنَةَ إِحْدَى أَوْ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثِيْنَ سَـنَةً، وَسِنُّهُ خَمْسٌ وَسَبْعُوْنَ، وَصَلَّى عَلَيْهِ عُثْمَانُ رضي الله عنهما . (للكبير: ٢٦٢)

٨٧٥٧۔ ''یحییٰ بن بکیر کہتے ہیں: سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ عام الفیل سے بیس سال بعد پیدا ہوئے اور ۳۱ھ یا ۳۲ھ میں فوت ہوئے اور پچھتر سال کی عمر پائی اور ان کی نمازِ جنازہ امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔'' (الکبیر)

٨٧٥٨ـــ عَـنْ أَبِـيْ إِسْحَاقَ: أَبُوْ عُبَيْدَةَ هُوَ

٨٧٥٨۔ ''ابواسحٰق نے کہا کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا نام عامر بن عبداللہ بن

(٨٧٥٦) ترمذی: ٣٧٥٠.

(٨٧٥٧) طبرانی کبی: ٢٦٢ـ هيثمی: ١٤٩٠٦.

(٨٧٥٨) طبرانی کبير: ٣٥٨ـ ابن ابی شيبه بعض ذلك، رجالهما ثقات و هيثمی: ١٤٩٠٧.

عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْجَرَّاحِ بْنِ هِلَالِ بْنِ أُهَيْبِ بْنِ ضَبَّةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ فِهْرٍ لَمْ يُعَقِّبْ، وَأُمُّهُ أُمُّ غَنَمٍ بِنْتِ جَابِرِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْعَدَاءِ بْنِ عَامِرِ بْنِ عُمَيْرَةَ بْنِ وَدِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ فِهْرٍ. (للكبير: ٣٥٨)

جراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر ہے اور ان کی کوئی اولاد باقی نہیں رہی۔ اور ان کی ماں ام غنم بنت جابر بن عدی بن عداء بن عامر بن عمیرہ بن ودیعہ بن حارث بن فہر ہے۔'' (الکبیر)

٨٧٥٩۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيْنًا وَإِنَّ أَمِيْنَنَا أَيَّتُهَا الأُمَّةُ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ. (رواه البخاري: ٣٧٤٤)

٨٧٥٩۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر امت کا امین ہوتا ہے اور ہماری اس امت کا امین ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہے۔'' (بخاری)

٨٧٦٠۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَهْلَ الْيَمَنِ قَدِمُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا ابْعَثْ مَعَنَا رَجُلاً يُعَلِّمُنَا السُّنَّةَ وَالإِسْلاَمَ قَالَ: فَأَخَذَ بِيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ، فَقَالَ: هٰذَا أَمِيْنُ هٰذِهِ الأُمَّةِ. (رواه مسلم: ٢٤١٩)

٨٧٦٠۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل یمن نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ہمارے ساتھ کوئی آدمی بھیجئے جو ہمیں سنت اور اسلام کی تعلیم دے تو آپ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''یہ اس امت کا امین ہے۔'' (الشیخان)

٨٧٦١۔ زَادَ رَزِيْنٌ: وَفِيْهِ نَزَلَ: ﴿لاَ تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَلَوْكَانُوْا آبَاءَ هُمْ أَوْأَبْنَاءَ هُمْ﴾ الآيَةَ، وَكَانَ قَتَلَ أَبَاهُ، وَهُوَ مِنْ جُمْلَةِ أُسَارَى بَدْرٍ بِيَدِهِ، لَمَّا سَمِعَ مِنْهُ فِي النَّبِيِّ ﷺ مَا يَكْرَهُ وَنَهَاهُ فَلَمْ يَنْتَهِ.

٨٧٦١۔ ''رزین نے اضافہ کیا ہے کہ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے: ''تم کسی قوم کو نہیں پاؤ گے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے کہ وہ پسند کریں اس شخص کو جو اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہو، خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے ہوں۔......'' انہوں نے اپنے باپ کو قتل کیا تھا اور وہ بدر کے قیدیوں میں سے تھا۔ اس نے نبی ﷺ کو نامناسب باتیں کہیں تو انہوں نے باپ کو منع کیا تو وہ باز نہ آیا۔''

(٨٧٥٩) بخاری: ٣٧٤٤۔ مسلم: ٢٤١٩۔ ترمذی: ٣٧٩٠۔ ابن ماجہ: ١٥٥۔ احمد: ١٣٥٧٨.

(٨٧٦٠) مسلم: ٢٤١٩۔ بخاری: ٣٧٤٤۔ ترمذی: ٣٧٩١۔ ابن ماجہ: ١٥٥۔ احمد: ١٣٦٣٤.

(٨٧٦١) رزین.

٨٧٦٢ـــ عَـنْ شُـرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ وَرَاشِدِ بْنِ سَـعْـدٍ وَغَيْـرِهِـمَا، قَالُوْا: لَمَّا بَلَغَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه سَرَغَ حُدِّثَ أَنَّ بِالشَّامِ وَبَاءً شَدِيْدًا قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ شِدَّةَ الْوَبَاءِ فِي الشَّامِ فَـقُـلْـتُ إِنْ أَدْرَكَـنِي أَجَلِي وَأَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْـجَرَّاحِ حَيٌّ اسْتَخْلَفْتُهُ فَإِنْ سَأَلَنِي اللّٰهُ لِمَ اسْتَـخْـلَفْتَهُ عَلَى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ قُلْتُ إِنِّي سَـمِعْتُ رَسُوْلَكَ ﷺ يَـقُـوْلُ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ أَمِيْـنًا وَأَمِيْنِي أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ . (رواه أحمد: ١٠٩ ، بإرسال)

٨٧٦٢۔ ''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میرا وقتِ موت قریب آجائے اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ زندہ ہوں تو میں امتِ محمد ﷺ پر اس کو خلیفہ مقرر کردوں گا۔ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے۔ فرمایا: ہر نبی ﷺ کا امین ہوتا رہا ہے اور میری امت کا امین ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہے۔'' (احمد کی مرسل روایت ہے۔)

٨٧٦٣ـــ عَـنْ يَـحْـيَـي بْنِ بُكَيْرٍ: مَاتَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ فِي طَاعُوْنِ عَمْوَاسٍ سَنَةَ ثَمَانَ عَشْرَةَ، وَهُـوَ ابْنُ ثَمَانَ وَخَمْسِيْنَ سَنَةً، وَشَهِدَ بَدْرًا وَهُوَابْنُ اِحْدَى وَأَرْبَعِيْنَ، وَيُقَالُ صَلَّى عَلَيْهِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ . (للكبير: ٣٦٣)

٨٧٦٣۔ ''یحییٰ بن بکیر نے کہا: ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ عمواس کے طاعون میں سن اٹھارہ ہجری میں فوت ہوئے اور وہ اٹھاون سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ وہ بدر میں شریک تھے، جبکہ ان کی عمر اکتالیس سال تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی نمازِ جنازہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔'' (الکبیر)

٨٧٦٤ـــ عَـنْ حُـذَيْـفَةَ قَالَ: جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُـرِيْـدَانِ أَنْ يُلَاعِـنَـاهُ قَـالَ: فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِـصَـاحِبِـهِ: لَا تَـفْـعَلْ فَوَاللّٰهِ! لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَاعَـنَّا لَانُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا، قَـالَا: إِنَّـا نُـعْـطِيْكَ مَـا سَأَلْتَنَا وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا أَمِيْنًا وَلَا تَبْعَثْ مَعَنَا إِلَّا أَمِيْنًا، فَقَالَ:

٨٧٦٤۔ ''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سید اور عاقب نجران کے سردار نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور وہ آپ ﷺ سے مباہلہ کرنے کے ارادے سے آئے تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: مباہلہ نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر آپ ﷺ نبی ہوں اور ہم ان سے مباہلہ کریں تو پھر ہم کبھی فلاح نہیں پائیں گے اور نہ ہماری آنے والی نسل کو فلاح حاصل ہوگی۔ پھر انہوں نے کہا: جس چیز کا

(٨٧٦٢) احمد: ١٠٩۔ وهو مرسل، راشد و شريح لم يدركا عمر و بخار: ٧٢١٨۔ مسلم: ١٨٢٣۔ ابو داؤد: ٤٤١٨۔ ترمذی: ٢٢٢٥۔ نسائی: ٧٧٧۔ ابن ماجه: ٢٧٢٦۔ دارمی: ٢٣٢٢۔ مالك: ١٥٦٠.

(٨٧٦٣) طبرانی كبير: ٣٦٣۔ هيثمی: ١٤٩١٧.

(٨٧٦٤) بخاری: ٤٣٨٠۔ ترمذی: ٣٧٩٦۔ مسلم: ٢٤٢٠۔ ابن ماجه: ١٣٥۔ احمد: ٢٢٨٩٨.

لَأَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلاً أَمِيْنًا حَقَّ أَمِيْنٍ، فَاسْتَشْرَفَ لَهُ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ! فَلَمَّا قَامَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هٰذَا أَمِيْنُ هٰذِهِ الأُمَّةِ. (رواه البخاري: ٤٣٨٠)

آپ ﷺ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں، ہم آپ کو وہ دے دیتے ہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ ہمارے ساتھ کوئی دیانتدار آدمی روانہ کریں اور امانت دار ہی روانہ کرنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم دونوں کے ساتھ یقینی امانت دار آدمی روانہ کروں گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے اس عہدے کے لیے سامنے آنا شروع کردیا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوعبیدہ! اٹھو۔ جب وہ کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس امت کا امین ہے۔'' (الشیخان، الترمذی)

شــــرح: ......امانت ایک اہم وصف ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب اس سے متصف تھے اور سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو امت کا امین قرار دینا ایک عظیم اعزاز ہے۔

مناقب العباس وجعفر والحسن والحسين

سیدنا عباس، جعفر اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے مناقب

٨٧٦٥ـ عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ دَخَلَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُغْضَبًا وَأَنَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: مَا أَغْضَبَكَ؟ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا لَنَا وَلِقُرَيْشٍ إِذَا تَلاَقَوْا بَيْنَهُمْ تَلاَقَوْا بِوُجُوْهٍ مُبْشَرَةٍ؟ وَإِذَا لَقُوْنَا لَقُوْنَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ، قَالَ: فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لاَ يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الإِيْمَانُ حَتَّى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ آذَى عَمِّي فَقَدْ آذَانِي فَإِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيْهِ. (رواه الترمذي: ٣٧٥٨)

٨٧٦٥۔ ''عبدالمطلب بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ غصے کی حالت میں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے کس نے غصے میں ڈال دیا؟ تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے قریش کو دیکھا کہ آپس میں خوش باش چہروں سے ملتے ہیں اور جب ہم آل ہاشم سے ملتے ہیں تو ان کا چہرہ متغیر ہوجاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کسی انسان کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا، یہاں تک کہ وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر محبت نہ کرے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو! جس نے میرے چچا کو ایذاء پہنچائی، اس نے مجھے ایذا پہنچائی۔ ہر آدمی کا چچا اس کے باپ کی طرح ہوتا ہے۔''

(٨٧٦٥) ترمذی: ٣٧٥٨۔ ضعیف (البانی) الا قوله عم الرجل فصحیح: ٧٨٤۔ احمد: ١٧٠٦١.

٨٧٦٦ـ عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: إِذَا كَانَ غَدَاةَ الاِثْنَيْنِ فَأْتِنِي أَنْتَ وَوَلَدُكَ حَتَّى أَدْعُوَلَكَ بِدَعْوَةٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا وَوَلَدَكَ فَغَدَا وَغَدَوْنَا مَعَهُ فَأَلْبَسَنَا كِسَاءً ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهِ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً لاَ تُغَادِرُ ذَنْبًا، اللّٰهُمَّ! احْفَظْهُ فِي وَلَدِهِ. (رواه الترمذي: ٣٧٦٢، زاد رزين: وَاجْعَلِ الْخِلاَفَةَ بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ)

٨٧٦٦۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے چچا! جب سوموار کا دن ہوگا تو اپنے بیٹوں کو ساتھ لے کر میرے پاس آنا، میں تمہارے لیے دعا کروں گا۔ جس سے اللہ تعالیٰ تجھے اور تیرے بیٹوں کو فائدہ پہنچائے گا۔ پس عباس رضی اللہ عنہ ہمیں ساتھ لے کر اس دن حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ہمیں چادر پہنائی اور فرمایا: اے اللہ! عباس اور اس کے بیٹوں کو بخش دے۔ ظاہر اور باطن میں مغفرت عطا کر اور کوئی گناہ باقی نہ رکھ۔ یا اللہ! اس کے بیٹوں کے بارے میں اس کی حفاظت کر۔'' رزین نے اس میں اضافہ کیا: ''ان کی اولاد میں خلافت کو باقی رکھ۔''

شرح: ......رسول اکرم ﷺ نبوت کے شرف وفضل کے اعتبار سے اصل ہیں اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نسب اور چچا ہونے کے اعتبار سے اصل ہیں اور آپ ﷺ نے اپنے اہل بیت اور قرابت داری کے اعتبار سے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے میں سے قرار دیا ہے۔ اور آپ ﷺ نے چچا کی نسل کے لیے دعا کی ہے کہ ان کی عزت ہو، شان بڑھے اور خلافت پر براجمان ہو۔ (جائزۃ الاحوزی:۴/۶۱۲)

٨٧٦٧ـ عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تَخْرُجُ مِنْ خُرَاسَانَ رَايَاتٌ سُوْدٌ لاَ يَرُدُّهَا شَيْءٌ حَتَّى تُنْصَبَ بِإِيْلِيَاءَ. (رواه الترمذي: ٢٢٦٩)

٨٧٦٧۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈے نکالے جائیں گے تو ان کو کوئی چیز نہ روک سکے گی۔ یہاں تک کہ وہ ایلیاء پر بلاروک ٹوک نصب کر دیے جائیں گے۔''

٨٧٦٨ـ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لِلْعَبَّاسِ هٰذَا الْعَبَّاسُ بْنُ

٨٧٦٨۔ ''سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عباس بن عبدالمطلب قریش سے

(٨٧٦٦) ترمذي: ٣٧٦٢ـ الباني: ٢٩٦٢ـ رزين.

(٨٧٦٧) ترمذي: ٢٢٦٩ـ ضعيف الاسناد: ٣٩٥١.

(٨٧٦٨) احمد: ١٦١٣ـ بزار، موصلي، ضعيف الاسناد: ٣٩٥ـ الا انه قال كنا عندالنبي ﷺ ببقيع الخيل فاقبل العباس فقال: فذكر نحوه والطبراني وفي الاوسط بنحوه الا انه قال: خرج النبي ﷺ يجهز جيشا فنظر الى العباس فقال: وفيه محمد بن طلحة التيمي وثقه غير واحد وبقية رجال احمد وابو يعلىٰ رجال الصحيح و هيثمي: ١٥٤٧٠.

عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَجْوَدَ قُرَيْشٍ كَفًّاوَأَوْصَلُهَا .
(رواه أحمد: ١٦١٣، والبزار والموصلى)

بڑے سخی انسان ہیں اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔''
(احمد، البزار، الموصلی)

٨٧٦٩ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: رَأَيْتُ جَعْفَرًا يَطِيْرُفِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلائِكَةِ . (رواه الترمذی: ٣٧٦٣)

٨٧٦٩۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جعفر رضی اللہ عنہ کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ اُڑتے ہوئے دیکھا ہے۔'' (ترمذی)

٨٧٧٠ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ: أَكْثَرَأَبُوْ هُرَيْرَةَ ، وَإِنِّي كُنْتُ أَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِشِبَعِ بَطْنِي حَتَّى لاَ آكُلُ الْخَمِيْرَوَلاَأَلْبَسُ الْحَبِيْرَوَلاَ يَخْدُمُنِي فُلاَنٌ وَلاَ فُلاَنَةٌ وَكُنْتُ أُلْصِقُ بَطْنِي بِالْحَصْبَاءِ مِنَ الْجُوْعِ وَإِنْ كُنْتُ لَأَسْتَقْرِئُ الرَّجُلَ الآيَةَ هِيَ مَعِيَ كَيْ يَنْقَلِبَ بِي فَيُطْعِمَنِي وَكَانَ أَخْيَرَ النَّاسِ لِلْمِسْكِيْنِ جَعْفَرُبْنُ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِي بَيْتِهِ حَتَّى إِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ الَّتِي لَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ فَنَشُقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيْهَا . (رواه البخاری: ٣٧٠٨)

٨٧٧٠۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ ابوہریرہ بکثرت احادیث بیان کرتا ہے، حالانکہ میں تو نبی ﷺ کے ساتھ بھوک کے پیٹ لگا رہتا، اس وقت نہ روٹی کھاتا تھا، نہ حبیر نامی لباس ہی پہنتا تھا، نہ کوئی غلام میری خدمت کرتا تھا اور نہ کوئی لونڈی کرتی تھی اور میں اپنے پیٹ کو پتھروں سے ملاتا تھا۔ اس لیے کہ مجھے بھوک ہوتی تھی اور میں کسی مرد سے کسی آیت کا مفہوم اس لیے پوچھتا، تاکہ وہ ساتھ لے جا کر کھانا کھلا دے۔
مساکین کے لیے سب صحابہ میں سے بہتر انسان جعفر رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ ہمیں لے جاتے اور جو میسر ہوتا کھلاتے تھے یہاں تک کہ گھی والا برتن لے آتے، اگر اس میں کچھ نہ ہوتا تو ہم اس کو توڑ کر اندر سے چاٹتے۔'' (بخاری)

٨٧٧١ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَعِيْدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَبُوْ يَحْيٰى التَّيْمِيُّ نَحْوَهُ وَفِيْهِ: وَكَانَ جَعْفَرٌيُحِبُّ الْمَسَاكِيْنَ وَيَجْلِسُ إِلَيْهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُوْنَهُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكَنِّيْهِ بِأَبِي الْمَسَاكِيْنِ .
(رواه الترمذی: ٣٧٦٦)

٨٧٧١۔ ''ترمذی میں اس کی مثل ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ جعفر رضی اللہ عنہ مساکین سے محبت کرتے تھے، ان کے پاس بیٹھتے تھے اور وہ ان سے باتیں کرتے اور وہ ان سے باتیں کرتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی کنیت ابومساکین رکھ دی تھی۔''

(٨٧٦٩) ترمذی: ٣٧٦٣۔ صحیح (البانی): ٢٩٦٣.
(٨٧٧٠) بخاری: ٣٧٠٨.
(٨٧٧١) ترمذی: ٣٧٦٦۔ ضعیف جدًا: ٧٨٦۔ بخاری: ٥٤٣٢۔ البانی.

٨٧٧٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا احْتَذَى النِّعَالَ وَلاَانْتَعَلَ وَلاَ رَكِبَ الْمَطَايَا وَلاَ رَكِبَ الْكُوْرَبَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ. (رواه الترمذي: ٣٧٦٤)

٨٧٧٢۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نہ کسی نے جوتے پہنے اور نہ کوئی سوار ہوا اور نہ کجاوے پر بیٹھا، جو رسول اللہ ﷺ کے بعد جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے افضل ہو۔'' (ترمذی)

٨٧٧٣ـ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَيَّا ابْنَ جَعْفَرٍ قَالَ: السَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ!. (رواه البخاري: ٤٢٦٤)

٨٧٧٣۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جب عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو سلام کہتے تو اس طرح کہتے: تیرے اوپر سلامتی نازل ہوا ے دو پر والے کے بیٹے!'' (البخاری)

٨٧٧٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ جَالِسٌ وَأَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ قَرِيْبَةٌ مِنْهُ إِذْرَدَّالسَّلاَمَ ثُمَّ قَالَ: يَاأَسْمَاءُ هٰذَا جَعْفَرٌ مَعَ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ مَرُّوْا فَسَلَّمُوْا عَلَيْنَا، فَرَدَدْتُ السَّلاَمَ وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ لَقِيَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ كَذَا كَذَا، فَأَصَبْتُ مِنْ جَسَدِي مِنْ مَقَادِيْمِي ثَلاَثًا وَسَبْعِيْنَ بَيْنَ طَعْنَةٍ وَضَرْبَةٍ، ثُمَّ أَخَذْتُ اللِّوَاءَ بِيَدِي الْيُمْنٰى فَقُطِعَتْ، ثُمَّ أَخَذْتُهُ بِيَدِيَّ الْيُسْرَى فَقُطِعَتْ، فَعَوَّضَنِيَ اللّٰهُ مِنْ يَدِي جَنَاحَيْنِ أَطِيْرُبِهِمَامَعَ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ فِي الْجَنَّةِ. (المعجم الأوسط، والمستدرك للحاكم)

٨٧٧٤۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا، اور پھر فرمایا: اے اسماء! یہ جعفر ہیں، جبریل اور میکائیل علیہما السلام کے ساتھ یہاں سے گذرے ہیں۔ اور ان سب نے ہم کو سلام کہا ہے اور میں نے ان کو جواب دیا ہے۔ اور جعفر نے خبر دی ہے کہ فلاں فلاں دن اس کا کفار سے مقابلہ ہوا اور میرے جسم کے اگلے حصے پر تہتر زخم آئے، نیزے کے زخم اور تلوار کے زخم۔ پھر میں نے جھنڈا دائیں ہاتھ میں پکڑا تو وہ بھی کٹ گیا، پھر بائیں ہاتھ میں پکڑا تو وہ بھی کٹ گیا، تو اس کے عوض اللہ تعالیٰ نے مجھے دو پر عطا کیے جن کے ساتھ میں جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کے ساتھ جنت میں اڑتا ہوں۔'' (الاوسط والمستدرک، سند کمزور ہے)

٨٧٧٥ـ عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَبْصَرَحَسَناً وَحُسَيْناً فَقَالَ: اللّٰهُمَّ! إِنِّي أُحِبُّهُمَا

٨٧٧٥۔ ''سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور دعا کی: اے اللہ!

(٨٧٧٢) ترمذی: ٣٧٦٤۔ صحیح الاسناد: ٤٠٣٥۔ احمد: ٩٠٨٩.

(٨٧٧٣) بخاری: ٤٢٦٤.

(٨٧٧٤) طبرانی کبیر، اوسط، وفیه سعدان بن الولید ولم اعرفه وبقیة رجاله ثقات و هیثمی: ١٥٤٩٥.

(٨٧٧٥) صحیح البانی، ترمذی: ٣٧٨٢، ٢٩٧٦۔ بخاری: ٣٧٤٩۔ مسلم: ٢٤٢٢۔ احمد: ١٨١٠٥.

فَأَحِبَّهُمَا. (رواه الترمذي: ٣٧٨٢)

میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، پس تو بھی ان دونوں سے محبت کر۔" (الترمذی)

٨٧٧٦۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ أَهْلِ بَيْتِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَكَانَ يَقُوْلُ لِفَاطِمَةَ ادْعِي لِي ابْنَيَّ فَيَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا إِلَيْهِ. (رواه الترمذي: ٣٧٧٢)

٨٧٧٦۔ "سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ آپ کو اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین رضی اللہ عنہم سے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اور آپ فرماتے تھے: میرے بیٹوں کو بلاؤ! تو آپ ﷺ ان دونوں کو سونگتے اور اپنے ساتھ چمٹا لیتے تھے۔" (ترمذی)

٨٧٧٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي طَائِفَةٍ مِنَ النَّهَارِ لاَ يُكَلِّمُنِي وَلاَ أُكَلِّمُهُ حَتَّى جَاءَ سُوْقَ بَنِي قَيْنُقَاعَ ثُمَّ انْصَرَفَ حَتَّى أَتَى خِبَاءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ أَثَمَّ لُكَعُ أَثَمَّ لُكَعُ يَعْنِي حَسَناً فَظَنَنَّا أَنَّهُ إِنَّمَا تَحْبِسُهُ أُمُّهُ لأَنْ تُغَسِّلَهُ وَتُلْبِسَهُ سِخَاباً، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ يَسْعَى حَتَّى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اللّٰهُمَّ! إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحْبِبْ مَنْ يُحِبُّهُ. (رواه مسلم: ٢٤٢١)

٨٧٧٧۔ "سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں دن کے ایک حصے میں نبی ﷺ کے ساتھ باہر گیا۔ نہ آپ ﷺ نے میرے ساتھ کلام فرمایا اور نہ میں نے آپ ﷺ سے کچھ عرض کیا، یہاں تک کہ بازارِ بنوقینقاع تک تشریف لائے۔ پھر واپس گئے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے اور فرمایا: وہ چھوٹا یہاں موجود ہے، یعنی حسن رضی اللہ عنہ۔ اور ہم نے گمان کیا کہ ان کی والدہ انہیں غسل کرا رہی ہیں اور انہیں کپڑے پہنا رہی ہیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوڑتے آئے اور ہر ایک نے ایک دوسرے کو گلے لگایا۔ پس آپ ﷺ نے دعا کی: یا اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر اور اس سے بھی محبت کر جو اس سے محبت کرے۔" (الشیخان)

٨٧٧٨۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِي كَرِبَ وَعَمْرُو بْنُ الأَسْوَدِ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ

٨٧٧٨۔ "خالد بن مَعدان نے کہا کہ مقدام بن معدی کرب، عمرو بن اسود اور بنو اسد، جو اہل قنسرین سے ہیں، ان کا ایک آدمی معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس وفد بن کر آئے تو مقدام کو معاویہ رضی اللہ عنہ

(٨٧٧٦) ترمذي: ٣٧٧٢۔ ضعيف (الباني): ٧٨٨.

(٨٧٧٧) مسلم: ٢٤٢١۔ بخاري: ٢١٢٢۔ ابن ماجه: ١٤٢۔ احمد: ٨١٨٠.

(٨٧٧٨) ابو داؤد: ٤١٣١۔ صحيح (الباني): ٣٤٧٩۔ احمد: ١٦٧٣٨.

قِنَّسْرِيْنَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَتَرَاهَا مُصِيْبَةً؟ قَالَ لَهُ: وَلِمَ لاأَرَاهَا مُصِيْبَةً وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ فَقَالَ هٰذَا مِنِّي وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ، فَقَالَ الأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ: فَقَالَ الْمِقْدَامُ: أَمَّاأَنَا فَلا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغَيِّظَكَ وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ! إِنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي، قَالَ: أَفْعَلُ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ جُلُوْدِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوْبِ عَلَيْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ! لَقَدْ رَأَيْتُ هٰذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ: فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ! قَالَ خَالِدٌ: فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ وَفَرَضَ لابْنِهِ فِي الْمِائَتَيْنِ فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ فِي أَصْحَابِهِ قَالَ: وَلَمْ يُعْطِ الْأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: أَمَّا الْمِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيْمٌ بَسَطَ يَدَهُ وَأَمَّا

نے کہا: کیا تجھے علم ہوا ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ فوت ہو چکے ہیں۔ تو مقدام نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ ایک آدمی نے ان سے کہا: اے فلاں شخص! تو حسن رضی اللہ عنہ کی موت کو مصیبت شمار کرتا ہے؟ مقدام نے کہا: میں کیسے مصیبت نہ سمجھوں کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زانوں پر بٹھایا اور فرمایا: یہ مجھ سے ہے اور حسین علی سے ہے۔ پس اسدی مرد نے کہا: حسن رضی اللہ عنہ تو آگ کی چنگاری تھی، جو اللہ نے بجھا دی ہے۔ مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آج تجھے غضبناک کر کے رہوں اور وہ باتیں کہوں گا جو تجھے پسند نہیں ہوں گی۔ پھر اس نے کہا: اے معاویہ! اگر میں سچ کہوں تو میری تصدیق کرنا اور اگر میں غلط کہوں تو میری تکذیب کرنا۔ اس نے کہا: میں ایسا ہی کروں گا۔ مقدام نے کہا: میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، کیا تو نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے مردوں کو منع کیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس نے پھر کہا: میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کیا تو نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ریشمی لباس پہننے سے منع فرمایا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کیا تجھے علم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھال پہننے اور اس پر سوار ہونے سے منع کیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ مقدام نے کہا: یہ تمام امور ممنوع ہونے کے باوجود تیرے گھر میں ہوتے رہتے ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جان گیا تھا کہ آج میں تجھ سے نہیں بچوں گا، اے مقدام۔ خالد راوی نے کہا: معاویہ نے مقدام کو اتنا کثیر عطیہ دینے کا حکم دیا جتنا اس کے دو رفقاء کے لیے حکم نہیں دیا۔ اور اس کے بیٹے کا دو سو وظیفہ مقرر کیا۔ تو مقدام نے اپنے ساتھیوں پر وہ مال تقسیم کر دیا۔ اور اسدی نے کسی کو کوئی چیز نہ دی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ

الأَسَـدِيُّ فَـرَجُـلٌ حَسَنُ الإِمْسَاكِ لِشَيْئِهِ . (رواه أبوداود: ٤١٣١)

اطلاع ملی تو انہوں نے کہا: مقدام ایک سخی مرد ہے، اپنا ہاتھ کھلا رکھتا ہے۔ اور اسدی اپنی چیز کو اچھے طریقے سے محفوظ کرتا ہے۔'' (ابوداؤد بلفظہٖ)

٨٧٧٩ـ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الأَسْبَاطِ . (رواه الترمذي: ٣٧٧٥)

٨٧٧٩۔ ''یعلی بن مرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسین مجھ سے ہے اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے جو حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہو۔ حسین نسلوں میں سے ایک نسل ہے۔''

٨٧٨٠ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ . (رواه الترمذي: ٣٧٦٨)

٨٧٨٠۔ ''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔''

٨٧٨١ـ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي نُعْمٍ إِنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ يُصِيْبُ الثَّوْبَ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: انْظُرُوْا إِلَى هٰذَا يَسْأَلُ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا . (رواه الترمذي: ٣٧٧٠)

٨٧٨١۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک مرد نے مچھر کے خون کی بابت سوال کیا تو انہوں نے کہا: تو کہاں کا رہنے والا ہے؟ اس نے کہا: میں اہل عراق سے ہوں۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اس شخص کو دیکھو تو، یہ مچھر کے خون کا مجھ سے سوال کرتا ہے حالانکہ انہوں نے نبی ﷺ کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: ''وہ دونوں دنیا میں سے میرے دو پھول ہیں۔''

٨٧٨٢ـ وَفِي رِوَايَةٍ: سَأَلَهُ عَنِ الْمُحْرِمِ، قَالَ: شُعْبَةُ أَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذُّبَابَ؟ فَقَالَ: أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُوْنَ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ ابْنَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . (رواه البخاري: ٣٧٥٣)

٨٧٨٢۔ ''اور ایک روایت میں ہے کہ سائل نے احرام والے کے لیے مکھی مارنے کی بابت سوال کیا تھا، تو انہوں نے کہا: اے اہل عراق! تم نے مکھی مارنے کے متعلق تو مجھ سے پوچھا ہے، جبکہ تم نے رسول اللہ ﷺ کا نواسہ قتل کر دیا ہے۔''

(٨٧٧٩) ترمذی: ٣٧٧٥ـ حسن (البانی): ٢٩٧٠ـ ابن ماجه: ١٤٤ـ احمد: ١٧١١١.

(٨٧٨٠) ترمذی: ٣٧٦٨ـ صحیح (البانی): ٣٤٧٩ـ احمد: ١٦٧٣٨.

(٨٧٨١) ترمذی: ٣٧٧٠ـ صحیح (البانی): ٢٩٦٧ـ بخاری: ٣٧٥٣ـ احمد: ٥٩٠٤.

(٨٧٨٢) بخاری: ٣٧٥٣.

٨٧٨٣ـــ وَفِي أُخْرَى: مَا أَسْأَلَهُمْ عَنِ صَغِيْرَةٍ، وَأَجْرَأَهُمْ عَلٰى كَبِيْرَةٍ.

۸۷۸۳۔ ''ایک دوسری روایت ہے: انہوں نے کہا: ایک چھوٹی چیز کے بارے میں ان کا پوچھنا اور ایک بڑے جرم پر ان کا جرأت کرنا کتنا عجیب ہے۔''

٨٧٨٤ـــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي إِحْدَى صَلاتَيِ الْعِشَاءِ وَهُوَ حَامِلٌ حَسَنًا أَوْ حُسَيْنًا فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَوَضَعَهُ ثُمَّ كَبَّرَ لِلصَّلاةِ فَصَلَّى فَسَجَدَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلاتِهِ سَجْدَةً أَطَالَهَا، قَالَ أَبِي: فَرَفَعْتُ رَأْسِي وَإِذَا الصَّبِيُّ عَلَى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ سَاجِدٌ فَرَجَعْتُ إِلَى سُجُوْدِي، فَلَمَّا قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلاةَ، قَالَ النَّاسُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ سَجَدْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلاتِكَ سَجْدَةً أَطَلْتَهَا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ أَوْ أَنَّهُ يُوْحٰى إِلَيْكَ، قَالَ: كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ وَلٰكِنِ ابْنِي ارْتَحَلَنِي فَكَرِهْتُ أَنْ أُعَجِّلَهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ. (رواه النسائى: ١١٤١)

۸۷۸۴۔ ''عبداللہ بن شداد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن نمازِ ظہر یا عصر کے لیے آپ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ یا حسین رضی اللہ عنہ کو اٹھایا ہوا تھا۔ پس آپ ﷺ نے اس کو بٹھا کر ہمیں نماز پڑھانا شروع کیا۔ جب سجدے میں گئے اور سجدہ طویل کیا تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو آپ ﷺ سجدے میں تھے اور بچہ آپ ﷺ کی پشت پر تھا۔ پس میں پھر سجدے میں لوٹ گیا۔ جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کی تو لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے ایک سجدہ طویل کر دیا، یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ کوئی نئی بات پیش آ گئی یا آپ ﷺ کی طرف وحی آ گئی ہوگی؟ فرمایا: ''ان امور میں سے کوئی بات نہیں تھی۔ دراصل میرا بیٹا میرے اوپر سوا ہوگیا تھا تو میں نے جلدی کرنا پسند نہ کیا حتیٰ کہ وہ اپنا مطلب پورا کر لے۔'' (النسائی)

٨٧٨٥ـــ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُنَا إِذْ جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا قَمِيْصَانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثِرَانِ، فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا

۸۷۸۵۔ ''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں آ گئے۔ ان پر سرخ قمیضیں تھیں۔ وہ چلتے اور ٹھوکریں کھاتے آئے تو آپ ﷺ منبر سے اترے اور ان کو اٹھا کر اپنے سامنے بٹھا لیا

(٨٧٨٣) بخارى: ٣٧٥٣.

(٨٧٨٤) نسائى: ١١٤١ـ صحيح (البانى): ١٠٩٣ـ احمد: ١٥٦٠٣.

(٨٧٨٥) ترمذى: ٣٧٧٤ـ صحيح: ٢٩٦٨ـ ابو داؤد: ١١٠٩ـ نسائى: ١٤١٣ـ ابن ماجه: ٣٦٠٠ـ احمد: ٢٢٤٨٦.

وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ فَنَظَرْتُ إِلَى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثِرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتَّى قَطَعْتُ حَدِيْثِي وَرَفَعْتُهُمَا. (رواه الترمذي: ٣٧٧٤)

اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان سچا ہے: ''بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے۔'' میں نے ان دونوں بچوں کو چلتے اور ٹھوکریں کھاتے دیکھا تو میں صبر نہیں کر سکا، یہاں تک کہ میں نے اپنی گفتگو منقطع کر دی اور ان کو اٹھا لیا۔''

٨٧٨٦۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: الْحَسَنُ أَشْبَهُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ إِلَى الرَّأْسِ وَالْحُسَيْنُ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ ﷺ مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ. (رواه الترمذي: ٣٧٧٩)

٨٧٨٦۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: سینے سے سر تک حسن رضی اللہ عنہ مشابہ ہے نبی ﷺ سے اور اس سے نیچے کے حصے کے ساتھ آپ ﷺ سے مشابہت حسین رضی اللہ عنہ کو ہے۔''

٨٧٨٧۔ عَنْ سَلْمَى قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ تَبْكِي، فَقُلْتُ: مَا يُبْكِيْكِ؟ قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَعْنِي فِي الْمَنَامِ وَعَلَى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ، فَقُلْتُ: مَالَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ آنِفًا. (رواه الترمذي: ٣٧٧١)

٨٧٨٧۔ ''سلمٰی نامی انصاری عورت بیان کرتی ہیں کہ میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی تو وہ رو رہی تھیں۔ میں نے کہا: کس وجہ سے روتی ہو؟ اس نے کہا: میں نے خواب میں ابھی ابھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور آپ ﷺ کی داڑھی اور سر پر مٹی تھی۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کو کیا ہوا؟ فرمایا: ''میں ابھی حسین کے قتل ہونے کی جگہ سے آ رہا ہوں۔''

٨٧٨٨۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَجِيءَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ يَقُوْلُ بِقَضِيْبٍ لَهُ فِي أَنْفِهِ وَيَقُوْلُ: مَارَأَيْتُ مِثْلَ هٰذَا حُسْنًا قَالَ: قُلْتُ: أَمَاإِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهِهِمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (رواه الترمذي: ٣٧٧٨)

٨٧٨٨۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس وقت ابن زیاد کے پاس موجود تھا جب حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا، تو ابن زیادہ نے حسین رضی اللہ عنہ کی ناک پر اپنے ہاتھ کی لاٹھی لگا کر کہا: میں نے اس جیسا خوبصورت انسان کبھی نہیں دیکھا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا: یہ سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔''

(٨٧٨٦) ترمذی: ٣٧٧٩۔ ضعیف (البانی): ٧٨٩۔ احمد: ٧٧٦۔

(٨٧٨٧) ترمذی: ٣٧٧١۔ ضعیف: ٧٨٧۔

(٨٧٨٨) ترمذی: ٣٧٧٨۔ صحیح (البانی): ٢٩٧٣۔ بخاری: ٣٧٤٨۔

٨٧٨٩ـــ عَـنْ عُـمَـارَـةَ بْـنِ عُمَيْرٍ ، قَالَ: لَـمَّـاجِـيْءَ بِـرَأْسِ عُبَيْـدِ اللّٰـهِ بْنِ زِيَـادٍ وَأَصْحَابِهِ نُضِّدَتْ فِي الْمَسْجِدِ فِي الرَّحَبَةِ فَـانْتَهَيْـتُ إِلَيْهِـمْ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَدْ جَاءَ تْ قَـدْجَـاءَ تْ فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْجَاءَ تْ تَخَلَّلُ الرُّءُوْسَ حَتَّـى دَخَـلَـتْ فِي مَنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْـنِ زِيَـادٍ فَـمَـكَثَـتْ هُنَيْهَةً ثُمَّ خَـرَجَـتْ فَـذَهَبَـتْ حَتَّى تَغَيَّبَتْ ثُمَّ قَالُوْا قَدْ جَاءَ تْ قَـدْ جَـاءَ تْ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْثَلاثًا . (رواه الترمذی: ٣٧٨٠)

٨٧٨٩۔''عمارہ بن عمیر نے کہا: جب عبیداللہ بن زیاد اور اس کے رفقاء کے سرلائے گئے اور مسجد کے قریب بیٹھنے کی جگہ میں رکھے گئے تو میں ان کے قریب گیا۔لوگ کہتے تھے: وہ آیا، وہ آیا۔ پس ایک سانپ آیا اور دیگر مقتولوں کے سروں کے درمیان سے گذر کر ابن زیاد کے سر پر جا پہنچا اور اس کی ناک کی سوراخ میں داخل ہوگیا۔تھوڑی ساعت ٹھہر کر نکلا اور چلا گیا اور آنکھوں سے پوشیدہ ہوگیا۔لوگوں نے پھر شوروغل مچایا: وہ آیا، وہ آیا۔اور پھر اسی طرح کیا جیسے پہلے کیا تھا، دو یا تین بار ایسا ہی کیا۔'' (ترمذی)

٨٧٩٠ـــ عَـنْ أُمِّ سَـلَـمَةَ: رَفَعَتْـهُ فِى حَقِّ الْـحُسَيْـنِ: إِنَّ جِبْرِيْلَ قَالَ: تُحِبُّهُ؟ قُلْتُ أَمَا فِـى الـدُّنْيَـا فَـنَـعَـمْ، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقْتُلُهُ بِـأَرْضٍ يُـقَـالُ لَهَـا كَـرْبَلاءُ، فَـلَـمَّا أُحِيْطَ بِـحُسَيْـنٍ حِيْـنَ قُتِـلَ قَـالَ:مَـا اسْمُ هٰذِهِ الأَرْضِ؟ قَـالُوْا كَرْبَلاءُ، قَالَ صَدَقَ رَسُوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ أَرْضُ كَـرْبَ وَبَلاءٍ . (لـلـكبير: ٢٨١٩)

٨٧٩٠۔''ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں مرفوعاً روایت کرتی ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے سوال کیا اور کہا: کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں دنیا میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: عنقریب آپ ﷺ کی امت کے پچھلے لوگ اس کو اس سرزمین میں قتل کریں گے جس کو کربلا کہتے ہیں۔ جب حسین رضی اللہ عنہ کو باغیوں نے قتل کرنے کے دن گھیرلیا تو حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: اس جگہ کا نام کیا ہے؟ تو لوگوں نے کہا: کربلا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے، یہ کرب اور بلا کی زمین ہے۔''

٨٧٩١ـــ عَـنْ عَـائِشَةَ، رَفَـعَتْهُ: إِنَّ جِبْرِيْلَ أَخْبَرَنِى أَنَّ الْحُسَيْنَ ابْنِىْ مَقْتُوْلٌ فِى أَرْضٍ

٨٧٩١۔''ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوعاً روایت کرتی ہیں کہ فرمایا: جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا قتل ہوگا اور

(٨٧٨٩) ترمذی: ٣٧٨٠۔ صحيح الاسناد: ٢٩٧٤.

(٨٧٩٠) طبرانی كبير: ٢٨١٩۔ باسانيد ورجال احدها ثقات و هيثمی: ١٥١١٦.

(٨٧٩١) طبرانی كبير: ٢٨٤١۔ اوسط باختصار كثير، واوله ان الرسول ﷺ اجلس حسينا على فخذه فجاء ه جبريل، وفی اسناد الكبير ابن ليهعة وفی اسناد الاوسط من لم اعرفه و هيثمی: ١٥١١٤.

الطَّفِّ وَأَنَّ أُمَّتِي سَتُفْتَتَنُ بَعْدِي. (للكبير: ٢٨٤١، بلين مطولا)

اُس سرزمین میں قتل ہوگا جس کو طَفّ کہا جاتا ہے اور میری امت میرے بعد فتنے میں پڑے گی۔'' (الکبیر سند کمزور ہے)

٨٧٩٢ــ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ زَبَالَةَ: لَمَّا نَزَلَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ بِالْحُسَيْنِ وَأَيْقَنَ أَنَّهُمْ قَاتِلُوْهُ، قَامَ فِي أَصْحَابِهِ خَطِيْبًا، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَرَغَّبَهُمْ فِي لِقَاءِ اللّٰهِ، وَنَفَّرَهُمْ مِنَ الْحَيَاةِ مَعَ الظَّالِمِيْنَ، وَقُتِلَ بِالطَّفِّ بِكَرْبَلاَءَ. (للكبير: ٢٨٤٢، بضعف)

٨٧٩٢۔'' محمد بن حسن بن زبالہ کہتے ہیں: جب عمر بن سعد، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر اتر آیا اور حسین رضی اللہ عنہ کو یقین ہوگیا کہ یہ لوگ قتل کردیں گے تو وہ اپنے رفقاء میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور اپنے رفقاء کو اللہ کی ملاقات کی ترغیب دی اور ظالموں کے ساتھ زندہ رہنے سے نفرت دلائی اور مقام طف میں جس کو کربلا کہتے ہیں شہید ہوئے۔'' (الکبیر سند ضعیف ہے)

٨٧٩٣ــ لَمَّا أَرَادَ الْحُسَيْنُ أَنْ يَخْرُجَ أَتَى ابْنَ عُمَرَ لِيُوَدِّعَهُ، فَقَالَ لَهُ إِنِّي أُرِيْدُ الْعِرَاقَ، فَقَالَ: لاَ تَفْعَلْ، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: خُيِّرْتُ بَيْنَ أَنْ أَكُوْنَ نَبِيًّا مَلِكًا أَوْنَبِيًّا عَبْدًا، فَقِيْلَ لِي تَوَاضَعْ، فَاخْتَرْتُ أَنْ أَكُوْنَ نَبِيًّا عَبْدًا، وَإِنَّكَ بِضْعَةٌ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَلاَ تَخْرُجْ. فَأَبٰى فَوَدَّعَهُ وَقَالَ: أَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ مِنْ مَقْتُوْلٍ. (رواه البزار، كشف الأستار: ٢٦٤٣، والأوسط)

٨٧٩٣۔''شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے نکلنے کا ارادہ کیا تو وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس رخصت ہونے کے لیے آئے اور کہا: میں عراق جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ایسا نہ کرنا، نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے اختیار دیا گیا تھا کہ میں بادشاہ نبی بنایا جاؤں یا نبی عبد بنایا جاؤں تو میں نے نبی عبد ہونے کو اختیار کیا۔ اے حسین! تو نبی کریم ﷺ کے جسم کا ٹکڑا ہے، تو اس کام پر نہ نکل۔ حسین رضی اللہ عنہ نے رکنے سے انکار کردیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو رخصت کیا اور کہا: اے مقتول! میں تجھے اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔'' (البزار، الاوسط)

٨٧٩٤ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: اسْتَأْذَنَنِي حُسَيْنٌ فِي الْخُرُوْجِ، فَقُلْتُ: لَوْلاَأَنْ يُزْرَى بِي أَوْبِكَ، لَشَبَكْتُ بِيَدَيَّ فِي رَأْسِكَ، فَقَالَ: لَأَنْ أُقْتَلَ بِمَكَانٍ كَذَا وَكَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ

٨٧٩٤۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے خروج کی اجازت طلب کی تو میں نے کہا: اگر یہ امر میرے اور تیرے لیے باعث عیب نہ ہوتا تو میں تیرے سر میں اپنی انگلیاں ڈال کر تجھے روک دیتا۔ حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ مجھے قتل کیے

(٨٧٩٢) طبراني كبير: ٢٨٤٢۔ ومحمد بن الحسن هذا هو ابن زبالة متروك ولم يدرك القصة و هيثمي: ١٥١٣٥.

(٨٧٩٣) بزار: ٢٦٤٣۔ اوسط، ورجال البزار ثقات و هيثمي: ١٥١٣٠.

(٨٧٩٤) طبراني كبير: ٢٨٥٩۔ ورجاله رجال الصحيح و هيثمي: ١٥١٣١.

يُسْتَحَلَّ بِي حَرَمُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، قَالَ: فَذٰلِكَ الَّذِي سَلَى بِنَفْسِي عَنْهُ. (للكبير: ٢٨٥٩)

بغیر نہیں چھوڑیں گے۔ پس اگر میں فلاں فلاں جگہ قتل کیا جاؤں تو مجھے یہ بات اس سے زیادہ پسند ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے حرام کردہ مقامات (مکہ و مدینہ) کی میری وجہ سے بے حرمتی کی جائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: حسین رضی اللہ عنہ کی یہ نیت میرے لیے باعث تسلی و اطمینان ہے۔

٨٧٩٥ـ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ: خَرَجَ الْحُسَيْنُ إِلَى الْكُوْفَةِ سَاخِطاً لِوِلَايَةِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَكَتَبَ يَزِيْدُ إِلَى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ وَهُوَ وَالِيْهِ عَلَى الْعِرَاقِ إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ حُسَيْنًا قَدْ سَارَ إِلَى الْكُوْفَةِ، وَقَدِ ابْتُلِيَ بِهِ زَمَانُكَ وَبَلَدُكَ وَابْتُلِيْتَ بِهِ، وَعِنْدَهَا تُعْتَقُ أَوْ تَعُوْدُ عَبْدًا، فَقَتَلَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ وَبَعَثَ بِرَأْسِهِ إِلَيْهِ، فَلَمَّا وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ تَمَثَّلَ بِقَوْلِ الْحُسَيْنِ بْنِ حُمَامٍ: نُفَلِّقُ هَاماً مِنْ رِجَالٍ أَحِبَّةٍ إِلَيْنَا وَهُمْ كَانُوْا أَعَقَّ وَأَظْلَمَا. (للكبير: ٢٨٤٦)

٨٧٩٥۔ ''ضحاک بن عثمان نے کہا: یزید کی حکومت کو ناپسند کر کے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ عراق کی طرف گئے تو یزید بن معاویہ نے ابن زیادہ کو لکھا کہ مجھے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کوفہ کی طرف چل پڑے ہیں۔ تیرے عہد میں تجھے اس کے ساتھ آزمایا گیا ہے اور شہر کی بھی آزمائش کی گئی ہے اور تو اس کے ذریعے جانچا جائے گا۔ اس آزمائش پر یا تو آزاد ہوگا یا غلامی میں چلا جائے گا۔ پس اس فرمائش کے مطابق عبیداللہ نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرا کے اس کا سر یزید کو بھیجا۔ جب سر یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس نے حصین بن حمام شاعر کا یہ شعر بطور تمثیل پڑھا:

ہم اپنے پسندیدہ مردوں کی کھوپڑیاں لٹکا دیتے ہیں اور وہ زیادہ نافرمان اور ظالم ہوتے ہیں۔''

٨٧٩٦ـ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ بَكَّارٍ: وُلِدَ الْحُسَيْنُ لِخَمْسٍ خَلَوْنَ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةَ أَرْبَعٍ مِنَ الْهِجْرَةِ، وَقُتِلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ سَنَةَ إِحْدَى وَسِتِّيْنَ، قَتَلَهُ سِنَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ، وَأَجْهَزَ عَلَيْهِ خَوْلِيُّ بْنُ يَزِيْدَ الْأَصْبَحِي، وَحَزَّ رَأْسَهُ وَأَتَى بِهِ ابْنَ زِيَادٍ، فَقَالَ سِنَانٌ:

٨٧٩٦۔ ''زبیر بن بکار نے کہا: سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سن چار ہجری میں شعبان کی پانچ راتیں گذر چکی تھیں، پیدا ہوئے اور دس محرم سنہ اکسٹھ کو جمعۃ المبارک کے دن شہید کیے گئے۔ ان کو سنان بن ابی انس نے شہید کیا۔ خولی بن یزید الاصحی ان کا سر کاٹ کر ابن زیادہ کے پاس لایا تو سنان نے کہا: میرے اونٹ سونے چاندی سے لادھ کر بھر دو۔ میں نے محفوظ ترین بادشاہ

(٨٧٩٥) طبراني: ٢٨٤٦۔ ورجاله ثقات، الا ان الضحاك لم يدرك القصة و هيثمي: ١٥١٣٧.

(٨٧٩٦) طبراني كبير: ٢٨٥٢۔ ورجاله ثقات و هيثمي: ١٥١٤٤.

أَوْقِرْ رِكَابِي فِضَّةً وَذَهَبًا
إِنِّي قَتَلْتُ الْمَلِكَ الْمُحَجَّبَا
قَتَلْتُ خَيْرَ النَّاسِ أُمًّا وَأَبًا
(للكبير (٢٨٥٢)

کو قتل کیا ہے۔ میں نے اسے قتل کیا جو ماں باپ ہر دو کی جانب سے تمام لوگوں سے بہتر انسان ہے۔''

٨٧٩٧۔ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: أَبَى الْحُسَيْنُ أَنْ يُسْتَأْسَرَ فَقَاتَلُوْهُ، فَقَتَلُوْهُ وَقَتَلُوْا ابْنَيْهِ وَأَصْحَابَهُ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْا مَعَهُ، وَانْطُلِقَ بِعَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ وَفَاطِمَةَ وَسُكَيْنَةَ بِنْتِ حُسَيْنٍ إِلَى ابْنِ زِيَادٍ، فَبَعَثَ بِهِمْ إِلَى يَزِيْدَ، فَأَمَرَ بِسُكَيْنَةَ فَجَعَلَهَا خَلْفَ سَرِيْرِهِ لِئَلَّا تَرَى رَأْسَ أَبِيْهَا، وَعَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ فِي غُلٍّ وَهُوَ غُلَامٌ، فَوَضَعَ رَأْسَ الْحُسَيْنِ، وَقَالَ يَزِيْدُ: نُفَلِّقُ هَاماً . . الْبَيْتَ، وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ: ﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيْبَةٍ فِي الأَرْضِ وَلاَ فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾ فَقَالَ يَزِيْدُ: بَلْ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَمَا وَاللّٰهِ! لَوْ رَآنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَغْلُوْلِيْنَ لَأَحَبَّ أَنْ يُحِلَّنَا مِنَ الْغُلِّ، قَالَ صَدَقْتَ، فَحُلُّوْهُمْ فَفَعَلُوْا، وَقَالَ: وَلَوْ وَقَفْنَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى بُعْدٍ لَأَحَبَّ أَنْ يُقَرِّبَنَا، قَالَ صَدَقْتَ، فَقَرَّبُوْهُمْ، فَجَعَلَتْ فَاطِمَةُ وَسُكَيْنَةُ تَتَطَاوَلَانِ لِتَرَيَا رَأْسَ أُبِيْهِمَا، وَجَعَلَ يَزِيْدُ

٨٧٩٧۔''لیث بن سعد کا قول ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے گرفتاری دینے سے انکار کر دیا تو کوفہ والے ان سے لڑے اور انہوں نے انہیں شہید کر دیا، اور اس کے بیٹے اور اس کے تمام رفقاء بھی قتل کر دیئے۔ حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹے علی اور دو بیٹیاں فاطمہ اور سکینہ کو قیدی بنا کر ابن زیاد کے پاس لے گئے اور اس نے یزید کے پاس روانہ کر دیئے۔ یزید نے سکینہ کو اپنے تخت کے پیچھے بٹھایا تاکہ وہ اپنے باپ کا سر نہ دیکھ سکے۔ علی بن حسین رحمہ اللہ اس وقت لڑکے تھے اور انہیں ہتھکڑیاں پہنائی گئی تھیں۔ حسین رضی اللہ عنہ کا سر یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس نے وہ شعر پڑھا جس کا اوپر حوالہ گذر چکا ہے۔ ((نُفَلِّقُ هَامًا)) علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی: ''نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں اور نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ کتاب میں درج ہے، پہلے اس کے کہ مصیبت کو ہم پیدا کریں۔ یقیناً یہ امر اللہ پر آسان ہے۔'' یزید نے کہا: اور یہ آیت تلاوت کی: ''یہ تمہارے ہاتھوں کا عمل ہے اور اللہ تمہارے بہت سے گناہ معاف بھی کرتا ہے۔'' پھر علی رحمہ اللہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ ہمیں اس حال میں دیکھتے، جیسے ہمیں زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے تو ہمیں کھول دینا پسند کرتے۔ یزید نے کہا: یہ درست کہتا ہے۔ ان کو کھول دو، چنانچہ انہوں نے کھول دیا۔ علی رحمہ اللہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمیں دور دیکھتے تو قریب

(٨٧٩٧) طبرانی کبیر و رجاله ثقات و هيثمی: ١٥١٤٨.

يَتَطَاوَلُ فِي مَجْلِسِهِ لِيَسْتُرَ الرَّأْسَ، ثُمَّ أَمَرَ بِهِمْ فَجُهِّزُوْا وَأَصْلَحَ إِلَيْهِمْ، وَأُخْرِجُوْا إِلَى الْمَدِيْنَةِ . (للكبير)

بلاتے۔ تو یزید نے کہا: تو درست کہتا ہے، اور انہیں قریب بلا لیا۔ پس فاطمہ رحمہا اللہ اور سکینہ رحمہا اللہ اپنے باپ کا سر مبارک دیکھنے کے لیے بلند ہوکر دیکھنے لگیں۔ اور یزید اپنی جگہ پر بلند ہوکر بیٹھا، تا کہ سر مبارک کو چھپائے رکھے۔ پھر اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور انہیں تیار کر کے مدینہ روانہ کرنے کا حکم دیا اور وہ مدینہ روانہ کیے گئے۔''

٨٧٩٨ـ الشَّعْبِيُّ: رَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنَّ رِجَالًا نَزَلُوْا مِنَ السَّمَاءِ مَعَهُمْ حِرَابٌ يَتَتَبَّعُوْنَ قَتَلَةَ الْحُسَيْنِ، فَمَا لَبِثَ أَنْ نَزَلَ الْمُخْتَارُ فَقَتَلَهُمْ . (للكبير: ٢٨٣٣)

٨٧٩٨۔ ''شعبی رحمہ اللہ نے کہا: میں نے خواب دیکھا کہ کچھ مرد آسمان سے اترے، ان کے ہاتھوں میں نیزے ہیں اور وہ حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو تلاش کرنے لگے اور پھر چند ایام ہی گذرے تھے کہ مختار ثقفی حکمران بنا اور اس نے انہیں قتل کر دیا۔''

٨٧٩٩ـ الزهري: قَالَ: مَا رُفِعَ بِالشَّامِ حَجَرٌ يَوْمَ قُتِلَ الْحُسَيْنُ إِلَّا عَنْ دَمٍ . (للكبير: ٢٨٣٥)

٨٧٩٩۔ ''زہری نے کہا: شام میں قتل حسین کے دن جس پتھر کو اٹھایا جاتا اس کے نیچے سے خون ظاہر ہوتا۔''

٨٨٠٠ـ وَفِي رِوَايَةٍ: لَمْ تُرْفَعْ حَصَاةُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ إِلَّا وُجِدَ تَحْتَهَا دَمٌ عَبِيْطٌ . (للكبير: ٨٢٥٦)

٨٨٠٠۔ ''ایک روایت میں ہے کہ بیت المقدس کے جس کنکر کو اٹھایا جاتا اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا تھا۔''

٨٨٠١ـ عَنْ أَبِي قَبِيْلٍ: لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ حَتَّى بَدَتِ الْكَوَاكِبُ نِصْفَ النَّهَارِ، حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا هِي . (للكبير: ٢٨٣٨)

٨٨٠١۔ ''ابوقبیل کہتے ہیں: جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا گیا تو سورج گرہن ہو گیا اور نصف النہار کو ستارے نمایاں ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے سمجھا یہ قیامت ہی ہے۔''

٨٨٠٢ـ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ: قُتِلَ مَعَ الْحُسَيْنِ،

٨٨٠٢۔ ''لیث بن سعد نے کہا: سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ

(٨٧٩٨) طبرانی کبیر: ٢٨٣٣۔ و اسناده حسن و هيثمي: ١٥١٥١.

(٨٧٩٩) طبرانی کبیر: ٢٨٣٥۔ ورجاله رجال الصحيح و هيثمي: ١٥١٦٠.

(٨٨٠٠) طبرانی کبیر: ٨٢٥٦۔ ورجاله ثقات و هيثمي: ١٥١٥٩.

(٨٨٠١) طبرانی کبیر: ٢٨٣٨۔ و اسناده حسن و هيثمي: ١٥١٦٣.

(٨٨٠٢) طبرانی کبیر: ٢٨٠٣۔ ورجاله الى قائليه رجال الصحيح و هيثمي: ١٥١٦٩.

الْعَبَّاسُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَأُمُّهُ أُمُّ الْبَنِيْنِ عَامِرِيَّةٌ، وَجَعْفَرٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ وَعُثْمَانُ وَأَبُوبَكْرٍبَنُوْعَلِيٍّ، وَأُمُّ أَبِي بَكْرٍ لَيْلَى بِنْتُ مَسْعُوْدٍ نَهْشَلِيَّةٌ، وَعَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الْأَكْبَرُ وَأُمُّهُ لَيْلَى ثَقَفِيَّةٌ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحُسَيْنِ وَأُمُّهُ الرَّبَابُ كَلْبِيَّةٌ، وَأَبُوبَكْرِبْنُ الْحُسَيْنِ، وَعَوْنٌ وَمُحَمَّدُ ابْنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِبْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَجَعْفَرٌوَمُسْلِمُ ابْنَا عَقِيْلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَسُلَيْمَانُ مَوْلَى الْحُسَيْنِ، وَعَبْدُ اللّٰهِ رَضِيْعُ الْحُسَيْنِ. (للكبير: ٢٨٠٣)

عباس بن علی بن ابی طلاب قتل ہوا۔ اس کی ماں اُم البنین عامریہ ہے۔ اور جعفر، عبداللہ، عثمان اور ابوبکر، علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے قتل ہوئے۔ ابوبکر کی ماں لیلیٰ بنت مسعود نہشلیہ ہیں رحمۃ اللہ علیہم۔ علی اکبر بن حسین رحمہ اللہ قتل ہوئے، ان کی ماں لیلیٰ ثقفیہ ہے اور عبداللہ بن حسین رحمہ اللہ بھی قتل ہوئے اور ان کی ماں رباب کلبیہ ہے۔ اور ابوبکر بن حسین بھی قتل ہوئے۔ اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عون اور محمد قتل ہوئے۔ اور عقیل بن ابی طالب کے بیٹے جعفر اور مسلم قتل کیے گئے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ سلیمان اور حسین کے دودھ پیتے بچے عبداللہ کو بھی قتل کیا گیا۔''

٨٨٠٣ـ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ: قُتِلَ مَعَ الْحُسَيْنِ سَبْعَةَ عَشَرَكُلُّهُمُ ارْتَكَضَ فِي رَحِمِ فَاطِمَةَ رضي الله عنها. (للكبير: ٢٨٥٥)

٨٨٠٣۔ ''محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: فاطمہ رضوان اللہ علیہا کی اولاد میں سے سترہ افراد سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ قتل کیے گئے جو سب نسل فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تھے۔''

٨٨٠٤ـ أَبُوْ قَبِيْلٍ: لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ احْتَزُّوْا رَأْسَهُ وَقَعَدُوْا فِي أَوَّلِ مَرْحَلَةٍ يَشْرَبُوْنَ النَّبِيْذَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ قَلَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ مِنْ حَائِطٍ، فَكَتَبَ بِدَمٍ. أَتَرْجُوْأُمَّةٌ قُتِلَتْ حَسَيْنًا شَفَاعَةُ جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ فَهَرَبُوْا وَتَرَكُوْا الرَّأْسَ ثُمَّ رَجَعُوْا. (للكبير: ٢٨٧٣)

٨٨٠٤۔ '' ابوقبیل بیان کرتے ہیں کہ جب حسین رضی اللہ عنہ کا سرمبارک کاٹا گیا تو اسی وقت یزیدی لوگ نبیذ پینے کے لیے بیٹھے اور پینے لگے اور ان کے سامنے لوہے کا قلم دیوار پر ظاہر ہوا اور اس نے خون سے یہ کلمات لکھے:
کیا وہ امت امید رکھتی ہے جس نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے کہ حساب کے دن اس کے نانا کی شفاعت انہیں حاصل ہوگی؟
تو وہ سرمبارک کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور پھر واپس بھی آ گئے۔'' (الکبیر، سند خفی ہے۔)

(٨٨٠٣) طبراني: ٢٨٥٥ـ باسنادين رجال احدهما رجال الصحيح و هيثمي: ١٥١٧٠.
(٨٨٠٤) طبراني كبير: ٢٨٧٣ـ وفيه من لم اعرفه و هيثمي: ١٥١٧٧.

۸۸۰۵ــــ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لاَتَدَعِي أَحَدًا يَدْخُلُ عَلَيَّ فَجَاءَ الْحُسَيْنُ فَأَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ فَأَخَذْتُهُ، فَلَمَّا اشْتَدَّ فِي الْبُكَاءِ خَلَّيْتُ عَنْهُ، فَدَخَلَ حَتَّى جَلَسَ فِي حِجْرِ النَّبِي ﷺ، فَقَالَ جِبْرِيْلُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقْتُلُ ابْنَكَ هٰذَا، فَقَالَ ﷺ: يَقْتُلُوْنَهُ وَهُمْ مُؤْمِنُوْنَ بِي؟ قَالَ: نَعَمْ، فَخَرَجَ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ أُمَّتِي يَقْتُلُوْنَ هٰذَا، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! وَهُمْ مُؤْمِنُوْنَ؟ قَالَ: نَعَمْ. (للكبير: ٨٠٩٦، بلين مطولا)

۸۸۰۵۔ ''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس کسی کو نہ آنے دینا۔ کہا کہ پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے اور داخل ہونے لگے تو میں نے روک دیا۔ اور وہ رونے لگے۔ جب وہ زیادہ ہی رونے لگے تو میں نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ جا کر آپ ﷺ کی گود میں بیٹھ رہا تو جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو عرض کیا کہ عنقریب آپ کے اس بیٹے کو آپ کی امت قتل کردے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ میرے اوپر ایمان رکھتے ہوئے اس کو قتل کردیں گے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پس آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور فرمایا: میری امت کے لوگ میرے اس بیٹے کو قتل کریں گے۔ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے عرض کی: وہ کیا آپ ﷺ پر ایمان رکھتے ہوں گے؟ فرمایا: ہاں۔'' (الکبیر سند کمزور اور روایت طویل ہے۔)

شرح: ......سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دونوں کے فضائل مشترکہ طور پر بیان ہوئے ہیں کیونکہ ان کے فضائل میں کافی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ ۳ھ رمضان میں پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ میں ۵۰ھ میں وفات پائی۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ماہ شعبان ۴ھ میں پیدا ہوئے اور ماہ عاشورہ میں ۶۱ھ میں عراق کی سرزمین میں کربلا میں شہید ہوئے۔ جب یزید خلیفہ ہوا تو اہل کوفہ نے بے شمار خطوط سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بھیجے کہ ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔ یہ صورت حال دیکھ کر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے۔ ادھر عبیداللہ بن زیاد کوفہ میں پہنچ چکا تھا۔ اکثریت لوگوں کی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بے یارو مددگار چھوڑ گئی۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے مسلم بن عقیل کو پہلے بھیج رکھا تھا۔ وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ اس کے بعد انہوں نے لشکر اکٹھے کیے اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت اور ایک جماعت ان کے ساتھ شہید ہوئی۔ (فتح الباری: ۷/ ۹۵)

ایک سوال کیا جا سکتا ہے کہ حسنین رضی اللہ عنہما کو نبی ﷺ کے مشابہ قرار دیا گیا ہے حالانکہ نبی ﷺ کو دیکھنے والے کہتے ہیں کہ آپ جیسا نہ کوئی پہلے دیکھا ہے نہ آپ کے بعد دیکھا ہے۔

اس شبے کا حل یہ ہے کہ یہ مشابہت کلی نہ تھی بعض اعضاء میں تھی۔ (حوالہ مذکور)

(۸۸۰۵) طبراني كبير: ٨٠٩٦ـ ورجاله موثقون وفي بعضهم ضعف و هيثمي: ١٥١١٩.

سیدنا حسنین رضی اللہ عنہما کو جنت کے نوجوانوں کے سردار کہا گیا ہے۔ حالانکہ جب وفات پائی تو یہ بڑی عمر کے تھے۔ انہیں جوان کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے جوانمردی کے کارنامے سرانجام دیئے ہیں جن کی وجہ سے یہ سردار ہوں گے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اہل عراق کے آدمی کے مکھی مرنے کی صورت میں کفارہ کا سوال کیا ہے اس پر تعجب کیا کہ معمولی چیز کی بہت فکر ہے اور اتنی جلیل القدر ہستی شہید کر دی اس پر ذرہ برابر ہمدردی نہیں ہوئی۔

حسنین رضی اللہ عنہما کو ریحان سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ بچے کو پھول کی مانند چوما جاتا ہے اور سونگھا جاتا ہے اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق پیش گوئی فرمائی تھی کہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کرائیں گے۔ ان میں ایک جماعت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ والی تھی اور دوسری سیدنا حسن رضی اللہ عنہ والی تھی، انہوں نے بغیر کسی ذلت اور قلت کے حکومت کو چھوڑ دیا حالانکہ ان کے ہاتھ پر چالیس ہزار افراد موت پر بیعت کرنے پر آمادہ تھے۔ لیکن انہوں نے دنیا سے رخ موڑ کر اور اللہ سے اجر کے لیے ایسا کیا کہ صلح کر لی۔ متعصب شیعہ نے اس پر کہا کہ تم نے مومنوں پر عار ڈال دی ہے تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: عار نار سے بہتر ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے محبت کو خود اپنے سے محبت قرار دیا ہے اور ان کی اولاد میں برکت کا اشارہ دیا گیا ہے۔ (جائزۃ الاحوزی: ۴/۲۱۴ تا ۲۱۹)

مناقب زيد بن الحارثة وابنه أسامة وعمار بن ياسر وعبد الله بن مسعود وأبى ذر الغفارى

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، ان کے بیٹے اسامہ رضی اللہ عنہ، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

٨٨٠٦ــــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِي، فَأَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُرْيَانًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ، وَاللّٰهِ! مَارَأَيْتُهُ عُرْيَانًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ فَاعْتَنَقَهُ وَقَبَّلَهُ.
(رواه الترمذی: ٢٧٣٢)

۸۸۰۶۔''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: زید بن حارثہ مدینہ آئے، جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے۔ انہوں نے دروازے پر دستک دی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف والہانہ انداز میں ننگے بدن اپنے کپڑے زمین پر گھسیٹتے تشریف لے گئے۔ اللہ کی قسم! اس سے پہلے اور اس کے بعد میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ننگے بدن نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گلے لگایا اور بوسہ بھی دیا۔''

٨٨٠٧۔ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ حَارِثَةَ أَخُوْ زَيْدٍ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ:

۸۸۰۷۔''جبلہ بن حارثہ، زید رضی اللہ عنہ کے بھائی نے کہا کہ وہ آئے اور انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ساتھ میرے

(٨٨٠٦) ترمذی: ٢٧٣٢۔ ضعیف (البانی): ٥١٦.
(٨٨٠٧) ترمذی: ٣٨١٥۔ حسن (البانی): ٢٩٩٨.

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ابْعَثْ مَعِيَ أَخِي زَيْدًا قَالَ: هُوَ ذَا، قَالَ: فَإِنِ انْطَلَقَ مَعَكَ لَمْ أَمْنَعْهُ، قَالَ زَيْدٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ! لاأَخْتَارُعَلَيْكَ أَحَدًا، قَالَ: فَرَأَيْتُ رَأْيَ أَخِي أَفْضَلَ مِنْ رَأْيِي. (رواه الترمذي: ٣٨١٥)

بھائی زید کو روانہ کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے پاس جاؤ، وہ وہاں موجود ہے، اگر وہ تیرے ساتھ جانا چاہے تو میں اس کو منع نہیں کروں گا۔ پھر زید حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ کے مقابلے میں میں کسی کو اختیار کرسکتا ہوں؟ جبلہ نے کہا: میں نے دیکھا کہ میرے بھائی کی رائے بہتر تھی، میری رائے سے۔''

شــرح: ...... یہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو لینے آئے تھے کہ ہمارے ساتھ والدین کے پاس چلو۔ مگر سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے پاس رہنا پسند کیا۔ تو یہ ان کی بہتر رائے تھی کہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضری کو اور ہمہ وقت ساتھ رہنے کو پسند کیا۔ آج دنیا و آخرت کی ہر خیر سے دامن مالا مال کرلیا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/۶۳۳)

٨٨٠٨ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمَارَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَطْعَنُوْا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِي إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ، وَايْمُ اللّٰهِ! إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ. (رواه البخاري: ٣٧٣٠)

۸۸۰۸۔''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک فوج روانہ کی اور اس پر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو متعین کیا تو بعض لوگوں نے ان کی قیادت پر اعتراض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اس کی قیادت پر اعتراض کرتے ہو تو تم نے اس کے باپ کی قیادت پر بھی اعتراض کیا تھا۔ اللہ کی قسم! وہ امارت کے قابل تھا اور بہت سے لوگوں سے زیادہ مجھے پسند تھا اور اس کے بعد مجھے یہ (اسامہ) بھی بہت پسند ہے۔'' (الشیخان، الترمذی)

٨٨٠٩ــ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ أُصْمِتَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيَّ وَيَرْفَعُهُمَا فَأَعْرِفُ أَنَّهُ يَدْعُوْلِي. (رواه الترمذي: ٣٨١٧)

۸۸۰۹۔''سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب مرض وصال میں رسول اللہ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کرگئی تو میں اور دیگر لوگ (جنہیں آپ ﷺ نے میرے ساتھ روانہ کیا تھا) مدینہ کے باہر ٹھہر گئے۔ میں آپ ﷺ کے پاس گیا۔ آپ ﷺ بات نہیں کر سکتے تھے۔ پس آپ ﷺ میرے اوپر ہاتھ رکھتے اور ہاتھوں کو اوپر اٹھاتے تو میں سمجھ گیا کہ آپ میرے

(٨٨٠٨) بخاري: ٣٧٣٠ـ مسلم: ٢٤٢٦ـ ترمذي: ٣٨١٦ـ احمد: ٥٨١٤.

(٨٨٠٩) ترمذي: ٣٨١٨ـ حسن (الباني): ٣٠٠٠ـ احمد: ٢١٢٤٨.

لیے دعا کر رہے ہیں۔'' (ترمذی)

٨٨١٠۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: عَثَرَ أُسَامَةُ بِعَتَبَةِ الْبَابِ فَشُجَّ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَمِيْطِي عَنْهُ الأَذَى، فَتَقَذَّرْتُهُ، فَجَعَلَ يَمُصُّ عَنْهُ الدَّمَ وَيَمُجُّهُ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ: لَوْ كَانَ أُسَامَةُ جَارِيَةً لَحَلَّيْتُهُ وَكَسَوْتُهُ حَتَّى أُنَفِّقَهُ. (رواه ابن ماجة: ١٩٧٦)

٨٨١٠۔ ''ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ دروازے کی دہلیز سے گر کر زخمی ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے خون وغیرہ صاف کر دو تو میں نے اسے مناسب نہ سمجھا تو آپ ﷺ نے خود ہی اس کا خون صاف کیا اور منہ پر پانی ڈالا اور فرمایا: اگر اسامہ لڑکی ہوتی تو میں اس کو زیور پہناتا اور عمدہ لباس دیتا اور اس پر بہت کچھ خرچ کرتا۔'' (ابن ماجہ)

٨٨١١۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُنَحِّيَ مُخَاطَ أُسَامَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ: دَعْنِي حَتَّى أَكُوْنَ أَنَا الَّذِي أَفْعَلُ، قَالَ: يَا عَائِشَةُ! أَحِبِّيْهِ فَإِنِّي أُحِبُّهُ. (رواه الترمذي: ٣٨١٨)

٨٨١١۔ ''ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کی بلغم صاف کرنا چاہی تو میں نے عرض کی: آپ رہنے دیں میں صاف کر دیتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت رکھنا۔''

٨٨١٢۔ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ فَرَضَ لِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فِي ثَلَاثَةِ آلَافٍ وَخَمْسِ مِائَةٍ وَفَرَضَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي ثَلَاثَةِ آلَافٍ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لِأَبِيْهِ: لِمَ فَضَّلْتَ أُسَامَةَ عَلَيَّ؟ فَوَاللّٰهِ! مَا سَبَقَنِي إِلَى مَشْهَدٍ، قَالَ: لِأَنَّ زَيْدًا كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَبِيْكَ وَكَانَ أُسَامَةُ أَحَبَّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْكَ. (رواه الترمذي: ٣٨١٣)

٨٨١٢۔ ''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ تین ہزار پانچ سو مقرر کیا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا صرف تین ہزار مقرر کیا، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے کہا: آپ نے میرے اوپر اس کو فضیلت کس بنیاد پر دی ہے؟ اللہ کی قسم! وہ میرے سے پہلے کسی غزوے میں شامل نہیں تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس لیے کہ زید نبی ﷺ کو تیرے باپ سے زیادہ محبوب تھا اور اسامہ تجھ سے زیادہ محبوب ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ کی محبت کو میں نے اپنی محبت پر اوّلیت دے دی۔''

(٨٨١٠) ابن ماجه: ١٩٧٦۔ صحيح (البانی): ١٦٠٧.

(٨٨١١) ترمذی: ٣٨١٨۔ حسن (البانی): ٣٠٠١.

(٨٨١٢) ترمذی: ٣٨١٣۔ ضعيف (البانی): ٧٩٩.

٨٨١٣ـــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ ، قَالَ: نَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَى رَجُلٍ يَسْحَبُ ثِيَابَهُ فِي نَاحِيَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ ، فَقَالَ: انْظُرْ مَنْ هٰذَا؟ لَيْتَ هَذَا عِنْدِي ، قَالَ لَهُ إِنْسَانٌ: أَمَا تَعْرِفُ هٰذَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ أُسَامَةَ ، قَالَ: فَطَأْطَأَ ابْنُ عُمَرَ رَأْسَهُ وَنَقَرَ بِيَدَيْهِ فِي الْأَرْضِ ، ثُمَّ قَالَ: لَوْ رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَأَحَبَّهُ . (رواه البخاري: ٣٧٣٤)

٨٨١٣۔ ’’عبداللہ بن دینار بیان کرتے ہیں: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مسجد آئے اور دیکھا کہ مسجد کے کونے میں آدمی چادر تان کر لیٹا ہوا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا تو کہا: دیکھو تو یہ کون ہے؟ کاش! یہ شخص میرے پاس ہوتا۔ انہیں بتایا گیا: یہ محمد بن اسامہ ہے۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سر جھکا کر کہا: اگر اس کو نبی ﷺ دیکھتے تو اس سے محبت کرتے۔‘‘ (البخاری)

٨٨١٤ـــ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ . (للكبير: ٤٦٥٣ ، بإرسال)

٨٨١٤۔ ’’ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہا: سب سے اول (غلاموں میں سے) زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔‘‘ (الکبیر کی مرسل روایت ہے۔)

شرح: ......سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بنوکلب سے تھے۔ جاہلیت کے دور میں قیدی ہو کر آئے۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ جو کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا تھے انہوں نے انہیں خرید لیا اور پھر نبی ﷺ کو دے دیا اور غلاموں میں یہ سب سے پہلے اسلام لائے تھے۔ یہ جنگ مؤتہ میں شہید ہو گئے۔

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں وادی قرای میں ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی امارت پر عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی نے اعتراض کیا تھا۔ غزوہ موتہ میں ان کے والد زید رضی اللہ عنہ کی امارت پر بھی اعتراض کیا گیا تھا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما جیسے نابغہ روزگار بھی ان کی زیر امارت ہیں یہ امارت درست نہیں۔ آپ نے یہ اعتراض مسترد کر دیا۔ اس میں دلیل ہے کہ غیر افضل کو افضل پر امیر بنایا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری: ۷/ ۸۷)

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ بلند وادی کی طرف سے آئے تھے۔ ان کی کتنی بڑی سعادت ہے نبی اکرم ﷺ ان کے لیے دعا کر رہے ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/۶۳۴)

نبی اکرم ﷺ سیدنا زید، سیدنا اسامہ، سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتے تھے اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسامہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے لیے یہ تاثرات دیئے تھے۔ (فتح الباری: ۷/ ۸۹)

(٨٨١٣) بخاري: ٣٧٣٤.

(٨٨١٤) طبراني كبير: ٤٦٥٣ـ مرسلا واسناده حسن و هيثمي: ١٥٥٠٩.

اس طرح اسامہ رضی اللہ عنہ کی صفائی بیان کرنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے پیار جھلکتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ شادی اور منگنی کے وقت عورتوں کو آراستہ کرنا جائز ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۶/۴۰۲)

۸۸۱۵۔ عَنْ عَلِيٍّ ، قَالَ: جَاءَ عَمَّارٌ يَسْتَأْذِنُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَ: ائْذَنُوْا لَهُ مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ . (رواه الترمذی: ۳۷۹۸)

۸۸۱۵۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو اجازت دو، اس پاکیزہ اور پاک شدہ کو ہم مرحبا کہتے ہیں۔'' (ترمذی)

۸۸۱۶۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَبْشِرْ عَمَّارُ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ . (رواه الترمذی: ۳۸۰۰)

۸۸۱۶۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تجھے بشارت ہو تجھے باغی ٹولہ قتل کرے گا۔'' (ترمذی)

۸۸۱۷۔ وَزَادَ رَزِيْنٌ: وَاسْتَسْقَى يَوْمَ صِفِّيْنِ فَأُتِيَ بِقَعَبٍ فِيْهِ لَبَنٌ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ كَبَّرَ ، ثُمَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ آخِرَ رِزْقِي مِنَ الدُّنْيَا ضِيَاحُ لَبَنٍ فِي مِثْلِ هٰذَا الْقَعَبِ، ثُمَّ حَمَلَ فَلَمْ يَنْثَنِ حَتَّى قُتِلَ .

۸۸۱۷۔ ''رزین نے اضافہ کیا کہ صفین کے دن عمار رضی اللہ عنہ نے مشروب طلب کیا تو انہیں ایک پیالے میں دودھ پیش کیا گیا۔ انہوں نے دیکھا تو تکبیر کی آواز بلند کی اور کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: دنیا میں تیرا آخری رزق اس قسم کے پیالے میں دودھ آئے گا۔ پھر انہوں نے حملہ کیا اور واپس نہ لوٹے یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے۔''

۸۸۱۸۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَفَعَهُ: وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ ، عَمَّارٌ يَدْعُوْهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَيَدْعُوْنَهُ إِلَى النَّارِ . (رواه البخاری: ۲۸۱۲)

۸۸۱۸۔ ''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: افسوس ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ کو باغی فرقہ قتل کرے گا۔ عمار رضی اللہ عنہ ان کو جنت کی طرف دعوت دیتا ہوگا اور وہ اس کو آگ کی طرف دعوت دیں گے۔'' (البخاری)

۸۸۱۹۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا خُيِّرَ عَمَّارٌ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ

۸۸۱۹۔ ''ام المؤمنین رضی اللہ عنہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمار رضی اللہ عنہ کو جب بھی دو امور میں سے ایک اختیار

(۸۸۱۵) ترمذی: ۳۷۹۸۔ صحیح (البانی): ۲۹۸۶۔ ابن ماجہ: ۱۴۶۔ احمد: ۱۰۸۲.

(۸۸۱۶) ترمذی: ۳۸۰۰۔ صحیح (البانی): ۲۸۹۸.

(۸۸۱۷) رزین.

(۸۸۱۸) بخاری: ۲۸۱۲۔ مسلم: ۲۹۱۵۔ احمد: ۱۰۸۳۷.

(۸۸۱۹) ترمذی: ۳۷۹۹۔ صحیح (البانی): ۲۹۸۷۔ ابن ماجہ: ۱۴۸.

أَرْشَدَهُمَا. (رواه الترمذي: ٣٧٩٩)

کرنے کا موقع دیا گیا تو اس نے درست امر ہی اختیار کیا۔'' (ترمذی)

٨٨٢٠ــ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُلِئَ عَمَّارٌ إِيْمَانًا إِلَى مُشَاشِهِ. (رواه النسائي: ٥٠٠٧)

٨٨٢٠۔ ایک صحابی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمار سرتک ایمان سے بھرا ہوا ہے۔'' (النسائی)

٨٨٢١ــ عَنْ عَلِيٍّ، رَفَعَهُ: دَمُ عَمَّارٍ وَلَحْمُهُ حَرَامٌ عَلَى النَّارِ أَنْ تُطْعِمَهُ. (رواه البزار: ٢٦٨٤)

٨٨٢١۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''عمار کا خون اور گوشت آگ پر حرام کر دیا گیا ہے وہ اس کو نہیں کھائے گی۔'' (بزار)

٨٨٢٢ــ عَنْ بِلاَلِ بْنِ يَحْيَى: لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قِيلَ لِحُذَيْفَةَ: قُتِلَ هٰذَا الرَّجُلُ وَقَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فَمَا تَقُوْلُ؟ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: أَبُوْ الْيَقْظَانِ عَلَى الْفِطْرَةِ لاَ يَدَعُهَا حَتَّى يَمُوْتَ أَوْ يَمَسَّهُ الْهَرَمُ. (رواه البزار: ٢٦٨٦، والأوسط)

٨٨٢٢۔ ''بلال بن یحییٰ نے کہا: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: یہ مرد قتل کیا گیا ہے اور لوگ اس کے بارے میں مختلف رائے رکھتے ہیں تو اس کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے، فرمایا: ''ابو یقظان فطرت پر قائم رہے گا، یہاں تک کہ فوت ہوگا یا بوڑھا ہوگا۔'' (بزار، الاوسط)

٨٨٢٣ــ قَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَقْبَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ آخِذًا بِيَدِي نَتَمَشَّى فِي الْبَطْحَاءِ حَتَّى أَتَى عَلَى أَبِيهِ وَأُمِّهِ وَعَلَيْهِ يُعَذَّبُوْنَ، فَقَالَ أَبُوْ عَمَّارٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الدَّهْرَ هٰكَذَا؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: اصْبِرْ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِآلِ يَاسِرٍ وَقَدْ فَعَلْتُ. (رواه أحمد: ٤٤١)

٨٨٢٣۔ ''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ کے بطحاء پر چلتے پھرتے عمار رضی اللہ عنہ، اس کے باپ اور اس کی ماں کے پاس سے گذرا۔ اُن سب کو کفار عذاب دے رہے تھے۔ پس ابو عمار رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا یہ زمانہ ایسا ہی رہے گا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: صبر کر۔ اے اللہ! آل یاسر کی مغفرت فرما۔ اور اللہ تعالیٰ نے مغفرت تو کر ہی دی ہے۔'' (احمد)

٨٨٢٤ــ وَلِلْكَبِيْرِ بِخَفِيٍّ: اصْبِرُوْا آلَ يَاسِرٍ! مَوْعِدُكُمُ الْجَنَّةُ.

٨٨٢٤۔ الکبیر کی مخفی سند کے ساتھ روایت ہے: ''اے آلِ یاسر! صبر کرو! تمہارا وعدہ جنت میں پورا ہوگا۔''

(٨٨٢٠) نسائي: ٥٠٠٧۔ صحيح (البانی): ٤٦٣٤.

(٨٨٢١) بزار: ٢٦٨٤۔ ورجاله ثقات وفي بعضهم ضعف لا يضر و هيثمي: ١٥٦٠٣.

(٨٨٢٢) بزار، طبراني، اوسط، باختصار ورجالهما ثقات و هيثمي: ١٥٦٠٥.

(٨٨٢٣) احمد: ٤٤١۔ ورجال احمد رجال الصحيح و هيثمي: ١٥٥٨٩.

(٨٨٢٤) طبراني كبير ورجاله ثقات و هيثمي: ١٥٥٩١.

٨٨٢٥ــــ عَنِ الْحَسَنِ، كَانَ عَمَّارٌ يَقُوْلُ: قَاتَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْجِنَّ وَالانْسَ، أَرْسَلَنِي إِلَى بِئْرِ بَدْرٍ فَلَقِيْتُ الشَّيْطَانَ فِي صُوْرَةِ الانْسِ فَصَارَعَنِي فَصَرَعْتُهُ، فَجَعَلْتُ أَدِقَّهُ بِفَهْرٍ مَعِيَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ. عَمَّارٌ لَقِيَ الشَّيْطَانَ عِنْدَ الْبِئْرِ فَقَاتَلَهُ، فَمَا عَدَى أَنْ رَجَعْتُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ذَاكَ الشَّيْطَانُ. (لِلْكَبِيْرِ بِلِيْنٍ وَخَفِي)

٨٨٢٥۔''حسن رحمہ اللہ نے کہا: عمار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جن وانس سب سے جہاد کیا ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے بدر کے کنویں کی طرف روانہ کیا تو مجھے انسانی صورت میں شیطان آ ملا۔ اس نے میرے ساتھ کشتی کرنا شروع کردی تو میں نے اس کو پچھاڑ دیا۔ میرے پاس گول پتھر تھا، اس کے ساتھ مارنا شروع کردیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کنویں کے پاس عمار رضی اللہ عنہ اور شیطان کا مقابلہ ہورہا ہے۔ جب میں واپس آیا اور خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شیطان تھا۔'' (الکبیر سند کمزور اور اس میں خِفا ہے)

٨٨٢٦ــــ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَفَعَهُ: مَنْ يُحَقِّرُ عَمَّارًا يُحَقِّرُهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَسُبُّهُ يَسُبُّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَنْتَقِصُهُ يَنْتَقِصُهُ اللّٰهُ. (للكبير: ٣٨٣٢)

٨٨٢٦۔''سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مرفوعاً حدیث بیان کرتے ہیں: جو عمار رضی اللہ عنہ کی تحقیر کرے گا، اللہ اس کو ذلیل کردے گا۔ جو اس کو بدی سے یاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی بدیاں ظاہر کردے گا اور جو اس میں نقص نکالے گا اللہ تعالیٰ اس کے نقائص ظاہر کردے گا۔''

٨٨٢٧۔ وَفِي رِوَايَةٍ: وَمَنْ يُعَادِ عَمَّارًا يُعَادِهِ اللّٰهُ. (للكبير: ٣٨٣١)

٨٨٢٧۔ اور ایک روایت میں ہے: ''جو عمار رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھے گا اس سے اللہ تعالیٰ دشمنی رکھے گا۔'' (الکبیر، طویل روایت سے ہے۔)

٨٨٢٨ــــ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: وَقَدْ أَتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي دَمِ عَمَّارٍ وَسَلَبِهِ، فَقَالَ عَمْرٌو: خَلِّيَا عَنْهُ، فَإِنِّي سَمِعْتُ

٨٨٢٨۔''سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے سامان (سلب) کی خاطر دو مرد آپس میں جھگڑتے آئے تو عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: دونوں اس سے دست بردار ہوجاؤ۔ میں نے

(٨٨٢٥) طبرانی کبیر عن شیخه یعقوب بن اسحق المخزومی ولم اعرفه والحکم بن عطیة مختلف فیه وبقیة رجاله رجال الصحیح و هیثمی: ١٥٥٩٤.

(٨٨٢٦) طبرانی کبیر: ٣٨٣٢۔ مطولا ومختصرا باسانید منها ما وافق احمد ورجاله ثقات و منها ما هو مرسل.

(٨٨٢٧) طبرانی کبیر: ٣٨٣١۔ احمد ورجاله رجال الصحیح و هیثمی: ١٥٥٩٥.

(٨٨٢٨) طبرانی کبیر وقد صدح لیث بالتحدیث ورجاله رجال الصحیح و هیثمی: ١٥٩١٩.

النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: قَاتِلُ عَمَّارٍ وَسَالِبُهُ فِی النَّارِ. (للکبیر)

رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، فرمایا: عمار رضی اللہ عنہ سے جھگڑنے والا اور اس کا سلب (سامان) لینے والا دونوں آگ میں جائیں گے۔"

۸۸۲۹ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ: أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَمَا سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ حِيْنَ كَانَ يَبْنِي الْمَسْجِدَ لِعَمَّارٍ: إِنَّكَ لَحَرِيْصٌ عَلَى الْجِهَادِ، وَإِنَّكَ لَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَلَتَقْتُلَنَّكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُ؟ قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا تَزَالُ تَدْحَضُ فِي بَوْلِكَ أَنَحْنُ قَتَلْنَاهُ؟ إِنَّمَا قَتَلَهُ الَّذِي جَاءَ بِهِ. (للکبیر: ۱۹/ ۳۳۰)

۸۸۲۹۔ "عبداللہ بن حارث نے بیان کیا کہ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المؤمنین! کیا تو نے یہ نہیں سنا کہ جب رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی کی تعمیر کر رہے تھے، اس وقت آپ ﷺ نے عمار سے فرمایا: اے عمار! تو جہاد کرنے کی حرص رکھتا ہے اور بے شک تو اہل جنت میں سے ہے اور تجھے باغی ٹولہ قتل کرے گا۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس حدیث کا مجھے علم ہے۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر تم نے اس کو کیوں قتل کیا ہے؟ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اللہ کی! اے عمرو! تو ہمیشہ اپنے بول ہی میں تڑپتا رہے گا۔ کیا ہم نے اس کو قتل کیا ہے؟ یقیناً اس کو قتل کیا اس نے جو اس کو لڑنے کے لیے لایا ہے۔"

۸۸۳۰ــ عَنْ كُلْثُوْمِ بْنِ جَبْرٍ: أَنَّهُ قِيْلَ لِقَاتِلِ عَمَّارٍ: كَيْفَ كَانَ أَمْرُ عَمَّارٍ؟ قَالَ: أَدْرَكْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَكُنَّا نَعُدُّ عَمَّارًا مِنْ خِيَارِنَا حَتّٰى سَمِعْتُهُ يَوْمًا فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ يَقَعُ فِي عُثْمَانَ، فَلَوْ خَلَصْتُ إِلَيْهِ لَوَطِئْتُهُ بِرِجْلِي، فَمَا صَلَّيْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ صَلَاةً إِلَّا قُلْتُ: اللّٰهُمَّ! لَقِّنِي عَمَّارًا، فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ صِفِّيْنِ اسْتَقْبَلَنِي رَجُلٌ يَسُوْقُ الْكَتِيْبَةَ فَاخْتَلَفَ أَنَا وَهُوَ ضَرْبَتَيْنِ، فَبَدَرْتُهُ وَضَرَبْتُهُ فَكَبَّا لِوَجْهِهِ ثُمَّ قَتَلْتُهُ. (للکبیر: ۲۲۰/ ۳۶۳)

۸۸۳۰۔ "کلثوم بن جزعہ نے کہا: سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے قاتل سے پوچھا گیا کہ عمار رضی اللہ عنہ کا معاملہ کیسا تھا؟ اس نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کا عہد مبارک پایا تھا۔ اس دن سے عمار رضی اللہ عنہ کو ہم سب سے بہتر سمجھتے تھے۔ پھر میں نے ایک دن مسجد قبا میں عمار رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کر رہا ہے۔ پس اس وقت اگر میں اس تک پہنچ جاتا تو میں اس کو پاؤں تلے روند ڈالتا۔ اس کے بعد جب میں نماز پڑھتا تو دعا کرتا، یا اللہ! میرا اور عمار کا مقابلہ کرادے۔
جب صفین کا دن تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک مرد ہماری فوج کو دھکیل رہا ہے تو میرے اور اس کے درمیان تلواروں کی ضربات

(۸۸۲۹) طبرانی کبیر: ۱۹/ ۳۳۰۔ ورجاله ثقات و هيثمی: ۱۵۶۲۱.

(۸۸۳۰) طبرانی کبیر: ۲۲۰/ ۳۶۳۔ ورجاله احد اسنادی الطبرانی رجال الصحيح وقد تقدم فی کتاب الفتن احادیث وبعض ما كان بينهم رضی اللہ عنہم الصحابة اجمعين و هيثمی: ۱۵۶۲۷.

کا تبادلہ ہوا تو میں نے پہل کر کے اس کو تلوار ماردی اور وہ منہ
کے بل زمین پر گر گیا اور پھر میں نے اس کو قتل کر دیا۔''

شرح: ...... نبی کریم ﷺ نے ان کی سراپائے طہارت کی بشارت دی ہے کہ یہ ذاتی طاہر ہیں اور شریعت نے ان پر نور علی نور کا کام دیا ہے اور ان کے عمل کو اور پاکیزہ کر دیا ہے۔

(۲) یہ جو آیا ہے کہ ان کا قاتل دوزخی ہے اور نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ انہیں باغی جماعت قتل کرے گی۔ جبکہ انہیں قتل کرنے والے وہ لوگ تھے جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

اس شبے کا حل یہ ہے کہ یہ اجتہادی معاملہ تھا۔ جنت کی طرف بلانے کا مطلب ہے کہ جنت کے سبب کی طرف بلائیں گے۔ وہ ہے امام کی اطاعت کرنا۔ اپنے اجتہاد کے مطابق سیدنا عمار رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو امام حق تصور کرتے تھے اور ادھر دعوت دیتے تھے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ والی جماعت اپنے اجتہاد کے مطابق درست تھی یہ اگرچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں درست نہ تھے مگر معذور تھے۔ (فتح الباری: ۱/۵۴۲)

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام سمیہ تھا۔ یہ، ان کے والد اور والدہ قدیم اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ انہیں اسلام کی وجہ سے بہت بے دردی سے مشق ستم بنایا گیا۔ ان کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا پہلی اسلامی خاتون ہیں جو ابوجہل کے ہاتھوں شہید ہوئیں۔ ان کے باپ تو شروع اسلام میں فوت ہو گئے تھے۔ عمار رضی اللہ عنہ زندہ رہے صفین میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور صفین میں ہی شہید ہو گئے۔ (فتح الباری: ۷/ ۹۱)

۸۸۳۱ـــــ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْكُنْتُ مُؤَمِّرًا أَحَدًا مِنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ مِنْهُمْ لَاَمَرْتُ عَلَيْهِمِ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ. (رواه الترمذی: ۳۸۰۸)

۸۸۳۱۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر بلا مشورہ میں کسی کو خلیفہ مقرر کرتا تو ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کو لوگوں پر خلیفہ بنا جاتا۔''

۸۸۳۲ـــ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: سَأَلْنَا حُذَيْفَةَ عَنْ رَجُلٍ قَرِيْبِ السَّمْتِ وَالْهَدْيِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ نَأْخُذَ عَنْهُ، فَقَالَ: مَا أَعْرِفُ أَحَدًا أَقْرَبَ سَمْتاً وَهَدْياً وَدَلًّا

۸۸۳۲۔ ''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادات اور طور طریقوں میں کون آدمی قریب تر ہے، تاکہ ہم وہ طریق اختیار کر سکیں؟ تو انہوں نے کہا: ہم کسی کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور طور طریقوں میں ابن ام عبد

(۸۸۳۱) ترمذی: ۳۸۰۸۔ ضعیف (البانی): ۷۹۶۔ ابن ماجه: ۱۳۷۔ احمد: ۸٤۸.

(۸۸۳۲) بخاری: ۳۸٦۲۔ ترمذی: ۳۸۰۷۔ احمد: ۲۲۸۹۹.

بِـــالـنَّبِـيِّ ﷺ مِـــنِ ابْـنِ أُمِّ عَبْـدٍ. (رواه البخاري: ٣٧٦٢)

سے قریب تر نہیں پاتے۔'' (البخاری، الترمذی)

٨٨٣٣ـ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَـالَ: قَـدِمْـتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِيْـنـاً مَـا نَـرَى إِلَّاأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ لِمَا نَرَى مِنْ دُخُوْلِهِ وَدُخُوْلِ أُمِّهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. (رواه البخاري: ٣٧٦٣)

٨٨٣٣۔ ''سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اور میرا بھائی یمن سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو ایک عرصہ تک ہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کو نبی ﷺ کے اہل میں شمار کرتے رہے۔ اس لیے کہ وہ بکثرت آپ ﷺ کے ہاں آتے جاتے اور ساتھ ہی ساتھ رہتے تھے۔'' (الشیخان، الترمذی)

٨٨٣٤ـ عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ، قَالَ: شَهِدْتُ أَبَـا مُـوْسٰـى وَأَبَـا مَسْـعُـوْدٍ حِيْنَ مَاتَ ابْنُ مَسْـعُـوْدٍ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: أَتَرَاهُ تَرَكَ بَـعْـدَهُ مِثْـلَـهُ؟ فَـقَالَ: إِنْ قُلْتَ ذَاكَ إِنْ كَانَ لَيُؤْذَنُ لَهُ إِذَا حُجِبْنَا وَيَشْهَدُ إِذَا غِبْنَا. (رواه مسلم: ٢٤٦١)

٨٨٣۴۔ ''جب سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ابوموسیٰ اور ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہم نے ایک دوسرے سے کہا: تیرا کیا خیال ہے اس جیسا اس کے فوت ہونے کے بعد باقی رہا ہے؟ تو ایک نے دوسرے سے کہا: اگر تو یہ کہتا ہے تو یہ وہ شخص ہے جسے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کی اجازت ہوتی، جبکہ ہمیں روک دیا جاتا تھا اور یہ آپ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوتے جب ہم غائب ہوتے تھے۔'' (مسلم)

٨٨٣٥ـ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ أَبَا بَـكْـرٍ وَعُـمَرَبَشَّرَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَـنْ أَحَـبَّ أَنْ يَـقْـرَأَ الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا أُنْزِلَ فَلْيَقْرَأْهُ عَلَى قِرَاءَ ةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ. (رواه ابن ماجة: ١٣٨)

٨٨٣۵۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے بشارت دی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص پسند کرتا ہو کہ قرآنِ مجید اس طرح تلاوت کرے، جیسے وہ نازل ہوا ہے تو وہ ابن اُمِ عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی قراءت کے مطابق تلاوت کرے۔''

٨٨٣٦ـ وَعَنْهُ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَسَادِسُ سِتَّةٍ مَا عَلَى الأَرْضِ مُسْلِمٌ غَيْرُنَا. (للكبير: ٨٤٠٦)

٨٨٣٦۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اسلام میں داخل ہونے والا چھٹا انسان تھا۔ ہم چھ افراد تھے اور

(٨٨٣٣) بخاري: ٣٧٦٣ـ مسلم: ٢٤٦٠ـ ترمذي: ٣٨٠٦ـ احمد: ١٩٠٩١.

(٨٨٣٤) مسلم: ٢٤٦١.

(٨٨٣٥) ابن ماجه: ١٣٨ـ صحيح (الباني): ١١٤ـ احمد: ٣٦.

(٨٨٣٦) طبراني كبير: ٨٤٠٦ـ بزار، ورجالهما رجال الصحيح و هيثمي: ١٥٥٥٠.

روئے زمین پر ہمارے سوا کوئی مسلمان نہیں تھا۔'' (الکبیر)

شرح: ......سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی والدہ کو ام عبد کہا جاتا تھا اس لیے انہیں ابن ام عبد بھی کہا جاتا ہے، عبداللہ بن مسعود بن غافل بن خبیب بن شمخ بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضران کا نسب ہے۔

ان کے والد جاہلیت میں وفات پا گئے تھے۔ والدہ اسلام لائیں اور صحابیہ ہیں، یہ اسلام لانے میں پہل کرنے والے لوگوں میں شامل ہیں۔ یہ اسلام لانے والوں میں سے چھٹے ہیں۔ حبشہ اور مدینہ کی جانب ہجرت کی، کوفہ میں بیت المال کے سرپرست بھی تھے۔ آخری عمر میں مدینہ منورہ تشریف لے آئے تھے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۳۲ھ میں وفات پا گئے۔ عمر (۶۰) برس سے اوپر تھی۔

یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے علماء میں شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے کثرت سے علم کی اشاعت کی۔ ان سے فیضیاب ہونے والوں کی کثیر تعداد ہے۔

ان احادیث میں وارد اوصاف ان کے ظاہر حال اور حسن اعمال پر دلالت کرتے ہیں اور یہ ان کے لیے روز قیامت اللہ کی قربت کا بہترین ذریعہ ہوں گے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہمہ وقت حاضر باش ہوتے تھے۔ یہ ان کے شرف کی عظمت پر کافی دلیل ہے۔ (فتح الباری: ۱۰۲/۷)

۸۸۳۷ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ أَبُوْذَرٍّ: خَرَجْنَا مِنْ قَوْمِنَا غِفَارَ وَكَانُوْا يُحِلُّوْنَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ فَخَرَجْتُ أَنَا وَأَخِي أُنَيْسٌ وَأُمُّنَا فَنَزَلْنَا عَلَى خَالٍ لَنَا فَأَكْرَمَنَا خَالُنَا وَأَحْسَنَ إِلَيْنَا فَحَسَدَنَا قَوْمُهُ، فَقَالُوْا: إِنَّكَ إِذَا خَرَجْتَ عَنْ أَهْلِكَ خَالَفَ إِلَيْهِمْ أُنَيْسٌ فَجَاءَ خَالُنَا فَنَثَا عَلَيْنَا الَّذِي قِيْلَ لَهُ فَقُلْتُ: أَمَّا مَا مَضَى مِنْ مَعْرُوْفِكَ فَقَدْ كَدَّرْتَهُ، وَلاَ جِمَاعَ لَكَ فِيْمَا بَعْدُ، فَقَرَّبْنَا صِرْمَتَنَا فَاحْتَمَلْنَا عَلَيْهَا وَتَغَطَّى خَالُنَا ثَوْبَهُ فَجَعَلَ يَبْكِيْ، فَانْطَلَقْنَا حَتَّى نَزَلْنَا بِحَضْرَةِ مَكَّةَ، فَنَافَرَ أُنَيْسٌ عَنْ صِرْمَتِنَا وَعَنْ مِثْلِهَا،

۸۸۳۷۔ ''عبداللہ بن صامت نے کہا: سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ ہماری قوم غفار حرمت والے مہینوں کی حرمت سے انکاری تھی اور انہیں حلال سمجھتی تھی۔ پس ہم اپنی قوم سے نکل کر اپنے ماموں کے پاس چلے آئے۔ میں تھا، میرا بھائی انیس اور میری ماں تھی۔ میرے ماموں نے ہمارے ساتھ احسان کیا، اکرام کیا اور حوصلہ افزائی کی، اس کی قوم کو یہ بات ناگوار تھی۔ انہوں نے ہم سے حسد کیا اور ماموں سے کہا: جب تو گھر سے چلا جاتا ہے تو میرے گھر میں انیس آ جاتا ہے۔ ہمارا ماموں ہمارے پاس آیا اور اس نے ہمیں لوگوں کے الزام لگانے کی اطلاع دی تو میں نے کہا: تم نے جو احسان کیا تھا ہم پر وہ بدمزہ ومشکوک کر کے رکھ دیا ہے۔ اب ہمارا اور تمہارا یکجا رہنا مناسب نہ ہوگا۔ میں اپنی سواری کے پاس گیا اور اس پر ہم

(۸۸۳۷) مسلم: ۲۴۷۳۔ بخاری: ۳۵۲۲۔ دارمی: ۲۵۲۴۔ احمد: ۲۱۰۱۵.

فَـأَتَيَـا الْـكَـاهِـنَ، فَخَيَّرَأُنَيْسًا فَأَتَا نَا أُنَيْسٌ بِـصِـرْمَتِنَا وَمِثْلِهَا مَعَهَا، قَالَ: وَقَدْ صَلَّيْتُ يَـا ابْـنَ أَخِي! قَبْلَ أَنْ أَلْقَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِثَلاثِ سِـنِيْـنِ، قُـلْـتُ: لِـمَنْ؟ قَالَ لِلّٰـهِ، قُـلْـتُ: فَـأَيْـنَ تَـوَجَّـهُ؟ قَالَ: أَتَوَجَّهُ حَيْثُ تَـوَجَّـهَـنِي رَبِّي أُصَلِّي عِشَاءً حَتَّى إِذَا كَانَ مِـنْ آخِـرِ الـلَّيْـلِ أُلْـقِيْتُ كَأَنِّي خِفَاءٌ حَتَّى تَـعْـلُـوَنِـيَ الشَّمْـسُ، فَقَالَ أُنَيْـسٌ: إِنَّ لِي حَـاجَةً بِـمَـكَّةَ فَاكْفِنِي فَانْطَلَقَ أُنَيْسٌ حَتَّى أَتَـى مَـكَّةَ فَـرَاثَ عَـلَـيَّ ثُمَّ جَاءَ فَقُلْتُ: مَا صَـنَـعْـتَ؟ قَـالَ: لَـقِيْتُ رَجُلاً بِمَكَّةَ عَلَى دِيْـنِكَ يَـزْعَـمُ أَنَّ الـلّٰهَ أَرْسَلَهُ، قُلْتُ: فَمَا يَـقُوْلُ النَّاسُ؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: شَاعِرٌ، كَاهِنٌ سَـاحِـرٌ، وَكَـانَ أُنَيْسٌ أَحَدَ الشُّعَرَاءِ . قَالَ أُنَيْـسٌ: لَـقَـدْ سَـمِـعْـتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ، فَمَا هُوَبِقَوْلِهِمْ، وَلَقَدْ وَضَعْتُ قَوْلَهُ عَلَى أَقْرَاءِ الشِّـعْـرِ، فَمَا يَلْتَئِمُ عَلَى لِسَانِ أَحَدٍ بَعْدِي أَنَّـهُ شِـعْـرٌ، وَالـلّٰـهِ! إِنَّـهُ لَصَادِقٌ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُوْنَ، قَالَ: قُلْتُ: فَاكْفِنِي حَتَّى أَذْهَبَ فَـأَنْـظُرَ، قَالَ: فَأَتَيْتُ مَكَّةَ فَتَضَعَّفْتُ رَجُلاً مِـنْهُـمْ، فَـقُـلْـتُ: أَيْـنَ هٰذَا الَّذِي تَدْعُوْنَهُ الـصَّـابِـئَ؟ فَـأَشَـارَإِلَيَّ، فَقَالَ: الصَّابِئَ، فَـمَالَ عَلَيَّ أَهْلُ الْوَادِيْ بِكُلِّ مَدَرَةٍ وَعَظْمٍ حَتَّى خَرَرْتُ مَغْشِيًّا عَلَيَّ، قَالَ: فَارْتَفَعْتُ حِيْـنَ ارْتَـفَـعْتُ كَأَنِّي نُصُبٌ أَحْمَرُ، قَالَ:

نے اپنی ہر چیز رکھ دی۔ ہمارا ماموں کپڑا لپیٹ کر روتا رہا۔ ہم جا کر مکہ کے قریب ٹھہر گئے۔ انیس ہمارے پاس سے گیا اور ماموں کو ساتھ لے کر ایک کاہن سے فیصلہ لیا تو کاہن نے انیس کے بارے میں بہتر فیصلہ کیا۔ پس انیس ماموں سے ہمارا بقیہ سامان بھی لایا اور اس کی مثل مزید بھی لایا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے بھائی نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرنے سے تین سال پہلے نماز پڑھی ہے۔ راوی نے کہا: کس کے لیے پڑھتے رہے؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کے لیے۔ میں نے سوال کیا: منہ کس طرف کیا کرتے تھے؟ اس نے کہا: جس طرف میرا رب پھیر دیتا تھا۔ میں عشاء پڑھتا اور رات کے آخری حصے میں لیٹ جاتا اور سورج نکلنے تک ایسے پڑا رہتا، جیسے خشک چھڑا ہو۔ انیس نے کہا: میرا مکہ میں کام ہے، پس گھر تم ہی رہو اور انیس مکہ چلا گیا۔ اور میرے پاس جلدی نہ آیا، پھر آیا تو میں نے کہا: تو نے مکہ میں کیا کیا؟ اس نے کہا: مکہ میں ایک مرد سے ملاقات ہوئی ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اس کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے کہا: لوگ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: کہتے ہیں کہ شاعر ہے، کاہن ہے، جادوگر ہے۔ انیس خود بھی شاعر تھا۔ اس نے کہا: میں نے کاہن لوگوں کا کلام سنا ہے، وہ کاہن نہیں ہیں۔ اور میں نے ان کا کلام شعراء کے کلام سے موازنہ کر دیکھا کے ہے۔ ان کے کلام کو شاعروں کے کلام سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اور اللہ کی قسم! وہ سچے ہیں اور لوگ جھوٹے ہیں۔

میں نے کہا: گھر پر رہ، میں جا کر دیکھتا ہوں۔ میں مکہ گیا اور ایک ضعیف مرد سے پوچھا کہ وہ آدمی کہاں ہے، جس کو صابی کہتے ہو؟ اس نے میری طرف اشارہ کر کے شور مچایا اور کہا: یہ

فَأَتَيْتُ زَمْزَمَ فَغَسَلْتُ عَنِّي الدِّمَاءَ وَشَرِبْتُ مِنْ مَائِهَا، وَلَقَدْ لَبِثْتُ يَا ابْنَ أَخِي! ثَلاثِيْنَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتَّى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِي، وَمَا وَجَدْتُ عَلَى كَبِدِي سُخْفَةَ جُوْعٍ، قَالَ: فَبَيْنَا أَهْلُ مَكَّةَ فِي لَيْلَةٍ قَمْرَاءَ إِضْحِيَانَ إِذْ ضُرِبَ عَلَى أَسْمِخَتِهِمْ فَمَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ أَحَدٌ وَامْرَأَتَيْنِ مِنْهُمْ تَدْعُوَانِ إِسَافاً وَنَائِلَةَ قَالَ: فَأَتَتَا عَلَيَّ فِي طَوَافِهِمَا، فَقُلْتُ: أَنْكِحَا أَحَدَهُمَا الأُخْرَى، قَالَ: فَمَا تَنَاهَتَا عَنْ قَوْلِهِمَا، قَالَ: فَأَتَتَا عَلَيَّ، فَقُلْتُ: هَنٌ مِثْلُ الْخَشَبَةِ غَيْرَأَنِّي لاأَكْنِي فَانْطَلَقَتَا تُوَلْوِلانَ وَتَقُوْلانَ لَوْكَانَ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ أَنْفَارِنَا، قَالَ: فَاسْتَقْبَلَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْبَكْرٍ وَهُمَا هَابِطَانِ، قَالَ: مَا لَكُمَا؟ قَالَتَا: الصَّابِئُ بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَأَسْتَارِهَا قَالَ: مَا قَالَ لَكُمَا؟ قَالَتَا: إِنَّهُ قَالَ لَنَا كَلِمَةً تَمْلأُ الْفَمَ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَطَافَ بِالْبَيْتِ هُوَوَصَاحِبُهُ ثُمَّ صَلَّى فَلَمَّا قَضَى صَلاتَهُ قَالَ أَبُوْذَرٍّ: فَكُنْتُ أَنَا أَوَّلُ مَنْ حَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ الإِسْلامِ، قَالَ: فَقُلْتُ: السَّلامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: قُلْتُ: مِنْ غِفَارٍ، قَالَ: فَأَهْوَى بِيَدِهِ فَوَضَعَ أَصَابِعَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ، فَقُلْتُ

بھی صابی ہے، یہ بھی صابی ہے۔ تو لوگ میری طرف متوجہ ہوئے۔ ہر پتھر اور ہر ہڈی میرے اوپر مارنے لگے یہاں تک کہ میں غش کھا کر گر گیا، جب ہوش میں آ کر کھڑا ہوا تو سرخ بت نظر آتا تھا اور خون آلود تھا۔ میں زمزم کے پاس گیا، اپنا خون دھویا اور پانی پیا۔ پس تیس رات دن ٹھہرا۔ میری خوراک صرف زمزم کا پانی ہی تھا اور میں موٹا تازہ ہوگیا۔ میرے پیٹ کے بل نکل گئے اور مجھے بھوک کا احساس تک نہ رہا۔

اتفاقاً ایک چاندنی رات میں اہل مکہ بالکل سو رہے تھے۔ طواف کے لیے کوئی نہ آیا اور دیکھا تو دو عورتیں اساف و نائلہ بتوں کو پکارتی آنکلیں اور مطاف میں میرے پاس آ گئیں۔ میں نے کہا: تم دونوں عورتیں ایک دوسرے سے شادی کرو۔ اپنی پکار سے وہ باز نہ آئیں اور مزید میرے قریب آ گئیں۔ پس میں نے ان سے کہا: تمہارے بت اس لکڑی کے مثل بے جان و بے اختیار ہیں۔ میں نے صاف صاف کہہ دیا تو وہ دونوں چل پڑیں اور کہتی جاتیں، اگر ہمارا کوئی یہاں ہوتا...... ان دونوں کے سامنے سے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اترائی میں آ گئے، تو عورتوں سے پوچھا: کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا: کعبہ کے پردوں میں ایک صابی ہے۔ فرمایا: اس نے تمہیں کیا کہا ہے؟ انہوں نے کہا: وہ ایسی باتیں کہہ رہا تھا جو زبان پر نہیں لائی جاسکتی ہیں۔ پھر آپ ﷺ تشریف لائے، طواف کیا، حجر اسود کو بوسہ دیا اور آپ ﷺ نے اور آپ کے رفیق نے طواف مکمل کیا اور نماز پڑھی۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں پہلا انسان ہوں جس نے آپ ﷺ کو اسلامی انداز میں سلام کہا۔ پس میں نے کہا: اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ فرمایا: اور تیرے اوپر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔

فِي نَفْسِي: كَرِهَ أَنِ انْتَمَيْتُ إِلَى غِفَارٍ فَذَهَبْتُ آخُذُهُ فَقَدَ عَنِي صَاحِبُهُ وَكَانَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ مَتَى كُنْتَ هَاهُنَا؟ قَالَ: قُلْتُ: قَدْ كُنْتُ هَاهُنَا مُنْذُ ثَلَاثِيْنَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ قَالَ: فَمَنْ كَانَ يُطْعِمُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتَّى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِي وَمَا أَجِدُ عَلَى كَبِدِي سُخْفَةَ جُوْعٍ، قَالَ: إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ. فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ائْذَنْ لِي فِي طَعَامِهِ اللَّيْلَةَ، فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْبَكْرٍ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، فَفَتَحَ أَبُوْ بَكْرٍ بَابًا فَجَعَلَ يَقْبِضُ لَنَا مِنْ زَبِيْبِ الطَّائِفِ، وَكَانَ ذٰلِكَ أَوَّلَ طَعَامٍ أَكَلْتُهُ بِهَا ثُمَّ غَبَرْتُ مَا غَبَرْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ وُجِّهَتْ لِي أَرْضٌ ذَاتَ نَخْلٍ لَا أَرَاهَا إِلَّا يَثْرِبَ، فَهَلْ أَنْتَ مُبَلِّغٌ عَنِّي قَوْمَكَ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَنْفَعَهُمْ بِكَ وَيَأْجُرَكَ فِيهِمْ فَأَتَيْتُ أُنَيْسًا فَقَالَ صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: صَنَعْتُ أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ قَالَ: مَا بِي رَغْبَةٌ عَنْ دِيْنِكَ فَإِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ، فَأَتَيْنَا أُمَّنَا فَقَالَتْ: مَا بِي رَغْبَةٌ عَنْ دِيْنِكُمَا فَإِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ فَاحْتَمَلْنَا حَتَّى أَتَيْنَا قَوْمَنَا غِفَارًا فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمْ وَكَانَ يَؤُمُّهُمْ أَيْمَاءُ بْنُ رَحَضَةَ الْغِفَارِيِّ وَكَانَ سَيِّدُهُمْ.

پھر فرمایا: تو کس قوم سے ہے؟ میں نے کہا: بنوغفار سے ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا تو میں نے دل میں کہا: شاید غفار کی نسبت آپ ﷺ کو ناگوار گذری ہے۔ میں گیا اور جا کر آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا تو آپ کے رفیق نے مجھے پیچھے ہٹادیا۔ وہ آپ ﷺ کے مرتبہ اور مقام کو میرے سے زیادہ جانتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے نگاہ اٹھا کر فرمایا: تو کب سے یہاں موجود ہے؟ میں نے عرض کیا: تیس ایام سے۔ فرمایا: تجھے کھانا کون مہیا کررہا ہے؟ میں نے کہا: زمزم پانی کے علاوہ کوئی چیز میں نے نہیں کھائی اور میں موٹا تازہ ہو چکا ہوں۔ اور پیٹ پر شکنیں پڑ چکی ہیں اور میرے جگر پر بھوک کا تصور بھی نہیں رہا۔ فرمایا: یہ بابرکت پانی بھی ہے اور خوراک بھی۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! آج رات کھانا کھلانے کی اجازت مجھے دیجیے۔ پس آپ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ چل پڑے اور میں ان کے ساتھ ہولیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا اور ہمارے سامنے طائف کے زبیب رکھے، پس یہ خشک پھل مکہ میں میری پہلی خوراک تھی، اس کے بعد چند ایام میں غائب رہا، پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری توجہ کھجوروں والی سرزمین کی طرف مبذول کی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ یثرب کا علاقہ ہے۔

فرمایا: میری طرف سے اپنی قوم کو جا کر تبلیغ کر، ممکن ہے تیری وجہ سے اللہ ان کو ہدایت عنایت فرمادے اور تجھے اجر و ثواب ہوگا۔ میں لوٹ کر اپنے بھائی اُنیس کے پاس گیا تو اس نے کہا: تم کیا کر کے آئے؟ میں نے کہا: میں ایمان لایا ہوں اور میں نے تصدیق کردی ہے۔ اس نے کہا: مجھے تیرے دین سے

وَقَالَ نِصْفُهُمْ إِذَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ أَسْلَمْنَا فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمُ الْبَاقِي وَجَاءَتْ أَسْلَمُ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِخْوَتُنَا نُسْلِمُ عَلَى الَّذِي أَسْلَمُوْا عَلَيْهِ فَأَسْلَمُوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غِفَارُ غَفَرَاللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ. وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ فَتَنَافَرَا إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْكُهَّانِ قَالَ فَلَمْ يَزَلْ أَخِي أُنَيْسٌ يَمْدَحُهُ حَتَّى غَلَبَهُ قَالَ: فَأَخَذْنَا صِرْمَتَهُ. (رواه مسلم: ٢٤٧٣)

اعراض نہیں ہے، میں بھی اسلام لاتا ہوں اور تصدیق کرتا ہوں ، پھر ہم دونوں بھائی ماں کے پاس گئے تو اس نے کہا: مجھے تمہارے دین سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ میں بھی ایمان لائی اور تصدیق کرتی ہوں۔ ہم وہاں سے واپس اپنی قوم بنو غفار میں آئے تو ہماری تبلیغ سے نصف قوم ایمان لائی اور ان کو نماز ایماء بن رحضہ پڑھاتے رہتے تھے۔ وہی قوم کے سردار بھی تھے۔ بقیہ قوم نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئیں گے تو ہم اسلام قبول کریں گے۔ جب آپ ﷺ مدینہ میں آئے تو بقیہ نصف قوم بھی اسلام میں داخل ہوگئی۔ پھر بنو اسلم آئے اور انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! جن جن شرائط پر ہماری قوم ایمان لائی ہے، اسی کے مطابق ہم بھی اسلام قبول کرتے ہیں۔ پس وہ بھی اسلام میں داخل ہوگئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قوم غفار کو اللہ بخش دے۔ قوم اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے۔ اور اس کی روایت میں یہ بھی ہے کہ انیس ایک کاہن کے پاس گیا۔ پس میرا بھائی اس کی تعریف کرتا رہا اور بالآخر اس کا تمام مال و اسباب بھی ہم نے لے لیا۔"

٨٨٣٨۔ وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ أَبَا ذَرٍّ تَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ فِيهَا مَاءٌ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ ﷺ وَلَا يَعْرِفُهُ وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ حَتَّى أَدْرَكَهُ يَعْنِي اللَّيْلَ فَاضْطَجَعَ فَرَآهُ عَلِيٌّ فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيْبٌ فَلَمَّا رَآهُ تَبِعَهُ فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَظَلَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَا يَرَى النَّبِيَّ ﷺ حَتَّى أَمْسَى فَعَادَ إِلَى مَضْجَعِهِ فَمَرَّبِهِ عَلِيٌّ فَقَالَ: مَا آنَ لِلرَّجُلِ

٨٨٣٨۔ "مسلم ہی کی روایت میں سے ہے کہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے سامان سفر تیار کیا اور اپنا مشکیزہ اٹھایا اور مکہ چلے آئے۔ وہ مسجد میں نبی ﷺ کو تلاش کرتے رہے اور آپ ﷺ کو وہ جانتے نہیں تھے۔ آپ ﷺ کے متعلق غیروں سے پوچھنا بھی نامناسب جانا۔ یہاں تک کہ رات آ گئی، اور ایک جگہ لیٹ گئے۔ علی رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو جان گئے کہ کوئی مسافر ہے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے چل پڑے اور ایک دوسرے سے کچھ نہیں پوچھا۔ صبح کو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے اپنا مشکیزہ اٹھایا، سامان لیا اور مسجد میں چلے گئے۔ اس دن بھی انہوں نے نبی ﷺ کو شام تک نہیں دیکھا۔ تو وہ اپنے کل والے ٹھکانے

(٨٨٣٨) مسلم: ٢٤٧٤۔ بخاری: ٣٥٢٢۔ دارمی: ٢٥٢٤۔ احمد: ٢١٠١٥.

أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ؟ فَأَقَامَهُ فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ وَلاَ يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمَ الثَّالِثِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَأَقَامَهُ عَلِيٌّ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ: أَلاَ تُحَدِّثُنِي مَا الَّذِي أَقْدَمَكَ هٰذَا الْبَلَدَ؟ قَالَ: إِنْ أَعْطَيْتَنِي عَهْدًا وَمِيْثَاقاً لَتُرْشِدَنِّي فَعَلْتُ، فَفَعَلَ، فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: فَإِنَّهُ حَقٌّ وَهُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتَّبِعْنِي فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّي أُرِيْقُ الْمَاءَ فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبِعْنِي حَتَّى تَدْخُلَ مَدْخَلِي فَفَعَلَ فَانْطَلَقَ يَقْفُوْهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَدَخَلَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَاتِيَكَ أَمْرِي، فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَّاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَثَارَالْقَوْمُ فَضَرَبُوْهُ حَتَّى أَضْجَعُوْهُ فَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَالَ: وَيْلَكُمْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ وَأَنَّ طَرِيْقَ تُجَّارِكُمْ إِلَى الشَّامِ عَلَيْهِمْ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ بِمِثْلِهَا وَثَارُوْا إِلَيْهِ فَضَرَبُوْهُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ الْعَبَّاسُ فَأَنْقَذَهُ. (رواه مسلم: ٢٤٧٤)

پر آ گئے۔ ان کے پاس سے علی رضی اللہ عنہ گزرے اور کہا: اے مرد! تو اپنی منزل پر نہیں پہنچا۔ پھر اس کو اٹھایا اور اپنے ساتھ لے گئے اور ایک نے دوسرے سے کچھ نہ پوچھا اور تیسرے دن بھی یہی معاملہ پیش آیا اور علی رضی اللہ عنہ اس کو اپنے ساتھ اٹھا کر لے گئے اور اس سے کہا: کیا تو مجھے بتائے گا کہ تو یہاں کیسے آیا ہے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو مجھ سے وعدہ کرے کہ میری راہ نمائی کرے گا تب تو میں بتا دیتا ہوں۔ علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ دے دیا اور اس نے اپنے آنے کا مقصد بتا دیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ تو آج صبح میرے ساتھ چلنا، اگر میں تیرے لیے خطرہ محسوس کروں گا تو میں پیشاب کرنے کے بہانے سے ٹھہر جاؤں گا اور پھر جب میں چلنے لگوں گا تو میرے پیچھے چل پڑنا اور جہاں میں داخل ہوں گا، وہاں تو بھی داخل ہو جانا۔ پس وہ علی رضی اللہ عنہ سے پیچھے چلتا رہا اور اس کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ آپ ﷺ کا کلام سنا اور اسی جگہ اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی قوم کے پاس لوٹ جا اور انہیں اللہ کا پیغام پہنچا۔ جب میرا حکم آئے گا تو لوٹ آنا۔ اس نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تو بلند آواز سے ان لوگوں کے سامنے کلمہ پڑھ کر جاؤں گا۔ پھر وہ مسجد میں آیا اور بلند آواز سے پکارا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ لوگ اچھل آئے اور اس کو مار مار کر زمین پر لٹا دیا۔ عباس رضی اللہ عنہ آئے اور اس پر گر گئے اور لوگوں سے کہا: تم پر افسوس ہے! کیا تم نہیں جانتے کہ یہ بنو غفار سے ہے۔ اور تمہارا شام کا تجارتی راستہ ان لوگوں کے پاس سے گزرتا ہے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو لوگوں سے چھڑا لیا۔ اگلے دن اس نے پھر یہی کہا اور لوگوں

نے کل کی طرح اٹھ کر اس کو مارا تو عباس نے اس کو چھڑا لیا۔''

۸۸۳۹ـــ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ أَبُوْذَرّ: إِنِّي لَأَقْرَبُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ أَقْرَبَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ تَرَكْتُهُ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ وَاللّٰهِ! مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ تَشَبَّثَ مِنْهَا بِشَيْءٍ غَيْرِيْ. (رواه أحمد: ۲۰۹۴۷)

۸۸۳۹۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ان سب صحابہ سے رسول اللہ ﷺ کے زیادہ قریب ہوں گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: ''بے شک زیادہ قریب مجھ سے قیامت کے دن وہ ہوگا جو اسی حال پر رہے جس پر میں اس کو چھوڑ کر فوت ہوں گا۔ اور اللہ کی قسم تم میں سے ہر ایک میرے علاوہ اپنی حالت تبدیل کر چکا ہے۔'' (احمد، الکبیر)

۸۸٤٠ـ وَعَنْهُ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي رُبُعَ الإِسْلَامِ لَمْ يُسَلِّمْ قَبْلِي إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُوْبَكْرٍ وَبِلَالٌ. (للكبير: ۱٦۱۷)

۸۸۴۰۔ ''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نے اسلام میں اپنا چوتھا نمبر دیکھا اور مجھ سے پہلے صرف نبی ﷺ ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہم اسلام لائے تھے۔'' (الکبیر)

۸۸٤۱ـ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْأَشْتَرِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ أَبَاذَرٍّ حَضَرَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ بِالرَّبَذَةِ فَبَكَتِ امْرَأَتُهُ فَقَالَ: مَا يُبْكِيْكِ؟ قَالَتْ: أَبْكِي لَايَدَ لِي بِنَفْسِكَ وَلَيْسَ عِنْدِي ثَوْبٌ يَسَعُكَ كَفَنًا، فَقَالَ: لَا تَبْكِي فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَأَنَا عِنْدَهُ فِي نَفَرٍ يَقُوْلُ لَيَمُوْتَنَّ رَجُلٌ مِنْكُمْ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ يَشْهَدُهُ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، قَالَ: فَكُلُّ مَنْ كَانَ مَعِيَ فِي ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ مَاتَ فِي جَمَاعَةٍ وَفُرْقَةٍ فَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ غَيْرِي وَقَدْ أَصْبَحْتُ بِالْفَلَاةِ أَمُوْتُ،

۸۸۴۱۔ ''ابراہیم بن اشتر نے کہا: جب سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو وہ مقام زبذہ میں تھے، تو ان کی بیوی رونے لگی۔ انہوں نے کہا: تو روتی کیوں ہے؟ اس نے کہا: میں روتی ہوں کہ تم زیادہ زندہ نہیں رہو گے اور تمہارے کفن کے لیے میرے پاس کپڑا بھی نہیں۔ انہوں نے کہا: مت رو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: تم میں سے ایک آدمی ویران زمین میں فوت ہوگا اور اس پر اہل ایمان کی ایک جماعت پہنچ آئے گی۔ اور اس مجلس میں جو لوگ موجود تھے وہ سب اکٹھے یا الگ الگ فوت ہو چکے ہیں اور ان میں سے میرے علاوہ کوئی زندہ نہیں رہا، تو اب میں ہوں جو ویران علاقے میں فوت ہو رہا ہوں۔ تو

(۸۸۳۹) احمد: ۲۰۹٤۷۔ ورجاله ثقات الا ان عراك بن مالك لم يسمع من ابی ذر فيما احسب والله اعلم۔ رواه الطبرانی بنحوه هيثمی: ۱۵۸۰۸.

(۸۸٤۰) طبرانی کبی: ۱٦۱۷۔ باسنادين واحدهما متصل الاسناد و رجاله ثقات و هيثمی: ۱۵۸۱۳.

(۸۸٤۱) احمد: ۲۰۹۵٦۔ بزار، من طريقين احدهما هذه والاخرىٰ مختصرة عن ابراهيم الاشتر عن ام ذر ورجال الطريق الاونی رجال الصحيح ورواه البزار بنحوه باختصار و هيثمی: ۱۵۸۲۹.

فَـرَاقِبِي الطَّرِيْقَ فَإِنَّكِ سَوْفَ تَرَيْنَ مَا أَقُوْلُ فَـإِنِّي وَاللّٰهِ! مَا كَذَبْتُ وَلاَ كُذِبْتُ ، قَالَتْ: وَأَنَّـى ذٰلِكَ وَقَدِ انْقَطَعَ الْحَاجُّ؟ قَالَ: رَاقِبِي الطَّرِيْقَ ، قَالَ: فَبَيْنَا هِيَ كَذٰلِكَ إِذَا هِيَ بِالْقَوْمِ تَـخُـدُّ بِهِـمْ رَوَاحِلُهُمْ كَأَنَّهُمُ الرَّخَمُ فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ حَتَّى وَقَفُوْا عَلَيْهَا فَقَالُوْا: مَالَكِ؟ قَالَتِ: امْرَؤٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ تُكَفِّنُوْنَهُ وَتُؤْجَرُوْنَ فِيْهِ قَالُوْا: وَمَنْ هُوَ؟ قَالَتْ: أَبُوْ ذَرٍّ ، فَفَدَوْهُ بِآبَائِهِمْ وَأُمَّهَـاتِهِمْ وَوَضَعُوْا سِيَاطَهُمْ فِي نُحُوْرِهَا يَبْتَـدِرُوْنَـهُ ، فَقَالَ: أَبْشِرُوْا أَنْتُمُ النَّفَرُ الَّذِيْنَ قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْـكُمْ مَا قَالَ: أَبْشِرُوْا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَا مِنِ امْرَأَيْنِ مُسْلِمَيْنِ هَلَكَ بَيْنَهُمَا وَلَدَانِ أَوْثَلاَثَةٌ فَاحْتَسَبَا وَصَبَـرَا فَيَـرَيَـانِ الـنَّارَ أَبَدًا ثُمَّ قَدْ أَصْبَحْتُ الْيَـوْمَ حَيْـثُ تَـرَوْنَ وَلَـوْ أَنَّ ثَوْبًا مِنْ ثِيَابِي يَسَعُنِي لَمْ أُكَفَّنْ إِلاَّ فِيْهِ فَأَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ أَنْ لاَ يُـكَـفِّنَنِي رَجُلٌ مِنْكُمْ كَانَ أَمِيْرًا أَوْعَرِيْفًا أَوْ بَرِيْدًا فَكُلُّ الْقَوْمِ كَانَ قَدْ نَالَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا إِلاَّ فَتًـى مِـنَ الأَنْصَارِ كَانَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ أَنَا صَاحِبُكَ ثَوْبَانِ فِي عَيْبَتِي مِنْ غَزْلِ أُمِّي وَأَجِدُ ثَوْبَيَّ هٰذَيْنِ اللَّذَيْنِ عَلَيَّ قَالَ: أَنْتَ صَاحِبِي فَكَفِّنِّي . (رواه أحمد: ٢٠٩٥٦ ، البزار)

راستے پر نگاہ رکھ۔عنقریب جو میں کہتا ہوں تجھے معلوم ہوگا۔نہ میں جھوٹ کہتا ہوں اور نہ میرے سامنے جھوٹ کہا گیا ہے۔ ادھر یہ باتیں ہورہی تھیں اور دوسری جانب راستے پر ایک قوم ظاہر ہوئی۔ان کی سواریاں انہیں تیز رفتاری سے لارہی تھیں۔ وہ عورت کے قریب آ کر ٹھہر گئے اور اس سے سوال کیا کہ تیرا کیا کام ہے؟ اس نے کہا: یہاں ایک مسلمان فوت ہورہا ہے تم اس کو کفن پہنادو، تمہیں اجر ہوگا۔انہوں نے کہا: وہ کون ہے؟ اس نے کہا: وہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہے۔تو انہوں نے کہا: ہمارے ماں باپ فدا ہوں! وہ جلدی چلے آئے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہیں بشارت ہو تم ہی وہ افراد ہو جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو بھی فرمایا ہے۔ پس میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم میں سے وہ آدمی مجھے کفن نہ پہنائے جو نمبردار رہا ہو یا امیر رہا ہو یا ڈاکیہ ہو۔اور وہ سب لوگ ان مناصب پر رہ چکے تھے۔البتہ ایک انصاری تھا، جس نے کہا: میرے پاس دو کپڑے ہیں جو میری والدہ نے سوت کات کر اپنی حلال اجرت سے میرے لیے تیار کیے ہیں۔ تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو ہی میرا رفیق ہے۔" (احمد، بزار)

شرح: ......سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا نام گرامی جندب بن جنادہ بن سفیان بن عبید بن حرام بن غفار ہے۔اس سے یہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ اگر حالات سازگار نہ ہوں تو حق کی تبلیغ کے لیے ان کی سازگاری کا انتظار کرلیا جائے۔

(۲) اس میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی سیاسی بصیرت وذہانت بھی نمایاں ہوتی ہے کہ ان ستم رانی کرنے والوں کو ان کی

تجارت کے کٹ جانے کا خطرہ یاد دلایا جس کی وجہ سے وہ رک گئے وگرنہ وہ چھوڑنے والے کہاں تھے اور اس میں یہ بھی دلالت ہے کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام تھے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۱۷۶)

انتباہ:...... سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا کہ ضروریات کے بعد جتنا مال بچ جائے اسے صدقہ کر دیا جائے پاس نہ رکھا جائے۔ سوشلسٹ حضرات اس سے بہت فائدہ اٹھاتے ہیں اور دہائی دیتے ہیں کہ ہم ابوذر رضی اللہ عنہ والا نظریہ اپناتے ہیں۔ یہ نظریہ قرآن وحدیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کے بھی خلاف ہے۔ قرآن وحدیث زکاۃ اور وراثت کا حکم دیتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خصوصاً ان میں سے عشرہ مبشرہ میں شمار ہونے والے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما کروڑوں کی جائیداد چھوڑ کر گئے تھے اور سعد رضی اللہ عنہ کے فضائل میں گزر چکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود انہیں فرمایا کہ ورثاء کو مالدار چھوڑ کر جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

مناقب حذيفة بن اليمان وسعد بن معاذ وابن عباس وابن عمر وابن الزبير

حذیفہ بن یمان، سعد بن معاذ، ابن عباس، ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم کے مناقب

٨٨٤٢ـ عَـنْ حُـذَيْـفَةَ، قَالَ: سَأَلَتْنِي أُمِّي مَتَـى عَهْدُكَ تَعْنِي بِالنَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: مَا لِي بِـهِ عَهْدٌ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، فَنَالَتْ مِنِّي فَقُلْتُ لَهَـا: دَعِيْـنِي آتِي النَّبِيَّ ﷺ فَـأُصَـلِّي مَعَهُ الْـمَـغْـرِبَ وَأَسْـأَلُـهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَلِي وَلَكِ، فَـأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَـصَـلَّيْـتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَـصَـلَّـى حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهُ فَسَمِعَ صَوْتِي فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ حُذَيْفَةُ؟ قُلْتُ: نَـعَـمْ، قَـالَ: مَـا حَـاجَتُكَ؟ غَفَرَ اللّٰـهُ لَكَ وَلِأُمِّكَ، قَالَ: إِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّـرَنِـي بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ الْـحَسَـنَ وَالْـحُسَيْـنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ. (رواه الترمذی: ٣٧٨١)

٨٨٤٢۔ ''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میری ماں نے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو نے ملاقات کب کی ہے؟ میں نے کہا: اتنے ایام ہو چکے ہیں۔ ماں نے مجھے بہت ملامت کیا۔ میں نے کہا: معاف کیجئے میں آج مغرب کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھوں گا اور تیرے اور اپنے لیے ان سے دعائے مغفرت بھی کراؤں گا۔ پس میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوافل پڑھتے رہے حتیٰ کہ عشاء کی نماز بھی ادا کر لی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانے لگے تو میں بھی ساتھ ہولیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آواز سنی تو فرمایا: یہ حذیفہ ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: تیری کیا حاجت ہے، اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری ماں کی مغفرت فرمائے۔ فرمایا: یہ فرشتہ آج رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں آیا تھا اور اس نے اپنے رب سے اجازت طلب کی ہے کہ وہ مجھے سلام کرنے آئے اور مجھے بشارت دے کہ فاطمہ اہل جنت کی خواتین کی سردار ہیں۔ اور

(٨٨٤٢) ترمذی: ٣٨٨١ـ صحيح (البانی): ٢٩٧٥ـ احمد: ٢٢٨١٨.

حسن اور حسین رضی اللہ عنہم جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔“

٨٨٤٣ـ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوِ اسْتَخْلَفْتَ قَالَ إِنِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمْ فَعَصَيْتُمُوْهُ عُذِّبْتُمْ وَلٰكِنْ مَا حَدَّثَكُمْ حُذَيْفَةُ فَصَدِّقُوْهُ وَمَا أَقْرَأَكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْهُ. (رواه الترمذي: ٣٨١٢)

٨٨٤٣۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کسی کو خلیفہ بنادیں، فرمایا: ”اگر میں نے خلیفہ مقرر کیا اور تم نے نافرمانی کی تو تم گناہ گار ہوگے۔ لیکن حذیفہ جو کچھ تم سے بیان کرے تم اس کی تصدیق کرنا اور عبداللہ بن مسعود جو قرأت پڑھائے وہ پڑھنا۔“

٨٨٤٤ـ عَنْ أَبِيْ إِسْحٰقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ أُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُلَّةُ حَرِيْرٍ فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَلْمِسُوْنَهَا وَيَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِهَا فَقَالَ: أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِ هٰذِهِ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْهَا وَأَلْيَنُ. (رواه مسلم: ٢٤٦٨)

٨٨٤٤۔ ”ابو اسحٰق کہتے ہیں: سیدنا براء ابن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ کو ریشمی کپڑا تحفے میں دیا گیا تو ہم اس کو ہاتھ لگاتے تھے اور اس کی نرمی اور صفائی پر تعجب کرتے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمہیں اس کپڑے کی نرمی پر تعجب آتا ہے؟ یقیناً سعد بن معاذ کا رومال جنت میں اس سے زیادہ بہتر اور نرم ہے۔“ (الشیخان، الترمذی)

٨٨٤٥ـ عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَعَنِ الأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ، فَقَالَ رَجُلٌ لِجَابِرٍ: فَإِنَّ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ اهْتَزَّ السَّرِيْرُ، فَقَالَ: إِنَّهُ كَانَ بَيْنَ هٰذَيْنِ الْحَيَّيْنِ ضَغَائِنُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ. (رواه البخاري: ٣٨٠٣)

٨٨٤٥۔ ”سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے مرنے پر عرشِ عظیم حرکت میں آ گیا۔ تو ایک مرد نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا: براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: چارپائی حرکت میں آ گئی۔ تو انہوں نے کہا: جب وہ دونوں زندہ تھے تو ان کے درمیان مخالفت تھی۔ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا ہے، فرمایا: سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت کے لیے رحمٰن کا عرش حرکت میں آ گیا۔“

شرح: ......(۱) دومہ کے لیڈر اکیدر نے یہ کپڑا ہدیہ میں دیا تھا۔ اس کی نرمی کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت

(٨٨٤٣) ترمذی: ٣٨١٢۔ ضعیف (البانی): ٧٩٨.

(٨٨٤٤) مسلم: ٢٤٦٨۔ بخاری: ٥٨٣٦۔ ترمذی: ٣٨٤٧۔ نسائی: ٥٣٠٢۔ ابن ماجه: ١٥٧۔ احمد: ١٨١٩٣.

(٨٨٤٥) بخاری: ٣٨٠٣۔ مسلم: ٢٤٦٦۔ ترمذی: ٣٨٤٨۔ ابن ماجه: ١٥٨۔ احمد: ١٤٠٩٦.

تعجب میں آ گئے تو آپ ﷺ نے بتایا کہ دوسرے لباس کا خود اندازہ لگا لینا، جنت میں سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا رومال جس سے وہ ہاتھ صاف کرتے ہیں وہ بھی اس سے اچھے ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۶۴۴/۴)

اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی روح پرواز ہوئی تو عرش ان کے استقبال کے لیے جھوم اٹھا۔ (فتح الباری: ۱۲۴/۷)

ان کا فیصلہ جو بنوقریظہ کے لیے تھا کہ ان کے جنگجو قتل کر دیئے جائیں اور ان کے بچے اور خواتین قید کر لیے جائیں تو منافقوں نے اسے ظلم قرار دیا تو رسول اکرم ﷺ نے اسے درست قرار دیا اور فضائل بتائے تاکہ اندھی آنکھیں کھل جائیں۔ حتیٰ کہ ان کے جنازہ کے ہلکا ہونے پر بھی اعتراض کیا گیا تو نبی ﷺ نے ان کی عظمت شان دوبالا کی کہ ان کے جنازے کو فرشتوں نے کندھا دے رکھا ہے۔ (شرح مشکاۃ: ۳۵۰/۱۱)

سیدنا سعد بن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن عبدالاشہل۔ یہ اوس قبیلہ کے رئیس تھے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ خزرج قبیلہ کے رئیس تھے۔ (فتح الباری: ۱۲۳/۷)

انتباہ:...... سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو قبر نے دبایا تھا۔ یہ ان کے کسی گناہ یا کوتاہی کی وجہ سے نہ تھا۔ یہ اس کا ایک فطرتی دباؤ ہے جس طرح کوئی دیر سے ملے تو دباؤ سے ملتے ہیں یہ بھی نرمی اور پیار کا دباؤ تھا۔ نافرمان سے قبر سختی کرتی ہے۔ (مرعاۃ: ۲۳۲/۱)

٨٨٤٦۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَمَّنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: اللّٰهُمَّ! عَلِّمْهُ الْكِتَابَ. (رواه البخاري: ٧٥)

۸۸۴۶۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے سینے کے ساتھ لگایا اور دُعا کی: ''یا اللہ! اس کو کتاب کا علم دے دے۔''

٨٨٤٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَمَّنِي النَّبِيُّ ﷺ إِلَى صَدْرِهِ وَقَالَ: اللّٰهُمَّ! عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ. (رواه البخاري: ٣٧٥٦)

۸۸۴۷۔ ایک روایت میں ہے: ''اسے حکمت بھی دے دے۔''

٨٨٤٨۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوْءًا قَالَ: مَنْ وَضَعَ هٰذَا؟ فَأُخْبِرَ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ! فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ. (رواه البخاري: ١٤٣)

۸۸۴۸۔ دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ بیت الخلاء گئے تو میں نے آپ کے لیے طہارت کا پانی رکھا، جب آپ نکلے تو فرمایا: پانی کس نے رکھا؟ آپ کو خبر دی گئی تو آپ نے دعا کی: ''یا اللہ! اس کو دین کی سمجھ عطا کر اور قرآن کی تفسیر سکھا دے۔'' (الشیخین وترمذی)

(٨٨٤٦) بخاری: ٧٥۔ مسلم: ٢٤٧٧۔ ترمذی: ٣٨٢٤۔ ابن ماجه: ١٦٦۔ احمد: ٢٤٠٩.
(٨٨٤٧) بخاری: ٣٧٥٦۔ مسلم: ٢٤٧٧۔ ترمذی: ٣٨٢٤۔ ابن ماجه: ١٦٦۔ احمد: ٢٤٠٩.
(٨٨٤٨) بخاری: ١٤٣۔ مسلم: ٢٤٧٧۔ ترمذی: ٣٨٢٤۔ ابن ماجه: ١٦٦۔ احمد: ٢٤٠٩.

٨٨٤٩ــــ عَـنْ أُمِّ الْـفَـضْـلِ: بَيْـنَا أَنَا مَارَةٌ وَالنَّبِيُّ ﷺ فِـى الحِجْرِ، فَقَالَ يَاأُمَّ الْفَضْلِ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: إِنَّكِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ، فَإِذَا وَضَعْتِيْهِ فَأْتِيْنِى بِهِ، فَلَمَّا وَضَعْتُهُ آتَيْتُهُ بِهِ فَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ وَأَلْبَأَهُ بِرِيْقِهِ، وَقَالَ: اذْهَبِى بِــهِ فَـلْتَـجِـدِيْـهِ كَيِّسًـا. (للكبير: ١٠٥٨٠)

٨٨٤٩۔ ''ام الفضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں گذر رہی تھی اور نبی کریم ﷺ مقام حجر (حطیم) میں تھے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام الفضل! میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: تو لڑکے کے ساتھ حامل ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتو اس کو میرے پاس لانا۔ پس جب میرا بچہ پیدا ہوا تو میں آپ کے پاس لے گئی۔ تو آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور اپنے لعاب مبارک کی گھٹی دی اور فرمایا: ''لے جا۔ اور تو اس کو عقل مند پائے گی۔'' (الکبیر کی طویل حدیث ہے)

٨٨٥٠ــــ عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: دَعَالِى النَّبِيُّ ﷺ وَقَـالَ: نِعْمَ تَرْجُمَانُ الْقُرْآنِ ـ وَدَعَا جِبْرِيْلُ مَرَّتَيْنِ. (للكبير: ١١١٠٨، بضعف)

٨٨٥٠۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میرے لیے نبی کریم ﷺ نے دعا کی اور فرمایا: تو بہت اچھا ترجمان القرآن ہے۔ اور جبریل علیہ السلام نے دو بار میرے لیے دعا کی ہے۔'' (الکبیر سند ضعیف ہے)

٨٨٥١ــــ عَـنْ سَـعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ: مَاتَ ابْنُ عَبَّـاسٍ بِـالـطَّـائِفِ وَشَهِدْنَا جَنَازَتَهُ، فَجَاءَ طَـائِرٌ حَتَّى دَخَلَ فِى نَعْشِهِ، ثُمَّ لَمْ يُرَخَارِجاً مِـنْــهُ، فَـلَـمَّـا دُفِـنَ تُلِيَتْ هٰذِهِ الآيَةُ عَلَى الْـقَبْـرِ وَلَـمْ يَدْرِ مَنْ تَلاهَا ﴿يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْـمُـطْـمَـئِـنَّةُ ــ إِلَى ــ جَنَّتِى﴾. (للكبير: ١٠٥٨١)

٨٨٥١۔ ''سعید بن جبیر کہتے ہیں: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما طائف میں فوت ہوئے۔ ہم ان کی نمازِ جنازہ میں حاضر تھے۔ پس ایک پرندہ آیا اور اُن کے کفن میں چھپ گیا۔ اور پھر نکلتا ہوا نہیں دیکھا گیا۔ اور جب دفن کیا گیا تو ان کی قبر پر یہ آیت پڑھی گئی اور پڑھنے والا معلوم نہ ہوسکا: ''اے اطمینان والے نفس! اپنے رب کی طرف لوٹ جا۔ میرے بندوں میں داخل ہوجا اور میری جنت میں داخل ہوجا۔'' (الکبیر)

شــرح: ......سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ہجرت سے تین برس پہلے پیدا ہوئے اور طائف میں ٦٨ھ میں فوت ہوئے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے علماء میں شمار ہوتے تھے۔ یہ نوجوان ہی تھے مگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ انہیں بڑے بڑے شیوخ پر برتری دیتے تھے۔ ان کا نام و نسب عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم تھا۔ یہ نبی کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ (فتح الباری: ٧/١٠٠)

(٨٨٤٩) طبرانی کبیر: ١٠٥٨٠۔ واسنادہ حسن و هیثمی: ١٥٥١٤.
(٨٨٥٠) طبرانی کبیر: ١١١٠٨۔ وفیه، عبدالله بن خراش وهو ضعیف وهیثمی: ١٥٥١٦.
(٨٨٥١) طبرانی کبیر: ١٠٥٨١۔ ورجاله رجال الصحیح و هیثمی: ١٥٥٣٥.

۸۸۵۲ــــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا رَأَى رُؤْياً قَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَمَنَّيْتُ أَنْ أَرَى رُؤْياً أَقُصُّهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَكُنْتُ غُلَامًا شَاباً أَعْزَبَ وَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِفَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الْبِئْرِ وَإِذَا فِيْهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ أَقُوْلُ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ، فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُفَقَالَ لِي: لَنْ تُرَاعِ، فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْكَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ، قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لاَ يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيْلًا. (رواه البخاري: ۳۷۳۹)

۸۸۵۲۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: نبی ﷺ کی زندگی میں جب کوئی آدمی خواب دیکھتا تو وہ آپ کے سامنے بیان کرتا۔ مجھے تمنا تھی کہ میں بھی خواب دیکھوں اور آپ کے سامنے بیان کروں۔ میں غیر شادی شدہ جوان لڑکا تھا۔ میں مسجد میں سوتا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے مجھے پکڑ کر آگ کی طرف لے گئے ہیں اور آگ اس طرح لپیٹی گئی، جیسے کنویں کا گھیرا ہوتا ہے اور اُس پر دو ستون کھڑے ہیں جیسے کنویں کے ستون ہوتے ہیں۔ اس آگ میں کچھ لوگ ہیں جنہیں میں پہچانتا ہوں۔ پس میں نے کہا: میں آگ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ میں آگ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پس ان کو ایک دوسرا فرشتہ آ پہنچا اور اُس نے مجھ سے کہا: تو نہ ڈر۔ میں نے وہ خواب اُم المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور حفصہ نے نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: عبداللہ اچھا آدمی ہے اگر یہ رات کو نماز پڑھتا۔ سالم بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو تھوڑا ہی سوتے تھے۔''

۸۸۵۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدِي سَرَقَةً مِنْ حَرِيْرٍ لاَ أَهْوِي بِهَا إِلَى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِي إِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَخَاكَ رَجُلٌ صَالِحٌ أَوْقَالَ: إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ. (رواه البخاري: ۷۰۱٦)

۸۸۵۳۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا میرے ہاتھ میں ریشم کا ٹکڑا ہے۔ جب میں جنت میں کسی جگہ جانے کا ارادہ کرتا ہوں تو وہ مجھے اُڑا کر لے جاتا ہے۔ پس میں نے یہ خواب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان کیا اور حفصہ نے نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا بھائی نیک آدمی ہے۔ یا فرمایا: ''عبداللہ نیک آدمی ہے۔''

(۸۸۵۲) بخاری: ۳۷۳۹۔ مسلم: ۲٤۷۸۔ ترمذی: ۳۲۱۔ نسائی: ۷۲۲۔ ابن ماجہ: ۷۵۱۔ دارمی: ۲٤۰۰۔ احمد: ۵۸۰۵.
(۸۸۵۳) بخاری: ۷۰۱٦۔ مسلم: ۲٤۷۸۔ ترمذی: ۳۲۱۔ نسائی: ۷۲۲۔ ابن ماجہ: ۳۹۱۹۔ دارمی: ۲۱۵۲۔ احمد: ٦۲۹٤.

٨٨٥٤ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنَّ رِجَالاً مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانُوْا يَرَوْنَ الرُّؤْيَا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَقُصُّوْنَهَا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَيَقُوْلُ فِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاءَ اللّٰهُ وَأَنَا غُلَامٌ حَدِيْثُ السِّنِّ وَبَيْتِي الْمَسْجِدُ قَبْلَ أَنْ أَنْكِحَ، فَقُلْتُ: فِي نَفْسِي لَوْكَانَ فِيْكَ خَيْرٌ لَرَأَيْتَ مِثْلَ مَا يَرَى هٰؤُلاَءِ، فَلَمَّا اضْطَجَعْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ قُلْتُ: اللّٰهُمَّ! إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ فِيَّ خَيْرًا فَأَرِنِي رُؤْيَا فَبَيْنَمَا أَنَا كَذٰلِكَ إِذْ جَاءَ نِي مَلَكَانِ فِي يَدِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ يُقْبِلاَنِ بِي إِلَى جَهَنَّمَ وَأَنَا بَيْنَهُمَا أَدْعُوْ اللّٰهَ اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ جَهَنَّمَ ثُمَّ أُرَانِي لَقِيَنِي مَلَكٌ فِي يَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ لَنْ تُرَاعَ نِعْمَ الرَّجُلُ أَنْتَ لَوْكُنْتَ تُكْثِرُالصَّلاَةَ، فَانْطَلَقُوْا بِي حَتَّى وَقَفُوْا بِي عَلَى شَفِيْرِجَهَنَّمَ، فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِلَهُ قُرُوْنٌ كَقَرْنِ الْبِئْرِبَيْنَ كُلِّ قَرْنَيْنِ مَلَكٌ بِيَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ وَأَرَى فِيْهَا رِجَالاً مُعَلَّقِيْنَ بِالسَّلاَسِلِ رُءُوْسُهُمْ أَسْفَلَهُمْ عَرَفْتُ فِيْهَا رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ فَانْصَرَفُوْا بِي عَنْ ذَاتِ الْيَمِيْنِ، فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ. بِنَحْوِهِ. (رواه البخاری: ٧٠٢٩)

٨٨٥٤۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: لوگ خواب دیکھتے تھے اور نبی ﷺ کے سامنے بیان کرتے تھے، تو آپ اس کی تعبیر فرماتے تھے۔ میں نوجوان لڑکا تھا۔ میں مسجد میں رہتا تھا۔ ابھی میرا نکاح نہیں ہوا تھا۔ میں نے دل میں کہا: اے میرے دل! اگر تیرے اندر کوئی بھلائی ہوتی تو تو بھی خواب دیکھتا۔ جیسے وہ لوگ دیکھتے ہیں۔ ایک رات جب میں لیٹا تو میں نے کہا: اے اللہ! اگر میرے اندر کسی بھلائی کا تجھے علم ہے تو مجھے خواب دکھادے۔ پھر میں سو گیا اور دو فرشتے آ گئے اور ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کی سلاخ تھی۔ پس وہ مجھے پکڑ کر جہنم کی طرف لے گئے اور میں اُن دونوں کے درمیان یہ دُعا مانگتا جا رہا تھا: یا اللہ! میں جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ مجھے ملا جس کے ہاتھ میں لوہے کی سلاخ تھی۔ اُس نے کہا: تو نہ ڈر تو اچھا آدمی ہے۔ کاش اگر تو بکثرت نماز پڑھا کرتا۔ پھر وہ مجھے جہنم کے کنارے پر لے گئے۔ تو جہنم اس طرح تھی جیسے کنویں کا گول دائرہ ہوتا ہے۔ اور اُس کے اوپر ستون تھے جیسے کنویں کے ستون ہوتے ہیں۔ ہر ستون کے درمیان ایک فرشتہ ہے۔ اس کے ہاتھ میں لوہے کی سلاخ ہے۔ اس میں میں نے کچھ مرد دیکھے جو زنجیروں کے ساتھ اُلٹے لٹکائے ہوئے تھے۔ اور وہاں میں نے قریش کے کچھ مرد دیکھے۔ پھر فرشتے مجھے دائیں طرف لے گئے۔ تو میں نے اپنا خواب حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ مثل سابقہ حدیث کے ہے۔''

(٨٨٥٤) بخاری: ٧٠٢٩ـ مسلم: ٢٤٧٩ـ ترمذی: ٣٢١ـ نسائی: ٧٢٢ـ ابن ماجه: ٧٥١ـ دارمی: ١٤٠٠ـ احمد: ٥٨٠٥.

شرح: ......عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما ان کی والدہ کا نام گرامی زینب ہے یہ ۲ یا ۳ بعثت کے بعد پیدا ہوئے۔ حجاج نے ان کے پاؤں میں زہر آلود نیزہ رکھ دیا تھا۔ ان کی نظر نہ تھی۔ انہوں نے اس پر تنقید کی کہ تو نماز کو لیٹ کیوں کر رہا ہے۔ اس سے یہ بیمار پڑ گئے۔ ۷۴ھ کے شروع میں اسی صدمہ سے وفات پا گئے۔

یہ عبادلہ اربعہ میں سے ہیں یہ: (۱) عبداللہ بن عباس (۲) عبداللہ بن زبیر (۳) عبداللہ بن عمر (۴) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں۔

ان میں سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کوتاہی کا ازالہ بتایا گیا ہے۔ اس کے بعد وہ کثرت سے نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ بہرصورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی صالحیت اور جنتی ہونے پر مہر ثبت کر دی ہے۔ (فتح الباری: ۱۲/۴۰۴)

۸۸۵۵ــ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ وَكَانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ فَغَدَوْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: أَتُرِيدُ أَنْ تُقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَتُحِلَّ حَرَمَ اللّٰهِ فَقَالَ: مَعَاذَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَبَنِي أُمَيَّةَ مُحِلِّيْنَ وَإِنِّي وَاللّٰهِ! لَا أُحِلُّهُ أَبَدًا قَالَ: قَالَ النَّاسُ بَايِعْ لِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقُلْتُ وَأَيْنَ بِهٰذَا الْأَمْرِ عَنْهُ أَمَّا أَبُوْهُ فَحَوَارِيّ النَّبِيِّ ﷺ يُرِيْدُ الزُّبَيْرَ وَأَمَّا جَدُّهُ فَصَاحِبُ الْغَارِ يُرِيْدُ أَبَا بَكْرٍ وَأُمُّهُ فَذَاتُ النِّطَاقِ يُرِيْدُ أَسْمَاءَ وَأَمَّا خَالَتُهُ فَأُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ وَأَمَّا عَمَّتُهُ فَزَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ يُرِيْدُ خَدِيْجَةَ وَأَمَّا عَمَّةُ النَّبِيِّ ﷺ فَجَدَّتُهُ يُرِيْدُ صَفِيَّةَ ثُمَّ عَفِيْفٌ فِي الْإِسْلَامِ قَارِئٌ لِلْقُرْآنِ وَاللّٰهِ إِنْ وَصَلُوْنِي وَصَلُوْنِي مِنْ قَرِيْبٍ وَإِنْ رَبُّوْنِي رَبُّوْنِي أَكْفَاءٌ كِرَامٌ فَآثَرَ التُّوَيْتَاتِ وَالْأُسَامَاتِ وَالْحُمَيْدَاتِ يُرِيْدُ أَبْطُنًا مِنْ بَنِي أَسَدٍ بَنِي تُوَيْتٍ وَبَنِي أُسَامَةَ وَبَنِي أَسَدٍ إِنَّ ابْنَ أَبِي الْعَاصِ

۸۸۵۵۔ ’’ ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں : ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے درمیان تنازعہ تھا۔ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور میں نے کہا: کیا تم ابن زبیر سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہو؟ تو اللہ کی حرام کو حلال کردو گے؟ اُس نے کہا: اللہ کی پناہ۔ اللہ تعالیٰ نے ابن زبیر اور بنو امیہ پر حرمت والی زمین کی بے حرمتی کرنا لکھ دیا ہے۔ اور اللہ کی قسم! میں حرام زمین میں کبھی نہیں لڑوں گا۔ اس نے کہا: لوگ کہتے ہیں ابن زبیر کی بیعت کی گئی ہے۔ تو میں نے کہا: یہ امارت اُس سے زیادہ کس کا حق ہے؟ اُس کا باپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حواری ہے۔ ان کا نانا غار کا ساتھی ہے، اُس کی ماں دو پٹلکوں والی ہے، اُس کی خالہ اُم المؤمنین ہے اور اُس کی پھوپھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے اور اُس کی دادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہے۔ پھر وہ اسلام کا پابند ہے اور قرآن پڑھنے والا ہے۔

اللہ کی قسم! اگر بنو امیہ میرے ساتھ صلہ رحمی کریں گے تو وہ قرابت اور رشتہ داری کی وجہ سے میرے ساتھ صلہ رحمی کریں گے اور اگر وہ مجھ پر حکومت کریں تو حکومت کریں کیونکہ وہ ہمارے ہم پلہ اور عزت والے ہیں۔ لیکن عبداللہ بن زبیر نے تو ابن تُویب، بنو اسامہ اور بنو حمید کو ہم پر ترجیح دی ہے۔ اس سے

بَــرَزَيَــمْشِــي الْقُدَمِيَّةَ يَعْنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنَ مَـرْوَانَ وَإِنَّــهُ لَــوَّى ذَنْبَهُ يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ . (رواه البخاری: ٤٦٦٥)

ان کی مراد بنو اسد کے قبائل ہیں، یعنی ابن تُویب، بنو اسد اور بنو اسامہ۔ ابن ابی العاص (عبدالملک بن مروان) بڑی ہوشیاری سے پیش قدمی کر رہا ہے۔ جبکہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے تو اپنی دم دبالی ہے۔'' (بخاری)

٨٨٥٦ــ عَنْ عُرْوَةَ بْنُ الزُّبَيْرِ وَفَاطِمَةَ بِنْتُ الْـمُنْذِرِبْنِ الزُّبَيْرِأَنَّهُمَا قَالَا خَرَجَتْ أَسْمَاءَ بِـنْـتِ أَبِـي بَكْرٍحِيْنَ هَاجَرَتْ وَهِيَ حُبْلَى بِـعَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَقَدِ مَتْ قُبَاءَ فَنَفَسَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بِقُبَاءٍ ثُمَّ خَرَجَتْ حِيْنَ نُفِسَتْ إِلَى رَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِيُـحَـنِّـكَهُ فَأَخَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهَا فَوَضَعَهُ فِي حُجْرِهِ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَكَثْنَا سَاعَةً نَلْتَمِسُهَا قَبْلَ أَنْ نَجِدَهَا فَمَضَغَهَا ثُمَّ بَصَقَهَا فِي فِيْهِ فَإِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ بَطْنَهُ لَرِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، ثُمَّ قَالَتْ أَسْمَاءُ ثُمَّ مَسَحَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَسَمَّاهُ عَبْـدَ اللّٰهِ ، ثُمَّ جَاءَ وَهُوَ ابْنُ سَبْعَ سِنِيْنَ أَوْ ثَـمَـانٍ لِيُبَايِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَرَهُ بِذٰلِكَ الـزُّبَيْـرُ ، فَتَبَسَّـمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ رَآهُ مُقْبِلاً إِلَيْهِ ثُمَّ بَايَعَهُ . (رواه مسلم: ٢١٤٦)

٨٨٥٦۔''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ حاملہ تھیں۔ جب انہوں نے ہجرت کی۔ وہ محلّہ قبا میں آئیں اور عبداللہ قبا میں پیدا ہوئے۔ جب بچہ پیدا ہوا تو نبی ﷺ کی خدمت میں لائیں، تاکہ آپ اس کو گھٹی دیں۔ آپ ﷺ نے بچہ اٹھایا اور اپنی گود میں رکھا۔ تھوڑی دیر میں ہم نے کھجور تلاش کی۔ آپ نے وہ چبا کر بچے کے منہ میں ڈال دی۔ تو پہلی غذا جو اس بچے کے پیٹ میں گئی وہ نبی ﷺ کا تھوک تھا۔ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: آپ ﷺ نے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اُس کے لیے دعا کی اور اُس کا نام عبداللہ رکھا۔ پھر یہ بچہ آپ کی خدمت میں سات یا آٹھ سال کی عمر میں آپ سے بیعت کرنے کے لیے گیا۔ زبیر نے اُس کو حکم دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کو اپنی طرف آتے دیکھ کر مسکرا دیے اور اس سے بیعت کر لی۔'' (الشیخان)

مناقب بلال بن رباح وأبی بن كعب وأبی طلحة الأنصاری والمقداد بن عمرو وأبی قتادة الأنصاری رضی اللہ عنہم

مناقب بلال بن رباح رضی اللہ عنہ، اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ، ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ، مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ اور ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ

٨٨٥٧ـــــ عَـنْ أَبِـي هُـرَيْـرَةَ قَـالَ: قَـالَ

٨٨٥٧۔''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ صبح کی نماز کے بعد

(٨٨٥٧) مسلم: ٢٤٥٨۔ بخاری: ١١٤٩۔ احمد: ٨١٩٨.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِبِلاَلٍ عِنْدَ صَلاَةِ الْغَدَاةِ: يَا بِلاَلُ! حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ عِنْدَكَ فِي الإِسْلاَمِ مَنْفَعَةً، فَإِنِّي سَمِعْتُ اللَّيْلَةَ خَشْفَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ، قَالَ بِلاَلٌ: مَا عَمِلْتُ عَمَلاً فِي الإِسْلاَمِ أَرْجَى عِنْدِي مَنْفَعَةً مِنْ أَنِّي لاَ أَتَطَهَّرُ طُهُوْرًا تَامًّا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ وَلاَ نَهَارٍ إِلاَّ صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لِي أَنْ أُصَلِّيَ. (رواه مسلم: ٢٤٥٨)

نبی ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تو اپنا اسلام میں کوئی ایسا منفعت بخش عمل جو امید کا ذریعہ ہو بیان کر۔ میں نے تیرے جوتوں کی آہٹ آج رات جنت میں اپنے سامنے سنی ہے۔ تو بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: اسلام میں قابل امید اور مفید عمل میرا یہی ہے کہ میں جس وقت بھی مکمل طہارت کرتا ہوں خواہ رات ہو یا دن تو اس طہارت کے ساتھ جو میرے لیے اللہ نے مقدر کی ہے نماز پڑھتا ہوں۔'' (الشیخان)

٨٨٥٨۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما، قَالَ: كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ: أَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا، يَعْنِيْ بِلاَلاً.

٨٨٥٨۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سید (سردار) ہیں اور انہوں نے ہمارے سید (سردار) بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کرایا تھا۔'' (البخاری)

٨٨٥٩۔ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ شَاعِرًا مَدَحَ بِلاَلَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ بِلاَلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ خَيْرُ بِلاَلٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: كَذَبْتَ لاَ بَلْ بِلاَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ بِلاَلٍ. (رواه ابن ماجة: ١٥٢)

٨٨٥٩۔ '' سالم بن عبداللہ کہتے ہیں: ایک شاعر نے بلال بن عبداللہ کی مدح کی۔ بلال بن عبداللہ سب سے بہتر بلال ہے۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: تو نے جھوٹ کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا بلال سب سے بہتر ہے۔''

شرح: ......سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کی والدہ کا اسم گرامی حمامہ تھا۔ یہ بنو جمح میں سے تھیں۔ یہ حبشی تھے۔ ١٨ھ میں شام میں وفات پائی۔

ان کے القاب اور ان کا جنتی ہونا ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ یہ ان کی ایمان اور توحید پر عزیمت سے ڈٹ جانے کا صلہ ہے۔ فرش زمیں پر چلتے ہیں اور جنت بریں تک پاؤں کی آہٹ آرہی ہے۔ (فتح الباری: ٧/ ٩٩)

٨٨٦٠۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأُبَيٍّ: إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾

٨٨٦٠۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تیرے سامنے سورت لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کی تلاوت

(٨٨٥٩) ابن ماجه: ١٥٢.

(٨٨٦٠) بخاری: ٣٨٠٩۔ مسلم: ٧٩٩۔ ترمذی: ٣٧٩٢۔ احمد: ١٣٤٧٢.

قَالَ: وَسَمَّانِي؟ قَالَ: نَعَمْ، فَبَكَى. (رواه البخاري: ٣٨٠٩)

کروں۔ انہوں نے کہا: کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ فرمایا: ہاں، تو ابی رونے لگے۔'' (الشیخین، الترمذی)

شــرح: ......ابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار انصاری خزرجی، ابومنذر کنیت تھی۔ انصار میں سے یہ پہلے اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ عقبہ کی بیعت، بدر اور ان کے بعد والے معرکوں میں شریک رہے ہیں۔ ۳۰ھ میں وفات پائی۔

ایک روایت میں ہے نبی ﷺ نے ان کے سامنے یہ سورت تلاوت کی تھی۔ اس سورت کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ اس میں توحید، رسالت، اخلاص، صحائف اور انبیائے کرام علیہم السلام پر نازل شدہ کتابوں کا ذکر ہے۔ نماز، زکاۃ، آخرت اور اہل جنت اور اہل دوزخ کا نہایت ہی اختصار سے بیان ہے۔

اور سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ خشوع اور مسرت سے آبدیدہ ہو گئے کہ میں کتنا زیادہ خوش قسمت ہوں کہ عرش والا فرشتوں کے روبرو میرا نام ونسب بول کر سورت پڑھنے کا کہہ رہا ہے۔ اس سے تواضع کا درس بھی ملتا ہے کہ اپنے سے کم تر سے بھی علم حاصل کرنے میں عار محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ (فتح الباری: ۷/ ۱۲۷)

٨٨٦١ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي مَجْهُوْدٌ، فَأَرْسَلَ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ، فَقَالَتْ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا عِنْدِي إِلَّا مَاءٌ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى أُخْرَى، فَقَالَتْ: مِثْلَ ذٰلِكَ حَتَّى قُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا عِنْدِي إِلَّا مَاءٌ، فَقَالَ: مَنْ يُضِيفُ هٰذَا اللَّيْلَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ: أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى رَحْلِهِ، فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ؟ قَالَتْ: لَاإِلَّا قُوْتُ صِبْيَانِي، قَالَ: فَعَلِّلِيْهِمْ بِشَيْءٍ، فَإِذَا دَخَلَ ضَيْفُنَا فَأَطْفِئِ السِّرَاجَ وَأُرِيهِ أَنَّا نَأْكُلُ فَإِذَا أَهْوَى لِيَأْكُلَ

۸۸۶۱۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: میں بھوکا ہوں، آپ ﷺ نے اپنی بیوی کی طرف پیغام بھیجا۔ انہوں نے جواب دیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنایا میرے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں۔ پھر آپ نے دوسری بیوی کی طرف قاصد روانہ کیا، تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو پہلی نے دیا تھا، حتیٰ کہ تمام ازواج نے یہی جواب دیا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنایا! ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا: اس شخص کی ضیافت کون کرے گا، اللہ اس پر رحم فرمائے۔ ایک انصاری صحابی کھڑے ہو کر کہنے لگے: میں اس کی ضیافت کروں گا، اے اللہ کے رسول! پھر وہ مہمان کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ وہ کہنے لگی:

(٨٨٦١) مسلم: ٢٠٥٤ـ بخاري: ٣٧٩٨ـ ترمذي: ٣٣٠٤.

فَقُوْمِي إِلَى السِّرَاجِ حَتَّى تُطْفِئِيْهِ، قَالَ: فَقَعَدُوْا وَأَكَلَ الضَّيْفُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: قَدْ عَجَبَ اللّٰهُ مِنْ صَنِيْعِكُمَا بِضَيْفِكُمَا اللَّيْلَةَ. (رواه مسلم: ٢٠٥٤)

نہیں، ہاں البتہ بچوں کے کھانے کے لیے کچھ ہے۔ انہوں نے کہا: جب ہمارے مہمان آئیں تو چراغ بجھا دینا اور انہیں یہ ظاہر کرنا کہ ہم کھا رہے ہیں۔ جب وہ کھانے کے لیے آئے تو چراغ درست کرنے کے لیے کھڑا ہونا اور اسے بجھا دینا۔ چنانچہ وہ بیٹھے اور مہمان نے کھانا کھایا۔ جب صبح ہوئی تو وہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: تم نے رات اپنے مہمان کے ساتھ جو کیا اللہ اس سے بہت خوش ہوا۔ تو انہیں کسی شے کے ساتھ بہلا۔"

٨٨٦٢۔ وَفِي رِوَايَةٍ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوْقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾. (رواه البخاري: ٣٧٩٨)

٨٨٦٢۔ "ایک روایت میں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "وہ اپنی جان پر ترجیح دیتے ہیں خواہ انہیں خود بھوک ہو۔"

شرح: ......ابوطلحہ کنیت ہے۔ زید بن سہل بن اود بن حرام انصاری خزرجی بخاری نام ہے۔ یہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے شوہر نامدار ہیں، اور یہ کارنامہ انہی کا ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہنسنے کی صفت اللہ تعالیٰ میں موجود ہے جس طرح اس کی ذات بے مثال ہے۔ اسی طرح اس کی صفت بے مثال ہے۔

اس سے ایک یہ مسئلہ بھی حل ہوتا ہے کہ باپ اپنے چھوٹے بیٹے کو بھوک کی تکلیف دے سکتا ہے اگر مصلحت دینی تقاضا کرے۔ (فتح الباری: ۷/۱۲۰)

٨٨٦٣۔ عَنِ الْمِقْدَادِ قَالَ: أَقْبَلْتُ أَنَا وَصَاحِبَانِ لِي وَقَدْ ذَهَبَتْ أَسْمَاعُنَا وَأَبْصَارُنَا مِنَ الْجَهْدِ فَجَعَلْنَا نَعْرِضُ أَنْفُسَنَا عَلَى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ يَقْبَلُنَا، فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ، فَانْطَلَقَ بِنَا إِلَى أَهْلِهِ فَإِذَا ثَلَاثَةُ أَعْنُزٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: احْتَلِبُوْا هٰذَا اللَّبَنَ بَيْنَنَا. قَالَ:

٨٨٦٣۔ "سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اور میرے دو ساتھی آئے۔ بھوک کی وجہ سے ہمارے کان اور آنکھیں متاثر ہو چکی تھیں۔ ہم نے اپنے آپ کو صحابہ پر پیش کیا۔ ہمیں کوئی قبول نہیں کرتا تھا۔ پھر ہم نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ وہاں تین بکریاں تھیں۔ فرمایا: ان کا دودھ ہمارے درمیان تقسیم ہوا کرے گا۔ پس ہم بکریاں دوھ کر اپنا اپنا حصہ پیتے اور آپ ﷺ کا حصہ رکھ

(٨٨٦٢) بخاری: ٣٧٩٨۔ مسلم: ٢٠٥٤۔ ترمذی: ٣٣٠٤.

(٨٨٦٣) مسلم: ٢٠٥٥۔ ترمذی: ٢٧١٩۔ احمد: ٢٢٣٠٠.

فَكُنَّا نَحْتَلِبُ فَيَشْرَبُ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنَّا نَصِيْبَهُ وَنَرْفَعُ لِلنَّبِيِّ ﷺ نَصِيْبَهُ، قَالَ: فَيَجِيْءُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا لَا يُوْقِظُ نَائِمًا وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ، قَالَ: ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي ثُمَّ يَأْتِي شَرَابَهُ فَيَشْرَبُ، فَأَتَانِي الشَّيْطَانُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَقَدْ شَرِبْتُ نَصِيْبِي، فَقَالَ: مُحَمَّدٌ يَأْتِي الْأَنْصَارَ فَيُتْحِفُوْنَهُ وَيُصِيْبُ عِنْدَهُمْ مَا بِهِ حَاجَةٌ إِلَى هٰذِهِ الْجُرْعَةِ، فَأَتَيْتُهَا فَشَرِبْتُهَا، فَلَمَّا أَنْ وَغَلَتْ فِي بَطْنِي وَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَيْسَ إِلَيْهَا سَبِيْلٌ، قَالَ: نَدَّمَنِي الشَّيْطَانُ، فَقَالَ: وَيْحَكَ مَا صَنَعْتَ، أَشَرِبْتَ شَرَابَ مُحَمَّدٍ فَيَجِيْءُ فَلَا يَجِدُهُ فَيَدْعُوْ عَلَيْكَ فَتَهْلِكُ فَتَذْهَبُ دُنْيَاكَ وَآخِرَتُكَ، وَعَلَيَّ شَمْلَةٌ إِذَا وَضَعْتُهَا عَلَى قَدَمَيَّ خَرَجَ رَأْسِي وَإِذَا وَضَعْتُهَا عَلَى رَأْسِي خَرَجَ قَدَمَايَ وَجَعَلَ لَا يَجِيْئُنِي النَّوْمُ، وَأَمَّا صَاحِبَايَ فَنَامَا وَلَمْ يَصْنَعَا مَا صَنَعْتُ، قَالَ: فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَسَلَّمَ كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى ثُمَّ أَتَى شَرَابَهُ فَكَشَفَ عَنْهُ فَلَمْ يَجِدْ فِيْهِ شَيْئًا فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَقُلْتُ: الْآنَ يَدْعُوْ عَلَيَّ فَأَهْلِكُ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي وَأَسْقِ مَنْ أَسْقَانِي، قَالَ: فَعَمَدْتُ إِلَى الشَّمْلَةِ فَشَدَدْتُهَا عَلَيَّ وَأَخَذْتُ الشَّفْرَةَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْأَعْنُزِ أَيُّهَا أَسْمَنُ فَأَذْبَحُهَا

چھوڑتے تھے۔ آپ رات کے وقت آتے تو اس طرح سلام کرتے کہ سویا آدمی بیدار نہ ہوتا اور اور بیدار کو سنا دیتے۔ پھر مصلے پر چلے جاتے اور نماز پڑھتے۔ پھر آ کر اپنا دودھ پیتے۔ ایک دن جب میں اپنا حصہ پی چکا تو شیطان نے مجھ سے کہا: محمد ﷺ انصار کے پاس جاتے ہیں۔ وہ آپ کو تحفہ دیتے ہیں اور جتنی ضرورت ہوتی ہے وہ انصار کے پاس کھا پی لیتے ہیں۔ انہیں اس تھوڑے سے دودھ کی کیا ضرورت ہے۔ پس میں نے اُٹھ کر وہ پی لیا۔ جب وہ میرے پیٹ میں پہنچ گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میرے لیے یہ جائز نہ تھا۔ اب شیطان نے مجھے پشیمان کرنا شروع کیا اور کہا کہ تیرے لیے افسوس تو نے کیا کیا۔ کیا تو نے محمد ﷺ کا مشروب پی لیا ہے۔ جب وہ آئیں گے۔ دودھ نہ ہوگا تو تجھے بد دعا دیں گے تو تو ہلاک ہوجائے گا۔ تیری دنیا اور آخرت تباہ ہوگئی ہے۔ میرے اوپر چادر تھی۔ اس کو میں اپنے پاؤں پر ڈالتا تو سر ننگا ہو جاتا اور سر پر ڈالتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور مجھے نیند نہیں پڑتی تھی۔ میرے دونوں ساتھی بےفکری سے سو گئے تھے۔ انہوں نے وہ کچھ نہیں کیا تھا جو میں نے کیا تھا۔ پس نبی ﷺ آ گئے۔ جیسا کیا کرتے تھے۔ آپ نے سلام کیا۔

پھر نماز کی جگہ آئے۔ نماز پڑھی۔ اور برتن کے پاس آئے۔ اس میں دیکھا تو کچھ نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے آسمان کی طرف سر اُٹھایا۔ تو میں نے کہا: اب مجھے بد دعا دیں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: یا اللہ! اس کو کھلا جو مجھے کھلاتا ہے اور اس کو پلا جو مجھے پلاتا ہے۔ تو میں نے اُٹھ کر اپنی چادر اپنے اوپر لپیٹی اور چھری لے کر بکریوں کے پاس گیا کہ دیکھوں کون سی زیادہ موٹی ہے، اچانک دیکھا تو

لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا هِيَ حَافِلَةٌ وَإِذَا هُنَّ حُفَّلٌ كُلُّهُنَّ فَعَمَدْتُ إِلَى إِنَاءٍ لآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَاكَانُوْا يَطْمَعُوْنَ أَنْ يَحْتَلِبُوْا فِيْهِ، قَالَ: فَحَلَبْتُ فِيْهِ حَتَّى عَلَتْهُ رَغْوَةٌ فَجِئْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: أَشَرِبْتُمْ شَرَابَكُمْ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اشْرَبْ فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَنِي فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اشْرَبْ فَشَرِبَ، ثُمَّ نَاوَلَنِي فَلَمَّا عَرَفْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ رَوِيَ وَأَصَبْتُ دَعْوَتَهُ ضَحِكْتُ حَتَّى أَلْقَيْتُ إِلَى الأَرْضِ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِحْدَى سَوْآتِكَ يَا مِقْدَادُ! فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَانَ مِنْ أَمْرِي كَذَا وَكَذَا وَفَعَلْتُ كَذَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَا هٰذِهِ إِلَّا رَحْمَةٌ مِنَ اللّٰهِ أَفَلَاكُنْتَ آذَنْتَنِي فَنُوْقِظَ صَاحِبَيْنَا فَيُصِيْبَانِ مِنْهَا، قَالَ: فَقُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا أُبَالِي إِذَا أَصَبْتَهَا وَأَصَبْتُهَا مَعَكَ مَنْ أَصَابَهَا مِنَ النَّاسِ. (رواه مسلم: ٢٠٥٥)

وہ سب دودھ سے بھری ہوئی تھیں تو میں نے آل محمد ﷺ کا ایسا برتن لیا جس میں انہوں نے کبھی دودھ نہ دوہا تھا۔ میں نے دودھ دوہا تو جھاگ برتن کے اوپر آ گیا۔ پس آپ نے فرمایا: کیا تم نے رات کا مشروب پی لیا ہے۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ پی لیں۔ چنانچہ آپ نے پی کر مجھے دیا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ مزید پیئں تو آپ نے پیا اور پھر مجھے دیا اور میں جان گیا کہ آپ سیر ہو چکے ہیں اور اب مجھے وہ دعا بھی ملے گی۔ میں خوشی سے اتنا ہنسا کہ زمین پر لوٹ پوٹ ہو گیا۔ فرمایا: اے مقداد! یہ تیری بری عادت ہے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! ایسا ایسا واقعہ پیش آیا ہے اور میں نے یہ یہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: پھر یہ تو اللہ کی رحمت میں سے ہے۔ تو مجھے پہلے بتاتا تو ہم تیرے دونوں رفقا کو بیدار کرتے اور وہ بھی ہمارے ساتھ دودھ پیتے۔ میں نے کہا: قسم اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! جب مجھے آپ کے ساتھ یہ رحمت پہنچی تو مجھے کوئی پروا نہیں کہ لوگوں میں سے کسی کو پہنچی یا نہیں۔''

٨٨٦٤ـ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ لَهُ فَعَطِشُوْا فَانْطَلَقَ سَرْعَانُ النَّاسِ فَلَزِمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، فَقَالَ: حَفِظَكَ اللّٰهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهِ نَبِيَّهُ. (رواه أبو داود: ٥٢٢٨)

٨٨٦٤۔ ''سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے۔ لوگوں کو پیاس لگی تو لوگ تیزی سے آگے نکل گئے اور میں اس رات آپ کے ساتھ رہا۔ پس آپ نے دعا کی: ''اللہ تیری حفاظت کرے جیسے تو نے اللہ کے نبی کی حفاظت کی ہے۔'' (مسلم، ابوداؤد)

شرح:...... ان میں سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہما کا شرف وفضل حد درجہ نمایاں ہوتا ہے۔

(٨٨٦٤) بخاری: ٥٩٥ـ مسلم: ٦٨١ـ ترمذی: ١٧٧ـ نسائی: ٦١٧ـ ابن ماجه: ٦٩٨ـ احمد: ٢٢١٠٥.

مناقب سلمان وأبي موسى وعبد الله بن سلام وابنه يوسف وجرير وجابر بن عبد الله وأبيه وأنس والبراء ابني مَالكٍ رضي الله عنهم

سیدنا سلمان، سیدنا ابوموسیٰ، سیدنا عبداللہ بن سلام، ان کے بیٹے یوسف، سیدنا جریر سیدنا جابر بن عبداللہ اور ان کے والد عبداللہ، سیدنا انس اور براء بن مالک رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان

٨٨٦٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: تَلاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْماً هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿وَإِنَّ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لاَ يَكُوْنُوْا أَمْثَالَكُمْ﴾ قَالُوْا: وَمَنْ يُسْتَبْدَلْ بِنَا؟ قَالَ: فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى مِنْكَبِ سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ: ((هٰذَا وَقَوْمُهُ هٰذَا وَقَوْمُهُ)). (رواه الترمذي: ٣٢٦٠)

٨٨٦٥۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔ ''اگر انہوں نے منہ پھیرا تو اللہ تعالیٰ ان کی بجائے ایسی قوم تبدیل کرے گا جو ان جیسے نہ ہوں گے۔'' تو صحابہ نے عرض کیا: کس قسم کی قوم کو ہمارے ساتھ تبدیل کیا جائے گا؟ نبی ﷺ نے سلمان رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا پھر فرمایا: ''یہ اور اس کی قوم۔'' (ترمذی)

٨٨٦٦ـ وَفِي رِوَايَةٍ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْكَانَ الإِيْمَانُ مَنُوْطاً بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِنْ فَارِسَ. (رواه الترمذي: ٣٢٦١)

٨٨٦٦۔ ''ایک روایت میں اس طرح ہے: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ایمان ثریا ستارے کے ساتھ معلق ہوتو فارس کے آدمی وہاں سے بھی اسے حاصل کر لیتے۔''

٨٨٦٧ـ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَلْمَانَ رضي الله عنه يَقُوْلُ: أَنَا مِنْ رَامَ هُرْمَزْ. (رواه البخاري: ٣٩٤٧)

٨٨٦٧۔ ''ابوعثمان کہتے ہیں، میں نے سلمان رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا: میں رام ہرمز سے ہوں۔''

٨٨٦٨ـ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِي، أَنَّهُ تَدَاوَلَهُ بِضْعَةَ عَشَرَ مِنْ رَبٍّ إِلٰى رَبٍّ.

٨٨٦٨۔ ''سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ دس سے زیادہ مالکوں کے ہاتھوں بکتے ہوئے آئے ہیں۔''

٨٨٦٩ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ حَدِيْثَهُ مِنْ فِيْهِ

٨٨٦٩۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنا واقعہ اپنی زبانی یوں

(٨٨٦٥) ترمذی: ٣٢٦٠۔ صحیح (البانی): ٢٥٩٨۔ بخاری: ٤٨٩٨۔ مسلم: ٢٥٤٦۔ احمد: ٩١٣٤.

(٨٨٦٦) ترمذی: ٣٢٦١۔ صحح (البانی): ٢٥٩٩۔ بخاری: ٤٨٩٨۔ مسلم: ٢٥٤٦۔ احمد: ٩١٣٤.

(٨٨٦٩) احمد؛ ٢٣٢٢٥۔ طبرانی کبیر، بزار، باسانید واسناد الرواية الاولیٰ عند احمد والطبرانی رجالها رجال الصحيح غير محمد بن اسحق وقد صدح بالسماع ورجال الرواية الثانية انفردبها احمد ورجالها رجال الصحيح غير عمر و بن ابی قرة الكندی وهو ثقة ورواه البزار و هيثمی: ١٥٨٣٣.

قَالَ: كُنْتُ رَجُلاً فَارِسِيًّا مِنْ أَهْلِ أَصْبَهَانَ مِنْ أَهْلِ قَرْيَةٍ مِنْهَا يُقَالُ لَهَا جَيٌّ وَكَانَ أَبِي دِهْقَانَ قَرْيَتِهِ وَكُنْتُ أَحَبَّ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حُبُّهُ إِيَّايَ حَتَّى حَبَسَنِي فِي بَيْتِهِ أَيْ مُلَازِمَ النَّارِ كَمَا تُحْبَسُ الْجَارِيَةُ وَأَجْهَدْتُ فِي الْمَجُوْسِيَّةِ حَتَّى كُنْتُ قَطَنَ النَّارِ الَّذِي يُوْقِدُهَا لَا يَتْرُكُهَا تَخْبُوْ سَاعَةً. قَالَ: وَكَانَتْ لِأَبِي ضَيْعَةٌ عَظِيْمَةٌ قَالَ فَشَغَلَ فِي بُنْيَانٍ لَهُ يَوْمًا فَقَالَ لِي: يَا بُنَيَّ! إِنِّي قَدْ شَغَلْتُ فِي بُنْيَانٍ هٰذَا الْيَوْمِ عَنْ ضَيْعَتِي فَاذْهَبْ فَاطَّلِعْهَا وَأَمَرَنِي فِيْهَا بِبَعْضِ مَا يُرِيْدُ، فَخَرَجْتُ أُرِيْدُ ضَيْعَتَهُ فَمَرَرْتُ بِكَنِيْسَةٍ مِنْ كَنَائِسِ النَّصَارَى فَسَمِعْتُ أَصْوَاتَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَكُنْتُ لَا أَدْرِي مَا أَمْرُ النَّاسِ لِحَبْسِ أَبِي إِيَّايَ فِي بَيْتِهِ فَلَمَّا مَرَرْتُ بِهِمْ وَسَمِعْتُ أَصْوَاتَهُمْ دَخَلْتُ عَلَيْهِمْ أَنْظُرُ مَا يَصْنَعُوْنَ، قَالَ: فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ أَعْجَبَنِي صَلَاتُهُمْ وَرَغِبْتُ فِي أَمْرِهِمْ وَقُلْتُ: هٰذَا وَاللّٰهِ! خَيْرٌ مِنَ الدِّيْنِ الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ، فَوَاللّٰهِ! مَا تَرَكْتُهُمْ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَرَكْتُ ضَيْعَةَ أَبِي وَلَمْ آتِهَا، فَقُلْتُ لَهُمْ: أَيْنَ أَصْلُ هٰذَا الدِّيْنِ؟ قَالُوْا: بِالشَّامِ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى أَبِي وَقَدْ بَعَثَ فِي طَلَبِي وَشَغَلْتُهُ عَنْ عَمَلِهِ كُلِّهِ، قَالَ: فَلَمَّا جِئْتُهُ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ

بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں اصبہان والوں میں سے ایک فارسی باشندہ تھا، میرا تعلق ان کی ایک جیّ نامی بستی سے تھا، میرے باپ اپنی بستی کے بہت بڑے کسان تھے اور میں اپنے باپ کے ہاں اللہ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب تھا۔

میرے ساتھ ان کی محبت قائم رہی حتیٰ کہ انھوں نے مجھے گھر میں آگ کے پاس ہمیشہ رہنے والے کی حیثیت سے پابند کردیا، جیسے لڑکی کو پابند کردیا جاتا ہے۔ میں نے مجوسیت میں بڑی جد وجہد سے کام لیا، حتی کہ میں آگ کا ایسا خادم و مصاحب بنا کہ ہر وقت اس کو جلاتا رہتا تھا اور ایک لمحہ کے لیے اسے بجھنے نہ دیتا تھا۔ میرے باپ کی ایک بڑی عظیم جائداد تھی، انھوں نے ایک دن ایک عمارت کے سلسلہ میں مصروف ہونے کی وجہ سے مجھے کہا: بیٹا! میں تو آج اس عمارت میں مشغول ہو گیا ہوں اس لیے تم چلے جاؤ اور ذرا دیکھ کر آؤ۔ انھوں نے اس کے بارے میں مزید چند احکام بھی صادر کئے تھے۔ پس میں اس جاگیر کے لیے نکل پڑا، میرا گزر عیسائیوں کے ایک گرجا گھر کے پاس سے ہوا، میں نے ان کی آوازیں سنیں۔ وہ نماز ادا کر رہے تھے۔ مجھے یہ علم نہ ہو سکا تھا کہ عوام الناس کا کیا معاملہ ہے کہ میرے باپ نے مجھے اپنے گھر میں پابند کر رکھا ہے۔ بہرحال جب میں ان کے پاس سے گزرا اور ان کی آوازیں سنیں تو میں ان کے پاس چلا گیا اور ان کی نقل وحرکت دیکھنے لگ گیا۔ جب میں نے ان کو دیکھا تو مجھے ان کی نماز پسند آئی اور میں ان کے دین کی طرف راغب ہوا اور میں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ دین اُس (مجوسیت) سے بہتر ہے جس پر ہم کاربند ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا: اس دین کی بنیاد کہاں ہے؟ انھوں نے کہا: شام میں۔ پھر میں اپنے باپ کی طرف

أَيْنَ كُنْتَ؟ أَلَمْ أَكُنْ عَهِدْتُ إِلَيْكَ مَا عَهِدْتُ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَتِ مَرَرْتُ بِنَاسٍ يُصَلُّوْنَ فِي كَنِيْسَةٍ لَهُمْ فَأَعْجَبَنِي مَا رَأَيْتُ مِنْ دِيْنِهِمْ فَوَاللّٰهِ! مَازِلْتُ عِنْدَهُمْ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، قَالَ: أَيْ بَنِيَّ لَيْسَ فِي ذٰلِكَ الدِّيْنِ خَيْرٌ، دِيْنُكَ وَدِيْنُ آبَائِكَ خَيْرٌ مِنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: كَلَّا وَاللّٰهِ! إِنَّهُ خَيْرٌ مِنْ دِيْنِنَا، قَالَ: فَخَافَنِي فَجَعَلَ فِي رِجْلَيَّ قَيْدًا ثُمَّ حَبَسَنِي فِي بَيْتِهِ قَالَ: وَبَعَثْتُ إِلَيَّ النَّصَارٰى فَقُلْتُ لَهُمْ: إِذَا قَدِمَ عَلَيْهِمْ رَكْبٌ مِنَ الشَّامِ تُجَّارٌ مِنَ النَّصَارٰى فَأَخْبِرُوْنِي بِهِمْ قَالَ: فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ رَكْبٌ مِنَ الشَّامِ تُجَّارٌ مِنَ النَّصَارٰى، قَالَ: فَأَخْبَرُوْنِي بِهِمْ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُمْ: إِذَا قَضَوْا حَوَائِجَهُمْ وَأَرَادُوْا الرَّجْعَةَ إِلَى بِلَادِهِمْ فَآذِنُوْنِي بِهِمْ قَالَ: فَلَمَّا أَرَادُوْا الرَّجْعَةَ إِلَى بِلَادِهِمْ أَخْبَرُوْنِي بِهِمْ فَأَلْقَيْتُ الْحَدِيْدَ مِنْ رِجْلَيَّ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتَّى قَدِمْتُ الشَّامَ، فَلَمَّا قَدِمْتُهَا قُلْتُ: مَنْ أَفْضَلُ أَهْلِ هٰذَا الدِّيْنِ؟ قَالُوْا: الأَسْقُفُّ فِي الْكَنِيْسَةِ، قَالَ: فَجِئْتُهُ فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ رَغِبْتُ فِي هٰذَا الدِّيْنِ وَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُوْنَ مَعَكَ أَخْدُمُكَ فِي كَنِيْسَتِكَ وَأَتَعَلَّمُ مِنْكَ وَأُصَلِّي مَعَكَ، قَالَ: فَادْخُلْ فَدَخَلْتُ مَعَهُ، قَالَ: فَكَانَ رَجُلَ سُوْءٍ يَأْمُرُهُمْ بِالصَّدَقَةِ وَيُرَغِّبُهُمْ فِيْهَا

واپس آ گیا، انھوں نے مجھے بلانے کے لیے کچھ لوگوں کو بھی میرے پیچھے بھیج دیا تھا۔ میں اِس مصروفیت کی وجہ سے ان کے مکمل کام کی طرف کوئی توجہ نہ دھر سکا۔ جب میں ان کے پاس آیا تو انھوں نے پوچھا: بیٹا! آپ کہاں تھے؟ کیا میں نے ایک ذمہ داری آپ کے سپرد نہیں کی تھی؟ میں نے کہا: ابا جان! میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا، وہ گرجا گھر میں نماز پڑھ رہے تھے، مجھے ان کی کاروائی بڑی پسند آئی۔ اللہ کی قسم! میں ان کے پاس ہی رہا، حتی کہ سورج غروب ہو گیا۔ میرے باپ نے کہا: بیٹا! اس دین میں کوئی خیر نہیں ہے، تمہارا اور تمہارے آباء کا دین اس سے بہتر ہے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، وہ دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔ میرے باپ کو میرے بارے میں خطرہ لاحق ہوا اور انھوں نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر مجھے گھر میں پابند کر دیا۔ میں نے عیسائیوں کی طرف پیغام بھیجا کہ جب شام سے تاجروں کا عیسائی قافلہ آئے تو مجھے خبر دینا۔ جب شام سے عیسائیوں کا تجارتی قافلہ پہنچا تو انھوں نے مجھے اس کی اطلاع دی۔ میں نے ان سے کہا: جب لوگ اپنی ضروریات پوری کر کے اپنے ملک کی طرف واپس لوٹنا چاہیں تو مجھے بتلا دینا۔ سو جب انھوں نے واپس جانا چاہا تو انھوں نے مجھے اطلاع دے دی۔ میں نے اپنے پاؤں سے بیڑیاں اتار پھینکیں اور ان کے ساتھ نکل پڑا اور شام پہنچ گیا۔ جب میں شام پہنچا تو پوچھا: وہ کون سی شخصیت ہے جو اس دین والوں میں افضل ہے؟ انھوں نے کہا: فلاں گرجا گھر میں ایک پادری ہے۔ میں اس کے پاس گیا اور میں نے کہا: میں اِس دینِ (نصرانیت) کی طرف راغب ہوا ہوں، اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس رہوں اور گرجا گھر میں آپ کی خدمت

فَإِذَا جَمَعُوْا إِلَيْهِ مِنْهَا أَشْيَاءَ اكْتَنَزَهُ لِنَفْسِهِ وَلَمْ يُعْطِهِ الْمَسَاكِيْنَ حَتَّى جَمَعَ سَبْعَ قِلاَلٍ مِنْ ذَهَبٍ وَوَرِقٍ قَالَ وَأَبْغَضْتُهُ بُغْضًا شَدِيْدًا لِمَا رَأَيْتُهُ يَصْنَعُ ثُمَّ مَاتَ فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ النَّصَارَى لِيَدْفِنُوْهُ فَقُلْتُ لَهُمْ إِنَّ هٰذَا كَانَ رَجُلَ سُوْءٍ يَأْمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَيُرَغِّبُكُمْ فِيْهَا فَإِذَا جِئْتُمُوْهُ بِهَا اكْتَنَزَهَا لِنَفْسِهِ لَمْ يُعْطِ الْمَسَاكِيْنَ مِنْهَا شَيْئًا، قَالُوْا: وَمَا عِلْمُكَ بِذٰلِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: أَنَا أَدُلُّكُمْ عَلَى كَنْزِهِ، قَالُوْا: فَدُلَّنَا عَلَيْهِ قَالَ: فَأُرِيْتُهُمْ مَوْضِعَهُ، قَالَ: فَاسْتَخْرَجُوْا مِنْهُ سَبْعَ قِلاَلٍ مَمْلُوْءَةٍ ذَهَباً وَوَرِقاً، قَالَ: فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوْا: وَاللّٰهِ! لاَ نَدْفِنُهُ أَبَدًا، فَصَلَبُوْهُ ثُمَّ رَجَمُوْهُ بِالْحِجَارَةِ، ثُمَّ جَاءُوْا بِرَجُلٍ آخَرَ فَجَعَلُوْهُ بِمَكَانِهِ، قَالَ: يَقُوْلُ سَلْمَانُ: فَمَا رَأَيْتُ رَجُلاً لاَ يُصَلِّي الْخَمْسَ أَرَى أَنَّهُ أَفْضَلُ مِنْهُ أَزْهَدُ فِي الدُّنْيَا وَلاَ أَرْغَبَ فِي الآخِرَةِ وَلاَ أَدْأَبَ لَيْلاً وَنَهَارًا مِنْهُ قَالَ: فَأَحْبَبْتُهُ حُبًّا لَمْ أُحِبَّهُ مِنْ قَبْلِهِ وَأَقَمْتُ مَعَهُ زَمَاناً ثُمَّ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ فَقُلْتُ لَهُ يَا فُلاَنُ إِنِّي كُنْتُ مَعَكَ وَأَحْبَبْتُكَ حُبًّا لَمْ أُحِبُّهُ مِنْ قَبْلِكَ وَقَدْ حَضَرَكَ مَا تَرَى مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ فَإِلَى مَنْ تُوْصِي بِي وَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ وَاللّٰهِ! مَا أَعْلَمُ أَحَدًا الْيَوْمَ عَلَى مَا كُنْتُ عَلَيْهِ لَقَدْ هَلَكَ النَّاسُ وَبَدَّلُوْا

کروں اور آپ سے تعلیم حاصل کروں اور آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔ اس نے کہا: آ جاؤ۔ پس میں اس میں داخل ہو گیا۔ لیکن وہ بڑا برا آدمی تھا۔ وہ لوگوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیتا تھا اور ان کو ترغیب دلاتا تھا۔ جب وہ کئی اشیاء لے کر آتے، تو وہ اپنے لیے جمع کر لیتا تھا اور مساکین کو کچھ بھی نہیں دیتا تھا، حتی کہ اس کے پاس سونے اور چاندی کے سات مٹکے جمع ہو گئے۔ میں اس کے کرتوں کی بنا پر اس سے نفرت کرتا تھا۔ بالآخر وہ مر گیا، اسے دفن کرنے کے لیے عیسائی لوگ پہنچ گئے۔ میں نے ان سے کہا: یہ تو برا آدمی تھا، یہ تم لوگوں کو تو صدقہ کرنے کا حکم دیتا اور اس کی ترغیب دلاتا تھا، لیکن جب تم لوگ اس کے پاس صدقہ جمع کرواتے تھے تو یہ اسے اپنے لیے ذخیرہ کر لیتا تھا اور مساکین کو بالکل نہیں دیتا تھا۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا: تجھے کیسے علم ہوا؟ میں نے کہا: میں تمھیں اس کے خزانے کی خبر دے سکتا ہوں۔ انھوں نے کہا: ہمیں بتاؤ۔ پس میں نے ان کو اس کے خزانے کا مقام دکھایا۔ انھوں نے وہاں سے سونے اور چاندی کے بھرے ہوئے سات مٹکے نکالے۔ جب انھوں نے صدقے (کا یہ حشر) دیکھا تو کہنے لگے: اللہ کی قسم! ہم اس کو کبھی دفن نہیں کریں گے۔ سو انھوں نے اس کو سولی پر لٹکایا اور پھر پتھروں سے اس کو سنگسار کیا۔ بعد ازاں وہ اس کی جگہ پر ایک اور آدمی لے آئے۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جو لوگ پانچ نمازیں ادا کرتے تھے، میں نے اس کو ان میں افضل پایا۔ میں نے اسے دنیا سے سب سے زیادہ بے رغبت، آخرت کے معاملے میں سب سے زیادہ رغبت والا اور دن ہو یا رات عبادت کے معاملات کو تندہی سے ادا کرنے والا پایا۔ میں نے اس سے ایسی محبت کی کہ اس سے پہلے اس قسم کی محبت کسی سے

وَتَـرَكُـوْا أَكْثَـرَمَـا كَـانُوْا عَلَيْـهِ إِلَّا رَجُلاً بِـالْـمَـوْصِـلِ وَهُـوَ فُلاَنٌ فَهُوَعَلَى مَاكُنْتُ عَـلَيْـهِ فَـالْحَقْ بِهِ ، قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغِيْبَ لَـحِـقْتُ بِصَاحِبِ الْمَوْصِلِ ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا فُلاَنُ إِنَّ فُلاَنـاً أَوْصَانِي عِنْدَمَوْتِهِ أَنْ أَلْحَقَ بِكَ وَأَخْبَـرَنِـي أَنَّكَ عَلَى أَمْرِهِ ، قَالَ: فَقَالَ لِـي: أَقِـمْ عِـنْـدِي فَـأَقَـمْتُ عِنْدَهُ فَوَجَدْتُهُ خَيْـرَرَجُـلٍ عَـلَى أَمْرِصَاحِبِهِ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ مَـاتَ ، فَـلَـمَّـا حَـضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قُلْتُ لَهُ: يَا فُلاَنُ إِنَّ فُلاَنـاً أَوْصَـى بِـي إِلَيْكَ وَأَمَرَنِي بِـالـلُّـحُـوْقِ بِكَ وَقَـدْحَـضَرَكَ مِنَ اللّٰـهِ عَـزَّوَجَـلَّ مَـاتَرَى فَإِلَى مَنْ تُوْصِيْ بِي وَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: أَيْ بَنِيَّ وَاللّٰهِ! مَا أَعْلَمُ رَجُلاً عَـلَـى مِثْـلِ مَـا كُنَّا عَلَيْهِ إِلاَّ بِنَصِيْبِيْنَ وَهُوَ فُلاَنٌ فَـالْحَقْ بِهِ ، وَقَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغِيْبَ لَـحِـقْتُ بِصَاحِبِ نَصِيْبِيْنَ فَجِئْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِـخَبَـرِي وَمَا أَمَرَنِي بِهِ صَاحِبِيْ قَالَ: فَأَقِمْ عِـنْـدِي فَـأَقَـمْـتُ عِـنْـدَهُ فَوَجَدْتُـهُ عَلَى أَمْـرِصَـاحِبَيْهِ فَأَقَمْتُ مَعَ خَيْرِرَجُلٍ فَوَاللّٰهِ! مَـا لَبِـثَ أَنْ نَـزَلَ بِـهِ الْـمَوْتُ ، فَلَمَّـا حَـضَـرَقُلْتُ لَهُ: فُلاَنٌ إِنَّ فُلاَناً كَانَ أَوْصَى بِـي إِلَـى فُلاَنَ ثُـمَّ أَوْصَـى بِي فُلاَنٌ إِلَيْكَ فَـإِلَى مَنْ تُوْصِي بِي وَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: أَيْ بَـنِـيَّ وَالـلّٰهِ! مَا نَعْلَمُ أَحَدًا بَقِي عَلَى أَمْرِنَا آمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَهُ إِلاَّ رَجُلاً بِعَمُّوْرِيَّةَ فَإِنَّهُ بِمِثْلِ

نہیں کی تھی۔ میں اسی کے ساتھ کچھ زمانہ تک مقیم رہا۔ بالآخر اس کی وفات کا وقت قریب آ پہنچا۔ میں نے اسے کہا: او فلان! میں تیرے ساتھ رہا اور میں نے تجھ سے ایسی محبت کی کہ اس سے قبل اس قسم کی محبت کسی سے نہیں کی تھی۔ اب تیرے پاس اللہ تعالیٰ کا حکمِ موت آ پہنچا ہے، تو خود بھی محسوس کر رہا ہے۔ اب تو مجھے کس کے پاس جانے کی نصیحت کرے گا؟ اور مجھے کیا حکم دے گا؟ اس نے کہا: میرے بیٹے! اللہ کی قسم! میں جس دین پر پابند تھا، میرے علم کے مطابق کوئی بھی اس دین کا پیروکار نہیں ہے۔ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں اور تبدیل ہو گئے ہیں اور جس شریعت کو اپنا رکھا تھا اس کے اکثر امور کو ترک کر دیا ہے۔ ہاں فلاں ایک آدمی موصل میں ہے۔ وہ اسی دین پر کاربند ہے، پس تو اس کے پاس چلے جانا۔ جب وہ فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں موصل والے آدمی کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے اسے کہا: اے فلاں! فلاں آدمی نے موت کے وقت مجھے وصیت کی تھی کہ میں تجھ سے آ ملوں۔ اس نے مجھے بتلایا تھا کہ تم بھی اس کے دین پر کاربند ہو۔ اس نے مجھے کہا: ٹھیک ہے تم میرے پاس ٹھہر سکتے ہو۔ پس میں نے اس کے پاس اقامت اختیار کی، میں نے اسے بہترین آدمی پایا جو اپنے ساتھی کے دین پر برقرار تھا۔ (کچھ عرصے کے بعد اس پر بھی) فوت ہونے کے آثار دکھائی دینے لگے۔ جب اس پر وفات کی گھڑی آ پہنچی تو میں نے کہا: او فلاں! فلاں نے تو مجھے تیرے بارے میں وصیت کی تھی اور مجھے حکم دیا تھا کہ تیری صحبت میں رہوں۔ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ تجھ پر نازل ہونے والا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے۔ اب تو مجھے کیا وصیت کرے گا اور کیا حکم دے گا کہ میں کس کے پاس جاؤں؟ اس نے کہا: بیٹا! اللہ

مَا نَحْنُ عَلَيْهِ فَإِنْ أَحْبَبْتَ فَأْتِهِ قَالَ: فَأَتَّهُ
عَلَى أَمْرِنَا قَالَ فَلَمَّا مَاتَ وَغِيبَ لَحِقْتُ
بِصَاحِبِ عَمُّوْرِيَّةَ وَأَخْبَرْتُهُ خَبَرِي فَقَالَ:
أَقِمْ عِنْدِي فَأَقَمْتُ مَعَ رَجُلٍ عَلَى هَدْيِ
أَصْحَابِهِ وَأَمْرِهِمْ قَالَ: وَاكْتَسَبْتُ حَتَّى كَانَ
لِي بَقَرَاتٌ وَغُنَيْمَةٌ قَالَ ثُمَّ نَزَلَ بِهِ أَمْرُاللّٰهِ
فَلَمَّا حَضَرَ قُلْتُ لَهُ يَا فُلَانُ إِنِّي كُنْتُ مَعَ
فُلَانَ فَأَوْصَى بِي فُلَانٌ إِلَى فُلَانَ وَأَوْصَى
بِيْ فُلَانٌ إِلَى فُلَانَ ثُمَّ أَوْصَى بِيْ فُلَانٌ
إِلَيْكَ فَإِلَى مَنْ تُوْصِي بِيْ وَمَا تَأْمُرُنِي؟
قَالَ: أَيْ بَنِيَّ وَاللّٰهِ! مَا أَعْلَمُهُ أَصْبَحَ عَلَى
مَا كُنَّا عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ آمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَهُ
وَلٰكِنَّهُ قَدْ أَظَلَّكَ زَمَانُ نَبِيِّ هُوَ مَبْعُوْثٌ
بِدِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ يَخْرُجُ بِأَرْضِ الْعَرَبِ مُهَا
جِرًا إِلَى أَرْضٍ بَيْنَ حَرَّتَيْنِ بَيْنَهُمَا نَخْلٌ بِهِ
عَلَامَاتٌ لَا تَخْفَى يَأْكُلُ الْهَدِيَّةَ وَلَا يَأْكُلُ
الصَّدَقَةَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ فَإِنِ
اسْتَطَعْتَ أَنْ تَلْحَقَ بِتِلْكَ الْبِلَادِ فَافْعَلْ،
قَالَ: ثُمَّ مَاتَ وَغِيبَ فَمَكَثْتُ بِعَمُّوْرِيَّةَ مَا
شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَمْكُثَ ثُمَّ مَرَّبِي نَفَرٌمِنْ كَلْبٍ
تُجَّارًا فَقُلْتُ لَهُمْ تَحْمِلُوْنِي إِلَي أَرْضِ
الْعَرَبِ وَأُعْطِيْكُمْ بَقَرَاتِي هٰذِهِ وَغُنَيْمَتِي
هٰذِهِ، قَالُوْا: نَعَمْ فَأَعْطَيْتُهُمُوْهَا وَحَمَلُوْنِي
حَتَّى إِذَا قَدِمُوْا بِي وَادِيَ الْقُرَى ظَلَمُوْنِي
فَبَاعُوْنِي مِنْ رَجُلٍ مِنْ يَهُوْدٍ عَبْدًا فَكُنْتُ

کی قسم! میرے علم کے مطابق تو ہمارے دین پر قائم صرف ایک آدمی ہے، جو نصیبین میں ہے۔ اس کے پاس چلے جانا۔ پس جب وہ فوت ہوا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں نصیبین والے صاحب کے پاس پہنچ گیا۔ میں اس کے پاس آیا اور اسے اپنے بارے میں اور اپنے رہنما کے حکم کے بارے میں مطلع کیا۔ اس نے کہا: میرے پاس ٹھہریئے۔ سو میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔ میں نے اس کو اس کے سابقہ دونوں صاحبوں کے دین پر پایا۔ وہ بہترین آدمی تھا جس کے پاس میں نے اقامت اختیار کی۔ لیکن اللہ کی قسم! وہ جلد ہی مرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو میں نے اسے کہا: او فلاں! فلاں اللہ کے بندے نے مجھے فلاں کی صحبت میں رہنے کی نصیحت کی تھی، پھر اس نے تیرے پاس آنے کی نصیحت کی۔ اب تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرے گا یا کیا حکم دے گا؟ اس نے کہا: میرے بیٹے! ہم تو ایسے آدمی کے بارے میں کوئی معلومات نہیں رکھتے، جو ہمارے دین پر قائم ہو، کہ تو اس کے پاس جا سکے۔ البتہ ایک آدمی عموریہ میں ہے۔ وہ دین کے معاملے میں ہماری طرح کا ہے۔ اگر تو چاہتا ہے تو اس کے پاس چلے جانا، کیونکہ وہ ہمارے دین پر برقرار ہے۔ پس جب وہ بھی مر گیا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں عموریہ والے کے پاس پہنچ گیا اور اسے اپنا سارا ماجرا سنایا۔ اس نے کہا: تم میرے پاس ٹھہرو۔ میں نے اس کی صحبت اختیار کر لی اور اسے اس کے اصحاب کی سیرت اور دین پر پایا۔ سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس کے پاس کمائی بھی کی، حتیٰ کہ میں کچھ گائیوں اور بکریوں کا مالک بن گیا۔ لیکن اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہونے کی علامات دکھائی دینے لگیں۔ جب اس کی موت کا

عِـنْـدَهُ وَرَأَيْـتُ النَّخْلَ وَرَجَوْتُ أَنْ تَكُوْنَ الْبَـلَدُ الَّذِي وَصَفَ لِي صَاحِبِيْ وَلَمْ يَحِقْ لِـي فِي نَفْسِي فَبَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ قَدِمَ عَلَيْهِ ابْنُ عَـمٍّ لَهُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ فَابْتَاعَنِي مِنْـهُ فَـاحْتَـمَـلَـنِي إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَوَاللّٰهِ! مَا هُـوَإِلَّا أَنْ رَأَيْتُهَـا فَـعَرَفْتُهَا بِصِفَةِ صَاحِبِي فَـأَقَمْتُ بِهَا وَبَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ فَأَقَامَ بِمَكَّةَ مَـا أَقَـامَ لاَ أَسْـمَـعُ لَـهُ بِذِكْرٍ مَعَ أَنَا فِيْهِ مِنْ شُـغْـلِ الـرِّقِ، ثُـمَّ هَـاجَـرَإِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَوَاللّٰهِ! إِنِّي لَفِي رَأْسِ عَذْقٍ لِسَيِّدِيْ أَعْمَلُ فِيْـهِ بَـعْضَ الْعَمَلِ وَسَيِّدِيْ جَالِسٌ إِذْ أَقْبَلَ ابْـنُ عَـمٍّ لَـهُ حَتَّى وَقَفَ عَلَيْهِ، فَقَالَ فُلاَنٌ قَــاتَـلَ الـلّٰـهُ بَـنِي قَيْلَةَ وَاللّٰـهِ! إِنَّهُمُ الآنَ لَـمُـجْتَمِعُوْنَ بِقُبَاءٍ عَلَى رَجُلٍ قَدِمَ عَلَيْهِمْ مِنْ مَكَّةَ الْيَوْمَ يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُ نَبِيٌّ، قَالَ: فَلَمَّا سَـمِـعْتُهَـا أَخَـذَتْـنِي الْعُرَوَاءُ حَتَّى ظَنَنْتُ سَـأَسْـقُـطُ عَلَى سَيِّدِي، قَالَ: وَنَزَلْتُ عَنِ النَّخْلَةِ فَجَعَلْتُ أَقُوْلُ لاِبْنِ عَمِّهِ ذٰلِكَ: مَاذَا تَـقُـوْلُ؟ مَـاذَا تَـقُوْلُ؟ قَالَ: فَغَضِبَ سَيِّدِي فَـلَـكَـمَـنِـي لَـكْمَةً شَدِيْدَةً ثُمَّ قَالَ: مَالَكَ وَلِهٰـذَا؟ أَقْبِـلْ عَلَى عَمَلِكَ، قَالَ: قُلْتُ: لاَ شَيْءَ إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَسْتَثْبِتَ عَمَّاقَالَ، وَقَدْ كَـانَ عِـنْدِي شَيْءٌ قَدْ جَمَعْتُهُ فَلَمَّا أَمْسَيْتُ أَخَـذْتُهُ ثُمَّ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِقُبَاءٍ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي

وقت قریب آ پہنچا تو میں نے اسے کہا: او فلاں! میں فلاں بندے کے پاس تھا، فلاں نے مجھے فلاں کے بارے میں، فلاں نے فلاں کے بارے میں اور اس نے تیرے پاس آنے کی وصیت کی تھی۔ اب تو مجھے کس کی وصیت کرے گا؟ اور مجھے کیا حکم دے گا؟ اس نے کہا: میرے بیٹا! میں تو کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو ہمارے دین پر کاربند ہو اور جس کے بارے میں میں تجھے حکم دے سکوں۔ لیکن اب ایک نبی کی آمد کا وقت قریب آ چکا ہے، اسے دینِ ابراہیمی کے ساتھ مبعوث کیا جائے گا، وہ عربوں کی سرزمین سے ظاہر ہوگا اور ایسے شہر کی طرف ہجرت کرے گا جو دو حرّوں (کالے پتھر والی زمینوں) کے درمیان ہوگا اور ان کے درمیان کھجوروں کے درخت ہوں گے۔ اس کی اور علامات بھی ہوں گی جو مخفی نہیں ہوں گی۔ وہ ہدیہ کھائے گا، صدقہ نہیں کھائے گا اور اس کے کندھوں کے درمیان مہرِ ختمِ نبوّت ہوگی۔ اگر تجھے استطاعت ہے تو ان علاقوں تک پہنچ جا۔ سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر وہ فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور تھا، میں عموریہ میں سکونت پذیر رہا۔ پھر میرے پاس سے بنوکلب قبیلے کا ایک تجارتی قافلہ گزرا۔ میں نے ان سے کہا: اگر تم مجھے سرزمینِ عرب کی طرف لے جاؤ تو میں تم کو اپنی گائیں اور بکریاں دے دوں گا؟ انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ پس میں نے اپنی گائیں اور بکریاں ان کو دے دیں اور انھوں نے مجھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ جب وہ مجھے وادئ قریٰ تک لے کر پہنچے تو انھوں نے مجھ پر ظلم کیا اور بطورِ غلام ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ پس میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔ جب میں نے کھجوروں کے درخت دیکھے تو مجھے امید ہونے لگی کہ یہ وہی شہر ہے جو

أَنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ وَمَعَكَ أَصْحَابٌ لَكَ غُرَبَاءُ ذَوُو حَاجَةٍ وَهٰذَا شَيْءٌ كَانَ عِنْدِي لِلصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُكُمْ أَحَقَّ بِهِ مِنْ غَيْرِكُمْ، قَالَ: فَقَرَّبْتُهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ كُلُوْا وَأَمْسَكَ يَدَهُ فَلَمْ يَأْكُلْ، قَالَ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: هٰذِهِ وَاحِدَةٌ ثُمَّ انْصَرَفْتُ عَنْهُ فَجَمَعْتُ شَيْئًا وَتَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، ثُمَّ جِئْتُ بِهِ فَقُلْتُ إِنِّي رَأَيْتُكَ لاتَأْكُلُ الصَّدَقَةَ وَهٰذِهِ هَدِيَّةٌ أَكْرَمْتُكَ بِهَا قَالَ فَأَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهَا وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَكَلُوْا مَعَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: هَاتَانِ اثْنَتَانِ، ثُمَّ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ قَالَ وَقَدْ تَبِعَ جَنَازَةً مِنْ أَصْحَابِهِ، عَلَيْهِ شَمْلَتَانِ لَهُ وَهُوَ جَالِسٌ فِي أَصْحَابِهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ اسْتَدَرْتُ أَنْظُرُ إِلَى ظَهْرِهِ هَلْ أَرَى الْخَاتَمَ الَّذِي وَصَفَ لِي صَاحِبِيْ، فَلَمَّا رَآنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَدَرْتُهُ عَرَفَ أَنِّي أَسْتَثْبِتُ فِي شَيْءٍ وُصِفَ لِي قَالَ: فَأَلْقَى رِدَاءَهُ عَنْ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ، فَعَرَفْتُهُ فَانْكَبَبْتُ عَلَيْهِ أُقَبِّلُهُ وَأَبْكِي، فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تَحَوَّلْ، فَتَحَوَّلْتُ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ حَدِيْثِي كَمَا حَدَّثْتُكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: فَأَعْجَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَسْمَعَ ذٰلِكَ

میرے ساتھی نے بیان کیا تھا، لیکن یقین نہیں آ رہا تھا۔ ایک دن اس یہودی کا چچا زاد بھائی، جس کا تعلق بنو قریظہ سے تھا، مدینہ سے اس کے پاس آیا اور مجھے خرید کر اپنے پاس مدینہ میں لے گیا۔ اللہ کی قسم! جب میں نے مدینہ کو دیکھا تو اپنے ساتھی کی بیان کردہ علامات کی روشنی میں اس کو پہچان گیا (کہ یہی خاتم النبیین کا مسکن ہوگا)۔ میں وہاں فروکش ہو گیا۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مکہ مکرمہ میں مبعوث کر دیا، جتنا عرصہ انھوں نے وہاں ٹھہرنا تھا وہ ٹھہرے۔ لیکن میں نے ان کا کوئی تذکرہ نہیں سنا، دوسری بات یہ بھی ہے کہ میں غلامی والے شغل میں مصروف رہتا تھا۔ بالآخر نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے۔ اللہ کی قسم! (ایک دن) میں اپنے آقا کے پھل دار کھجور کے درخت کی چوٹی پر کوئی کام کر رہا تھا، میرا مالک بیٹھا ہوا تھا، اس کا چچا زاد بھائی اچانک اس کے پاس آیا اور کہا: او فلاں! اللہ تعالیٰ بنو قیلہ کو ہلاک کرے، وہ قبا میں مکہ سے آنے والے ایک آدمی کے پاس جمع ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ نبی ہے۔ جب میں نے اس کی یہ بات سنی تو مجھ پر اس قدر کپکپی طاری ہو گئی کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ اپنے مالک پر گر جاؤں گا۔ میں کھجور کے درخت سے اترا اور اس کے چچا زاد بھائی سے کہنے لگا: تم کیا کہہ رہے ہو؟ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس بات سے میرے آقا کو غصہ آیا اور اس نے مجھے زور سے مکا مارا اور کہا: تیرا اس کی بات سے کیا تعلق ہے۔ جا، اپنا کام کر۔ میں نے کہا: کوئی تعلق نہیں، بس ذرا بات کی چھان بین کرنا چاہتا تھا۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے پاس میرا جمع کیا ہوا کچھ مال تھا۔ جب شام ہوئی تو میں نے وہ مال لیا اور قبا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ میں

أَصْحَابُهُ، ثُمَّ شَغَلَ سَلْمَانَ الرِّقُّ حَتَّى فَاتَهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَدْرٌ وَأُحُدٌ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كَاتِبْ يَا سَلْمَانُ! فَكَاتَبْتُ صَاحِبِي عَلَى ثَلَاثِ مِائَةِ نَخْلَةٍ أُحْيِيْهَا لَهُ بِالْفَقِيْرِ وَبِأَرْبَعِيْنَ أَوْقِيَّةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: أَعِيْنُوْا أَخَاكُمْ، فَأَعَانُوْنِي بِالنَّخْلِ الرَّجُلُ بِثَلَاثِيْنَ وَدِيَّةً وَالرَّجُلُ بِعِشْرِيْنَ وَالرَّجُلُ بِخَمْسَ عَشْرَةَ وَالرَّجُلُ بِعَشْرٍ يَعْنِي الرَّجُلُ بِقَدْرِ مَا عِنْدَهُ حَتَّى اجْتُمِعَتْ لِي ثَلَاثُ مِائَةِ وَدِيَّةٍ، فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اذْهَبْ يَا سَلْمَانُ! فَفَقِّرْلَهَا، فَإِذَا فَرَغْتَ فَأْتِنِي أَكُوْنُ أَنَا أَضَعُهَا بِيَدَيَّ، فَفَقَّرْتُ لَهَا وَأَعَانَنِي أَصْحَابِي حَتَّى إِذَا فَرَغْتُ مِنْهَا جِئْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعِي إِلَيْهَا فَجَعَلْنَا نُقَرِّبُ لَهُ الْوَدِيَّ وَيَضَعُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ سَلْمَانَ بِيَدِهِ! مَا مَاتَتْ مِنْهَا وَدِيَّةٌ وَاحِدَةٌ، فَأَدَّيْتُ النَّخْلَ وَبَقِيَ عَلَيَّ الْمَالُ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ بَيْضَةِ الدَّجَاجَةِ مِنْ ذَهَبٍ مِنْ بَعْضِ الْمَغَازِيِّ، فَقَالَ: مَا فَعَلَ الْفَارِسِيُّ الْمُكَاتَبُ؟ قَالَ: فَدُعِيْتُ لَهُ، فَقَالَ: خُذْ هٰذِهِ فَأَدِّ بِهَا مَا عَلَيْكَ يَا سَلْمَانُ! فَقُلْتُ: وَأَيْنَ تَقَعُ هٰذِهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مِمَّا عَلَيَّ؟ قَالَ: خُذْهَا فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ سَيُؤَدِّيْ بِهَا

آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: مجھے یہ بات موصول ہوئی ہے کہ آپ کوئی صالح آدمی ہیں اور آپ کے اصحاب غریب اور حاجتمند لوگ ہیں۔ یہ میرے پاس کچھ صدقے کا مال ہے، میں نے آپ لوگوں کو ہی اس کا زیادہ مستحق سمجھا ہے۔ پھر میں نے وہ مال آپ ﷺ کے قریب کیا۔لیکن آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''تم لوگ کھا لو۔'' آپ ﷺ نے خود اپنا ہاتھ روک لیا اور نہ کھایا۔ میں نے دل میں کہا کہ ایک نشانی تو (پوری ہوگئی ہے)۔ پھر میں چلا گیا اور مزید کچھ مال جمع کیا۔ اب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں منتقل ہو چکے تھے۔ پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میرا آپ کے بارے میں خیال ہے کہ آپ صدقے کا مال نہیں کھاتے، اس لیے یہ ہدیہ ہے، میں اس کے ذریعے آپ کی عزت کرنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ چیز خود بھی کھائی اور اپنے صحابہ کو بھی کھانے کا حکم دیا، سوانھوں نے بھی کھائی۔ میں نے دل میں کہا: دو علامتیں (پوری ہو گئیں ہیں)۔ (سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں (تیسری دفعہ) جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو وہ ''بَقِیْعُ الْغَرْقَد'' میں تھے۔ آپ ﷺ کسی صحابی کے جنازے کی خاطر وہاں آئے ہوئے تھے، آپ ﷺ پر دو چادریں تھیں۔ آپ ﷺ اپنے اصحاب میں تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کہا، پھر آپ کی پیٹھ پر نظر ڈالنے کے لیے گھوما، تاکہ (دیکھ سکوں کہ) آیا وہ (ختمِ نبوّت والی) مہر بھی ہے، جس کی پیشین گوئی میرے ساتھی نے کی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے گھومتے ہوئے دیکھا تو آپ پہچان گئے کہ میں آپ ﷺ کے کسی وصف کی جستجو میں ہوں، پس آپ ﷺ نے اپنی چادر

عَـنْكَ، قَـالَ: فَأَخَذْتُهَا فَوَزَنْتُ لَهُمْ مِنْهَا، وَالَّـذِي نَـفْـسُ سَلْمَانَ بِيَدِهِ! أَرْبَعِيْنَ أَوْقِيَّةً فَـأَوْفَيْتُهُـمْ حَـقَّهُـمْ وَعُتِـقْتُ فَشَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْـخَنْدَقَ ثُمَّ لَمْ يَفُتْنِي مَعَهُ مَشْهَـدٌ. (رواه أحـمـد: ٢٣٢٢٥، والمعجم الكبير والبزار مطولا)

اپنی پیٹھ سے ہٹا دی، میں نے مہرِ نبوت دیکھی اور اسے پہچان گیا۔ پھر میں آپ ﷺ پر ٹوٹ پڑا اور آپ کے بوسے لینے اور رونے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''پیچھے ہٹو۔'' پس میں پیچھے ہٹ گیا۔ ابن عباس! پھر میں نے آپ ﷺ کو اپنا وہ سارا ماجرا سنایا جو تجھے سنایا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو یہ بات اچھی لگی کہ یہ واقعہ آپ کے صحابہ بھی سنیں۔

پھر سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ غلامی کی وجہ سے مشغول رہے اور غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہو سکے۔ (سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''سلمان! (اپنے مالک سے) مکاتبت کرلو۔'' پس میں نے اپنے آقا سے اس بات پر مکاتبت کر لی کہ میں اس کے لیے تین سو کھجور کے چھوٹے درخت زمین سے اکھاڑ کر اس کی جگہ پر لگاؤں گا اور (مزید اسے) چالیس اوقیے دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بھائی (سلمان) کی مدد کرو۔'' لوگوں نے مدد کرتے ہوئے مجھے کھجوروں کے درخت دیے۔ کسی نے تیس، کسی نے بیس، کسی نے پندرہ، کسی نے دس، الغرض ہر ایک نے اپنی استطاعت کے مطابق مجھے کھجوروں کے چھوٹے درخت دیے، حتی کہ میرے پاس تین سو کھجوریں جمع ہو گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''سلمان! جاؤ اور گڑھے کھودو۔ جب فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آ جانا، (یہ پودے) میں خود لگاؤں گا۔'' (سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں نے گڑھے کھودے، میرے ساتھیوں نے میری معاونت کی۔ جب میں فارغ ہوا تو آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اطلاع دی۔ رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ نکلے۔ ہم (کھجوروں کے وہ) بوٹے آپ ﷺ کے قریب کرتے تھے اور آپ اپنے ہاتھ سے ان کو لگا دیتے تھے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے! ان میں سے کھجور کا ایک پودا بھی نہ مرا۔ اب میں کھجور کے چھوٹے درخت تو لگا چکا تھا اور (چالیس اوقیوں والا) مال باقی تھا۔ کسی غزوے سے رسول اللہ ﷺ کے پاس مرغی کے انڈے کے بقدر سونا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''مکاتبت کرنے والا (سلمان) فارسی کیا کر رہا ہے؟'' مجھے بلایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلمان! یہ لو اور اس کے ساتھ اپنی ذمہ داری ادا کرو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ پر جتنا (قرضہ) ہے، اس سے کیا اثر ہوگا؟ (یعنی قرضہ بہت زیادہ ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو لو، عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارا قرضہ بھی ادا کر دے گا۔'' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے! میں نے وہ لے لیا اور اس میں سے ان آقاؤں کو چالیس اوقیے تول کر دے دیئے، ان کا پورا حق ادا کر دیا اور آزاد ہو گیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خندق میں حاضر ہوا اور اس کے بعد کوئی غزوہ مجھ سے نہ رہ سکا۔

شـــــرح: ......سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بادشاہ کے بیٹے تھے۔ یہ دین کی جستجو میں نکلے اور ایک سے ہو کر دوسرے عبادت گزار تک منتقل ہوتے رہے۔ آخر یثرب میں آئے جو اب مدینہ منورہ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں مسلمان ہوئے۔

رامہر مز عراق کے قریب ایک شہر ہے ایک روایت میں ہے یہ اصبہان سے تھے۔ تو مطابقت یوں ہے کہ ان کا دونوں شہروں سے تعلق تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے پہلے یہ ایک جماعت کی غلامی میں تھے اور اپنے وطن سے ہجرت کیے ہوئے اور اسے طویل مدت سے خیر آباد کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان کیا اور اپنی دلی چاہت سے اسلام قبول کیا تھا اور جب اسے قبول کر لیا تو مثالی مسلمان بن گئے کہ کہکشاں کی بلندی پر سے بھی ایمان حاصل کرنے کی تمنا رکھتے تھے۔ (فتح الباری: ۷/ ۲۷۷)

۸۸۷۰۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِي مُوْسَى: لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا أَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِكَ الْبَارِحَةَ لَقَدْ أُوْتِيْتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيْرِ آلِ دَاوُدَ. (رواه مسلم: ۷۹۳)

۸۸۷۰۔ ''سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آج رات میں نے تیری تلاوت سنی ہے۔ تجھے تو آلِ داود جیسی خوش آواز عطا کی گئی ہے۔'' (مسلم)

شـــــرح: ......مزمار اصل میں بانسری کو کہتے ہیں، یہاں خوبصورت آواز مراد ہے، اور آل داوٗد سے مراد سیدنا داوٗد علیہ السلام کی ہی ذات گرامی ہے۔ سیدنا داوٗد علیہ السلام نہایت دلکش آواز والے تھے۔ اس لیے سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی آواز کو ان کی صدائے دلربا کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ (فتح الباری: ۹/۹۳)

۸۸۷۱۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِساً فِي مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلَى وَجْهِهِ أَثَرُ الْخُشُوْعِ، فَقَالُوْا: هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيْهِمَا، ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهُ، فَقُلْتُ: إِنَّكَ حِيْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا: هٰذَا

۸۸۷۱۔ ''قیس بن عباد رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں مدینہ کی مسجد میں بیٹھا تھا اور کچھ دوسرے صحابہ بھی موجود تھے۔ اتنے میں ایک مرد آیا۔ اس کے چہرے پر عاجزی کے آثار موجود تھے۔ بعض لوگوں نے کہا: یہ شخص اہل جنت میں سے ہے۔ اس نے مختصراً دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر چلا گیا۔ میں اس کے پیچھے چل پڑا اور اس سے پوچھا: جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو ایک آدمی نے

(۸۸۷۰) مسلم: ۷۹۳۔ بخاری: ۵۰٤۸۔ ترمذی: ۳۸۵۵.

(۸۸۷۱) بخاری: ۳۸۱۳۔ مسلم: ۲٤۸٤۔ ابن ماجہ: ۳۹۲۰۔ احمد: ۲۳۳۷۵.

رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُوْلَ مَالَايَعْلَمُ، وَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ؟ رَأَيْتُ رُؤْيَاً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ۔ ذَكَرَمِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا۔ وَسْطَهَا عَمُوْدٌ مِنْ حَدِيْدٍ أَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ، فِي أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيْلَ لِي: ارْقَ قُلْتُ: لَا أَسْتَطِيْعُ فَأَتَانِي مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِي مِنْ خَلْفِي فَرَقَيْتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَاهَا فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيْلَ لَهُ اسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا لَفِي يَدِي فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوْتَ، وَذَاكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ. (رواه البخاري: ٣٨١٣)

٨٨٧٢ـ وَفِي رِوَايَةٍ: إِنِّي بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَانِي رَجُلٌ، فَقَالَ لِي: قُمْ فَأَخَذَ بِيَدِي فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، قَالَ: فَإِذَا أَنَا بِجَوَادَّ عَنْ شِمَالِي، قَالَ: فَأَخَذْتُ لآخُذَ فِيْهَا فَقَالَ لِي: لَا تَأْخُذْ فِيْهَا فَإِنَّهَا طُرُقُ أَصْحَابِ الشِّمَالِ، قَالَ: فَإِذَا جَوَادُ مَنْهَجٌ عَلَى يَمِيْنِي فَقَالَ لِي: خُذْ هَاهُنَا، فَأَتَى بِي جَبَلاً، فَقَالَ لِي: اصْعَدْ قَالَ: فَجَعَلْتُ إِذَا

اس طرح کہا ہے۔

انہوں نے کہا: سبحان اللہ! کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ایسی بات کرے جس کا اس کو علم نہ ہو۔

میں تجھے بتاتا ہوں کہ یہ لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں۔ دراصل میں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں خواب میں دیکھا کہ میں ایک باغ میں ہوں جس کی وسعت اور تروتازگی بہت عمدہ تھی۔ باغ کے وسط میں لوہے کا ستون تھا۔ نچلا حصہ زمین میں تھا اور اوپر کا حصہ آسمان تک پہنچا ہوا تھا۔ اس کی بلندی پر ایک کڑا تھا۔ مجھ سے کہا گیا: اس پر چڑھ جا تو میں نے کہا: میں اس پر نہیں چڑھ سکتا۔ اتنے میں ایک خادم آیا، اس نے پیچھے سے میرے کپڑے پکڑ کر اٹھائے تو میں اوپر چڑھنے لگا، یہاں تک کہ میں اس کی چوٹی تک پہنچ گیا۔ پھر میں نے اس کڑے کو مضبوط پکڑ لیا۔ مجھ سے کہا گیا: اس کو پکڑے رکھو۔ کڑا میرے ہاتھ میں تھا کہ میں بیدار ہو گیا۔ میں نے اپنا خواب نبی ﷺ سے بیان کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: باغ سے مراد، اسلام ہے۔ تو اسی پر فوت ہو گا۔ اور وہ آدمی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔''

۸۸۷۲۔ ''ایک روایت میں ہے کہ میں سویا ہوا تھا۔ ایک مرد نے کہا: کھڑے ہو جاؤ۔ پس اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ پھر میں نے اپنے بائیں طرف عمدہ نسل کا گھوڑا دیکھا اور اس طرف گیا تا کہ اس کو پکڑ لوں تو میرے ساتھی نے کہا: اس طرف نہ چل۔ یہ بائیں طرف والوں کا راستہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ میرے دائیں طرف ایک وسیع راستہ ہے۔ اس نے کہا: تو اسی پر چل۔ پس میں اس کے ساتھ پہاڑ کے پاس گیا۔ اس نے مجھ سے کہا: اس پر چڑھ

(۸۸۷۲) مسلم: ۲۴۸٤۔ بخاری: ۳۸۱۳۔ ابن ماجه: ۳۹۲۰۔ احمد: ۲۳۲۷۵۔

أَرَدْتُ أَنْ أَصْعَدَ خَرَرْتُ عَلَى اسْتِي، قَالَ: حَتَّى فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِرَارًا قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّى أَتَى بِي عَمُوْدًا رَأْسُهُ فِي السَّمَاءِ وَأَسْفَلُهُ فِي الأَرْضِ فِي أَعْلاهُ حَلْقَةٌ فَقَالَ لِي: اصْعَدْ فَوْقَ هٰذَا، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ أَصْعَدُ هٰذَا وَرَأْسُهُ فِي السَّمَاءِ؟ قَالَ: فَأَخَذَ بِيَدِي فَزَجَلَ بِي، قَالَ: فَإِذَا أَنَا مُتَعَلِّقٌ بِالْحَلْقَةِ، قَالَ: ثُمَّ ضَرَبَ الْعَمُوْدَ فَخَرَّ، قَالَ: وَبَقِيْتُ مُتَعَلِّقًا بِالْحَلْقَةِ حَتَّى أَصْبَحْتُ، قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ فَقَالَ: أَمَا الطُّرُقُ الَّتِي رَأَيْتَ عَنْ يَسَارِكَ فَهِيَ طُرُقُ أَصْحَابِ الشِّمَالِ، قَالَ: وَأَمَّا الطُّرُقُ الَّتِي رَأَيْتَ عَنْ يَمِيْنِكَ فَهِيَ طُرُقُ أَصْحَابِ الْيَمِيْنِ، وَأَمَّا الْجَبَلُ فَهُوَ مَنْزِلُ الشُّهَدَاءِ وَلَنْ تَنَالَهُ وَأَمَّا الْعَمُوْدُ فَهُوَ عَمُوْدُ الإِسْلاَمِ وَأَمَّا الْعُرْوَةُ فَهِيَ عُرْوَةُ الإِسْلاَمِ وَلَنْ تَزَالَ مُتَمَسِّكًا بِهَا حَتَّى تَمُوْتَ. (رواه مسلم: ٢٤٨٤)

جا۔ میں اس پر چڑھنے کا ارادہ کرتا تو اپنی سرین پر گر جاتا اور کئی بار ایسا ہوا۔ پھر وہ مجھے ایک ستون کے پاس لے گیا جس کا سرآسمان تک تھا اور اس کا نچلا حصہ زمین پر پیوست تھا۔ اور اس کی بلندی پر ایک کڑا تھا تو اس نے کہا: اس پر چڑھ جا۔ میں نے کہا: میں اس پر کیسے چڑھ سکتا ہوں۔ اس کا سر تو آسمان تک پہنچا ہوا ہے۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا تو میں اس کڑے تک پہنچ گیا۔ پھر اس نے ٹھوکر ماری اور ستون گر گیا اور میں اس کڑے کے ساتھ لٹکا رہا۔ صبح کو نبی ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا: جو بائیں طرف کا راستہ دیکھا وہ شمال والوں کا راستہ ہے اور جو راستہ تیرے دائیں طرف ہے وہ اصحاب الیمین کا ہے۔ اور وہ جو پہاڑ تھا وہ شہداء کا مقام ہے لیکن تجھے شہادت حاصل نہ ہوگی اور وہ جو کڑا دیکھا وہ اسلام ہے۔ اور تو اسے تھامے رکھے گا یہاں تک کہ تو فوت ہوجائے گا۔'' (الشیخان)

٨٨٧٣ـ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِقَصْعَةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَجِيءُ رَجُلٌ مِنْ هٰذَا الْفَجِّ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَأْكُلُ هٰذِهِ الْفَضْلَةَ، قَالَ سَعْدٌ: وَكُنْتُ تَرَكْتُ أَخِي عُمَيْرًا يَتَوَضَّأُ قَالَ: فَقُلْتُ: هُوَ عُمَيْرٌ، قَالَ: فَجَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلاَمٍ، فَأَكَلَهَا. (لأحمد: ١٤٦١، والموصلي والبزار بلين)

٨٨٧٣۔ ''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کے پاس ایک پیالہ لایا گیا۔ اس میں سے آپ نے کھایا اور کچھ بچ رہا۔ فرمایا: ایک نیک آدمی اس راستے سے آئے گا جو اہل جنت میں سے ہے اور بقیہ کھانا وہ کھائے گا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اپنے بھائی عمیر کو وضو کرتے چھوڑ آیا تھا، میرا خیال تھا وہ عمیر ہوگا، مگر عبداللہ بن سلام آئے اور انہوں نے وہ کھانا کھایا۔'' (احمد، الموصلی، البزار سند کمزور)

(٨٨٧٣) احمد: ١٤٦١ـ موصلي، بزار، وفيه عاصم بن ابى بهدلة وفيه خلاف وبقية رجالهم رجال الصحيح و هيثمى: ١٥٨٠٦.

٨٨٧٤ـ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: أَجْلَسَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ وَمَسَحَ عَلَى رَأْسِي وَسَمَّانِي يُوْسُفَ. (رواه أحمد: ١٥٩٧٢)

۸۸۷۴۔ ''سیدنا یوسف بن عبداللہ بن سلام کہتے ہیں: نبی ﷺ نے مجھے اپنی گود میں بٹھایا اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرا نام یوسف رکھا۔ (احمد، الکبیر نے اضافہ کیا کہ میرے لیے برکت کی دعا کی)۔

شــرح: ......سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا نام یہ ہے: عبداللہ بن سلام بن حارث۔ آپ بنوقینقاع میں سے تھے اور یوسف صدیق علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ ان کا پہلا نام حصین تھا۔ نبی ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا تھا۔ یہ انصار میں سے خزرج قبیلہ کے حلیف تھے۔

جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ بہت جلد آپ ﷺ سے ملے اور تحقیق کے بعد مسلمان ہو گئے۔ ۴۳ھ میں انہوں نے وفات پائی اور یہ احادیث ان کے فضائل پر بہت اعلیٰ دلیل ہیں۔ (فتح الباری: ۷/ ۱۲۹)

٨٨٧٥ـ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ: مَا حَجَبَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلاَ رَآنِي إِلاَّ تَبَسَّمَ فِي وَجْهِيْ.

۸۸۷۵۔ ''سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جب سے مسلمان ہوا ہوں رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ہاں آنے سے نہیں روکا اور مجھے دیکھتے تو میرے روبرو مسکراتے۔''

٨٨٧٦ـ زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي حَدِيْثِهِ عَنِ ابْنِ إِدْرِيْسَ وَلَقَدْ شَكَوْتُ إِلَيْهِ أَنِّي لاَ أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ: اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِياً مَهْدِياً. (هما لسلم: ٢٤٧٥)

۸۸۷۶۔ ''ایک روایت میں ہے: میں نے یہ شکایت کی کہ میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا، تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر مارا اور دعا کی: یا اللہ! اس کو ثابت رکھ اور ہدایت کرنے والا ہدایت یافتہ بنا دے۔'' (الشیخان، الترمذی)

شــرح: ...... نام جریر بن جابر بن مالک ہے۔ بنوانمار بن اراش میں سے تھے۔ ان کی ماں بجیلہ کی طرف ان کا خاندان منسوب ہے۔ یہ ۹ھ میں وفود کے سال اسلام لائے تھے اور ۵۰ھ میں وفات ہوئی۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ جہاں غیر محرم خواتین ہوتیں وہاں بھی پردہ نہ تھا۔ اس کا معنیٰ ہے جہاں بھی شریعت رکاوٹ ہو اس کے علاوہ رکاوٹ نہ تھی۔ یہ زیادہ تعلق کا اشارہ ہے یہ ان کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔

رسول اکرم ﷺ ان کی عدم موجودگی میں بھی ان کا حسن ذکر کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے کہا تھا: یمن کا ایک سراپائے خیر آدمی نمودار ہو رہا ہے جس کے چہرے پر بادشاہ کا رعب ہے۔ وہ جریر ہی تھے۔ (فتح الباری: ۷/۱۳۲)

(٨٨٧٤) احمد: ٥٩٧٢ـ طبرانی کبیر ورجال اسنادین منها ثقات ورواه الطبرانی بنحوه، وقال، دعا لی بالبركة و هیثمی: ١٥٨٠٧.
(٨٨٧٥) مسلم: ٢٤٧٥.
(٨٨٧٦) مسلم: ٢٤٧٥ـ بخاری: ٦٣٣٣ـ ابو داؤد: ٢٧٧٢ـ ترمذی: ٣٨٢٠ـ ابن ماجه: ١٥٩ـ احمد: ١٨٧٢٦.

٨٨٧٧ــ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اسْتَغْفَرَلِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْبَعِيْرِخَمْسًا وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً. (رواه الترمذی: ٣٨٥٢)

٨٨٧٧۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ والی رات پچیس مرتبہ مغفرت طلب کی۔''

٨٨٧٨ــ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَقِيَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لِي: يَا جَابِرُمَالِي أَرَاكَ مُنْكَسِرًا؟ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اسْتُشْهِدَ أَبِي قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ عِيَالاً وَدَيْنًا، قَالَ: أَفَلاَ أُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللّٰهُ بِهِ أَبَاكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلَى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: مَا كَلَّمَ اللّٰهُ أَحَدًا قَطُّ إِلاَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ وَأَحْيَا أَبَاكَ فَكَلَّمَهُ كِفَاحًا فَقَالَ: يَا عَبْدِي تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ، قَالَ: يَا رَبِّ! تُحْيِيْنِي فَأُقْتَلَ فِيْكَ ثَانِيَةً، قَالَ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ: إِنَّهُ قَدْ سَبَقَ مِنِّي أَنَّهُمْ إِلَيْهَا لاَيُرْجَعُوْنَ قَالَ: وَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَلاَتَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا﴾ الآيَةَ. (رواه الترمذی: ٣٠١٠)

٨٨٧٨۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ملے اور مجھے پریشان پایا تو فرمایا: میں تجھے پریشان دیکھ رہا ہوں کیا وجہ ہے؟ میں نے کہا: میرا باپ احد میں شہید ہوا ہے اور کثیر اہل وعیال اورقرض چھوڑا ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تجھے بشارت دوں کہ اللہ نے تیرے باپ سے کیسے ملاقات کی؟ میں نے کہا: ضرور بشارت دیجیے، اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سب ہی سے پردے پیچھے سے کلام فرمایا۔ تیرے باپ کو اللہ نے زندہ کر کے رو برو کلام کیا ہے اور فرمایا: اے میرے بندے! تو تمنا کر کہ میں تجھے دوں۔تو اس نے کہا: یا اللہ! مجھے زندہ کردے تاکہ دوبارہ قتل ہوجاؤں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے پہلے ہی یہ فرمادیا ہے کہ دنیا میں نہیں لوٹیں گے پس یہ آیت نازل ہوئی: ''اور ہرگز گمان نہ کران لوگوں جوقتل کیے گئے ہیں اللہ کے راستے میں،مردہ۔''

٨٨٧٩ــ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تِسْعَ عَشَرَةَ غَزْوَةً، قَالَ جَابِرٌ: لَمْ أَشْهَدْ بَدْرًا وَلاَأُحُدًا مَنَعَنِي أَبِي، فَلَمَّا قُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ يَوْمَ أُحُدٍ لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ قَطُّ. (رواه مسلم: ١٨١٣)

٨٨٧٩۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انیس غزوات میں شمولیت اختیار کی ہے۔ میں بدر اور احد میں شامل نہیں ہوا اور جب میرے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ احد کے دن شہید ہو گئے تو اس دن کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی غزوے میں پیچھے نہیں رہا۔'' (مسلم)

(٨٨٧٧) ترمذی: ٣٨٥٢۔ ضعیف (البانی): ٨٠٦.

(٨٨٧٨) ترمذی: ٣٠١٠۔ حسن (البانی): ٢٤٠٨۔ ابن ماجه: ٢٨٠٠.

(٨٨٧٩) مسلم: ١٨١٣۔ احمد: ١٤١١٤.

شـــرح: ......سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو نبی ﷺ نے نہایت لذت انگیز بشارت دے کر تسلی دی۔ ان سے دونوں باپ بیٹے کے رتبہ کی بلندی کا پتہ چلتا ہے۔ (جائزۃ الاحوزی: ۴/ ۱۹۹)

۸۸۸۰ــــ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أُمِّ سُلَيْمٍ فَأَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ، قَالَ: أَعِيْدُوْا سَمَنَكُمْ فِي سِقَائِهِ وَتَمْرَكُمْ فِي وِعَائِهِ فَإِنِّي صَائِمٌ، ثُمَّ قَامَ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلَّى غَيْرَ الْمَكْتُوْبَةِ فَدَعَا لِأُمِّ سُلَيْمٍ وَأَهْلِ بَيْتِهَا، فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي خُوَيْصَةً، قَالَ: مَا هِيَ؟ قَالَتْ: خَادِمُكَ أَنَسٌ، فَمَا تَرَكَ خَيْرَ آخِرَةٍ وَلَا دُنْيَا إِلَّا دَعَا لِي بِهِ قَالَ: اللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَوَلَدًا وَبَارِكْ لَهُ فِيْهِ، فَإِنِّي لَمِنْ أَكْثَرِ الْأَنْصَارِ مَالًا وَحَدَّثَتْنِي ابْنَتِي أُمَيْنَةُ أَنَّهُ دُفِنَ لِصُلْبِي مَقْدَمَ حَجَّاجٍ الْبَصْرَةَ بِضْعٌ وَعِشْرُوْنَ وَمِائَةٌ. (رواه البخاري: ۱۹۸۲)

۸۸۸۰۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو وہ آپ کے پاس کھجور اور گھی لائیں۔ آپ نے فرمایا: اپنا گھی اس کے برتن میں ڈال دو اور کھجور اس کے تھیلے میں ڈال دو، کیونکہ میرا روزہ ہے، پھر گھر کے ایک طرف کھڑے ہوئے، فرض نماز کے علاوہ نماز ادا کی، پھر ام سلیم اور ان کے گھرانے کے لیے دعا کی۔ ام سلیم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا ایک خاص خادم ہے۔ فرمایا: وہ کون ہے؟ عرض کیا: اپنے خادم انس کے لیے، پس آپ نے میرے لیے دنیا و آخرت کی ہر بھلائی طلب کی فرمایا: اے اللہ! اس کو مال اور اولاد عطا کر اور اس میں برکت عطا فرما، کہا: پس میں سب انصار سے زیادہ مالدار ہوں اور میری بیٹی امینہ نے مجھ سے بیان کیا کہ بصرہ میں حجاج کے آنے تک میری اولاد میں سے ایک سو بیس افراد مدفون ہو چکے ہیں۔''

۸۸۸۱ــــ عَنْ أَبِي خَلْدَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْعَالِيَةِ: سَمِعَ أَنَسٌ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: خَدَمَهُ عَشْرَ سِنِيْنَ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَكَانَ لَهُ بُسْتَانٌ يَحْمِلُ فِي السَّنَةِ الْفَاكِهَةَ مَرَّتَيْنِ وَكَانَ فِيْهَا رَيْحَانٌ كَانَ يَجِيْءُ مِنْهُ رِيْحُ الْمِسْكِ. (رواه الترمذي: ۳۸۳۳)

۸۸۸۱۔ ''ابو خلدہ کہتے ہیں: میں نے ابو العالیہ سے کہا: کیا انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سماعت کی ہے؟ تو اس نے کہا: انس رضی اللہ عنہ نے تو دس سال آپ ﷺ کی خدمت کی ہے اور آپ نے ان کے لیے دعا بھی کی ہے اور ان کا ایک باغ تھا جو سال میں دو بار پھل دیتا تھا اور اس میں ایک پھول تھا جو کستوری کی مانند خوشبو دیتا تھا۔'' (ترمذی)

۸۸۸۲ــــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ

۸۸۸۲۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(۸۸۸۰) بخاری: ۱۹۸۲۔ مسلم: ۲۴۸۱۔ ترمذی: ۳۸۲۷۔ احمد: ۱۱۶۴۲.

(۸۸۸۱) ترمذی: ۳۸۳۳۔ صحیح (البانی): ۳۰۱۰.

(۸۸۸۲) ترمذی: ۳۸۵۴۔ صحیح: ۳۰۲۸.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كَمْ مِنْ أَشْعَثَ أَغْبَرَذِي طِمْرَيْنِ لَايُؤْبَهُ لَهُ لَوْأَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ مِنْهُمُ الْبَرَاءُ بْنُ مَالِكٍ. (رواه الترمذي: ٣٨٥٤)

نے فرمایا: ''کتنے ہی پراگندہ، گردآلود بالوں والے اور پرانے پھٹے دو کپڑوں والے جن کی کوئی پروا نہ کی جائے اگر وہ اللہ پر قسم ڈال دیں تو اللہ اس کو بری کر دیتا ہے۔ ان لوگوں میں سے براء ابن مالک ہیں۔''

شرح: ......(۱) ان احادیث سے ایک تو یہ پتہ چلا کہ نبی ﷺ کے دل میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کا بہت مقام تھا اور کھانے کی حفاظت کرنے کا بھی درس ہے اور جس کی ملاقات کے لیے جائیں اگر کسی وجہ سے اس سے کھانا نہ کھائیں تو اس کے لیے دعا کریں اور نماز کے بعد دعا کرنا مسنون ہے اور دنیا و آخرت کی بھلائی کی دعا کی جائے۔ مال کی کثرت اور اولاد کی کثرت کی دعا کرنا آخرت کی بھلائی میں رکاوٹ نہیں۔ (فتح الباری: ۶/ ۲۲۹)

(۲) سیدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت تھی۔ کنگھی اور غسل کرنے، اور تیل لگانے میں اتنے تیز نہ تھے۔ لباس بھی بوسیدہ تھا اور دیکھنے والے کی توجہ کا مرکز نہ تھے بظاہر اتنے حقیر دکھائی دیتے تھے۔ مگر رب کے ساتھ ایسا لگاؤ تھا اور اتنے اچھے اخلاق والے اور نیکوکار تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دیتے تھے۔ (مرقاۃ: ۱۱/ ۴۴۰)

مناقب ثابت بن قيس وأبى هريرة وحاطب ابن أبى بلتعة وجليبيب

مناقب ثابت بن قیس، ابو ہریرہ، حاطب بن ابی بلتعہ اور جلیبیب رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان

٨٨٨٣ـــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ، فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِساً فِي بَيْتِهِ مُنَكِّساً رَأْسَهُ، فَقَالَ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: شَرٌّكَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوْسٰى بْنُ أَنَسٍ فَرَجَعَ الْمَرَّةَ الآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيْمَةٍ فَقَالَ: اذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. (رواه البخاري: ٣٦١٣)

۸۸۸۳۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو مفقود پایا تو ایک مرد نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کے لیے اس کی خبر معلوم کرتا ہوں۔ وہ اس کے پاس آیا تو وہ گھر میں بیٹھے تھے اور سر نیچے گرایا ہوا تھا پس اس نے پوچھا: تجھے کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا ایک جرم ہوا ہے کہ اس کی آواز نبی ﷺ کی آواز سے بلند ہے پس اس کے اعمال ضائع ہیں اور وہ اہل جہنم میں سے ہے۔ وہ آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی کہ وہ اس طرح کہہ رہے ہیں۔ پس آپ ﷺ نے اس کو بہت بڑی بشارت دے کر بھیجا اور فرمایا: ''جا کر کہہ دے اس سے کہ تو اہل جہنم سے نہیں ہے لیکن تو اہل جنت میں سے ہے۔'' (الشیخان)

(٨٨٨٣) بخاري: ٣٦١٣ـ مسلم: ١١٩.

شرح: ......اس میں سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی شان بیان ہوئی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وہ تعبیر بنے۔ ایک تو اس جذبے کی وجہ سے جنتی کہلائے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جنگ یمامہ میں بعض لوگ بکھرنے لگے تو انہوں نے کفن پہنا اور خوشبو لگائی اور لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ (فتح الباری: ٦/ ٦٢١)

٨٨٨٤ــــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَسْمَعُ مِنْكَ أَشْيَاءَ فَلاَ أَحْفَظُهَا، قَالَ: ابْسُطْ رِدَاءَكَ فَبَسَطْتُهُ فَحَدَّثَ حَدِيْثًا كَثِيْرًا فَمَا نَسِيْتُ شَيْئًا حَدَّثَنِي بِهِ. (رواه الترمذى: ٣٨٣٥)

٨٨٨٤۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! میں آپ سے بہت سی احادیث سنتا ہوں مگر وہ مجھے یاد نہیں رہتیں۔ فرمایا: اپنی چادر بچھا، تو میں نے اپنی چادر بچھا لی پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیث بیان کیں اور میں ان میں سے کوئی حدیث نہیں بھولا۔''

٨٨٨٥ــــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: قُلْتُ: مِنْ دَوْسٍ، قَالَ: مَاكُنْتُ أَرَى أَنَّ فِي دَوْسٍ أَحَدًا فِيْهِ خَيْرٌ. (رواه الترمذى: ٣٨٣٨)

٨٨٨٥۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تو کس قوم سے ہے؟ میں نے عرض کیا: میں دوس قبیلہ سے ہوں، فرمایا: ''میری رائے یہ تھی کہ دوس میں بھی کوئی انسان ہوگا جس میں بھلائی موجود ہو۔''

٨٨٨٦ــــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: لِمَ كُنِّيْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: أَمَا تَفْرَقُ مِنِّي؟ قُلْتُ: بَلَى وَاللّٰهِ إِنِّي لَاهَابُكَ قَالَ: كُنْتُ أَرْعَى غَنَمَ أَهْلِي وَكَانَتْ لِي هُرَيْرَةٌ صَغِيْرَةٌ فَكُنْتُ أَضَعُهَا بِاللَّيْلِ فِي شَجَرَةٍ فَإِذَا كَانَ النَّهَارُ ذَهَبْتُ بِهَا مَعِي فَلَعِبْتُ بِهَا فَكَنَّوْنِي أَبَا هُرَيْرَةَ. (رواه الترمذى: ٣٨٤٠)

٨٨٨٦۔ '' عبداللہ بن رافع بیان کرتے ہیں: میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کی کنیت ابو ہریرہ کس وجہ سے پڑی؟ انہوں نے کہا: تو مجھ سے ڈرتا نہیں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں اللہ کی قسم! میں آپ سے ڈرتا ہوں۔ انہوں نے کہا: میں اپنے گھر والوں کی بکریاں چراتا تھا اور میری چھوٹی سی بلی تھی۔ میں اس کو رات کے وقت ایک درخت پر رکھ دیتا تھا اور جب دن ہوتا، بکریاں چرانے کے لیے جاتا تو اسے ساتھ لے جاتا اور اس سے کھیلتا رہتا تو لوگوں نے میری کنیت ابو ہریرہ رکھ دی۔''

(٨٨٨٤) ترمذی: ٣٨٣٥۔ صحیح (البانی): ٣٠١١۔ بخاری: ٢٣٥٠١۔ مسلم: ٢٨٩٢۔ احمد: ٧٢٣٣.

(٨٨٨٥) ترمذی: ٣٨٣٨۔ صحیح الاسناد: ٣٠١٤۔ البانی.

(٨٨٨٦) ترمذی: ٣٨٤٠۔ حسن الاسناد: ٣٠١٦۔ البانی.

شرح: ......ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے چادر پکڑی تھی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے دل پر لگائی تھی۔ ایک روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا آتا ہے کہ انہوں نے چادر دل پر لگائی تھی۔ مطابقت یوں ہے کہ دونوں نے جمع کی اور مل کر لگائی۔

اس میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بالکل نمایاں ہے اور یہ نبی ﷺ کی نبوت کا ظاہری معجزہ بھی ہے کہ آپ کی اس برکت سے ان کے بھولنے کی کمی دور ہوگئی۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے ابو ہریرہ کنیت دی تھی۔ ممکن ہے یہ کنیت دونوں جانب سے ملی ہو۔ گھر والوں سے بھی اور نبی ﷺ سے بھی۔ (جائزۃ الاحوذی: ۶۴۲/۴)

۸۸۸۷۔ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ جَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَشْكُوْ حَاطِبًا، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَذَبْتَ لاَيَدْ خُلُهَا فَإِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَّةَ. (رواه الترمذی: ٣٨٦٤)

۸۸۸۷۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام نبی ﷺ کے پاس حاطب رضی اللہ عنہ کی شکایت لے کر حاضر ہوا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! حاطب آگ میں داخل ہو رہا ہے۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو جھوٹ کہتا ہے۔ وہ آگ میں داخل نہیں ہوگا کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں شامل تھا۔''

شرح: ......حاطب رضی اللہ عنہ سے یہ غلطی ہوئی تھی کہ مکہ والوں کو نبی ﷺ کی تیاری کے متعلق لکھا تھا۔ مگر وہ خط لڑکیوں سے مل گیا۔ ان تک اطلاع نہ ہوسکی۔ اس وجہ سے بعض لوگوں نے کہا کہ حاطب جہنم میں جائیں گے۔

آپ ﷺ نے اس بات کو مسترد کر دیا کہ بدر اور بیعت رضوان میں شامل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی جہنم میں نہ جائے گا۔ اس میں سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی نمایاں فضیلت بیان ہوئی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۶۵۱/۴)

۸۸۸۸۔ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي مَغْزًى لَهُ، فَأَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: هَلْ تَفْقِدُوْنَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوْا: نَعَمْ فُلاَنًا وَفُلاَنًا وَفُلاَنًا، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَفْقِدُوْنَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوْا: نَعَمْ فُلاَنًا وَفُلاَنًا وَفُلاَنًا، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَفْقِدُوْنَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوْا: لاَ قَالَ: لٰكِنِّي أَفْقِدُ جُلَيْبِيبًا فَاطْلُبُوْهُ،

۸۸۸۸۔ ''سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ ایک غزوے میں تھے جب آپ کو اللہ نے فتح دی تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: کیا تمہارا کوئی رفیق گم ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: فلاں فلاں اور فلاں، پھر فرمایا: کیا کوئی گم ہوا ہے؟ تو انہوں نے کہا: جی ہاں، فلاں، فلاں اور فلاں۔ تو انہوں نے کہا: ان کے علاوہ مزید کوئی گم نہیں تو آپ نے فرمایا: لیکن میں تو جُلیبیب کو گم پاتا ہوں۔ تم اسے تلاش کرو، اسے تلاش کیا گیا تو وہ مقتولوں میں پائے

(۸۸۸۷) ترمذی: ٣٨٦٤۔ صحیح (البانی): ٣٠٣٥۔ مسلم: ٢٤٩٥۔ احمد: ١٤٠٧٥.

(۸۸۸۸) مسلم: ٢٤٧٢۔ احمد: ١٩٢٨٥.

فَطُلِبَ فِي الْقَتْلٰى، فَوَجَدُوْهُ إِلٰى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ ثُمَّ قَتَلُوْهُ فَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ فَوَقَفَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: قَتَلَ سَبْعَةً ثُمَّ قَتَلُوْهُ هٰذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، هٰذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، قَالَ فَوَضَعَهُ عَلَى سَاعِدَيْهِ لَيْسَ لَهُ إِلَّا سَاعِدَا النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: فَحُفِرَلَهُ وَوُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ غَسْلاً. (رواه مسلم: ٢٤٧٢)

گے۔ وہ سات مقتولوں کے درمیان پڑے تھے جو اس نے قتل کیے تھے اور پھر اس کو قتل کیا تھا پس نبی ﷺ اس کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور فرمایا: یہ سات کو قتل کر کے پھر قتل ہوا ہے۔ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، پھر آپ نے اس کو اپنے دو بازوؤں پر اٹھا لیا۔ آپ کے دو بازو ہی اس کی چار پائی تھے اور اس کے لیے قبر کھودی اور آپ نے اس کو قبر میں رکھا اور غسل دینے کا ذکر نہیں کیا گیا۔" (مسلم)

شرح: ...... کتنی عظمت ہے نبی ﷺ کے پاکیزہ بازو ہیں۔ اس کی نیک میت کا جھولا بنے ہیں اور شہید ہونے کی وجہ سے بغیر کفن و غسل دفن کیا گیا۔

آہ! یہ اعزاز کتنا بڑا ہے کہ ان کے طریقہ کو نبی ﷺ اپنے والا طریقہ قرار دے رہے ہیں اور جلبیب کو اپنے میں سے کہہ کر بے مثال عزت بخشی۔ (شرح مسلم: ۲/ ۲۹۵)

مناقب حارثة بن سراقة وقيس بن سعد بن عبادة وخالد بن الوليد وعمرو بن العاص وأبى سفيان بن حرب وابنه معاوية

سیدنا حارثہ بن سراقہ، قیس بن سعد بن عبادہ، خالد بن ولید، عمرو بن العاص، ابوسفیان بن حرب اور ان کے بیٹے معاویہ رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان

٨٨٨٩ـ عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أُمَّ الرُّبَيِّعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَلَا تُحَدِّثُنِي عَنْ حَارِثَةَ؟ وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ، قَالَ: يَا أُمَّ حَارِثَةَ! إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلٰى. (رواه البخاري: ٢٨٠٩)

٨٨٨٩۔ "سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی ماں نبی ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا: آپ مجھ سے حارثہ کا حال بیان فرمائیں۔ وہ بدر کے دن اچانک تیر لگنے سے قتل ہوا ہے پس اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں گی اور اگر اس کے سوا ہے تو میں اس پر خوب روؤں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے ام حارثہ! جنت تو بہت سے ہیں اور تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں پہنچ چکا ہے۔" (الشیخان)

(٨٨٨٩) بخاری: ٢٨٠٩۔ ترمذی: ٣١٧٤۔ احمد: ١٣٥٩٩.

شرح: ......حارثہ بن سراقہ بن حارث بن عدی بن نجار، انہیں حبان بن عرقہ نے تیر مارا تھا۔ آپ ﷺ نے جو کہا تھا کہ وہ کئی جنتوں میں ہے۔ اس سے حارثہ کی شان کی عظمت بیان کی ہے۔ (فتح الباری: ۶/ ۲۷)

۸۸۹۰۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: إِنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ كَانَ يَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الأَمِيْرِ. (رواه البخاري: ۷۱۵۵)

۸۸۹۰۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس طرح رہتے تھے جس طرح امیر کے ساتھ پولیس افسر ہوتا ہے۔'' (بخاری اور ترمذی)

۸۸۹۱۔ أَبُوْ مَالِكٍ: كَانَ صَاحِبُ لِوَاءِ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ مُصْعَبٍ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ. (رواه رزين)

۸۸۹۱۔ ''ابو مالک کہتے ہیں: سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے والا قیس بن سعد رضی اللہ عنہ ہوا کرتے تھے۔'' (رزین)

شرح: ......یعنی باڈی گارڈ والے کام کرتے تھے۔ کسی کو پکڑنا، سزا والے کو سزا دینا، تحقیق کے بعد نبی ﷺ تک جانے دینا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۶۴۵)

۸۸۹۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَزَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنْزِلاً، فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّوْنَ فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ هٰذَا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَأَقُوْلُ فُلاَنٌ فَيَقُوْلُ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا وَيَقُوْلُ مَنْ هٰذَا فَأَقُوْلُ فُلاَنٌ فَيَقُوْلُ بِئْسَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا حَتَّى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ هٰذَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ. (رواه الترمذي: ۳۸٤٦)

۸۸۹۲۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک سفر میں ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ پڑاؤ ڈالا تھا۔ جب لوگ گزرتے تو آپ پوچھتے تھے: اے ابوہریرہ! یہ کون ہے؟ تو میں کہتا کہ فلاں شخص ہے آپ فرماتے تھے: یہ اللہ تعالیٰ کا بہت اچھا بندہ ہے، پھر آپ پوچھتے یہ کون ہے؟ تو میں کہتا فلاں آدمی ہے تو فرماتے تھے: یہ اللہ کا بندہ برا انسان ہے یہاں تک کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گزرے۔ آپ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے کہا: یہ خالد بن ولید ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ کا بہت اچھا بندہ خالد بن ولید ہے جو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔'' (ترمذی)

شرح: ......سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اللہ کی تلوار قرار دیا گیا ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں اور مشرکوں پر مسلط کر دیا ہے کہ وہ دشمنان دین سے شدید لڑائی کرتے ہیں۔ (مرقاۃ: ۱۱/۴۴۴)

(۸۸۹۰) بخاری: ۷۱۵۵۔ ترمذی: ۳۸۵۰.

(۸۸۹۱) رزین.

(۸۸۹۲) ترمذی: ۳۸٤٦۔ صحیح (البانی): ۳۰۲۱.

۸۸۹۳ــــ عَـنْ عُـقْبَةَ بْـنِ عَـامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَسْـلَمَ النَّاسُ وَآمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ . (رواه الترمذی: ٣٨٤٤)

۸۸۹۳۔''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''لوگ اسلام لائے ہیں اور عمرو العاص ایمان لایا ہے۔''

شرح: ......صالح وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے فرائض اور حقوق الناس ادا کرے۔سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے ایک یا دوسال پہلے اسلام لائے ہیں۔اسلام والے بعض مرعوب ہوکر ایمان لائے تھے جبکہ سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ اپنی رغبت اور چاہت سے ایمان لائے تھے۔(شرح مشکاۃ طیبی: ۱۱/ ۳۵۵)

اس میں سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے ایمان کی گواہی دی ہے اور نبی ﷺ نے فرمایا: جنت میں مؤمن ہی داخل ہوں گے۔(بخاری،مسلم)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ (التوبة: ۷۲)

''اللہ تعالیٰ نے ایمان والے مردوں اور عورتوں سے بہشتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔''

اور بعض لوگ سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ کے ایمان میں اس لیے طعن کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مخالفوں کا ساتھ دیا تھا۔یہ آیات اور احادیث ان کی سخت تردید کرتی ہیں۔(الصحیحہ: ۱۵۵)

۸۸۹٤ــــ قَـالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُوْلُ: إِنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ مِنْ صَالِحِي قُرَيْشٍ . (رواه الترمذی: ٣٨٤٥)

۸۸۹۴۔سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:''عمرو بن العاص قریش کے نیک لوگوں میں سے ہے۔''

۸۸۹٥ــــ عَـنْ عُـقْبَةَ بْـنِ عَـامِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: نِعْمَ أَهْلُ الْبَيْتِ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَأُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَبْدُ اللّٰهِ . (رواه أحمد: ١٦٩٠٩)

۸۸۹۵۔سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اہل بیت میں سے اچھا انسان عبداللہ کا والد، اس کی والدہ اور وہ خود (عبداللہ) ہے۔''(احمد)

۸۸۹٦ــــ عَـنِ ابْـنِ شُـمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ قَالَ: حَـضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْـمَـوْتِ فَبَـكَى طَوِيْلاً وَحَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى

۸۸۹۶۔''عبداللہ بن شماسہ المہری کہتے ہیں: سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت ہم حاضر تھے۔وہ بہت روئے اور اپنا چہرہ دیوار کی طرف پھیر دیا۔ان کے بیٹے نے کہا:

(۸۸۹۳) ترمذی: ۳۸٤٥۔ حسن (البانی): ۳۰۲۰۔ احمد: ۱٦۹٦۰.

(۸۸۹٤) ترمذی: ۳۸٤٥۔ ضعیف الاسناد: ۸۰٥۔ البانی.

(۸۸۹٥) احمد: ۱٦۹۰۹۔ ابو یعلی ورجاله ثقات و هیثمی: ۱٥۹۰۲.

(۸۸۹٦) مسلم: ۱۲۱۔ احمد: ۱۷۳۲٦.

الْجِدَارِ فَجَعَلَ ابْنُهُ يَقُوْلُ يَاأَبَتَاهُ، أَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَذَا أَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَذَا؟ قَالَ: فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: إِنَّ أَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ عَلَى أَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا أَحَدٌ أَشَدَّ بُغْضاً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنِّي وَلَا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُوْنَ قَدِ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهُ فَلَوْمُتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ الإِسْلَامَ فِي قَلْبِي أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: ابْسُطْ يَمِيْنَكَ فَلَأُبَايِعْكَ، فَبَسَطَ يَمِيْنَهُ قَالَ: فَقَبَضْتُ يَدِي قَالَ: مَالَكَ يَا عَمْرُو؟ قَالَ: قُلْتُ: أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ، قَالَ: تَشْتَرِطُ بِمَاذَا؟ قُلْتُ: أَنْ يَغْفِرَلِي، قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ، وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا أَجَلَّ فِي عَيْنِي مِنْهُ وَمَاكُنْتُ أُطِيْقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنِي مِنْهُ إِجْلَالاً لَهُ وَلَوْ سُئِلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَاأَطَقْتُ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنَيَّ مِنْهُ وَلَوْمُتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ أَنْ أَكُوْنَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ وَلِيْنَا أَشْيَاءَ مَا أَدْرِي مَاحَالِي فِيْهَا؟ فَإِذَا أَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ وَلَا نَارٌ، فَإِذَا دَفَنْتُمُوْنِي

اے ابا جان! تم کیوں روتے ہو؟ کیا تمہیں نبی ﷺ نے یہ اور یہ بشارت نہیں دی؟ تو انہوں نے منہ پھیر کر کہا: ہم سب سے افضل عمل اس بات کی گواہی دینے کو سمجھتے ہیں کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور انہوں نے کہا تین دور تھے۔ ایک وہ وقت تھا کہ میں نبی ﷺ کو سب سے زیادہ ناپسند کرتا تھا اور مجھے سب سے زیادہ یہ بات پسند تھی کہ اگر میں قادر ہوسکوں تو آپ کو قتل کر دوں۔ اگر میں اس حالت پر فوت ہو جاتا تو میں اہل جہنم میں سے ہوتا، پھر اللہ نے میرے دل میں اسلام پیدا کر دیا تو نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اپنا ہاتھ لائیے تا کہ میں آپ کی بیعت کروں پس آپ نے اپنا ہاتھ پھیلایا تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ آپ نے فرمایا: اے عمرو! کیا ہوا؟ میں نے کہا: میں شرط رکھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: تو کیا شرط رکھے گا؟ میں نے کہا: مجھے میری سابقہ خطائیں بخش دی جائیں۔ آپ نے فرمایا: تجھے علم نہیں ہے کہ اسلام اپنے سے پہلے کے تمام گناہ ختم کر دیتا ہے اور ہجرت اپنے پہلے کے تمام گناہ ختم کر دیتی ہے اور حج اپنے سے پہلے تمام گناہ ختم کر دیتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبوب مجھے کوئی نہیں تھا اور نہ میری آنکھ میں آپ سے زیادہ کسی کی عظمت تھی اور میں آپ کی عظمت اور اہمیت کی وجہ سے آنکھ بھر کر آپ کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اگر کہا جائے کہ آپ کا حلیہ بیان کرتو میں نہیں کرسکتا۔ پس اگر اس حالت پر میں فوت ہو جاتا تو امید ہے کہ اہل جنت میں سے ہوتا۔ پھر ہم نے کچھ کام کیے ہیں اور معلوم نہیں ان کے بارے میں میرا کیا حال ہوگا؟ جب میں فوت ہو جاؤں تو نہ نوحہ کرنے والی عورتیں ساتھ جائیں اور نہ آگ ساتھ جائے۔ جب دفن کر دو تو مٹی

فَشُنُّوْا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ أَقِيمُوْا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَمَا تُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتَّى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ وَأَنْظُرَمَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي. (رواه مسلم: ١٢١)

آہستہ آہستہ ڈالو اور پھر اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کرنے کے برابر وقت قبر پر ٹھہرے رہو تا کہ تمہارے ساتھ انس حاصل کروں اور دیکھوں کہ میں اپنے رب کے قاصد کو کیا جواب دیتا ہوں؟''

٨٨٩٧ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ لاَ يَنْظُرُوْنَ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ وَلاَ يُقَاعِدُوْنَهُ فَقَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! ثَلاَثٌ أَعْطِنِيْهِنَّ، قَالَ: نَعَمْ قَالَ: عِنْدِي أَحْسَنُ الْعَرَبِ وَأَجْمَلُهُ أُمُّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ أُزَوِّجُكَهَا، قَالَ: نَعَمْ قَالَ: وَمُعَاوِيَةُ تَجْعَلُهُ كَاتِباً بَيْنَ يَدَيْكَ، قَالَ: نَعَمْ قَالَ وَتُؤَمِّرُنِي حَتَّى أُقَاتِلَ الْكُفَّارَكَمَا كُنْتُ أُقَاتِلُ الْمُسْلِمِيْنَ، قَالَ: نَعَمْ. قَالَ أَبُوْزُمَيْلٍ وَلَوْلاَأَنَّهُ طَلَبَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مَا أَعْطَاهُ ذٰلِكَ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُسْأَلُ شَيْئًا إِلَّا قَالَ: نَعَمْ. (رواه مسلم: ٢٥٠١)

٨٨٩٧۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: مسلمان نہ تو ابوسفیان کی طرف دیکھتے تھے اور نہ محفل میں اس کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے تین امور کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ انہوں نے کہا: میرے ہاں عرب کی خوب صورت ترین لڑکی ام حبیبہ بنت سفیان ہے، میں اس کو آپ کے عقد میں دیتا ہوں ۔ فرمایا: ہاں! عرض کی: معاویہ کو اپنے ہاں کاتب رکھ لیجیے۔ فرمایا: ہاں، آپ مجھے کفار سے جہاد کرنے کا حکم دیدیں تا کہ میں اس طرح قتال کروں جیسے میں مسلمانوں سے لڑتا تھا۔ فرمایا: ہاں! ابوزمیل نے کہا: اگر وہ مطالبہ نہ کرتے تو آپ انہیں یہ منصب عطا نہ کرتے اور مطالبے پر اس لیے دیدئے کہ آپ ہر کسی سوال پر ہاں ہی فرماتے تھے۔''

٨٨٩٨ـــ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِياً مَهْدِيًا وَاهْدِبِهِ. (رواه الترمذي: ٣٨٤٢)

٨٨٩٨۔''سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے یہ دعا کی: یا اللہ! اس کو ہدایت دینے والا، ہدایت یافتہ کر اور اس کے ذریعے سے ہدایت دیدے۔''

٨٨٩٩ـــ عَنْ أَبِي إِدْرِيْسَ الْخَوْلاَنِيِّ قَالَ: لَمَّا عَزَلَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ عُمَيْرَ بْنَ سَعْدٍ

٨٨٩٩۔'' ابو ادریس خولانی نے کہا: جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حمص سے عمیر بن سعد کو معزول کر کے معاویہ کو مقرر کیا تو

(٨٨٩٧) مسلم: ٢٥٠١.

(٨٨٩٨) ترمذی: ٣٨٤٢۔ صحیح (البانی): ٣٠١٨۔ احمد: ١٧٤٣٨.

(٨٨٩٩) ترمذی: ٣٨٤٣۔ صحیح (البانی): ٣٠١٩.

عَـنْ حِـمْـصَ وَلَّى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ النَّاسُ: عَـزَلَ عُـمَيْـرًا وَوَلَّى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ عُمَيْرٌ: لاتَـذْكُـرُوْا مُـعَاوِيَةَ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُـوْلَ اللّٰـهِ ﷺ يَـقُـوْلُ: الـلّٰهُمَّ! اهْدِ بِهِ. (رواه الترمذی: ٣٨٤٣)

مسلمانوں نے کہا: عمیر کو معزول کیا اور معاویہ کو مقرر کیا تو عمیر نے کہا: معاویہ کو اچھے لفظوں میں یاد کرو میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''اے اللہ! اس کو ہدایت دے۔''

٨٩٠٠۔ عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَوَارَيْتُ خَـلْفَ بَـابٍ، قَـالَ فَـجَاءَ فَحَطَأَنِي حَطْأَةً وَقَـالَ: اذْهَـبْ وَادْعُ لِـي مُعَـاوِيَةَ، قَـالَ: فَـجِـئْـتُ، فَقُلْتُ: هُوَ يَأْكُلُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِـيْ: اذْهَبْ فَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ، قَالَ: فَجِئْتُ فَـقُلْتُ: هُوَيَأْكُلُ فَقَالَ: لاَ أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهُ، قَـالَ ابْنُ الْمُثَنَّى قُلْتُ لِأُمَيَّةَ مَا حَطَأَنِي قَالَ قَفَدَنِي قَفْدَةً. (رواه مسلم: ٢٦٠٤)

٨٩٠٠۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں بچوں کے درمیان کھیل رہا تھا، نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں دروازے کی اوٹ میں چھپ رہا اور آپ نے میرے دونوں کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھا اور فرمایا: جا کر معاویہ کو بلا کر لاؤ۔ میں گیا اور پھر آ کر عرض کیا: وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا: معاویہ کو لاؤ۔ میں نے دوسری بار آ کر عرض کی: وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ نے تیسری بار فرمایا: جا کر معاویہ کو بلا کر لاؤ۔ میں نے تیسری مرتبہ آ کر عرض کی: وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ تو فرمایا: اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔ ابن مثنیٰ کہتے ہیں میں نے امیہ سے حطا کا معنی پوچھا تو اس نے کہا گھیرنا۔ تھپڑ مارنا۔''

مناقب سنين أبى جميلة وعباد وضماد وعدى بن حاتم وثمامة بن أثال وعمرو بن عبسة السلمى رضی اللہ عنہم

سُنَین ابو جمیلہ، عباد، ضماد، عدی بن حاتم، ثمامہ بن اثال اور عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان

٨٩٠١۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُنَيْنٍ أَبِي جَمِيْلَةَ قَـالَ: أَخْبَـرَنَـا وَنَحْنُ مَعَ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ وَزَعَمَ أَبُوْ جَمِيْلَةَ أَنَّهُ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ وَخَرَجَ مَعَهُ عَامَ الْفَتْحِ. (رواه البخاری: ٤٣٠١)

٨٩٠١۔ ''امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: سُنین ابو جمیلہ کا بیان ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور وہ فتح مکہ کے دن آپ کے ساتھ جہاد کے لیے نکلا ہے۔''

٨٩٠٢۔ عَـنْ عَائِشَةَ تَهَجَّدَ النَّبِيُّ ﷺ فِي

٨٩٠٢۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے

(٨٩٠٠) مسلم: ٢٦٠٤۔ احمد: ٣٠٩٤.
(٨٩٠١) بخاری: ٤٣٠١.
(٨٩٠٢) بخاری: ٢٦٥٥۔ مسلم: ٧٨٨۔ ابو داؤد: ١٣٣١۔ احمد: ٢٣٨٤.

بَيْتِي فَسَمِعَ صَوْتَ عِبَادٍ يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَصَوْتُ عَبَّادٍ هٰذَا؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: اللّٰهُمَّ! ارْحَمْ عَبَّادًا. (رواه البخاري: ٢٦٥٥)

میرے گھر میں تہجد کی نماز ادا کی۔ اس دوران میں عباد رضی اللہ عنہ کی آواز سنی جو مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! کیا یہ عباد کی آواز ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے دعا کی: ''اے اللہ! عباد پر رحمت نازل کر۔''

شرح: ......اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھے بغیر صرف آواز پر اعتماد کیا تھا اور ایک ہیں عباد بن عبداللہ یہ تابعی ہیں۔ ایک عباد بن بشر ہیں۔ یہ صحابی ہیں رضی اللہ عنہ، اور عباد رضی اللہ عنہ کو یہ شرف ملا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے رحمت کی دعا کی ہے۔ (فتح الباری: ۵/ ۲۶۵)

٨٩٠٣ــــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ضِمَاداً قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ أَزْدِ شَنُوْءَةَ وَكَانَ يَرْقِي مِنْ هٰذِهِ الرِّيْحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ إِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُوْنٌ، فَقَالَ: لَوْأَنِّي رَأَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيْهِ عَلَى يَدَيَّ۔ قَالَ: فَلَقِيَهُ، فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! إِنِّي أَرْقِي مِنْ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَإِنَّ اللّٰهَ يَشْفِي عَلَى يَدِيْ مَنْ شَاءَ فَهَلْ لَكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَّا بَعْدُ، قَالَ: فَقَالَ: أَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلاَءِ، فَأَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: فَقَالَ: لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ

٨٩٠٣۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ضماد رضی اللہ عنہ مکہ میں آیا، وہ ازدشنوءہ قبیلے سے تھا اور وہ ریح (جادو) کا دم کرتا تھا۔ اس نے مکہ کے نادانوں سے سنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جنون ہے۔ ضماد نے کہا: اگر میں اس مرد کو دیکھوں تو شاید اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ پر آپ کو شفا دیدے۔ پھر وہ آپ کو ملا اور اس نے کہا: یا محمد! میں جادو والے مریض کو دم کرتا ہوں اور میرے ہاتھ پر جس کو اللہ چاہے شفا دے دیتا ہے تو کیا تم پسند کرو گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، ہم اس کی حمد و ثنا بیان کرتے اور اس سے مدد طلب کرتے ہیں۔ جس کو اللہ ہدایت دیتا ہے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو وہ گمراہ کردے کوئی اس کو ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا، وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے، اما بعد۔ تو ضماد کہنے لگا: یہ کلمات دوبارہ سنا دیجئے تو آپ نے یہ کلمات تین بار اس کو سنا دیے۔ تو اس نے کہا: میں نے کاہنوں کا قول سنا ہے، جادوگروں اور شعراء کا

(٨٩٠٣) مسلم: ٨٦٨۔ نسائی: ٣٢٧٨۔ ابن ماجه: ١٨٩٣۔ احمد: ٢٧٤٤.

فَـمَـا سَـمِـعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَـلَـغْـنَ نَا عُوْسَ الْبَحْرِ، قَالَ: فَقَالَ: هَاتِ يَدَكَ أُبَا يِعْكَ عَلَى الإِسْلَامِ، قَالَ: فَبَايَعَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَعَلَى قَوْمِكَ، قَالَ: وَعَـلَى قَوْمِي، قَالَ: فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً فَمَرُّوْا بِقَوْمِهِ، فَقَالَ صَاحِبُ السَّرِيَّةِ لِلْجَيْشِ: هَلْ أَصَبْتُمْ مِنْ هٰؤُلَاءِ شَيْئًا؟ فَقَالَ رَجُـلٌ مِـنَ الْـقَـوْمِ: أَصَبْتُ مِنْهُمْ مِطْهَرَةً، فَـقَـالَ: رُدُّوْهَـا فَـإِنَّ هٰـؤُلَاءِ قَـوْمُ ضِمَادٍ. (رواه مسلم: ٨٦٨)

قول بھی سنا ہے مگر میں نے ان کلمات جیسا کلام نہیں سنا، یہ تو سمندر سے بھی گہرے کلمات ہیں، ہاتھ بڑھاؤ میں اسلام پر آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی قوم کی طرف سے بھی؟ اس نے کہا: ہاں، اپنی قوم کی طرف سے بھی۔ پس آپ نے اس سے بیعت لے لی۔ (جب آپ مدینہ میں تشریف لائے اور) ایک فوجی دستہ روانہ کیا تو فوج اس کی قوم کے پاس سے گزری تو فوج کے امیر نے سپاہیوں سے پوچھا: کیا تم نے اس قوم کی کسی چیز پر قبضہ کیا؟ تو ایک مرد نے کہا: میں نے طہارت کا برتن قبضے میں لے رکھا ہے: پس امیر نے حکم دیا کہ اس کو واپس کر دو، یہ ضماد کی قوم ہے۔'' (مسلم)

٨٩٠٤ــ عَـنْ عَـدِيِّ بْـنِ حَاتِمٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ، فَـقَـالَ الْـقَوْمُ: هٰذَا عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ وَجِئْتُ بِغَيْرِ أَمَانٍ وَلَاكِتَابٍ، فَلَمَّا دُفِعْتُ إِلَيْهِ أَخَذَ بِيَدَيَّ وَقَدْكَانَ قَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ إِنِّي لَأَرْجُوْأَنْ يَـجْـعَـلَ الـلّٰهُ يَدَهُ فِي يَدِيْ، قَالَ: فَقَامَ بِيْ فَلَقِيَتْهُ امْرَأَةٌ وَصَبِيٌّ مَعَهَا، فَقَالَا: إِنَّ لَنَا إِلَيْكَ حَـاجَةً فَقَامَ مَعَهُمَا حَتَّى قَضَى حَاجَتَهُمَا، ثُـمَّ أَخَذَ بِيَدِيْ حَتَّى أَتَى بِي دَارَهُ فَأَلْقَتْ لَهُ الْـوَلِيْـدَةُ وِسَـادَةً فَجَلَسَ عَلَيْهَا وَجَلَسْتُ بَيْـنَ يَدَيْهِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: مَـا يُفِرُّكَ أَنْ تَقُوْلَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَهَلْ تَعْلَمُ مِنْ إِلٰهٍ سِوَى اللّٰهِ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: ثُمَّ

٨٩٠٤۔ ''سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ مسجد میں تھے۔ لوگوں نے کہا: یہ عدی ہے۔ میں کسی تحریری معاہدے کے بغیر آیا تھا۔ جب میں آپ تک پہنچایا گیا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا جبکہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے ہی فرما دیا تھا: مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ عدی کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دے گا۔ پس آپ ﷺ مجھے لے کر کھڑے ہوئے اور ہمیں راستے میں ایک عورت ایک لڑکے کو ساتھ لیے آ پہنچی اور ان دونوں نے کہا: ہمیں آپ سے کام ہے تو آپ ﷺ ان کے پاس کھڑے ہوئے اور ان کا جو کام تھا وہ کر دیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے مکان پر تشریف لائے تو ایک خادمہ نے تکیہ رکھا۔ آپ تشریف فرما ہوئے اور میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور پھر مجھ سے فرمایا: اے عدی! تو

(٨٩٠٤) ترمذی: ٢٩٥٤۔ صحیح (البانی): ٢٣٣٥۔ احمد: ١٨٨٩١.

تَـكَـلَّمَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: إِنَّمَا تَفِرُّأَنْ تَقُوْلَ اللّٰهُ أَكْبَـرُوتَـعْـلَـمُ أَنَّ شَيْـئًا أَكْبَرُمِنَ اللّٰهِ؟ قَالَ: قُـلْـتُ: لاَ، قَـالَ: فَـإِنَّ الْيَهُوْدَ مَغْضُوْبٌ عَـلَيْهِمْ وَإِنَّ النَّصَارَى ضُلَّالٌ، قَالَ: قُلْتُ: فَـإِنِّـي جِـئْتُ مُسْلِمًا، قَالَ: فَرَأَيْتُ وَجْهَهُ تَبَسَّطَ فَرَحًا. (رواه الترمذى: ٢٩٥٤)

اس بات کا اقرار کرنے سے کیوں بھاگتا ہے؟ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تو ہی بتا کیا اللہ کے سوا کوئی معبود ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر کچھ وقت بات چیت ہوتی رہی، پھر فرمایا: کیا تو اللہ اکبر کہنے سے بھاگتا ہے؟ تو کیا تو اللہ سے بڑا کسی کو جانتا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں، فرمایا: یہود پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور نصاریٰ راستہ بھول چکے ہیں۔ تو میں نے عرض کی: میں مسلمان ہو کر حاضر ہوا ہوں۔ پس آپ کا چہرہ اقدس خوشی سے چمک اٹھا۔'' (ترمذی)

٨٩٠٥ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْلاً قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ سَيِّدُ أَهْلِ الْيَـمَـامَةِ فَـرَبَـطُـوْهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَـاذَا عِـنْـدَكَ يَـا ثُـمَـامَةُ؟ فَـقَالَ: عِنْدِي يَا مُـحَـمَّـدُ! خَيْـرٌ، إِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَإِنْ تُـنْـعِـمْ تُـنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْـمَـالَ فَسَـلْ تُـعْـطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ، فَتَرَكَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ، فَقَالَ: مَـاعِـنْـدَكَ يَـا ثُمَامَةُ؟ قَالَ: مَا قُلْتُ لَكَ إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ وَإِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَإِنْ كُـنْـتَ تُـرِيْـدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِـئْـتَ، فَتَرَكَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى كَانَ مِـنَ الْـغَـدْ، فَـقَـالَ: مَاذَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟ فَـقَـالَ: عِـنْدِي مَا قُلْتُ لَكَ إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمُ

٨٩٠٥۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے نجد کی طرف فوج روانہ کی اور وہ ایک مرد کو اٹھا لائے جو بنو حنفیہ میں سے تھا۔ اس کو ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا اور وہ اہل یمامہ کا سردار تھا۔ اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے گذرے تو فرمایا: اے ثمامہ! تیرا کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: اے محمد! میرے پاس اچھی بات ہے۔ اگر قتل کرو گے تو خون کا بدلہ ہوگا، اگر احسان کرو گے تو احسان کا بدلہ چکایا جائے گا اور مال چاہتے ہو تو مانگو تمہیں دیا جائے گا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ اگلے دن پھر فرمایا: ثمامہ! تیرے پاس کیا بات ہے؟ تو اس نے وہی بات کہی: آپ نے پھر اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا:

پھر جب اگلا دن آیا تو آپ نے فرمایا: اے ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس وہی بات ہے جو آپ کو بتا چکا ہوں اور پھر وہی بات دہرادی۔

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ثمامہ کو کھول دو تو صحابہ نے

(٨٩٠٥) مسلم: ١٧٦٤ـ بخارى: ٤٦٢ـ ابو داؤد: ٢٦٧٩ـ نسائى: ١٨٩ـ احمد: ٩٥٢٣.

عَـلَى شَاكِرٍ وَإِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَإِنْ كُنْتَ تُـرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ، فَقَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَطْـلِـقُوْا ثُمَامَةَ، فَانْطَلَقَ إِلَـى نَـخْلٍ قَرِيْبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّآإِلٰهَ إِلَّآاللّٰهُ وَأَشْهَـدُ أَنَّ مُـحَـمَّـدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُـهُ، يَـا مُـحَـمَّدُ! وَاللّٰهِ! مَا كَانَ عَلَى الأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوْهِ كُلِّهَا إِلَيَّ، وَاللّٰهِ! مَا كَانَ مِنْ دِيْـنٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِيْنِكَ، فَأَصْبَحَ دِيْنُكَ أَحَـبَّ الـدِّيْـنِ كُلِّهِ إِلَيَّ، وَاللّٰهِ! مَا كَانَ مِنْ بَـلَـدٍ أَبْـغَضَ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَـبَّ الْبِلادِ كُـلِّهَا إِلَيَّ، وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذَ تْـنِـي وَأَنَـا أُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَمَا ذَا تَرَى؟ فَبَشَّرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَمِرَ، فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهُ قَائِلٌ: أَصَبَوْتَ؟ فَقَالَ: لاوَلٰكِنِّي أَسْـلَمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلاَ وَاللّٰهِ! لَا يَـأْتِيْـكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتَّى يَأْذَنَ فِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (رواه مسلم: ١٧٦٤)

کھولدیا۔ وہ ایک قریبی باغ میں گیا اور اس نے غسل کیا، پھر مسجد میں آیا اور اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اے محمد! روئے زمین پر آپ کے چہرہ اقدس سے زیادہ مجھے کوئی چہرہ ناپسند نہیں تھا اور آج یہ کیفیت ہے کہ آپ کا چہرہ مبارک سب چہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! سب ادیان میں سے تیرا دین مجھے زیادہ ناپسند تھا اور اب تیرا دین تمام ادیان سے زیادہ پسند ہے۔ اللہ کی قسم! آپ کا شہر مجھے تمام شہروں سے زیادہ ناپسند تھا اور اب آپ کا شہر تمام شہروں اور بستیوں سے زیادہ محبوب ہے۔

جب آپ کی فوج نے مجھے گرفتار کیا تو میں عمرے کی نیت کر چکا تھا تو آپ کیا فرماتے ہیں اور آپ کی رائے کیا ہے؟ پس آپ نے اس کو بشارت دی اور عمرہ مکمل کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ مکہ آیا تو اس سے کہا گیا تو صابی ہو چکا ہے؟ اس نے کہا: نہیں بلکہ میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ پر ایمان لایا ہوں۔ اور اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر یمامہ سے تمہارے پاس گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا۔'' (الشیخان، ابوداؤد، النسائی)

٨٩٠٦ــ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ السُّـلَـمِـيُّ: كُـنْتُ وَأَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَظُـنُّ أَنَّ الـنَّاسَ عَلَى ضَلالَةٍ وَأَنَّهُمْ لَيْسُوْا عَـلَـى شَـيْءٍ وَهُـمْ يَـعْبُـدُوْنَ الأَوْثَـانَ، فَسَـمِـعْـتُ بِـرَجُـلٍ بِـمَكَّةَ يُخْبِرُأَخْبَاراً،

٨٩٠٦۔ ''سیدنا عمرو بن عنسبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جاہلیت میں گمان کرتا تھا کہ لوگ گمراہ ہو چکے ہیں، یہ کسی صحیح دین پر نہیں اور یہ بتوں کی پوجا کرتے ہیں، پھر میں نے یہ سنا کہ مکہ مکرمہ میں ایک مرد خبریں دیتا ہے تو میں اپنی سواری پر بیٹھا اور آپ ﷺ کے پاس آیا۔ اس وقت آپ چھپ چھپ کر رہ رہے تھے

(٨٩٠٦) مسلم: ٨٣٢۔ نسائی: ٥٧٢۔ ابن ماجه: ١٢٥١۔ احمد: ١٦٥٨٠.

فَقَعَدْتُ عَلَى رَاحِلَتِي، فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَخْفِيًا جُرَءَاءُ عَلَيْهِ قَوْمُهُ، فَتَلَطَّفْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ بِمَكَّةَ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا نَبِيٌّ فَقُلْتُ: وَمَا نَبِيٌّ؟ قَالَ: أَرْسَلَنِيَ اللّٰهُ، فَقُلْتُ: وَبِأَيِّ شَيْءٍ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ أَرْسَلَنِي بِصِلَةِ الأَرْحَامِ وَكَسْرِ الأَوْثَانِ وَأَنْ يُوَحَّدَ اللّٰهُ لاَ يُشْرَكُ بِهِ شَيْءٌ قُلْتُ لَهُ: فَمَنْ مَعَكَ عَلَى هٰذَا؟ قَالَ: حُرٌّ وَعَبْدٌ قَالَ: وَمَعَهُ يَوْمَئِذٍ أَبُوْ بَكْرٍ وَبِلاَلٌ مِمَّنْ آمَنَ بِهِ، فَقُلْتُ: إِنِّي مُتَّبِعُكَ، قَالَ: إِنَّكَ لاَ تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ يَوْمَكَ هٰذَا، أَلاَ تَرَى حَالِي وَحَالَ النَّاسِ وَلٰكِنِ ارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ فَإِذَا سَمِعْتَ بِي قَدْ ظَهَرْتُ فَأْتِنِي، قَالَ: فَذَهَبْتُ إِلَى أَهْلِي وَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَكُنْتُ فِي أَهْلِي فَجَعَلْتُ أَتَخَبَّرُ الأَخْبَارَ وَأَسْأَلُ النَّاسَ حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ حَتَّى قَدِمَ عَلَيَّ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ يَثْرِبَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ، فَقُلْتُ: مَا فَعَلَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ؟ فَقَالُوْا: النَّاسُ إِلَيْهِ سِرَاعٌ، وَقَدْ أَرَادَ قَوْمُهُ قَتْلَهُ فَلَمْ يَسْتَطِيْعُوْا ذٰلِكَ، فَقَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتَعْرِفُنِي؟ قَالَ: نَعَمْ أَنْتَ الَّذِي لَقِيْتَنِي بِمَكَّةَ، قَالَ: فَقُلْتُ: بَلَى، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِي عَمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ وَأَجْهَلُهُ، أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلاَةِ. مُطَوَّلاً. (رواه مسلم: ٨٣٢)

اور آپ کی قوم آپ کے خلاف تھی۔ میں بڑی احتیاط کے ساتھ آپ کے پاس پہنچا۔ میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں نبی ہوں۔ میں نے پھر پوچھا: نبی کیا چیز ہے؟ فرمایا: مجھے اللہ نے بھیجا ہے۔ میں نے کہا: کیا پیغام دے کر بھیجا ہے؟ فرمایا: صلہ رحمی کرنے۔ بت توڑنے اور ایک اللہ کی بلا شرکت غیر عبادت کرنے کا پیغام دے کر۔ میں نے کہا: دوسرے لوگوں میں سے آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: ایک آزاد اور ایک غلام ہے۔ اس وقت آپ کے ساتھ ایمان لانے والوں میں سے ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما تھے۔ میں نے کہا: میں آپ کی پیروی اختیار کرتا ہوں، فرمایا: آج تو تو یہ طاقت نہیں رکھتا، کیا تو میرا اور لوگوں کا حال نہیں دیکھ رہا؟ فی الحال تو اپنی قوم میں واپس چلا جا اور جب تو سنے کہ میں غالب ہو چکا ہوں تو میرے پاس آ جانا۔

میں اپنے گھر لوٹ گیا تو آپ مدینہ چلے گئے اور میں اپنے گھر میں تھا اور آپ کی خبریں لوگوں سے پوچھتا رہتا تھا۔ یثرب کے چند افراد آئے اور میں نے ان سے سوال کیا کہ وہ مرد جو مدینہ میں آیا ہے اس کے ساتھ کیا معاملہ ہو رہا ہے تو انہوں نے بتایا کہ لوگ بہت جلدی اس کے آس پاس جمع ہو رہے ہیں اور اس کی قوم نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر وہ قتل نہیں کر سکے۔ پھر میں مدینہ میں آیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! تو مکہ میں میرے پاس آیا تھا۔ میں نے عرض کیا: ایسا ہی ہوا تھا اور اے اللہ کے رسول! جو اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے اس کی مجھے تعلیم فرمائیے میں تو نہیں جانتا۔ آپ مجھے نماز کی تعلیم دیجیے۔"

مناقب حمزة بن عبد المطلب وعقيل بن أبي طالب وأبي سفيان بن الحارث وعبد الله بن جعفر رضي الله عنهم

سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب، عقیل بن ابی طالب ابوسفیان بن حارث اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان

٨٩٠٧ـ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرَظِيِّ، قَالَ: كَانَ إِسْلَامُ حَمْزَةَ حَمِيَّةً، كَانَ يَخْرُجُ مِنَ الْحَرَمِ فَيَصْطَادُ، فَإِذَا رَجَعَ مَرَّ بِمَجْلِسِ قُرَيْشٍ فَيَقُوْلُ: رَمَيْتُ كَذَا وَصَنَعْتُ كَذَا، فَأَقْبَلَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَقِيَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا أَبَا عُمَارَةَ مَاذَا لَقِيَ ابْنَ أَخِيْكَ مِنْ أَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ؟ شَتَمَهُ وَتَنَاوَلَهُ وَفَعَلَ بِهِ وَفَعَلَ، قَالَ هَلْ رَآهُ أَحَدٌ؟ قَالَتْ إِيْ وَاللّٰهِ، لَقَدْ رَآهُ نَاسٌ، فَأَقْبَلَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ فَإِذَا هُمْ جُلُوْسٌ وَأَبُوْ جَهْلٍ فِيْهِمْ، فَاتَّكَأَ عَلَى قَوْسِهِ وَقَالَ: رَمَيْتُ كَذَا وَفَعَلْتُ كَذَا، ثُمَّ جَمَعَ يَدَيْهِ بِالْقَوْسِ فَضَرَبَ بِهَا بَيْنَ أُذُنَي أَبِي جَهْلٍ فَدَقَّ سِيْتَهَا، ثُمَّ قَالَ: خُذْهَا بِالْقَوْسِ وَأُخْرَى بِالسَّيْفِ، أَشْهَدُ أَنَّهُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَنَّهُ جَاءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ. (للكبير: ٢٩٢٥، مرسلا)

٨٩٠٧۔ ''محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا خاندانی عصبیت کی بنا پر تھا۔ وہ سرزمین حرم سے باہر شکار کرنے جایا کرتے تھے اور جب واپس آتے تو قریش کی مجلس میں جاتے اور اپنے کارنامے بیان کرتے کہ میں نے ایسے تیر چلایا، پھر یوں کیا اور یوں کیا، ایک دن واپس آئے تو ایک عورت ملی اور کہنے لگی: اے ابوعمارہ! آج تیرے بھتیجے کو ابوجہل نے بڑی اذیت دی ہے کہ گالیاں دیں اور ایسا ایسا کیا ہے۔ اس نے کہا: یہ معاملہ کسی نے دیکھا ہے؟ عورت نے کہا اللہ کی قسم! بہت سے لوگوں نے دیکھا ہے۔ تو وہ سیدھا ایک مجلس میں گیا اور وہاں ابوجہل بھی موجود تھا اور اس نے اپنے کمان پر سہارا لے کر کہا: آج میں نے اس طرح مارا اور میں نے یہ کیا اور پھر دونوں ہاتھوں سے کمان پکڑا اور ابوجہل کے کانوں کے درمیان ضرب لگائی اور کہا: یہ کمان کی چوٹ وصول کر اور اگلی تلوار کی ضرب آئے گی، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور آپ اللہ کی طرف سے حق لے کر آئے ہیں۔'' (الکبیر روایت مرسل ہے)

٨٩٠٨ـ عَنْ يَحْيَي بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَبِيْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَفَعَهُ:(وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّهُ لَمَكْتُوْبٌ عِنْدَ اللّٰهِ فِي السَّمَاءِ

٨٩٠٨۔ ''یحیٰی بن عبدالرحمٰن بن ابی لبیبہ اپنے باپ سے اور وہ اس کے دادا سے مرفوع روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان

(٨٩٠٧) طبراني كبير: ٢٩٢٥ـ مرسلا، ورجاله رجال الصحيح و هيثمي: ١٥٤٦٠.

(٨٩٠٨) طبراني كبير: ٢٩٥١ـ ويحيىٰ و ابوه لم اعرفهما وبقية رجاله رجال الصحيح و هيثمي: ١٥٤٦٢.

السَّابِعَةِ، حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَسَدُ اللّٰهِ وَأَسَدُ رَسُوْلِهِ). (للكبير: ٢٩٥١، بخفى)

ہے! اللہ کے ہاں ساتویں آسمان پر لکھا ہوا ہے کہ حمزہ اللہ کا شیر ہے اور اللہ کے رسول کا شیر ہے۔'' (الکبیر سند میں اخفا ہے)

٨٩٠٩۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَرَجُلٌ قَامَ إِلَى إِمَامٍ جَائِرٍ فَأَمَرَهُ وَنَهَاهُ فَقَتَلَهُ. (للأوسط بضعف)

٨٩٠٩۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن شہدا کے سردار حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہوں گے اور دوسرا سردار وہ مرد ہے جو ظالم بادشاہ کے خلاف اٹھے گا، وہ اس کو اچھائی کا حکم دے گا اور بدی سے منع کرے گا جبکہ وہ بادشاہ اس کو قتل کر دے گا۔'' (الاوسط، سند ضعیف)

٨٩١٠۔ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَقِيْلِ بْنِ اَبِى طَالِبٍ: يَاأَبَا يَزِيْدَ! إِنِّى أُحِبُّكَ حُبَّيْنِ، لِقَرَابَتِكَ مِنِّي، وَحُبٌّ لِمَا كُنْتُ أَعْلَمُ مِنْ حُبِّ عَمِّي إِيَّاكَ. (للكبير: ١٧/ ١٩١، مرسلا)

٨٩١٠۔ ''ابو اسحاق روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیل سے فرمایا: اے ابو یزید! میں دو وجہ سے تجھ سے محبت کرتا ہوں: ایک تیری مجھ سے قرابت کی وجہ سے اور دوسری یہ وجہ ہے کہ میرا چچا تیرے ساتھ محبت کرتا تھا۔'' (الکبیر، سند مرسل ہے)

٨٩١١۔ عَنْ أَبِيْ حَبَّةَ الْبَدْرِيِّ: قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ لاَ يَنْظُرُ فِى نَاحِيَةٍ إِلَّا رَأَى أَبَا سُفْيَانَ بْنَ الْحَارِثِ يُقَاتِلُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ خَيْرُ أَهْلِي، أَوْ مِنْ خَيْرِ أَهْلِي. (للكبير: ٢٢/ ٣٢٧، والأوسط)

٨٩١١۔ سیدنا ابوحبہ بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ حنین کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرف نگاہ کرتے تو ابوسفیان بن حارث کو قتال کرتے ہی دیکھتے۔ پس آپ نے فرمایا: ''ابوسفیان میرے اہل میں سے بہترین آدمی ہے۔'' (الکبیر، الاوسط)

٨٩١٢۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: لَوْ رَأَيْتَنِي وَقُثَمَ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ ابْنَي عَبَّاسٍ وَنَحْنُ صِبْيَانٌ نَلْعَبُ إِذْ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى دَابَّةٍ فَقَالَ: ارْفَعُوْا هٰذَا إِلَيَّ قَالَ فَحَمَلَنِي أَمَامَهُ وَقَالَ لِقُثَمَ ارْفَعُوْا هٰذَا إِلَيَّ فَجَعَلَهُ وَرَاءَهُ

٨٩١٢۔ ''سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کاش تم مجھے اور قثم اور عبیداللہ بن عباس کو دیکھتے جب ہم بچے تھے اور کھیل رہے تھے۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر ہمارے پاس سے گزرے اور فرمایا: اس بچے کو میری طرف بلند کرو، پھر مجھے اٹھا کر اپنے آگے سواری پر بٹھا لیا اور قثم کے بارے میں فرمایا:

(٨٩٠٩) طبراني اوسط، وفيه ضعف و هيثمى: ١٥٤٦٦.

(٨٩١٠) طبراني كبير: ١٧/ ١٩١، ورجاله ثقات و هيثمى: ١٥٥٠٢.

(٨٩١١) طبراني كبير: ٢٢/ ٣٢٧- اوسط و اسناده حسن و هيثمى: ١٥٥٠٥.

(٨٩١٢) احمد: ١٧٦٣- ورجاله ثقات قال، قلت لعبد الله ما فعل قثم قال استشهد قلت الله ورسوله اعلم بالخير قال اجل و هيثمى: ١٥٥٣٩.

وَكَانَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَحَبَّ إِلَى عَبَّاسٍ مِنْ قُثَمَ فَمَا اسْتَحَى مِنْ عَمِّهِ أَنْ حَمَلَ قُثَمًا وَتَرَكَهُ، قَالَ: ثُمَّ مَسَحَ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا وَقَالَ كُلَّمَا مَسَحَ: اللّٰهُمَّ اخْلُفْ جَعْفَرًا فِي وَلَدِهِ. (رواه أحمد: ١٧٦٣)

اسے بھی اوپر اٹھاؤ۔ اور اسے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ حالانکہ عبیداللہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو زیادہ پیارا تھا۔ اس کے باوجود اپنے چچا سے حیا نہیں کیا کہ قثم کو تو اٹھا لیا اور عبیداللہ کو چھوڑ دیا، پھر نبی ﷺ نے میرے سر پر تین بار ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ''یا اللہ! اس کو جعفر کی اولاد میں اس کا خلیفہ بنا۔'' (احمد)

مناقب خباب بن الأرت وسالم مولى أبي حذيفة وعامر ابن فهيرة وعامر بن ربيعة وعبد الله بن جحش وصهيب رضي الله عنهم

سیدنا خباب بن ارت، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، عامر بن فہیرہ، عامر بن ربیعہ عبداللہ بن جحش اور صہیب رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان

٨٩١٣ـــ كُرْدُوسٍ: أَنَّ خَبَّابَ بْنَ الأَرَتِّ أَسْلَمَ سَادِسَ سِتَّةٍ، كَانَ سُدُسَ الإِسْلَامِ. (للكبير: ٣٦١٣، مرسلا)

۸۹۱۳۔ ''کردوس رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ چھٹے نمبر پر اسلام میں داخل ہوئے۔ وہ اسلام قبول کرنے والے چھٹے فرد تھے۔'' (الکبیر، مرسل روایت ہے)

٨٩١٤ـــ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ سَالِمًا مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي أُمَّتِي مِثْلَهُ. (رواه البزار: ٢٦٩٤)

۸۹۱۴۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ نے سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ رات کے وقت قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے میری امت میں اس (سالم) جیسے افراد پیدا کیے۔'' (البزار)

٨٩١٥ـــ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ: قَالَ كَلَّمَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ بِشَيْءٍ فَقَالَ ﷺ: مَهْلًا يَا طَلْحَةُ، فَإِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا كَمَا شَهِدْتَهُ، وَخَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِمَوَالِيهِ. (للكبير: ٢٨٧)

۸۹۱۵۔ ''سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ سے کوئی بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے طلحہ! ٹھہر جا، بے شک یہ تو بدر میں حاضر تھا جیسے تو بدر میں حاضر تھا اور تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے موالی کے لیے بہتر ہو۔'' (طبرانی)

(٨٩١٣) طبراني كبير: ٣٦١٣۔ ورجاله الى كردوس رجال الصحيح وكردوس ثقة و هيثمي: ١٥٦٢٩.

(٨٩١٤) بزار: ٢٦٩٤۔ ورجاله رجال الصحيح و هيثمي: ١٥٦٤٣.

(٨٩١٥) طبراني كبير: ٢٨٧۔ وفيه مصعب بن مصعب وهو ضعيف و هيثمي: ١٥٦٤٦.

٨٩١٦ـــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَبْنَ رَبِيْعَةَ، قَالَ: كَانَ عَامِرُبْنُ رَبِيْعَةَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ حِيْنَ نَشَبَ النَّاسُ فِي الْفِتْنَةِ، فَأُرِيَ فِي الْمَنَامِ فَقِيْلَ لَهُ: قُمْ فَاسْأَلِ اللّٰهَ أَنْ يُعِيْذَكَ مِنَ الْفِتْنَةِ الَّتِي أَعَاذَ مِنْهَا صَالِحَ عِبَادِهِ. فَقَامَ فَصَلَّى فَاشْتَكَى فَمَا خَرَجَ إِلَّا جَنَازَتُهُ. (للكبير)

٨٩١٦۔ ''عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے کہا: عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ رات کو نماز پڑھتے تھے جب لوگ فتنے میں پڑ چکے تھے۔ ان کو خواب میں کہا گیا: اُٹھ کر اللہ سے دعا کر کہ وہ تجھے فتنے سے بچائے جس سے اس نے اپنے نیک بندوں کو بچایا ہے پس انہوں نے نماز پڑھی۔ وہ بیمار اور کمزور ہوتے گئے اور گھر سے ان کا جنازہ ہی نکلا۔'' (طبرانی)

٨٩١٧ـــ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الزُّبَيْرِيِّ، قَالَ: تُوُفِّيَ عَامِرُبْنُ رَبِيْعَةَ الْبَدْرِيُّ سَنَةَ اثْنَيْنِ وَثَلاثِيْنَ. (للكبير)

٨٩١٧۔ ''معصب بن عبداللہ الزبیری نے کہا: عامر بن ربیعہ البدری رضی اللہ عنہ بتیس ہجری میں فوت ہوئے۔''

٨٩١٨ـــ عَنْ سَعْدٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَحْشٍ قَالَ لَهُ يَوْمَ أُحُدٍ: أَلاَ نَدْعُوْ اللّٰهَ؟ فَخَلُّوْا فِي نَاحِيَةٍ فَدَعَا سَعْدٌ فَقَالَ: يَارَبِّ إِذَا لَقِيْتُ الْعَدُوَّ فَلَقِّنِي رَجُلاً شَدِيْدًا بَأْسُهُ شَدِيْدًا حَرَدُهُ أُقَاتِلُهُ وَيُقَاتِلُنِي، ثُمَّ ارْزُقْنِي الظَّفَرَ عَلَيْهِ حَتَّى أَقْتُلَهُ وَآخُذَ سَلَبَهُ، فَأَمَّنَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَحْشٍ ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ! ارْزُقْنِي رَجُلاً شَدِيْدًا حَرَدُهُ شَدِيْدًا بَأْسُهُ، أُقَاتِلُهُ فِيْكَ وَيُقَاتِلُنِي ثُمَّ يَأْخُذُنِي فَيَجْدَعُ أَنْفِي وَأُذُنِي، فَإِذَا لَقِيْتُكَ غَدًا قُلْتَ: مَنْ جَدَعَ أَنْفَكَ وَأُذُنَكَ؟ فَأَقُوْلُ فِيْكَ وَفِي رَسُوْلِكَ ﷺ، فَتَقُوْلُ: صَدَقْتَ . قَالَ سَعْدٌ:فَكَانَتْ دَعْوَةُ

٨٩١٨۔ ''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے احد کے دن اس کو کہا: کیا ہم اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کریں؟ پس ایک جانب تنہائی میں گئے اور سعد نے دعا کی: یا اللہ! جب دشمن سے مقابلہ ہو تو میرے بالمقابل شدید جنگ لڑنے والے کو کر دے، وہ مجھ سے اور میں اس سے باہم قتال کریں یہاں تک کہ میں اسے قتل کر دوں اور اس کا سامان حاصل کروں تو عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے آمین کہا، پھر عبداللہ بن جحش نے دعا کی: یا اللہ! ایک شدید بہادر سخت جنگجو سے میرا مقابلہ کرا دے، وہ مجھ سے اور میں اس سے پوری قوت کے ساتھ قتال کروں، پھر وہ مجھے پکڑ کر ناک کاٹ دے۔ جب تیرے دربار میں کل کو حاضر ہوں تو پوچھے تیری ناک اور کان کس نے کاٹے تو میں کہوں: تیرے اور تیرے رسول کے لیے کاٹے گئے۔ اور تو کہہ دے کہ تو

(٨٩١٦) طبرانی کبیر ورجاله رجال الصحيح: ١٥٦٥١.

(٨٩١٧) طبرانی کبیر و هیثمی: ١٥٦٥٠.

(٨٩١٨) طبرانی کبیر ورجاله رجال الصحيح و هيثمی: ١٥٦٥٢.

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ خَيْرًا، لَقَدْ رَأَيْتُهُ آخِرَ النَّهَارِ، وَإِنَّ أَنْفَهُ وَأُذُنَهُ لَمُعَلَّقَانِ فِي خَيْطٍ. (للكبير)

نے درست کہا ہے۔ تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: عبداللہ کی دعا بہتر تھی، پھر دن کے آخری حصے میں میں نے دیکھا تو ان کے کان اور ناک دھاگے کے ساتھ لٹکائے گئے تھے۔“

٨٩١٩۔ عَنْ صُهَيْبٍ: صَحِبْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ. (للكبير: ٧٣٠٣، بخفي)

٨٩١٩۔ ”صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا: وحی سے پہلے بھی میں نبی ﷺ کا رفیق تھا۔“ (الکبیر سند میں اخفاء ہے)

٨٩٢٠۔ وَعَنْهُ: لَمْ يَشْهَدِ النَّبِيَّ ﷺ مَشْهَدًا قَطُّ إِلَّا كُنْتُ حَاضِرَهُ، وَلَا غَزَا غَزْوَةً إِلَّا كُنْتُ فِيهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، وَلَمْ يُبَايِعْ بَيْعَةً قَطُّ إِلَّا كُنْتُ حَاضِرَهَا وَلَمْ يُسِرَّ سَرِيَّةً إِلَّا كُنْتُ حَاضِرَهَا، وَمَا خَافُوا أَمَامَهُمْ قَطُّ إِلَّا كُنْتُ أَمَامَهُمْ، وَلَا وَرَاءَ هُمْ إِلَّا كُنْتُ وَرَاءَ هُمْ، وَمَا جَعَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنِي وَبَيْنَ الْعَدُوِّ قَطُّ. (للكبير: ٧٣٠٩، بضعف)

٨٩٢٠۔ ”انہی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جس غزوے میں بھی بنفس نفیس موجود رہے تو میں بھی اس غزوے میں ساتھ ہی رہا ہوں اور ہر غزوے میں یا تو میں دائیں طرف رہا یا بائیں طرف رہا۔ اور جب آپ ﷺ نے اصحاب سے بیعت لی تو میں بھی اس میں موجود رہا اور جب کوئی فوج روانہ کی تو میں اس میں بھی شامل رہا۔ اور اگر خوف سامنے ہوتا تو میں سامنے رہتا اور پشت کی جانب سے خطرہ ہوتا تو میں فوج کی پشت پر رہتا اور میں نے اپنے اور دشمن کے درمیان رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں رہنے دیا۔“ (الکبیر بسند ضعیف)

مناقب عثمان بن مظعون ومعاذ بن جبل وعمرو بن الجموح وحارثة بن النعمان وبشر بن البراء وعبد الله بن رواحة رضي الله عنهم

سیدنا عثمان بن مظعون، معاذ بن جبل، عمرو بن جموح، حارثہ بن نعمان بشر بن براء، اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم

٨٩٢١۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا مَاتَ مَيِّتٌ، قَالَ: قَدِّمُوهُ عَلَيَّ فَرَطْنَا، نِعْمَ الْفَرَطُ لِأُمَّتِي عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ. (للكبير: ١٣١٦٠، والأوسط بضعف)

٨٩٢١۔ ”سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب کوئی مرنے والا فوت ہوتا تو نبی ﷺ فرمایا کرتے: ”اس کو میرے پاس لاؤ، یہ ہمارے آگے جانے والوں میں سے ہے۔ میری امت کا آگے جانے والا بہت اچھا آدمی عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہے۔“ (الکبیر اور الاوسط، سند ضعیف ہے)

(٨٩١٩) طبرانی کبیر: ٧٣٠٣۔ وفیه من لم اعرفه و هیثمی: ١٥٦٧١.

(٨٩٢٠) طبرانی کبیر: ٧٣٠٩۔ وفیه محمد بن الحسن بن زبالة وهو ضعیف و هیثمی: ١٥٦٧٤.

(٨٩٢١) طبرانی کبیر: ١٣١٦٠۔ اوسط، بنحوه واسناد الکبیر ضعیف وفی اسناد الاوسط من لم اعرفهم و هیثمی: ١٥٦٥٦.

٨٩٢٢ــ عَـنِ الأَسْوَدِ بْنِ سَرِيْعٍ: لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ أَشْفَقَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: الْحَقْ بِسَلَفِنَا الصَّالِحِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ. (للكبير: ٨٣٧)

٨٩٢٢۔ ''اسود بن سریع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو مسلمانوں کو اس پر بہت قلق ہوا۔ اور جب ابراہیم بن نبی ﷺ فوت ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''ہمارے آگے جانے والے نیک مرد سے جا ملو، یعنی عثمان بن مظعون سے۔'' (الکبیر)

٨٩٢٣ــ وَلَـهُ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ: لَمَّا مَاتَتْ رُقَيَّةُ، قَـالَ: الْـحَقِـي بِسَلَـفِنَا عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ. (للكبير: ٨٣١٧)

٨٩٢٣۔ ''معجم طبرانی ہی کی روایت میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ رُقیہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے پیش رو عثمان بن مظعون سے جا ملو۔''

٨٩٢٤ــ عَنْ مُعَاذٍ: أَنَّهُ كَانَ مَرِيْضًا فَبَصَقَ أَوْ أَرَادَ أَنْ يَبْصُقَ عَنْ يَمِيْنِهِ، فَقَالَ مَا بَصَقْتُ عَنْ يَمِيْنِي مُنْذُأَسْلَمْتُ. (للكبير: ٢٠/ ١٦٣)

٨٩٢٤۔ ''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیمار تھے۔ انہوں نے دائیں طرف تھوک دیا یا تھوکنے کا ارادہ کیا تو معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے میں مسلمان ہوا ہوں میں نے دائیں طرف نہیں تھوکا۔'' (الکبیر)

٨٩٢٥ــ عَـنْ أَنَـسٍ: مَـاتَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانٍ وَعِشْرِيْنَ سَنَةً وَقَائِلٌ يَقُوْلُ: ابْـنُ اثْـنَتَيْنِ وَثَلاثِيْنَ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مُعَاذٌ أَمَـامَ الْـعُلَمَاءِ بِرَتْوَةٍ. (للكبير: ٢٠/ ٢٩، بانقطاع قال ابن بكير: الرتوة: المنزلة)

٨٩٢٥۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: معاذ رضی اللہ عنہ اٹھائیس سال کی عمر میں فوت ہوئے تھے اور کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ ان کی عمر بتیس سال تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''معاذ علما کا ماہر امام ہے۔'' (الکبیر، سند مقطع ہے)

٨٩٢٦ــ عَـنْ جَـابِـرٍ، رَفَعَهُ: مَنْ سَيِّدُكُمْ يَا بَـنِـي سَـلَمَةَ؟ قَالُوْا: الْجَدُّ بْنُ قَيْسٍ عَلَى إِنَّا نُبَـخِّـلُـهُ، قَالَ: بَلْ سَيِّدُكُمُ الْجَعْدُ الأَبْيَضُ

٨٩٢٦۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''اے بنو سلمہ! تمہارا سردار کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: جد بن قیس ہے مگر ہم اس کو کنجوس پاتے ہیں۔ فرمایا: تمہارا سردار سفید بالوں والا

(٨٩٢٢) طبراني كبير: ٨٣٧۔ ورجاله ثقات و هيثمي: ١٥٦٥٥.

(٨٩٢٣) طبراني كبير ورجاله ثقات وفي بعضهم خلاف هيثمي: ١٥٦٥٤.

(٨٩٢٤) طبراني كبير: ٢٠/ ١٦٣۔ ورجاله رجال الصحيح و هيثمي: ١٥٧٠٨.

(٨٩٢٥) طبراني كبير: ٢٠/ ٢٩۔ منقطع الاسناد و هيثمي: ١٥٧١٢.

(٨٩٢٦) بزار: ٢٧٠٥۔ ورجاله رجال الصحيح غير حميد بن الربيع وثقه عثمان بن ابي شيبة و ابن حبان وغيرهما وضعفه جماعة و هيثمي: ١٥٧٤٧.

عَمْرُو بْنُ الْجَمُوْحِ، قَالَ: وَكَانَ عَمْرُو بْنُ الْجُمُوْحِ يُوْلِمُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا تَزَوَّجَ. (رواه البزار: ٢٧٠٥، بلين)

عمرو بن جموح ہے اور کہا: جب نبی ﷺ نئی شادی کرتے تو دعوتِ ولیمہ یہ کرتا تھا۔'' (البزار، سند کمزور ہے)

٨٩٢٧ـ وَلَهُ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ؟ بَلْ سَيِّدُكُمُ الْجَعْدُ الْقَطَطُ عَمْرُو بْنُ الْجَمُوْحِ.

٨٩٢٧۔ ''کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس کے مثل مروی ہے اور اس میں ہے: ''بخل سے زیادہ خطرناک بیماری کون سی ہے؟ بلکہ تمہارا سردار سیدھے بالوں والا عمرو بن جموح ہے۔''

٨٩٢٨ـ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيْهَا قِرَاءَةً، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، كَذَاكُمُ الْبِرُّ، كَذَاكُمُ الْبِرُّ. (رواه أحمد: ٢٣٥٦٠، والموصلي)

٨٩٢٨۔ ''ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے قراءت سنی اور میں نے کہا: یہ کون ہے؟ تو کہنے والوں نے کہا: حارثہ بن نعمان ہے۔ نیکی ایسے ہی ہوتی ہے، نیکی اسی طرح ہوتی ہے۔'' (احمد، الموصلی)

٨٩٢٩ـ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَ: مَرَرْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَالِسٌ فِي الْمَقَاعِدِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ أَجَزْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ وَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: هَلْ رَأَيْتَ الَّذِي كَانَ مَعِيَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّهُ جِبْرِيْلُ وَقَدْ رَدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ. (رواه أحمد: ٢٣١٦٥، والكبير)

٨٩٢٩۔ ''سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا اور جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس ایک نشست پر بیٹھے تھے۔ میں نے سلام کہا اور گزر گیا۔ جب میں واپس آیا تو آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: میرے پاس جو شخص بیٹھا تھا تو نے اسے دیکھا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں! فرمایا: ''وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور انہوں نے تیرے سلام کا جواب دیا تھا۔'' (احمد الکبیر)

٨٩٣٠ـ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، رَفَعَهُ: مَنْ سَيِّدُكُمْ يَابَنِي سَلَمَةَ؟ قَالُوْا: الْجَدُّ بْنُ قَيْسٍ عَلَى أَنَّا نَزِنُهُ بِبُخْلٍ، فَقَالَ: وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ؟ قَالُوْا فَمَنْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:

٨٩٣٠۔ ''سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ مرفوع روایت بیان کرتے ہیں: فرمایا: ''اے بنو سلمہ! تمہارا سردار کون ہے؟'' انہوں نے کہا: جد بن قیس ہے مگر ہم اس کو بخل کے ساتھ منسوب کرتے ہیں۔ فرمایا: بخل سے بڑھ کر کون سی بیماری ہے؟ لوگوں نے کہا: پھر

(٨٩٢٧) بزار، طبرانی اوسط ورجاله رجال الصحيح غير شيخ الطبرانی و هيثمی: ١٥٧٤٤.

(٨٩٢٨) احمد: ٢٣٥٦٠ـ ابو يعلىٰ ورجاله رجال الصحيح و هيثمی: ١٥٧٣٦.

(٨٩٢٩) احمد: ٢٣١٦٥ـ طبرانی كبير ورجاله رجال الصحيح و هيثمی: ١٥٧٣٧.

(٨٩٣٠) طبرانی كبير: ١٩/ ٨١ـ باسنادين ورجالهما رجال الصحيح غير شيخی الطبرانی و من اری ضعفهما و هيثمی: ١٥٧٤٨.

سَيِّدُكُمْ بِشْرُبْنُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُوْرٍ. (للكبير: ١٩/ ٨١)

کون شخص سردار بنایا جائے؟ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: تمہارا سردار بشر بن براء بن معرور ہے۔''

٨٩٣١۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ، قَالَ: كَانَ أَيْنَمَا أَدْرَكَتْهُ الصَّلاةُ أَنَاخَ. (للكبير: ١٣٢٤١)

٨٩٣١۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں، آپ نے دعا کی: اللہ تعالیٰ رحمت نازل کرے عبداللہ بن رواحہ پر کہ جہاں نماز کا وقت وہیں پڑاؤ ڈال لیتا۔'' (یہ دوالکبیر کی مرویات)

مناقب أبي اليسر وعبد الله بن عبد الله بن أُبَيّ وقتادة بن النعمان وعبادة بن الصامت وخزيمة بن ثابت وأبي أيوب رضي الله عنهم

ابوالیسر، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی، قتادہ بن نعمان، عبادہ بن صامت خزیمہ بن ثابت اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان

٨٩٣٢۔ عَنْ أَبِي الْيَسَرِ كَعْبِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ: وَاللّٰهِ! إِنَّا لَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِخَيْبَرَ عَشِيَّةً إِذْ أَقْبَلَتْ غَنَمٌ لِرَجُلٍ مِنْ يَهُوْدَ تُرِيْدُ حِصْنَهُمْ وَنَحْنُ مُحَاصِرُوْهُمْ، إِذْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ رَجُلٌ يُطْعِمُنَا مِنْ هٰذِهِ الْغَنَمِ؟ قَالَ أَبُوْ الْيَسَرِ: فَقُلْتُ: أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَافْعَلْ، قَالَ: فَخَرَجْتُ أَشْتَدُّ مِثْلَ الظَّلِيْمِ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُوَلِّيًا قَالَ: اللّٰهُمَّ! أَمْتِعْنَا بِهِ، قَالَ: فَأَدْرَكْتُ الْغَنَمَ وَقَدْ دَخَلَتْ أَوَائِلُهَا الْحِصْنَ فَأَخَذْتُ شَاتَيْنِ مِنْ أُخْرَاهَا فَاحْتَضَنْتُهُمَا تَحْتَ يَدَيَّ ثُمَّ أَقْبَلْتُ بِهِمَا أَشْتَدُّ كَأَنَّهُ لَيْسَ مَعِي شَيْءٌ حَتَّى أَلْقَيْتُهُمَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَبَحُوْهُمَا فَأَكَلُوْهُمَا. (رواه أحمد: ١٥٠٩٩)

٨٩٣٢۔ ''ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جنگ خیبر کے موقع پر ایک شام ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے۔ ایک یہودی کی بکریاں قلعہ کے قریب آ ئیں۔ وہ اندر داخل ہونا چاہتی تھیں۔ ہم نے قلعہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا پس آپ ﷺ نے فرمایا: ان بکریوں میں سے ہمیں کون کھلائے گا؟ میں نے کہا: میں موجود ہوں۔ فرمایا: ہمت کر۔ پس میں شتر مرغ کی طرح تیز دوڑ پڑا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے جاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اے اللہ! اس سے ہمیں فائدہ عطا کر۔ میں بکریوں کے پاس پہنچا تو اول حصہ قلعہ میں داخل ہو چکا تھا اور پچھلے حصے میں سے میں نے دو بکریاں پکڑیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کے نیچے دبا کر اتنا تیز دوڑا گویا میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے اور وہ لا کر آپ کے سامنے رکھ دیں تو صحابہ نے دونوں کو ذبح کیا اور کھایا۔'' (احمد)

(٨٩٣١) طبرانی کبیر: ١٣٢٤١۔ واسناده حسن و هیثمی: ١٥٧٥٠.

(٨٩٣٢) احمد: ١٥٠٩٩۔ عن بعض رجال بنی سلمة عنه وبقية رجاله ثقات فكان ابو يسر من آخر اصحاب رسول الله ﷺ هلاكا فكان اذا حدث بهذا الحديث بكى ثم قال۔ امتعوا بى لعمرى حتى كنت آخرهم و هیثمی: ١٥٧٥٣.

٨٩٣٣ـ عَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ، قَالَ: تُوُفِّيَ أَبُوالْيُسْرِ سَنَةَ خَمْسَ وَخَمْسِيْنَ بِالْمَدِيْنَةِ، وَهُوَ آخِرُمَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ. (للكبير: ١٩/ ١٦٤)

۸۹۳۳۔ ''یحییٰ بن بکیر نے کہا: ابو الیسر رضی اللہ عنہ سن پچپن ہجری میں مدینہ میں فوت ہوئے اور بدری صحابہ میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے۔'' (الکبیر)

٨٩٣٤ـ عَنْ أُسَامَةَ: لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ، قَامَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ فَسَلَّ عَلَى أَبِيْهِ السَّيْفَ، وَقَالَ: لِلّٰهِ عَلَيَّ أَنْ لَّا أَغْمِدَهُ حَتَّى تَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ الأَعَزُّوَأَنَا الاَذَلُّ، قَالَ: وَيْلَكَ، مُحَمَّدُ الأَعَزُّوَأَنَا الأَذَلُّ، فَبَلَغَتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْجَبَهُ وَشَكَرَهَالَهُ. (للكبير بضعف)

۸۹۳۴۔ ''سیدنا اُسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ بنی مصطلق سے واپس آئے تو عبداللہ بن اُبی کا بیٹا (عبداللہ رضی اللہ عنہ) تلوار ننگی کر کے اپنے باپ کے سر پر کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا: اللہ کی قسم! یہ تلوار میں نیام میں نہیں رکھوں گا یہاں تک کہ تو یہ کہہ دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہت با عزت ہیں اور میں بہت ذلیل ہوں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اس جرأت کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے اس کو پسند کیا اور شکریہ ادا کیا۔'' (الکبیر، سند ضعیف ہے)

٨٩٣٥ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ: أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ يَقْتُلَ أَبَاهُ، فَقَالَ لاَ تَقْتُلْ أَبَاكَ. (للكبير)

۸۹۳۵۔ ''سیدنا عبداللہ بن عبداللہ بن ابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے اپنے باپ عبداللہ بن ابی منافق کو قتل کرنے کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: اپنے باپ کو قتل نہ کرنا۔'' (الکبیر)

٨٩٣٦ـ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ هَاجَتِ السَّمَاءُ فِي لَيْلَةٍ فَلَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ لِصَلاَةِ الْعِشَاءِ الآخِرَةِ بَرَقَتْ بَرْقَةً فَرَأَى قَتَادَةَ بْنَ النُّعْمَانِ فَقَالَ: مَا السُّرَى يَا قَتَادَةُ؟ قَالَ: عَلِمْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَّ شَاهِدَ

۸۹۳۶۔ ''سیدنا قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے لیے تشریف لائے تو بجلی چمکی اور قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا: قتادہ! اتنی رات کو آنے کا سبب کیا ہے؟ قتادہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے معلوم تھا کہ نمازی کم آئیں گے، تو میں

(٨٩٣٣) طبراني كبير: ١٩/ ١٦٤ـ هيثمي: ١٥٧٥٤.

(٨٩٣٤) طبراني كبير و وفيه، محمد بن لحسن بن زبالة وهو ضعيف و هيثمي: ١٥٧٥٩.

(٨٩٣٥) طبراني كبير ورجاله رجال الصحيح الا ان عروة بن الزبير لم يدرك عبدالله بن عبدالله ابن ابى و هيثمي: ١٥٧٦٠.

(٨٩٣٦) طبراني كبير، احمد: ١١٢٣٠ـ بزار فى حديث طويل تقدم فى الصلاة فى الساعة التى تجى يوم الجمعة وفى الصلاة فى الجماعة۔ ورواه البزار ايضا ورجال احمد الذى تقدم فى الصلاة رجال الصحيح.

الصَّلاةِ قَلِيْلٌ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَشْهَدَهَا قَالَ: فَإِذَا صَـلَّيْتَ فَاثْبُتْ حَتَّى أَمُرَّبِكَ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَعْطَاهُ الْعُرْجُوْنَ وَقَالَ: خُذْ هٰذَا فَسَيُضِيْءُ أَمَـا مَكَ عَشْرًا وَخَلْفَكَ عَشْرًا فَإِذَا دَخَلْتَ الْبَيْتَ وَتَرَاءَيْتَ سِوَادًا فِي زَاوِيَةِ الْبَيْتِ فَاضْرِبْهُ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ قَالَ: فَفَعَلَ. (رواه أحمد: ١١٢٣٠، والكبير والبزار)

نے مناسب جانا کہ عشاء کی نماز جماعت سے پڑھوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز پڑھ کر اپنی جگہ پر بیٹھے رہنا یہاں تک کہ میں خود تیرے پاس آؤں۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے تو قتادہ کو ایک چھڑی دی اور فرمایا: یہ لے لو، یہ تیرے آگے اور پیچھے دس دس قدم روشنی دے گی اور جب تو گھر میں داخل ہوگا تو گھر کے ایک کونے میں سایہ ہوگا، اس کے ساتھ اس کی پٹائی کرنا بات کرنے سے پہلے، کیونکہ وہ شیطان ہوگا۔ قتادہ گھر گئے تو انہوں نے ایسے ہی کیا۔ (یہ احمد اور طبرانی کی روایت ہے)

٨٩٣٧۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: لَهُ يَا أَبَا الْوَلِيْدِ ــ وَهُوَ بَدْرِيٌّ عُقْبِيٌّ أُحُدِيٌّ شَجَرِيٌّ نَقِيْبٌ. (للكبير)

٨٩٣٧۔ ''سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اے ابوالولید! اور وہ بدری ہیں اور بیعت عقبہ میں شامل تھے اور درخت کے نیچے بیعت کرنے والے بھی ہیں اور نقیبوں میں سے ایک ہیں۔''

٨٩٣٨۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ: مَاتَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ بِالرَّمْلَةِ مِنْ فَلَسْطِيْنَ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَثَلاثِيْنَ وَهُوَ ابْنُ اثْنَيْنِ وَسَبْعِيْنَ. (للكبير)

٨٩٣٨۔ ''یحییٰ بن بکیر کہتے ہیں: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ مقام رملہ میں فلسطین کے علاقے میں سن چونتیس ہجری میں بہتر سال کی عمر میں فوت ہوئے ہیں۔''

٨٩٣٩۔ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ عَنْ عَمِّهِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ خُزَيْمَةَ بْنَ ثَابِتٍ رَأَى فِي النَّوْمِ أَنَّهُ يَسْجُدُ عَلَى جَبْهَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ، فَاضْطَجَعَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَجَدَ عَلَى جَبْهَتِهِ. (رواه أحمد: ٢١٣٧٨، بلين)

٨٩٣٩۔ ''سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: انہوں نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے نبی ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کیا ہے تو انہوں نے آ کر نبی ﷺ کے سامنے ذکر کیا پس نبی ﷺ لیٹ گئے اور اس نے آپ کی پیشانی پر سجدہ کیا۔'' (احمد، سند کمزور ہے)

(٨٩٣٧) طبرانی كبير ورجاله رجال الصحيح و هيثمی: ١٥٧٧٥.
(٨٩٣٨) طبرانی كبير و هيثمی: ١٥٧٧٩.
(٨٩٣٩) احمد: ٢١٣٧٨۔ عن شيخه عامر بن صالح الزبيری وثقه احمد وغيره وضعفه جماعة، وبقية رجاله ثقات و هيثمی: ١٥٧٨١.

٨٩٤٠ــــ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الأَنْصَارِيِّ:كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَسَقَطَتْ عَلَى لِحْيَتِهِ رِيْشَةٌ، فَابْتَدَرَ إِلَيْهِ أَبُوْأَيُّوْبَ فَأَخَذَهَا مِنْ لِحْيَتِهِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: نَزَعَ اللّٰهُ عَنْكَ مَا تَكْرَهُ. (للكبير: ٤٠٤٨، بلين)

۸۹۴۰۔ ''سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ صفا اور مروہ کے درمیان طواف کر رہے تھے اور آپ کی داڑھی مبارک پر پرندے کا پر (یا تنکا) گر گیا تو ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے جلدی سے اٹھایا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: اللہ تجھ سے وہ چیز دور کر دے جو تجھے ناپسند ہو۔'' (الکبیر سند کمزور ہے)

٨٩٤١ــــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أَبَا أَيُّوْبَ الأَنْصَارِيَّ غَزَا أَهْلَ الرُّوْمِ فَمَرَّعَلَى مُعَاوِيَةَ فَجَفَاهُ فَانْطَلَقَ ثُمَّ رَجَعَ مِنْ غَزْوَتِهِ فَجَفَاهُ وَلَمْ يَرْفَعْ بِهِ رَأْسًا فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَنْبَأَنِي إِنَّا سَنَرَى بَعْدَهُ أَثَرَةً فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: فَبِمَ أَمَرَكُمْ؟ قَالَ: أَمَرَنَا أَنْ نَصْبِرَقَالَ: فَاصْبِرُوْا إِذَنْ فَأَتَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ بِالْبَصْرَةِ وَقَدْ أَمَّرَهُ عَلَيْهَا عَلِيٌّ فَقَالَ: يَا أَبَا أَيُّوْبَ:إِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أَخْرُجَ لَكَ مِنْ مَسْكَنِي كَمَا خَرَجْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَ أَهْلَهُ فَخَرَجُوْا وَأَعْطَاهُ كُلَّ شَيْءٍ أَغْلَقَ عَلَيْهِ الدَّارَ فَلَمَّا كَانَ انْطِلاقُهُ قَالَ: حَاجَتُكَ؟ قَالَ حَاجَتِي عَطَائِي وَثَمَانِيَةُ أَعْبُدٍ يَعْمَلُوْنَ فِي أَرْضِي وَكَانَ عَطَاؤُهُ أَرْبَعَةَ آلافٍ فَأَضْعَفَهَالَهُ خَمْسَ مَرَّاتٍ فَأَعْطَاهُ عِشْرِيْنَ أَلْفًا وَأَرْبَعِيْنَ عَبْدًا. (للكبير: ٣٨٧٧)

۸۹۴۱۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اہل روم سے جہاد کیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ان سے ناراضی کی تو ابو ایوب چلے گئے اور پھر جب غزوے سے واپس آئے تو انہوں نے پھر بھی ناراضی کی اور نگاہ اٹھا کر دیکھا بھی نہیں تو ابو ایوب نے کہا: نبی ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ آپ کے بعد ہمیں ناانصافی اور ظلم کا سامنا کرنا ہو گا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ﷺ نے تمہیں کیا حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ نے ہمیں صبر کی تلقین فرمائی تھی۔ انہوں نے کہا: پھر تم صبر ہی کرو، پھر وہ عبداللہ بن عباس کے پاس بصرہ میں آئے وہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حاکم مقرر تھے تو اس نے کہا: اے ابوایوب! میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں تیرے لیے اپنا گھر اسی طرح چھوڑ جاؤں جیسا تو نے نبی ﷺ کے لیے چھوڑا تھا۔ پس ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے اہل وعیال کو حکم دیا اور وہ نکل گئے اور گھر کی ہر چیز ابو ایوب کے حوالے کر دی۔ جب ابوایوب رضی اللہ عنہ کا رخصت ہونے کا وقت آیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کا کام کیا ہے؟ انہوں نے کہا میرا سالانہ وظیفہ بھی دیا جائے اور میرے باغوں میں کام کرنے کے لیے آٹھ غلام دیے جائیں۔ ابوایوب رضی اللہ عنہ کا سالانہ عطیہ چار ہزار تھا۔ اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پانچ گنا کر کے بیس ہزار وظیفہ اور چالیس غلام دے دیے۔'' (الکبیر)

(٨٩٤٠) طبراني كبير: ٤٠٤٨ـ وفيه نائل بن نجيح وثقه ابو حاتم وغيره وضعفه الدارقطني وبقية رجاله ثقات الا ان حبيب بن ابي ثابت لم يسمع من ابي ايوب و هيثمي: ١٥٧٨٧.

(٨٩٤١) طبراني كبير: ٣٨٧٧ـ هيثمي: ١٥٧٨٩.

مناقب أبى الدحداح وزيد بن ثابت ورافع بن خديج وسلمة ابن الأكوع وأبى الدرداء وزاهربن حرام وعبد الله ذى البجادين

سیدنا ابو دحداح، زید بن ثابت، رافع بن خدیج، سلمہ بن اکوع ابودرداء، زاہر بن حرام اور عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان

٨٩٤٢ـــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبْزَى: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ إِلَى أَبِي الدَّحْدَاحِ يَسْتَقْرِضُهُ، فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ: النَّبِيُّ ﷺ بَعَثَكَ إِلَيَّ يَسْتَقْرِضُنِي؟ قَالَ نَعَمْ. قَالَ: فَإِنِّي أُشْهِدُ اللّٰهَ أَنَّ مَالِي فِي مَوْضِعِ كَذَا وَكَذَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَقَالَ ﷺ: كَمْ مِنْ عِذْقٍ لِأَبِي الدَّحْدَاحِ فِي الْجَنَّةِ. (للكبير بلين)

۸۹۴۲۔ ''عبداللہ بن ابزی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ابو داحدح رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور قرض طلب کیا۔ جب ان کے پاس قاصد پہنچا تو انہوں نے کہا: کیا نبی ﷺ نے تجھے میرے پاس قرض لینے کے لیے بھیجا ہے؟ قاصد نے کہا: ہاں، تو انہوں نے کہا: میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ فلاں فلاں جگہ میں جو میرا مال ہے وہ فی سبیل اللہ ہے۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''ابو دحداح کے لیے جنت میں اتنے ہی پھلدار درخت ہیں۔'' (الکبیر، سند میں کمزوری ہے۔)

٨٩٤٣ـــ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: أَجَازَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَسَانِي قِبْطِيَّةً. (للكبير: ٤٧٤٣، بضعف)

۸۹۴۳۔ ''سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے قبطی لباس پہنایا۔'' (الکبیر سند کمزور ہے)

٨٩٤٤ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ حِيْنَ مَاتَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: الْيَوْمَ مَاتَ خَيْرُ هٰذِهِ الأُمَّةِ، وَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَجْعَلَ فِي ابْنِ عَبَّاسٍ مِنْهُ خَلَفًا. (للكبير: ٤٧٥٠)

۸۹۴۴۔ '' جب سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس امت کا بہترین آدمی آج فوت ہو گیا ہے اور قریب ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اللہ تعالیٰ ان کے قائم مقام کھڑا ہونے کی توفیق عطا کر دے گا۔''

٨٩٤٥ـــ عَنِ امْرَأَةِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ: أَنَّ رَافِعًا رُمِيَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ أَوْ يَوْمَ خَيْبَرَ بِسَهْمٍ فِي ثَنْدُوَتِهِ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ،

۸۹۴۵۔ ''سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی بیوی نے بیان کیا: جنگ احد یا خیبر میں رافع رضی اللہ عنہ کو تیر لگا جوان کے سینے میں پیوست ہو گیا اور وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا:

(٨٩٤٢) طبرانى كبير وفيه يحيىٰ بن سلمة بن كهيل وضعفه الجمهور وثقة ابن حبان و هيثمى: ١٥٧٩٣.
(٨٩٤٣) طبرانى كبير وفيه اسمٰعيل بن قيس بن سعد بن زيد وهو ضعيف و هيثمى: ١٥٨٤٨.
(٨٩٤٤) طبرانى كبير: ٤٧٥٠ـ ورجاله رجال الصحيح الا ان يحيىٰ بن سعيد الانصارى لم يسمع من ابى هريرة.
(٨٩٤٥) طبرانى كبير: ٤٢٤٢ـ امرأة رافع ان كانت صحابية والافانى لم اَعْرِفْهَا وبقية رجاله ثقات و هيثمى: ٦٥٨٥٦.

فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! انْزَعِ السَّهْمَ، فَقَالَ يَا رَافِعُ: إِنْ شِئْتَ نَزَعْتُ السَّهْمَ وَالْقُطْبَةَ جَمِيْعًا، وَإِنْ شِئْتَ نَزَعْتُ السَّهْمَ وَتَرَكْتُ الْقُطْبَةَ وَشَهِدْتُ لَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَّكَ شَهِيْدٌ، قَالَ: فَنَزَعَ ﷺ السَّهْمَ وَتَرَكَ الْقُطْبَةَ، فَعَاشَ بِهَا حَتَّى كَانَ فِي خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ فَانْتَقَضَ بِهِ الْجُرْحُ، فَمَاتَ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَأَتَى ابْنُ عُمَرَ، فَقِيْلَ لَهُ: مَاتَ رَافِعٌ، فَتَرَحَّمَ عَلَيْهِ، وَقَالَ: إِنَّ مِثْلَ رَافِعٍ لَا يُخْرَجُ بِهِ حَتَّى يُؤْذَنَ مَنْ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ مِنَ الْقُرَى، فَلَمَّا خَرَجْنَا بِجَنَازَتِهِ جَاءَ ابْنُ عُمَرَ حَتَّى جَلَسَ عَلَى رَأْسِ الْقَبْرِ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ. (للكبير: ٤٢٤٢)

یا رسول اللہ! تیر نکال دیں، فرمایا: اے رافع! اگر تو چاہے تو میں تیر اور کیل دونوں نکال دوں یا تو چاہے تو تیر نکال دوں اور کیل زخم کے اندر ہی رہنے دوں اور تیرے لیے قیامت کے دن گواہی دونگا کہ تو شہید ہے۔ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے تیر نکال دیا اور کیل رہنے دی اور وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت تک زندہ رہے، پھر زخم کھل گیا اور بعد نماز عصر وہ فوت ہو گئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو خبر دی گئی کہ رافع رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں تو انہوں نے رحمت طلب کی اور کہا: رافع جیسی شخصیت کے جنازہ کو آس پاس کے گاؤں میں اطلاع دینے سے پہلے نہ اٹھایا جائے۔ جب جنازہ اٹھایا گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما قبر پر آ کر بیٹھے اور یہ حدیث بیان کی۔''

٨٩٤٦ـــ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ: أَرْدَفَنِيَ النَّبِيُّ ﷺ مِرَارًا وَمَسَحَ رَأْسِي مِرَارًا، وَاسْتَغْفَرَلِي وَلِذُرِّيَّتِي عَدَدَ مَا بِيَدِيْ مِنَ الْأَصَابِعِ. (للكبير: ٦٢٦٧)

٨٩٤٦۔ ''سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا: کئی بار نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ سواری پر دریف بنایا ہے۔ کئی بار میرے سر پر ہاتھ پھیرا ہے اور میری انگلیوں کے شمار کے بقدر آپ نے میرے لیے اور میری اولاد کے لیے مغفرت طلب کی ہے۔''

٨٩٤٧ـــ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بَلَغَنِي أَنَّكَ تَقُوْلُ: إِنَّ قَوْمًا مِنْ أُمَّتِي سَيَكْفُرُوْنَ بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ؟ قَالَ: أَجَلْ يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ! وَلَسْتَ مِنْهُمْ. (للكبير: ١٣٧)

٨٩٤٧۔ ''سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ فرماتے ہیں: ایک قوم میری امت میں سے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کرے گی، فرمایا: یہی بات ہے اور اے ابو درداء! تو ان میں سے نہیں ہے۔'' (یہ الکبیر کی روایات ہیں)

٨٩٤٨۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ: عَنْ رَجُلٍ

٨٩٤٨۔ ''سالم بن ابی جعد بنوا شجع میں سے ایک مرد سے

(٨٩٤٦) طبراني كبير: ٦٢٦٧ـ ورجاله رجال الصحيح غير علي بن زيد بن ابي حكيمة وهو ثقة و هيثمي: ١٥٩٦٠.

(٨٩٤٧) طبراني كبير: ١٣٧ـ ورجاله رجال الصحيح غير ابي عبدالله الاشعري وهو ثقة و هيثمي: ١٥٩٧٥.

(٨٩٤٨) بزار: ٣٧٣٤ـ طبراني، رجاله موثقون و هيثمي: ١٥٩٨٠.

مِنْ أَشْجَعَ يُقَالُ لَهُ زَاهِرُبْنُ حَرَامٍ:رَجُلٌ بَدْوِيٌّ، وَكَانَ لَايَزَالُ يَأْتِي النَّبِيَّ ﷺ بِطُرْفَةٍ أَوْ هَدِيَّةٍ، فَرَآهُ ﷺ فِي سُوْقِ الْمَدِيْنَةِ يَبِيْعُ سِلْعَةً لَهُ وَلَمْ يَكُنْ أَتَاهُ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ، فَاحْتَضَنَهُ مِنْ وَرَاءِ كَتِفِهِ، فَالْتَفَتَ فَأَبْصَرَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَبَّلَ كَفَّهُ، فَقَالَ: مَنْ يَشْتَرِي الْعَبْدَ؟ فَقَالَ إِذَنْ تَجِدُنِي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَاسِدًا، قَالَ لٰكِنَّكَ عِنْدَ اللّٰهِ رَبِيْحٌ، فَقَالَ ﷺ: لِكُلِّ حَاضِرٍ بَادِيَةٌ، وَبَادِيَةُ آلِ مُحَمَّدٍ زَاهِرُبْنُ حَرَامٍ. (رواه البزار: ٣٧٣٤)

روایت کرتے ہیں اور اس کو زاہر بن حرام کہتے ہیں کہ یہ اعرابی آدمی تھا اور وہ کوئی نئی چیز یا کوئی ہدیہ لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوتا۔ ایک بار اس کو رسول اللہ ﷺ نے بازار میں کوئی شے فروخت کرتے ہوئے دیکھا اور آپ کے پاس نہ آیا تو آپ ﷺ نے اس کو پشت کی طرف سے گرفت میں لے لیا۔ جب اس نے دیکھا کہ نبی ﷺ ہیں تو آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ فرمایا: اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ تو اس نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کا یہ غلام کم قیمت ہے۔ آپ نے فرمایا: لیکن تو اللہ کے نزدیک نفع والا ہے۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ہر شہری کا دیہات میں رہنے والا خیر خواہ ہوتا ہے اور آل محمد ﷺ کا دیہائی خیر خواہ زاہر بن حرام ہے۔'' (البزار، الکبیر)

٨٩٤٩ــ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: يُقَالُ لَهُ ذَوْالْبِجَادَيْنِ إِنَّهُ أَوَّاهٌ وَذٰلِكَ أَنَّهُ كَانَ رَجُلًا كَثِيْرَالذِّكْرِلِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي الْقُرْآنِ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ فِي الدُّعَاءِ. (رواه أحمد: ١٧٠٠٠، والكبير)

٨٩٤٩۔ ''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ نے ایک شخص ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: یہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہے یہ اس لیے کہ وہ شخص بکثرت قرآن کی تلاوت کرتا اور ذکر کرتا تھا اور وہ بلند آواز سے دعائیں مانگتا تھا۔'' (احمد، الکبیر)

مناقب عبد الله بن الأرقم وعثمان بن أبي العاص ووائل بن حجر والعلاء بن الحضرمي وأبي زيد عمرو بن أخطب رضي الله عنهم

سیدنا عبداللہ بن ارقم، عثمان بن ابی العاص، وائل بن حجر، العلاء بن الحضرمی اور ابوزید عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان

٨٩٥٠ــ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ أَبِي عَوْفٍ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ كِتَابُ رَجُلٍ، فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الأَرْقَمَ، أَجِبْ عَلَيَّ، فَكَتَبَ جَوَابَهُ ثُمَّ

٨٩٥٠۔ ''عبدالواحد بن ابی عوف نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو مراسلہ موصول ہوا تو آپ نے عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کو اس کا جواب لکھنے کا حکم دیا تو انہوں نے جواب لکھا اور آپ کو پڑھ کر

(٨٩٤٩) احمد: ١٧٠٠٠۔ طبرانی کبیر اسنادهما احسن و هیثمی: ١٥٩٨١.

(٨٩٥٠) طبرانی کبیر و معضلا و اسناده حسن و هیثمی: ١٥٩٨٩.

قَـرَأَهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: أَصَبْتَ وَأَحْسَنْتَ، اَللّٰهُمَّ! وَفِقْهُ، فَلَمَّا وَلَّى عُمَرُكَانَ يُشَاوِرُهُ. (للكبير معضلا)

سنایا تو آپ نے فرمایا: تو نے درست اور اچھا لکھا۔ اے اللہ! اس کو درستی کی توفیق دے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ان سے مشورہ لیا کرتے تھے۔" (الکبیر روایت کی سند سے دو راوی گرے ہوئے ہیں)

٨٩٥١ــ عَـنْ عُثْـمَـانَ بْنِ أَبِي الْعَـاصِ: قَـدِمْـتُ فِـي وَفْدِ ثَقِيْفَ حِيْنَ وَفَدُوْا عَلَى رَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَـلَبِسْـنَـا حُـلَلَنَا بِبَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فَـقَالُوْا مَنْ يُمْسِكُ لَنَا رَوَاحِلَنَا؟ فَـقُـلْـتُ أَنَـا، وَأَنَـا أَصْغَرُ الْقَوْمِ: إِنْ شِئْتُمْ أَمْسَكْتُ لَكُمْ عَلَى أَنَّ لِي عَلَيْكُمْ عَهْدُ اللّٰهِ لَتُـمْسِكُنَّ لِي إِذَا خَرَجْتُمْ، قَالُوْا فَذٰلِكَ لَكَ، فَـدَخَـلُوْا عَلَيْهِ ثُمَّ خَرَجُوْا، فَقَالُوْا: انْطَلِقْ بِـنَا، قُلْتُ إِلَى أَيْنَ؟ قَالُوْا:إِلَى أَهْلِكَ، قُلْتُ: ضَـرَبْـتُ مِنْ أَهْلِي، حَتَّى إِذَا حَلَلْتُ بِبَابِ الـنَّبِـيِّ ﷺ أَرْجِـعُ وَلاأَدْخُـلُ عَـلَيْــهِ وَقَدْ أَعْـطَيْتُـمُوْنِي مِنَ الْعَهْدِ مَاقَدْعَلِمْتُمْ، قَالُوْا: فَـأَعْـجِـلْ. فَإِنَّا قَدْكَفَيْنَاكَ الْمَسْأَلَةَ لَمْ نَدَعْ شَيْئًا إِلَّا سَأَلْنَاهُ، فَدَخَلْتُ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ الـلّٰــهِ! ادْعُ الـلّٰــهَ أَنْ يُـفَقِّهَـنِـي فِـي الدِّيْنِ وَيُـعَـلِّـمَنِي، قَالَ: مَاذَا قُلْتَ؟ فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ الْـقَـوْلَ، فَـقَـالَ: لَـقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَـأَلَـنِـي عَـنْـهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ، اذْهَبْ فَـأَنْتَ أَمِيْرٌعَلَيْهِمْ وَعَلَى مَنْ تَقْدُمُ عَلَيْهِ مِنْ قَوْمِكَ، فَذَكَرَالْحَدِيْثَ. (للكبير: ٨٣٥٦)

۸۹۵۱۔"سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب بنوثقیف کا وفد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو میں بھی ان میں شامل ہوکر حاضر ہوا۔تو لوگوں نے کہا: ہماری سواریوں کی کون حفاظت کرے گا؟ تو میں نے کہا: میں موجود ہوں اور میں عمر میں سب سے چھوٹا تھا۔ میں نے کہا: اگرتم چاہوتو میں تمہاری سواریوں کی نگرانی اس شرط پر کرتا ہوں کہ تم میرے لیے آپ سے وقت لوگے جب جاؤ گےتو انہوں نے کہا: تیرے لیے یہی ہوگا، یعنی ہم وعدہ کرتے ہیں۔ وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور واپس آ کر کہا: چلو چلیں تو میں نے کہا: کہاں جائیں گے اور انہوں نے کہا: اپنے گھر جائیں گے۔ میں نے کہا: میں گھر سے چل کر آیا اور جب نبی ﷺ کے دروازے پر پہنچا تو اب واپس چلا جاؤں اور آپ کی خدمت میں حاضری نہ دوں۔ حالانکہ تم نے میرے ساتھ عہد بھی کیا تھا جوتمہیں معلوم ہے۔ انہوں نے کہا: مختصر بات کرنا، ہم نے تیرے لیے تمام امور کے متعلق سوال کیا ہے، لہٰذا تاخیر نہ کرنا۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! دعا کیجیے اللہ تعالیٰ مجھے دین کی سمجھ اور علم عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تونے کیا کہا؟ تو میں نے اپنی بات کا اعادہ کیا۔ فرمایا: تو نے مجھ سے وہ سوال کیا جو تیرے رفقاء نے نہیں کیا۔تو ان پر اور ان کے ساتھ تیری قوم سے جو آ ملے ان سب پر امیر ہے۔" (آگے طویل حدیث ذکر کی۔ الکبیر)

(٨٩٥١) طبرانی کبیر: ٨٣٥٦ـ ورجاله رجال الصحيح غير حكيم بن حكيم بن عباد وقد وثق و هيثمی: ١٥٩٩٠.

٨٩٥٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ الْعَلاَءَ بْنَ الْحَضْرَمِيَّ إِلَى الْبَحْرَيْنِ تَبِعْتُهُ فَرَأَيْتُ مِنْهُ ثَلاَثَ خِصَالٍ لاَ أَدْرِي أَيَّتُهُنَّ أَعْجَبُ، انْتَهَيْنَا إِلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَقَالَ: سَمُّوْا اللّٰهَ وَاقْتَحِمُوْا، فَسَمَّيْنَا اللّٰهَ وَاقْتَحَمْنَا، فَعَبَرْنَا فَمَا بل الْمَاءُ أَسَافِلَ أَخْفَافَ اَبِلِنَا، فَلَمَّا قَفَلْنَا صِرْنَا مَعَهُ بِفَلاَةٍ مِنَ الأَرْضِ وَلَيْسَ مَعَنَا مَاءٌ، فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ، فَقَالَ: صَلُّوْا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ دَعَا فَإِذَا سَحَابَةٌ مِثْلَ التُّرْسِ قَدْ أَرْخَتْ عَزَالِيَهَا فَسَقَيْنَا وَاسْتَقَيْنَا، وَمَاتَ فَدَفَنَّاهُ فِي الرَّمْلِ، فَلَمَّا سِرْنَا غَيْرَبَعِيْدٍ قُلْنَا يَجِيْءُ سَبُعٌ فَيَأْكُلُهُ، فَرَجَعْنَا فَلَمْ نَرَهُ. (للكبير: ١٨/ ٩٥، وَفِيْهِ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَعْمَرُ الْهَرَوِيّ)

٨٩٥٢ـ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین روانہ کیا تو میں ان کے ساتھ ہولیا اور میں نے ان میں تین عادات دیکھیں اور میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کون سی خصلت زیادہ اچھی ہے۔ جب ہم ساحل پر پہنچے تو انہوں نے کہا: اللہ کا نام لو اور سمندر میں داخل ہو جاؤ۔ پس ہم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا اور سمندر میں داخل ہو کر عبور کر گئے اور ہمارے اونٹوں کے پاؤں بھی تر نہ ہوئے۔ جب واپس آئے تو خشک صحراء سے گذرے اور ہمارے پاس پانی نہیں تھا اور ہم نے ان سے شکایت کی تو انہوں نے کہا: دو رکعات نماز ادا کرو اور پھر دعا کی تو ڈھال کی مانند بادل آیا اور ہم پر خوب برس گیا اور ہم نے پانی پیا اور مویشیوں کی بھی پلایا: جب وہ فوت ہوئے تو ہم نے ریت میں دفن کیا اور تھوڑا دور جا کر اس خوف سے جلدی واپس آ گئے کہ لاش کو درندہ کھا جائے گا۔ آ کر دیکھا تو نعش غائب تھی اور ہمیں نظر نہیں آئی۔'' (طبرانی۔ اس میں ابراہیم بن معمر الھروی ہے)

٨٩٥٣ـ عَنْ أَبِيْ زَيْدٍ عَمْرِو بْنِ أَخْطَبَ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: اسْتَسْقَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاءً فَأَتَيْتُهُ بِقَدْحٍ فِيْهِ مَاءٌ فَكَانَتْ فِيْهِ شَعَرَةٌ فَأَخَذْتُهَا فَقَالَ: اللّٰهُمَّ! جَمِّلْهُ قَالَ: فَرَأَيْتُهُ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعٍ وَتِسْعِيْنَ لَيْسَ فِي لِحْيَتِهِ شَعَرَةٌ بَيْضَاءُ. (رواه أحمد: ٢٢٣٧٤، والكبير إِلاَّ أَنَّهُ قَالَ: تِسْعُوْنَ سَنَةً)

٨٩٥٣ـ ''سیدنا ابو زید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے پانی طلب کیا تو میں آپ ﷺ کے پاس پیالے میں پانی لے کر حاضر ہوا۔ اس میں ایک بال تھا۔ وہ میں نے نکال دیا، پس آپ ﷺ نے دعا کی: یا اللہ! اس کو خوب صورت بنا دے۔ راوی نے کہا: میں نے ابو زید کو چورانوے سال کی عمر میں دیکھا تو ان کی داڑھی اور سر میں کوئی بال سفید نہیں تھا۔'' (احمد۔ الکبیر مگر مؤخر الذکر نے نوے سال کا ذکر کیا ہے)

(٨٩٥٢) طبرانی کبیر: ١٨/ ٩٥ـ وفیه ابراهیم بن محمد الهروی والد اسماعیل ولم اعرفه وبقیة رجاله ثقات و هیثمی: ١٦٠٠٧.
(٨٩٥٣) احمد: ٢٢٣٧٤ـ طبرانی کبیر الا انه قال ستون سنة اسناده حسن و هیثمی: ١٦٠١٩.

مناقب أبي أمامة وزيد بن صوحان وفروة بن هبيرة وعبد الله بن بسر والهرماس بن زياد والسائب بن يزيد رضي الله عنهم

سیدنا ابوامامہ، زید بن صوحان، فروہ بن ہبیرہ، عبداللہ بن بسر، ہرماس بن زیاد اور سائب بن یزید رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان

٨٩٥٤ــ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ: بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى بَاهِلَةَ فَأَتَيْتُهُمْ وَهُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَرَحَّبُوْا بِي وَأَكْرَمُوْنِي، وَقَالُوْا: تَعَالَ فَكُلْ، فَقُلْتُ: إِنِّي جِئْتُ لأَنْهَاكُمْ عَنْ هٰذَا الطَّعَامِ، وَأَنَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَتَيْتُكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِهِ، فَكَذَّبُوْنِي فَانْطَلَقْتُ وَزَبَرُوْنِي وَأَنَا جَائِعٌ ظَمْآنٌ، قَدْ نَزَلَ بِي جَهْدٌ شَدِيْدٌ فَنُمْتُ فَأُتِيْتُ فِي مَنَامِي بِشَرْبَةٍ مِنْ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ وَرَوَيْتُ وَعَظُمَ بَطْنِي، قَالَ الْقَوْمُ: أَتَاكُمْ رَجُلٌ مِنْ خِيَارِكُمْ وَأَشْرَافِكُمْ فَرَدَدْتُمُوْهُ، اذْهَبُوْا إِلَيْهِ وَأَطْعِمُوْهُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ مَا يَشْتَهِي، فَأَتَوْنِي بِالطَّعَامِ وَالشَّرَابِ، فَقُلْتُ: لاَحَاجَةَ لِي فِي طَعَامِكُمْ وَشَرَابِكُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَطْعَمَنِي وَسَقَانِي، فَانْظُرُوْا إِلَى الْحَالِ الَّتِي أَنَا عَلَيْهَا، فَنَظَرُوْا فَأَرَيْتُهُمْ بَطْنِي، فَأَسْلَمُوْا عَنْ آخِرِهِمْ. (للكبير: ٨٠٩٩)

٨٩٥٥ــ عَنْ عَلِيٍّ، رَفَعَهُ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ تَسْبِقُهُ بَعْضُ أَعْضَائِهِ إِلَى الْجَنَّةِ

٨٩٥٤۔ ''سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے بنو باھلہ کی طرف روانہ فرمایا۔ میں ان کے پاس گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے۔ انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرا اکرام کیا اور کہا: آیئے کھانا کھایئے۔

میں نے کہا: میں تو تمہیں اس کھانے سے منع کرنے آیا ہوں اور میں رسول اللہ ﷺ کا تمہاری طرف قاصد بن کر آیا ہوں تاکہ تم آپ ﷺ پر ایمان لاؤ۔ تو انہوں نے میری تکذیب کی اور بدکلامی کی۔ میں بھوکا اور پیاسا تھا۔ میں سویا تو خواب میں مجھے دودھ دیا گیا اور میں نے سیر ہو کر پیا اور میرا پیٹ بڑا ہو گیا۔ ان لوگوں نے آپس میں کہا: تمہارے پاس تمہارے اشراف میں سے ایک مرد آیا اور تم نے اس کی تردید کی ہے۔ جاکر اس کو کھانا پینا پہنچاؤ۔ جو اس کی اصل ضرورت ہے پوری کرو۔ وہ میرے پاس کھانا اور مشروب لے کر آئے تو میں نے کہا: مجھے تمہاری کھانے اور مشروب کی ضرورت نہیں رہی۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔ تم میری حالت دیکھ سکتے ہو جو اب میری حالت ہے۔ انہوں نے دیکھنا چاہا تو میں نے اپنا پیٹ دکھایا تو وہ سب ہی ایمان لے آئے۔'' (الکبیر)

٨٩٥٥۔ امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں، فرمایا: ''جس کو ایسا آدمی دیکھنا پسند ہو جس کے بعض اعضاء

(٨٩٥٤) طبرانی کبیر: ٨٠٩٩۔ باسنادین واسناد الاولیٰ حسن فیه ابو غالب وقد وثق و هیثمی: ١٦٠١٩.

(٨٩٥٥) موصلی: ٥١١۔ وفیه من لم اعرفهم و هیثمی: ١٦٠٩٣.

فَلْيَنْظُرْ إِلَى زَيْدَ بْنِ صُوْحَانَ. (رواه الموصلی: ۵۱۱، بخفی)

جنت میں داخل ہو چکے ہوں تو وہ زید بن صوحان رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔'' (الموصلی سند خفی)

۸۹۵۶ــــ عَنْ قُرَّةَ بْنِ هُبَيْرَةَ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّهُ كَانَ لَنَا أَرْبَابٌ وَرَبَّاتٌ نَعْبُدُهُنَّ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تَعَالَى، فَدَعَوْنَاهُنَّ فَلَمْ يُجِبْنَ، وَسَأَلْنَاهُنَّ فَلَمْ يُعْطِيْنَ، فَجِئْنَاكَ فَهُدْنَا فَنَحْنُ نَعْبُدُ اللّٰهَ، فَقَالَ ﷺ: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ رُزِقَ لُبًّا، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِلْبِسْنِي ثَوْبَيْنِ مِنْ ثِيَابِكَ قَدْ لَبِسْتَهُمَا، فَكَسَانِي، فَلَمَّا كَانَ بِالْمَوْقِفِ مَنْ عَرَفَاتٍ قَالَ ﷺ: أَعِدْ عَلَيَّ مَقَالَتَكَ، فَأَعَادَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ رُزِقَ لُبًّا. (للكبير: ۱۹/ ۳۳، براولم يسم)

۸۹۵۶۔''سیدنا قُرّہ بن ھبیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: ہمارے بہت سے رب تھے جن میں مذکر نام بھی تھے اور مؤنث بھی۔ ہم ان کی اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔ ہم ان کو پکارتے تو وہ ہمیں جواب نہیں تھے۔ ہم ان سے مدد مانگتے تو وہ ہمیں کچھ دیتے نہیں تھے۔ پھر ہم آپ ﷺ کے پاس آئے تو اللہ نے ہمیں ہدایت بخش دی تو اب ہم صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کامیاب ہوا جس کو عقل دی گئی۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ مجھے وہ لباس پہنائیں جو جوڑا آپ خود استعمال کر چکے ہوں تو آپ ﷺ نے مجھے وہ کپڑے دے دیے۔ جب ہم عرفات میں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے وہ الفاظ بیان کر تو میں نے ان کا اعادہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کامیاب ہوا جس کو عقل دی گئی ہو۔'' (الکبیر راوی کا نام مذکور نہیں)

۸۹۵۷ــــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ: وَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ عَلَى رَأْسِي فَقَالَ: يَعِيْشُ هٰذَا الْغُلَامُ قَرْنًا. فَعَاشَ مِائَةَ سَنَةً، وَكَانَ فِي وَجْهِهِ ثُؤْلُوْلٌ فَقَالَ: لَايَمُوْتُ حَتَّى يَذْهَبَ الثُّؤْلُوْلُ مِنْ وَجْهِهِ، فَلَمْ يَمُتْ حَتَّى ذَهَبَ الثُّؤْلُوْلُ مِنْ وَجْهِهِ. (للكبير والبزار)

۸۹۵۷۔''سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے سر پر نبی ﷺ نے ہاتھ رکھا اور فرمایا: یہ لڑکا ایک صدی تک زندہ رہے گا پس وہ سو سال زندہ رہا اور ان کے چہرے پر رسولیاں تھیں اور آپ ﷺ فرمایا: یہ فوت نہ ہوگا جب تک اس کے چہرے کی رسولیاں غائب نہ ہوں۔ پس وہ فوت نہ ہوا جب تک اس کے چہرے سے رسولیاں غائب نہ ہوئیں۔'' (الکبیر، البزار)

(۸۹۵۶) طبرانی کبیر: ۱۹/ ۳۳۔ وفیه راولم یسم وبقیة رجاله ثقات و هیثمی: ۶۱۰۴.

(۸۹۵۷) طبرانی کبیر، بزار، باختصار الثؤلول الا انه قال۔ رسول اللّٰه لیدرکن قرنا ورجال احد اسنادی البزار رجال الصحیح غیر الحسن بن ایوب الحجرمی وهو ثقة و هیثمی: ۱۶۱۱۹.

٨٩٥٨ـ الْهِرْمَاسِ بْنِ زِيَادٍ: وَفَدَأَبِي وَأَنَا مَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ أَبِي: ادْعُ اللّٰهَ لِي وَلِابْنِي. فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَبَايَعَهُ عَلَى الإِسْلاَمِ. (للأوسط بخفى)

٨٩٥٨ـ ''ہرماس بن زیاد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس گیا۔ میرے باپ نے آپ ﷺ سے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لیے اور میرے بیٹے کے لیے دعا کیجیے۔ پس آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے باپ سے اسلام کی شرائط کے ساتھ بیعت کی۔'' (اوسط سند مخفی ہے)

٨٩٥٩ـ عَنْ عَطَاءٍ مَوْلَى السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ: رَأَيْتُ مَوْلاَيَ السَّائِبَ بْنِ يَزِيْدَ لِحْيَتُهُ بَيْضَاءُ وَرَأْسُهُ أَسْوَدُ، فَقُلْتُ: يَامَوْلاَيَ! مَا لِرَأْسِكَ لاَ يَبْيَضُّ؟ فَقَالَ: لاَ يَبْيَضُّ رَأْسِي أَبَدًا، وَذٰلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَضَى وَأَنَا غُلاَمٌ أَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ، فَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُمْ فَرَدَدْتُّ عَلَيْهِ السَّلاَمَ مِنْ بَيْنِ الْغِلْمَانِ فَدَعَانِي فَقَالَ لِي: مَا اسْمُكَ؟ فَقُلْتُ: السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ أُخْتِ النَّمْرِ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِي قَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ، فَلاَيَبْيَضُّ مَوْضِعِ يَدِهِ أَبَدًا. (للكبير: ٦٦٩٣)

٨٩٥٩ـ ''عطا مولیٰ سائب بن یزید نے کہا: میں نے اپنے آقا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی داڑھی سفید دیکھی اور اس کا سر بالکل سیاہ تھا تو میں نے کہا: میرے آقا تمہارا سر کیوں سفید نہیں ہوتا؟ تو اس نے کہا: میرا سر کبھی سفید نہ ہو گا۔ یہ اس لیے کہ نبی ﷺ گذر رہے تھے۔ میں لڑکا ہی تھا اور لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ پس آپ نے سلام کہا تو لڑکوں میں سے صرف میں نے آپ ﷺ کے سلام کا جواب دیا تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: تیرا کیا نام ہے؟ میں نے کہا: سائب بن یزید بن اخت نمر۔ پس آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: اللہ تجھے برکت عطا کرے پس آپ ﷺ کے دست مبارک کی جگہ کبھی سفید نہ ہوگی۔'' (طبرانی)

مناقب حرملة بن زيد وحمزة بن عمرو وورقة بن نوفل والأحنف بن قيس

سیدنا حرملہ بن زید، حمزہ بن عمرو، ورقہ بن نوفل اور احنف بن قیس رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان

٨٩٦٠ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ حَرْمَلَةُ بْنُ زَيْدٍ فَجَلَسَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! الإِيْمَانُ هَاهُنَا،

٨٩٦٠ـ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا اور آپ ﷺ کے پاس حرملہ بن زید آئے اور انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایمان یہاں ہے اور اپنی زبان کی

(٨٩٥٨) طبراني اوسط، وفيه جماعة لم اعرفهم و هيثمي: ١٦١٤١.

(٨٩٥٩) طبراني كبير: ٦٦٩٣ـ كان وسط راس السائب الخ...... ورجال الكبير رجال الصحيح غير عطاء مولى سائب وهو ثقة ورجال الصغير والاوسط ثقات و هيثمي: ١٦١٤٥.

(٨٩٦٠) طبراني كبير: ٣٤٧٥ـ ورجاله رجال الصحيح و هيثمي: ١٦١٤٧.

وَأَشَارَإِلَى لِسَانِهِ، وَالنِّفَاقُ هَاهُنَا، وَأَشَارَإِلَى صَـدْرِهِ، وَلاَ نَـذْكُـرُاللّٰهَ إِلاَّ قَلِيْلاً، فَسَكَتَ عَنْهُ ﷺ، فَـرَدَّدَعَلَيْهِ ذٰلِكَ حَرْمَلَةُ، فَأَخَذَ ﷺ بِـطَرْفِ لِسَانِ حَرْمَلَةَ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَهُ لِسَـانًـا صَـادِقًـا وَقَلْبًا شَاكِرًا وَارْزُقْهُ حُبِّي وَحُـبَّ مَـنْ يُـحِبُّنِي وَصَيِّرْأَمْرَهُ إِلَى الْخَيْرِ، فَـقَـالَ حَرْمَلَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي إِخْوَانًا مُنَافِقِيْنَ كُنْتُ فِيْهِمْ رَأْساً، أَلاَ أَدُلُّكَ عَلَيْهِمْ؟ فَقَالَ ﷺ: مَـنْ جَاءَ نَا كَمَاجِئْتَنَا اسْتَغْفَرْنَا لَهُ كَـمَـا اسْتَـغْـفَرْنَا لَكَ، وَمَنْ أَصَرَّعَلَى دِيْنِهِ فَـاللّٰهُ أَوْلَى بِهِ وَلاَ تُخْرِقْ عَلَى أَحَدٍ سِتْرًا. (للكبير: ٣٤٧٥)

طرف اشارہ کیا اور کہا: نفاق یہاں ہے اور اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا۔ ہم اللہ تعالیٰ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔ پس آپ ﷺ اس کو جواب دینے سے خاموش رہے تو حرملہ نے اپنا قول دوسری بار عرض کیا تو آپ ﷺ نے اس کی ایک طرف کو پکڑ کر دعا کی: یا اللہ! حرملہ کو سچی زبان اور شکر کرنے والا دل عطا کر اور اس کو میری محبت عطا کر اور اس شخص کی محبت عطا کر جو میرے ساتھ محبت کرتا ہے اور اس کا انجام بہتر کر دے۔

حرملہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے کچھ منافق بھائی ہیں جن کا میں سردار تھا کیا میں آپ ﷺ کو بتا دوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: جو ہمارے پاس آئے گا جیسے تو آیا ہے تو ہم اس کے لیے مغفرت طلب کریں گے جیسے تیرے لیے مغفرت طلب کی ہے اور جو اپنے دین پر مصر رہا تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور تو کسی کا پردہ چاک نہ کر۔'' (الکبیر)

٨٩٦١ـ عَـنْ حَـمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الأَسْلَمِيِّ: أَسْـرَيْـنَـا فِـي سَـفَرٍمَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِـي لَيْلَةٍ ظَـلْمَاءَ، فَأَضَاءَ تْ أَصَـابِعِي حَتَّى جَمَعُوْا عَلَيْهَا ظَهْرَهُمْ وَمَا سَقَطَ مِنْ مَتَاعِهِمْ. وَإِنَّ أَصَابِعِي لَتُنِيْرُ. (للكبير: ٢٩٩٠، بلين)

٨٩٦١۔ ''سیدنا حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ تاریک رات میں چل رہے تھے کہ اچانک میری انگلی روشن ہوگئی اور لوگوں نے اپنی سواریاں روشنی میں جمع کیں اور ان کے سامان میں سے کوئی چیز بھی نہیں گری تھی اور میری انگلی روشنی دیتی رہی۔'' (الکبیر سند کمزور ہے)

٨٩٦٢ـ عَنْ عَائِشَةَ، رَفَعَتْهُ: لاَ تَسُبُّوْا وَرَقَةَ فَإِنِّي رَأَيْتُ لَهُ جَنَّةً أَوْ جَنَّتَيْنِ. (رواه البزار: ٢٧٥١)

٨٩٦٢۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوعاً روایت کرتی ہیں، فرمایا: ''ورقہ کو بدی سے یاد مت کرنا، میں نے اس کے لیے ایک جنت یا دو جنتیں دیکھی ہیں۔'' (البزار)

انتباہ:...... صحیح بخاری میں وحی کی ابتداء کے باب سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ ورقہ ایمان لانے کا جذبہ رکھتے تھے۔

(٨٩٦١) طبراني كبير: ٢٩٩٠ـ ورجاله ثقات، وفي كثير بن زيد خلاف و هيثمي: ١٦١٥٣.

(٨٩٦٢) بزار: ٢٧٥١ـ متصلا و مرسلا وزاد في المرسل ـ كان بين اخي ورقة وبين رجال كلام فوقع الرجل في ورقة ليغضبه والباقي بنحوه ورجال المسند والمرسل رجال الصحيح و هيثمي: ١٦١٧٥.

٨٩٦٣ــ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ فَقَالَ: يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أُمَّةً وَحْدَهُ. (للكبير: ٢٤/ ٨٢)

۸۹۶۳۔ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے ورقہ بن نوفل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ قیامت کے دن تنہا ایک امت بنا کر اٹھایا جائے گا۔'' (الکبیر)

٨٩٦٤ـ عَنْ جَابِرٍ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ أَبِي طَالِبَ هَلْ تَنْفَعهُ نُبُوَّتُكَ؟ قَالَ نَعَمْ أَخْرَجْتُهُ مِنْ غَمَرَاتِ جَهَنَّمَ إِلَى ضَحْضَاحٍ مِنْهَا، وَسُئِلَ عَنْ خَدِيْجَةَ لِأَنَّهَا مَاتَتْ قَبْلَ الْفَرَائِضِ وَأَحْكَامِ الْقُرْآنِ، فَقَالَ: أَبْصَرْتُهَا عَلَى نَهْرٍ مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ فِي بَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ لاَ صَخَبَ فِيْهِ وَلاَ نَصَبَ، وَسُئِلَ عَنْ وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ فَقَالَ: أَبْصَرْتُهُ فِي بُطْنَانِ الْجَنَّةِ عَلَيْهِ سُنْدُسٌ، وَسُئِلَ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ فَقَالَ: يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أُمَّةٌ وَحْدَهُ بَيْنِي وَبَيْنَ عِيْسَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ. (رواه الموصلي: ٢٠٤٧)

۸۹۶۴۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ سے ابوطالب کے بارے میں پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کی نبوّت سے اس کو کچھ فائدہ ہوا؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں میں نے اس کو گہرے جہنم سے نکال کر تھوڑی سی آگ پر لا چھوڑا اور آپ ﷺ سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ فرائض اور احکام کے نزول سے پہلے فوت ہوئی ہیں؟ فرمایا: میں نے اس کو جنت کے دریا کے کنارے پر ایسے محل میں دیکھا ہے جس میں نہ دکھ تکلیف ہے اور نہ شور غل ہے اور ورقہ بن نوفل کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں نے اس کو جنت کے درمیان سفید ریشمی لباس میں دیکھا ہے اور زید بن عمرو بن نفیل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ قیامت کے دن ایک امت کے طور پر اٹھائے جائیں گے۔ وہ میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان آئے تھے۔'' (الموصلی)

انتباہ:...... سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا والی بات، ابوطالب والی بات، ورقہ اور زید بن عمرو والی بات کی صحیح احادیث سے تائید ہوتی ہے جو کہ بخاری اور مسلم میں ہیں۔ (گوندلوی)

٨٩٦٥ــ عَنِ الأَحْنَفِ قَالَ: بَيْنَمَا أَطُوْفُ بِالْبَيْتِ إِذْ لَقِيَنِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ فَقَالَ: أَلاَ أُبَشِّرُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلَى قَالَ: أَتَذْكُرُ إِذْ

۸۹۶۵۔ ''احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ اور میری ملاقات بنوسُلیم کے ایک مرد سے ہوئی تو اس نے کہا: کیا میں تجھے بشارت دوں؟ میں نے کہا: جی ہاں: اس

(٨٩٦٣) طبراني كبير: ٢٤/ ٨٢ـ ورجاله رجال الصحيح و هيثمي: ١٦١٧٦.

(٨٩٦٤) موصلي: ٢٠٤٧ـ وفيه مجاله وهذا مما مدح من حديثه وبقية رجاله رجال الصحيح و هيثمي: ١٦١٧٧.

(٨٩٦٥) احمد: ٢٢٦٥٠ـ طبراني، ورجال احمد رجال الصحيح غير علي بن زيد وهو حسن الحديث و هيثمي: ١٦١٩١.

بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى قَوْمِكَ بَنِي سَعْدٍ أَدْعُوْهُمْ إِلَى الإِسْلاَمِ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: أَنْتَ وَاللّٰهِ! مَا قَالَ إِلاَّ خَيْرًا وَلاَأَسْمَعُ إِلاَّ حُسْناً فَإِنِّي رَجَعْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمَقَالَتِكَ، قَالَ: اللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِلأَحْنَفِ، قَالَ: فَمَا أَنَا بِشَيْءٍ أَرْجَى مِنِّيْ لَهَا. (رواه أحمد: ٢٢٦٥٠، والكبير)

نے کہا: کیا تجھے یاد ہے جب مجھے رسول اللہ ﷺ نے تیری قوم کی طرف روانہ کیا جو بنو سعد قبیلہ ہے اور میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی تھی اور تو نے کہا تھا: اللہ کی قسم! وہ اچھی بات کہتے ہیں اور میں نے ان سے جو سنا بہت بہتر سنا ہے۔ میں واپس گیا اور میں نے آپ ﷺ کو تیری بات کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! احنف بن قیس کی مغفرت کر دے پس جتنی اس دعا سے مجھے بہتری کی امید ہے کسی عمل سے اتنی امید نہیں ہے۔'' (احمد الکبیر)

مناقب خديجة بنت خويلد وفاطمة وعائشة وصفية وسودة وأسماء بنت أبي بكر وأم حرام وأم سليم وهند بنت عتبة رضي الله عنهن

ام المؤمنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد، سیدہ فاطمہ، ام المؤمنین عائشہ، ام المؤمنین صفیہ، سیدہ سودہ، اسماء بنت ابی بکر، ام حرام، ام سلیم اور ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہن کے فضائل کا بیان

٨٩٦٦ـ عَنْ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى: أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَشَّرَ خَدِيْجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ: نَعَمْ بَشَّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لاَ صَخَبَ فِيْهِ وَلاَ نَصَبَ. (رواه مسلم: ٢٤٣٣)

٨٩٦٦۔ ''اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن اوفی سے پوچھا: کیا نبی ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں مکان کی بشارت دی ہے؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے ان کو بشارت دی جنت میں ایسے گھر کی جو موتی کا بنایا گیا ہے جس میں نہ شور وغل ہے اور نہ کوئی تکلیف ہے۔'' (الشیخان)

٨٩٦٧ـ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيْجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ يَقْطَعُهَا أَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ

٨٩٦٧۔ ''ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: مجھے نبی کریم ﷺ کی کسی بیوی پر اتنی غیرت نہیں آئی جتنی مجھے خدیجہ پر آئی ہے اور میں نے ان کو دیکھا بھی نہیں ہے لیکن آپ ﷺ ان کا بکثرت ذکر فرماتے تھے۔ بعض اوقات بکری ذبح کرتے پھر اس کا گوشت بناتے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجتے اور کبھی میں کہہ دیتی: گویا خدیجہ کے علاوہ دنیا میں کوئی

(٨٩٦٦) مسلم: ٢٤٣٣۔ بخاری: ١٧٩٢۔ احمد: ١٨٦٦٢.

(٨٩٦٧) بخاری: ٣٨١٨۔ مسلم: ٢٤٣٥۔ ترمذی: ٢٠١٧۔ ابن ماجه: ١٩٩٧۔ احمد: ٢٥١٣٠.

إِلَّا خَدِيْجَةُ فَيَقُوْلُ إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ. (رواه البخاري: ٣٨١٨)

بھی عورت نہیں ہے؟ تو آپ ﷺ فرماتے: وہ کامل ترین خاتون تھیں اور اپنی مثال آپ تھیں اور اس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد بھی عطا کی ہے۔

٨٩٦٨ــــ وَفِي رِوَايَةٍ: وَتَزَوَّجَنِي بَعْدَهَا بِثَلَاثِ سِنِيْنَ. (رواه البخاري: ٣٨١٧)

٨٩٦٨۔ ''ایک روایت میں کہ آپ ﷺ نے میرے ساتھ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تین سال بعد نکاح کیا۔''

٨٩٦٩ــــ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: اسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أُخْتُ خَدِيْجَةَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيْجَةَ فَارْتَاعَ لِذٰلِكَ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ هَالَةَ قَالَتْ: فَغِرْتُ فَقُلْتُ: مَا تَذْكُرُمِنْ عَجُوْزٍمِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ حَمْرَاءِ الشِّدْقَيْنِ هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ، قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهَا. (رواه البخاري: ٣٨٢١)

٨٩٦٩۔ ''ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی ''وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں'' تو آپ ﷺ کا خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انداز اجازت معلوم ہوا تو آپ ﷺ فرحت میں آ گئے اور فرمایا: یا اللہ! یہ ہالہ بنت خویلد ہے۔ تو مجھے بہت غیرت آئی اور میں نے کہا: آپ ﷺ ایک بوڑھی عورت کو یاد کرتے رہتے ہیں جو سرخ جبڑوں والی کب کی فوت ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے میں آپ کو نعم البدل دے دیا ہے۔'' (الشیخان۔الترمذی)

٨٩٧٠ــــ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ: مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَخَدِيْجَةَ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ. (رواه الترمذي: ٣٨٧٨)

٨٩٧٠۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ساری دنیا میں سے کامل خواتین مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا، خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا، فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ اور آسیہ زوجہ فرعون ہیں۔''

شرح: ......ان احادیث سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب آشکارا ہوتے ہیں۔ اس بارے میں اختلاف ہے کون افضل ہے۔ سیدہ خدیجہ یا سیدہ عائشہ یا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن۔ ان میں مطابقت یوں بیان کی جاتی ہے ان میں سے جس کے جو فضائل بیان ہوئے ہیں وہ سب مدنظر رکھے جائیں اور خاموشی اختیار کی جائے۔

مگر چند خوبیاں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا میں وہ ہیں جن میں آپ کی دوسری کوئی بھی رفیقہ حیات شریک نہیں۔ ایک یہ کہ

(٨٩٦٩) بخاری: ٣٨٢١۔ مسلم: ٢٤٣٢۔ احمد: ٧١١٦.

(٨٩٧٠) ترمذی: ٣٨٧٨۔ صحیح (البانی): ٣٠٥٣.

نبی ﷺ نے ان کی زندگی میں کسی اور عورت سے شادی نہیں کی۔ آپ کی ازدواجی زندگی کے تقریباً (۳۸) برس بنتے ہیں۔ ان میں سے پچیس برس آپ نے صرف سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی میں گزارے ہیں۔ اس سے نبی ﷺ کا ان سے دلی محبت کا اور عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ اس میں آپ کے دل کو سکون رہا ہے نہ کسی سوکن کی غیرت کا اندیشہ، نہ کوئی اور فکر تھی۔ پھر ایک ان کی یہ خوبی ہے کہ اس امت کی ساری خواتین میں سے سب سے پہلے یہ ایمان لائیں تو یہ خواتین کے لیے ایمان لانے کا نمونہ ہیں ان کے بعد جو بھی خاتون مسلمان ہوئی انہیں اس کے ثواب کا حصہ ملے گا۔

ان احادیث سے مزید یہ ثابت ہوا کہ عہد اچھا رکھا جائے۔ محبت کی حفاظت کی جائے، زندگی کے ساتھی کی زندگی میں اور موت کے بعد اس کی حرمت کا خیال رکھا جائے اور ساتھی کی خوبیوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔

(فتح الباری: ۷/ ۱۳۷)

۸۹۷۱ـ عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ التَّيْمِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِي عَلَى عَائِشَةَ فَسُئِلَتْ أَيُّ النَّاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: فَاطِمَةُ، فَقِيْلَ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَتْ: زَوْجُهَا، إِنْ كَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّاماً.

(رواه الترمذی: ۳۸۷٤)

۸۹۷۱۔ ''جمیع بن عمیر تیمی کہتے ہیں: میں اپنی پھوپھی کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، تو ان سے پوچھا گیا: سب لوگوں سے زیادہ محبوب آپ ﷺ کو کون تھا؟ تو انہوں نے کہا: فاطمہ۔ کہا گیا: مردوں میں سے محبوب ترین کون تھا؟ تو انہوں نے کہا: فاطمہ رضی اللہ عنہا کا خاوند۔ جہاں تک مجھے علم ہے وہ راتوں کو بیدار رہنے والا اور روزہ رکھنے والا تھا۔''

۸۹۷۲ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَهُ لَمْ يُغَادِرْ مِنْهُنَّ وَاحِدَةٌ فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي مَا تُخْطِئُ مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ بِهَا فَقَالَ: مَرْحَبًا بِابْنَتِي، ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا، فَلَمَّا رَأَى جَزَعَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ، فَضَحِكَتْ، فَقُلْتُ لَهَا: خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ

۸۹۷۲۔ ''ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تمام ازواج آپ کے پاس جمع تھیں۔ کوئی غیر حاضر نہ تھی۔ اتنے میں فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں۔ وہ چلتی تو اس کی چال ہر طرح سے رسول اللہ ﷺ کی چال کے مشابہ ہوتی تھی کہ کچھ بھی کمی بیشی نہ ہوتی تھی۔

جب اس کو آپ نے آتے دیکھا تو اس کو مرحبا کہا اور فرمایا: میری بیٹی کو آنا مبارک ہو، پھر اپنے دائیں یا بائیں طرف بٹھایا، پھر اس سے پوشیدہ بات کی تو وہ رو دیں اور بہت روئیں۔ جب اس کی یہ پریشانی دیکھی تو اس سے پھر مخفی بات کی اور وہ

(۸۹۷۱) ترمذی: ۳۸۷٤۔ منکر (البانی): ۸۱٤.

(۸۹۷۲) مسلم: ۲٤٥٠۔ بخاری: ۳٦۲٤۔ ترمذی: ۳۸۷۲۔ ابن ماجه: ۱٦۲۱۔ احمد: ۲٥٥٠۱.

بِالسِّرَارِ، ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِيْنَ، فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَأَلْتُهَا مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: مَاكُنْتُ أُفْشِي عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِرَّهُ، قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا حَدَّثْتِنِي مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: أَمَّا الآنَ فَنَعَمْ أَمَّا حِيْنَ سَارَّنِي فِي الْمَرَّةِ الأُوْلَى فَأَخْبَرَنِي أَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً أَوْمَرَّتَيْنِ وَإِنَّهُ عَارَضَهُ الآنَ مَرَّتَيْنِ وَإِنِّي لاَ أُرَى الأَجَلَ إِلاَّ قَدِ اقْتَرَبَ، فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي فَإِنَّهُ نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ، قَالَتْ: فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِي رَأَيْتِ، فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَّنِي الثَّانِيَةَ، فَقَالَ: يَا فَاطِمَةُ! أَمَا تَرْضَيْ أَنْ تَكُوْنِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْسَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الأُمَّةِ، قَالَتْ: فَضَحِكْتُ ضَحِكِي الَّذِي رَأَيْتِ. (رواه مسلم: ٢٤٥٠)

اس وقت ہنسنے لگیں۔ میں نے اس سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کے درمیان سے مخفی بات بتانے کے لیے تجھے مخصوص کیا اور تو پھر بھی روتی ہے؟

جب رسول اللہ ﷺ محفل سے تشریف لے گئے تو میں نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش کرنے والی نہیں ہوں۔

جب آپ فوت ہوگئے تو میں نے کہا: تیرے اوپر میرا جو حق ہے اس کے واسطے سے میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ ضرور بتا کہ تجھے رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا: اب تو بتا سکتی ہوں۔ آپ نے اول مرتبہ جو مخفی طور پر فرمایا وہ مجھے یہ خبر دی تھی کہ جبریل علیہ السلام سال میں ایک یا دو بار قرآن میرے ساتھ تکرار کرتے تھے اور اس سال میں دو مرتبہ تکرار کیا ہے اور میں اپنی موت کا وقت قریب سمجھتا ہوں۔ پس اللہ سے ڈرتے رہنا اور صبر کرنا۔ میں تیرے لیے اچھے آگے جانے والوں میں سے ہوں۔ تو میں روئی جیسا تم نے دیکھا۔ جب میری یہ عجز و نیاز اور گریہ و زاری دیکھی تو آپ نے دوسری مرتبہ میرے ساتھ مخفی بات کی اور فرمایا: اے فاطمہ! کیا تو راضی نہ ہوگی کہ تو مومنوں کی خواتین یا اس امت کی خواتین سب کی سردار ہوگی تو میں ہنس دی جیسا تم نے دیکھا۔

٨٩٧٣۔ وَفِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِهِ يَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ. (رواه البخاري: ٤٤٣٤)

٨٩٧٣۔ ''ایک روایت میں ہے: پھر میرے ساتھ جو مخفی بات کی وہ یہ تھی کہ میرے اہل میں سے سب سے پہلے میرے پاس آ پہنچے گی تو میں ہنس دی۔''

٨٩٧٤۔ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ أَلاَ تَرْضَيْنَ أَنْ

٨٩٧٤۔ ''اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(٨٩٧٣) بخاری: ٤٤٣٤۔ مسلم: ٢٤٥٠۔ ترمذی: ٣٨٧٢۔ ابن ماجه: ١٦٢١۔ احمد: ٢٥٥٠١.

(٨٩٧٤) مسلم: ٢٤٥٠۔ بخاری: ٣٦٢٤۔ ترمذی: ٣٨٧٢۔ ابن ماجه: ١٦٢١۔ احمد: ٢٥٨٧٤.

تَكُوْنِي سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْ سَيِّدَةُ نِسَاءِ هٰـذِهِ الأُمَّةِ فَضَحِكْتُ لِذٰلِكَ. (رواه مسلم: ٢٤٥٠)

فرمایا: کیا تو راضی نہیں ہو گی کہ تو جنت کی تمام خواتین کی سردار ہو گی یا (فرمایا:) اس امت کی خواتین کی، تو میں ہنس دی۔'' (الشیخان)

٨٩٧٥ــــ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ نَحْوَهُ، وَفِيْهِ: ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنِّي سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلاَّ مَرْيَمَ ابْنَةَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ. (رواه الترمذي: ٣٨٧٣)

٨٩٧٥۔''ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اسی کی مثل منقول ہے اور اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے مجھے خبر دی کہ تو مریم بنت عمران کے علاوہ جنت کی تمام خواتین کی سردار ہو گی، تو میں ہنس دی (رضوان اللہ علیہا)۔''

انتباہ: ......اوپر ہم نے بتایا ہے کہ جیسے جیسے فضائل ان عظیم خواتین کے بیان ہوئے ہیں انہیں قبول کیا جائے اور ایک دوسری پر برتری سے خاموشی اختیار کی جائے۔

نبی ﷺ کی دیگر بیٹیاں بھی عظمت کا پیکر تھیں۔ لیکن فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے نیک کارناموں کی وجہ سے ان میں سے نمایاں ہیں۔ (فتح الباری: ۷/ ۱۰۶)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بعثت سے پہلے پیدا ہوئی تھیں اور ہجرت کے بعد ۲ھ میں جنگ بدر کے بعد ان سے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے شادی کی۔ ۱۱ھ میں نبی ﷺ کی وفات سے چھ ماہ بعد وفات پا گئیں۔ عمر (۲۴) برس تھی۔ (فتح الباری: ۷/ ۱۰۵)

٨٩٧٦ــــ عَنْ أَبِي مُوْسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلاَّ آسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ. (رواه البخاري: ٣٤١١)

٨٩٧٦۔''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں میں سے تو بہت سے افراد درجہ کمال کو پہنچے ہیں مگر عورتوں میں سے فرعون کی بیوی آسیہ اور عمران کی بیٹی مریم ہی کامل ہوئی ہیں۔ اور عائشہ کی فضیلت دیگر خواتین پر ایسی ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر فضیلت ہوتی ہے۔'' (بخاری)

٨٩٧٧۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا: يَا عَائِشُ! هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ

٨٩٧٧۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا: ''اے عائش (عائشہ) یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں اور

(٨٩٧٥) ترمذي: ٣٨٧٣۔ لم اجده في الصحيح ولا في الضعيف عند الالباني.

(٨٩٧٦) بخاري: ٣٤١١۔ مسلم: ٢٤٣١۔ ترمذي: ٢٨٣٤۔ نسائي: ٣٩٧٤۔ ابن ماجه: ٣٢٨٠۔ احمد: ١٩١٦٩.

(٨٩٧٧) بخاري: ٣٧٦٨۔ مسلم: ٢٤٤٧۔ ابو داؤد: ٥٢٣٢۔ ترمذي: ٣٨٨١۔ نسائي: ٣٩٥٣۔ ابن ماجه: ٣٦٩٦۔ احمد: ٢٥٢١٨.

السَّلَامَ، فَقُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، تَرَى مَا لَا أَرَى تُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ. (رواه البخاري: ٣٧٦٨)

یہ تجھے سلام کہتے ہیں، میں نے کہا: ان پر بھی سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ آپ انہیں دیکھتے ہیں اور میں نہیں دیکھ رہی۔'' (بخاری)

٨٩٧٨۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى قَالَ: مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا۔ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ حَدِيْثٌ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا. (رواه الترمذي: ٣٨٨٣)

٨٩٧٨۔ ''سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب ہم اصحاب رسول ﷺ پر کوئی حدیث مشکل ہو جاتی تو ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھتے تو ان کے پاس اس کا علم موجود پاتے تھے۔''

٨٩٧٩۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ غَالِبٍ أَنَّ رَجُلًا نَالَ مِنْ عَائِشَةَ عِنْدَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ فَقَالَ: أَغْرِبْ مَقْبُوْحًا مَنْبُوْحًا أَتُؤْذِي حَبِيْبَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (رواه الترمذي: ٣٨٨٨)

٨٩٧٩۔ ''عمرو بن غالب بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے سامنے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو نازیبا الفاظ کے ساتھ ذکر کیا تو عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: دفع ہو جا بدنما بھونکنے والے، تو رسول اللہ ﷺ کی محبوبہ کو ایذ پہنچا رہا ہے۔''

٨٩٨٠۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيْهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْآخَرُ أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ قَدْ عَلِمُوْا حُبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَائِشَةَ، فَإِذَا كَانَتْ عِنْدَ أَحَدِهِمْ هَدِيَّةٌ يُرِيْدُ أَنْ يَهْدِيَهَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَخَّرَهَا حَتَّى إِذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ بَعَثَ صَاحِبُ الْهَدِيَّةِ بِهَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ فَكَلَّمَ

٨٩٨٠۔ ''ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نبی کریم ﷺ کی ازواج دو جماعتوں میں تقسیم تھیں۔ ایک جماعت میں سیدہ عائشہ، حفصہ اور سودہ رضی اللہ عنہن تھیں اور دوسری جماعت میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور دیگر تمام ازواج مطہرات تھیں۔ مسلمانوں کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی محبت کا علم تھا تو جس کے پاس ہدیہ ہوتا وہ اپنا ہدیہ آپ کے سامنے اس وقت پیش کرتا جب آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آ جاتے تھے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی جماعت نے ام سلمہ سے کہا تو رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کر کہ آپ اپنی جس بیوی کے گھر میں ہوں اسی میں ہدیہ پیش کر دیا جائے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا ذکر کر دیا

(٨٩٧٨) ترمذی: ٣٨٨٣۔ صحیح (البانی): ٣٠٤٤.

(٨٩٧٩) ترمذی: ٣٨٨٨۔ ضعیف الاسناد: ٨١٥.

(٨٩٨٠) بخاری: ٢٥٨١۔ مسلم: ٢٤٤١۔ ترمذی: ٣٨٧٩۔ نسائی: ٣٩٥٠۔ احمد: ٢٥٩٧٣.

حِـزْبُ أُمِّ سَـلَـمَةَ فَـقُـلْـنَ لَهَا: كَلِّمِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُـكَـلِّـمُ النَّاسَ، فَيَقُوْلُ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَهْـدِيَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هَـدِيَّةً فَلْيَهْدِهِ إِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ مِنْ بُيُوْتِ نِسَائِهِ، فَكَلَّمَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ بِـمَا قُلْنَ فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئًا، فَسَأَلْنَهَا، فَقَالَتْ: مَـا قَـالَ لِـي شَيْـئًا، فَقُلْنَ لَهَا: فَكَلِّمِيْهِ قَالَتْ: فَكَلَّمْتُهُ حِيْنَ دَارَإِلَيْهَا أَيْضًا فَلَم يَقُلْ لَهَا شَيْئًا، فَسَـأَلْنَهَا، فَقَالَتْ: مَا قَالَ لِي شَيْئًا، فَقُلْنَ لَهَا: كَـلِّمِيْهِ حَتَّى يُكَلِّمَكِ فَدَارَإِلَيْهَا فَكَلَّمَتْهُ، فَقَالَ لَهَـا: لاَتُـؤْذِيْـنِـي فِـي عَائِشَةَ، فَإِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَـأْتِـنِي وَأَنَا فِي ثَوْبِ امْرَأَةٍ إِلاَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ: فَـقَالَتْ: أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ مِنْ أَذَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ثُـمَّ إِنَّهُـنَّ دَعَـوْنَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَقُوْلُ إِنَّ نِسَاءَكَ يَـنْشُدْنَكَ اللّٰهَ الْعَدْلَ فِي بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ فَكَلَّمَتْهُ فَـقَـالَ: يَا بُنَيَّةَ أَلاَ تُحِبِّيْنَ مَا أُحِبُّ؟ قَالَتْ: بَلَى فَـرَجَعَتْ إِلَيْهِنَّ فَأَخْبَرَتْهُنَّ فَقُلْنَ: ارْجِعِي إِلَيْهِ فَأَبَتْ أَنْ تَرْجِعَ، فَأَرْسَلْنَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ فَـأَتَتْـهُ فَـأَغْلَظَتْ وَقَالَتْ: إِنَّ نِسَاءَكَ يَنْشُدْنَكَ الـلّٰهَ الْعَدْلَ فِي بِنْتِ ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ، فَرَفَعَتْ صَـوْتَهَـا حَتَّـى تَـنَـاوَلَتْ عَائِشَةَ وَهِيَ قَاعِدَةٌ فَسَبَّتْهَـا حَتَّـى إِنَّ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيَـنْـظُرُ إِلَى عَـائِشَةَ هَـلْ تَكَلَّمَ، قَالَ: فَتَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ تَرُدُّ عَـلَـى زَيْـنَـبَ حَتَّـى أَسْكَتَتْهَا، قَالَتْ: فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَـى عَـائِشَةَ وَقَـالَ: إِنَّهَـا بِنْتُ أَبِي

جب آپ ﷺ ان کے گھر میں آئے۔ آپ خاموش ہو گئے اور کچھ بھی نہ کہا: دیگر امہات نے پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے تو گفتگو کر دی تھی مگر آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا تو ان سب نے کہا: رسول اللہ ﷺ سے پھر بات کرو یہاں تک کہ آپ تجھے کوئی بات بتائیں۔ جب آپ ام سلمہ کے پاس آئے تو انہوں نے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مجھے ایذا نہ پہچاؤ۔ وحی میرے پاس عائشہ کے سوا کسی بیوی کے بستر پر نہیں آتی۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ آپ کو اذیت پہنچانے سے میں اللہ کی پناہ طلب کرتی ہو۔

پھر ان ازواج مطہرات نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور آپ کی خدمت میں روانہ کیا کہ ابوبکر کی بیٹی کے بارے میں آپ کی دیگر ازواج عدل کا سوال کرتی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بیٹی! کیا تو اس سے محبت نہیں کرتی جس سے میں محبت کرتا ہوں تو انہوں نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول! اور وہ واپس چلی گئیں اور سب کو اطلاع دیدی تو انہوں نے کہا: فاطمہ تم پھر جاؤ۔ انہوں نے دوبارہ جانے سے انکار کر دیا۔

پھر انہوں نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو روانہ کیا تو انہوں نے بڑی شدت سے بات کی اور کہا: آپ کی ازواج ابوقحافہ کی بیٹی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتی ہیں۔ انہوں نے بلند آواز سے تین بار کہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا وہاں موجود تھیں اور ان کو بھی کہدیا۔ پھر نبی ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھا تو انہوں نے زینب رضی اللہ عنہا کو جواب دیا اور خاموش کرادیا اور نبی ﷺ نے عائشہ کی طرف دیکھ کر فرمایا: یہ ابوبکر کی بیٹی ہے۔''

بَكْرٍ . (رواه البخاري: ٢٥٨١)

٨٩٨١ــــ وَفِـيْ رِوَايَةٍ: فَـأَرْسَـلَ أَزْوَاجُ الـنَّبِيِّ ﷺ زَيْـنَـبَ بِـنْـتَ جَحْـشٍ- زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ- وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِيْنِي مِنْهُنَّ فِي الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ أَرَ امْرَأَةً قَـطُّ خَيْـرًا فِـي الـدِّيْنِ مِنْ زَيْنَبَ وَأَتْقَى لِلّٰهِ وَأَصْـدَقَ حَـدِيْثًـا وَأَوْصَـلَ لِلرَّحِمِ وَأَعْظَمَ صَـدَقَةً وَأَشَـدَّ ابْتِـذَالاً لِـنَـفْسِهَا فِي الْعَمَلِ الَّـذِي تَـصَدَّقُ بِهِ وَتَقَرَّبُ بِهِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى مَـا عَـدَا سُـوْرَـةً مِنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِيْهَا تُسْرِعُ مِنْهَا الْفِيْئَةَ' بِنَحْوِهِ . (رواه مسلم: ٢٤٤٢)

٨٩٨١۔ ’’ایک روایت میں ہے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ امہات المومنین نے اس کے بعد زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو روانہ کیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں مرتبے میں میرے مد مقابل تھیں۔ میں نے ان سے بہتر عورت نہیں دیکھی جو دین میں زینب کی مثل ہو اور اللہ سے بہت ڈرنے والی، بات میں سچی اور صلہ رحمی کرنے والی خاتون تھیں، ہاتھ سے کام کرتیں اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتیں۔ صرف طبیعت میں تیزی تھی لیکن بہت جلدی رجوع کر لیتی تھیں۔‘‘ (الشیخان، الترمذی، النسائی)

٨٩٨٢ــ عَـنْ عُـرْوَةَ: مَا رَأَيْتُ امْرَأَةً أَعْلَمَ بِـطِـبٍّ وَلاَ فِـقْــهٍ وَلاَ شِـعْرٍ مِنْ عَـائِشَةَ . (للكبير: ٢٣/ ١٨٢)

٨٩٨٢۔ ’’عروہ روایت کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے علم طب، فقہ اور شعر میں بڑھ کر کسی عورت کو نہیں دیکھا۔‘‘

٨٩٨٣ــ عَنِ الزُّهْرِيِّ' أَرْسَلَهُ: لَوْ جُمِعَ عِلْمُ نِسَـاءِ هٰـذِهِ الأُمَّةِ فِيْهِـنَّ أَزْوَاجُ النَّبِـيِّ ﷺ كَـانَـتْ عَائِشَةُ أَكْثَرُ مِنْ عِلْمِهِنَّ . (للكبير: ٢٣/ ١٨٤)

٨٩٨٣۔ ’’زہری مرسل روایت کرتے ہیں کہ اگر تمام امت کی خواتین کا علم جمع کیا جائے اور تما ازواج مطہرات کا تو بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم زیادہ ہوگا۔‘‘

شرح:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عبداللہ تھی۔ ان کی اولاد نہ تھی، بھانجے کے نام پر کنیت رکھی تھی۔

یہ ہجرت سے آٹھ برس پہلے پیدا ہوئیں۔ جب نبی ﷺ فوت ہوئے تو ان کی عمر (١٨) برس تھی۔ آپ کے بعد تقریباً (٥٠) برس زندہ رہیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ٥٨ھ میں فوت ہوئیں۔

آپ نے احکام دین کی بہت زیادہ تبلیغ کی۔ مشہور ہے کہ احکام شرعیہ کا چوتھا حصہ ان سے منقول ہے۔ اس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حاضر جوابی کی خوبی بھی نمایاں ہوتی ہے۔ (فتح الباری: ٧/ ١٠٧)

(٨٩٨١) مسلم: ٢٤٤٢۔ بخاری: ٢٥٨١۔ نسائی: ٣٩٤٦۔ احمد: ٢٤٠٥٢.
(٨٩٨٢) طبرانی کبیر: ٢٣/ ١٨٢.
(٨٩٨٣) طبرانی کبیر: ٢٣/ ١٨٤۔ مرسلا، رجاله ثقات و هیثمی: ١٥٣١٨.

٨٩٨٤ــ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: بَلَغَ صَفِيَّةَ أَنَّ حَفْصَةَ قَالَتْ: بِنْتُ يَهُوْدِيٍّ، فَبَكَتْ فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ وَهِيَ تَبْكِي، فَقَالَ: مَا يُبْكِيْكِ؟ فَقَالَتْ: قَالَتْ لِي حَفْصَةُ: إِنِّي بِنْتُ يَهُوْدِيٍّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ وَإِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ وَإِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ فَفِيْمَ تَفْخَرُ عَلَيْكِ؟ ثُمَّ قَالَ: اتَّقِي اللّٰهَ يَا حَفْصَةُ. (رواه الترمذی: ٣٨٩٤)

٨٩٨٤۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ام المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات پہنچی کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہودی زادی کہا تھا۔ اس بنا پر وہ رو رہی تھیں۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو وہ رو رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے رونے کا سبب پوچھا تو بتانے لگیں کہ حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے میرے بارے میں کہا کہ میں یہودی کی بیٹی ہوں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو نبی کی بیٹی اور نبی کی بھتیجی ہے اور تیرا خاوند بھی نبی ہے۔ وہ کس بات میں فخر کر رہی ہیں؟ پھر حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''اللہ سے ڈرتی رہ۔''

٨٩٨٥۔ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ بَلَغَنِي عَنْ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ كَلَامٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: أَلَا قُلْتِ فَكَيْفَ تَكُوْنَان خَيْرًا مِنِّي؟ وَزَوْجِي مُحَمَّدٌ وَأَبِي هَارُوْنُ وَعَمِّي مُوْسٰى، وَكَانَ الَّذِي بَلَغَهَا أَنَّهُمْ قَالُوْا: نَحْنُ أَكْرَمُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهَا، وَقَالُوْا: نَحْنُ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ وَبَنَاتُ عَمِّهِ. (رواه الترمذی: ٣٨٩٢)

٨٩٨٥۔ ''ام المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے (تو میں رو رہی تھی۔) اور مجھے حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی باتیں پہنچیں تھیں۔ میں نے آپ ﷺ کو خبری دی تو آپ نے فرمایا: تو نے یہ کیوں نہیں کہا کہ تم مجھ سے اچھی کس طرح ہو؟ میرا خاوند نبی محمد ﷺ ہے کہ میرا والد ہارون علیہ السلام ہے اور میرا چچا موسیٰ علیہ السلام ہے۔ انہیں یہ بات پہنچی تھی کہ انہوں نے کہا تھا کہ ہم اس (صفیہ) سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں عزت والی ہیں اور آپ کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔''

شــرح:......ان میں جو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی تنقیص کی تھی آپ نے اس کا ازالہ کیا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس جاہلی عادت سے رکنے کا حکم دیا۔ (جائزۃ الاحوذی: ٤/٦٦٢)

٨٩٨٦۔ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ: مَاتَتْ فُلَانَةُ لِبَعْضِ

٨٩٨٦۔ ''عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو نماز فجر کے بعد بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی فلاں زوجہ محترجہ فوت گئی

(٨٩٨٤) ترمذی: ٣٨٩٤۔ صحیح (البانی): ٣٠٥٥۔ احمد: ١١٩٨٤.

(٨٩٨٥) ترمذی: ٣٨٩٢۔ ضعیف الاسناد: ٨١٦.

(٨٩٨٦) ترمذی: ٣٨٩١۔ رزین (حسن) البانی: ٣٠٥٤۔ ابو داؤد: ١١٩٧.

أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَجَدَ فَقِيْلَ لَهُ أَتَسْجُدُ هٰذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوْا، فَأَيُّ آيَةٍ أَعْظَمُ مِنْ ذِهَابِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ. (رواه الترمذي: ٣٨٩١، ولرزين: مَاتَتْ سَوْدَةُ، فَسَمَّاهَا)

ہیں تو وہ سجدے میں گر گئے۔ ان سے کہا گیا: کیا تم اس وقت سجدہ کرتے ہو؟ تو انہوں نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ جب کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کیا کرو اور نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کے دنیا سے چلے جانے سے بڑی نشانی اور کون سی ہوگی؟'' (ابوداؤد، ترمذی اور رزین نے نام بیان کیا کہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں)

شرح: ......خوفناک علامت کا مطلب ہے آزمائش یا محنت آجائے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ بندوں میں اپنا خوف پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ شرف حاصل تھا کہ نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں رہیں اور دوسری یہ بات کہ یہ صحابیہ تھیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ نے عذاب سے محفوظ قرار دے رکھا تھا تو اس لحاظ سے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی وفات امت کے زوال اور امن کے لیے جانے کا باعث ہوسکتی تھی اس لیے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سجدہ کیا۔ (شرح مشکاۃ للطیبی)

٨٩٨٧ـ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الشَّامِ يُعَيِّرُوْنَ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُوْنَ: يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ، فَقَالَتْ لَهُ أَسْمَاءُ يَا بُنَيَّ إِنَّهُمْ يُعَيِّرُوْنَكَ بِالنِّطَاقَيْنِ، هَلْ تَدْرِي مَا كَانَ النِّطَاقَانِ إِنَّمَا كَانَ نِطَاقِي شَقَقْتُهُ نِصْفَيْنِ فَأَوْكَيْتُ قِرْبَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِأَحَدِهِمَا وَجَعَلْتُ فِي سُفْرَتِهِ آخَرَ، قَالَ فَكَانَ أَهْلُ الشَّامِ إِذَا عَيَّرُوْهُ بِالنِّطَاقَيْنِ يَقُوْلُ إِيْهاً وَالإِلٰهِ تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا. (رواه البخاري: ٥٣٨٨)

٨٩٨٧۔''وہب بن کیسان نے کہا: اہل شام ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو عار دلاتے اور کہتے تھے: اے دو پٹکوں والی عورت کے بیٹے! تو اسما رضی اللہ عنہا نے ان کو بتایا کہ اے بیٹا! وہ تیرا عیب بیان کرتے ہیں ذوالنطاقین کہہ کر اور کیا تجھے علم ہے کہ میرا یہ لقب کیسے رکھا گیا ہے؟ میری کمر کا پٹکا تھا۔ میں نے وہ پھاڑ کر نصف کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا مشکیزہ باندھا اور دوسرے نصف کے ساتھ آپ کا توشہ دان باندھ رکھا تھا۔ تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ تیری طرف سے عار کو رد کرنے کے لیے ظاہر بات ہے۔''

٨٩٨٨ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ

٨٩٨٨۔''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ

(٨٩٨٧) بخاري: ٥٣٨٨ـ احمد: ٢٦٣٨٨.

(٨٩٨٨) بخاري: ٦٢٨٢ـ مسلم: ١٩١٢ـ ابو داؤد: ٢٤٩٠ـ ترمذي: ١٦٤٥ـ نسائي: ٣١٧١ـ ابن ماجه: ٢٧٧٦ـ دارمي: ٢٤٢١ـ احمد: ١٣١٠٨ـ مالك: ١٠١١.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبَاءٍ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الأَسِرَّةِ أَوْ قَالَ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الأَسِرَّةِ۔ شَكَّ إِسْحَاقُ۔ قُلْتُ: ادْعُ اللّٰهِ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَدَعَا، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الأَسِرَّةِ أَوْمِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الأَسِرَّةِ، فَقُلْتُ: ادْعُ اللّٰهِ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِيْنَ، فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ زَمَانَ مُعَاوِيَةَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ. (رواه البخاري: ٦٢٨٢)

جب قبا جاتے تو ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں بھی جاتے اور وہ آپ کو کھانا کھلاتیں اور وہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔ ایک دفع کا ذکر ہے کہ آپ ان کے پاس گئے اورانہوں نے کھانا کھلایا۔ (کھانا کھا کر) آپ سو گئے۔

جب آپ بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے، وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی: آپ کیوں ہنستے ہیں؟ فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے سمند میں سوار ہوں گے گویا وہ تختوں پر بیٹھے ہوئے بادشاہ ہیں یا بادشاہوں کی مانند تختوں پر بیٹھیں گے۔

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ دعا کریں اللہ مجھے ان میں شامل کر دے۔ پس آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا کر دی۔ آپ پھر سر مبارک رکھ کر سو گئے اور بیدا ہوئے تو ہنس رہے تھے، میں نے عرض کی: آپ کیوں ہنستے ہیں؟ فرمایا: کچھ لوگ میری امت میں سے میرے اوپر پیش کیے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے۔ وہ تختوں پر بیٹھے بادشاہ ہوں گے یا بادشاہوں کی مانند ہوں گے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! دعا کیجیے اللہ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا: تو پہلوں میں سے ہے۔ ام حرام (عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت اور) معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارتِ شام میں سمندر میں سوار ہوئیں۔ جب سمندر سے واپسی پر باہر آئیں تو چوپائے سے گر کر فوت ہو گئیں۔"

٨٩٨٩۔ وَفِي رِوَايَةٍ: فَتَزَوَّجَهَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ بَعْدُ، فَغَزَا فِي الْبَحْرِ فَحَمَلَهَا مَعَهُ فَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ قُرِّبَتْ لَهَا بَغْلَةٌ فَرَكِبَتْهَا فَصَرَعَتْهَا فَانْدَقَّتْ عُنُقُهَا. (رواه مسلم: ١٩١٢)

٨٩٨٩۔ "ایک روایت میں ہے کہ ان (ام حرام رضی اللہ عنہا) سے عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے عقد کیا اور سمندر میں جہاد کے لیے گئے تو ساتھ لے گئے اور جب واپس آنے لگیں تو خچر سواری کے لیے پیش کی گئی۔ وہ سوار ہوئیں اور گر کر ہلاک ہو گئیں۔ ان کی گردن ٹوٹ گئی تھی۔"

(٨٩٨٩) مسلم: ١٩١٢۔ بخاری: ٦٢٨٢۔ ابو داؤد: ٢٤٩٠۔ ترمذی: ١٦٤٥۔ نسائی: ٣١٧١۔ ابن ماجه: ٢٧٧٦۔ دارمی: ٢٤٢١۔ احمد: ١٣٣٧٩۔ مالك: ١٠١٠۔

شـــــرح: ......اس میں ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے اعزازات بیان ہوئے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ان کے گھر قیلولہ کرتے ہیں۔ اور دوسرا شرف یہ ہے کہ جنت کی اور مغفرت کی نوید حاصل کرنے والی شہیدہ ہیں۔ مزید یہ ثابت ہوا کہ اجنبی عورت کے گھر مہمان کے طور پر رہا جا سکتا ہے بشرطیکہ برائی کا فتنہ نہ ہو اور اجنبی عورت مہمان کو کھانا پیش کرسکتی ہے۔

اس سے اجنبی خاتون سے خلوت کی عام اجازت اخذ نہیں کی جا سکتی کیونکہ یہ اجازت صرف نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۷۸)

٨٩٩٠ـــ وَفِـي رِوَايَةٍ: سَاقَ هٰذَا الْحَدِيْثَ' قَـالَ أَبُـوْدَاوُدَ: وَمَـاتَـتْ بِنْتُ مِلْحَـانَ بِقُبْرُصَ. (رواه أبوداود: ٢٤٩٠)

٨٩٩٠۔ ''ایک روایت میں ہے کہ بنت ملحان رضی اللہ عنہا قبرص میں فوت ہوئیں۔'' (ابوداود)

٨٩٩١ـــ عَنْ أَنَـسٍ رضي الله عنه أَنَّ الـنَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ بَيْتًا بِالْمَدِيْنَةِ غَيْرَبَيْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ إِلَّا عَـلَـى أَزْوَاجِـهِ فَـقِيْلَ لَـهُ، فَقَالَ: إِنِّي أَرْحَـمُهَـا قُتِلَ أَخُـوْهَـا مَـعِـيْ. (رواه البخاري: ٢٨٤٤)

٨٩٩١۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: مدینہ میں نبی کریم ﷺ کسی گھر میں نہیں داخل ہوتے تھے سوائے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر کے۔ آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس کا بھائی میرے ساتھ شہید ہو گیا تھا اور مجھے اس پر رحم آیا ہے۔''

٨٩٩٢ـــ عَـنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ رَأَيْتُـنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِـالـرُّمَيْـصَـاءِ امْـرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ. (رواه البخاري: ٣٦٧٩)

٨٩٩٢۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے رمیصاء کو دیکھا جو ابوطلحہ کی بیوی ہے۔''

٨٩٩٣ـــ عَـنْ أَنَـسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: دَخَـلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ: مَنْ هٰـذَا؟ قَالُوْا: هٰذِهِ الْغُمَيْصَاءُ بِنْتِ مِلْحَانَ أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. (رواه مسلم: ٢٤٥٦)

٨٩٩٣۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا اور چلنے کی آہٹ سنی تو میں نے کہا: یہ کون ہے؟ کہا گیا: یہ انس بن مالک کی ماں غمیصاء بنت ملحان ہے۔'' (مسلم)

شرح: ......(۱) سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی عبادت کی لگن بھی بیان ہوئی ہے کہ وضو کی جنت میں ضرورت نہیں، وہ پھر بھی وضو کر رہی ہے اور ان کے جنتی ہونے کی گواہی دی گئی ہے۔

(٨٩٩١) بخاری: ٢٨٤٤۔ مسلم: ٢٤٥٥.

(٨٩٩٢) بخاری: ٣٦٧٩۔ مسلم: ٢٣٩٤۔ احمد: ١٤٥٨٤.

(٨٩٩٣) مسلم: ٢٤٥٦۔ نسائی: ٢٧٧۔ احمد: ١٣١٠٢.

(۲) جو نبی ﷺ نے فرمایا: ان کا بھائی میرے ساتھ شہید ہوا ہے۔ وہ جب شہید ہوئے آپ ان کے ساتھ نہ تھے۔ چونکہ آپ کے حکم سے گئے تھے۔ یہ بئر معونہ میں شہید ہوئے تھے اس لیے آپ نے اپنے ساتھ ہونے کی بات کی ہے۔

اور جو یہ کہا گیا ہے کہ مدینہ میں کسی کے گھر نہ جاتے...... اس کی تفسیر یہ ہوگی کہ اتنی کثرت سے اور کسی کے گھر نہ جاتے تھے جتنا ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر جاتے۔ اوپر گزرا ہے آپ ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر بھی دوپہر کو جاتے تھے۔ (فتح الباری: ۶/ ۵۱)

۸۹۹۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: جَاءَ تْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ! مَاكَانَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوْا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ، وَمَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوْا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ، ثُمَّ قَالَتْ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ حَرَجٍ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا؟ قَالَ لَهَا: لاَ حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُطْعِمِيْهِمْ مِنْ مَعْرُوْفٍ. (رواه البخاري: ۷۱۶۱)

۸۹۹۴۔ ''ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہند بنت عتبہ آئیں اور کہا: یا رسول اللہ! میں روئے زمین کے کسی گھرانے کے بارے میں پسند نہیں کرتی تھی کہ وہ آپ کے گھرانے سے زیادہ ذلیل ہو۔ اور پھر اب یہ حالت ہو چکی ہے کہ زمین پر کوئی گھر نہیں جس کا باعزت ہونا مجھے آپ کے گھر کے باعزت ہونے سے زیادہ پسند ہو۔ پھر انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ابوسفیان مال کو روک کر رکھنے والا انسان ہے۔ کیا میں اس کے مال سے بچوں کو کھلانے کے لیے بلا گناہ لے سکتی ہوں؟ فرمایا: ''تیرے اوپر کوئی ہرج نہ ہوگا اگر معروف طریقے سے کھاؤ گے۔'' (الشیخان)

شرح: ...... یہ ہند مسلمان ہونے کے بعد نبی ﷺ کی ساس تھیں جو ماں کے مرتبہ پر تھیں۔ ان کی عقل و دانش کا پتہ چلتا ہے کہ ہندہ دانا خاتون تھیں۔ (فتح الباری: ۷/ ۱۴۲)

مناقب زينب ورقية وأم كلثوم بنات النبى ﷺ وأم سلمة وغيرهن من النساء

رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں زینب، رقیہ، ام کلثوم رضی اللہ عنہن اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور دیگر اور خواتین کے فضائل کا بیان

۸۹۹۵۔ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ، خَرَجَتِ ابْنَتُهُ زَيْنَبُ مِنْ مَكَّةَ مَعَ كَنَانَةَ أَوِ ابْنِ كَنَانَةَ، فَخَرَجُوْا فِي طَلَبِهَا، فَأَدْرَكَهَا هَبَّارُبْنُ الأَسْوَدِ، فَلَمْ يَزَلْ يُطْعِنُ

۸۹۹۵۔ ''ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب مدینہ میں آئے تو آپ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا مکہ سے کنانہ یا ابن کنانہ کے ساتھ نکلی تو اس کی تلاش میں لوگ نکل کھڑے ہوئے اور ہبار بن اسود نے اس کو دیکھا اور اس کے

(۸۹۹۴) بخاری: ۷۱۶۱۔ مسلم: ۱۷۱۴۔ ابو داؤد: ۳۵۳۲۔ نسائی: ۲۴۲۰۔ ابن ماجہ: ۲۲۹۳۔ دارمی: ۲۲۵۹۔ احمد: ۲۵۳۶۰.
(۸۹۹۵) طبرانی کبیر: ۲۲/ ۴۳۱۔ اوسط، بزار رجالہ رجال الصحیح و هیثمی: ۱۵۲۳۱.

بَعِيْرَهَا بِرُمْحِهِ حَتَّى صَرَعَهَا، وَأَلْقَتْ مَافِي بَـطْنِهَا وَهَرِيْقَتْ دَمًا، فَتَخَلَّتْ وَتَشَاجَرَفِيْهَا بَـنُـوْهَـاشِـمٍ وَبَنُوْأُمَيَّةَ، فَقَالَ بَنُوْأُمَيَّةَ: نَحْنُ أَحَـقُّ بِهَـا، وَكَـانَـتْ تَحْتَ ابْنِ عَمِّهِمْ أَبِي الْعَـاصِ وَكَـانَـتْ عِـنْـدَهِنْدَ بِنْتِ عُتْبَةَ، فَـقَالَ ﷺ لِـزَيْـدِ بْـنِ حَـارِثَةَ: أَلَا تَـنْطَلِقُ فَتَجِيءَ بِـزَيْـنَـبَ؟ قَـالَ: بَلٰى، قَالَ: فَخُذْ خَـاتَـمِي فَأَعْطِهَا إِيَّاهُ، فَانْطَلَقَ زَيْدٌ يَتَلَطَّفُ فَـلَـقِيَ رَاعِياً لِأَبِي الْعَاصِ فَقَالَ: لِمَنْ هٰذِهِ الْـغَـنَـمُ؟ قَالَ: لِزَيْنَبَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: هَلْ أُعْطِيْكَ شَيْئًا تُعْطِيْهَا إِيَّاهُ وَلاتَذْكُرُهُ لِأَحَدٍ؟ قَـالَ نَـعَمْ، فَأَعْطَاهُ الْخَاتَمَ وَانْطَلَقَ الرَّاعِي وَأَدْخَـلَ غَـنَـمَـهُ وَأَعْطَاهَا الْخَاتَمَ فَعَرَفَتْهُ، فَقَالَتْ: مَنْ أَعْطَاكَ هٰذَا؟ قَالَ: رَجُلٌ، قَالَتْ: أَيْنَ تَرَكْتَهُ؟ قَالَ بِمَكَانِ كَذَا، فَسَكَتَتْ، حَتَّى إِذَا كَـانَ الـلَّيْـلُ خَرَجَتْ إِلَيْهِ، فَلَمَّا جَاءَتْهُ أَرْكَبَهَا وَرَاءَهُ حَتَّى أَتَتْ، فَكَانَ ﷺ يقول: هِيَ خَيْرُبَنَاتِي، أُصِيبَتْ فِيَّ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَلِيَّ بْـنَ الْـحُسَيْنِ فَانْطَلَقَ إِلَى عُرْوَةَ، فَقَالَ: مَا حَـدِيْـثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ تَنْتَقِصُ فَاطِمَةَ؟ فَقَالَ عُـرْوَةُ: وَالـلّٰـهِ! مَـا أُحِـبُّ أَنَّ لِي مَا بَيْنَ الْـمَشْـرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَأَنِّي أَنْتَقِصُ فَاطِمَةَ، أَمَّـا بَـعْـدَ هٰـذَا فَـإِنِّي لاأُحَدِّثُ بِـهِ أَبَدًا.
(للكبير: ٢٢/ ٤٣١، والأوسط والبزار)

اونٹ کو نیزہ مارنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اس کو اونٹ سے گرا دیا اور اس کا حمل گر گیا اور وہ خون میں لت پت ہوگئیں اور تنہا رہ گئیں، پس بنوھاشم اور بنوامیہ نے اس کے بارے میں جھگڑا کیا تو بنوامیہ نے کہا: اس کے ہم زیادہ حقدار ہیں۔ وہ ان کے چچا کے بیٹے ابوالعاص کے عقد میں تھیں اور وہ ہند بنت عتبہ کے پاس ٹھہریں:

نبی ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تو جا کر زینب کو نہیں لائے گا؟ تو انہوں نے کہا: جی ہاں میں لاتا ہوں۔ فرمایا: میری انگوٹھی اس کو دے دینا پس زید رضی اللہ عنہ پوری رازداری کے ساتھ گئے اور ابوالعاص کی بکریاں چرانے والے سے ملاقات کی اور اس سے سوال کیا: یہ بکریاں کس کی ہیں؟ اس نے کہا: یہ زینب بنت محمد ﷺ کی ہیں۔ تو زید رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تجھے کوئی چیز دوں تو تو اس کو پہنچادے گا اور کسی سے ذکر نہیں کرے گا؟ تو اس نے کہا ٹھیک ہے۔ پس زید رضی اللہ عنہ نے آپ کی انگوٹھی اس کو دیدی اور راعی چلا گیا اور بکریاں گھر میں داخل کیں اور زینب رضی اللہ عنہا کو انگوٹھی پہنچا دی، وہ پہچان گئیں اور پوچھا: تجھے یہ انگوٹھی کس نے دی ہے؟ اس نے کہا: ایک مرد نے دی ہے۔ پوچھا: وہ کہاں تھا اور تو نے کہاں پایا تھا؟ اس نے کہا: فلاں جگہ۔ پس زینب رضی اللہ عنہا خاموش ہوگئیں۔ جب رات چھا گئی تو اس جگہ آئیں اور زید نے انہیں اپنے اونٹ پر سوار کیا اور واپس آئیں۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: یہ میری سب بیٹیوں سے بہت اچھی ہے۔ اس کو میری وجہ سے اذیت دی گئی۔ جب یہ روایت علی بن حسین رحمہ اللہ کو پہنچی تو وہ عروہ کے پاس گئے اور کہا: وہ کیسی روایت ہے جو تم بیان کرتے اور فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی تنقیص کے مرتکب ہو؟ عروہ نے کہا: اگر مشرق اور مغرب کی سب دولت بھی دی جائے تو میں

فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی تنقیص کرنے کی جرأت نہیں کروں گا اور نہ اس بات کو پسند کرتا ہوں اور آج کے بعد میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت بیان بھی نہیں کروں گا۔'' (الکبیر، الاوسط، البزار)

٨٩٩٦ـ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ دِعَامَةَ: كَانَتْ رُقَيَّةُ بِنْتُ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي لَهَبٍ، فَلَمَّا نَزَلَتْ: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ﴾ سَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ عُتْبَةَ طَلَاقَهَا، وَسَأَلَتْهُ رُقَيَّةُ ذٰلِكَ، فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ وَتُوُفِّيَتْ عِنْدَهُ. (للكبير: ٢٢/ ٤٣٤، بلين)

٨٩٩٦ـ ''سیدنا قتادہ بن دعامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ عتبہ بن ابولہب کے عقد میں تھیں۔ جب سورت لہب نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے عتبہ سے طلاق طلب کی اور رقیہ رضی اللہ عنہا نے بھی طلب کی تو اس نے طلاق دیدی اور اس سے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے عقد کیا اور وہ اسی کے عقد میں فوت ہوگئیں۔'' (الکبیر سند کمزور ہے۔)

٨٩٩٧ـ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ بَكَّارٍ: كَانَتْ أُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ عُتَيْبَةَ بْنِ أَبِي لَهَبٍ فَفَارَقَهَا، فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ رُقَيَّةُ عِنْدَ عُثْمَانَ زَوَّجَهُ النَّبِيُّ ﷺ أُمَّ كُلْثُوْمٍ، فَتُوُفِّيَتْ عِنْدَهُ وَلَمْ تَلِدْ لَهُ، وَقَالَ ﷺ: لَوْكَانَ لِي عَشْرٌ لَزَوَّجْتُكَهُنَّ. (للكبير: ٤٣٩٠٢٢، بانقطاع)

٨٩٩٧ـ '' زبیر بن بکار نے کہا: ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ ابولہب کے بیٹے عتیبہ کے عقد میں تھیں اور اس نے ان کو طلاق دیدی تھی۔ جب عثمان رضی اللہ عنہ کے عقد میں رقیہ رضی اللہ عنہا فوت ہوگئیں تو آپ ﷺ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ان کے عقد میں دیدیا اور انہی کے عقد میں فوت ہوئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میری دس بیٹیاں ہوتیں تو میں ایک کے بعد دوسری عثمان کے عقد میں دے دیتا۔''

٨٩٩٨ـ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَفَاطِمَةُ، فَجَعَلَ الْحَسَنَ مِنْ شِقٍّ وَالْحُسَيْنَ مِنْ شِقٍّ وَفَاطِمَةَ فِي حِجْرِهِ. فَقَالَ: رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، وَأَنَا وَأُمُّ سَلَمَةَ جَالِسَتَانِ، فَبَكَتْ أُمُّ سَلَمَةَ، فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَقَالَ:

٨٩٩٨ـ زینب بنت ابی سلمہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے۔ وہاں حسن و حسین اور فاطمہ رضی اللہ عنہم آپ کے پاس آ پہنچے تو آپ نے ایک طرف حسن کو اور دوسری جانب حسین کو بٹھایا اور فاطمہ کو گود میں لے کر فرمایا: ''اللہ کی رحمت نازل ہو اور اس کی برکات نازل ہوں تم پر اے اہل بیت، بے شک وہ صفتوں والا اور عظمت والا ہے۔'' میں اور ام سلمہ وہاں بیٹھی تھیں تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ آپ ﷺ

(٨٩٩٦) طبرانی کبیر: ٢٢/ ٤٣٤ـ وفيه زهير بن العلاء ضعفه ابو حاتم و وثقه ابن حابن فالاسناد حسن: ١٥٢٣٨ـ هيثمی: ١٥٢٣٨.

(٨٩٩٧) طبرانی کبیر: ٢٢/ ٤٣٩ـ منقطع الاسناد۔ یہ طلاق والا قصہ مناقب عثمان میں گزر چکا ہے۔ ہیثمی: ١٥٢٤٢.

(٨٩٩٨) طبرانی کبیر: ٢٤/ ٢٨١ـ اوسط، وفيه ابن لهيعة وهو لين و هيثمی: ١٥٠٠٥.

مَا يُبْكِيْكِ؟ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! خَصَّصْتَ هٰؤُلاَءِ وَتَرَكْتَنِى أَنَا وَابْنَتِي، فَقَالَ: أَنْتِ وَابْنَتُكِ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ. (للكبير: ٢٤/ ٢٨١، والأوسط)

نے دیکھ کر فرمایا: تو کیوں روئی؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے ان کو مخصوص فرمایا اور مجھے اور میری بیٹی کو شامل نہ کیا، تو فرمایا: تو اور تیری بیٹی اہل بیت میں سے ہیں۔" (الکبیر، الاوسط)

٨٩٩٩ـــ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُهْدِيَتْ لَهُ قِلَادَةُ جَزْعٍ، فَقَالَ: لَأَدْفَعَنَّهَا إِلَى أَحَبِّ أَهْلِي إِلَيَّ، فَقَالَتِ النِّسَاءُ! ذَهَبَتْ بِهَا ابْنَةُ أَبِي قَحَافَةَ، فَعَلَّقَهَا فِي عُنُقِ أُمَامَةَ بِنْتِ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (رواه أحمد: ٢٥٧١٧، والموصلى)

٨٩٩٩۔"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک ہار تحفہ میں دیا گیا۔ پس آپ نے فرمایا: میں یہ اس کو پہناوں گا جو میرے اہل بیت میں مجھے بہت زیادہ محبوب ہے۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کا خیال تھا کہ ابو قحافہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی بیٹی (عائشہ رضی اللہ عنہا) ہی کو ملے گا۔ مگر آپ ﷺ نے اپنی بیٹی زینب کی بیٹی امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہم کے گلے میں ڈال دیا۔" (احمد، الموصلی)

٩٠٠٠ـــ وللكبير، قَالَ: الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ: وَأَوْصٰى أَبُوْالْعَاصِ بِابْنَتِهِ أُمَامَةَ إِلَى الزُّبَيْرِ، فَزَوَّجَهَا الزُّبَيْرُ عَلِيًّا بَعْدَ وَفَاةِ فَاطِمَةَ، وَقُتِلَ عَلِيٌّ وَهِيَ عِنْدَهُ وَلَمْ تَلِدْ. (للكبير: ٢٢/ ٤٤٣)

٩٠٠٠۔"الکبیر میں بیان کیا گیا کہ زبیر بن بکار نے کہا: ابو العاص نے اپنی بیٹی امامہ کے لیے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو وصیت کی۔ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کا عقد علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور علی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک وہ ان کے پاس رہیں اور کوئی اولاد نہیں پیدا ہوئی۔"

٩٠٠١ـــ عَنْ أَنَسٍ: لَمَّا تُوُفِّيَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَسَدٍ أُمُّ عَلِيٍّ، دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهَا، فَقَالَ: رَحِمَكِ اللّٰهُ يَا أُمِّي، كُنْتِ أُمِّي بَعْدَ أُمِّي، تَجُوْعِيْنَ وَتُشْبِعِيْنِي، وَتَعْرِيْنَ وَتَكْسِيْنَنِي، وَتَمْنَعِيْنَ نَفْسَكِ طِيْبًا وَتُطْعِمِيْنَنِي، تُرِيْدِيْنَ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ

٩٠٠١۔"سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد، علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہوئیں تو نبی ﷺ اس کے سر کے پاس جا کر بیٹھے اور فرمایا: اے میری ماں! اللہ تعالیٰ تیرے اوپر رحمت نازل فرمائے، میری ماں کے بعد تو ہی میری ماں تھی تو بھوکی رہتی اور مجھے کھلا کر سیر کرتی۔ خود اچھا کپڑا نہ پہنتی مگر مجھے پہناتی۔ ہر اچھی چیز سے خود محروم رہتی اور مجھے دیتی اور تو اللہ کی

(٨٩٩٩) احمد: ٢٥٧١٧۔ موصلی۔ واسناد احمد و ابو یعلی حسن ہیثمی: ١٥٣٩١.

(٩٠٠٠) طبرانی کبیر: ٢٢/ ٤٤٣۔ واسنادہ منقطع و ہیثمی: ١٥٣٩٢.

(٩٠٠١) طبرانی کبیر: ٢٤/ ٣٥١۔ اوسط، وفیہ، روح بن صلاح وثقه ابن حبان والحاکم وفیه ضعف وبقیة رجاله رجال الصحیح و ہیثمی: ١٥٣٩٩.

وَالدَّارَ الآخِرَةَ، ثُمَّ أَمَرَأَنْ تُغْسَلَ ثَلاَثاً، فَلَمَّا بَلَغَ الْمَاءُ الَّذِي فِيْهِ الْكَافُوْرُسَكَّبَهُ ﷺ بِيَدِهِ، ثُمَّ خَلَعَ قَمِيْصَهُ فَأَلْبَسَهَا إِيَّاهُ وَكَفَّنَهَا بِبُرْدٍ فَوْقَهُ، ثُمَّ دَعَا أُسَامَةَ وَأَبَا أَيُّوْبَ الاَنْصَارِيَّ وَعُمَرَوَغُلاَماً أَسْوَدَ يَحْفِرُوْنَ، فَحَفَرُوْا قَبْرَهَا، فَلَمَّا بَلَغُوْا اللَّحْدَ حَفَرَهُ ﷺ بِيَدِهِ، وَأَخْرَجَ تُرَابَهُ بِيَدِهِ،فَلَمَّا فَرَغَ دَخَلَ فَاضْطَجَعَ فِيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَحَيٌّ لاَيَمُوْتُ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لأُمِّي فَاطِمَةَ بِنْتِ أَسَدٍ، وَلَقِّنْهَا حُجَّتَهَا وَوَسِّعْ عَلَيْهَا مَدْخَلَهَا، بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالأَنْبِيَاءِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِي، فَإِنَّكَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ، وَكَبَّرْ عَلَيْهَا أَرْبَعًا وَأَدْخَلَهَا اللَّحْدَ هُوَ وَالْعَبَّاسُ وَأَبُوْ بَكْرٍ . (للكبير: ٢٤/ ٣٥١، والأوسط بلين)

خوشنودی کے لیے ایسا کرتی تھی اور آخرت گھر کے لیے۔ پھر حکم دیا کہ تین بار اس کو غسل دیا جائے۔ جب آخری پانی ڈالنے کی نوبت آئی جس میں کافور مالا جاتا ہے تو کافور اپنے ہاتھ سے ڈالا۔ اور پھر اپنا کرتا اتار کر اس کو پہنایا اور اس کے اوپر سے بڑی چادر کا کفن دیا۔ پھر آپ ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ، ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور سیاہ رنگ کے ایک غلام کو بلایا کہ قبر کھودیں تو انہوں نے قبر کھودی۔ اور جب لحد بنانے کا وقت آیا تو آپ نے قبر خود کھود کر تیار کی اور اس سے مٹی بھی اپنے دست مبارک کے ساتھ نکالی۔ جب قبر تیار کر کے فارغ ہوئے تو خود اس میں اترے اور لیٹ گئے پھر یوں دعا کی: اللہ ہی وہ ذات ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہمیشہ زندہ ہے کبھی فوت نہ ہوگا۔ اے اللہ! میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس کو تلقین یاد کرا دے اور دلیل بتا دے اور اس کی قبر کشادہ کر دے اپنے نبی اور میرے سے پہلے کے تمام انبیاء کے طفیل، بلاشک تو سب سے بڑا مہربان ہے۔ جنازے میں اس پر چار تکبیرات کہیں اور اس کو قبر میں آپ ﷺ نے، عباس نے اور ابوبکر رضی اللہ عنہما نے اتارا۔'' (الکبیر، الاوسط سند کمزور ہے)

٩٠٠٢۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ: أَنَّ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ لَهَا عُمَرُ: اعْمَلِي، فَإِنَّ مُحَمَّداً لاَيُغْنِي عَنْكِ شَيْئًا، فَجَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَتْهُ، فَقَالَ ﷺ:مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ شَفَاعَتِي لاَتَنَالُ أَهْلَ بَيْتِي، وَإِنَّ شَفَاعَتِي تَنَالُ حَاءَ وَحَكَمَ، حَاءُ وَحَكَمٌ: قَبِيْلَتَانِ . (للكبير: ٣٤/ ٤٣٤، بإرسال)

٩٠٠٢۔ ''عبدالرحمٰن بن ابی رافع نے بیان کیا کہ ام ھانی رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب کو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو اپنے لیے عمل کر، محمد ﷺ تیرے لیے کام نہیں آئیں گے تو وہ آئیں اور رسول اللہ ﷺ کو خبر دی تو آپ ﷺ فرمایا: ''بعض اقوام کا کیا حال ہے کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ میری شفاعت میرے اہل بیت کو شامل نہ ہوگی۔ بے شک میری شفاعت حاء اور حکم کو حاصل ہوگی۔ حاء اور حکم دو قبیلے ہیں۔'' (الکبیر، روایت مرسل ہے)

(٩٠٠٢) طبراني كبير: ٣٤/ ٤٣٤۔ وهو مرسل، ورجاله ثقات و هيثمي: ١٥٤٠١.

٩٠٠٣ــ عَـنْ دُرَّةَ بِنْتِ أَبِي لَهْبٍ، قَالَتْ: كُنْـتُ عِـنْـدَ عَـائِشَةَ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ائْتُونِي بِوَضُوءٍ، قَالَتْ: فَابْتَدَرْتُ أَنَا وَعَـائِشَةُ الْـكُـوْزَفَـأَخَذْتُهُ أَنَا فَتَوَضَّأَ فَرَفَعَ بَـصَـرَهُ إِلَـيَّ أَوْ طَرَفَهُ إِلَيَّ وَقَالَ: أَنْتِ مِنِّي وَأَنَا مِنْكِ. (رواه أحمد: ٢٦٨٨٧)

٩٠٠٣۔ ''دورہ بنت ابی لہب کہتی ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی۔ نبی ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: وضو کا پانی لاؤ۔ میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا جلدی سے اٹھیں۔ میں نے جلدی سے لوٹا پکڑ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نگاہ اوپر اٹھائی اور (میرے متعلق) فرمایا: ''تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔'' (احمد کی طویل روایت ہے)

٩٠٠٤ـ وَلِلْكَبِيْرِبِلِيْنٍ عَنِ ابْنِ عَمْرَ وَغَيْرِهِ، قَـدِمَـتْ دُرَّةُ بِنْتُ أَبِى لَهْبٍ مُهَاجِرَةً، فَقَالَ لَهَا نِسْوَةٌ مِـنْ بَـنِـي زُرَيْقٍ: أَنْتِ بِنْتُ أَبِي لَهْـبِ الَّـذِي قَـالَ الـلّٰهُ فِيْهِ: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِيْ لَهَـبٍ وَتَـبَّ﴾ الآيَةَ، يُغْنِي عَنْكِ مُهَاجَرُكِ: فَـأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَشَـكَـتْ إِلَيْهِ مَا قُلْنَ لَهَا، فَسَـكَتَهَـا وَقَـالَ لَهَـا: اجْـلِسِـي، ثُمَّ صَلَّى بِالنَّاسِ الظُّهْرَوَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَـا الـنَّاسُ! مَالِي أُوْذِي فِي أَهْلِيْ فَوَاللّٰهِ! إِنَّ شَـفَـا عَتِـي لَتَـنَـالُ حَتَّى حَـاءَ وَحَكَمَ وَصَـداءَ وَسَهْـلَـبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (للكبير: ٢٥٩/٢٤)

٩٠٠٤۔ ''الکبیر میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت ہے کہ جب درہ بنت ابی لھب ہجرت کر کے آئی تو بنو زریق کی خواتین نے اس سے کہا تو اس ابولھب کی بیٹی ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ابولھب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے...... تا آخر سورت۔ تجھے تیری ہجرت کیا کام دے گی؟ تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور اس طعنے کی آپ سے شکایت کی جو خواتین نے دیا تھا تو آپ نے اس کو خاموش کرایا اور فرمایا: بیٹھ جا۔ پھر ظہر کی نماز لوگوں کو پڑھائی اور آپ منبر پر تشریف لے گئے اور بیٹھے پھر فرمایا: لوگو! مجھے میرے اہل بیت کے سلسلے میں اذیت کیوں دی جاتی ہے؟ اللہ کی قسم! میری شفاعت قیامت کے دن، حاء، حکم، صدا اور سہلب اقوام کو بھی شامل ہوگی۔''

انتباہ:......اصل بات یہ ہے کہ اگر کوئی سفارش کا اہل ہوا تو آپ اس کی سفارش کریں گے اور اگر کوئی اہل نہیں تو خواہ کوئی بھی ہو اس کی سفارش آپ نہیں کریں گے۔ آپ نے سب قرابت داروں سے کہہ دیا تھا کہ تمہارا عمل تمہیں نجات دلائے گا اگر عمل نہ ہوگا تو میں کام نہ آؤں گا۔ (بخاری، مسلم)

(٩٠٠٣) احمد: ٢٦٨٨٧۔ ورجاله ثقات و هيثمي: ١٥٤٠٤.

(٩٠٠٤) طبراني كبير: ٢٤/ ٢٥٩۔ وفيه عبدالرحمٰن بن بشير الدمشقي وثقه ابن حبان وضعفه ابو حاتم وبقية رجاله ثقات و هيثمي: ١٥٤٠٢.